فضائل و مسائلِ نماز

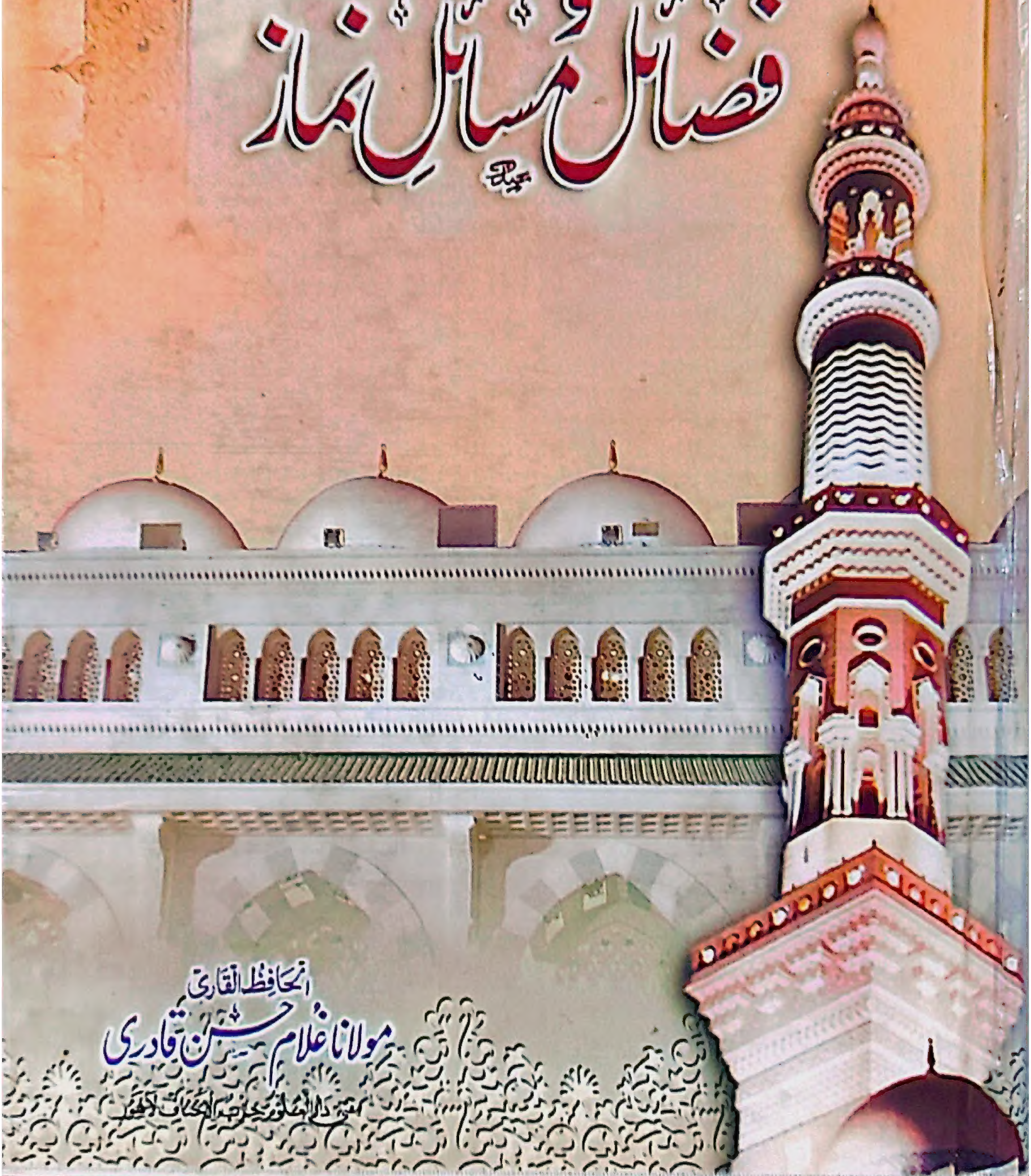

الحافظ القاری
مولانا غلام حسن قادری
مدرس دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

فضائل و مسائل نماز

(مجلد)

مؤلف

الحافظ القاری

مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱- داتا گنج بخش روڈ لاہور 042-37313885

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

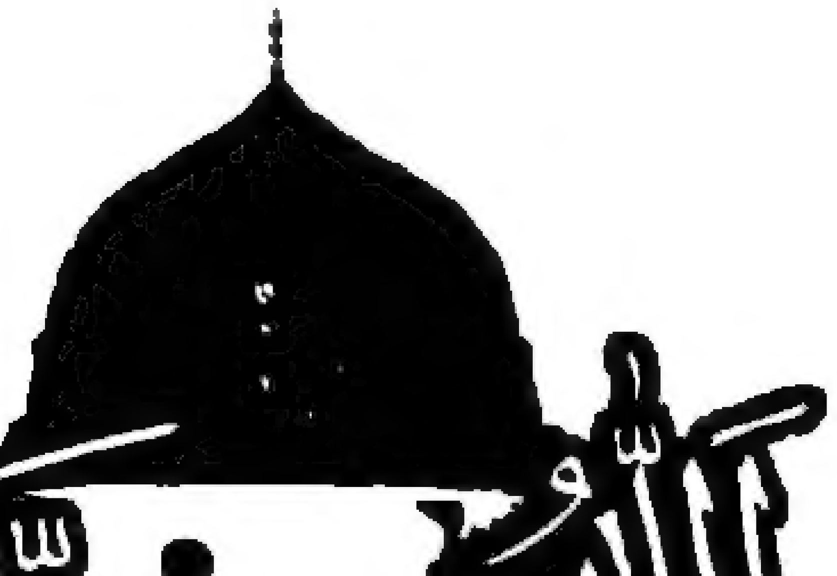

اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا ومولانا محمدٍ وعلیٰ آلہٖ

وصحبہٖ وبارک وسلّم

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

محمدٌ سیّد الکونین والثقلین

والفریقین من عربٍ ومن عجمٍ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	—	فضائل ومسائل نماز
ترتیب وتحقیق	—	الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
تعداد صفحات	—	۸۹۶
پروف ریڈنگ	—	الحاج قاری محمد اصغر نورانی
کمپوزنگ	—	ورڈز میکر
حسب فرمائش	—	حضرت مولانا حافظ محمد عبدالغفور گولڑوی زید مجدہ
	—	حضرت قاری غلام معین الدین سیالوی
	—	صاحبزادہ قاری محمد اکرم فیضی
	—	استاذ العلماء قاری محمد اکرم فیضی مدنی
نظر ثانی	—	حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری
اوّل ایڈیشن	—	شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ/اگست ۲۰۰۹ء
طابع	—	سید محمد شجاعت رسول شاہ قادری
مطبع	—	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزر کوڈ	—	1N133
قیمت	—	400 روپے

ملنے کے پتے

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
042-7246006

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
انفال سنٹر اردو بازار کراچی
021-2630411

مکتبہ غوثیہ ہول سیل
پرانی سبزی منڈی کراچی
021-4910584

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5558320

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5536111

مکتبۃ المدینہ
فیضان مدینہ کراچی
021-4126999

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور فون 37313885-7070063

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد فون: 2626046

انتساب

اُستاذ العلماء، پیکرِ صدق و صفا، رئیس الاتقیاء، مجسمۂ زہد و تقویٰ
حافظ کتب درسِ نظامی، عالمِ ربانی، عاشقِ نبی تہامی
حضرت العلام، محترم المقام واجب الاحترام
معلی القاب، عالی جناب، عزت مآب

مولانا عبد الغفور صاحب قدس سرہ السامی

صدر مدرس دار العلوم حزب الاحناف لاہور
(مدفون سرائے سلطان لنڈا بازار لاہور)

کے نام

جنہوں نے اس احقر کو اپنی مسند تدریس پہ بیٹھنے کی سعادت بخشی اور جن کے فیضان علم کی برکت سے یہ بندۂ بے دام کچھ لکھنے کے قابل ہوا۔ خدائے لم یزل ولا یزال استاذ محترم کو اعلیٰ علیین میں ٹھکانہ نصیب فرمائے اور نبی اکرم نورِ مجسم، شفیع معظم، تاجدار عرب و عجم احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ علیہ الوف التحیۃ والثناء کی بابرکت شفاعت سے مستفیض فرما کر جنت کے ہر دروازے سے ندا دے کر جنت الفردوس میں داخلہ نصیب فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

دعا گو

ناچیز: غلام حسن قادری

دار العلوم حزب الاحناف لاہور

اظہارِ حقیقت و مسرّت

نماز افضل العبادات بھی ہے اور مجموعہ طاعات بھی ہے۔ اس موضوع پہ لکھنے کا عرصۂ دراز سے ارادہ میرے سینے میں انگڑائیاں لے رہا تھا لیکن صرف اس وجہ سے کہ میں چاہتا تھا کہ جس طرح نماز عظیم عبادت ہے اس پر کتاب بھی جامع قسم کی آنی چاہئے چنانچہ اپنی کم مائیگی کے ساتھ ساتھ غفلت و سستی بھی دامن گیر رہی تا آنکہ دوستوں کا اصرار بڑھا اور اللہ کا نام لے کر اس عظیم کام کو شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طویل سجدوں کی برکت سے تین سال کی مدت مدید ضخیم کتاب معرضِ وجود میں آئی۔

اس کوشش میں کہاں تک کامیابی میرے نصیب میں آئی' اس کا فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑ رہا ہوں' اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو اگر وہ بے نمازی ہیں تو نمازی بنائے اور اگر نمازی ہیں تو ان کی نمازوں میں اپنی معرفت کا نور پیدا فرمائے' ان کے سجدوں میں اپنے دیدار کی لذت پیدا فرمائے اور ان کی عبادات کو اپنے قرب کی حلاوتوں سے نوازے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وآلہ واصحابہ
افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۷ اگست ۲۰۰۸ء
بروز اتوار بعد نماز مغرب

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فضائل نماز (قرآن پاک سے)	۲۹	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۵۳
نکتۂ قرآنی	۳۳	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	۵۳
بے نمازی اور دوزخ	۳۸	حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ	۵۳
حکومتی نماز	۴۱	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۵۴
نماز کی مرکزیت	۴۲	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	۵۴
امام الانبیاء علیہ السلام کی نماز	۴۳	تیروں پہ تیر چلتے رہے مگر نماز نہ چھوڑی	۵۵
محبوب خدا کی ایک نماز کا حال	۴	ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی نمازیں	۵۶
حضور علیہ السلام کی آخری نمازوں کا حال ..	۴۵	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۵۶
عبادت اور ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم .	۴۶	حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۵۶
بندگان خدا کی نماز اور قرآن مجید	۴۷	بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کی نماز	۵۸
خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی نمازوں کا حال....	۴۹	حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ	۵۸
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۴۹	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ	۵۸
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۴۹	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	۵۸
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ-	۵۰	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	۵۹
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۵۰	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ	۵۹
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۵۱	حضرت محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ	۵۹
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ	۵۱	حضرت محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ	۵۹
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی نمازیں .	۵۲	حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ	۶۰
حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ	۵۲	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۶۰
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۵۳	حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۶۰

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
حضرت حاتم بلخی رحمۃ اللہ علیہ	۶۰
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو	۶۱
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی	۶۱
ایک اللہ والے کی نماز	۶۳
ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ	۶۳
حفاظت نماز اور صلوٰۃ وسطیٰ	۶۴
نماز پڑھ گیا دنیا میں کربلا کا حسین	۶۶
اُمتی کی معراج	۶۸
عبادات میں نماز کی امتیازی شان	۷۰
نماز مقررہ وقت پر فرض ہے	۷۱
نماز ہر شریعت میں رہی	۷۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام	۷۲
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام	۷۳
حضرت اسحٰق اور یعقوب علیہما السلام	۷۳
حضرت زکریا علیہ السلام	۷۳
حضرت لقمان علیہ السلام	۷۴
حضرت شعیب علیہ السلام	۷۴
حضرت لوط علیہ السلام	۷۴
حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام	۷۴
حضرت ہارون علیہ السلام	۷۵
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۷۵
حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ	۷۵
نمازیوں کے لیے بشارتیں	۷۶

عنوان	صفحہ
نکتہ قرآنی	۷۸
ترک نماز اور شرک	۷۸
نماز چھوڑنے کا گناہ	۸۰
جان بوجھ کر نماز چھوڑنا	۸۱
کافرانہ سوچ	۸۲
بے نماز دوزخ کے بدترین طبقے میں	۸۳
نیکوں کی ناخلف اولاد	۸۵
مثال سے سمجھو	۸۸
معراج کا تحفہ	۸۹
زندگی بے بندگی شرمندگی	۹۱
نکتہ	۹۲
بے نمازیوں کے بہانے	۹۲
مقامِ عبرت	۹۳
بہانہ نمبر ۲	۹۴
نصیحت کی بات	۹۵
وہ آیات جن میں نماز کی ترغیب دی گئی	۹۶
نماز بندے کو مولیٰ سے ملاتی ہے	۹۸
نماز میں یکسوئی کس طرح پیدا ہو؟	۹۸
نماز باطن کی میل اُتار دیتی ہے	۱۰۰
نماز جامع العبادات ہے	۱۰۱
علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کا بیان فرمودہ ایک نکتہ	۱۰۲
نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں	۱۰۴
حضور علیہ السلام کی نماز، کفار کی زیادتیاں اور	

عنوان	صفحہ
تائید ایزدی	۱۰۵
تائید الٰہی کا عظیم مظاہرہ	۱۰۷
ابوجہل ذلیل ہو گیا اور حقدار کو حق مل گیا	۱۰۸
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے	۱۰۹
دست بکار دل بیار	۱۱۱
اقامت صلوٰۃ اور اس کے تقاضے	۱۱۱
طہارت	۱۱۲
نماز میں باقاعدگی	۱۱۲
پابندی وقت	۱۱۳
نماز سے غافل نہ ہونا	۱۱۳
ریا و نمود سے پاک ہونا	۱۱۴
ایثار اور امداد باہمی	۱۱۴
خشوع وخضوع	۱۱۵
برائی اور ناشائستہ امور سے پرہیز	۱۱۵
سستی اور کاہلی سے اجتناب	۱۱۶
نماز باجماعت کی ادائیگی	۱۱۶
نمازی کی ایک اور امتیازی شان	۱۱۸
بے نمازی متوجہ ہوں	۱۱۹
سب کچھ ہے تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے	۱۲۱
یہ کیسا سچ ہے؟	۱۲۲
نمازی اور بے نمازی کی جزا و سزا	۱۲۳
نماز گناہوں سے آخر کار بچا لیتی ہے	۱۲۵
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۱۲۷

عنوان	صفحہ
نماز کا چور	۱۲۸
نماز گناہ مٹا دیتی ہے	۱۳۰
فضائل نماز پہ احادیث	۱۳۲
نمازی کا درجہ شہید سے بھی بڑھ کر	۱۳۸
بے نمازی پر شیطانی اثرات	۱۳۹
نماز کے متعلق قرآن وحدیث کا اسلوب بیان	۱۴۰
نماز کی رونق چہروں پر	۱۴۱
نماز میں شکل احمد ﷺ	۱۴۵
اہل ایمان حکمران کی سب سے پہلی ذمہ داری	۱۴۵
نماز اور اصلاح معاشرہ کے موضوع پر	۱۴۷
سید یعقوب شاہ آف پھالیہ کی ایک تقریر کا	
خلاصہ	۱۴۷
نکات مختلفہ متعلقہ بہ نماز	۱۵۵
جائے نماز (مسجد) کی فضیلت واہمیت	۱۵۷
مسجد کی آبادی کیا ہے؟	۱۵۸
مسجد قبا اور وہاں کے نمازیوں کی تعریف	۱۵۹
گھر کی مسجد (مسجد البیت)	۱۶۰
معراج پاک کی ابتداء وانتہا کیلئے مسجد کا انتخاب	۱۶۱
حفاظت مسجد کے لیے اس قدر اہتمام؟	۱۶۲
یادِ الٰہی کے حوالے سے مسجد کا ذکر	۱۶۲
نکتہ عشق	۱۶۲
اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا	۱۶۳

عنوان	صفحہ
فضائل مسجد از روئے حدیث	۱۶۴
اہل ایمان کا شیوہ اور اس پر جزا	۱۶۷
نماز اور سلف صالحین کے اقوال وآثار	۱۶۸
جنت کے مقابلے میں دو رکعتیں زیادہ محبوب	۱۷۰
بڑھاپا یہ ہے تو جوانی کیسی ہوگی؟	۱۷۰
جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کا صدمہ بیٹے کی موت سے بھی زیادہ	۱۷۱
نماز جماعت سے رہ جانے پر سات دن کا ''سوگ''	۱۷۱
فقہاء کرام کے نزدیک بے نمازی کا حکم	۱۷۲
ناپاک عورت کیلئے خاص حکم	۱۷۴
جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے والے کا حکم	۱۷۴
صحابہ کرام اور تارکِ نماز	۱۷۵
نماز ذریعۂ قضائے حاجات	۱۷۶
مصیبت کے موقع پر نماز پڑھنا	۱۷۷
نماز نے ظالم قاتل ڈاکو سے نجات دلا دی	۱۷۸
ایک وظیفہ	۱۷۹
ہم نے پانچ نعمتوں کو پانچ عبادات میں پایا	۱۸۰
نماز کی فضیلت پہ چالیس روایات کا خلاصہ	۱۸۱
قرآن پاک میں نماز کی ترغیب	۱۸۴
قرآن مجید کی ہدایت اور خوشخبریاں نمازیوں ہی کیلئے ہیں	۱۸۵
فیضان نبوت بھی نمازیوں ہی کیلئے ہے	۱۸۵
تین قسم کے لوگوں کا رات گزارنا	۱۸۶
ایک نوجوان نمازی کا قصہ	۱۸۷
جس دن پنڈلی کھولی جائیگی	۱۸۷
نماز با جماعت کی اہمیت	۱۸۹
با جماعت نماز پہلی شریعتوں میں بھی تھی	۱۹۰
نماز با جماعت کے فضائل	۱۹۱
ایک شبہ کا ازالہ	۱۹۳
چالیس سال تک تکبیر اولیٰ بھی نہ چھوٹی	۱۹۴
جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا منافقوں کا طریقہ ہے	۱۹۵
غضب سے ان کے خدا بچائے	۱۹۶
تکبیر اولیٰ میں شامل ہونے کا ثواب	۱۹۷
اللہ کی رضا والے تین کام	۱۹۸
با جماعت نماز نہ پڑھنے کا گناہ	۱۹۹
خلفاء راشدین اور اطاعت رسول ﷺ	۲۰۳
نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت	۲۰۳
نماز میں اِدھر اُدھر مائل ہونا	۲۰۷
خشوع کیا ہے؟	۲۰۸
قنوت کی تعریف	۲۱۰
نماز میں خشوع وخضوع کے واقعات	۲۱۲
ایک لونڈی کی نماز	۲۱۴
در جوانی توبہ کردن	۲۱۵
حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ	۲۱۷

عنوان	صفحہ
موت کے بعد قبر میں نماز	۲۱۹
کیسی آنکھ ہے کہ نیند سے ہی نہیں بھرتی	۲۲۰
بزرگوں کی نماز ایسی ہوتی ہے	۲۲۱
میری نماز میں خلل آ ہی نہیں سکتا	۲۲۳
صرف انسان ہی نہیں ہر شیء نماز میں مشغول ہے	۲۲۴
فرضیت نماز' حدیث معراج کی روشنی میں	۲۲۷
الصلوٰۃ قبل المعراج	۲۳۱
اوّلین نمازی	۲۳۲
انسان عبادات کا مکلف کب ہوتا ہے	۲۳۲
نماز اور ادائے مصطفیٰ ﷺ	۲۳۳
عبادات' تا حیات	۲۳۴
اوقات نماز	۲۳۶
وقت فجر	۲۴۰
نماز فجر میں تاخیر افضل ہے	۲۴۱
گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا حکم	۲۴۲
نماز عصر میں تاخیر افضل ہے	۲۴۴
نماز مغرب کا وقت	۲۴۴
وقت گزار کر نماز پڑھنا	۲۴۵
مکروہ اوقات کا بیان	۲۴۶
اذان اور مؤذن	۲۴۷
سب سے بہتر کون؟	۲۴۸
مؤذن اوقات کا امین ہوتا ہے	۲۵۰
اذان کی آواز اور مسجد کی حاضری	۲۵۰
اذان کے شیطان پر اثرات	۲۵۱
اذان کی مزید برکات	۲۵۲
اذان کی ابتداء اور بذریعہ خواب اس کی تلقین	۲۵۴
اذان سن کر نماز کی تیاری کرو	۲۵۵
جس نے اذان پڑھی اقامت بھی اسی کا حق	۲۵۶
اذان و اقامت میں فرق اور وقفہ کا حکم	۲۵۶
اذان خارج مسجد ہونی چاہئے	۲۵۷
حضور علیہ السلام کی اذان	۲۵۸
انگوٹھے چومنے کا مسئلہ	۲۵۸
نکتہ	۲۶۸
لطیفہ	۲۶۹
نماز با جماعت کیلئے کب کھڑے ہونا چاہئے	۲۶۹
شرائط وارکان نماز	۲۷۳
نیت کرنا	۲۷۳
ایک حدیث ایک تقریر	۲۷۳
نکتۂ تصوف	۲۷۶
صحابہ کرام کا پاکیزہ عقیدہ	۲۷۸
جہت قبلہ	۲۸۱
تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کانوں تک اُٹھانے میں نکتۂ روحانی	۲۸۲

عنوان	صفحہ
نماز میں ہاتھ کیسے اور کس جگہ باندھے جائیں؟	۲۸۷
سینے پہ ہاتھ باندھنے کی ایک روایت	۲۹۰
ثنا کے الفاظ	۲۹۱
تعوذ وتسمیہ	۲۹۲
نماز میں بسم اللہ شریف آہستہ آواز میں پڑھنا	۲۹۳
امام کے پیچھے قرأت کی ممانعت	۳۰۱
لا صلوة الابفاتحة الکتاب کا مطلب	۳۰۹
آمین آہستہ کہی جائے	۳۱۰
رفع یدین کی بحث	۳۱۴
رکوع کیسے کریں؟	۳۱۹
قومہ کا بیان	۳۲۱
فضیلت سجدہ	۳۲۲
سجدہ کیسے کریں؟	۳۲۹
سجدے کی تکمیل	۳۳۱
جلسے کی کیفیت	۳۳۱
جلسہ استراحت	۳۳۲
قعدہ کا طریقہ	۳۳۴
تشہد پڑھنے کا طریقہ	۳۳۵
تشہد میں رفع سبابہ کا مسئلہ	۳۳۶
درود شریف اور دعا	۳۳۸
درود شریف پڑھنے کے فضائل	۳۳۹
ایک عجیب واقعہ	۳۴۴

عنوان	صفحہ
سلام کیسے پھیریں؟	۳۴۶
عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے	۳۴۷
نماز میں سہو کا بیان	۳۴۸
سجدۂ سہو کی حکمت	۳۴۹
سجدہ سہو کے بعد التحیات پڑھ کر سلام پھیرا جائے گا	۳۵۰
آداب واحکام نماز	۳۵۱
نماز ظہر وعصر کی قرأت کی مقدار	۳۵۱
امام کو لقمہ دینا	۳۵۲
تعداد رکعات میں شک پڑ جائے تو کیا کرے	۳۵۳
نماز میں کھیلنا جائز نہیں	۳۵۴
نماز میں گفتگو کرنے کی ممانعت	۳۵۴
ایک کپڑے میں نماز	۳۵۵
نماز کیلئے جائیں تو جوتے کہاں اتاریں	۳۵۶
جوتے سمیت نماز پڑھنا	۳۵۶
صرف ایک چادر میں نماز پڑھنا	۳۵۷
طاقت ہو تو عمدہ لباس میں نماز پڑھو	۳۵۸
نماز پڑھ کر دائیں جانب پھرنا	۳۵۸
فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک مصلے پر بیٹھنا	۳۵۸
اپنے میں سے افضل شخص کو امام بناؤ	۳۵۹
ناپسندیدہ امام کی نماز مقبول نہیں	۳۶۰
نابینا کی امامت درست ہے	۳۶۳

عنوان	صفحہ
امام اونچی جگہ کھڑا نہ ہو	۳۶۳
فاسق وفاجر کی اقتدا بحالت مجبوری جائز ہے	۳۶۳
عورتیں اگر جماعت کرائیں تو اُن کی امام درمیان میں کھڑی ہو	۳۶۵
جماعت میں حاضری کتنی ضروری ہے	۳۶۵
تکرار جماعت	۳۶۶
جماعت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو	۳۶۶
امام کو نماز سے پہلے اگر عذر لاحق ہو جائے	۳۶۶
اقامت سن کر فوراً نماز کیلئے حاضر ہو جاؤ	۳۶۷
طہارت کی احادیث	۳۶۷
نماز پنجگانہ کے بارے میں احادیث	۳۶۹
اسلام میں سب سے پہلی جماعت	۳۷۵
نماز میں صفیں قائم کرنے کا طریقہ	۳۷۶
عورتوں کی صفیں پیچھے ہوں	۳۷۷
نماز میں صفیں سیدھی رکھو	۳۷۷
صف کے درمیان میں جگہ نہ چھوڑو	۳۷۸
صفیں سیدھی نہ رکھنے پہ وعید	۳۸۰
صفوں کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑنے کی فضیلت	۳۸۲
صفوف کی ترتیب باعتبار فضیلت	۳۸۲
دیوار قبلہ اور مصلّی محراب کے درمیان زیادہ جگہ نہ رہے	۳۸۲
دیوار قبلہ اور نمازی کے درمیان بیکار جگہ	

عنوان	صفحہ
نہ رہے	۳۸۳
بندہ نماز میں اللہ کے حضور ہوتا ہے	۳۸۳
سترہ کا بیان	۳۸۳
سترہ کہاں قائم کیا جائے؟	۳۸۴
بغیر سترہ نماز کا حکم	۳۸۵
نمازی کے سامنے سے گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے	۳۸۵
نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو روکنے کا طریقہ	۳۸۶
عورتوں کو مسجد سے نہ روکو	۳۸۷
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرنا	۳۹۰
مساجد کا بیان	۳۹۲
مسجد کی زیب وزینت	۳۹۳
گمشدہ شئ کو مسجد میں ڈھونڈنا	۳۹۴
مسجد میں خرید وفروخت	۳۹۴
بودار چیز کھا کر مسجد میں آنا	۳۹۵
مسجد میں دنیا کی بات کرنا	۳۹۵
مسجد میں ناسمجھ بچوں کو نہ لاؤ	۳۹۶
مساجد کو پاک وصاف رکھو	۳۹۷
مسجد میں بلند آواز سے نہ بولو	۳۹۷
مسجد کا پڑوسی مسجد میں نماز پڑھے	۳۹۸
اذان کے بعد مسجد سے نہ جائے	۳۹۸
بلا عذر گھر میں فرائض پڑھنا گناہ ہے	۳۹۹

عنوان	صفحہ
اندھیری رات میں مسجد جانا عظیم ثواب کا باعث ہے	۴۰۰
مسجد میں نماز باعث اجر ہے	۴۰۰
مساجد جنت کی کیاریاں ہیں	۴۰۱
مسجدیں ذکر خدا اور نماز کیلئے بنی ہیں	۴۰۱
گفتگو فنائے مسجد میں کرو	۴۰۲
جہاں نماز پڑھی جائے وہ جگہ گواہ ہو جاتی ہے	۴۰۲
تمام روئے زمین مسجد بنادی گئی	۴۰۲
معذور کو گھر میں نماز کی اجازت ہے	۴۰۳
مسجد میں نمازی پر شیطان حملہ کرتا ہے	۴۰۴
مسجدیں بغیر منارہ بناؤ	۴۰۵
مسجد میں چراغ جلانا مستحسن ہے	۴۰۶
قبروں پر مسجد نہ بنائی جائے	۴۰۶
قبر کی طرف سجدہ جائز نہیں	۴۰۷
کتابی ذمی کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز	۴۱۱
مسجد اقصیٰ میں نماز کی فضیلت	۴۱۱
بغیر طہارت نماز غیر مقبول ہے	۴۱۲
پانی کے احکام	۴۱۲
بڑے حوض کا پانی	۴۱۳
دھوپ میں گرم ہونے والا پانی	۴۱۳
عورت اور مرد کے بچے ہوئے پانی کا استعمال	۴۱۴
بیت الخلاء کے آداب	۴۱۴
بیت الخلاء جانے کی دعا	۴۱۵
دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے	۴۱۵
ڈھیلوں سے استنجاء	۴۱۵
ڈھیلوں کے بعد پانی سے استنجاء افضل ہے	۴۱۶
کھڑے ہو کر پیشاب کرنا	۴۱۶
حائضہ اور جنبی قرآن نہیں پڑھ سکتے	۴۱۸
حائضہ سے میل جول جائز	۴۲۰
حالت حیض میں وطی کا کفارہ	۴۲۰
وضو کا مسنون طریقہ	۴۲۲
قیامت میں آثار وضو چمکتے ہوں گے	۴۲۴
ایک چلو سے کلی اور ناک میں پانی چڑھانا	۴۲۵
وضو میں ایک ایک مرتبہ ہر عضو دھونا	۴۲۵
وضو میں تین تین بار اعضاء دھونا	۴۲۷
وضو بر وضو باعث اجر ہے	۴۲۸
وضو سے گناہ جھڑتے ہیں	۴۲۹
وضو میں بسم اللہ پڑھنے کی فضیلت	۴۳۱
وضو کرتے وقت ڈاڑھی میں خلال کرو	۴۳۳
وضو کے بعد اعضا پونچھنے کا بیان	۴۳۳
وضو میں دونوں پاؤں کا دھونا فرض ہے	۴۳۵
وضو میں اسراف	۴۳۸
وضو میں وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے	۴۳۹
وضو کے بعد ستر پہ چھینٹے مارنا	۴۴۰
کامل طہارت کے بعد نماز کی فضیلت	۴۴۴
تیمم اور آیہ تیمم کا شان نزول	۴۴۵

عنوان	صفحہ
تیمم میں دو فرض ہیں	۴۴۶
مٹی سے پاکی حاصل کرو	۴۴۷
نواقض وضو	۴۴۸
ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	۴۴۸
اونگھنے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے	۴۴۸
شرمگاہ چھونے کے بعد وضو مستحب ہے	۴۴۹
ریح کے شبہ سے وضو نہیں جاتا	۴۴۹
شیطانی وسوسہ سے وضو نہیں ٹوٹتا	۴۵۱
سجدہ میں نیند ناقض وضو نہیں	۴۵۳
انبیاء کرام علیہم السلام کی نیند ناقض وضو نہیں	۴۵۵
مسواک کا بیان، اس کی اہمیت و تاکید	۴۵۶
غسل کا بیان	۴۶۰
غسل اور وضو کے پانی کی مقدار	۴۶۲
حالت جنابت واحتلام کا بیان	۴۶۵
نماز وتر کا بیان	۴۶۷
نماز وتر کے بعد دو رکعت نفل	۴۶۸
قنوت نازلہ کی احادیث	۴۶۹
نماز وتر تین رکعات ہیں	۴۷۱
نماز وتر ادا کرنے کا طریقہ	۴۷۴
سنن و نوافل کا بیان	۴۷۶
نوافل و سنن گھر میں پڑھنا افضل ہے	۴۷۶
پانچوں نمازوں میں سنتوں کی تعداد	۴۷۸
جہاں فرض ادا کئے ہیں وہاں سے ہٹ کر نوافل ادا کریں	۴۷۸
فجر کی سنتیں	۴۷۹
سورج نکلنے کے بعد بھی فجر کی سنتیں پڑھی جائیں گی	۴۸۰
فجر کی سنتیں جماعت کے وقت بھی پڑھی جاسکتی ہیں	۴۸۰
نوافل بیٹھ کر پڑھنے پر نصف ثواب	۴۸۰
سنن و نوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہیں	۴۸۱
فرائض و سنن کے درمیان دعا وغیرہ کے ذریعہ فاصلہ رکھو	۴۸۶
نفل بغیر فرض قبول نہیں	۴۸۷
تنہا نماز پڑھ لی تو اب جماعت میں شریک ہو سکتا ہے؟	۴۸۹
قیام اللیل یا نماز تہجد	۴۹۲
نماز تہجد کے بارے میں مزید معلومات	۴۹۹
نماز تہجد اور اسوۂ حسنہ	۵۰۰
نماز جمعہ کا بیان	۵۰۱
جمعہ کے دن کی فضیلت	۵۰۳
نماز جمعہ کی فضیلت و اہمیت	۵۰۵
جمعہ کہاں پڑھا جائے؟	۵۰۶
خطبہ جمعہ خاموشی سے سنو	۵۰۷
خطیب دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھے	۵۰۸
دونوں خطبوں کے درمیان دعا	۵۰۸

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
خطبۂ جمعہ سے قبل خطیب مقتدیوں کو		صلوٰۃ الاوابین........................	۵۳۲
سلام کرے..................................	۵۰۹	تحیۃ الوضو	۵۳۲
حالت خطبہ میں عصا پر ٹیک لگانا	۵۰۹	تحیۃ المسجد	۵۳۳
جمعہ کے بارے نکات	۵۱۰	صلوٰۃ التسبیح	۵۳۳
قبولیت کی گھڑی	۵۱۱	صلوٰۃ الخوف (نماز بحالت جنگ).....	۵۳۶
جمعہ کی فضیلت کا نکتہ....................	۵۱۲	صلوٰۃ الاسرار..........................	۵۳۹
واقعہ..	۵۱۴	صلوٰۃ الرغائب........................	۵۳۹
جمعۃ الوداع	۵۱۴	صلوٰۃ استغفار	۵۴۰
عیدین کی نماز اور وعظ ونصیحت	۵۱۶	صلوٰۃ استخارہ	۵۴۱
عیدین کی نماز دو رکعت ہے..............	۵۱۶	صلوٰۃ الحاجۃ	۵۴۳
خطبۂ عیدین نماز کے بعد ہوگا...........	۵۱۷	نماز تراویح	۵۴۵
عید کے دن کی فضیلت	۵۲۰	تسبیح تراویح	۵۴۶
عیدین میں دوگانہ سے پہلے اور بعد میں کھانا.	۵۲۱	بیس تراویح کا بیان....................	۵۴۷
نماز کسوف یعنی سورج گرہن کی نماز......	۵۲۲	نمازِ جنازہ...........................	۵۵۳
عہد رسالت میں کسوف	۵۲۴	تکمیل نماز جنازہ.....ثنا	۵۵۴
جاہلیت کے توہم کی تردید...................	۵۲۴	درود شریف	۵۵۴
خلاصہ روایات	۵۲۶	دعا بالغ (مرد وعورت) کیلئے	۵۵۴
الصلوٰۃ عند القتل............................	۵۲۶	دعا نابالغ بچہ کیلئے	۵۵۵
نماز استسقاء................................	۵۲۷	دعا نابالغ بچی کیلئے..................	۵۵۵
استسقاء کا معنی ومفہوم......................	۵۲۸	ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھو	۵۵۶
حاصل کلام..................................	۵۳۰	مومن کی نماز جنازہ پڑھنا باعث مغفرت ہے	۵۵۶
نماز اشراق اور چاشت	۵۳۱	مومن کی نماز جنازہ پڑھنے پر ثواب عظیم۔	۵۵۶
ارشادات نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	۵۳۱	نماز جنازہ صرف ایک بار جائز ہے	۵۵۷

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا حضور علیہ السلام کی		نماز میں آسمان کی طرف منہ اٹھانا ممنوع ہے	۵۸۹
خصوصیات سے ہے	۵۵۸	نماز کے مستحبات کی احادیث..........	۵۸۹
اہل قبلہ کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم	۵۶۲	عمامہ کی فضیلت........................	۵۹۴
نماز جنازہ کا طریقہ اور ابتداء............	۵۶۲	نماز میں عمامہ شریف کی فضیلت	۵۹۶
حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا وصال........	۵۶۳	نماز کے بعد ذکر	۵۹۶
نماز جنازہ میں صفیں بنانا	۵۶۴	فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنا......	۵۹۸
تین صفوں کے ذریعہ نماز جنازہ باعث		نماز کے بعد دعا	۶۰۰
مغفرت ہے............................	۵۶۴	دعا کے آداب..........................	۶۰۰
سو نمازیوں کے طفیل میت کی بخشش ہو جاتی ہے	۵۶۵	دعا میں آمین کہنا	۶۰۳
مومن کے جنازہ میں شریک لوگ بخش		عافیت کی دعا کرنا	۶۰۴
دیئے جاتے ہیں..........................	۵۶۶	دعا دافع بلا ہے........................	۶۰۴
چالیس نمازیوں کی دعا سے میت کی بخشش	۵۶۸	یقین کے ساتھ دعا کرنا	۶۰۴
قبر پر نماز جنازہ پڑھنا	۵۶۸	دعا میں قطعیت	۶۰۴
مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں	۵۶۹	دعا میں جلدی کرنا	۶۰۵
مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں	۵۶۹	سجدے میں دعا کرنا....................	۶۰۵
نماز جنازہ کیلئے بوقت ضرورت تیمم جائز ہے.	۵۶۹	دعا کی قبولیت پر شکر	۶۰۵
حضور کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی گئی؟ .	۵۷۰	ہر دعا مقبول ہے	۶۰۵
نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعائیں	۵۷۲	بھائی کی دعائے غائبانہ..................	۶۰۷
جنازے کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت	۵۷۷	اپنے چھوٹوں سے دعا کرنا	۶۰۷
قضا نماز کا بیان	۵۸۰	حضور علیہ السلام کی چند دعائیں	۶۰۷
مکروہات نماز کی احادیث	۵۸۶	نیند سے جاگ کر پڑھنے کی دعا	۶۰۷
محراب اور در میں کھڑے ہونے کی ممانعت	۵۸۷	بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا............	۶۰۸
نماز میں قبلہ کی جانب تھوکنا منع ہے	۵۸۸	دوران وضو پڑھنے کی دعا.............	۶۰۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
وضو کر کے پڑھنے کی دعا	۶۰۸	گم شدہ چیز کی واپسی کی دعا	۶۱۴
بے چینی اور بے خوابی کی دعا	۶۰۸	گناہ سے توبہ کرنے کی دعا	۶۱۴
بازار میں داخل ہونے کی دعا	۶۰۹	دل، زبان اور آنکھ کی طہارت کیلئے دعا	۶۱۴
مبتلائے بلا کو دیکھ کر پڑھنے کی دعا	۶۰۹	بھوک سے پناہ کی دعا	۶۱۵
نیا چاند دیکھنے کی دعا	۶۰۹	تندرستی اور اخلاق حسنہ کیلئے دعا	۶۱۵
مجلس سے اٹھنے کی دعا	۶۱۰	دوام صحت و نعمت کی دعا	۶۱۵
دشمن دین کے مقابلے کی دعا	۶۱۰	لاعلاج بیماری سے بچاؤ کی دعا	۶۱۶
نکاح کی مبارک باد	۶۱۰	غم اور بے چینی کے دور ہونے کی دعا	۶۱۶
غم زدہ کی دعا	۶۱۰	بچہ پیدا ہونے کے وقت کی دعا	۶۱۶
نیند میں ڈرنے کی دعا	۶۱۱	بیماری کی حالت میں پڑھنے کی دعا	۶۱۶
نظر بد کی دعا	۶۱۱	دودھ پینے کی دعا	۶۱۷
کھانا شروع اور ختم کرنے پر دعا	۶۱۱	رسول خدا کی اکثر دعا	۶۱۷
کپڑا پہننے کی دعا	۶۱۱	ناگہانی بلاؤں سے بچاؤ کی دعا	۶۱۷
غم دور ہونے کی دعا	۶۱۲	خوف اور گناہ سے بچاؤ کی دعا	۶۱۷
عیادت کرنے کی دعا	۶۱۲	غصہ دور کرنے کی دعا	۶۱۸
آئینہ دیکھنے کی دعا	۶۱۲	موذی چیزوں سے بچنے کی دعا	۶۱۸
سختی اور گھبراہٹ کی دعا	۶۱۲	قیامت کو راضی ہونے کی دعا	۶۱۸
لیلۃ القدر کی دعا	۶۱۲	دریا کے جھاگ برابر گناہ معاف	۶۱۸
کفر اور محتاجی سے پناہ مانگنے کی دعا	۶۱۳	فقہی اصطلاحات اور ان کی تعرفات	۶۲۰
سفر میں جانے والے کیلئے دعا	۶۱۳	شرعی حکم کی ابتدائی دو قسمیں ہیں	۶۲۱
مشکل اور دشواری کی دعا	۶۱۳	فرض کی تعریف و تقسیم اور حکم	۶۲۲
اعمال میں وسوسہ کی دعا	۶۱۳	واجب کی تعریف اور اس کا حکم	۶۲۳
بدزبانی کی اصلاح کی دعا	۶۱۴	سنت کی تعریف اور اس کا حکم	۶۲۵

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مستحب کی تعریف اور اس کا حکم	۶۲۶	۶-استنشاق ناک میں پانی ڈالنا اور اس کو جھاڑ کر صاف کرنا	۶۵۱
حرام کی تعریف و حکم	۶۲۶	۷-تخلیل اللحیہ "داڑھی کا خلال کرنا	۶۵۱
مکروہ تحریمی کی تعریف اور اس کا حکم	۶۲۶	۸-انگلیوں کا خلال کرنا	۶۵۱
اساءت کی تعریف اور اس کا حکم	۶۲۶	۹-مکمل سر کا مسح کرنا	۶۵۲
مکروہ تنزیہی اور اس کا حکم	۶۲۷	۱۰-کانوں کا مسح کرنا	۶۵۲
مباح کی تعریف اور اسکا حکم	۶۲۷	۱۱-ترتیب	۶۵۲
ایک اہم سوال اور اس کا جواب	۶۲۷	۱۲-موالات	۶۵۲
طہارت	۶۲۸	۱۳-دلک	۶۵۲
نجاست اور ان کی اقسام و احکام	۶۲۹	۱۴-پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھونا	۶۵۳
مسائل طہارت و نجاست	۶۳۲	وضو کے مستحبات	۶۵۳
پانی کے اجمالی مسائل	۶۳۵	ہر عضو کو دھوتے وقت کی دعا	۶۵۷
استنجا کے آداب و مسائل	۶۳۷	وضو کے مکروہات	۶۵۹
فرائض وضو	۶۴۱	جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	۶۶۰
مسائل وضو	۶۴۱	قے کا مسئلہ	۶۶۳
ناخن پالش کا مسئلہ	۶۴۲	تیمم کا بیان	۶۶۵
عبادت میں نیت کا مسئلہ	۶۴۶	موزوں پہ مسح کرنا	۶۶۹
مصنوعی اعضاء اور وضو و غسل کا مسئلہ	۶۴۶	مسح کرنے کا طریقہ	۶۷۰
وضو کی سنتیں	۶۴۷	جرابوں پہ مسح	۶۷۲
۱-نیت کرنا	۶۴۷	پٹی پر مسح	۶۷۲
۲-زبان سے بسم اللہ شریف پڑھنا	۶۴۸	معذور کے احکام و مسائل	۶۷۳
۳-تثلیث یعنی ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا	۶۴۸	غسل کے فرائض	۶۷۵
۴-مسواک کرنا	۶۴۹	غسل کی سنتیں	۶۷۵
۵-وضو کی پانچویں سنت مضمضہ یعنی کلی کرنا	۶۵۱		

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
غسل کے مسائل	۶۷۶	اذان کے مسائل	۷۰۷
منی مذی اور ودی میں فرق	۶۷۹	اذان کے بعد تثویب کا مسئلہ	۷۱۲
غسل کی قسمیں	۶۸۱	اذان کا جواب دینا	۷۱۴
مستحب غسل تیئس (۲۳) ہیں	۶۸۲	ایک سوال اور اس کا جواب بصورت "فتویٰ"	۷۱۵
وضو میں تقدیم وتاخیر اور مسح وغسل کے		مقام محمود اور حدیث شفاعت	۷۲۰
اجماعی مسائل	۶۸۳	بائبل میں مقام محمود کا ذکر	۷۲۲
حیض کے احکام ومسائل	۶۸۴	خلاصہ بحث	۷۲۵
نفاس کے احکام ومسائل	۶۸۷	مسائل اقامت	۷۲۶
خون استحاضہ کے مسائل واحکام	۶۸۹	اذان میں انگوٹھے چومنا	۷۲۷
نمازوں کے اوقات	۶۹۱	قبر پہ اذان کہنا	۷۲۸
نماز فجر کا وقت	۶۹۲	نماز کی شرائط	۷۳۴
نماز ظہر کا وقت	۶۹۳	لباس کے متعلق اجماعی مسائل	۷۳۸
عصر کی نماز کا وقت	۶۹۴	استقبال قبلہ پر ایک فقہی مضمون	۷۴۰
نماز مغرب کا وقت	۶۹۵	ہوائی جہاز اور ٹرین میں نماز پڑھنے کا حکم	۷۴۹
نماز عشاء کا وقت	۶۹۶	ایک علمی وتحقیقی فتویٰ	۷۵۰
نماز وتر کا وقت	۶۹۷	کشتی سے متعلقہ احکام	۷۵۶
دو نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ	۶۹۸	ساتویں شرط-نیت	۷۵۷
نماز جمعہ وعیدین کا وقت	۶۹۹	نماز کے ارکان یا فرائض	۷۵۸
جن علاقوں میں کسی نماز کا وقت ہی نہ آئے	۷۰۰	نمبر۱-تکبیر تحریمہ	۷۵۸
مکروہ اوقات کون کون سے ہیں؟	۷۰۱	نمبر۲-قیام	۷۵۹
بعض متبرک اوقات	۷۰۵	۳-قرات	۷۶۰
مسائل وآداب مسجد	۷۰۶	نمبر۴-رکوع	۷۶۱
مسجد کے پندرہ آداب	۷۰۶	۵-سجدہ	۷۶۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نمبر۶-قعدۂ اخیرہ	۷۶۳	نماز میں تشبیک مکروہ ہے	۷۸۱
نمبر۷-خروج بصنعہ	۷۶۴	سجدہ کیسے کریں؟	۷۸۲
نماز کے واجبات	۷۶۴	نماز میں بالوں کو باندھنا	۷۸۲
نماز کی سنتیں	۷۶۸	دوران خطبہ نماز پڑھنا	۷۸۳
نماز کے مستحبات	۷۶۹	تنہا امام کا بلند جگہ پہ کھڑا ہونا	۷۸۳
مکروہات نماز	۷۷۰	جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا	۷۸۴
مکروہات کے بارے میں مزید وضاحت	۷۷۲	جن امور سے نماز فاسد ہو جاتی ہے	۷۸۵
نماز میں سدل ثوب کا حکم	۷۷۲	بعض مفسدات نماز کے بارے	
منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا	۷۷۳	میں وضاحت	۷۸۷
نماز میں جماہی لینا بھی مکروہ ہے	۷۷۳	عمل کثیر کیا ہے؟	۷۹۴
نماز میں انگڑائی لینا	۷۷۴	نماز توڑنا کب درست ہے؟	۷۹۵
اعتجار	۷۷۴	نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا	۷۹۶
نماز میں ادھر ادھر دیکھنا	۷۷۴	پنجگانہ نماز اور ان کی رکعات	۷۹۷
نماز میں آنکھوں کو بند کرنا	۷۷۶	تعداد رکعات میں کارفرما حکمتیں	۷۹۹
درحالت نماز پیشانی سے مٹی یا پسینہ		کونسی نماز کس نبی علیہ السلام نے ادا فرمائی	۸۰۲
صاف کرنا	۷۷۶	سجدۂ سہو	۸۰۳
ایک روحانی نکتہ	۷۷۷	جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو کیا جائے یا نہ؟	۸۰۷
نماز میں اقعاء مکروہ ہے	۷۷۸	قراءۃ میں سہو کے مسائل	۸۰۸
نماز کے دوران اختصار مکروہ ہے	۷۷۹	قرأت میں غلطی کا قاعدہ کلیہ	۸۱۵
نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا	۷۷۹	قرآنی الفاظ میں کمی کرنا	۸۱۷
جب کھانا حاضر ہو تو نماز کا حکم	۷۷۹	رکوع اور سجدہ میں سہو کے مسائل	۸۱۸
نماز میں امام سے آگے بڑھنا	۷۸۱	ایک علمی نکتہ	۸۲۱
نماز میں انگلیاں چٹخانا	۷۸۱	رکعات کی تعداد میں سہو کے مسائل	۸۲۴

عنوان	صفحہ
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۸۲۴
قعدہ اور التحیات میں سہو کے مسائل	۸۲۷
تکبیرات میں سہو کے مسائل	۸۳۱
اذکار و تسبیحات میں سہو کے مسائل	۸۳۴
دعائے قنوت میں سہو کے مسائل	۸۳۴
مسبوق اور لاحق پر سجدۂ سہو کے مسائل	۸۳۶
مسبوق لاحق اور مسافر کے عمومی مسائل	۸۳۹
سجدۂ تلاوت کے مسائل	۸۴۳
سجدۂ شکر اور شکرانے کی نماز	۸۴۷
فوت شدہ نمازوں کے مسائل	۸۴۹
مریض کی نماز کے مسائل	۸۵۱
غازی اور مجاہد کی نماز کے مسائل	۸۵۳
مسافر کی نماز کے مسائل	۸۵۵
ایک اہم مسئلہ	۸۵۸
ضروری مسائل	۸۵۹
مسافر کا سنت و نفل پڑھنا	۸۶۲
بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کے مسائل	۸۶۳
بیت اللہ کی چھت پہ نماز پڑھنے کا حکم	۸۶۴
غیر مقلدین کا واویلا	۸۶۵
نماز وتر کے مسائل	۸۶۷
نماز تراویح کے مسائل	۸۶۸
سوال	۸۶۹
جواب	۸۶۹
امامت و جماعت کے مسائل	۸۷۳
جمعہ اور ظہر احتیاطی کے مسائل	۸۷۶
خطبہ جمعہ کی زبان	۸۷۷
نماز عیدین کے مسائل	۸۷۹
نماز کے اجماعی مسائل	۸۸۰
نماز جنازہ کے مسائل	۸۸۴
شہید کی نمازِ جنازہ	۸۸۷
جنازہ کے اجماعی مسائل	۸۸۹
ہفتہ بھر کی نفلی نمازیں اور ان کے فضائل	۸۹۰
ہفتہ کے دن رات کی نفلی نمازیں	۸۹۰
اتوار کے دن رات کی نفل نمازیں	۸۹۰
پیر کے دن کی نفلی نماز	۸۹۱
منگل کی فضیلت اور اس دن کی نفلی عبادت	۸۹۲
بروز بدھ کی نفلی نمازیں بمعہ فضائل	۸۹۳
جمعرات کی فضیلت بمعہ نفلی عبادات	۸۹۳
جمعہ کی نفلی عبادت اور اس کی فضیلت	۸۹۴

کلماتِ تشکر و محبت

جامع مسجد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بی بلاک ریونیو سوسائٹی) کے جملہ نمازیان' بعد نماز فجر قرآن مجید اور مشکوۃ شریف کا درس سننے والے جملہ حاضرین اور بعد نماز عصر ترجمۃ القرآن کی کلاس میں پابندی کے ساتھ بیٹھنے والے تمام حضرات بالخصوص' منظور نظر اور مرید خاص سیّدی ابوالبرکات حافظ محمد شفیع غوری صاحب' محترم المقام الحاج میاں محمد شریف رضوی صاحب (لاہور بروسٹ والے)۔ واجب الاحترام الحاج میاں محمد ریاض احمد صاحب' جناب ملک نثار احمد صاحب (صدر انتظامیہ مسجد ہذا) محترم چوہدری عبدالحق صاحب' جناب سیّد آلِ احمد شاہ صاحب' محترم میاں محمد سعید صاحب' محترم سیّد صداقت علی شاہ صاحب' جناب جاوید اقبال ہاشمی صاحب' محترم ملک شوکت اقبال صاحب' جناب ظفر الاسلام صاحب' محترم رانا محمود اکرام صاحب' جناب الحاج عبدالرشید صاحب' محترم الحاج میاں محمد سلیمان صاحب' جناب الحاج میاں عبدالقادر صاحب (برادران) الحافظ القاری محمد رمضان قادری صاحب (مؤذن مسجد ہذا) محترم جناب میاں محمد سعید' حافظ سعد اسلم' جناب محمد عثمان احمد عطاری صاحب' سیّد ایوب علی طلحہ شاہ صاحب' محترم سیّد اصطفاء حسن زیدی صاحب' محترم اظہار حسین خان صاحب' جناب نعیم شہزاد صاحب' محترم حافظ محبوب الٰہی صاحب' حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم اعوان صاحب (خطیب و امام جامع مسجد قادریہ قادری چوک) محترم جناب عبدالغنی ضیاء صاحب' محترم جناب عارف حسین ناسک قادری (حویلی لکھا) حضرت مولانا قاری ممتاز احمد چشتی صاحب' محترم حافظ محمد سعید صاحب (مدرس جامع مسجد فاطمۃ الزہراء) مولانا ریاض

الدین اشرفی صاحب (معلم جامع فاروقیہ جوہر ٹاؤن) محترم جناب خالد عمر قریشی صاحب' محترم جناب ملک عبدالرحیم صاحب (چوہان روڈ)

یہ تمام حضرات میرے شکریے کے حقدار ہیں جو مجھ ناچیز کے بارے میں اپنے دل کے اندر محبت وخلوص کے پاکیزہ جذبات رکھتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام حضرات کو دین ودنیا کی بھلائیاں نصیب فرمائے اور دنیوی واُخروی زندگی میں بے بہا کامیابیوں سے نوازے۔

اے خدا تجھ سے ہماری ہے دُعا — ہم کو کامل صاحبِ ایماں بنا
راہِ حق پر استقامت کر نصیب — تیری رحمت ہو سدا ہم سے قریب
دین کے احکام پر عامل رہیں — اتباعِ سرورِ عالم کریں
نورِ قرآں ہو چراغِ راہگذر — زندگی کا اس طرح طے ہو سفر
دل میں یادِ مصطفیٰ زندہ رہے — لب پہ ان کا نام پائندہ رہے
نیک بندوں کا تیرے نقشِ قدم — ہو ہمارے چشم و دل میں محترم
تیری مرضی کے مطابق ہو عمل — نفسِ ظالم کا نہ ہو اس میں دخل
زندگی پہ چھائی ہے غم کی خزاں — دے مسرت کی بہارِ جاوداں
جوشِ اسلامی کا ہو ایسا ظہور — ٹوٹ جائے کفر و باطل کا غرور
بخش ہم کو نعمتِ دنیا و دیں — اور عطا کر دولتِ علم و یقیں
جو فرائض ہیں بجا لاتے رہیں — اپنے اور غیروں کے کام آتے رہیں
وہ کریں طرزِ عمل ہم اختیار — دین و دنیا کا ملے عز و وقار

آمین ثم آمین

ہستی اور رونقِ بازارِ تست (محبت نامہ)

بخدمت اقدس - سراپائے اخلاص و مروّت' رفیع الدرجت حضرت علامہ مولانا مفتی غلام حسن صاحب قادری زید اقدارکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - مزاج اقدس! بعداز دعواتِ خیریت وعافیت طرفین معروض کہ آپ کی طرف سے حسبِ معمول دیگر تحائف علمیہ کی طرح آج پھر تازہ تحفہ ''مقالات وخطبات'' کی صورت میں باصرہ نواز ہوا۔ اس یادگار حسین وجمیل کتاب پر آپ کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یوں تو آپ کی تمام تر تصانیف وتراجم اور شروح قابلِ قدر اور لائق مطالعہ ہیں' عوام وخواص ان کے صوری ومعنوی فیوض وبرکات سے حظِّ وافر اٹھائیں گے۔ سہل اور آسان کلمات سے پورا پورا استفادہ واستفاضہ کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز اس کامیاب مساعیِ جمیلہ پر ہدیۂ تبریک قبول فرمائیں۔

مگر آپ نے پیش لفظ میں یہ کیا لکھ دیا کہ ''میں اپنی اس آخری کوشش کے ساتھ ہی اس جرم سے ''توبہ'' کرتا ہوں' (مقالات وخطبات ص ۹)

برادرِ مکرم! یہ کوئی نئی بات نہیں' معترضین ہر دور میں ہوئے حاسدین کی فوج پہلے سے ہی چلی آرہی ہے۔ وہ آتشِ حسد میں جلتے چلے آرہے ہیں مگر کام کرنے والے انہیں نظرانداز کرتے ہوئے اپنے مشن کو پروان چڑھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ذرا نام حق کے مصنف حضرت شیخ سیّد شرف الدین بخاری علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کو دیکھئے اور پھر اپنی ''حیاتِ حسن'' کا خلاصہ بنا لیجئے۔

غم دیں خور کہ غمِ غمِ دین است — ہمہ غمہا فروتر ازین است
غم دنیا مخور کہ بیہود است — ہیچکس در جہاں نیا سوداست
من بعجز و قصور معترفم — نے چوں ناداں احمق و خرفم
پیش زیں گفتہ اند اہل سلف — عذرِ من صنف قد استہدف
لیک بر قدرِ خویش کوشیدن — بہ زِ بیکاری و خموشیدن

☆

نکنی عیب گر تو بتوانی — کہ در و حلہٗ بپوشانی

نامِ حق - نہایت چھوٹی سی کتاب ہے مگر ساڑھے سات صد سال سے عالم اسلام کے مدارس میں بطور نصاب پڑھائی جارہی ہے جبکہ ان کی دیگر تصانیف کی خبر تک نہیں، نیز علم و عالم کا معیار تصانیف پر ہی نہیں۔ کتنے ہی ایسے زبردست علماء ہیں جن کی تصنیف تو کجا ایک رسالہ تک نہیں مگر ان کی محبوبیت و مقبولیت چہار دانگ عالم میں ہے۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی علیہ الرحمۃ کے حاسدین نے آپ کی عظمت و رفعت سے گھبرا کر گالی گلوچ سے بھرپور خطوط ارسال کئے تو آپ نے ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ کے سامنے رکھے انہوں نے پڑھتے ہی عرض کیا۔ ان نازیبا خطوط لکھنے والوں پر تو مقدمہ کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے معاندیہ خطوط دکھائے اور فرمایا اگر اُن پر مقدمہ کا مشورہ دیتے ہیں تو اِن لوگوں کے لئے انعام کا انتظام کریں جو تعریفی خطوط سے حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے تو معاندین کے بارے یوں درس دیا ہے۔

ولقد امر علی اللیم یسبنی
فمضیت ثمہ قلت لا یعنینی

اس کے برعکس یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

آنجا کہ زاہداں بہ ہزار اربعین رسند
مستِ شرابِ عشق بیک آہ می رسد

زاہد جہاں ہزاروں چلوں سے پہنچتے ہیں، شرابِ عشق کا مست وہاں ایک ہی آہ میں پہنچ جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ باتوں ہی باتوں میں فرمانے لگے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے کسی کتاب میں رقم فرمایا ہے کہ میں نے ''اشعۃ اللمعات'' صرف تین ماہ میں پایۂ تکمیل تک پہنچائی جبکہ اس کے ساتھ ساتھ متعدد رسائل بھی تصنیف کئے۔ ازیں قبل حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بائیس سال کی عمر میں تفسیر جلالین شریف (نصف اوّل) صرف بائیس دنوں میں لکھ ڈالی۔ اور مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے صرف آٹھ گھنٹوں میں اپنی شہرہ آفاق عربی تصنیف الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیب تصنیف فرمائیں حالانکہ آپ علیل اور سفرِ حج میں مصروف تھے۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے (اپنے دین کی خدمت کے لئے) اپنی رحمت سے اسے خاص فرما لیتا ہے۔

وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء اور بیشک (اللہ تعالیٰ) جسے چاہتا ہے فضیلتیں عطا فرماتا ہے کیونکہ تمام فضیلتیں اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

بہر حال! آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ قلم سے علم کو اور علم سے قلم کو سجاتے رہیے اور حاسدین کو ان کے حال پر چھوڑیئے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے تو ایسے لوگوں کی ایسی کارروائی کو نہایت مثبت رنگ دیتے ہوئے کہا۔

ہستی او رونقِ بازار تست

اس کا وجود تو تیرے بازار کی رونق ہے۔ یعنی جس محفل میں وہ تمہارے بارے

تکلیف دہ گفتگو کرے گا گویا کہ وہ ازخود تمہاری شہرت کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے۔

آخر میں زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس شعر پر اجازت چاہتا ہوں۔

ہر کہ او در راہِ من خارے نہد من گل نہم
او سزائے خار یابد من جزائے گل برم

باقی حالات لائق صد شکر ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ آپ کے قلم کو برق رفتار اور پُرانوار بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی وصحبہ وبارك وسلم

فقط والسلام مع الاکرام
محمد منشاء تابش قصوری مریدکے
۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ ۲۲ اگست ۲۰۰۸ء یوم الخمیس

فضائل نماز

(قرآن پاک سے)

قرآن مجید، فرقانِ حمید و برہان رشید میں تقریباً ایک سو نو مقامات پر صراحت کے ساتھ نماز کا ذکر آیا ہے جبکہ اطاعت وعبادت کے عنوان کے ضمن میں تو سینکڑوں مقامات پر نماز کا تذکرہ موجود ہے اور شاید یہ جو مشہور ہے کہ قرآن پاک میں ساڑھے سات سو مرتبہ نماز کا ذکر ہے اس بنا پر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جن آیات میں صراحتاً نماز کا ذکر ہے چاہے بصیغہ امر ہو یا ترغیب وترہیب کے انداز میں ہو۔ ان آیات میں سے بعض کو تو بعد میں بیان کیا جائے گا اوّلاً چند ایسی آیات لکھی جاتی ہیں جن میں صراحتاً تو نماز کا لفظ نہیں ہے مگر مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے ان آیات سے نماز ہی مراد لی ہے۔ اور ان آیات کے ضمن میں احادیثِ مبارکہ کا ذکر بھی ہوتا جائے گا۔ ان شاءاللہ وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

☆......وما کان اللّٰہ لیضیعَ ایمانکم۔ (البقرہ:۱۴۳)

"اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے (اس کی شان یہ نہیں ہے) کہ تمہارے ایمان ضائع کردے۔"

اس آیت میں ایمان سے مراد نماز ہے۔ چنانچہ مشہور مفسر قرآن صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ (اس آیت میں) نماز کو ایمان سے تعبیر کیا گیا کیونکہ اس کی ادائیگی اور بجماعت ادائیگی ایمان کی دلیل ہے۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے

ہیں ''یہاں ایمان سے مراد نماز ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ تبدیلی قبلہ سے پہلے فوت ہو گئے ان کی تمام نمازیں اور (اے صحابہ کرام علیہم الرضوان) تمہاری بھی وہ تمام نمازیں جو تم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کیں سب قبول ہیں۔ یعنی دلیل ایمان ہونے کی وجہ سے نماز کو ایمان فرمایا گیا۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ بخاری علیہ الرحمۃ کی **الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سننہ وایامہ** یعنی بخاری شریف (جس کو امت کی طرف سے **اصح الکتب بعد کتاب اللہ** کا لقب دیا گیا۔) میں اس آیت کے ساتھ پورا ایک باب باندھا گیا ہے جس کا نام ہے۔ **باب الصلٰوۃ من الایمان وقول اللہ تعالٰی وما کان اللہ لیضیع ایمانکم یعنی صلو تکم عند البیت**۔ یعنی ایمان سے مراد یہاں نماز ہے۔

مقام غور ہے کہ جب نماز ایمان ہے تو بے نمازی کیسا مسلمان ہے اے بے نمازی اور غافل مسلمان! یہ سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا صلٰوۃ لمن لا طھور لہ ولا دین لمن لا صلٰوۃ لہ انما موضع الصلٰوۃ من الدین کموضع الراس من الجسد۔ (الترغیب والترہیب للمنذری ج ۱ ص ۱۴۳ بحوالہ طبرانی)

''جو امانت دار نہیں وہ ایمان دار نہیں۔ بغیر طہارت کے نماز نہیں، بے نمازی کا کوئی دین نہیں، نماز کا مقام دین میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا مقام جسم میں ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

الصلٰوۃ عماد الدین۔ (تفسیر مظہری ج ۴ ص ۳۰۸، کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۳)

''نماز دین کا ستون ہے۔''

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے:

الصلٰوۃ نور المؤمن۔ ''نماز مومن کا نور ہے۔''

(کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۵، ابن ماجہ ص ۳۱۰ عن انس)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے افسروں کو لکھا:

ان اھم امورکم عندی الصلٰوۃ من حفظھا و حافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع۔ (مؤطا امام مالک ص ۵)

تمہارے تمام کاموں میں سے میرے نزدیک سب سے اہم کام نماز ہے جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے اپنا دین بچالیا اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا وہ باقی ذمہ داریوں کو کیا سمجھے گا بلکہ ان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۹)

مندرجہ بالا آیت کریمہ کا شان نزول جو امام بغوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں ان روایات و آثار کے بعد لکھا ہے وہ اس طرح ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صرفک اللہ الی قبلۃ ابراھیم فکیف باخواننا الذین ما تو وھم یصلون الی بیت المقدس فانزل اللہ تعالٰی وما کان اللہ لیضیع ایمانکم یعنی صلوتکم الی بیت المقدس۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالٰی نے آپ کو تو قبلہ ابراہیمی کی طرف پھیر دیا ہے (**فول وجھک شطر المسجد الحرام**) لیکن ہمارے ان بھائیوں کی نمازوں کا کیا بنے گا جو وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھتے رہے اور اس حالت میں فوت ہو گئے؟ تب اللہ تعالٰی نے مندرجہ بالا آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ تمہارے ایمان یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ضائع کر دے۔'' کیونکہ

عزیز تر ہے عبادات کبریا میں نماز
حسین تر ہے ریاضات مصطفیٰ میں نماز
یہ مست بادۂ عہد الست بناتی ہے
نماز بندے کو مولیٰ سے ملاتی ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت ساری سورتوں کے نام ہی نماز کے ناموں پر رکھے ہیں جیسے کہ سورۃ الفجر، سورۃ العصر، سورۃ الجمعہ، سورۃ الضحیٰ، سورۃ الیل۔ (اس سے صلوٰۃ الیل کا اشارہ ملتا ہے)

☆...... انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها وحملها الانسان۔ (احزاب: ۷۲)

''بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور ڈر گئے مگر انسان نے یہ امانت اٹھالی۔''

سیدنا امام غزالی علیہ الرحمتہ نے احیاء العلوم میں ایک روایت درج فرمائی ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ عرض کیا گیا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ آپ فرماتے: اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے جس کو زمین و آسمانوں اور پہاڑوں پر پیش کیا گیا مگر وہ سب اس کے اٹھانے سے ڈر گئے اور انکار کر دیا۔

ثابت ہوا کہ جو نماز ادا نہیں کرتا۔ وہ امانت الٰہی میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے اور جس ذمہ داری کا بوجھ آدم علیہ السلام نے اپنی تمام اولاد کی طرف سے اٹھایا تھا۔ یہ بزدل اس ذمہ داری سے جی چرا کر اپنے باپ سیدنا آدم علیہ السلام کو شرمندہ کروانا چاہتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی امانت اٹھانے کی ہمت دی ہے کہ جس کے اٹھانے سے زمین و آسمان اور پہاڑ عاجز آ گئے لہٰذا نماز ادا نہ کرنے کے

بہانے بنانا حضرت انسان کو زیب نہیں دیتا۔ انسان بہت عالی ہمت ہے اس کو کم حوصلہ کہنا غلط ہے۔ یہ ارادہ کرے تو بڑے سے بڑا کام ہو جاتا ہے۔ بھلا نماز کا ارادہ کرے تو وہ کیوں نہ پڑھی جائے۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

کسی پنجابی شاعر نے ایسے کم ہمت اور بہانہ باز لوگوں کے لیے کیا خوب کہا ہے۔

بندہ چاہوے تے کی نہیں کر سکدا ویلا نیاں تنگ توں تنگ اوندا
رانجھا تخت ہزاریوں ٹرے تے سہی پیراں ہیٹھ سیالاں دا جھنگ اوندا

اگرچہ قرآن پاک میں ''کل قد علم صلاته و تسبیحه'' یعنی ہر شئی اپنی نماز و تسبیح کو جانتی ہے'' موجود ہے لیکن اس خاص نماز یا امانت سے مراد وہ نماز ہے جو موجب تبتل، باعث قرب الٰہی اور کانک تراہ کا مظہر کامل ہو جو صرف انسان ہی کا حصہ ہے۔ اور جس کے بارے میں کہا گیا

اٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گزار
جو سر سائیں نہ نیویں سو سر کپ اتار

نکتۂ قرآنی

اللہ تعالیٰ نے جب بھی کوئی نعمت حضور علیہ السلام کو عطا فرمائی معاً بعد (شکریے کے طور پر) نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ سورۂ انشراح میں انشراح صدر اور رفعت ذکر کے بعد فرمایا: فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب۔ یعنی اس نعمت کے ملنے پر نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو جائیے اور نماز کے بعد دعا کیجئے۔ اس دعا سے آخر نماز کی وہ دعا ہے جو نماز کے اندر ہو یا وہ دعا جو سلام کے بعد ہو۔ اس میں تو اختلاف ہے مگر اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ دعا بعد نماز مقبول ہوتی ہے۔ (خزائن)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو کوثر عطا فرمایا تو حکم دیا:

فصل لربك وانحر۔ نماز پڑھئے اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجئے۔

یہی وجہ ہے کہ انتہائی مصروفیات کے باوجود حضور علیہ السلام فرضی نمازوں کے علاوہ نفلی نمازوں کی بھی حد درجہ پابندی فرماتے۔

فتح مکہ کے موقع پر حضور علیہ السلام فاتح بن کر دنیا کے سامنے آئے لیکن حدیث میں آتا ہے کہ (اس قدر مصروفیت کے باوجود بھی) حضرت ام ہانی کے گھر جا کر حضور علیہ السلام نے نماز چاشت ادا فرمائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے) کا بہترین طریقہ نماز ہے۔

حضور علیہ السلام اس قدر نماز میں کھڑے رہتے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے اور جب عرض کیا جاتا کہ آپ کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے: لیغفرلك اللّٰه ما تقدم من ذنبك و ما تأخر تو آپ نے فرمایا: افلا اکون عبدًا شکورا۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

قرآن مجید میں حکم ہوا: طٰهٰ ما انزلنا علیك القران لتشقٰی۔

اے پیارے! ہم نے قرآن اس لیے تو نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑ جائے۔"

یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلاً......

ہم لوگ ہزار راتیں عبادت میں کھڑے رہیں تو ہمیں حکم نہ ہوگا کہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالو مگر محبوب کی تکلیف بھی برداشت نہیں ہے کیونکہ ہماری ہزار سال کی عبادت محبوب کے ایک سجدے کے برابر بھی نہیں ہو سکتی۔ اس لیے

؎ قم اللیل الا قلیلا ندا تھی
سناتی نہیں ہے مشقت کسی کی

اور پھر ہمیں کہا بھی کیوں جائے اس لیے کہ ہمیں اگر عبادت کم کرنے کو کہا جائے تو ہم کہیں گے یا اللہ! کم کی بھی تجھے کیا ضرورت ہے ہم سرے سے کرتے ہی نہیں مگر محبوب خدا جانتے ہیں کہ ایک نماز ہی تو ہے جس کے ذریعے بندے کا رابطہ اللہ سے قائم رہتا ہے

اور جتنی دیر بندہ نماز میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام رہتا ہے، حدیث میں ہے کہ جب بندہ نماز میں ادھر ادھر توجہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا مجھ سے کوئی زیادہ حسین نظر آ گیا ہے۔ جو مجھ سے نظر ہٹا کر ادھر لگا رہا ہے۔ (ملخصا)

؎ نماز کیوں ہوئی اس درجہ کبریا کو پسند
کہ جان و دل سے ہے یہ پیارے مصطفیٰ کو پسند
ہر ایک کرتا ہے محبوب کی ادا کو پسند
نماز بھی ہے اس واسطے خدا کو پسند
اسی وجہ سے میں ہر ایک امتی سے کہتا ہوں
کیا؟ آپ کرتے ہیں محبوب کبریا کو پسند
اگر جواب میں ہاں ہے تو پھر بتا دیجے
کہ کرتے کیوں نہیں پھر ان کی اس ادا کو پسند

☆...... ان المتقین فی جنت وعیون ٥ اخذین ما اٰتھم ربھم انھم کانوا قبل ذلك محسنین ٥ کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون ٥ وبالاسحارھم یستغفرون۔ (الذاریات: ۱۵تا۱۸)

"بے شک پرہیز گار لوگ باغوں اور چشموں میں ہیں، اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے، بے شک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے، وہ رات میں کم سوتے اور پچھلی رات استغفار کرتے۔"

معالم التنزیل میں انہی آیات کے تحت لکھا ہے: وقال الکلبی و مجاھد و مقاتل و بالاسحار یصلون و ذلك ان صلوتھم بالاسحار لطلب المغفرۃ۔

کلبی، مجاہد اور مقاتل فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پچھلی رات کو نماز پڑھتے ہیں اور اپنے رب سے بخشش طلب کرتے ہیں۔

اور ایک لحاظ سے قلیلًا من اللیل ما یھجعون میں نماز عشاء بھی داخل ہے کیونکہ اس کے انتظار میں نمازی کو رات کا شروع والا حصہ جاگنا پڑتا ہے، شاید اسی لیے

نمازِ عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے۔

الغرض! اگر تہجد کے لیے رات کا آخری حصہ جاگ کر گزارنا ہوتا ہے تو نمازِ عشاء کے لیے رات کا ابتدائی حصہ جاگنا پڑتا ہے۔

اور جب ان آیات سے نمازِ تہجد کی فضیلت و اہمیت کا پتہ چلا تو پنج وقتی نماز کی اہمیت بدرجہ اولیٰ معلوم ہوگئی۔ کیونکہ تہجد تو بہر حال نفلی نماز ہے اور پنجگانہ نماز فرض ہے۔ جو خوش نصیب تہجد کو اس قدر اہتمام سے ادا کرتے ہیں وہ بھلا فرض نمازوں میں کس طرح سستی و غفلت کر سکتے ہیں۔

فائدہ: جب عین حالت جنگ میں بھی نماز معاف نہیں بلکہ قرآن مجید میں اس کی باجماعت ادائیگی کا طریقہ بتایا گیا ہے اور جب مسافر کو نماز معاف نہیں اگر چہ چار کی بجائے دو ہی پڑھے تو پھر بے نمازی کا یہ بہانہ کہ کپڑے خراب ہیں کس طرح قابل قبول ہو؟ غلط بات ہے کہ ''کپڑے خراب ہیں'' بلکہ تیرا دل خراب ہے کیونکہ کپڑے اگر سرے سے نہ ہوں بالکل ننگا ہو تو پھر بھی نماز معاف نہیں اور حکم ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے چہ جائیکہ کئی قسم کے کپڑے گھر میں موجود ہوں اور پھر ایسا بہانہ؟

ایں خیال است و محال است و جنون

اگر بندہ سخت بیمار ہو اور سجدہ، رکوع، قیام وغیرہ نہ کر سکتا ہو تو حکم ہے کہ تکیہ لگا کر بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے ہاں اگر سر کے اشارے سے بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو آنکھوں کے اشارے سے نہ پڑھے بلکہ ایسی حالت میں اس کو نماز معاف ہے (کیونکہ آنکھوں کے اشاروں سے نماز پڑھنا ایک مذاق بن جائے گا)۔ معلوم ہوا کہ نماز معاف نہیں اگر چہ جنگ ہو رہی ہو، اگر چہ کپڑے بالکل نہ ہوں اور بندہ سرتاپا بالکل ننگا ہو، اگر چہ سفر میں ہو اگر چہ بیمار ہو، تو پھر کوٹھی و بنگلے میں رہنے والا، خدا کی نعمتیں تھوک کے حساب سے رگڑ جانے والا کس طرح کہہ سکتا ہے کہ مجھے مصروفیت کی وجہ سے نماز پڑھنے کا وقت نہیں ملتا، کیا نماز پڑھنا اسی پر لازم ہے جس کو بالکل کوئی مصروفیت نہ ہو اور کوئی کام کر سکتا ہی نہ ہو، ارے غافل مسلمان! اپنا کام چھوڑ کر اللہ کا کام (نماز ادا) کرے گا تو اس کی برکت

سے ہو سکتا ہے تیری مدد کو خدا کے فرشتے آئیں اور تیرے کام میں تیری مدد کریں۔

یہ سینہ زوری (اور وہ بھی خدا کے ساتھ) نہیں تو اور کیا ہے کہ جس کام کی خدا نے سب سے زیادہ تاکید فرمائی ہے اس کی پرواہ نہیں کی جا رہی اور آج ننانوے فی صد ''مسلمان'' بے نماز ہیں باقی سارے کام ہو رہے ہیں اور جس کام کے لیے خدا نے جن و انس کو پیدا کیا اس سے پہلوتہی ہو رہی ہے۔

جو کام کرنے آیا تھا دنیا میں تو امیر
خانہ خراب! تجھ سے وہی کام رہ گیا

☆...... وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون۔

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

یہ آیت اگر چہ تمام عبادات کو شامل ہے مگر عبادت کا لفظ نماز پر جس طرح صادق آتا ہے یقیناً دوسری عبادات پر نہیں آتا اور بالاتفاق نماز اشرف العبادات بلکہ ہر عبادت کی اصل اور روح ہے۔

امام اللغت علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف (سورۃ فاتحہ کی تفسیر) میں اور امام الحدیث علامہ بغوی نے معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت لکھا ہے معنی العبادۃ فی اللغۃ التذلل والانقیاد۔ عبادت کا معنی لغت میں انتہائی عاجزی و جھک جانا ہے جو بتمام و کمال نماز میں بالخصوص رکوع و سجود میں پایا جاتا ہے اور ایسا کہ اس سے زیادہ عاجزی اور تذلل کسی عبادت میں متصور ہی نہیں۔ اپنے رب کے سامنے پاک صاف ہو کر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا، نہ ادھر ادھر دیکھنے کی اجازت، نہ کسی سے کلام کرنے کی اجازت، نہ کھانے پینے کی اجازت۔

سر جھکا سر پہ نہ لے دوزخ کو تو
سر جھکا مالک سے ہو لے سرخرو
کچھ نہ کی اعمال پہ اپنے نظر
آخرت کا آئے گا آخر سفر

Scanned with CamScanner

دوزخی دوزخ میں یوں بولیں تمام
بانمازوں میں نہ تھے ہم اس مقام
آگ نے سب تن ہمارا کھا لیا
بچھوؤں نے سانپوں نے سلوا دیا
آئے گا غصے سے جب دوزخ میں جوش
پاس والوں کے بھی اڑ جائیں گے ہوش

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کل نفس بما کسبت رھینۃo الا اصحب الیمینo فی جنت یتساء لون عن المجرمینo ما سلککم فی سقرo قالوا لم نک من المصلین o ولم نک نطعم المسکینo (المدثر:۳۸تا۴۴)

"ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر داہنی طرف والے (جنتی) باغوں میں ہوں گے۔ مجرموں سے سوال کرتے کہ تمہیں کیا عمل دوزخ میں لے گیا، دوزخی جواب دیں گے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ کھلاتے تھے۔"

؎ ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بے نمازی اور دوزخ:

یاد رہے! اصحاب الیمین قرآن کی اصطلاح میں اہل جنت ہیں اور اصحاب الشمال اہل نار ہیں۔ مندرجہ بالا آیہ کریمہ میں بے نمازی کو اصحاب الشمال میں شامل کیا گیا ہے جن کی چھاتی چیر کر بایاں ہاتھ پیچھے کی طرف نکال کر ان کو نامۂ اعمال دیا جائے گا: واما من اوتی کتبه وراء ظهره فسوف يدعو ثبورا۔ اس وقت وہ کہے گا، ہائے ہلاکت۔ دنیا دیکھے گی بڑے بڑے عہدوں والے، دنیا میں معزز ترین نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے پکڑے جائیں گے اور حکم ہوگا: وامتازوا الیوم ایها المجرمون۔ جن کو دنیا

میں اپنے قریب نہیں کھڑا ہونے دیتے تھے آج حکم ہوگا کہ تم ان کے قریب کھڑے نہیں ہو سکتے کیونکہ تم مجرم ہو اور یہ دنیا میں غربت کی چکی میں پس کر بھی نماز پڑھتے تھے۔

پھر دوزخ میں ایک سوراخ کیا جائے گا جس سے زمین و آسمان جل جائیں گے۔ دوزخ میں ٹھنڈا طبقہ بھی ہوگا اور گرم بھی یعنی کبھی مجرم کو آگ میں جلا کر، یا کرنٹ لگا کر سزا دی جائے گی اور کبھی برف پر لٹا کر، بات کرنے کی طاقت کہاں ہوگی۔ آج ہی تجربہ کر لو، آگ کے انگارے پر انگلی رکھو پھر دیکھو سوائے ہائے ہائے کے زبان سے کوئی لفظ نکلتا ہے؟ ہاں البتہ جنت والے آپس میں باتیں کریں گے کہ یار فلاں فلاں بندہ دنیا میں ہمارے ساتھ رہتا تھا۔ آج ہمیں جنت میں نظر نہیں آرہا چلو تلاش کریں اور پوچھیں وہ کہاں ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو دکھائے گا کہ وہ تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے دوزخ میں جل رہا ہے اور اس وقت اہل جنت اس کو ڈھونڈ کر وہ سوال کریں گے جو مندرجہ بالا آیہ کریمہ میں گزرا کہ ما سلککم فی سقر۔ تمہیں کون سی شی دوزخ میں کھینچ لائی؟

اور وہ جواب دے گا: لم نک من المصلین۔ دنیا میں خدا کا بلاوا آتا تھا حی علی الصلوٰۃ اور میں پرواہ نہ کرتا تھا، گانے سنتا رہتا تھا اور آذان و نماز کا مذاق اڑاتا تھا، بڑے بڑے چیئرمین اور تاجران جو دنیا میں ایک فون کر کے بڑے سے بڑا کام کروا لیا کرتے تھے۔ آج کوئی بھی ان کی سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ ایسی آگ میں جلیں گے کہ جس کے شعلے اونٹوں اور محلات کے برابر ہوں گے۔ انها ترمی بشرر کالقصر کانه جملت صفر۔

"جب جسم جل جائے گا تو نیا چمڑا چڑھا کر پھر نئے سرے سے عذاب دیا جائے گا۔" كلما نضجت جلودهم بدلنهم جلودًا غيرها ليذوقوا العذاب۔

پھر آواز آئے گی: ثم انکم ایها الضالون المکذبونo لاکلون من شجر من زقوم فمالئون منها البطونo فشاربون علیه من الحمیم o فشاربون شرب الهیم۔

"پھر بے شک تم اے گمراہو، جھٹلانے والو! ضرور تھوہڑ کے درخت میں سے

Scanned with CamScanner

کھاؤ گے پھر اس سے پیٹ بھرو گے پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے، جیسے سخت پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ ھذا نزلھم یوم الدین یہ ان کی مہمانی ہے انصاف کے دن۔"

کھانے کو ایسی گھاس ملے گی جس سے انتڑیاں کٹ کر باہر آ جائیں گی اور پینے کو کیا ہوگا؟ وان یستغیثوا یغاثوا بماءٍ کالمھل یشوی الوجوہ۔ اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی کہ چرخ دیئے ہوئے دھات کی طرح ان کے منہ بھون دے گا۔ سر کے اوپر بھی کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔

پھر کہا جائے گا: ذق انك انت العزیز الکریم۔ ہاں ہاں! چکھ دنیا میں تو بڑا عزت والا بنتا تھا۔

حکم ہوگا تم نے دنیا میں ہمارے احکام کو ٹھکرایا کما تدین تدان آج ہمیں تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے۔

دوزخ میں ایک بندے کا جسم اتنا پھول جائے گا کہ تین سو میل تک پھیل جائے گا تا کہ زیادہ سزا ہو سکے، تب پتہ چلے گا کہ نماز نہ پڑھنا کتنا بڑا جرم تھا، دوزخ کے پانی کا ایک قطرہ اگر زمین پر گوایا جائے تو اس کی بدبو سے ساری دنیا بے ہوش ہو جائے۔ ایک نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے اتنی بڑی مصیبت کو گلے لگانا کہاں کی عقل مندی ہے؟

آج کا مسلمان صبح دیر سے اس لیے اٹھتا ہے کہ رات کو مرے ہوئے کتے کی طرح مجرے میں اور وی سی آر کے سامنے پڑا رہتا ہے اور اس نشے میں صبح کی نماز بھی نہیں پڑھ سکتا۔ وہ وقت یاد کیوں نہیں کرتا جب میدان محشر میں نمازیوں کے اعضاء وضو چمکیں گے اور پھر حکم ہوگا کہ سجدے میں گر جاؤ تو دنیا کا بے نمازی وہاں چاہے گا کہ سجدہ کروں مگر فلا یستطیعون۔ کمر میں لوہے کا سریا ٹھونک دیا جائے گا جس کی وجہ سے سجدہ نہیں کر سکے گا کہ جب وہاں نہیں پڑھتا تھا تو یہاں کیوں تکلیف کرتا ہے؟

کچھ لوگوں کو خنزیر بنا کر اٹھایا جائے گا، اے اللہ! جانور تو سارے مٹی ہو گئے یہ کہاں سے آ گئے۔ فرمایا جائے گا یہ بے نماز ہیں، انہیں اپنے نبی علیہ السلام کے فرمان کی

صداقت بتانے کے لیے ایسی شکل دی گئی ہے۔

یاد رہے! حضور علیہ السلام سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آئمہ عظام رحمہم اللہ تک کبھی کسی نے کسی بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھا تا کہ دوسروں کو عبرت ہو کہ اگر نماز نہ پڑھی تو نیک لوگوں کی دعاؤں سے محروم ہو جائیں گے۔

خود بے نمازی ہو کر مر رہا ہے اور اس کو قبر میں اتارتے وقت یہ کہا جا رہا ہے کہ نمازی نمازی قبر میں اتریں، کیا فائدہ؟ خود اترنے والے نے تو کبھی پڑھی نہیں۔

غضب خدا کا! کئی غریب ہو کر بھی دوزخ اٹھائے پھرتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے۔ جو چار پیسے کماتے ہیں، سینما کی نذر کر دیتے ہیں۔ دنیا بھی گئی اور آخرت بھی، ہر گناہ پر پیسہ خرچ ہوتا ہے اور نماز جیسی نیکی مفت میں مل رہی ہے۔ ادھر کوئی آتا ہی نہیں یہ بدقسمتی نہیں تو کیا ہے؟

ایہہ نماز نیاز کمال تحفہ لکھاں اوگناں تے پردے پا دیوے
ایہہ نماز منہ کالیاں گندیاں نوں دھو مانجھ کے صاف بنا دیوے
کدی پڑھیں محبت دی جاگ لا کے سارا راز نماز سمجھا دیوے
فاحشاں بے حیائیاں توں دور کر کے ایہہ نماز ای توڑ اپڑا دیوے
ولی پیر فقیر نماز کردی غوث قطب نماز بنا دیوے
ایہہ نماز نہ چھڈی پیغمبراں نے ہووے کون جو مکھ پرتا دیوے
بے نماز دا قلب سیاہ مردہ اتوں صورتاں لکھ سجا دیوے
پرتوں منگ نماز شبیر والی تھلے تیغ دے فرض نبھا دیوے

حکومتی نماز

ایک بار جنرل ضیاء الحق صاحب کے دور میں سرکاری حکم ہوا نماز کا انتظام کیا جائے۔ دفتروں میں لوٹوں اور چٹائیوں کا انتظام ہوگیا اور ایک ہی ہفتے میں ساری زندگی کی نمازیں پڑھ دی گئیں، حکومت گئی تو وہ لوٹے بھی گئے اور صفیں بھی پتہ نہیں کہاں گئیں۔ افسوس صد افسوس!

کیا یہ ضروری ہے کہ حکومت کی طرف سے ہی حکم ہو تو نماز پڑھی جائے؟ کیا تو خود مسلمان نہیں؟ کیا تجھے مرنا نہیں؟ کیا فرشتوں نے قبر میں یہ پوچھنا ہے کہ بتاؤ اسلام آباد کے کاغذات کہاں ہیں؟

کئی پیر ہو کر بے نمازی ہی نہیں بلکہ مریدوں کو بھی کہتے پھرتے ہیں کہ بس ہماری جیبیں نذرانوں سے بھرتے جاؤ باقی سب خیر ہے کوئی ضرورت نہیں نماز کی ہماری ہر وقت ہی نماز ہے، ایسے دین کے باغی قطعاً پیر بننے کے قابل نہیں ہیں۔

بناں عمل دے نئیں نجات تیری
ماریا جائیں گا قطب دیا بیٹا اوئے

☆..... اگر اللہ کے ہاں پیسے سے بات بن جاتی ہوتی یا خالی پیر صاحب کا صاحبزادہ ہونے سے ہی نجات کافی ہوتی تو بڑے بڑے لوگ کبھی نہ مرتے، تیرے میرے نمبر لگاتے رہتے اور اپنے آپ کو بچاتے رہتے، سرکاری عہدوں کی باری آئے تو اپنا نمبر اور قبر میں جانے کی باری آئے تو غریب کا نمبر لگ جاتا لیکن ڈرامے دنیا میں تو ہو سکتے ہیں احکم الحاکمین کی بارگاہ میں نہیں۔

نماز کی مرکزیت

عبادات میں نماز کو مرکز عمل ٹھہرایا جس کے ترک کر دینے کے بعد تمام دائرہ اعمال منہدم ہو جاتا ہے: فمن اقامها اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين۔ اور اسی لیے کان اصحاب رسول الله لا يرون شيئًا من الاعمال بتركه كفر غير الصلوة (ترمذی) یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی عمل کے ترک کر دینے کو کفر نہیں سمجھتے تھے مگر نماز کے ترک کو۔

نماز ہی وہ عمل عظیم ہے جو اسلام کے تمام عقائد و اعمال کا جامع ترین نمونہ ہے۔ کس طرح سینکڑوں ہزاروں منتشر افراد مختلف مقاموں، مختلف جہتوں، مختلف شکلوں اور مختلف لباسوں میں آتے ہیں، لیکن یکا یک صدائے تکبیر سب کے انتشار کو ایک کامل اتحادی جسم میں تبدیل کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ہزاروں اجزا کا یہ منتشر مواد بالکل ایک

جسم کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ سب کے وجود ایک ہی صف میں جڑے ہوئے، سب کے کاندھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے، سب کے قدم ایک ہی سیدھ میں، سب کے چہرے ایک ہی جانب قیام کی حالت ہے تو سب جسم واحد کی طرح کھڑے ہیں۔ جھکاؤ ہے تو تمام صفیں بیک وقت جھکی ہوئی ہیں۔ ظاہر کے ساتھ باطن بھی یکسر متحد۔ سب کے دل ایک ہی کی یاد میں محو، سب کی زبانیں ایک ہی کے ذکر میں مترنم، پھر دیکھو! سب کے آگے صرف ایک ہی وجود امام کا نظر آتا ہے جس کے اختیار میں جماعت کے تمام اعمال و افعال کی باگ ہوتی ہے۔ جب چاہے سب کو جھکا دے جب چاہے سب کو اٹھا دے۔

امام الانبیاء علیہ السلام کی نماز:

نبی اکرم ﷺ کو حکم ہوا:

وامر اهلك بالصلوة واصطبر عليها۔ (طٰہٰ)

"اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس پر قائم رہیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا کہ حضور علیہ السلام کی کوئی عجیب بات بتائیں تو آپ نے فرمایا: حضور علیہ السلام کی ہر بات ہی عجیب تھی۔ ایک مرتبہ آپ رات کو میرے ہاں تشریف لائے، تھوڑی دیر لیٹے رہے اور پھر فرمایا: اب میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں چنانچہ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ آنسو مبارک سینۂ اقدس تک بہنے لگے پھر رکوع و سجدہ میں بھی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر صبح کی نماز کے لیے آواز دی اور عرض کیا کہ حضور ﷺ! آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟ حالانکہ آپ تو معصوم ہیں اور اللہ پاک نے آپ سے مغفرت کا وعدہ فرما دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری شریف ج۲، ص۷۱۶)

جو مس ہوئے حضور ﷺ کے نعلین پاک سے
وہ بالیقین نجوم تھے اور ماہتاب تھے

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم سے

باتیں کرتے رہتے اور ہم آپ ﷺ سے باتیں کرتے رہتے لیکن جبھی نماز کا وقت ہوتا (تو اس قدر بے قرار ہوکر) ہمارے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوتے کہ گویا ہمیں پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہوجاتے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل امر پیش آتا تو آپ ﷺ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے۔ (ابوداؤد، احمد، ابن جریر)

حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب نماز پڑھاتے تو مختصر پڑھاتے (لمبی قرات نہ فرماتے) اور تنہا نماز پڑھتے تو بہت طویل پڑھتے۔ (سنن احمد، نسائی)

امام ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ باجماعت نماز اس لیے مختصر فرماتے تاکہ مقتدیوں میں سے کسی (بچوں، بوڑھوں، بیماروں) کو تکلیف نہ ہو اور تنہا اس لیے طویل فرماتے کہ آپ کا ارشاد ہے:

قرۃ عینی فی الصلوٰۃ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

محبوب خدا کی ایک نماز کا حال:

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد نبوی کے پاس سے گزرا۔ حضور اقدس ﷺ نماز پڑھ رہے تھے مجھے بھی شوق ہوا چنانچہ حضور ﷺ کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضور ﷺ سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ سو (۱۰۰) آیتوں پر رکوع کردیں گے مگر جب وہ گزر گئیں اور رکوع نہ کیا تو میں نے سوچا کہ دوسو (۲۰۰) پر رکوع کریں گے مگر وہاں بھی نہ کیا تو مجھے خیال ہوا کہ سورت ختم ہی کر کے رکوع کریں گے۔ جب سورت ختم ہوئی تو حضور ﷺ نے کئی مرتبہ اللھم لک الحمد اللھم لک الحمد پڑھا اور سورۃ آل عمران شروع کردی۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ آخر میں نے خیال کیا کہ آخر اس کے ختم پر تو رکوع کریں ہی گے۔ حضور ﷺ نے اس کو ختم فرمایا اور تین مرتبہ اللھم لک الحمد پڑھا اور سورۃ مائدہ شروع کردی۔ اس کو ختم کر کے رکوع کیا اور رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے رہے جو سمجھ میں نہ آیا

اس کے بعد اسی طرح سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ بھی پڑھتے رہے اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے تھے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں سورۃ انعام شروع کردی۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی ہمت نہ کرسکا اور مجبور ہوکر چلا آیا۔ (گویا پہلی رکعت میں تقریباً پانچ سیپارے ہوئے اور پھر حضور اقدس ﷺ کا پڑھنا جو نہایت اطمینان سے تجوید اور ترتیل کے ساتھ ایک ایک آیت جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔)

نظر آیا جو قرآن میں سراپا ان کا
خواہش دید لیے پھرتا ہوں آھو کی طرح

حضور علیہ السلام کی آخری نمازوں کا حال:

''آمد ورفت کی قوت جب تک رہی آپ ﷺ مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے تشریف لاتے رہے۔ سب سے آخری نماز جو آپ ﷺ نے پڑھائی وہ نمازِ مغرب تھی۔ سر میں درد تھا۔ اس لیے سر پر رومال باندھ کر تشریف لائے اور نماز ادا کی۔ جس میں سورۃ والمرسلات عرفا تلاوت فرمائی۔

عشا کا وقت آیا تو دریافت فرمایا کہ نماز ہوچکی؟ لوگوں نے عرض کیا سب کو حضور ﷺ کا انتظار ہے۔ لگن میں پانی بھروا کر غسل فرمایا، اٹھنا چاہا تو غش آگیا۔ افاقہ کے بعد پھر فرمایا کہ نماز ہوچکی؟ لوگوں نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ ﷺ نے پھر غسل فرمایا، اٹھنا چاہا تو غش آگیا۔ افاقہ ہوا تو پھر دریافت فرمایا، اور لوگوں نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ جسم مبارک پر پانی ڈالا، پھر جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو غشی طاری ہوگئی۔

جب افاقہ ہوا تو ارشاد ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے معذرت کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت رقیق القلب ہیں، آپ ﷺ کی جگہ ان سے نہ کھڑا ہوا جائے گا۔ آپ ﷺ نے پھر وہی حکم دیا، کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں، چنانچہ کئی دن تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

(وفات سے چار دن قبل جمعرات کے دن) ظہر کی نماز کے وقت آپ ﷺ کی طبیعت کچھ سکون پذیر ہوئی۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پانی کی سات مشکیں آپ ﷺ پر

ڈالی جائیں۔ غسل فرما چکے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھام کر مسجد میں لائے، جماعت کھڑی ہو چکی تھی، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ آہٹ پا کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے۔ آپ ﷺ نے اشارہ سے روکا، اوران کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ یعنی آپ ﷺ کو دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور انہیں دیکھ کر اور لوگ ارکان ادا کرتے جاتے تھے۔

نماز کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک خطبہ دیا جو آپ ﷺ کی زندگی کا آخری خطبہ تھا۔ (کامل نماز بحوالہ شبلی نعمانی)

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مؤطا امام مالک میں اس طرح ہے کہ:

کان یصلی من الیل ما شاء اللہ حتی اذا کان من اخر الیل
ایقظ اھلہ للصلوٰۃ یقول لھم الصلوٰۃ ثم یتلو ھذہ الایۃ
وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا......

"حضور علیہ السلام جب خود تہجد کی نماز پڑھ لیتے تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لیے اٹھاتے اور ساتھ اسی آیت کی تلاوت فرماتے۔
(وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا......)

ناز والے نیاز کیا جانیں   کفر والے نماز کیا جانیں
جو پلیدوں سے مل کے کھاتے ہیں   پاک احمد کا راز کیا جانیں

عبادت اور ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اہل محبت کا یہ نظریہ ہے کہ جو عبادت بھی کی جائے ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر کی جائے اور تصور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر کی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو حکم دے دیا۔ اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ۔ نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو۔ آگے سارا کچھ تو ہمیں حضور علیہ السلام نے ہی دیا ہے۔ رکوع، سجدہ کیسے کرنا ہے۔ ان میں کیا کیا پڑھنا ہے، زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے کس کس شی پر زکوٰۃ ہے لہٰذا ہم اللہ کے ہر حکم پر عمل

کرنے کے لیے حضور علیہ السلام کے محتاج ہیں اور اللہ نے اسی لیے کسی حکم کی تفصیل بیان نہیں فرمائی تا کہ میرے بندے میرے محبوب کے قدموں کے محتاج رہیں۔

جملہ عالم است محتاج الیہ
زیں سبب فرمود رب صلوا علیہ

نہ کوئی نمازی بن سکتا ہے اور نہ کوئی حاجی و غازی جب تک کہ حضور علیہ السلام کی ادا سمجھ کر اللہ کی عبادت نہ کرے۔

میں غلام ابن غلام ابن غلام
کس قدر رتبہ ملا صل علی

دیکھو! وضو بذات خود عبادت نہیں بلکہ وسیلۂ عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وضو کرنے کا حکم دیا ہے اور فرائض میں سب سے پہلے چہرہ دھونا رکھا ہے لیکن حضور علیہ السلام نے اس سے بھی پہلے کئی سنتوں کا اضافہ فرما دیا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ہاتھ دھونا، بسم اللہ پڑھنا وغیرہ اگرچہ اس میں بے شمار حکمتیں ہو سکتیں ہیں۔ مثلاً: جس پانی سے وضو کرنا ہے اس کا پاک ہونا ضروری ہے، پاک پانی وہ ہے کہ جس کے تین اوصاف میں تغیر و تبدل نہ ہو اس کا رنگ نہ بدلے، بو اور ذائقہ نہ بدلا ہوا ہو۔ فرائض سے پہلے ہاتھ دھلائے تا کہ دیکھ لیا جائے کہ پانی کا رنگ تو بدلا ہوا نہیں ہے، پھر کلی کرائی تا کہ ذائقہ معلوم ہو جائے پھر ناک میں پانی ڈلوایا تا کہ بو کا پتہ چل جائے۔

ثابت ہوا کہ سنت فرض کی تکمیل و صحت کے لیے ہے تا کہ فرائض ضائع نہ ہوں اس لیے ہم اہل سنت ہیں، اہل فرض اور اہل حدیث نہیں ہیں کیونکہ سنت کے بغیر فرض ادا ہی نہیں ہو سکتا اور ہر حدیث پر عمل ہی نہیں ہو سکتا جبکہ سنت ہوتی ہی عمل کے لیے ہے۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

بندگان خدا کی نماز اور قرآن مجید:

قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے اپنے مقبول و محبوب بندوں کی خشوع و خضوع

Scanned with CamScanner

سے لبریز نمازوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ چند آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلماo والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاماo

(فرقان:۶۳-۶۴)

ترجمہ:- رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل لوگ (جہالت کی) بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام اور یہ وہ لوگ ہیں جو ساری ساری رات اپنے رب کے حضور سجدہ کرنے میں اور نماز میں کھڑے گزار دیتے ہیں۔

امن ھو قانت اناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الاخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ (مشکوٰۃ ص۵۹) قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون (مشکوٰۃ ص۵۹) انما یتذکر اولوا الالبابo (زمر:۹)

ترجمہ:- (کیا برابر ہوسکتا ہے بے دین) اور وہ شخص جو عبادت کرنے والا ہو رات کے اوقات میں۔ کبھی سجدہ کرنے والا ہو اور کبھی نیت باندھ کر کھڑا ہونے والا ہو آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو۔ کیا عالم اور جاہل برابر ہوسکتا ہے۔ عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

والذین ھم علی صلاتھم یحافظون o اولئک فی جنت مکرمونo (المعارج:۳۵،۳۴)

ترجمہ:- جو لوگ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔ وہ لوگ باغوں میں بہت عزت وتکریم سے رہیں گے۔

والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون o (المومنون:۹)

ترجمہ:- اور جو لوگ اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔

والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون اولئک ھم الوارثونo الذین یرثون الفردوس ط ھم فیھا خلدون۔ (مومنون:پ۱۸)

ترجمہ:- اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کے ہمیشہ پابند رہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

سورۂ مومنون کی ابتدائی دس آیات کے بارے میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من اقامھن دخل الجنۃ۔ (مشکوٰۃ:ص۲۱۹)

ترجمہ:- جو ان کو قائم کرلے یعنی ان پر کاربند ہو جائے وہ جنتی ہے۔

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی نمازوں کا حال

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس خشوع وخضوع کے ساتھ نماز اور قرآن پڑھتے کہ ان پر شدت سے گریہ طاری ہو جاتا اور کفار کی عورتوں اور بچوں پر بھی اثر پڑتا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نماز میں اس طرح سکون واطمینان سے کھڑے ہوتے گویا کہ لکڑی کا ستون ہے جس میں حرکت تک نہیں پائی جاتی۔ (صحیح بخاری: ج۱)

روایات میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ساری ساری رات نماز میں منہمک رہتے۔ عبادت خداوندی میں اس قدر انہماک ہوتا کہ اپنے جسم کو حرکت تک نہ دیتے۔ خشیتِ الٰہی کا یہ عالم ہوتا کہ نماز میں خوفِ خدا سے روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حالت دورانِ نماز ایسی ہوتی کہ انجان دیکھتا تو ڈرتا کہ اس نماز ہی میں ان کی روح پرواز کر جائے گی۔ بسا اوقات ان پر اس قدر گریہ طاری ہوتا کہ آنکھیں سوج جاتیں۔ خلافت ملی تو بقول امام شعرانی آپ نہ دن کو سوئے نہ رات کو آرام کیا۔ بس کسی وقت اونگھ لیتے اور فرماتے دن کو سو جاؤں تو عوام کے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ رات سو کر گزاروں تو آخرت کا خسارہ نظر آتا ہے۔

نماز میں آپ کے رونے کی آواز آخری صفوں تک پہنچتی۔ حضرت عبداللہ بن

شداد ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں صبح کی نماز آخری صف میں پڑھ رہا تھا اور حضرت عمر فاروق ؓ نماز میں سورۃ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت کو پڑھا: انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ ۔ (حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میں تو اپنے رنج وغم کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں) تو آپ اس شدت سے روئے کہ میں نے آپ کے رونے کی آواز آخری صف میں سن لی۔

(بخاری شریف: ج۱،ص۹،باب اذا بکی الامام فی الصلوۃ)

منظر تیرے دربار کا ہے کتنا نرالا
صف باندھے ادب سے ہے کھڑی ساری خدائی

شہادت سے قبل نیزہ کے زخم سے مسلسل خون جاری تھا۔ اس سے کمزوری اس قدر بڑھ گئی کہ بار بار غفلت طاری ہو جاتی تھی۔ اس حالت میں بھی جب ہوش میں آتے تو سب سے پہلے نماز پڑھتے اور فرماتے مجھے معلوم ہے جو شخص نماز ادا نہ کرے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

حضرت عثمان غنی ؓ:۔

حضرت عثمان غنی ؓ کی شب بیداری مسلم تھی۔ آپ بہت طویل قرأت فرماتے۔ کئی بار ایک ہی رکعت میں پورا کلام اللہ تلاوت کر لیتے تھے۔

آپ کو تلاوت قرآن کا اتنا شوق تھا کہ عموماً وتر کی تین رکعت میں تین قرآن پاک ختم کرتے۔ (غالباً یہ آپ کی کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ رات کو ان کے لیے اتنا طویل فرما دیتا اور تھکاوٹ بھی نہ ہوتی تھی)۔ (فضائل قرآن: ص ۵۴)

حضرت علی مرتضیٰ ؓ:

حضرت علی مرتضیٰ ؓ کے بارے میں منقول ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا، جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ کسی نے اس حال میں پوچھا۔ ایسا کیوں ہو جاتا ہے؟ فرمایا: یہ اللہ پاک کی اس امانت کو ادا کرنے کا وقت ہے جسے زمین و آسمان نہ اٹھا سکے، پہاڑوں نے اپنے عجز کا اظہار کیا، میں ڈرتا ہوں کہ اسے پورا کر سکوں

گا یا نہیں؟

آپ کے بارے میں مشہور واقعہ ہے کہ حالتِ جنگ میں تیر لگ گیا۔ نکالا جانے لگا تو شدید تکلیف محسوس ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ دورانِ نماز نکال لیا جائے۔ محویت کے عالم میں نکالے جانے کا پتہ بھی نہ چلے گا۔

اللہ۔ اللہ! یہ ان پاکباز بندوں کی عبادت گزاری کا حال ہے جنہیں رسول برحق ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے مغفرت اور جنت کی خوشخبری مل چکی تھی اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ان کی شان میں نازل ہو چکا تھا۔

حضرت امام حسن ؓ:

حضرت امام حسن ؓ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ جب وضو فرماتے تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا۔ کسی نے سوال کیا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: دیکھتے نہیں ہو کہ ایک بڑے جلال و جبروت کے مالک کے حضور کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

وضو کر کے جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ عرض کرتے:

الٰهی عبدك ببابك یا محسن قد اتاك المسیء وقد امرت المحسن منا ان یتجاوز عن المسیء فانت المحسن و انا المسیء فتجاوز عن قبیح ما عندی بجمیل ما عندك یا کریم ۔

ترجمہ: ”یا اللہ تیرا بندہ تیرے دروازہ پر حاضر ہے۔ اے احسان کرنے والے اور بھلائی کا برتاؤ کرنے والے بداعمال تیرے پاس حاضر ہے تو نے ہم لوگوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اچھے لوگ بروں سے درگزر کریں تو اچھائی والا ہے اور میں برائی والا ہوں۔ اے کریم! میری برائیوں سے ان خوبیوں کی بدولت جن کا تو مالک ہے درگزر فرما۔“ اس کے بعد مسجد میں داخل ہوتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ انتہائی نیک دل اور پاکیزہ سیرت حکمران تھے۔ وہ

سراپا اتقاء تھے۔ ان کی مثالی زندگی اور صفاتِ حسنہ کے باعث ان کا شمار خلفائے راشدین میں کیا جاتا ہے۔

عشاء کے بعد مصلے پر بیٹھ جاتے، دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے اور گریہ وزاری کرتے رہتے۔ اس حال میں نیند کا غلبہ ہوتا تو آنکھ لگ جاتی، مگر پھر جلد کھل جاتی، رات بھر اسی طرح روتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ فرماتی ہیں: عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے زیادہ وضو نماز میں مشغول رہنے والے اور بھی ہوں گے۔ مگر میں نے ان سے زیادہ ڈرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔

یہ اس درویش صفت جلیل القدر حکمران کا حال ہے جو دن بھر امورِ جہاں بانی میں منہمک رہتا تھا۔ ایک ہم ناکارہ ودرماندہ مسلمان ہیں نہ دین کے نہ دنیا کے!

حضور رسول مقبول ﷺ کے جان نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کو عبادت گزاری اور سنن ونوافل کی ادائیگی سے جس قدر شغف تھا، آج اس کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ہم سے فرائض اور واجبات بھی بحسن وخوبی ادا نہیں ہوتے۔ یہ حضرات دن بھر خلقِ خدا کی خدمت کرتے اور راتوں کو معبودِ حقیقی کی عبادت کرتے، یہاں تک کہ صبح کر دیتے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی نمازیں

یاد رہے! رسول کریم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کرنے والے ''صحابی'' کہلاتے ہیں۔ ان کی اس خوش بختی کے کیا کہنے! ہم چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی نمازوں کا حال اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں ان کے نقشِ پا کے اتباع کی توفیق بخشے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ کس قدر ایمان افروز ہے کہ ایک بار اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک پرندہ اڑا۔ باغ گنجان تھا۔ پرندہ کبھی اس طرف اڑتا، کبھی اس طرف۔ نکلنے کا راستہ ڈھونڈتا۔ مگر راستہ نہ ملتا۔ آپ کی نگاہ پرندہ پر پڑی اور اس منظر سے ان کا خیال بھٹک گیا۔ نماز میں کچھ سہو ہو گیا۔

اس بات سے انہیں شدید قلق ہوا۔ خیال آیا کہ اس باغ کی وجہ سے نماز میں سہو ہوا

ہے۔ یہ سوچ کر تمام باغ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مؤذن اپنی اذان میں کیا کہتا ہے تو ان کی نیند اڑ جائے اور وہ آرام وراحت سے محروم ہو جائیں۔ خود اپنا یہ حال تھا کہ اذان سنتے تو اس قدر روتے کہ آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔

آپ کی آنکھوں میں پانی اتر آیا۔ طبیبوں نے کہا اگر چند روز پانی سے پرہیز کریں تو علاج ممکن ہے۔ کسی نے کہا: صرف پانچ دن جھک کر سجدہ کرنے کی بجائے اونچی لکڑی پر سجدہ کرنا پڑے گا۔ آپ نے جواب دیا کہ بے وضو ہو کر یا مسنون طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ سے ایک وقت بھی نماز پڑھنے کو تیار نہیں۔ چنانچہ آپ نے عمر بھر نابینائی پر صبر کیا، مگر چند نمازیں قضا کرنا بھی گوارا نہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نوعمر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے بارے میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا آدمی ہے۔ کاش تہجد کی نماز پڑھتا۔ آپ نے سنا تو تہجد یوں شروع کی کہ کبھی نہ چھوڑی۔ بلکہ رات کو سونا بھی برائے نام کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی مرویات کی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔ ان کا گھر تین افراد پر مشتمل تھا۔ ایک خود، ایک اہلیہ، اور ایک خادم۔ تینوں یکے بعد دیگرے باری باری اٹھتے اور تمام رات نماز ادا کرتے رہتے۔ سبحان اللہ کیسا مبارک گھرانہ تھا۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ بیس (۲۰) برس کے طویل عرصہ کے دوران کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اذان ہوئی ہو اور میں مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں۔

ما اذن مؤذن منذ عشرين سنة وانا في المسجد ۔ احياء العلوم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شب بیدار اور تہجد گزار تھے۔ ان کے بارے میں مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حکایت کس قدر عبرت انگیز ہے:

''ایک رات محو خواب تھے۔ کسی نے آ کر بیدار کر دیا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ابلیس ہوں۔ میں نے آپ کو اس لیے بیدار کیا ہے کہ نماز پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا: ابلیس! تیرا نماز سے کیا تعلق؟ اس نے کہا اصل بات یہ ہے کہ کل رات آپ کی تہجد قضا ہو گئی تو آپ نے اس قدر گریہ وزاری کی کہ اللہ نے آپ کو دو چند اجر دیا۔ یہ مجھ پر بہت گراں گزرا۔ میں نے سوچا کہ آپ کو جگا دوں کہ تہجد پڑھ لیں اور ایک ہی اجر ملے۔'' (مثنوی دفتر دوم: ج ۲)

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ مالک بن دینار علیہ الرحمۃ جب بہت بوڑھے ہو گئے آپ کے ابرو آنکھوں پر لٹک آئے اس کے باوجود بھی رات کو مصلے پر کھڑے ہوتے اور صبح کی آذان وہیں پر ہو جاتی۔ یہ کہتے کہتے کہ مولا! میرے بڑھاپے پر رحم فرما۔ حالانکہ یہ وہ خوش نصیب ہیں کہ جن کی جوانی اور بڑھاپا دونوں یادِ الٰہی، ذکر خدا اور فکر آخرت میں گزرے آج دیکھو ذرا ہماری حالت کیا ہے۔

وہ تھے کس منزل میں اور تو کون سی منزل میں ہے
شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز ادا فرما رہے ہیں۔ پاس ہی لڑائی ہو گئی۔ پتھر آپ کی داڑھی اور حلق کے درمیان سے گزرتے رہے مگر آپ بدستور نماز پڑھتے رہے اور آپ کی توجہ ذرہ برابر بھی نہ ہٹی۔

نماز کے دوران ہی آپ کے بیٹے ہاشم (جو بالکل [illegible] تھے) پر چھت سے سانپ گر گیا جس کو لوگوں نے مار دیا۔ ایک شور پڑ گیا مگر آپ ایسے کھڑے رہے جیسے سوکھی لکڑی

ہوتی ہے۔ (نماز کا منظر)

حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ابن زبیر نماز میں ستون کی طرح کھڑے ہو جاتے اور فرماتے یہ نماز کا خشوع ہے۔ (الاصابہ: ج ۲، ص ۳۱)

آپ کی نماز بے حد طویل ہوتی ایک مرتبہ آپ نے اتنا لمبا رکوع کیا کہ ایک آدمی نے اس دوران سورۃ بقرہ، آل عمران، نساء اور مائدہ کی تلاوت کر لی لیکن آپ ابھی تک رکوع میں ہی تھے۔ (الاصابہ: تذکرہ عبداللہ بن زبیر)

تیروں پہ تیر چلتے رہے مگر نماز نہ چھوڑی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ ذات الرقاع سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک مقام میں قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آج رات چوکیداری کون کرے گا؟ حضرت عمار بن یاسر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ حضور ﷺ نے دشمن کے ٹھکانوں کی نشاندہی فرمائی کہ اس جگہ نگرانی کریں۔ دونوں حضرات وہاں تشریف لے گئے اور باہمی مشورہ سے طے پایا کہ رات کا آدھا حصہ ایک آدمی جاگتا رہے اور دوسرا سو جائے اور دوسرے حصے میں پہلا سو جائے اور دوسرا جاگتا رہے۔ رات کا پہلا حصہ انصاری صحابی عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کے جاگنے کا قرار پایا اور مہاجر صحابی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سو گئے۔ عباد بن بشر (رضی اللہ عنہ) نے نماز کی نیت باندھ لی، کچھ دیر بعد دشمن کی طرف سے ایک آدمی آیا اور دور ہی کھڑے ہوئے عباد بن بشر کو دیکھ کر تیر مارا۔ جب کوئی حرکت نہ ہوئی تو دوسرا تیر پھینکا پھر اسی طرح تیسرا تیر چلایا اور ہر تیر ان کے بدن میں پیوست ہوتا رہا اور یہ اسے ہاتھ سے نکال کر پھینکتے رہے۔ اطمینان سے رکوع و سجود کر کے نماز مکمل کی اور اپنے ساتھی کو جگایا۔ دشمن تو خوف کے مارے بھاگ گیا مگر ساتھی نے دیکھا کہ ان کے بدن پر تین جگہ سے خون بہہ رہا ہے۔ مہاجر صحابی نے فرمایا: سبحان اللہ! تم نے مجھے شروع ہی میں کیوں نہ جگایا۔ انصاری کہنے لگے کہ میں نے سورۃ الکہف شروع کر رکھی تھی، اسے ادھورا چھوڑ کر رکوع کرنا گوارہ نہ کیا۔ اب مجھے اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ بار بار تیر لگنے سے میری جان نکل جائے اور حضور اقدس ﷺ نے چوکیداری کی جو خدمت سپرد کر رکھی تھی وہ

پوری نہ ہوسکے۔ اگر یہ اندیشہ دامن گیر نہ ہوتا تو مجھے مرجانا منظور تھا مگر سورت مبارکہ مکمل ہونے سے پہلے رکوع نہ کرتا۔ (سنن ابی داؤد: کتاب الطہارۃ،۱،۷۲)

ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی نمازیں

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نماز گزاری وعبادتِ الٰہی کا حال کون نہیں جانتا۔ فوجوں کے نرغے کے اندر بھی میدانِ کربلا میں وہ رات رات بھر نماز وتلاوتِ کلام اللہ، اور استغفار میں منہمک رہے۔ یہاں تک کہ شہادت سے قبل بھی دشمن سے دو سجدے ادا کر لینے کی مہلت مانگی۔ کیونکہ ؎ نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ روزانہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ آپ نے سفر وحضر میں کبھی نمازِ تہجد بھی قضا نہ ہونے دی۔ انتہا یہ کہ نماز کے اندر کثرتِ سجدہ کرنے کے باعث آپ کو ''سجاد'' اور ''زین العابدین'' کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ وضو کرتے وقت آپ کانپنا شروع کر دیتے اور رنگ زرد ہو جاتا۔

ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ مسجد کے ساتھ والے مکانوں میں آگ لگ گئی اور مکان جل گئے۔ آپ نے سلام پھیرا تو پوچھا! یہ دھواں کیسا ہے؟ عرض کیا گیا آگ لگ گئی تھی جس کو ہم بجھاتے رہے۔ فرمایا: تم دنیا کی آگ بجھا رہے تھے اور میں دوزخ کی آگ کو بجھانے میں مصروف تھا۔

آپ کا ارشاد ہے کہ مجھے تکبر کرنے والے پر تعجب ہے کہ کل تک ناپاک نطفہ تھا اور کل کو مردار ہو جائے گا پھر تکبر کرتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے: تعجب ہے کہ لوگ فنا ہونے والے گھر کے لیے تو فکر کرتے ہیں۔ ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر نہیں کرتے۔ آپ کا معمول تھا کہ رات کو چھپ کر صدقہ کیا کرتے، لوگوں کو یہ خبر بھی نہ ہوتی کہ کس نے دیا۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو سو (۱۰۰) گھر ایسے نکلے جن کا گزارہ آپ کی اعانت پر تھا۔ (نزہتہ البساتین)

ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ اس شیر خدا کا خون تھے کہ جو ایک سجدہ کرتے تو دوسرا اس وقت تک نہ کرتے جب تک کہ رب کا جلوہ نہ دیکھ لیتے اور جس علی کی ایک نماز قضا ہوئی تو سورج واپس لوٹایا گیا۔

اور پھر حضرت سجاد نے اس خاتون جنت کی آغوش میں تربیت پائی تھی کہ جن کے ایک سجدہ و رکوع میں پوری رات ختم ہو جاتی اور دعا کرتیں کہ مولیٰ! ایک رات تو ایسی بنا دے کہ میں جی بھر کر تیری عبادت کر سکوں۔

؎ روح نماز ہے یہی اصل نماز ہے یہی
میری نظر میں تو رہے تیری نظر میں میں رہوں

آج بہت سارے نام نہاد علی کے ملنگ نماز سے تنگ ہو کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اپنی اس بدعملی سے شاید لوگوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں کا نماز سے کیا تعلق ہے اور اس بات کو نہیں جانتے کہ ان کا اپنا علی سے کوئی تعلق نہیں اور مولیٰ علی شیر خدا نے ان جاہلوں کے بارے میں پہلے ہی فرما دیا ہے اور آپ کا یہ فرمان مولائے روم علیہ الرحمتہ نے مثنوی شریف دفتر اول میں نقل کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

؎ زاں علی فرمود نقل جاھلاں
برمز ابل ھمچو سبزہ اے فلاں

(مفتاح العلوم، ص۲۰۴ دفتر اول)

''اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاہلوں کی باتیں اگر کسی کو اچھی لگیں تو ایسے ہی ہے جیسے ''روڑی'' گندگی کے ڈھیر پر سبزہ اگ آیا ہے۔ جو وہاں بیٹھے گا کپڑے ناپاک کر بیٹھے گا۔'' ان کی چکنی چپڑی باتوں کو سبزہ فرمایا اور ان کی بدعقیدگی اور بدعملی کو گندگی کا ڈھیر قرار دیا۔

جس علی کی ایک نماز کے لیے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آئے اور جس علی کا لختِ جگر کربلا میں سر سجدے میں کٹا دے اس علی کا ماننے والا نماز سے اگر بے زار ہے تو وہ علی کا وفادار

نہیں بلکہ دین کا، اسلام کا، قرآن کا اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا غدار ہی ہو سکتا ہے۔

علی امام من است ومنم غلام علی
ہزار جان گرامی فدا بنام علی

بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کی نماز

اب چند بزرگوں کی عبادت گزاری وشب بیداری، اور نماز میں انہماک کا حال بھی پڑھ لیجئے:

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ تابعی بزرگ ہیں (صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت سے فیضیاب ہونے والے اصحاب کو تابعی کہا جاتا ہے)۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ بہت طویل نماز پڑھتے تھے۔ بسا اوقات ایک رکوع میں نصف شب اور سجدہ میں بقیہ شب گزار دیتے تھے۔ اسی طرح عشاء سے نماز فجر تک بمشکل دو رکعت ادا کر سکتے تھے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کا نقشہ ہی کچھ اور تھا۔ ان کے بارے میں ایک بزرگ کا بیان ہے:

میں نے ذوالنون مصری کے پیچھے نماز عصر ادا کی۔ انہوں نے اللہ اکبر کہا تو لفظ اللہ ادا کرتے ہوئے ان پر اللہ جل شانہ، کے جلال کا ایسا غلبہ طاری ہوا کہ گویا ان کے جسم سے روح نکل گئی ہے۔ جب اکبر ان کے منہ سے نکلا تو خود میرا دل ہیبتِ الٰہی سے لرز گیا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ ان پر "حال" کا غلبہ ہوا اور کیفیت یہ ہوگئی کہ ہفتہ بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا، نہ کسی سے کلام کیا، ان کے مرشد کو اس

حال کی اطلاع دی گئی۔ سب سے پہلے انہوں نے جو بات دریافت فرمائی وہ یہ تھی۔ "سفیان کی نماز تو محفوظ ہے؟ عرض کیا گیا: آپ کا حال نماز سے خالی نہیں۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا: الحمدللہ۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے شیطان کو سفیان پر مسلط نہ ہونے دیا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا پیشہ تجارت تھا۔ دوکان پر جاتے تو پہلے دوکان کا پردہ گرا کر چار صد (۴۰۰) رکعات پڑھتے۔ کم وبیش تیس (۳۰) سال تک آپ کا یہ حال رہا کہ نماز عشاء کے بعد کھڑے ہو جاتے اور صبح تک اللہ اللہ کرتے رہتے۔ اس طرح عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ پوری پوری رات نماز میں مشغول رہتے۔ تکیہ پر سر نہ رکھتے۔ کسی نے دریافت کیا، آپ سوتے کیوں نہیں؟ فرمایا: آنسو نہیں تھمتے۔ جب یہ حالت ہو تو نیند کیسے آئے۔ آپ کی دوسری خصلت یہ تھی کہ نماز ادا کر کے چہرہ اپنے ہاتھ سے چھپا لیتے۔ فرماتے: مجھے ڈر لگتا ہے کہیں میری یہ نماز میرے منہ پر نہ ماردی جائے۔

حضرت محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے۔ وہ حضرت امام ابو یوسف کے شاگرد تھے۔ انہوں یک صد تین (۱۰۳) برس کی عمر پائی۔ آخر وقت تک وہ روزانہ دو سو (۲۰۰) رکعات نوافل پڑھتے رہے۔

حضرت محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کے ماہر ایک مشہور محدث تھے۔ وہ نماز میں اس قدر محو ہوتے کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ایک مرتبہ ان کی پیشانی پر بھڑ نے کاٹ لیا۔ جس سے خون بھی نکل آیا۔ مگر ان کے خشوع وخضوع میں کوئی فرق نہ آیا۔ ذرا حرکت بھی نہ کی۔

Scanned with CamScanner

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے حفاظ میں سے تھے۔ نماز سے اس قدر شغف تھا کہ اکثر یہ دعا کرتے تھے۔ یا اللہ! اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہوسکتی ہے تو مجھے بھی اجازت مل جائے۔ ابو سفیان رحمۃ اللہ علیہ ان کی وفات پر انہیں دفن کرنے والوں میں شامل تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں: دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گرگئی، تو میں نے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے امام اعظم ہیں۔ آپ کا شمار فقہ کے چار بڑے آئمہ میں ہوتا ہے۔ آپ ایک رات میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ دن بھر تعلیم و تعلم کی مصروفیت کے باوجود رات بھر بیدار رہتے۔ دن میں اونگھ آتی تو استغفار پڑھتے۔ آپ نے چالیس (۴۰) سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ علیہ الرحمۃ پوری پوری رات مصروف عبادت رہتے۔ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے۔ یوں بھی آپ ہمیشہ باوضو رہتے۔ وضو ٹوٹ جاتا تو تازہ وضو کر لیتے اور دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ادا فرماتے۔

حضرت حاتم بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت حاتم بلخی علیہ الرحمۃ سے حضرت عصام رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ آپ نماز کیسے ادا کرتے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے:

نماز کا وقت آتا ہے تو پہلے اطمینان سے وضو کرتا ہوں۔ پھر مصلے پر پہنچتا ہوں اور نہایت اطمینان سے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ تصور یہ ہوتا ہے کہ کعبہ میرے سامنے ہے، میرے پاؤں پل صراط پر ہیں۔ دائیں ہاتھ جنت ہے، بائیں سمت دوزخ ہے اور موت کا

فرشتہ میرے سر پر ہے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہ میری آخری نماز ہے۔ شاید پھر کوئی اور نماز میسر نہ ہو، دل کی جو حالت ہوتی ہے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اس کے بعد نہایت عاجزی سے اللہ اکبر کہتا ہوں، قرآن مجید کے الفاظ کو ان کے معانی پر غور کر کے پڑھتا ہوں۔ تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں اور عاجزی کے ساتھ سجدہ میں جاتا ہوں۔ اور نہایت اطمینان سے نماز پوری کرتا ہوں۔

اللہ کی رحمت سے قبولِ نماز کی امید رکھتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی اپنے اعمال کے رد ہو جانے کا خوف بھی ہوتا ہے۔

حضرت عصام رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا: کتنے عرصہ سے آپ اس طرح نماز ادا کر رہے ہیں؟ حضرت حاتم بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: تیس (۳۰) سال سے۔

(کامل نماز مطبوعہ تاج کمپنی)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

ایک بزرگ نماز پڑھ رہے تھے کہ خضر علیہ السلام تشریف لے آئے۔ کافی دیر بیٹھے رہے لیکن بزرگ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور بدستور نماز میں مصروف رہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کافی دیر انتظار کے بعد واپس چلے گئے اور بزرگ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی۔ فرمایا: میں جس کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف تھا اگر خضر اس سے افضل ہوتے تو اس کو چھوڑ کر خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوتا۔

سبحان اللہ! جو اپنی عبادتوں میں اللہ کی معرفت کی لذت پیدا کر لیتے ہیں پھر وہ خضر علیہ السلام کی طرف نہیں بھاگتے بلکہ خود خضر علیہ السلام ان کی تلاش میں نکلتے ہیں اور وہ متوجہ ہی نہیں ہوتے۔

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

حضرت عبد اللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے ایک مائی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ حالت نماز میں بچھو نے ایسا کاٹا کہ سارا بدن سیاہ ہوگیا مگر وہ بدستور نماز پڑھتی رہی۔ اسی

طرح بچھو نے چالیس مرتبہ ڈسا لیکن مائی نے ذرا حرکت نہ کی۔ جب وہ مائی نماز سے فارغ ہوئی تو آپ نے پوچھا! اتنی تکلیف برداشت کی مگر بچھو کو روکا تک نہیں۔ مائی نے کہا! عجیب باتیں کرتے ہو خدا کے کام میں اپنا کام شروع کر دیتی۔

آج کی عورت اول تو نماز پڑھتی ہی نہیں۔ اگر شروع کر بھی لے تو پاس ہی ٹی وی پر ڈرامہ لگا ہوتا ہے۔ وہ نماز موقوف کر کے پہلے ڈرامہ پورا کرتی ہے پھر نماز اور اگر نماز پڑھتی بھی رہے تو اس قدر توجہ وانہماک کے ساتھ کہ نماز کے بعد پورے ڈرامے کی کارروائی اس سے پوچھی جا سکتی ہے۔

کتنا خوش نصیب ہے وہ بندہ کہ جس کا مرنا جینا اپنے مولیٰ کے لیے ہو جاتا ہے اور پھر مولیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ ایسا بندہ جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو انسان اس کے جنازہ میں شامل ہونے کے لیے ترستے ہیں اور ادھر اللہ کے فرشتے اس پر نازل ہو کر اس کو جنت کی خوشخبری سناتے ہیں۔ ان کی قبر میں جنت کی طرف کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور پھر عیش ہی عیش ہوتی ہے۔

اور بڑا بدنصیب وہ شخص ہے جو دنیا کی ہوس میں اپنے مولیٰ کو بھلا دیتا ہے۔ ہر وقت سوتے جاگتے کاروبار اور مال جمع کرنے کی فکر، تا آنکہ عزرائیل علیہ السلام تشریف لے آتے ہیں اور سارا پروگرام دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے۔

سیٹھ جی کو فکر تھی اک اک کے دس دس کیجئے
موت آ پہنچی کہ حضرت! جان واپس کیجئے

اور پھر قبر میں جو سلوک ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ الذی جمع مالا وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ۔

”خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے جس نے مال جوڑا، گن گن کر رکھا، کیا سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ (زندہ) رکھے گا۔ (ہرگز نہیں ضرور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا)۔

ایک اللہ والے کی نماز

ایک بزرگ نماز کی نیت کرتے تو بہت روتے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: میں جب نماز کی نیت میں یہ کہتا ہوں کہ ”واسطے اللہ تعالیٰ کے“ تو ڈرتا ہوں کہ اس قول میں سچا بھی ہوں کہ نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تو کہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اوپر سے آواز آئے نہیں تو تو نمازی کہلانے کے واسطے پڑھ رہا ہے۔ میرا سر تو کعبہ کی طرف جھک رہا ہو اور کہا جائے کہ تیرا دل تو دنیا کی طرف جھکا ہوا ہے، لے جا اپنی نماز، ایسی نماز کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو حرم سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

یاد رہے! نماز میں خشوع وخضوع نہایت ضروری ہے۔ صوفیائے کرام اپنی کتابوں میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں: لاصلوٰۃ الا بحضور القلب۔ نماز حضور قلب کے بغیر قابل قبول نہیں۔ نماز روح کی غذا ہے اور جس طرح نفس وجسم کو پوری غذا نہ ملے تو وہ خوش نہیں ہوتا مثلاً جسمانی غذا کے طور پر صرف دو لقموں سے کام نہ چلے گا، نفسانی غذا کے لیے تین گھنٹے کی فلم دیکھنے کی بجائے پانچ منٹ کی عیاشی سے نفس خوش نہ ہوگا۔ روح کی غذا ذکر الٰہی اور اطمینان کے ساتھ عبادتِ الٰہی کرنے میں ہے۔ لہٰذا پورے اہتمام سے نماز پڑھی جائے اور ظاہری وباطنی آداب کے ساتھ پڑھی جائے گی تبھی روح کی خوشی کا ساماں ہوگا۔

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

ایک چودھری صاحب تھے جو کبھی مسجد میں نہ جاتے تھے اور ان کا ایک ملازم تھا جو مسجد سے نکلنے کا نام نہ لیتا تھا، چودھری حقے کی طرف جاتا تو نوکر مسجد کی طرف بھاگ جاتا، یہ حقہ پیتا رہتا وہ نماز پڑھتا رہتا، حقہ بجھ جاتا نماز جاری رہتی، فانی کی محبت بھی فانی، نماز والا بھی باقی اس کی محبت بھی باقی۔ چودھری مسجد کے دروازے پر آ کر آواز دیتا ارے غلام رسول! (نوکر کا نام) کہاں مر گئے ہو؟ تجھے باہر کون نہیں آنے دے رہا؟ نوکر

کہتا! جی حضور! مجھے باہر وہ نہیں آنے دے رہا جو آپ کو اندر نہیں آنے دے رہا۔ آپ کے دل سے حقے کی محبت نہیں جاتی تو میرے دل سے خدا کی محبت کیسے جاسکتی ہے۔

(بروایت حضرت صاحبزادہ فیض الحسن آلومہار شریف)

چودھری کا ذکر ہوا تو ایک اور واقعہ سن لیجئے۔ ہمارے گاؤں (چک کھرل) میں ایک چودھری صاحب تھے جو حضرت کیلیانوالہ شریف حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری خلیفہ مجاز حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ کے مرید تھے۔ بیٹے کی بارات لے کر کیلیانوالہ شریف کے پاس سے گزر رہے تھے تو بارات کو کہا تم چلو میں اپنے پیر کو سلام کر آؤں۔ یہ تقسیم سے پہلے کی بات ہے اس وقت ایک سو روپیہ بطور نذرانہ پیر کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا لے جا تیرے نذرانے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ تو نے بیٹے کی شادی کی خوشی میں ظہر کی نماز نہیں پڑھی۔ عرض کیا! حضور مجھے معاف فرمادیں میں توبہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے اس چودھری صاحب کی زیارت کی ہے مرتے دم تک ھرچہ بادا باد مگر ان کی نماز نہیں چھوٹی۔

اس واقعہ میں جہاں آج کل کے چودھریوں کے لیے عبرت کا سامان ہے وہاں آج کل کے نام نہاد پیروں اور ان کے دنیادار مریدوں کے لیے بھی ہدایت کی روشنی ہے کہ جو ہر قسم کی برائی کر کے مہینے کے بعد پیر صاحب کو پانچ سو کا نوٹ تھما کر سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہم ہر ذمہ داری سے بری الذمہ ہو گئے ہیں جو کچھ بھی کرتے رہیں ہمارے لیے جائز ہے کیونکہ ہمارا پیر ہم پر خوش ہے، جانے یا علی۔

اُس مسلمان سے سو بار ہے "ملحد" اچھا
جس مسلمان کے پیش نظر انجام نہیں

اہل اللہ کی نمازوں کا حال اور نماز کی اہمیت کے بارے میں ان کے ارشادات و اقوال آگے تفصیل کے ساتھ نماز اور سلف صالحین کے اقوال و آثار کے تحت آرہے ہیں۔

حفاظت نماز اور صلوٰۃ وسطیٰ

یہاں پر چند وہ آیات لکھی جاتی ہیں جن میں امر کے صیغہ سے نماز قائم کرنے کی

تاکید فرمائی گئی ہے:

حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین۔

(البقرہ: ٢٣٨)

"تمام نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز کی اور اللہ کی بارگاہ میں ادب سے کھڑے ہوا کرو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

صلوٰۃ الوسطی صلوٰۃ العصر (ترمذی)

درمیانی نماز (صلوٰۃ الوسطیٰ) سے مراد عصر کی نماز ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من ترک صلوٰۃ العصر فقد حبط عملہ (بخاری)

"جس نے عصر کی نماز کو چھوڑ دیا اس کی نیکیاں ضائع ہو گئیں۔"

حضور علیہ السلام کو عصر کی نماز اس قدر عزیز تھی کہ غزوہ خندق کے موقع پر کفار کے حملوں اور ان کی تیر اندازی کے باعث جب آپ کی نماز عصر فوت ہو گئی تو آپ نے فرمایا:

"ہمیں کافروں نے درمیانی نماز "عصر" سے باز رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔" (کمافی الحدیث)

ایک حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جو شخص عصر اور فجر کی نماز پڑھے گا وہ ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا۔ (مسلم شریف حدیث نمبر ٦٣٤، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیهما)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کو آتے ہیں اور وہ نماز فجر اور عصر میں جمع ہوتے ہیں اور جب وہ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا تو فرشتے عرض کرتے ہیں حالت نماز میں یعنی جب ان کے پاس

گئے تب بھی نماز پڑھ رہے تھے اور جب واپس آئے تب بھی نماز پڑھ رہے تھے (مثلاً عصر کی نماز میں دونوں قسم کے فرشتے رات والے اور دن والے جمع ہو جاتے ہیں پھر دن والے واپس چلے جاتے ہیں اور اگلی صبح کو پھر اگلے فرشتے آ جاتے ہیں اور عصر کے وقت آنے والے پوری رات ساتھ رہتے ہیں جو فجر کی نماز کے بعد واپس جاتے ہیں یہی مثال نماز فجر میں جمع ہونے والے فرشتوں کی سمجھ لیں)۔ (بخاری باب فضل العشاء فی الجماعة حدیث نمبر ۶۷۵ و مسلم فضل صلوٰۃ الجماعۃ: حدیث نمبر ۶۵۱)

عصر کی نماز کی زیادہ تاکید اس لیے ہے کہ اس وقت عموماً لوگ کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں اور جو لوگ کاروبار نہیں کرتے وہ اکثر اس وقت سیر و تفریح میں مشغول ہوتے ہیں۔

ایک حدیث پاک میں ہے نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو گرا دیا۔

گویا دین اگر ایک محل ہے تو نمازیں اس محل کے ستون ہیں۔ ستون نہ ہوں تو محل اگرچہ کتنا ہی مضبوط اور خوبصورت دکھائی دے اس کی کوئی بنیاد و میعاد نہیں ہے۔ وہ کسی وقت بھی زمین پر آ گرے گا۔

نماز پڑھ گیا دنیا میں کربلا کا حسین

اس محل کی حفاظت کا پوچھنا ہے تو حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھے کہ ہم معمولی مجبوریوں سے نماز چھوڑ دیتے ہیں سر درد ہو نماز گئی، ذرا کوئی مصروفیت ہوئی نماز چھوڑ دی اگر تھانیدار تھانے میں بلائے تو بھاگتے جاتے ہیں کہیں ناراض نہ ہو جائے کوئی دعوت پر بلائے تو ساری مجبوریاں ہوا ہو جاتی ہیں اور ٹھیک وقت پر پیٹ پوجا کے لیے پہنچ جاتے ہیں مگر خدا کی بارگاہ سے بلاوا آئے تو کوئی پرواہ نہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ مصروف کون ہو سکتا ہے؟ کربلا کے میدان میں بھوک بھی ہے پیاس بھی، گرمی بھی ہے جسم تیروں اور تلواروں سے چھلنی بھی ہے، آنکھوں کے سامنے لاشوں کے انبار بھی ہیں اور پردہ دار خواتین کی قطار بھی مگر ان ساری مجبوریوں کے باوجود

شمر کا خنجر گلوئے خشک پر چلتا رہا
بزم حق روشن رہی حق کا دیا جلتا رہا
چشم گریاں مزرع دیں میں گہر بوتی رہی
کٹ گیا سر پر نماز حق ادا ہوتی رہی

جو عیش و آرام میں بھی نماز کو بھول جائے وہ یزید کا نمائندہ ہے اور جو ہزار سختیوں کے باوجود بھی نماز قائم کر کے دکھا دے وہ کربلا کے حسین کا غلام ہے۔

اذان دے گئی حضرت بلال کی ہستی
نماز پڑھ گیا دنیا میں کربلا کا حسین

ایسی نماز کیوں نہ معراج المومنین ہو اور ایسا نمازی کیوں نہ جنت کے جوانوں کا سردار ہو۔

بہر حال: زیر عنوان آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس آیت کے نزول سے پہلے جب بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دیتا تو آپ دوران نماز ہی مجھے جواب سے نوازتے، ایک مرتبہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں نے حسب معمول سلام کیا مگر آپ ﷺ نے جواب نہ دیا میں ڈر گیا کہ شاید میرے بارے میں کوئی عتاب نازل ہوا ہو اور مختلف نئی اور پرانی سوچوں میں پڑ گیا کہ کہیں حضور علیہ السلام ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ جب حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم نازل فرما دے بات یہ ہے کہ نماز میں کلام کی ممانعت فرما دی گئی ہے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی (وقوموا للہ قانتین) اور فرمایا: نماز میں اللہ کا ذکر، تسبیح اور حمد و ثناء کے سوا بات کرنے کی اجازت نہیں۔

اسی طرح حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب مسلمان ہونے کے لیے مدینہ شریف حاضر ہوا تو مجھے بہت سی چیزوں میں سے یہ بھی سکھایا گیا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ کہے اور سننے والا جواب میں یرحمک اللہ کہے چنانچہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ نماز میں کلام کی ممانعت ہو گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

انا اصلی مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذعطس رجل من القوم فقلت له یرحمك اللّٰه فرمانی القوم بابصارهم فقلت واثکل امیاہ ماشانکم تنظرون الی فجعلوا یضربون بایدیهم علی افخاذهم فلما رایتهم یصمتوننی لکنی سکت فلما صلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فبابی و امی مارایت معلما قبله ولا بعده احسن تعلیما منه فو اللّٰه لا ضربنی ولا شتمنی ثم قال ان هذه الصلوٰة لا یصلح فیها شئ من کلام الناس انما هو التسبیح والتکبیر و قراۃ القران۔ (مسلم شریف: ج۱،ص۲۰۳)

"میں حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص کو چھینک آئی، میں نے نماز میں ہی اس کو یرحمك اللّٰه کہہ دیا لوگ مجھے گھورنے لگے میں نے کہا: تمہاری مائیں تمہیں روئیں کیا ہوا ہے کہ میری طرف دیکھتے ہو؟ یہ سن کر انہوں نے اپنے رانوں پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ میں سمجھ گیا کہ مجھے چپ کرا رہے ہیں۔ چنانچہ میں چپ تو ہو گیا' جب حضور علیہ السلام نے نماز مکمل کی۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ جیسا تعلیم دینے والا نہ کبھی پہلے میں نے دیکھا نہ بعد میں' نہ آپ ﷺ نے مجھے مارا نہ گالی دی بلکہ فرمایا کہ نماز میں کلام نہیں کرتے نماز تو صرف تسبیح وتکبیر اور تلاوت قرآن پاک کا نام ہے۔"

اُمتی کی معراج

ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کو معراج ہوئی تو عرش و فرش کو سجایا گیا، جبرائیل علیہ السلام آئے' براق لائے۔ ہم نے عالم تصورات میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ کے امتی نے معراج کا لطف لینا ہو تو اس کے لیے اتنا اہتمام تو نہیں کیا جائے گا تو امت کے لیے یہ مسئلہ آسان کر دیا گیا اور فرمایا: الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ تم پانچ وقت نماز پڑھ لیا کرو۔ تمہیں معراج کی لذت نصیب ہو جایا کرے گی۔ اسی لیے فرمایا گیا: ان تعبد

اللّٰه کانك تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراك۔ "اللہ کی عبادت یوں کر کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو کم از کم اتنا تو خیال رہنا چاہئے کہ وہ ہر حال میں تمہیں دیکھ رہا ہے۔ کیا خوب فتویٰ دیا حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ نے۔

ہر کس کہ در نماز نہ بیند جمال دوست
فتویٰ ہمی دہم کہ نمازش قضا کند

"جو نماز میں یار کا جمال نہیں دیکھتا میرا فتویٰ ہے کہ وہ اپنی نماز کو دوبارہ پڑھے اور جو جمال یار کی زیارت والی نماز پڑھے تو اس کے لیے یہی تو معراج ہے۔"

آج مسلمان کے دل سے نماز کی اہمیت نکل گئی، نماز کا احترام اور خشوع وخضوع جاتا رہا، نورانیت رخصت ہوئی اور

رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

لم یبق من الاسلام الا اسمه — ولم یبق من القران الا رسمه
اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا — اور قرآن کی صرف رسم باقی رہ گئی

شاید اسی وجہ سے ہمارے سروں سے رحمت کی چادر کھینچ لی گئی ہے اور ہر طرف بے اطمینانی اور پریشانی کا دور دورہ ہے ہم خدا کے نافرمان ہو گئے تو ہمارے ملازم' ہماری اولاد اور ہمارے ماتحت ہم سے بغاوت کیوں نہ کریں گے؟ مسلمان ساٹھ سال کا ہو جاتا ہے لیکن اس کو دعائے قنوت نہیں آتی، مسلمان کے گھر پیدا ہو کر زندگی گزار کر مر رہا ہے مگر مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہو رہا۔

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

نماز کی عظمت واہمیت کے عنوان سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا

ایک پر مغز جامع ارشاد قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

عبادات میں نماز کی امتیازی شان

نماز اپنی عظمت شان اور عقل وفطرت کے عین مطابق ہونے کے لحاظ سے تمام عبادات میں خاص امتیاز رکھتی ہے۔ خدا شناس اور خدا پرست انسانوں میں سب سے زیادہ معروف ہے اور نفسِ انسانی کے تزکیہ وتربیت کے لیے سب سے زیادہ نفع مند ہے۔ اس لیے شریعت نے اس کی فضیلت، اس کے اوقات کے تعین، اس کی شرائط وارکان اور اس کے آداب ومسائل کے بیان کا وہ اہتمام کیا ہے جو کسی اور عبادت کا نہیں کیا۔ انہیں خصوصیت وامتیاز کی وجہ سے نماز کو دین کا عظیم تر شعار اور ممتاز ترین نشان قرار دیا گیا ہے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ نماز کے اصل عناصر تین ہیں:

ایک: یہ کہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی لا انتہا عظمت وبزرگی کے تصور سے سرافگندہ ہو

دوئم: یہ کہ اپنی زبان سے اللہ بزرگ وبرتر کی عظمت وکبریائی اور اپنی عاجزی کو بہتر سے بہتر الفاظ میں بیان کرے۔

سوئم: یہ کہ اپنے تمام ظاہری اعضا کو بھی عظمتِ الٰہی اور اپنی عاجزی اور بندگی کی شہادت کے لیے استعمال کرے۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اس حقیقت کو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں کہ نماز تین اجزاء سے مرکب ہے:

ایک: اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا تفکر،

دوسرے: چند ایسی دعائیں اور ایسے اذکار جن سے یہ بات ظاہر ہو کہ بندہ کی تمام تر بندگی اور اس کے اعمال خالص اللہ کے لیے ہیں

تیسرے: رکوع وسجود جیسے تعظیمی افعال۔

حضرت شاہ صاحب نے نماز کی خصوصیات اور تاثیرات بطور خاص بیان فرمائی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

اول: یہ کہ نماز اہل ایمان کی معراج ہے۔ یعنی زندگی میں تجلیاتِ الٰہی کے جو نظارے اہلِ ایمان کو نصیب ہونے والے ہیں نماز ان کی استعداد اور صلاحیت پیدا کرنے کا خاص ذریعہ ہے۔

دوئم: یہ کہ نماز اللہ تعالیٰ کی محبت ورحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

سوئم: یہ کہ نماز کی حقیقت جب کسی بندہ کو حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی روح پر نماز کی کیفیت غالب آ جاتی ہے تو وہ بندہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔

چہارم: یہ کہ نماز جب حضورِ قلب اور خلوصِ نیت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے تو غفلت اور برے خیالات کو دور کرنے کی بہترین دوا ہے۔

پنجم: یہ کہ نماز کو جب پوری امتِ مسلمہ کے لیے ایک لازمی فریضہ بنا دیا گیا تو اس کی وجہ سے کفر وشرک اور فسق وگمراہی کی بہت سی تباہ کن رسوم سے حفاظت حاصل ہوگئی اور یہ فریضہ کفر واسلام کے درمیان پہچان کا امتیازی شعار ونشان بن گیا۔

ششم: یہ کہ نماز طبیعت کو عقل کی راہنمائی کا پابند کرنے کے لیے بہترین ذریعہ ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ج ا)

نماز مقررہ وقت پر فرض ہے

فاقیموا الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔

(النساء:۱۰۳)

"پس نماز قائم کرو! بیشک نماز اہل ایمان پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ (لہٰذا لازم ہے کہ اس کے اوقات کی رعایت کی جائے)۔

اور یہ حکم صرف ہماری شریعت میں ہی نہیں بلکہ شرائع سابقہ کے تمام مؤمنین کے

لیے بھی یہی حکم ہے کیونکہ کان اور اس کے مشتقات قرآن پاک میں دوام و استمرار کے معنوں میں آتے ہیں۔

درمختار میں ہے: ولم یخل عنها شریعة مرسل۔ ''کسی پیغمبر کی شریعت نماز سے خالی نہ تھی'' (بلکہ زکوٰۃ سے بھی)

نماز ہر شریعت میں رہی:

صلوٰۃ (نماز) اور زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ تک ہر شریعت میں نماز شامل رہی ہے۔ ہر نبی اور ہر رسول نے اس کی تلقین وتاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کی گواہی ان الفاظ میں دی ہے:

وما امروآ الا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین له الدین حنفآء ویقیموا الصلوٰة ویؤتوا الزکٰوة و ذالك دین القیمة ط

''اور انہیں نہیں حکم دیا گیا تھا، مگر یہ کہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں سب سے کٹ کر صرف ایک کے ہو کر' اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور یہی سچا پکا دین ہے۔'' (البینة:۹۸:۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء نے اپنی محبوبہ بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور پہلوٹھے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو وادیٔ غیر ذی زرع (یعنی مکہ مکرمہ) کی بے آباد اور بنجر وادی میں چھوڑتے وقت یہ دعا کی تھی:

''اے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو اس وادی میں جہاں کھیتی باڑی نہیں،
تیرے عزت وادب والے گھر کے پاس لا بسایا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں۔''

(سورۃ ابراہیم:۱۴:۳۷)

اسی طرح حج کا اعلان اور احکام بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''ان عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری دو جو......نماز قائم کرنے والے ہیں۔'' (الحج:۲۲:۳۵) اس سورۂ مبارکہ کے

آخر میں ملتِ ابراہیمی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

فاقیموا الصلوٰة واتوا الزکٰوة ''سو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

(الحج:۲۲:۷۸)

سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا سب قرآن خواں پڑھتے ہیں، اکثر شب وروز نمازوں میں دہراتے ہیں۔ آپ بھی ایک مرتبہ خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھ لیں:

رب اجعلنی مقیم الصلوٰة ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء

''اے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ نماز قائم رکھوں، اور میری اولاد کو بھی یہ توفیق بخش دے۔ اے میرے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔'' (ابراہیم:۱۴:۴۰)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام:

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید کی گواہی ہے:

''وہ وعدہ کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے۔ وہ اپنے اہل خانہ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ وبزرگ تھے۔''

(مریم:۱۹:۵۵)

حضرت اسحٰق اور یعقوب علیہما السلام:

حضرت اسحٰق اور یعقوب علیہما السلام کے بارے میں اللہ رب العزت کا اعلان ہے:

''اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا۔ وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔ ہم نے انہیں نیک کام کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا۔''

(سورۃ الانبیاء،۲۱:۷۳)

حضرت زکریا علیہ السلام:

حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر قرآن عظیم میں حکایۃً ان الفاظ میں ہوا ہے:

وھو قائم یصلی فی المحراب۔

''وہ عبادت گاہ میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔'' (آل عمران،۳:۳۹)

Scanned with CamScanner

حضرت لقمان علیہ السلام:

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نہایت واضح اور دوٹوک الفاظ میں وصیت فرمائی:

''میرے بیٹے! نماز کی پابندی رکھنا۔'' (سورۃ لقمن ۳۱:۱۷)

حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے طعنہ زنی کے طور پر ان سے کہا:

''اے شعیب (علیہ السلام)! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان (بتوں) کو چھوڑ دیں جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں؟ اور اپنے مال و دولت کو جیسے چاہیں ہم تصرف میں نہ لائیں؟ (پھر مذاق کرتے ہوئے بولے!) تم تو بڑے نرم دل اور راست باز بنے پھرتے ہو۔''

(سورۃ ہود، ۱۱:۸۷)

حضرت لوط علیہ السلام:

حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی نیک اولاد کے تذکرہ میں بھی یہی مذکور ہے کہ اللہ جل شانہ، نے انہیں منجملہ دیگر امور کے نماز قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔ (سورۃ الانبیاء، ۲۱:۷۳)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام:

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے حالات اور تعلیمات کا ذکر قرآن مجید میں بکثرت ہوا ہے۔ سورۃ اعراف میں ان کے تذکرہ کے دوران ارشادِ خداوندی ہے:

''جو لوگ کتاب کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں (ہم ان کو اجر دیں گے) ہم نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔'' (اعراف ۷:۱۷۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تشریف لے گئے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ! میں تمہارا پروردگار ہوں۔ اپنی جوتیاں اتار دو۔ تم یہاں پاک میدان طویٰ میں ہو۔ میں نے تم کو منتخب کرلیا ہے...... جو حکم دیا جائے اسے سنو۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا

کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا میری عبادت کرو۔

واقم الصلوٰۃ لذکری ''اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو۔'' (طٰہٰ ۲۰:۱۱تا۱۴)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا پہلا سبق ایمان کے بعد نماز ہے اور نماز کا حکم دینے کے فوراً بعد قیامت کا تذکرہ ہے کیونکہ عقیدۂ قیامت کی پختگی نماز کے بغیر نہیں ہو سکتی یا اس لیے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ کام آنے والی شی نماز ہے۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسش نماز بود

حضرت ہارون علیہ السلام:

حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بھی یہی حکم دیا گیا تھا: اقم الصلوٰۃ ''نماز قائم کرو۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہ الفاظ آج بھی قرآن مجید پڑھنے والوں کی تلاوت میں آتے رہتے ہیں:

واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔ (سورۃ مریم، ۱۹:۳۱)

''جب تک میں زندہ رہوں مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا ارشاد ہوا ہے۔''

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ:

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ختم الرسل ہیں۔ ان پر نبوت و رسالت ختم ہوگئی۔ اب کوئی نئی شریعت اور ہدایت لے کر آنے والا نہیں، ان پر آخری کتاب نازل ہوگئی۔ اس کے بعد کوئی نئی کتاب آنے والی نہیں۔

اس آخری کتاب کی شاید و باید ہی کوئی ایسی سورۃ ہوگی جس میں نماز کا ذکر یا حکم اور تاکید مذکور نہ ہو۔

رسول کریم ﷺ کو حکم الٰہی ہوا:

اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق الیل۔

''(اے محمد ﷺ) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھا کرو۔'' (بنی اسرائیل،۷۸:۱۷)

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من الیل۔

''اور دن کے دونوں سروں (صبح وشام کے اوقات) میں اور رات کی چند ساعات میں نماز پڑھا کرو۔'' (سورۃ ہود۱۱:۱۱۴)

پھر حکم ہوا:

قل مآ اوحی الیک من الکتب واقم الصلوٰۃ۔

''(اے محمد ﷺ) کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے، اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔''

اس کے ساتھ ہی فرمایا:

''کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بڑی بات ہے۔'' (العنکبوت،۲۹:۴۵)

امت کی ماؤں (ازواج النبی ﷺ) رضی اللہ عنہن کو ارشاد ربانی ہوا:

''اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ جاہلیت کے دنوں کی طرح اظہار تجمل وزینت نہ کرو۔

''واقمن الصلوٰۃ اور نماز پڑھتی رہو۔'' (الاحزاب،۳۳:۳۳)

پوری امت کے لیے اللہ رب العزت نے فرمایا:

قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوٰۃ۔'' (سورۃ ابراہیم ۱۴:۳۱)

اے نبی ﷺ! میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ نماز قائم کریں۔''

نمازیوں کے لیے بشارتیں

باقاعدگی کے ساتھ اور پورے لوازم وشرائط کے ساتھ نماز ادا کرنے والوں کے

بارے میں اللہ پاک کی چند بشارتیں ملاحظہ کیجئے۔ فرمایا:

☆...... قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلاتہم خشعون۔

''کامیاب ہوئے وہ ایمان لانے والے جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع (عجز وانکسار) کرنے والے ہیں۔'' (سورۃ المؤمنون ۲۳:۱و۲)

☆...... ''نماز قائم کرو۔ بلاشبہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔'' (العنکبوت ۲۹:۴۵)

☆......سورۃ المعارج میں فرمایا: باغ ہائے بہشت میں عزت واکرام کے ساتھ وہ نمازی ہوں گے جو:

علی صلاتہم دائمون

''اپنی نماز کا التزام رکھتے ہیں۔''

☆......سورۃ الانعام میں فرمایا کہ یہ آخری کتاب بابرکت ہے ان لوگوں کے لیے جو منجملہ اور دیگر صفات کے علی صلاتہم یحافظون ''اپنی نمازوں کی پوری پوری خبر رکھتے ہیں۔'' (۶:۹۲)

☆...... پھر فرمایا: قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی۔

''وہ کامیاب ہوا جس نے پاکیزگی حاصل کی، اپنے رب کا نام لیا، اور نماز پڑھی۔'' (سورۃ الاعلیٰ ۸۷:۱۴و۱۵)

اسی طرح سورۃ جن میں وانہ لما قام عبداللہ کادوا یکونون علیہ لبدا۔

اگر یہ جنوں کا مقولہ ہو تو مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو نمازی (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) آپ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر خدا کا اپنا فرمان ہو تو مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز پڑھ رہے تھے تو جنوں کا ہجوم ہو گیا قریب تھا کہ آپ کے اوپر قرآن سننے کے شوق میں گر پڑیں یا وجد میں آ کر گرنے لگیں۔ سورۃ مزمل میں خصوصیت کے ساتھ آپ کی نماز کا ذکر ہے: یا ایہا المزمل قم الیل الا قلیلا۔

مختصر یہ کہ نماز ہماری کامیابی کا ذریعہ اور سر بلندی کا زینہ ہے۔ اخلاقی کمزوریوں سے بچنے بچانے کا وسیلہ ہے، روحانی بہتری وارتقاء کا سبب ہے، اللہ پاک کے قرب کا موجب ہے، دونوں جہان کی سعادتوں اور برکتوں کا مخزن ہے، اور اہل ایمان کی معراج ہے۔

نکتہ قرآنی:

جیسا کہ گذر چکا ہے: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ پر الزام لگایا گیا تو آپ نے ان کی پاک دامنی کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا:

واوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ۔

''مجھے میرے رب نے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی گئی تو ساتھ ہی یہ بھی حکم ہوا:

لا الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری۔

''میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند سورج اور ستاروں کی الوہیت کے عقیدے کی نفی فرمانے کے فوراً بعد فرمایا:

انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا۔

''میں (نماز کے لیے) اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کرتا ہوں جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ صرف اسی ایک کا ہو کر۔''

اور حضور علیہ السلام کو حکم ہوا:

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔

''کہہ دیں کہ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو پروردگار ہے تمام جہان والوں کا۔''

ترک نماز اور شرک

واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین۔ (الروم:۳۱)

''اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

اس آیہ کریمہ میں نماز قائم کرنے کی بڑی سخت تاکید فرمائی گئی اور واضح لفظوں میں نماز قائم نہ کرنا مشرکوں کا فعل بتایا گیا۔ قرآن پاک میں ہر جگہ نماز قائم کرنے کا ہی حکم دیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب محاورہ کے طور پر یہ لفظ بولتے تھے جیسا کہ قـامـت السوق۔ اس وقت کہا جاتا جبکہ بازار اپنی پوری آب وتاب اور سج دھج کے ساتھ پر رونق ہو جاتا تو نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ نماز پوری طرح خشوع وخضوع، ظاہری و باطنی آداب اور اس محبت کے ساتھ ادا کی جائے کہ جتنی محبت (بلاتشبیہ وتمثیل) ایک غریب، کنگال اور مفلس کو اپنے مال سے اور بوڑھے والدین کو بڑھاپے میں ملنے والی اولاد سے ہوتی ہے، پنجگانہ نماز با جماعت اور مسجد میں جا کر ادا کی جائے، نماز کے ضروری مسائل کا علم حاصل کیا جائے جو کچھ پڑھا جا رہا ہے اس کا معنی ومفہوم بھی آنا چاہیے تو یہ نماز کا قائم کرنا ہے۔ قیام صلوٰۃ کا مندرجہ بالا معنی علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے: (نماز قائم کرنے کی مزید تشریح آگے آتی ہے)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

ھذہ الایۃ مما استدل بہ من یری تکفیر تارک الصلوٰۃ لما یقتضیہ مفھومھا واجیب بان المراد ان ترک الصلوٰۃ من افعال المشرکین فورد النھی عن تشبہ بھم لا ان من وافقھم فی الترک صار مشرکا وھی من اعظم ما ورد فی القران من فضل الصلوٰۃ۔

یہ آیت ان لوگوں کا مستدل ہے جو تارک نماز کو کافر کہتے ہیں اور ظاہراً آیت کا مفہوم یہی ہے لیکن اس کا جواب اس طرح دیا جائے گا کہ ترک نماز مشرکانہ فعل ہے لہٰذا اے ایمان والو! تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ۔ یہ مطلب نہیں کہ نماز چھوڑنے والا مشرک ہو جائے بہرحال یہ آیت نماز کی فضیلت کے بارے میں تمام آیات سے زیادہ اہم ہے۔

یاد رہے! اس آیت میں صرف ترک صلوٰۃ کو ہی نہیں بلکہ نماز کو اس کے لوازمات

فرائض وواجبات سے خالی کر کے بے رونق اور خراب کرنا یعنی قائم نہ کرنا مشرکوں کا کام قرار دیا گیا۔ ترکِ صلوٰۃ تو اس سے بھی بڑا جرم ہے۔

نماز چھوڑنے کا گناہ:

قرآن مجید کے اندر نماز میں سستی کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا: فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون۔ ''ان کے لیے ویل یعنی ہلاکت و بربادی ہے جو اپنی نماز کو بھولے بیٹھے ہیں۔''

ایک حدیث میں ہے کہ ویل دوزخ میں ایک وادی کا نام ہے۔

تو جب نماز میں سستی کرنے والا اس قدر خدا کے غضب میں ہے تو جو سرے سے پڑھتا ہی نہیں اس کا حال کیا ہوگا۔

اس لیے بعض بزرگوں نے بے نمازی کو خنزیر سے بھی زیادہ برا قرار دیا ہے کہ خنزیر بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے خنزیر بنایا لیکن بے نمازی نہ بنایا۔ ایک پنجابی شاعر (عبدالستار) نے اس کو یوں بیان کیا:

؎ گدھا کمینہ پیدا ہو کے آکھے شکر خدایا
کیا احسان کیتا جو مینوں کتا نہیں بنایا
کتا پیدا ہو کے شکروں بولے حمد ثنائیں
نہ خنزیر کیتا توں مینوں یا رب میرے سائیں
خنزیر تے پیدا ہو کے رب دا شکر کرے لکھ واری
ایسا کرم میرے تے کیتا تیری صفت ستاری
بے نمازاں اندر جے توں پیدا کر دا مینوں
تاں کی زور اسا ڈاھے سی سب توصیفاں تینوں

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے سامنے جب نماز کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من حافظ علیھا کانت لہ نورا و برھانا و نجاۃ یوم القیمۃ ومن

لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا و برھانا و نجاۃ وکان یوم القیمۃ مع قارون و فرعون و ھامان وابی بن خلف۔ (مشکوٰۃ شریف)

''جو نماز کی حفاظت کرے گا تو نماز قیامت کے دن اس کے لیے نور، برہان اور نجات ہوگی اور جو اس کی حفاظت نہ کرے گا (بالکل نہ پڑھے یا سستی کر کے بے رونق کردے) تو یہ نماز نہ اس کے لیے نور ہوگی نہ برہان اور نہ نجات اور اس کا حشر قارون، فرعون، ھامان اور ابی بن خلف (جیسے دشمنان خدا) کے ساتھ ہوگا۔''

یاد رہے! قارون، فرعون اور ھامان کا اور ان کی سرکشی اور کفر کا ذکر تو قرآن میں ہے اور ابی بن خلف وہ نامراد ہے جس کو حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے قتل فرمایا۔

جان بوجھ کر نماز چھوڑنا

امام غزالی علیہ الرحمۃ مکاشفۃ القلوب میں لکھتے ہیں: ''مروی ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا اے نبی اللہ! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے اور توبہ بھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ وہ میرے گناہ کو بخش دے اور میری توبہ قبول فرمائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو نے کونسا گناہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں زنا کی مرتکب ہوئی اور بچہ پیدا ہوا تو میں نے اسے قتل کردیا ہے۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام بولے اے بدقسمت نکل جا! کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں نہ جلا دے۔

چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چل پڑی۔ تب جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے گناہ سے توبہ کرنے والی کو کیوں واپس کردیا ہے؟ کیا تو نے اس سے بھی زیادہ برا آدمی نہیں پایا؟ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے جبریل! اس عورت سے زیادہ برا کون ہے؟ جبریل علیہ السلام بولے کہ اس سے برا وہ ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے۔

Scanned with CamScanner

بعض صالحین سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی مردہ بہن کو دفن کیا تو اس کی تھیلی بے خبری میں قبر کے اندر گر گئی۔ جب سب لوگ اسے دفن کر کے چلے گئے تو اسے اپنی تھیلی یاد آئی۔ چنانچہ وہ آدمی لوگوں کے چلے جانے کے بعد بہن کی قبر پر پہنچا اور اسے کھودا تا کہ تھیلی نکال لے۔ اس نے دیکھا کہ اس کی قبر میں شعلے بھڑک رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے قبر پر مٹی ڈالی اور انتہائی غمگین ہو کر روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا ماں! یہ بتاؤ میری بہن کیا کرتی تھی؟ ماں نے پوچھا تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ وہ بولا: میں نے اپنی بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھے ہیں۔ اس کی ماں رونے لگی اور کہاں تیری بہن نماز میں سستی کرتی رہتی تھی اور نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر کے پڑھا کرتی تھی۔

یہ تو اس کا حال ہے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر کے پڑھا کرتی تھی اور ان لوگوں کا کیا حال ہے جو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔

(مکاشفۃ القلوب باب ۴۹ کا آخری صفحہ)

کافرانہ سوچ:

بعض لوگ تو نماز پڑھتے ہی نہیں اور بعض ایسے بدنصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ان کو بتایا جائے تو بات مذاق میں ٹال دیتے ہیں بلکہ خود حکم الٰہی کا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں مثلاً نماز کا کہو تو کہیں گے ہم دل کی پڑھتے ہیں، زکوٰۃ کا کہو تو کہیں گے ہمارے اپنے اخراجات پورے نہیں ہوتے۔

سورۃ یٰسین میں ایسی سوچ کو کافرانہ قرار دیا گیا کہ جب کافروں کو کہا جاتا:

انفقو مما رزقکم اللہ۔ ''اللہ کے دیئے میں سے خرچ کرو۔''

قال الذین کفروا للذین امنوا انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ۔

''تو کافروں نے جواب دیا کیا ہم انہیں کھلائیں کہ اگر اللہ چاہتا تو انہیں کھلاتا۔ یعنی جن کو رب نے نہیں دیا ہم کیوں ان کو دیں۔''

تو اس طرح احکامات الٰہیہ کا مذاق اڑانا خالی عمل نہ کرنے سے ہزار درجے بڑا جرم ہے اور ایسے لوگوں کا ہمنوا بننا ان کی دولت و عزت کی وجہ سے: وکنا نخوض مع

الخائضین کا مصداق بن کر اپنے آپ کو جہنمی بنانا ہے۔ لہٰذا کوئی ایسا کفر بکے تو اس پر ہنسنا یا اس کی ہاں میں ہاں ملانا بذات خود کفر ہے بلکہ کم از کم دل سے برا جان کر لا حول ولا قوۃ پڑھتے ہوئے وہاں سے اٹھ جانا لازم ہے۔

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ (الانعام)

''پس یاد آنے پر ظالموں کے پاس ہرگز مت بیٹھ۔''

دوسری جگہ فرمایا: وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم ایت اللہ یکفربها ویستهزء بها فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره انکم اذا مثلهم ان اللہ جامع المنفقین والکفرین فی جهنم جمیعا۔ (النساء:۱۴۰)

''بے شک اللہ تعالیٰ تم پر کتاب میں اتار چکا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کا انکار ہوتا ہوا یا مذاق اڑایا جاتا سنو تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مصروف ہو جائیں ورنہ تم بھی ان جیسے ہی ہو گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ (ایسے) منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں اکٹھا فرمائے گا۔''

اللہ تعالیٰ کے احکام سے آنکھیں بند کر کے اندھے ہو جانے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اندھا ہی اٹھائے گا اور جب وہ پوچھے گا:

رب لم حشرتنی اعمٰی وقد کنت بصیرا۔

''اے اللہ! میں تو دنیا میں دیکھنے والا تھا مجھے اندھا کیوں کر دیا گیا ہے''۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

کذلك اتتك ایتنا فنسیتها وکذلك الیوم تنسی۔ (طٰہٰ)

''اسی طرح میری آیات بھی تیرے پاس آئیں اور تو نے ان کو بھلا دیا (کوئی پرواہ نہ کی اور اندھا بن گیا) آج ہمیں بھی تیری کوئی پرواہ نہیں۔'' (العیاذ باللہ تعالیٰ)

بے نماز دوزخ کے بدترین طبقے میں:

نخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات

فسوف یلقون غیا۔ (سورۃ مریم:۵۹)

''پس ان (نیکوں) کے بعد ان کے وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا، خواہشات کی پیروی کی وہ عنقریب دوزخ میں غی کے اندر ڈالے جائیں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غی دوزخ میں ایک ایسی وادی ہے جس کی گرمی سے سارا جہنم بھی پناہ مانگتا ہے اس وادی میں زانی، سود خور، والدین کے نافرمان اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے ساتھ نماز کو ضائع کرنے والے بھی ہوں گے۔

یاد رہے! نماز کا ضائع کرنا کئی طرح سے ہے، مستحب وقت کی رعایت نہ کرنا، جماعت کے ساتھ نہ پڑھنا، مسجد میں جا کر نہ پڑھنا، خشوع و خضوع سے نہ پڑھنا۔

اس آیت میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نماز ضائع کرنے کا ذکر پہلے ہے اور خواہشات کی پیروی کا ذکر بعد میں ہے جس سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ اگر وہ نماز کو ضائع نہ کرتے تو دوسرے جرم یعنی خواہشات کی پیروی سے بچ جاتے کیونکہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ ''نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

اس آیت میں قوموں کی تباہی کا راز بھی بیان کیا گیا کہ جب بھی کسی قوم سے نعمت چھنی جاتی ہے یا ان کو برباد کیا جاتا ہے انہی دو جرموں کی وجہ سے یعنی نماز کا ضیاع اور شہوات کی پیروی۔ خدا خیر کرے آج مسلمانوں میں یہ دونوں جرم اپنے عروج پر ہیں۔ چلو عیاشی اور بے حیائی تو مغرب کی طرف سے آئی ہے لیکن نماز کو ضائع کرنا تو ہمارا اپنا ہی جرم ہے اس میں کسی کا کیا ہاتھ ہو سکتا ہے لیکن پہلوں کی طرح اگر ہم تباہ نہیں ہو رہے تو یہ ہمارا کمال نہیں بلکہ ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم محبوب خدا کی رحمت ہے۔

؎ اے روح محمد ﷺ مجھے قدموں سے لگا لے
درماندہ مسافر تیرے قدموں میں پڑا ہے

روایات میں یہ بھی ہے کہ دوزخ میں ایک کنواں ہے جس کا نام ھبھب ہے جب جہنم بجھنے کو آتا ہے تو اس کنویں کو کھول دیا جاتا ہے اور وہ آگ پر تیل کا کام کرتا ہے

اور نئے سرے سے جہنم کو بھڑکا دیتا ہے اس کنویں میں زانیوں، شرابیوں، سود خوروں، والدین کے نافرمانوں اور بے نمازیوں کو ڈالا جائے گا۔ (بہار شریعت: ج ۳ ص ۹)

نیکوں کی ناخلف اولاد

مندرجہ بالا آیت سے پہلی آیات میں انبیاء کرام اور انعام یافتہ لوگوں کا ذکر ہے اور فخلف سے ان کی اولاد اور جانشینوں کا ذکر شروع ہوا جس کا مطلب یہ ہے کہ نیکوں کی اولاد اور جانشین اگر ان کی راہ چھوڑ دیں اور نمازوں کو ضائع اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے لگیں تو محض نیکوں کی اولاد ہونا ان کو فائدہ نہ پہنچائے گا، اس سے اولیاء کرام کی گدیوں پر بیٹھنے والے اور ان کے طریقے چھوڑ دینے والے ناخلف صاحبزادگان عبرت حاصل کریں کہ دنیا کی چند روزہ عیش کی خاطر کس طرح اپنی آخرت برباد کر رہے ہیں، جہاں ان کی مرضی نہیں بلکہ احکم الحاکمین کا حکم چلے گا۔ ان لوگوں نے اپنے بزرگوں کا سلسلہ رشد و ہدایت چھوڑ رکھا ہے اور دنیا کا مال اکٹھا کرنے میں لگے ہوئے ہیں، خدارا! کتنی جائیداد بنا لو گے اگر قارون جتنی بھی بنا لو تو آخر کار سب کچھ چھوڑ جاؤ گے اور اپنے رب کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

؎ بناں عمل دے نہیں نجات تیری
ماریا جائیں گا قطب دیا بیٹیا اوئے

(پیر وارث شاہ)

آج ہر گدی والا اپنے مریدین کی تعداد بڑھانے میں لگا ہوا ہے مگر یہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے اس کا ذرا احساس نہیں، مریدین کی اصلاح کا کوئی پروگرام نہیں، کئی پیروں کے مرید انتہائی بدتمیز، بد اخلاق اور صفات حسنہ سے عاری ہو کر آستانوں کا نام بدنام کر رہے ہیں لیکن گدی نشین کو یہ سب کچھ قبول ہے کیونکہ نذرانے میں ناغہ نہیں کرتا۔ نماز پڑھے نہ پڑھے، داڑھی رکھے نہ رکھے، حرام کھائے یا حلال، جائز کرے یا ناجائز۔

؎ ہر جفا ہر ستم گوارا ہے
بس اتنا کہہ دے کہ وہ ہمارا ہے

مسلمانو! ایسے جاہل وگمراہ لوگوں سے بچو جو شریعت اور طریقت کو الگ الگ بتاتے ہیں۔ خوب یادرکھو جو طریق شریعت کے خلاف ہے وہ طریقت نہیں زندیقیت ہے۔ میں بتاؤں کہ اگر شریعت وطریقت کو سمجھنا ہے تو یوں سمجھو کہ شریعت یہ ہے کہ پانچ نمازیں پڑھو اور طریقت یہ ہے کہ پانچ بھی پڑھو اور چھٹی تہجد بھی پڑھو۔ یہ بدعمل لوگ کہتے ہیں کہ شریعت یہ ہے کہ پانچ پڑھو اور طریقت یہ ہے کہ ایک بھی نہ پڑھو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ایسے برائے نام مسلمانوں اور نام کے پیروں سے بچنا چاہئے۔

ایک نمازی شخص کے ہاں ایک بے نمازی مہمان آیا۔ نماز کا وقت ہوا تو اذان کی آواز مسجد سے سن کر میزبان نے مہمان سے کہا ''چلئے نماز پڑھ آئیں''۔ مہمان نے کہا ''میری نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے''۔ میزبان چلا گیا اور نماز پڑھ کر گھر آیا تو مہمان کو کھانے کے وقت پوچھا تک نہیں۔ مہمان بھوک سے تنگ آ کر کہنے لگا ''بھئی! کھانے کا ٹائم گزر رہا ہے' کچھ کھانے کو لاؤ''۔ میزبان نے کہا: ''یار! میں نے تو سمجھا تھا کہ جس طرح تمہاری نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے اسی طرح تمہاری کھانے کی بھی عادت نہ ہوگی''۔ مہمان بولا: ''نہ بھئی یہ بات نہیں' کھانے کی عادت تو ہے''۔ میزبان نے کہا: ''تو بھئی! جو کھانے کو رزق دیتا ہے' اس کی عبادت کی بھی عادت ڈالو''۔ مہمان شرمندہ ہو گیا اور اس نے وعدہ کرلیا کہ وہ آئندہ نماز پڑھے گا اور کبھی غافل نہ ہوگا۔

اسی طرح ایک نام نہاد پیر ایک مرید کے گھر آیا۔ مرید نمازی تھا مگر پیر بدعمل اور محض برائے نام پیر اور بے نمازی تھا۔ مرید نے دیکھا کہ پیر صاحب نے کوئی بھی نماز نہیں پڑھی۔ دوسرے روز اس نے پوچھا: ''جناب! میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا' یہ کیا بات ہے؟'' برائے نام پیر بولا: ''تم بے خبر ہو' ہم ہر وقت نماز کے وقت مکہ شریف پہنچ جاتے ہیں اور وہاں جا کر نماز ادا کرتے ہیں''۔

مرید بیچارہ خاموش ہو گیا۔ دوسرے روز صبح مرید اپنے کھیت میں گیا تو دیکھا کہ پیر صاحب اس کے کھیت میں رفع حاجت کر رہے ہیں۔ مرید کو غصہ آیا اور پیچھے جا کر جعلی پیر کو ایک لات ماری اور کہا ''یا پیر ومرشد! نماز پڑھنے کے لئے مکہ شریف اور رفع حاجت

کے لئے میرا کھیت' اٹھیے اور رفع حاجت کے لئے بھی مکہ شریف پہنچئے اور اگر رفع حاجت کے لئے بھی سرزمین ہے تو نماز بھی آپ کو یہیں پڑھنی پڑے گی'' جس پر نام نہاد پیر ڈھیٹ اور نہایت شرمندہ وپریشان ہوا۔ دیکھا آپ نے باعمل سچا مرید صحیح معنوں میں اس برائے نام پیر کا بھی پیر بن گیا۔

بھائیو! صحیح معنوں میں پیر ومرشد وہی ہے جو باعمل ہو اور شریعت پر عمل پیرا ہو اور ہم ایسے پیروں کے جو شریعت پر عامل ہیں' غلام ہیں اور اصل میں پیر ہے ہی وہ جو شریعت کا غلام ہو اور یہ جو بدعمل افراد ہیں' انہوں نے اپنا لباس ان اللہ والوں کا پہن کر اپنی بدعملیوں کو چھپانا چاہا ہے اور ہمیں ان لوگوں پر بھی بے حد افسوس ہے جو ایسے بدعمل افراد کی بدعملیوں کو پیش کر کے پیروں اور اللہ والوں ہی کو بدنام کرنا شروع کردیتے ہیں اور کہنا شروع کردیتے ہیں کہ دیکھو یہ ہیں پیروں کی حرکتیں۔ حالانکہ جس طرح بعض چالاک چور اور ڈاکو پولیس کا لباس پہن کر لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض بدعمل لوگ پیروں کا لباس پہن کر لوگوں کے اعمال وکردار کو برباد کردیتے ہیں۔ تو جس طرح یہ کہنا حماقت اور جرم ہے کہ چونکہ چوروں نے پولیس کا لباس پہن کر لوگوں کو لوٹا ہے' اس لیے پولیس نہیں ہونی چاہیے' اسی طرح یہ بات بھی سراسر حماقت اور عناد کی علامت ہے کہ چونکہ بدعمل وبدکردار لوگوں نے پیروں کا لباس پہن کر لوگوں کے اعمال وکردار کو برباد کردیا ہے' اس لئے پیروں کو نہیں ہونا چاہئے اور نہ پیر پکڑنا چاہیے۔

سنو سنو! حضور علیہ السلام کا فرمان عالی شان ہے:

اربع فرضھن اللہ تعالٰی فی الاسلام فمن جاء بثلث لم یغنین عنہ شیئا حتی یاتی بھن جمیعا الصلوۃ والزکوۃ وصیام رمضان و حج البیت۔ (مسند احمد: ۴/۲۰۱ عن عمارہ بن حزم)

''اللہ تعالٰی نے اسلام میں چار چیزیں فرض فرمائی ہیں جو ان میں سے تین تو ادا کرے اور چوتھی چھوڑ دے تو تین بھی اسے کوئی کام نہ آئیں گی جب تک کہ چاروں پوری نہ کرے۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں: نماز، زکوۃ، روزہ، حج۔''

ارے خدا کے بے نماز اور نادان بندو! عقل کے اندھو! غور کرو کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو یہ اللہ کے نبی کا فرمان ہے کب تک اس سے اعراض کرتے رہو گے۔ جان بوجھ کر اتنے بڑے فرض کی اہمیت گھٹا رہے ہو کل قیامت کو اپنے رسول ﷺ کے سامنے کونسا منہ لے کر جاؤ گے۔

ہمارے آقا علیہ السلام کا فرمان ہے:

لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظة ان توخر صلوٰة حتی یدخل وقت صلوٰة اخری۔ (مسلم شریف: ج۱، ص۲۳۹)

''کوتاہی سوتے میں نہیں بلکہ جاگتے ہوئے ہے کہ جان بوجھ کر نماز کو ضائع کردیا جائے۔''

جاگو جاگو ہوش کے ناخن لو ورنہ ۔

؎ غافلو! گر نیند میں یوں سوتے ہی رہو گے
جب نیند سے جاگو گے تو پھر روتے ہی رہو گے

شیطان نے صرف ایک سجدہ نہ کیا وہ بھی آدم علیہ السلام کو؟ لعنتی ہو گیا اور ہم روزانہ پانچ نمازوں کے سجدے نہ کریں کس کو؟ خدا کو تو پھر بھی کوئی ہمیں شیطان کہہ دے تو جان سے ماردیں،

؎ گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے
ہزاروں سال سر سجدے میں گر مارا تو کیا مارا

مثال سے سمجھو

ہمارا حال تو اس بازو پر شیر کی تصویر بنوانے والے شوقین جیسا ہے کہ جب اس کو سوئی چبھوئی گئی تو اس نے پوچھا! کیا بنانے لگے ہو؟ اس کو بتایا گیا کہ شیر کی دم، اس نے کہا! دم رہنے دے کیونکہ آخر دم کٹے بھی تو شیر ہوتے ہیں۔

پھر سوئی چبھوئی تو پوچھا! اب کیا بنا رہے ہو؟ کہا! شیر کی ٹانگ، شوقین بولا: ٹانگ بھی رہنے دو کیونکہ لنگڑے بھی تو شیر ہوتے ہیں۔ اس طرح ہر عضو کے بننے سے جان -

چھڑاتا رہا تو مصور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا! جناب عالی! وہ شیر کس جنگل میں رہتا ہے جس کی نہ دم ہے نہ ٹانگیں ہیں نہ سر ہے نہ پیٹ ہے لیکن ہے وہ شیر۔

ہم بھی کچھ ایسے ہی مسلمان ہیں نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ اس کے برعکس، جھوٹ، غیبت، بدکاری، حسد، بغض وغیرہ ہر اچھی صفت معدوم اور ہر بری صفت موجود (مگر ہیں پھر بھی پکے مسلمان، سو فیصد نہیں بلکہ سوا سو فیصد۔ اقبال علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا:

؎ چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

معراج کا تحفہ

معراج کی رات حضور علیہ السلام نمازیں معاف کراتے رہے یہاں تک کہ پچاس سے پانچ ہوگئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ایک بار اور جائیں، فرمایا: نہیں اب مجھے حیا آتی ہے اور امید ہے میری امت اتنی نمازیں ضرور پڑھے گی، آج پانچ نمازیں ہیں تو مسجد میں بندہ نظر نہیں آتا ہو سکتا ہے اگر پچاس ہوتیں تو امام بھی نہ دکھائی دیتا۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج اتنی دور تشریف لے گئے اور شرف قرب حق و دیدار حق سے مشرف ہو کر واپس تشریف لائے تو اپنی اُمت کے لئے خدا تعالیٰ کی جانب سے ایک تحفہ لائے۔ کوئی لندن یا کسی دوسرے شہر جا کر جب گھر واپس آتا ہے تو بچے پوچھتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے کیا لائے ہیں؟ پھر وہ شخص اپنے بچوں کے لئے لایا ہوا تحفہ انہیں دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں، اسی طرح ہمارے پیارے آقا و مولیٰ (ﷺ) جب اتنے بڑے مقام پر پہنچ کر واپس تشریف لائے تو گویا اُمت نے پوچھا:

''یارسول اللہ! آپ ہمارے لئے کیا لائے ہیں''؟ تو حضور نے فرمایا:

''میرے غلامو! تمہارے لئے تحفہ یہ پنجگانہ نماز لایا ہوں''۔

میرے بھائیو! یہ نماز شب معراج کا ہمارے لئے ایک عظیم تحفہ ہے، مبارک ہیں وہ لوگ جو اس تحفہ کی قدر کرتے ہیں اور یہ تحفہ حاصل کر کے خوش ہوتے ہیں۔ حضور (ﷺ)

Scanned with CamScanner

فرماتے ہیں: الهن خمس صلوت یوم ولیلة لکل صلوة عشر۔ یہ ”پانچ نمازیں ہیں ہر دن اور رات میں اور ہر نماز پر دس کا ثواب ہے“۔(مشکوٰۃ شریف) سبحان اللہ

پانچ وقت کی نماز ادا کرنے سے جہاں فرض ادا ہوتا ہے اور ثواب ملتا ہے وہاں ان پانچ نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان پانچ نبیوں کی یادوں کی خوشبو بھی ہے تو نمازی کا فرض بھی ادا ہو رہا ہوتا ہے اور پانچ نبیوں کا فیض بھی حاصل ہو رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض کتب میں موجود ہے کہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے پیدا ہونے کے بعد جنت کے نورانی ماحول میں رہے جب وہ رات کے وقت جنت سے دنیا میں بھیجے گئے تو یہاں کا اندھیرا دیکھ کر خوف محسوس کیا۔

صبح صادق کو کچھ روشنی نظر آئی تو خوش ہوئے اور اس وقت شکرانے کی نماز ادا کی۔ اس وقت فجر کی نماز فرض کر دی گئی۔

جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ہاتھوں حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی بجائے ایک دنبہ ذبح کروایا تو انہوں نے شکرانے کی نماز ادا کی۔ ظہر کی نماز کا وقت مقرر ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب سیّدنا یونس علیہ السلام کو مچھلی نے صحیح سالم ساحل سمندر پر اُگل دیا تو آپ نے دوبارہ زندگی پانے پر شکرانے کی نماز ادا فرمائی۔ عصر کی نماز ان کی یادگار ٹھہری۔

جب حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو اپنے فرزند ارجمند حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کے بقید حیات ہونے کی خوشخبری ملی تو آپ نے شکرانے کی نماز ادا فرمائی اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ تو مغرب کی نماز کا وقت قرار پایا۔

جب حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ظلم سے نجات پا کر بعد مغرب مصر سے نکل کر بخیریت فلسطین پہنچ گئے تو وہاں انہوں نے شکرانے کی نماز ادا فرمائی۔ اس وقت میں عشاء فرض ہوگئی۔

ع کھول کے دیکھ چشم دل لطف ہے کیا نماز میں
آتا ہے ہر طرف نظر نورِ خدا نماز میں
بوڑھا ہو یا جوان ہو سب پر نماز فرض ہے
بچے کو دس سال کے مار کے لاؤ نماز میں

کتنا خوش نصیب ہے وہ امتی جو اپنے نبی علیہ السلام کی امید پر پورا اتر کر پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرتا ہے اور پانچوں وقت اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا لطف اٹھاتا ہے اس کی امیدیں قیامت کے دن اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ پوری فرمائیں گے اور بدنصیب ہے وہ شخص جو اذان سن کر مسجد میں نہ آ کر اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرنے کی بجائے اپنی خواہشات میں کھو کر شیطان کو خوش کرنے میں لگا رہتا ہے۔

ع یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

زندگی بے بندگی شرمندگی

جو اذان کی آواز سنے اور جواب نہ دے وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے اور جواب صرف یہ نہیں کہ مؤذن کہے حی علی الصلوٰۃ اور آپ وہیں بیٹھے بیٹھے کہیں لا حول ولا قوة الا باللہ اور مسجد میں نماز پڑھنے نہ آئیں بلکہ جواب یہ ہے کہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہو اور لاحول پڑھتے ہوئے مسجد کا رخ کرو کہ ہمیں اس نیکی کی طاقت اللہ ہی کی طرف سے ملی ہے۔

بلکہ اذان کے باقی کلمات کا جواب بعینہ وہی کلمات ہیں اور حی علی الصلوٰۃ کا جواب لا حول ولا قوة الا باللہ اس لیے ہے کہ اس میں نماز کی طرف بلایا جاتا ہے اور اتنا بڑا نیکی کا کام اللہ کی توفیق سے ہی ہو سکتا ہے جس کا اعلان سامع سے یہ الفاظ کہلا کر کرایا گیا۔

اور جو اپنے خالق و مالک کی بندگی کو بھول گیا اسے یاد کیا رہا اس نے تو گویا کھلے

بندوں بندگی کا انکار کر دیا۔

؎ زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

ارے غافل مسلمان! پرندہ تو پانی کی ایک بوند منہ میں لے اور منہ آسمان کی طرف اٹھا کر اپنے رب کا شکر ادا کرے اور تو ہزاروں نعمتیں کھا کر بھی نماز کے قریب نہ آئے جو اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، علاوہ ازیں یہ کہ ادھر تو نماز سے فارغ ہو اور ادھر تیرے تمام گناہوں کو معاف کر دیا جائے۔

نکتہ:

اللہ نے پانچ نمازیں اس لیے فرض فرمائیں کہ پانچ قبلے ہیں مسلمانوں کا قبلہ کعبہ ابراہیمی، سابقہ کئی انبیاء کرام علیہم السلام کا بیت المقدس، فرشتوں کا بیت المعمور، ملائکہ کرام بورہ کا قبلہ کرسی، جو سمت قبلہ نہ جان سکے اس کا قبلہ ذات الٰہی (اینما تو لوا فثم وجہ اللہ)

پانچ نمازیں پڑھنے والا پانچوں قبلوں کی عبادت کا ثواب پائے گا۔

بے نمازیوں کے بہانے:

بے نمازیوں کے بہانے ضرب المثل ہیں اور یہ بہانے ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے مترادف ہیں ویسے بھی بہانہ بازی اور وہ بھی گناہ کرنے اور نیکی سے بچنے کے معاملے میں اس کی قرآن پاک میں یوں مذمت فرمائی گئی:

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ (التوبہ)

''بہانے نہ بناؤ تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔''

ہمارے اس دور کے بے نمازیوں کا ایک یہ بہانہ ہے کہ ہم بیوی بچوں کے لیے رزق کماتے ہیں اور جو ہمیں پیسے ملتے ہیں ایک ایک نوٹ پر حدیث لکھی ہوتی ہے ''رزق حلال عین عبادت ہے'' تو ہم عبادت ہی تو کرتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ کیا یہ کام غیر مسلم بھی نہیں کرتے۔ جس خدا نے تجھے کمانے کے لیے صحت و

تندرستی اور اعضاء کی سلامتی عطا فرمائی ہے اس کے احکام کا ہی مذاق اڑاتے ہو، رزق تو اللہ کے ذمے ہے تو نہ رہے گا تو پھر بھی رزق ان کو ملتا ہی رہے گا: نحن نرزقکم وایاھم۔ ''ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں انہیں بھی۔'' وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ ہر جاندار کو رزق دینا اس کی ذمہ داری ہے۔ کیا تمہیں معلوم بھی ہے کہ ایسی کمائی جو اللہ کی عبادت کا باغی بنا دے وہ رزق حلال رہتی ہی کب ہے؟ صرف کھانا کمانا ہی اگر کافی ہے تو جانوروں اور انسانوں میں کیا فرق رہ جائے گا، یہی بات تو انسان کو فرشتوں سے ممتاز کرتی ہے کہ وہ صرف عبادت کرتے ہیں اور انسان اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھی پالے اور ساتھ اللہ کی عبادت بھی کرے۔ اسی لیے کہا گیا کہ

؎ فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

مقام عبرت

ایک بے نمازی کو میں نے تبلیغ کی تو وہ کہنے لگا ہندوؤں، سکھوں کو تبلیغ کرنی چاہئے میں تو پہلے ہی مسلمان ہوں، ارے تو کیسا مسلمان ہے جو خود ہی اپنے دین کا مذاق اڑاتا ہے، وہ تو ہندو سکھ سہی مگر تو بھی تو اپنے آپ کو مسلمان بنا۔

مجھے وہ بات کبھی نہیں بھولتی کہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں عدم اعتماد کی تحریک میں ایک سکھ رانا چندر سنگھ نے بیان دیا کہ میرے ساتھ پانچ مسلمان قرآن پر ہاتھ رکھ کر پھر گئے اور میں سکھ ہو کر اپنی بات پر قائم ہوں اور مرتے دم تک قائم رہوں گا۔

؎ تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

یاد رہے کہ ایک عورت چار مردوں کو دوزخ میں لے کر جائے گی۔ خاوند، باپ، بھائی، بیٹا کیوں؟ کہ خود تو نمازیں بھی پڑھتے رہے اور دیگر نیکیاں بھی کرتے تھے مگر مجھے کبھی نماز کا نہ کہا باقی ہر کام مجھ سے کرایا ناشتہ، کپڑے استری، وغیرہ وغیرہ کاش نماز کا بھی کہا ہوتا۔

؎ تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

Scanned with CamScanner

بہانہ نمبر۲

کچھ بے نمازی کہتے ہیں کہ اگر نماز پڑھنی شروع کردی تو ہیرا پھیری چھوڑنی پڑے گی، اسی واسطے کئی نام نہاد مسلمان فرض ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے کہ اگر حج کرلیا تو کاروبار میں ڈنڈی نہیں مار سکیں گے اور کئی لوگ داڑھی نہیں رکھتے کہ داڑھی رکھ لی تو غلط کام چھوڑنا پڑیں گے، ارے ظالم! ایک مسلمان کو اور کیا چاہئے اگر ان بابرکت کاموں کی وجہ سے گناہ چھوٹ جائیں یہی تو حاصل زندگی، مقصد بندگی اور حکم الٰہی ہے یا پھر کلمہ پڑھنا اور مسلمان کہلانا بھی چھوڑ دے کیونکہ کلمہ پڑھ کر اور مسلمان کہلا کر غلط کام کرے گا تو کیا لوگ نہیں کہیں گے دیکھو کلمہ پڑھنے والا اور مسلمان کہلانے والا کیا کر رہا ہے، کیا اس جملے سے کہ ''دیکھو داڑھی منہ پر ہے اور سینما جا رہا ہے'' یہ جملہ زیادہ خطرناک نہیں دیکھو مسلمان ہو کر ہیرا پھیری کر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے تیری نیت ہی خراب ہے اور

ے میاں باہو رب اونہاں نوں ملدا
نیتاں جنہاں دیاں اچھیاں ہو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واقیموا الصلٰوۃ واتوا الزکٰوۃ وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللّٰہ۔ (سورۃ بقرہ پارہ اول)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو بھی بھلائی تم آگے بھیجو گے وہ (ضائع نہیں کی جائے گی بلکہ) اللہ کے پاس موجود پاؤ گے۔''

ارشاد رب العالمین ہے:

واقیموا الصلٰوۃ واتو الزکٰوۃ واطیعو الرسول لعلکم ترحمون۔ (سورۂ نور)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول پاک علیہ السلام کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

نماز قائم کرنے کو نزول رحمت کا سبب قرار دیا گیا ہے اور نماز و زکوٰۃ کا حکم دینے

کے بعد رسول پاک علیہ السلام کی اطاعت کا حکم اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز و زکوٰۃ کے مکمل احکامات مع جزئیات معلوم کرنے کے لیے دامن مصطفیٰ ﷺ کو تھام لو۔

ے زمانے بھر کے ٹھکرائے ہوئے ہیں
در محبوب پر آئے ہوئے ہیں
کرم کی بھیک دے دو میرے آقا!
سوالی ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں
عمل کا کوئی سرمایہ نہیں ہے
جھکی نظریں ہیں شرمائے ہوئے ہیں
دیے اشکوں کے جب ہر سو جلے ہیں
سمجھ لیجے کہ وہ آئے ہوئے ہیں
ظہوری دید ہوگی عید ہو گی
تمنا دل میں ٹھہرائے ہوئے ہیں

خدا اگر توفیق دے تو دوسروں کو غلط راہ پر لگانے کی بجائے ان کو اچھی نصیحت کرو آج کئی لوگ خود تو نیکی کی طرف نہیں آتے دوسروں کو بھی نیکی سے روک کر شیطان کے ترجمان بنے ہوئے ہیں۔ اور تو اور کئی نام نہاد پیر اپنے مریدوں کو کہہ رہے ہیں کہ اگر مسجد میں جا کر ٹکریں (نماز پڑھنے کو ٹکریں مارنا کہتے ہیں العیاذ باللہ) ہی مارنا تھیں تو ہمارا مرید بننے کی کیا ضرورت تھی۔ بھلا بتاؤ تو ایسے پیر اور جہنم کے خنزیر میں کیا فرق ہے؟ (ایک پہیلی)

نصیحت کی بات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فذکرت ان نفعت الذکرٰی۔ نصیحت کر اگر فائدہ دے۔ سیذکر من یخشی۔ نصیحت سے فائدہ وہ اٹھائے گا جو اللہ سے ڈرنے والا ہوگا۔ ویتجنبھا الاشقی اور جو بڑا بد بخت جہنمی ہے وہ نصیحت کو ٹھکرا دے گا۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت فرمائی اس کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہے:

يبنى اقم الصلوة وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على
ما اصابك ان ذلك من عزم الامور۔ (سورۂ لقمان)

"اے میرے بچڑے (بیٹے) نماز قائم کر اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے
روک اور مصیبت پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔"

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مروا اولادكم بالصلوة وهم ابناء سبع سنين و اضربوهم عليها
وهم ابناء عشر سنين وفرقوا بينهم في المضاجع۔ (مشکوٰۃ)

"اپنی اولاد کو حکماً نماز کا کہو جب سات سال کی ہو جائے اور دس سال کی عمر
میں ان کو مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے بستر علیحدہ کردو۔"

خواب و خور جز پیشۂ انعام نیست
خفتگاں را بہرہ از انعام نیست

(پند نامہ)

صرف کھانا اور کھا کر سو جانا تو جانوروں کا کام ہے اور غفلت کی نیند سونے والا اللہ
کے انعام سے محروم رہتا ہے۔

وہ آیات جن میں نماز کی ترغیب دی گئی:

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب اپنی
زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ اور اپنے دودھ پیتے فرزند ارجمند کو بے آب و گیاہ جنگل جہاں
آج مکہ شہر آباد ہے چھوڑ آئے تو اس وقت آپ نے ان کو الوداع کہہ کر اپنے رب سے
ان کے لیے یہ دعائیں مانگیں:

ربنا انى اسكنت من ذريتى بواد غير ذى زرع عند بيتك المحرم
ربنا ليقيموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم
وارزقهم من الثمرات لعلهم يشكرون۔
ربنا انك تعلم ما نخفى وما نعلن وما يخفى على الله من شىء

فى الارض ولا فى السماء۔
رب اجعلنى مقيم الصلوة ومن ذريتى ربنا و تقبل دعاء ربنا
اغفرلى ولوالدى وللمؤمنين يوم يقوم الحساب۔

(سورۃ ابراہیم: ۳۷ تا ۴۱)

"اے ہمارے پروردگار! میں اپنی کچھ اولاد ایک ایسے جنگل میں (تیرے حکم
سے) بسائی جہاں کھیتی اور سبزے کا نام و نشان نہیں ہے (یعنی) بڑے عزت
وحرمت والے گھر کے پاس۔

اے ہمارے پالنہار! صرف اس لیے تاکہ وہ تمام قائم کرتے رہیں پس تو
لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھلوں کا رزق دے
تاکہ یہ تیرے شکر گزار رہیں۔

اے ہمارے رب! بے شک تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے
ہیں اور اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان میں کچھ بھی چھپا ہوا نہیں۔ تمام تعریفیں اللہ
ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل و اسحٰق (علیہما السلام)
عطا فرمائے۔

اے میرے پالنے والے! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند کر دے، اے
ہمارے پالنے والے اور میرے دعا کو قبول فرما۔

اے ہمارے پروردگار! مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور تمام
اہل ایمان کو جس دن کہ حساب قائم ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اس لیے سنایا تاکہ اس
امت کو نماز کی رغبت پیدا ہو کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام کو اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر نماز
پیاری تھی ورنہ ان کو ایسے جنگل میں نہ چھوڑ آتے جہاں کئی کئی میل تک نہ کچھ کھانے کو تھا نہ
کچھ پینے کو لیکن ہر شی سے بے نیاز ہو کر آپ نے ان کے لیے نماز کی دعا کی۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

نماز بندے کو مولیٰ سے ملاتی ہے:

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ بندے کو نفلی عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا ایسا قرب حاصل ہوتا ہے کہ اللہ فرماتا ہے: میں اس کے ہاتھ پاؤں کان اور آنکھیں بن جاتا ہوں، تو جب نفلی عبادت اللہ تعالیٰ کا اس قدر قرب عطا کرتی ہے تو فرضی عبادت کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کے کتنا قریب ہوتا ہوگا، اس لیے حکم ہے کہ جب نماز میں کھڑے ہو تو یوں سمجھو کہ اللہ سے کلام کر رہے ہو اور خدا تمہارے سامنے ہے۔

لہٰذا بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر نماز اس قدر دل لگا کر پڑھو کہ گویا تمہاری زندگی کی آخری نماز ہے ہاں مگر اتنی غفلت سے بھی نہیں کہ امام سجدہ سے اٹھ کر قرأت کرنے لگے اور تم ابھی سجدے میں ہی پڑے رہو، ذوق وشوق کی فراوانی ہو مگر باہوش بھی رہو۔

نماز میں یکسوئی کس طرح پیدا ہو؟:

نماز کو اہل ایمان کی معراج قرار دیا گیا ہے لیکن اگر نماز میں دل نہ لگے، طرح طرح کے خیالات آئیں، بھولی ہوئی باتیں نماز میں یاد آتی رہیں تو کہاں معراج کی بلندیاں اور کہاں یہ نماز؟

بزرگان دین نے نماز میں خشوع وخضوع، حضور قلب اور یکسوئی کے لیے چند تدابیر بتائی ہیں جن کا تعلق صرف عمل کرنے کے ساتھ ہے جو نمازی حضرات اس بات کا شکوہ کرتے ہیں کہ ہمارا سر تو سجدے میں ہوتا ہے اور توجہ ساری کی ساری کسی اور طرف ہوتی ہے امید ہے وہ ان تدابیر کو اپنائیں گے تو ضرور فائدہ ہوگا۔ وہ تدابیر مندرجہ ذیل ہیں:

۱- پہلی تدبیر یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے نماز کے الفاظ پر خیال رکھئے کہ زبان سے آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس کے لیے نماز کا مطلب، کم از کم نماز کا ترجمہ یاد ہونا ضروری ہے، اگر ترجمہ نہیں آتا تو آسانی سے پانچ چھ دن میں یاد ہو سکتا ہے، یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ ساری عمر بے خبری کی نماز ادا کرنے سے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ پانچ دن میں ہمت کر کے نماز کا ترجمہ یاد کرلیں اور ہمیشہ کے لیے ایک مشکل سے نجات حاصل کرلیں۔

یقین جانئے نماز کے الفاظ، رکوع وسجود کی تسبیحات، قعدہ کی التحیات، درود شریف اور دعائیں اس قدر پُرتاثیر ہیں کہ اگر آپ ان کے ترجمہ کا خیال رکھ کر پڑھیں گے تو دوسرے خیالات قریب بھی نہ آئیں گے۔

۲- نماز اس طرح ادا کریں کہ جو الفاظ آپ منہ سے ادا کر رہے ہیں وہ اتنی آواز سے پڑھیں کہ خود آپ کے کانوں میں ان کی آواز آئے۔ جب زبان اور کان میں ہم آہنگی ہو جائے گی تو اس سے آپ کو بہت فائدہ حاصل ہوگا۔ (یاد رہے کہ آواز اس قدر بلند نہ ہو کہ ساتھ والے نمازی تک پہنچے)۔

۳- ایک بڑی اہم بات یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے نماز کے افعال اور حرکات پر بھی توجہ دیں۔ ہم نیت کے لیے ہاتھ اٹھا کر کیا ظاہر کرتے ہیں؟ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہاتھ کے اشارے سے سب کو چھوڑنے اور اللہ پاک کی طرف یکسر متوجہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

کیا ہاتھ باندھنا اللہ بزرگ وبرتر کے سامنے اپنے عجز ونیاز مندی کا اظہار کرنا نہیں ہے؟ ایک بندہ اپنے آقا کے آگے ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور اس کی حمد وثناء کر رہا ہے ایاك نعبد وایاك نستعین کہہ کر اپنی بندگی اور درماندگی کا اعتراف کر رہا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ اپنے رب کی طرف متوجہ نہیں۔ ادھر ادھر کی فکر میں ہے تو اس کی نماز کیا ہوئی؟

غور کیجئے کہ رکوع اور سجدہ میں ہماری کیفیت کیا ہوتی ہے؟ کیا کبھی کسی اور کے سامنے ہم یوں جھکے ہیں اور یوں ہم نے ناک رگڑی ہے؟ خدانخواستہ یوں کسی اور کے عظیم اور اعلیٰ ہونے کا اعتراف کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہی عظیم اور اعلیٰ ہے۔ اسی کے آگے ہم سربسجود ہیں۔ پھر ایسے حال میں خیالات کا بھٹکنا کیسا؟

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اسی طرح قعدہ کی کیفیت پر غور کیجئے! اس کے الفاظ پر توجہ دیجئے۔ مختصر یہ کہ نماز

کے الفاظ اور نماز کے اعمال وحرکات پر نظر رکھ کر نماز ادا کیجئے۔ انشاء اللہ آپ کو نماز میں سرور ولذت حاصل ہوگی۔ برے خیال اور وسوسے قریب نہ آئیں گے۔

۴- یہ بات بڑی اہم ہے کہ نماز میں انسان کو عموماً وہی خیالات آتے ہیں جو دن رات اس کے دماغ پر چھائے رہتے ہیں، اگر انسان اپنی زندگی کو پاکیزہ بنالے تو برے خیالات سے جان چھوٹ سکتی ہے، لہٰذا اپنے اعمال کو درست کیجئے نماز خود بخود سنور جائے گی۔

علاوہ ازیں نماز کی فضیلتوں کی طرف دھیان رکھا جائے جیسا کہ بعض روایات میں ہے: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بنایا اور ان کو ان کی صورت دکھائی تو جبرائیل امین نے اس پر کئی ہزار سال کا سجدہ شکر ادا کیا اور پھر عرض کیا، کہ شاید ایسی عبادت کوئی نہ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے آخری نبی کا امتی جو اپنی مصروفیت کو چھوڑ کر دو رکعت ادا کرے گا اس کی دو رکعتیں تیرے کئی ہزار سال کے سجدے سے مجھے زیادہ پیاری ہیں۔ (واللہ اعلم)

مسلم شریف ص ۶۱ پر روایت ہے کہ جب ابن آدم سجدہ کرتا ہے تو شیطان چلا کر روتا ہے کہ مجھے اللہ نے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور میں سجدہ نہ کر کے جہنمی ہوگیا اور ابن آدم سجدہ کر کے جنت میں جا رہا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اذا قرء ابن ادم السجدة فسجد اعتزل الشیطن یبکی ویقول یا ویلتی امر ابن ادم بالسجود فسجد فله الجنة و امرت بالسجود فابیت فلی النار۔ (مشکوٰۃ ص ۸۲)

نماز باطن کی میل اُتار دیتی ہے

جس طرح دھوبی میلے کپڑے کو پٹڑی پر رکھ کر صابن لگاتا ہے پھر اس کو مل کر پانی ڈالتا ہے تو کپڑا صاف وشفاف ہو جاتا ہے اسی طرح جب بندہ گناہ کر کے اپنا دل میلا کر لیتا ہے اور پھر نادم ہو کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے، نماز کی صف میں کھڑا ہو کر تقویٰ کا صابن اور عاجزی کا پانی استعمال کرتا ہے اور التحیات للہ کی ضرب

لگاتا ہے تو اس کا سینہ محبت الٰہی کا گنجینہ بن جاتا ہے اور دل شیشے کی طرح صاف وشفاف ہو جاتا ہے اور دل کی کھیتی پر اس وقت عشق رسول ﷺ کے پھول کھل اٹھتے ہیں جب وہ بصد عجز و نیاز عرض کرتا ہے: السلام علیک ایها النبی ورحمة الله و برکاته۔ یہی نماز ہے جو عرش پر جا کر بندے کے لیے دعا کرتی ہے۔

دماغ عرش پہ رکھتا ہوں سر کو سجدے میں
میں کتنا اونچا مقدر بنائے پھرتا ہوں

اور جب نماز میں ہم اپنے آقا علیہ السلام پر سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں تو چونکہ ہم ناقص ہیں اور کماحقہ، سلام عرض نہیں کر سکتے اس لیے عرض کرتے ہیں: اللهم صل علی محمد۔ اے اللہ تو بھی نقص سے پاک اور تیرا محبوب بھی عیب سے پاک۔ اس لیے تو اپنی اور اپنے محبوب علیہ السلام کی شان کے مطابق ہی اپنے محبوب پر درود بھیج۔ درود میں خطاب اللہ تعالیٰ کو ہے: اللهم صل اور سلام میں خطاب حضور علیہ السلام کو السلام علیک ایها النبی۔

اس لیے سلام کا جواب تو حضور علیہ السلام خود دیتے ہیں کہ آپ کو مخاطب کر کے عرض کیا جا رہا ہے اور درود کا صلہ اللہ کی طرف سے یہ ملتا ہے کہ دس نیکیاں، دس گناہ معاف اور دس درجے بلند۔

نماز جامع العبادات ہے

معراج کی رات حضور علیہ السلام نے فرشتوں کو دیکھا کوئی قیام میں ہے، کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدے میں دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میری امت کو ایسی عبادت مل جائے جو ان تمام عبادات کی جامع ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو ایسی ہی عبادت عطا فرما دی۔ چنانچہ نماز پڑھنے سے چونکہ تمام فرشتوں کی تمام عبادات کی ادائیگی ہو جاتی ہے اس لیے نمازی کو فرشتوں کی ساری عبادات کا ثواب عطا کر دیا جاتا ہے۔

جس طرح تمام فرشتوں کی عبادات کی جھلک نماز میں ہے اسی طرح اسلام کی باقی

چار بنیادوں (روزہ، حج، زکوٰۃ اور کلمہ) کا مجموعہ بھی نماز میں ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی میں خرچ ہوتا ہے اور نماز میں ستر عورت فرض ہے جو کپڑے سے ہوتا ہے اور کپڑا کچھ خرچ کر کے ہی حاصل ہوتا ہے۔

روزہ میں کھانے پینے اور جماع پر پابندی ہے اور وہی پابندی نماز میں بھی ہے۔

حج کعبہ کے بغیر نہیں اور استقبال قبلہ نماز میں بھی شرط ہے اور کلمہ شہادت بھی التحیات میں موجود ہے تو گویا نماز میں تمام عبادات کی جھلک موجود ہے۔

حدیث میں نماز کو مومن کی معراج فرمایا گیا اور ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام کی معراج پاک کا ذکر قرآن پاک میں مسجد سے لے کر مسجد تک بیان ہوا (زمینی معراج من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ) معلوم ہوا کہ معراج کا تعلق مسجد سے ہی ہے۔ نبی (علیہ السلام) کو بھی معراج مسجد سے ہوئی ہے اور امتی کو بھی معراج مسجد ہی سے نصیب ہوتی ہے۔

؎ یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزار جنت ہے
چلے آؤ مسلمانو! یہی تخت محمد ہے ﷺ

علامہ کاظمی علیہ الرحمتہ کا بیان فرمودہ ایک نکتہ:

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمتہ نے ایک مرتبہ اپنی تقریر میں نماز کے موضوع پر ایک نکتہ بیان فرمایا جو صاحبانِ محبت کی خدمت میں خلاصۂ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں:

"نمازی جب نماز کی رکعتیں مکمل کر کے التحیات کے لیے بیٹھتا ہے اور تمام مالی اور بدنی اور قولی عبادات اللہ کی بارگاہ کی نذر کر لیتا ہے اور جب مکمل طور پر نماز کی عظمت اور اہمیت اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو معاً اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ میں یہاں اکیلا تو نہیں آسکتا تھا اور جس آقا نے مجھے اس قابل بنایا ہے کہ میں اللہ سے ہمکلام رہا اور خدا کے جلوؤں میں مستغرق رہا اس آقا کی بارگاہ میں نذرانۂ سلام عرض کروں۔"

ثم التفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیه

قائلین السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و برکاته.

(ابن حجر عسقلانی: فتح الباری، بدر الدین عینی: کرمانی)

"پھر نمازی جب متوجہ ہوتے ہیں تو اللہ کے حرم میں اللہ کے محبوب کو حاضر پا کر آپ کی ذات گرامی پر سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔"

کسی بھی فرد بشر کو چاہے وہ والدین، استاذ یا مرشد ہی کیوں نہ ہو نماز میں سلام کریں یا ان کے سلام کا جواب دیں تو نماز ختم ہو جاتی ہے اور حضور علیہ السلام کو نماز میں جب تک سلام نہ کہیں نماز ہوتی ہی نہیں ہے۔ گویا یہ ادب و احترام سے بیٹھنا بھی صلوۃ و سلام عرض کرنے کے لیے تھا اور اہل محبت تو دیدار بھی کرتے ہیں اور سلام بھی عرض کرتے ہیں۔

؎ تیرے دیوانے آئے بیٹھے ہیں
دامن دل بچھائے بیٹھے ہیں
آ بھی جاؤ کہ دید ہو جائے
تیری محفل سجائے بیٹھے ہیں

امام شعرانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو نماز میں سلام عرض کرنا اس لیے بھی ضروری ہے: فانه صلی الله علیه وسلم لا یفارق حضرة الله ابدا۔

"کیونکہ آپ ﷺ اللہ کی بارگاہ سے کبھی جدا ہی نہیں ہوتے۔"

پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کو تو مالی، بدنی اور قولی عبادتوں کے تحفے پیش کریں اور اللہ کے محبوب علیہ السلام کو سلام بھی عرض نہ کریں۔ جس محبوب نے ہمیں خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے یہ تحفے عطا فرمائے اور ان کو بارگاہ خداوندی میں پیش کرنے کا طریقہ بتایا اور نماز کو معراج المؤمنین فرمایا' قطروں کو سمندر بنایا، ذروں کو آفتاب بنایا اور بندوں کو نماز کے ذریعے خدا سے ملایا۔

؎ ذرّے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

(اعلیٰ حضرت)

(اس شعر کی ایمان افروز شرح ہماری کتاب ''شرح کلام رضا فی نعت المصطفیٰ ﷺ یعنی شرح حدائق بخشش میں ملاحظہ فرمائیں۔)

پھر سوال یہ ہے کہ خدا کی بارگاہ کہاں ہے جہاں سے محبوبِ خدا بقول امام شعرانی علیہ الرحمۃ جدا نہیں ہوتے تو سنو! جہاں بھی آپ صحیح طریقے سے نماز کی ادائیگی کرتے ہیں چاہے مسجد ہو یا گھر، جنگل ہو یا آبادی، فضا ہو یا میدان وہی خدا کی بارگاہ ہے جہاں پر خدا بھی ملتا ہے مصطفیٰ بھی ملتا ہے۔ جل جلالہ ...... صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے اپنی پستی کی شرم ہے   تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں   اسے پھر بھی شوقِ وصال ہے

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم حين قفل من غزوة خيبر سار ليلة حتی اذا ادركه الكری عرس وقال لبلال اكلألنا فصلی بلال ماقدر له ونام رسول الله صلی الله عليه وسلم و اصحابه فلما تقارب الفجر استند بلال الی راحلته مواجه الفجر فغلب بلالًا عيناه وهو مستند الی راحلة فلم يستيقظ رسول الله صلی الله عليه وسلم ولا بلال ولا احد من اصحابه حتی ضربتهم الشمس فكان رسول الله صلی الله عليه وسلم اولهم استيقاظاً ففزع رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال ای بلال فقال بلال اخذ بنفسی الذی اخذ بنفسك فقال اقتادوا فاقتادوا رواحلهم شيئا (وفی رواية مالك عن زيد بن اسلم) قال ان هذا وادبه شيطان فركبو حتی خرجوا من ذالك الوادی ثم توضأ رسول الله صلی الله عليه وسلم و امر بلالا فاقام الصلوة فصلی بهم الصبح فلما قضے الصلوة قال النبی صلی الله عليه وسلم الصلوة فليصلها

اذا ذکرھا فان اللہ تعالیٰ قال واقم الصلوۃ للذکری۔ (مسلم)

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب غزوۂ خیبر سے لوٹے تو ایک شب رات بھر سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کو نیند معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے آخر شب میں مقام کر دیا اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم پہرہ دینا پس حضرت بلال نے نماز تہجد پڑھی جس قدر کہ ان کی قسمت میں تھی اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سوئے رہے۔ جب فجر کا وقت قریب آیا تو حضرت بلال اپنی سواری سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے، لیکن ان کی نظر سورج کے طلوع ہونے کی جگہ کی طرف تھی مگر نیند کا اس قدر غلبہ ہوا کہ بیٹھے بیٹھے سو گئے، پس نہ رسول خدا ﷺ بیدار ہوئے نہ حضرت بلال نہ کوئی اور صحابی یہاں تک کہ دھوپ نے ان کو بے چین کیا تو سب سے پہلے رسول خدا ﷺ بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ (یہ دیکھ کر کہ فجر کا وقت جاتا رہا) گھبرا گئے اور فرمایا کہ اے بلال کیا ہوا؟ بلال نے عرض کیا کہ میرے نفس کو بھی اسی نے لے لیا جس نے حضور کے نفس قدسی کو لے لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا یہاں سے نکل چلو چنانچہ سب لوگوں نے اپنی سواریاں کچھ آگے بڑھائیں (اور امام مالک کی روایت میں ہے کہ) آپ ﷺ نے فرمایا: اس وادی میں شیطان ہے، پس سب سوار ہو کر اس وادی سے باہر چلے گئے۔ اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے وضو کیا اور حضرت بلال کو حکم دیا کہ نماز قائم کریں پھر فجر کی قضا آپ نے جماعت سے پڑھی جب نماز ختم ہو چکی تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:) نماز میری یاد کے وقت قائم کرو۔''

(یہ واقعہ کتب احادیث میں لیلۃ التعریس کے نام سے مشہور ہے)

حضور علیہ السلام کی نماز' کفار کی زیادتیاں اور تائید ایزدی:

اللہ کے نبی علیہ السلام کو نماز کس قدر محبوب تھی۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل چند

واقعات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے نماز کے دوران کافروں کے کس قدر ظلم برداشت کیے اور نماز کا شوق بڑھتا ہی رہا اور آج ہم ہر قسم کی سہولتوں کے باوجود اپنے دلوں میں نماز کا کتنا شوق رکھتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات پہ نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ــ بہ بیں تفاوت از کجا تا بکجا است

☆ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نماز ادا فرما رہے تھے کہ ابوجہل کو کافروں نے کہا: اگر آج تو محمد (ﷺ) کے چہرے پر خاک ڈال کر آئے تو تجھے مانیں۔ چنانچہ وہ بدبخت گیا اور قریب جا کر فوراً پیچھے بھاگا۔ جب کافروں نے واپس بھاگنے کا سبب پوچھا تو بولا:

ان بيني وبينه لخندق من النار۔

مجھے ایسا لگا کہ میرے اور اس (محمد ﷺ) کے درمیان آگ کی خندق ہے اگر میں آگے بڑھا تو اس میں گر کر جل جاؤں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لودنى منى لاختطفته الملائكة عضوا عضوا.

"اگر وہ آگے بڑھتا تو فرشتے اس کی تکہ بوٹی کر دیتے۔"

☆ ایک مرتبہ ابوجہل نے کہا:

وانى اعاهد الله لاجلسن له غدا لجحر فاذا سجد فى صلاته فضحت به راسه۔

"میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کل میں حالت سجدہ میں اس (محمد ﷺ) پر پتھر لے کر بیٹھ جاؤں گا اور اس کا سر کچل دوں گا۔"

جب کل آیا تو ابوجہل پتھر لے کر گیا لیکن ہانپتا ہوا کانپتا ہوا چہرے کا رنگ زرد تھا بے مراد واپس آیا اور جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا ہوا؟

تو اس نے یوں جواب دیا:

فلما دنوت عرض لى دونه فحل من الابل و الله ما رايت مثل هامتة ولا قصيرته ولا انيابه لفحل قط فهم ان يا كلنى۔

"جب میں اس (محمد ﷺ) کے قریب ہوا تو میرے سامنے ایک ایسا اونٹ

نمودار ہوا کہ اللہ کی قسم میں نے کبھی کسی اونٹ کا اتنا بڑا سر، گردن (یا کوہان) اور دانت نہیں دیکھے اور اس اونٹ نے مجھے کھانے کا ارادہ کر لیا (اس وجہ میں واپس بھاگ پڑا)۔"

تائیدِ الٰہی کا عظیم مظاہرہ

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام (نماز میں) سورۃ علق کی تلاوت فرما رہے تھے کہ ابوجہل غصے میں بولا: ان لله على ان رايت محمدا ساجدا ان اطأ على رقبته۔ میرے اوپر اللہ کے لیے لازم ہو گیا ہے کہ اگر میں نے محمد (ﷺ) کو سجدے میں دیکھ لیا تو اس کی گردن کو لتاڑ دوں گا لیکن اسی وقت جب حضور علیہ السلام نے سورۃ علق کی یہ آیات پڑھیں:

كلا ان الانسان ليطغى ان راه استغنى۔ تو ابوجہل بوکھلا کر پکار اٹھا الا ترون ما ارى واللہ لقد سد افق السماء جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ اللہ کی قسم! آسمان کے کنارے بھر گئے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: لو فعل لاخذته الملائكة عيانا۔ اگر یہ اپنے ارادے کے مطابق کارروائی کرتا تو فرشتے سب کے سامنے اس کو پکڑ لیتے۔

☆ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نماز ادا فرما رہے تھے کہ ابوجہل نے جھڑک کر کہا: الم انهك عن ان يصلى يا محمد۔ کیا میں تجھے نماز سے روک نہ دوں؟ اتنے میں جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور فرمایا: فليدع ناديه سندع الزبانية۔ یہ اپنی مجلس کو بلا لے ہم بھی اپنے سپاہیوں کو بلا لیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: واللہ لو دعا ناديه لاخذه زبانية العذاب۔ اللہ کی قسم! اگر وہ (ابوجہل) اپنے لشکر کو بلاتا تو اس کو عذاب کے فرشتے پکڑ لیتے۔

یہاں یہ بھی روایت ہے کہ ابوجہل نے جب حضور علیہ السلام کو نماز سے روکنے کی کوشش کی تو حضور علیہ السلام نے اس کو سختی سے جھڑک دیا۔ تو ابوجہل کہنے لگا: آپ مجھے جھڑکتے ہیں خدا کی قسم! میں آپ کے مقابل تو جوان سواروں اور پیدلوں سے جنگل کو بھر

Scanned with CamScanner

دوں گا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مجھ سے زیادہ جتھے والا اور مجلس والا کوئی نہیں ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ علق کی مندرجہ بالا آخری آیات نازل فرمائیں۔

(خزائن العرفان)

☆ ابو جہل وغیرہ نے ہی نماز کی حالت میں عین سجدہ کے وقت حضور علیہ السلام کی پشت انور پر اونٹ کی اوجھری رکھوائی تھی جو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آکر اتاری اور اللہ تعالیٰ نے ان تمام لعینوں کو میدان بدر میں ذلیل و رسوا کر کے مارا۔ (بخاری)

آج کے نمازی کو مسئلہ کی بات بھی بتائی جائے تو ہتک عزت سمجھتے ہوئے مسجد ہی نہیں نماز بھی چھوڑ دیتا ہے ایسے امتی کا اس عظیم نبی علیہ السلام سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام کا ابو جہل کی ان حرکتوں کا جواب نہ دینا کسی کمزوری کی وجہ سے نہ تھا بلکہ توکل علی اللہ کی وجہ اور عبادت میں استغراق اور رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے تھا اور امت کو یہ بتانے کے لیے کہ جو اللہ کی عبادت کرتا ہے اللہ خود اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

دین حق کی شمع فروزاں کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

ابو جہل ذلیل ہو گیا اور حقدار کو حق مل گیا

ورنہ یہی ابو جہل تھا کہ جب اس نے ایک آدمی کا حق مارا اور وہ مکہ کی گلیوں میں رو رو کر فریاد کر رہا تھا کہ ہے کوئی میرا حق دلانے والا جب لوگ ابو جہل کا نام سنتے کہ اس نے حق مارا ہے تو چپ ہو کر بیٹھ جاتے۔ کافروں نے شرارتاً اس شخص کو حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ تیرا حق تجھے ابو جہل سے دلا سکتے ہیں۔ چنانچہ اس نے حضور علیہ السلام کے آگے فریاد کی آپ اس کے ساتھ ہو لیے۔ فضرب علیه بابه. آپ (ﷺ) نے جا کر ابو جہل کا دروازہ کھٹکھٹایا (اب کفار یہ منظر دیکھ کر ہنس رہے تھے کہ ابھی ابو جہل نکل کر حضور علیہ السلام کی توہین کرے گا لیکن) فقال من هذا قال محمد فاخرج الی فخرج الیه وما فی وجهه بایحة یعنی قطرة دم وقد انتفع لونه

قال اعط هذا الرجل حقه.

"ابو جہل نے پوچھا کون؟ فرمایا: میں محمد (ﷺ) ہوں باہر نکل۔ جب وہ باہر نکلا تو ایک قطرہ خون کا بھی اس کے چہرے پر نہ تھا، رنگ اڑا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کا حق دے۔

بولا! اچھا ٹھہریے میں ابھی آتا ہوں اندر گیا اس کی رقم لا کر اس کے حوالے کی اور واپس اندر چلا گیا۔ تماشہ دیکھنے والے کافر بہت حیران ہوئے اور ابو جہل کو بہت شرمندہ کیا اور پوچھا: کہ تو نے یہ کیا کیا؟ ابو جہل بولا:

سمعت صوته فملئت رعبا ثم خرجت الیه وان فوق راسه لفحلا من الابل ما رایت مثل هامته ...... فو الله لو ابیت لاکلنی۔

"میں نے جب اس (حضور ﷺ) کی آواز سنی تو رعب سے بھر گیا اور میں جب اس کے سامنے آیا تو میں نے اپنے سر پر ایک بڑے اعضاء والا اونٹ دیکھا، قسم بخدا! اگر میں انکار کرتا تو وہ اونٹ مجھے کھا جاتا۔"

ابو جہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: وجعلنا من بین ایدیهم سدا...... (یٰس) کہ بنی مخزوم کے لوگوں نے حضور علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ان میں ابو جہل اور ولید بن مغیرہ بھی شامل تھے۔ حضور علیہ السلام نماز کی حالت میں تھے:

فلما سمعوا قرأته ارسلوا الولید لیقتله فانطلق حتی انتهی الی المکان الذی یصلی فجعل یسمع صوته ولا یراه فانصرف الیهم فاعلمهم بذلك فاتاه من بعده ابوجهل و الولید ونفر منهم فلما انتهوا الی المکان الذی یصلی سمعوا قرأته فیذهبون الی الصوت من خلفهم فینتهون الیه فیسمعونه ایضا من خلفهم فانصرفوا ولم یجدوا الیه سبیلا.

''جب انہوں نے حضور علیہ السلام کی آواز سنی تو ولید کو بھیجا کہ آپ (ﷺ) کو قتل کر آئے جب وہ آواز والی جگہ پر گیا تو آواز تو آ رہی تھی مگر حضور علیہ السلام نظر نہ آئے، واپس آ کر اس نے بتایا تو سب مل کر گئے اور آواز والی جگہ پر جاتے تو کچھ دکھائی نہ دیتا اور آواز ان کے پیچھے سے آنی شروع ہو جاتی اس طرح ناکام ہو کر واپس آ گئے اور اللہ نے اپنے محبوب کو ان کے شر سے بچالیا۔''

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے
اُمی لقبی ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے
ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ ہے اس آیت کا مطلب۔

آج لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں تو دکھاؤ کہاں ہیں۔ کافر جانتے تھے حضور حاضر ہیں مگر پھر بھی نظر نہ آئے کیونکہ کافر کی آنکھ اس قابل کہاں کہ محبوب خدا کو دیکھے تو جب ان بڑوں کو نظر نہ آئے تو پھر ان چھوٹوں کو کیسے نظر آئیں؟

الغرض! حضور علیہ السلام کو طرح طرح سے ستایا گیا، ایک بار نماز کی حالت ہی میں حضور علیہ السلام کا چہرہ انور گوبر و خون سے آلودہ کیا گیا جس کا بدلہ جناب ابو طالب نے لیا اور تمام مجرموں کے چہرے گوبر و خون سے آلودہ کئے۔ ابو طالب کی وفات کے بعد تو آپ (ﷺ) پر اس قدر ظلم ڈھائے گئے جو بیان سے باہر ہیں مگر واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بھی حفاظت کی اور قیامت تک آپ کا صدقہ اللہ ہر نمازی کی بھی حفاظت فرمائے گا۔

(یہ تمام واقعات دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲: ص ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۷، ۲۲۱، ۲۵۰ سے لیے گئے ہیں)

آج آئمہ مساجد پر بلاوجہ کیچڑ اچھالا جاتا ہے خواہ مخواہ تنگ کیا جاتا ہے اور آخری حربہ جھوٹے الزامات کا ہے، جس سے ان بے چاروں کا پریشان ہونا ایک فطرتی بات

ہے مگر گھبراؤ نہیں اے وارثان منبر و محراب! جب تمہارے آقا کے ساتھ اتنا کچھ ہوتا رہا تو آخر تم بھی تو انہی کے مشن پر ہو اور یہ چیز تمہیں وراثت میں ملی ہے۔ صرف فضائل کی طرف نہ دیکھو مصائب پر بھی دھیان رکھو اور صرف لوگوں کی طرف سے تعریف کرنے کی توقع نہ رکھو ان کی طرف سے مشکلات کا سامنا بھی تمہیں ہی کرنا ہے۔ بالآخر فتح و کامیابی تمہارے ہی قدم چومے گی اگر دنیا ظالموں کی ہے تو یقیناً آخرت مظلوموں کی ہے۔

دست بکار دل بیار

رجالٌ لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوٰة و ايتاء الزكوة يخافون يوما تتقلب فيه القلوب والابصار (النور:۳۷)

''وہ مردانِ حق کہ جن کو کوئی سودا اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا (اور نہ ان کو کوئی کاروبار) نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے روک سکتا ہے وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس دن الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔ یعنی قیامت کا دن۔''

اس آیت میں نماز کے عاشقوں کا ذکر فرمایا گیا کہ وہ ذرا ذرا سی بات پر نماز کو ضائع نہیں کرتے بلکہ بڑے سے بڑے پروگرام کو نماز کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔

ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بازار میں تھے کہ مسجد میں نماز کے لیے اقامت ہوئی آپ نے دیکھا کہ بازار والے فوراً اٹھے دکانیں بند کر کے مسجد کی طرف جانے لگے۔ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے: رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله۔

اقامت صلوٰۃ اور اس کے تقاضے:

قرآن مجید میں جہاں جہاں نماز کا حکم آیا ہے وہاں صرف پڑھنے اور ادا کرنے کا نہیں بلکہ قیام صلوٰۃ کا حکم ہے۔ مثلاً:

اقم الصلوٰة ''نماز قائم کر۔'' (سورۂ لقمٰن ۳۱: ۱۸ و ہود ۱۱: ۱۱۵) وغیرہ

اقیموا الصلوٰة ''نماز قائم کرو۔'' (النساء ۴: ۷۸ و نور ۲۴: ۵۷) وغیرہ

اقاموا الصلوٰة	''وہ نماز قائم کریں۔''	(البقرہ۲:۲۷۷وتوبہ۹:۲۳ورعد۱۳:۲۲)وغیرہ
یقیمون الصلوٰة	''وہ نماز قائم کرتے ہیں۔''	(البقرہ۲:۳وتوبہ۹:۷۱ومائدہ۵:۵۶)وغیرہ
مقیمین الصلوٰة	''نماز قائم کرنے والے۔''	(النساء۴:۱۶۲)
اقام الصلوٰة	''نماز قائم کرے۔''	(البقرہ۲:۱۷۷)
اقمن الصلوٰة	''عورتیں نماز قائم کریں۔''	(احزاب۳۳:۳۳)
المقیمی الصلوٰة	''نماز قائم کرنے والا۔''	(الحج۲۲:۳۵)

غرض دو چار یا دس بیس جگہ نہیں۔ بلکہ تقریباً پچاس آیات میں صلوٰة کے ساتھ قیام کا حکم وارد ہوا ہے۔

قیام صلوٰة سے مراد یہ ہے کہ نماز باقاعدگی سے ادا کی جائے۔ وقت پر ادا کی جائے، پورے شرائط اور تمام لوازمات کے ساتھ ادا کی جائے۔ یعنی بندہ نماز ایسے پڑھے جیسے پڑھنے کا حق ہے۔ قرآن شریف میں قیام صلوة کے متعلق متعدد ہدایات دی گئی ہیں۔ چند اہم ترین احکام ہم نقل کرتے ہیں۔ ان کی پابندی انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ اس سے کیا فائدہ کہ انسان تکلیف بھی اٹھائے، وقت بھی لگائے، محنت بھی کرے اور اس کے باوجود نماز قبول نہ ہو۔

طہارت:

نماز کی اولین شرائط میں سے طہارت ہے۔ نمازی کا لباس نماز کی جگہ اور نمازی کا جسم پاک ہونا لازم ہے۔ اس کے بغیر نماز کی درستگی اور نتیجۂ روح کی پاکیزگی ممکن نہیں۔

نماز میں باقاعدگی:

قیام صلوٰة کا لازمی جزو نماز باقاعدگی سے ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کلام میں ایک جگہ انسانی فطرت کی کمزوری کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: ''انسان دل کا بہت ہی کمزور واقع ہوا ہے۔ ذرہ بھر تکلیف پہنچی تو گھبرا اٹھا، اور جہاں اچھائی ملی اکڑ گیا۔ اس کمزوری سے وہ مومن پاک ہیں، جو ہمیشہ نماز ادا کرتے ہیں، اور باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں۔'' (المعارج ۷۰:۱۹تا۲۷)

کئی بار شادی بیاہ میں، سفر میں اور جلسے جلوس کے ہنگاموں میں ہم لوگ نماز سے غافل ہو جاتے ہیں۔ کچھ ''جھوٹی'' شرم کے مارے اور کچھ مصروفیت کے بہانے نماز چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ ایسے مواقع پر نماز کی حفاظت اور بھی زیادہ ضروری ہوتی ہے۔ اگر ایک یا دو آگے بڑھ کر نماز کی نیت باندھ لیں تو ان کو دیکھ کر سب شریک ہو جاتے ہیں۔

پابندی وقت:

نماز کے لیے وقت کی پابندی بے حد ضروری ہے۔ اللہ کی عبادت تو ہر وقت کی جا سکتی ہے اور اس کے حضور ہر دم دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے جا سکتے ہیں، لیکن نماز کو وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت کوئی نماز ادا نہیں کی جا سکتی، نہ ہی نصف النہار استواء جس کو عموماً زوال کہا جاتا ہے کے وقت نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔

ہر نماز کے اوقات مقرر ہیں۔ ان میں اول وقت کو فضیلت حاصل ہے۔ پابندی وقت کے لیے ارشادِ الٰہی ہے

''نماز قائم کرو، یقیناً نماز مومنوں پر فرض ہے، وقت کی پابندی کے ساتھ۔''

(سورۃ النساء۴:۱۰۳)

وقت گزر جائے تو نماز قضا ہو جاتی ہے۔ قضا کی ادائیگی ایسے ہی فرض ہے جیسے قرض کی ادائیگی۔

نماز سے غافل نہ ہونا:

ہر نمازی پر لازم ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون (سورۃ الماعون ۱۰۷:۵)

''ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔''

اس آیت کے لفظ ساھون (غفلت برتنے والوں) سے خیال اس طرف جاتا ہے کہ شاید اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز نہیں پڑھتے اور غفلت برتتے ہیں۔ حالانکہ یہاں نماز نہ پڑھنے والوں کا ذکر نہیں بلکہ مصلین (نماز پڑھنے والوں) کا بیان ہے......

گویا وہ نماز تو ادا کرتے ہیں لیکن اس سے غافل اور بے خبر ہیں۔

غفلت کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم سے اکثر نمازیوں کو نماز کے الفاظ تو یاد ہیں، لیکن ان کے معانی کا علم نہیں۔ نماز کی روح اور حقیقت کا کوئی علم نہیں۔

غفلت کی دوسری صورت یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا نماز کے الفاظ تو ادا کرتا رہے لیکن اس کا دل کہیں اور ہو، دماغ کسی اور سمت ہو، خیالات منتشر ہوں۔ سر سجدہ میں ہو لیکن ذہن کی پرواز ادھر ادھر ہو۔ ایسی نماز سے کیا حاصل ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”اللہ کی عبادت یوں کرو جیسے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، اگر یہ نہیں تو کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ (حدیث نبوی ﷺ)

اگر نماز کے معانی ذہن میں ہوں، نماز کے ارکان کا خیال ہو، آہستہ آہستہ الفاظ ادا کئے جائیں، اور یکسوئی کا اہتمام کیا جائے تو غفلت کے پردے بہ آسانی دور ہو سکتے ہیں۔ کیوں نہ ہوں، نماز تو مومن کی معراج ہے جیسا کہ اللہ کے رسول برحق ﷺ کا ارشاد ہے:

ریا و نمود سے پاک ہونا:

نمازی کے لیے از بس ضروری ہے، کہ اس کی نماز اس لعنت سے پاک ہو، دکھاوے، ریا و نمود اور نمائش کے کیا معنی یہ ہیں کہ اگر کسی نے لوگوں کے دکھاوے اور اپنی بڑائی جتانے کے لیے نماز پڑھی تو خدا سے اجر و ثواب کی امید نہیں رکھ سکتا۔

سورۃ الماعون میں ارشاد الٰہی ہے۔

”جو لوگ دکھاوے کے لیے نمازیں پڑھتے ہیں، ان کی نمازیں ضائع ہیں۔“

(۵:۱۰۷)

لہٰذا نماز خالصتاً اللہ کے لیے ادا کرنی چاہیے اور اسی سے اجر و ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔

ایثار اور امداد باہمی:

قیام صلوٰۃ کا ایک اہم نتیجہ ایثار و امداد باہمی ہونا چاہیے۔ نماز باجماعت میں جس

طرح ایک کا کاندھا دوسرے کے کاندھے سے ملا ہوتا ہے، ٹخنہ سے ٹخنہ جڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح دل بھی دل سے مل جائیں اور جب دل مل جائیں گے تو ایک دوسرے کی غم خواری، ہمدردی اور اعانت کا جذبہ لازمی طور پر پیدا ہوگا۔

اگر ہم نماز پڑھنے کے باوجود ایک دوسرے کے کام نہیں آتے، ہمارے دلوں میں دوسروں کے لیے جذبۂ ایثار پیدا نہیں ہوتا تو ہمیں اپنی نمازیں درست کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

”ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے..... جو کسی کو ادنیٰ سی چیز بھی نہیں دیتے یا کسی کو کچھ مستعار (ادھار) نہیں دیتے۔“ (الماعون ۱۰۷:۷)

ارشاد نبوی ہے: اگر کوئی شخص رات کو کھانا کھائے اور اسے علم ہو کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہے تو اس کا کھانا حرام ہوگا، بے شک وہ حلال کی کمائی سے ہو۔

خشوع و خضوع:

قیام صلوٰۃ کا اہم تقاضا خشوع و خضوع ہے کہ نمازی کے دل میں عاجزی پیدا ہو، وہ اللہ کے حضور گڑگڑائے۔ خشوع و خضوع اسی عجز و نیاز کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی سورۃ مومنون کی ابتداء انہی الفاظ سے ہوتی ہے:

”فلاح (دنیا و آخرت کی کامیابی) ان مومنوں کے لیے ہے جو نمازوں میں خشوع و خضوع کرتے ہیں۔“ (۲۳:۱،۲)

لازم ہے کہ نمازی غرور اور اکڑ سے دور ہو۔ اور اس کا دل عجز و نیاز سے معمور ہو۔

برائی اور ناشائستہ امور سے پرہیز:

نماز محض ایک رسم نہیں بلکہ مستقل نظام ہے۔ نماز ایک طرف ہر فرد کے اعمال کی اصلاح، اور اخلاق کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ دوسری طرف وہ اجتماعی بہبودی سکھاتی ہے اور امداد باہمی کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”نماز قائم کرو، نماز یقیناً فحش کاموں اور بری باتوں سے روکتی ہے، اور اللہ

کی یاد بہت بڑی ہے۔" (سورۃ عنکبوت ۲۹:۴۵)

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص اللہ کو بھی یاد کرتا ہو اور برے کام بھی کرتا ہو، وہ عبادت گزار بھی ہو اور بدکار بھی ہو اگر کوئی شخص ایسا ہے تو اسے اپنی نماز کی فکر کرنی چاہیے، کیونکہ نماز اور بے حیائی۔ نماز اور برائی ایک ساتھ نہیں چل سکتی ہیں۔

سستی اور کاہلی سے اجتناب:

قیام صلوٰۃ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نمازی میں سستی کا نام و نشان تک نہ رہے اللہ کا بندہ نماز کے وقت کا انتظار اس قدر بیتابی سے کرتا ہے، جیسے پیاسا پانی کے لیے بیقرار ہوتا ہے۔ نماز کا وقت ہو جائے تو اس کا دل کسی اور کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

حبیب خدا ﷺ کے متعلق آپ ﷺ کی پاک بیبیوں کا بیان گزر چکا کہ حضور ﷺ گھر میں گھل مل کر باتوں میں مصروف ہوتے۔ لیکن نماز کا وقت ہو جاتا اور اذان ہو جاتی تو آپ ﷺ ہمیں یوں چھوڑ کر یک لخت کھڑے ہو جاتے جیسے کسی سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

اللہ جل شانہ، نے نماز میں سستی اور کاہلی منافقین کی علامت بیان فرمائی ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

"وہ جب نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو نہایت سستی سے اٹھتے ہیں۔" (۴:۱۴۲)

اسی طرح سورۃ توبہ میں ارشاد ہے کہ "وہ نمازوں میں آتے ہیں مگر نہایت سستی اور کاہلی سے۔" (۹:۵۴)

نماز باجماعت کی ادائیگی:

نماز انفرادی فریضہ ہے یعنی ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر نماز کی ادائیگی فرض ہے۔ سفر، حضر، حالتِ جنگ اور شدید بیماری کے اندر بھی نماز سے رخصت نہیں۔ گویا ہر فرد پر ہر حال میں نماز ادا کرنا لازم ہے لیکن حکم ہے "نماز باجماعت ادا کرو۔" (البقرہ ۲:۴۳)

نماز باجماعت کی تاکید کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتکریم فرمایا کرتے تھے: "اگر مجھے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو ان لوگوں کے

گھروں کو آگ لگا دیتا جو جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے۔"

مختصر یہ کہ اقامت صلوٰۃ کے تقاضوں کا خلاصہ یہ ہے: ہر نمازی کو جسمانی و روحانی، ذہنی و قلبی طہارت حاصل ہو۔ نمازوں کی کامل طور سے حفاظت کی جائے۔ باقاعدگی اور پابندی سے نمازیں ادا کی جائیں، نمازی اپنی نماز سے غافل نہ ہوں، ریا و نمود سے اور سستی و کاہلی سے پاک ہوں، بے حیائی اور ناشائستہ امور سے پرہیز کریں، دلوں میں عجز و انکسار اور خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہو، اور نماز باجماعت ادا ہو۔ ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کا بہترین ذریعہ اقامت صلوٰۃ ہے، اس سے حاصل شدہ برکات کے ذریعے سے مسلمانوں کو یقیناً اپنے ہاں پائی جانے والی شیرازہ بندی سے نجات پائیں گے اور یہ نعمت اہل اسلام کو بنیان مرصوص (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) بنا دے گی۔ (کامل نماز)

☆...... یا ایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکری

(النساء ۴:۴۳)

"اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔"

اس آیت میں بظاہر تو یہ حکم ہے کہ حالت نشہ میں نماز کی ادائیگی ممنوع ہے لیکن در حقیقت ایک عجیب طریقے سے نماز کی عظمت کو بیان فرمایا گیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی اور عبادت کے بارے میں ایسا حکم قرآن پاک میں نہیں ہے جس سے نماز کی باقی تمام عبادات سے امتیازی شان ثابت ہوئی۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ نماز کی محبت اہل ایمان کے دل میں اس قدر تھی کہ سالوں سے شراب پینے والوں نے نماز نہ چھوڑی مگر شراب چھوڑ دی، یعنی شرابی جو نمازی بھی تھے وہ شرابی تو نہ رہے مگر نمازی بدستور رہے اور ان کو نماز نے شراب سے اس قدر نفرت دلا دی کہ جب شراب کی حرمت کی آخری آیت نازل ہوئی تو مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہتی تھی کہ جیسے سیلاب آ گیا ہو، دکانیں شراب سے بھری ہوئی تھیں جو خالی ہو گئیں، جن مٹکوں میں شراب تھی وہ توڑ دیئے گئے اور جب کچھ عرصہ بارش نہ ہوئی تو گلیوں سے شراب کی بو آنے لگتی۔ (معالم التنزیل)

حالانکہ شرابی کی شراب سے محبت ضرب المثل ہے اور شراب کی وجہ سے ساقی، صراحی، جام میخانے اور پیمانے سے شراب کی محبت کی داستانوں سے عربی ادب کی کتابیں (دیوان متنبی، السبع المعلقات، حماسہ وغیرہ) بھری پڑی ہیں، کسی فارسی شاعر نے یوں کہا

بیا ساقی کہ من مردم کفن از برگ تاکم کن
بآب مے بدہ مسلم دریں میخانہ خاکم کن

"مگر نماز کی حلاوت نے ثابت کردیا کہ شرابی کو شراب سے وہ محبت نہیں ہوسکتی جو نمازی کو نماز سے ہے۔"

تیسری بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا آیت میں حکم بالآخر شراب چھوڑنے کا اور نماز نہ چھوڑنے کا ہی دیا گیا کیونکہ جب بادشاہ کسی کو یوں کہتا ہے کہ اس حالت میں ہمارے دربار کے اندر نہ آنا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہمارے دربار میں آنا چھوڑ دو بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسی حالت چھوڑ دو مگر ہمارے دربار میں ضرور آؤ۔

چنانچہ اس حقیقت کو اس دور کے مسلمانوں نے پالیا جنہوں نے اس آیت کے نزول کے بعد یہ نعرۂ مستانہ لگا کر شراب کو چھوڑ دیا کہ لا خیر فی شئ یحول بیننا وبین الصلوٰۃ۔ "اس شئ میں کوئی خیر نہیں ہے جو ہمارے اور نماز کے درمیان حائل ہوتی ہے۔" (معالم التنزیل)

نماز کی ایک اور امتیازی شان:

تمام عبادات یہاں تک کہ حج، زکوٰۃ اور روزوں سے بھی اس لحاظ سے نماز افضل ہے کہ باقی تمام عبادات فرض ہوئیں تو حضور علیہ السلام کے قدم فرش پر تھے اور نماز فرض ہوئی تو آقا علیہ السلام کے قدم عرش پر تھے۔

حج کی عبادت عرب کے علاوہ دوسرے ملکوں میں رہنے والے غریب مسکین، بیمار، اسی طرح مطلقاً اندھے پر فرض نہیں اس لیے وہ اس کا ثواب لینے سے محروم ہیں اور نماز سب پر فرض ہے، ہر کوئی اس کا ثواب حج کی طرح زندگی میں ایک بار نہیں بلکہ دن میں

پانچ بار لے سکتا ہے۔

حج، روزہ بھی بندے کو گناہوں سے پاک کرتا ہے مگر حج میں مشقت بھی اٹھانا پڑتی ہے اور پیسہ بھی خرچ ہوتا ہے، روزے میں بھوک اور پیاس برداشت کرنا پڑتی ہے، نماز میں یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں اور گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے خزاں کے موسم میں درختوں کے پتے۔

حج، زکوٰۃ، روزہ سال میں ایک بار ثواب کی نعمتیں لے کر آتے ہیں اور نماز ایک دن میں پانچ مرتبہ یہ انعام بخشتی ہے۔

پہلی امتوں کو بھی نماز کی نعمت عطا فرمائی گئی لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو صرف فجر، داؤد علیہ السلام کو صرف ظہر، سلیمان علیہ السلام کو محض عصر، یعقوب علیہ السلام کو مغرب اور یونس علیہ السلام کو عشاء، اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو یہ تمام نمازیں اکٹھی دے دیں تاکہ سب کا ثواب سمیٹ سکیں۔ بھرے خزانے رب دے دوھیں ھتھیں لٹ

بے نمازی متوجہ ہوں

شیطان ایک بہت بڑی بیماری ہے جو ہر وقت گناہوں کی دعوت دیتا رہتا ہے: فانہ یا مر بالفحشاء و المنکر۔ اللہ نے نماز کو اس بیماری کا علاج بنا کر فرمایا: ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ عجیب بات ہے ذرا تکلیف ہو جائے تو لوگ ڈاکٹروں کی طرف بھاگتے ہیں پیسہ بھی خرچ کرتے ہیں، مشقت بھی اٹھاتے ہیں، دوائی بھی کھاتے ہیں پھر بھی آرام نہیں آتا لیکن ہمت نہیں ہارتے اور گناہوں کی بیماری دور کرنے کے لیے مسجد کی طرف نہیں آتے حالانکہ نہ مشقت اٹھانا پڑے، نہ دوائی کھانا پڑے نہ خرچ کرنا پڑے مگر آرام دونوں جہان کا نصیب ہو جائے۔ کون سا کام ہے جو ہم روزانہ نہیں کرتے مگر نہیں کرتے تو نماز کی ادائیگی کا کام نہیں کرتے۔ ہمارے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء، صبح وشام کیا کیا گل نہیں کھلاتے مگر انہی پاؤں سے چل کر ہم مسجد کی طرف نہیں جاسکتے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی جب پوچھو۔ غربت کا رونا روتے ہیں اور ہمارا حال اس جانور کی طرح ہو چکا ہے جو سات جنگلوں کی گھاس کھا کر اور

سات سمندروں کا پانی پی کر بھی کہتا ہے کچھ نہیں بنا۔

اے غافل مسلمان! تیری یہ دوکان، یہ کاروبار، یہ عزت وناموری خدا ہی کی دی ہوئی ہے اگر واقعی تیرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب کچھ مجھے خدا نے دیا ہے تو پھر تیرا یہ عقیدہ بھی ہونا چاہئے کہ جو مجھے یہ سب کچھ دے سکتا ہے وہ واپس بھی لے سکتا ہے۔

پھر وہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ کیوں نہ جائیں جو رب کے دربار میں جانے کے لیے اٹھتے نہیں ہیں جس طرح دل دھڑکے تو زندگی کی علامت' کان سنیں تو سماعت موجود، آنکھ دیکھے تو بصارت قائم اسی طرح اللہ کی یاد ہے تو روح زندہ، آنکھ میں شرم وحیاء رہے تو یہ اس کی زندگی، دل اس کی یاد میں دھڑکے تو زندگی اور پھر خالی دل کا دھڑکنا اگر زندگی کی علامت ہوتا تو کافروں کے بارے نہ کہا جاتا:

صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون. فھم لا یعقلون.

''اور ظاہری تمام وسائل اعضاء نہ ہونے کے باوجود شہید کو کیوں زندہ فرمایا گیا؟''

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

جب اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام روزانہ پانچ نمازیں مسجد میں جا کر باجماعت ادا فرماتے ہیں تو کسی کو کیا حق ہے وہ یہ کہے کہ میں اگر نہ بھی پڑھوں تو خیر ہے۔

اگر یہ خیر ہے تو شر کیا ہوتا ہے

خلاف پیمبر کسے راہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نہ خواھد رسید

حدیث شریف میں گزر چکا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی ظاہری حیات کے آخر دنوں میں جب شدید بیمار تھے اور چل نہیں سکتے تھے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور جا کر باجماعت نماز ادا فرمائی اور جب آپ مسجد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے آ رہے تھے اور ایک لکیر بنا رہے تھے اہل محبت کہتے ہیں یہی لکیر صراط مستقیم ہے اور جو اس لکیر کا فقیر بن کر روزانہ پانچ وقت مسجد میں جائے گا وہ صرف مسجد میں نہیں

جا رہا بلکہ جنت کے باغ میں جا رہا ہے اور جو اس لکیر کا فقیر نہیں بن سکتا وہ جتنی بھی عبادت کر لے اس کی عبادت بھی ناقابل قبول وہ خود بھی مردود

یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نامنظور ہے
دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

اے مسلمانو! خدارا مسجد میں بھی جاؤ اور اپنے گھروں میں بھی مسجد کا ماحول بناؤ، جہاں گھر میں ڈرائنگ روم بناتے ہو، ویٹنگ روم بناتے ہو وہاں نماز کے لیے بھی کوئی روم بناؤ اور اپنے گھروں کو ذکر وعبادت سے خالی کر کے قبرستان نہ بناؤ، فرائض مسجد میں پڑھو نوافل گھر میں پڑھو، عورتیں نماز گھر میں پڑھیں، رمضان میں اس جگہ اعتکاف بیٹھیں پھر دیکھیں رب کی رحمت کی ہوائیں کیسے چلتی ہیں۔

سب کچھ ہے تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے:

اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت کی ہر نعمت انسان کے لیے بنائی، مگر دنیا کی نعمتیں سب کو دیں والاخرۃ للمتقین۔ آخرت صرف پرہیزگاروں کے لیے۔ والاخرۃ خیر وابقی۔ آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

وبشر الذین امنوا و عملوا الصلحت ان لھم جنت تجری ...... (البقرہ)

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت انا لا نضیع اجر من احسن عملا۔ (الکہف)

اس طرح کی بیسیوں قرآنی آیات اہل ایمان کا حوصلہ بڑھاتی ہیں۔ اور ان کو نیک اعمال کرنے کی طرف راغب فرماتی ہیں۔

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نعمتیں تو کھاتے ہیں مگر الالیعبدون کو نہیں مانتے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ہر جگہ ایمان کے بعد اعمال صالحہ کا ذکر فرمایا کیونکہ یہ دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرا قبول نہیں، ایمان نہ ہو تو اعمال صالحہ ھباء منثورًا راکھ کا ڈھیر ہیں۔ اعمال نہ ہوں تو خالی ایمان کا کیا ہے ایسے چوری کھانے والے مجنوں تو بے شمار پھر رہے ہیں خون دینے والے نظر نہیں آتے۔

Scanned with CamScanner

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

کئی نماز پڑھنے آتے ہیں مگر شیطان ان کو شرارتوں پر لگا دیتا ہے نماز کے دوران ہی اگر ساتھ والا نمازی دوست ہے تو اس کو کہنیاں مارنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ بندہ نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہے تو ایسے لگے کہ اس جہان سے کوچ کر گیا ہے اور جب جائز کام (کھانا، پینا، کلام کرنا) اس کے لیے حرام ہو گئے تو شرارتیں کرنا کس طرح جائز ہو گیا، یہی تو وجہ ہے کہ جب نماز ختم ہوتی ہے تو جس طرح باہر سے آنے والا اسلام کہتا ہے اسی طرح نماز پڑھنے والا بھی چونکہ کسی دوسرے جہان کی سیر کر رہا ہوتا ہے لہٰذا نماز ختم ہونے پر کہتا ہے السلام علیکم ورحمة اللہ۔

یہ کیسا سچ ہے؟

میں نے ایک بندے سے پوچھا: آپ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں؟ تو کہنے لگا؟ کیوں ایمان خراب کروں (جھوٹ بول کر) ایک بھی نہیں پڑھتا۔ میں نے عرض کیا: جب جھوٹ بولنے سے ایمان خراب ہوتا ہے تو روزانہ پانچ نمازیں نہ پڑھنے سے کیا تیرے ایمان کا کچھ بچا ہوگا؟

یادرکھو! تم جتنے بھی مصروف، بیمار یا تکلیف میں ہو اگر مسلمان ہو تو نماز پڑھے بغیر گزارہ نہیں قیامت کے دن خاوند کی سختی کی شکایت کرنے والی بے نماز عورت کے سامنے فرعون کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہا کو پیش کیا جائے گا اور پوچھا جائے گا بتا تیرا خاوند اس کے خاوند سے زیادہ ظالم اور سخت تھا؟ بیماری کا بہانہ بنا کر نماز نہ پڑھنے والوں کے سامنے حضرت ایوب علیہ السلام کو پیش کیا جائے گا کہ بتا تو ان سے زیادہ بیمار تھا اور مصروفیت کا رونا رونے والے بے ضمیروں نمازوں کو ضائع کرنے والوں کے سامنے سلیمان علیہ السلام کو پیش کیا جائے گا اور پوچھا جائے گا بتا اس ساری زمین پر حکومت کرنے والے میرے سلیمان سے تو زیادہ مصروف تھا۔ لہٰذا اے بے نمازیو! بہانے بازو!

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا حساب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

نمازی اور بے نمازی کی جزاوسزا:

وقال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم من حفظ صلوٰة في اوقاتها و اتم ركوعها و سجودها اكرمه الله تعالىٰ بخمس عشر خصلة ثلثه في الدنيا وثلثة عند الموة وثلثة في القبر وثلثة في الحشر وثلثة عند لقآء الله تعالىٰ فاما الثلثة التي في الدنيا فيزيد عمره ورزقه ويحفظ نفسه واهله واما الثلثة التي عند الموة فيبشره بالامن من الخوف والفزع و دخول الجنة لقوله تعالىٰ ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون۔ واما الثلثة التي في القبر فيسهل عليه سوال منكر و نكير و يوسع عليه قبره ويفتح له باب الى الجنة واما الثلثة التي في المحشر فيخرج من القبر وهو يتلألأ وجهه كالقمر ليلة البدر كما قال الله تعالىٰ يسعى نورهم بين ايديهم و بايمانهم الآيه ويعطى كتابه بيمينه ويحاسب حسابا يسيرا واما الثلثة التي عند لقآء الله تعالىٰ فرضى الله تعالىٰ عنهم والسلام عليهم والنظر اليهم كقوله تعالىٰ سلام قولا من رب رحيم۔ وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة ومن تهاون بالصلوٰة الخمس عاقبه الله تعالىٰ بخمس عشر خصلة ثلثة في الدنيا و ثلثة عند الموة وثلثة في القبر و ثلثة في الحشر و ثلثة عند لقآء الله تعالىٰ اما الثلثة التي في الدنيا فيرفع البركة من رزقه وعمره وسيمآء الصلحين من وجهه واما الثلثة التي عند الموة

فیموت جآئعا و عطشانا و ذلیلا و اما الثلثة التی فی القبر فیضیق قبرہ حتی یدخل اضلاعه بعضها فی بعض ویفتح له باب من نار و اما الثلثة التی فی الحشر فیخرج من قبرہ مسودۃ الوجه مکتوب فی جبهته هذا ائس من رحمة الله تعالٰی ویعطی له کتابه من ورآء ظهره واما الثلثة التی عند لقآء الله تعالٰی فلا یکلمهم الله تعالٰی ولا ینظر الیهم یوم القیٰمة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم قال الله تعالٰی فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلٰوۃ واتبعوا الشهوت فسوف یلقون غیا۔

''اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے پنجگانہ نماز ادا کی اس کے وقتوں کی محافظت کی اور اس کے رکوع و سجود کو پورا کیا اللہ تعالیٰ پندرہ انعامات سے اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔ ان میں سے تین دنیا میں اور تین موت کے وقت اور تین قبر میں اور تین حشر میں اور تین اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت پس وہ تین انعام جو دنیا میں ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ اس کی عمر بڑھاتا ہے اور اس کا رزق زیادہ کر دیتا ہے اور اسے اس کے اہل خانہ کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اور وہ تین جو موت کے وقت ہیں اللہ اسے خوف و ہراس سے امن کی اور دخول جنت کی بشارت دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے۔
ان پر ملائکہ اترتے ہیں کہتے ہوئے کہ خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تم خوش ہو جاؤ اس جنت کے ساتھ جس کا تم کو وعدہ دیا گیا اور تیسرا قبر میں یہ انعام کہ اس پر نکیرین کے سوال آسان ہو جائیں گے اور اس کی قبر فراخ کر دی جائے گی اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ تین انعام جو محشر میں ہوں گے جب وہ قبر سے نکلے گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نور ان کے

آگے اور ان کے دائیں بھاگتا ہوگا۔ الایۃ۔ اور عمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ دیا جائے گا اور اس کا حساب آسان کر دیا جائے گا اور وہ تین جو اللہ سے ملاقات کے وقت ہوں گے ان سے اللہ راضی ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ سلام کہنا ہے رب رحیم کی طرف سے اور فرمایا کچھ چہرے اس دن تروتازہ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

اور فرمایا جس نے پنجگانہ نماز میں سستی کی اللہ اسے پندرہ طرح سے عذاب دے گا تین طرح دنیا میں اور تین طرح موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح محشر میں اور تین طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت بہرحال وہ تین عذاب جو دنیا میں ہوتے ہیں اللہ اس کی روزی اور عمر سے برکت اٹھا دیتا ہے اور صالحین کی علامت اس کے چہرہ سے مٹا دیتا ہے اور وہ تین جو موت کے وقت ہوتے ہیں وہ بھوکا پیاسا اور ذلیل ہو کر مرتا ہے اور وہ تین عذاب جو قبر میں دیئے جاتے ہیں پس اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف ہو جاتی ہیں اور اس کے لیے جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ تین عذاب جو اس پر محشر کو ہوتے ہیں پس وہ قبر سے سیاہ چہرہ ہو کر اٹھتا ہے اور اس کے چہرے پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونے والا ہے اور اسے اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے دیا جاتا ہے اور وہ تین سزائیں جو اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان (بے نمازوں) سے کلام نہیں فرماتا اور ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا اور روز قیامت انہیں گناہ سے پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ان کے بعد ان کے کچھ ایسے جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں اور خواہشات کے پیچھے چلے عنقریب وہ دوزخ کے مقام غی کو پالیں گے۔'' (دقائق الاخبار، امام غزالی علیہ الرحمۃ)

نماز گناہوں سے آخر کار بچا لیتی ہے

اتل ما اوحی الیك من الکتب واقم الصلٰوۃ ان الصلٰوۃ تنهٰی عن الفحشاء والمنکر۔ (العنکبوت:۴۵)

"اے پیارے محبوب ﷺ! پڑھئے وہ کتاب جو آپ کی طرف اتاری گئی اور نماز قائم رکھئے، بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک نوجوان کا ذکر ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے ساتھ پنجگانہ نماز بھی ادا کرتا ہے اور ہر قسم کے گناہ بھی بدستور کرتا رہتا ہے، یہ سن کر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ان صلوٰته تنهاه یوما۔ بے شک اس کی نماز ایک دن اس کو گناہوں سے روک دے گی۔ فلم یلبث ان تاب وحسن حاله۔ چنانچہ بہت ہی جلد وہ نوجوان گناہوں سے تائب ہو گیا اور اس کی اصلاح ہو گئی۔

فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الم اقل لکم ان صلوته تنهاه یوما.
میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ اس کی نماز اس کو ایک دن گناہوں سے بچالے گی۔ (معالم التنزیل)

اسی طرح آپ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ یصلی باللیل فاذا اصبح سرق۔ رات کو نماز پڑھتا ہے اور دن کو چوری کرتا ہے: فقال انه سینهاه ما تقول۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عنقریب اس کو (نماز) روک لے گی اس سے جو تم کہہ رہے ہو۔ (رواہ احمد والبیہقی)

تفسیر معالم التنزیل میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نماز میں اللہ کی نافرمانی سے روکنے کی صفت ہے اور جس کی نماز اس کو اچھی باتوں کا حکم اور برائی سے منع نہ کرے ایسی نماز اس کو اللہ سے دور کر دے گی۔ حسن بصری اور قتادہ فرماتے ہیں: ایسی نماز اس کے لیے وبال ہے۔ یعنی ایسی نماز، نماز ہی نہیں ہے اور ایسا نمازی نمازی ہی نہیں ہے۔ کیونکہ جو صحت کے ساتھ نماز کا پابند ہو جاتا ہے کوئی وجہ ہی نہیں کہ ایک نہ ایک دن وہ گناہوں سے نہ رک جائے اور نماز اس کو

مجموعہ کمالات اور شریعت الٰہیہ کا پیرو کامل نہ بنا دے اور اگر کوئی اس بات کو ناممکن یا عجیب کہے تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں خود ہی ارشاد فرمایا: ولذکر الله اکبر (ایسا کیوں نہ ہو اس لیے کہ نماز اللہ کا ذکر ہے) اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے (اللہ بھی اکبر بہت بڑا ہے اور اس کا ذکر بھی بہت بڑا ہے)۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اگر کوئی یہ کہے کہ بے شمار نمازی گناہوں میں مشغول دیکھے گئے ہیں تو اس کا جواب اوپر آ گیا ہے کہ درحقیقت وہ نماز ادا ہی نہیں کرتے صرف نقل کرتے ہیں اور خدا و رسول ﷺ کے بتائے ہوئے قاعدوں پر نماز پڑھتے ہی نہیں ہیں۔

ویسے بھی ایسا خیال کسی مسلمان کے ذہن میں نہیں آنا چاہئے کہ اللہ فرمائے کہ نماز گناہوں سے روکتی ہے اور ہمارا ذہن یہ کہے کہ پھر فلاں فلاں کو کیوں نہیں روکتی۔ آج اگر کوئی ڈاکٹر کسی کو کسی بیماری کے لیے دوائی دے اور کہے اس دوائی میں فلاں فلاں خاصیت ہے لیکن اس مریض کو کوئی فائدہ نہ ہو تو خود اس کی اپنی طبیعت ہے بیسوں توجیہات و تاویلات کرلے گا کہ شاید دوائی کے استعمال میں کوئی بے قاعدگی یا کوئی اور کمی بیشی ہو گئی ہو، شاید کوئی فاسد مادہ بدن میں ہو گا جس کی وجہ سے مجھے فائدہ نہیں ہوا، شاید مقدار میں گڑبڑ ہو گئی ہو گی یا کوئی اور بدپرہیزی ہو گئی ہو گی وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اس بات کا امکان بھی تو ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کا علم ناقص ہو اور اس نے غلطی سے اس دوا کی وہ خاصیت بیان کر دی ہو اور علم طب تو ویسے ہی ظنی ہے اور ظن میں خطا کی گنجائش موجود ہے مگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا کوئی ایسی گنجائش موجود ہے کہ ایک مسلمان کہہ سکے کہ اللہ تو یہ فرماتا ہے: ان الصلوٰة تنهی عن الفحشاء والمنکر۔ پھر نمازی لوگ کیوں گناہ کرتے ہیں۔

پھر یہ خیال کرنا کہ شاید نماز بندے کو معصوم عن الخطا بنا دیتی ہو گی کہ اس سے گناہ ہو ہی نہ سکے ۔ این خیال است ومحال است وجنوں

عصمت تو خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے، نماز کا گناہوں سے روکنا یہ ہے کہ نماز نمازی

Scanned with CamScanner

کے دل میں نیکی سے محبت اور گناہ سے نفرت پیدا کر دیتی ہے لہٰذا بتقاضائے بشریت اگر نمازی سے گناہ سرزد ہو بھی جائے تو نماز کی برکت سے فی الفور اس کو ندامت اور شرمندگی لاحق ہو جاتی ہے اور وہ توبہ واستغفار کرتا ہے تو اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں: التائب من الذنب کمن لاذنب له۔ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

ایک مسلمان کا تو کم از کم ضرور یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ اگر نماز اپنے تمام ظاہری و باطنی آداب وشرائط کے ساتھ ادا کی جائے تو نماز اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے اور اگر کوئی نماز ہی کا چور ہو تو وہ نماز کے علاوہ حالات میں کیوں نہ چوری کرے گا۔

نماز کا چور:

حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا: اتدرون فی الشارب و السارق والزانی؟ تم لوگ شرابی، چور اور بدکاری کے مرتکب کے بارے میں کیا دیکھتے ہو یعنی ان کو کس قدر سخت سزا ملتی ہے کہ شرابی کو کوڑے مارے جاتے ہیں، چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں اور زانی کو اگر وہ شادی شدہ ہے تو سنگسار کیا جاتا ہے ورنہ سو کوڑے۔ قالوا اللّٰہ و رسوله اعلم۔ عرض کیا گیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے (کہ ان گناہوں کی سنگینی ہمارے علم سے باہر ہے)

قال هن فواحش و فیهن عقوبة و اسوأ السرقة الذی یسرق صلوته قالوا و کیف یسرق صلوته یا رسول الله قال لا یتم رکوعها ولا سجودها۔ (مؤطا امام مالک: باب العمل فی جامع الصلوۃ)

فرمایا یہ بے حیائی کے کام ہیں اور ان میں سزا ہے اور سب سے بڑی چوری نماز کی ہے یعنی بڑا چور تو وہ ہے جو نماز کی چوری کرتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ بندہ نماز کی کیسے چوری کرتا ہے یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: یہی کہ رکوع اور سجدہ مکمل ادا نہ کرے۔

جب نماز ادھوری ادا کرنا چوری اور سب سے بڑی چوری ہے تو نماز سرے سے ادا ہی نہ کرنا کتنی بڑی ڈکیتی ہوگی۔ اور بے نمازی کو کیوں نہ چوروں کا سردار یا سرغنہ کہا جائے۔

محلّہ میں ایک چور آ جائے تو سارے محلے کی نیند حرام ہو جاتی ہے اور اگر گھر گھر میں چوروں کے سردار بیٹھے ہوں پھر ان گھروں میں سکون کہاں سے آئے گا؟

یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے اول تو چوری خود ہی کس قدر ذلت کی چیز ہے اور چور کو کیسی حقارت سے دیکھا جاتا ہے پھر چوری میں بھی اس حرکت کو بدترین چوری ارشاد فرمایا ہے کہ رکوع، سجدہ کو اچھی طرح نہ کرے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس وقت علم دنیا سے اٹھ جانے کا وقت (منکشف ہوا) ہے۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم سے علم کس طرح اٹھ جائے گا ہم لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں اور اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں (اور وہ اسی طرح اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور سلسلہ چلتا رہے گا) حضور ﷺ نے فرمایا: میں تو تجھ کو بڑا سمجھدار خیال کرتا تھا یہ یہود و نصاریٰ بھی تو تورات و انجیل پڑھتے پڑھاتے ہیں پھر کیا کارآمد ہوا؟ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے صحابی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کو جا کر یہ قصہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں اور میں بتاؤں کہ سب سے پہلے کیا چیز دنیا سے اٹھے گی؟ سنو! سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھ جائے گا تو دیکھے گا کہ بھری مسجد میں ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے راز دار کہلاتے ہیں وہ بھی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھایا جائے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، اس نماز کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتا جس میں رکوع و سجدہ اچھی طرح نہ کیا جائے۔ ایک حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے مگر ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ کبھی رکوع اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا۔ سجدہ کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ، نے اپنے مکاتیب (خطوط) میں نماز کے اہتمام پر بہت زور دیا ہے اور بہت سے گرامی ناموں میں مختلف مضامین پر بحث فرمائی ہے۔ ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملانے کا اور رکوع میں انگلیوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا

اہتمام بھی ضروری ہے۔شریعت نے انگلیوں کو ملانے کا اور کھولنے کا حکم بے فائدہ نہیں فرمایا ہے یعنی ایسے معمولی آداب کی رعایت بھی ضروری ہے اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ کا جمائے رکھنا اور رکوع کیحالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا اور سجدہ میں جا کر ناک پر رکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں پر نگاہ رکھنا نماز میں خشوع کو پیدا کرتا ہے اور اس سے نماز میں دلجمعی نصیب ہوتی ہے جب ایسے معمولی آداب بھی اتنے اہم فائدے رکھتے ہیں تو بڑے آداب اور سنتوں کی رعایت تم سمجھ لو کہ کس قدر فائدہ بخشے گی۔(فضائل نماز)

لیکن اس کے باوجود بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ایسے نمازی کو بھی مل ہی جاتا ہے جیسا کہ موطا امام مالک میں حدیث ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے سرگوشی کی کہ میں فلاں منافق کو مار دینے کا ارادہ رکھتا ہوں، حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ شخص جس کو تو قتل کرنا چاہتا ہے نماز نہیں پڑھتا؟ عرض کیا پڑھتا ہے مگر لا صلوٰۃ لہ۔اس کی کوئی نماز نہیں۔فرمایا: کیا وہ اللہ کے ایک ہونے کی گواہی نہیں دیتا؟ عرض کیا: دیتا ہے مگر لا شھادۃ لہ اس کی گواہی کا کوئی اعتبار نہیں۔آپ (ﷺ) نے فرمایا: اولئک الذین نھانی اللہ عنھم۔ایسے لوگوں کے قتل سے مجھے منع فرمایا گیا ہے۔(ملخصاً ص ۱۶۸ مترجم) لیکن آخرت میں ایسی نماز فائدہ نہ دے گی جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

ان اول ما ینظر فیہ من عمل العبد الصلوٰۃ فان قبلت منہ نظر ما بقی من عملہ و ان لم تقبل منہ لم ینظر فی شئی من عملہ۔

(موطا امام مالک:ص ۱۶۷)

''بندے کے اعمال میں سے (قیامت کے دن) سب سے پہلے نماز کو دیکھا جائے گا اگر وہ مقبولیت والی ہوگی تو باقی اعمال کی طرف نظر کی جائے گی ورنہ باقی اعمال کا اعتبار نہ ہوگا۔''

نماز گناہ مٹا دیتی ہے

واقم الصلوٰۃ طرفی النھار و زلفا من اللیل ان الحسنت یذھبن

السیات ذلک ذکریٰ للذکرین۔(سورۃ ھود:۱۱۴)

''اور نماز ادا کرو دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بندہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اصبت حدا فاقم علی۔یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے آپ مجھ سزا دیں۔حضور علیہ السلام نے اس سے نہ پوچھا کہ کیا غلطی ہوئی ہے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہوگیا، حضور علیہ السلام نے نماز پڑھائی اور اس شخص نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر حاضر خدمت ہوگیا اور وہی عرض کیا جو پہلے کیا تھا۔آپ (ﷺ) نے پوچھا: الیس قد صلیت معنا۔کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں ادا کی؟ قال نعم،عرض کیا جی ہاں ادا کی ہے۔قال فان اللہ قد غفرلک ذنبک او حدک۔آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ یا فرمایا تیری سزا معاف کردی ہے۔(بخاری شریف)

(یاد رہے! ان کا یہ گناہ صغیرہ تھا اور حد قائم کرنے کی بات کرنا خوف خدا کے غلبے کی وجہ سے تھا)

ایک روایت میں ہے کہ اس نے عرض کیا: کیا یہ (نماز سے گناہ کا معاف ہونا) صرف میرے ہی لیے ہے یا سب کے لیے؟ فرمایا: بلکہ میری ساری امت کے لیے۔

(خزائن العرفان)

صحیح بخاری میں ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بعض دوزخیوں پر رحمت کا ارادہ فرمائے گا تو فرشتوں سے فرمائے گا کہ دوزخ سے ایسے لوگوں کو نکال دو جو میری عبادت کرتے تھے چنانچہ فرشتے انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچان کر دوزخ سے نکال دیں گے کیونکہ سجدے کی جگہوں پر اللہ نے دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا ہے ان جگہوں پر آگ کوئی اثر نہ کرے گی۔(بخاری باب فضل السجود حدیث ۸۰۶)

فضائل نماز پہ احادیث

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے اپنی امت کے لوگوں سے فرمایا:

اکفلوا لی بست اکفل لکم بالجنۃ قالوا وما ھی یا رسول اللہ قال الصلوٰۃ والزکوٰۃ والامانۃ والفرج والبطن واللسان۔

(الترغیب والترہیب ج۱، ص۱۴۳، بحوالہ طبرانی)

”تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور ﷺ وہ کون سی چیزیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز، زکوٰۃ، امانت، شرمگاہ کی حفاظت، پیٹ کی حفاظت اور زبان کی حفاظت۔“

☆...... عن فضل بن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ الصلوٰۃ مثنی مثنی تشھد فی کل رکعتین و تخشع (ای بالباطن ان لا یتطرق الی القلب الوسواس والخواطر) وتضرع (اما فی الظاھر باکثار الدعآء والسوال) وتمسکن (باظھار الذلۃ ولا فتقارلہ والاسقاط عن درجۃ الاستحقاق) ثم تقنع (ترفع) یدیک۔ (ترمذی: ۸۲)

”فضل بن عباس رضی اللہ عنھما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نماز دو دو رکعت ہے۔ پھر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور اپنے باطن اور قلب سے عاجزی کرنا اور گڑگڑانا ہے اور اپنی شکست کا اظہار ہے اور پھر ہاتھ اٹھانا ہے۔“

☆......عن عثمان مرفوعا ان الصلوات تذھب الذنوب کما تذھب المآء الدرن۔ (مسند احمد ج۱، ص۷۲)

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نماز

گناہوں کو اس طرح لے جاتی ہے جس طرح پانی میل کچیل کو صاف کر دیتا ہے۔“

☆......عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوٰۃ لوقتھا قلت ثم ای قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجھاد فی سبیل اللہ۔

(بخاری ج۱، ص۷۶، مسلم ج۱، ص۶۲)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز جس کو وقت پر ادا کیا جائے۔ عرض کیا پھر کونسا عمل۔ فرمایا: ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ عرض کیا پھر کونسا عمل، فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

☆...... عن علی رضی اللہ عنہ وقال الصلوٰۃ قربان کل تقی۔

(مظہری ج۳، ص۳۰۵، کنز العمال ج۷، ص۲۰۶)

”کہ نماز ہر متقی کے لیے تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے۔“

☆...... عن ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ مرفوعا والصلوٰۃ نور۔ (مسلم ج۱، ص۱۱۸)

”حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز نور ہے۔“

☆...... عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استقیموا ولن تحصوا واعلموا ان خیر اعمالکم الصلاۃ ولا یحافظ علی الوضوء الا مؤمن۔

(مؤطا امام مالک ص۲۳، مسند احمد ج۵، ص۲۷۷، دارمی ج۱، ص۱۳۳، ابن ماجہ ص۲۴)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے

لوگو! استقامت پر رہو اور تم ایسی حالت پوری طرح شمار نہیں کر سکتے (تمہاری طاقت میں نہیں) اور جان لو تمہارے بہترین اعمال میں نماز ہے اور وضو کی حفاظت نہیں کر سکتا مگر مومن۔"

☆...... عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارء یتم لو ان نھرا بباب احدکم یغتسل منہ کل یوم خمسا ھل یبقی من درنہ شیء قالو الایبقی من درنہ شئ قال فذلک مثل الصلٰوت الخمس یمحوا اللہ بھن الخطایا۔(بخاری ج۱، ص ۷۶، مسلم ج۱، ص ۲۳۵)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بتلاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے کیا اس کے بدن پر میل کچیل رہ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ خطاؤں اور گناہوں کو مٹاتا ہے۔"

☆...... وفی حدیث معاذ رضی اللہ عنہ مرفوعا راس الامر الاسلام وعمودہ الصلٰوۃ و ذروۃ سنامہ الجھاد۔

(مسند احمد ج ۵، ص ۲۳۱، ترمذی ص ۳۷۶)

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ معاملہ کی بنیاد اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔"

☆...... عن ابی ذر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج زمن الشتآء والورق یتھافت فاخذ غصنین من شجرۃ قال فجعل ذلک الورق یتھافت قال یا ابا ذر قلت لبیک یا رسول اللہ قال ان العبد المسلم لیصلی الصلٰوۃ یریدبھا وجہ اللہ

فتھافت عنہ ذنوبہ کما تھافت ھذا الورق عن ھذہ الشجرۃ

(مسند احمد ج ۵، ص ۱۷۹)

"حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ موسم سرما میں باہر نکلے جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں ہاتھ سے پکڑیں تو پتے گرنے لگے۔ فرمایا: اے ابوذر! عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک جب عبد مسلم نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گرتے ہیں۔"

☆...... عن معاذ رضی اللہ عنہ قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تترکن صلٰوۃ مکتوبۃ متعمدا فان من ترک صلٰوۃ مکتوبۃ متعمدا فقد برئت منہ ذمۃ اللہ

(مسند احمد ج ۵، ص ۲۳۸)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ فرض نماز قصداً ترک نہ کرنا۔ کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز ترک کی اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حفاظت) اس سے بری ہوگیا۔"

☆...... عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال اوصانی خلیلی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لا تشرک باللہ شیئا و ان قطعت و حرقت ولا تترک صلٰوۃ مکتوبۃ متعمدا فمن ترکھا متعمدا فقد برئت منہ الذمۃ ولا تشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر۔

(زجاجۃ المصابیح ج ۱، ص ۱۶۳ بحوالہ ابن ماجہ)

"حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے پیارے محبوب (آنحضرت ﷺ) نے وصیت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے اور فرض

نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے فرض نماز کو قصداً چھوڑ دیا اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حق حفاظت) اٹھ گیا اور شراب بھی نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔"

☆...... قوله علیه السلام الصلوٰة خير موضوع فمن استطاع ان يستكثر فليستكثر۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط، کنز العمال ج ۷، ص ۲۰۶ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

"آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز ایک بہترین مقرر کیا ہوا عمل ہے۔ پس جو شخص طاقت رکھتا ہے کہ اس میں سے زیادہ حصہ لے تو اس کو چاہئے کہ وہ زیادہ حصہ لے (زیادہ نماز ادا کرے)۔"

☆...... عن ابن عباس رضي الله عنهما ان جبرائيل عليه السلام قال للنبي صلى الله عليه وسلم انه حبب اليك الصلوٰة فخذ منها ما شئت۔ (مسند احمد ج ۱، ص ۲۵۵)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر حضور علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نماز کو ایک محبوب عمل بنایا ہے۔ پس آپ اس میں سے جتنا حصہ چاہیں لے لیں۔"

☆...... اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد۔

(مسلم ج ۱، ص ۱۹۱، ابوداؤد ج ۱، ص ۱۲۷، نسائی ج ۱، ص ۱۲۰)

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جس حالت میں اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے وہ سجدہ کی حالت ہوتی ہے۔"

☆...... عن عمر بن الخطاب مرفوعا۔ ما من مصل الا وملك عن يمينه وملك عن يساره فان اتمها عرجا بها وان لم يتمها ضربا بها وجهه۔ (الترغیب والترہیب ج ۱، ص ۱۸۳، بحوالہ اصبہانی)

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے اس کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے اور ایک بائیں طرف، اگر اس شخص نے نماز کو پوری طرح مکمل شکل میں ادا کیا تو یہ دونوں فرشتے اس نماز کو لے کر اوپر (بارگاہ الٰہی میں) لے جاتے ہیں اور اگر اس نے اس کو پوری طرح ادا نہ کیا تو وہ نماز اس کے چہرے پر پھینک دی جاتی ہے۔"

☆...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں امام سے رکوع و سجود میں سبقت کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا:

لا صليت وحدك ولا صليت مع امامك۔ (کتاب الصلوٰۃ للامام احمد ص ۲)

"کہ تم نے نہ تو اکیلے نماز پڑھی ہے اور نہ اپنے امام کے ساتھ پڑھی ہے۔"

☆...... ایک حدیث میں آتا ہے کہ

ياتي على الناس زمان يصلون و لا يصلون۔ (کتاب الصلوٰۃ ص ۴)

"لوگوں پر ایسا زمانہ آ جائے گا کہ گو بظاہر نماز پڑھیں گے لیکن حقیقت میں وہ نماز نہ پڑھنے والے ہوں گے۔"

☆...... ایک حدیث میں آتا ہے:

"لا يقبل الله نافلة حتى يؤدى الفريضة۔ (کتاب الصلوٰۃ ص ۱۲)

"اللہ تعالیٰ نفل نماز یا نفلی عبادت کو قبول نہیں کرتا جب تک فرض نہ ادا کیے جائیں۔"

☆...... ایک حدیث میں آتا ہے کہ بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے اس کو تین باتیں حاصل ہوتی ہیں:

۱- آسمان کی بلندیوں سے لے کر اس کے سر کی چوٹی تک نیکی بکھرتی رہتی ہے۔

۲- ملائکہ آسمان سے لے کر اس نمازی کے قدموں تک اس کو گھیرتے ہیں۔

۳- ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ اگر بندہ کو معلوم ہو تو وہ نماز میں کبھی بھی ادھر ادھر التفات نہ کرے۔ (کتاب الصلوٰۃ ص ۱۴)

☆......حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قابل رشک ہے وہ بندہ مؤمن جو ہلکا پھلکا ہو یعنی اس پر اہل و عیال کا بوجھ کم ہو، اس کو نماز سے وافر حصہ ملا ہو، اس کی روزی گزارے موافق ہو جس پر صبر کر کے عمر گزار دے، اللہ تعالیٰ کی عبادت اچھی طرح کرے، گمنامی کی زندگی گزاری اور جلد ہی مر جائے نہ میراث زیادہ ہو نہ رونے والے زیادہ ہوں۔ (جامع الصغیر)

نمازی کا درجہ شہید سے بھی بڑھ کر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو شخص ایک ساتھ مسلمان ہوئے، ان میں سے ایک جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو گئے اور دوسرے ایک سال کے بعد فوت ہوئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا اس شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گئے۔ کہتے ہیں مجھے بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا رتبہ تو بہت بلند ہے اس لیے جنت میں اسے پہلے داخل ہونا چاہیے تھا۔ میں نے خود ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی (یعنی اس تقدیم و تاخیر کی وجہ پوچھی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کا بعد میں انتقال ہوا کیا تم اس کی نیکیاں نہیں دیکھتے کس قدر زیادہ ہو گئیں؟ کیا اس نے ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اور (سال بھر کی فرض نمازوں کی) چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں زیادہ نہیں پڑھیں؟'' (مسند احمد ۲:۳۳۳)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تو ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہو گیا۔'' (ابن ماجہ حدیث ۳۹۲۵)

اور مؤطا امام مالک میں یہی واقعہ (یا کوئی اور) اس طرح بیان ہوا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

وما یدریکم ما بلغت به صلوته انما مثل الصلوٰة کمثل نهر عذب غمر بباب احدکم یقتحم فیه کل یوم خمس مرات فما

ترون ذلك يبقى من درنه فانكم لا تدرون ما بلغت به صلوته.
(مؤطا امام مالک باب جامع الصلوٰۃ)

''تمہیں کیا معلوم کہ نماز نے اسے کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔ بے شک نماز کی مثال تو اس نہر جیسی ہے جو کسی کے دروازے کے سامنے بہہ رہی ہو اور وہ اس میں پانچ وقت نہائے تو کیا اس شخص کے جسم پر کوئی میل کچیل رہ جائے گی؟ پس تم نہیں جانتے کہ نماز کہاں پہنچا دیتی ہے۔''

بے نمازی پر شیطانی اثرات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يعقد الشيطان على قافية راس احدكم اذا هو نام ثلاث عقد يضرب مكان كل عقدة عليك ليل طويل فارقد فان استيقظ فذكر الله انحلت عقدة فان توضأ انحلت عقدة فان صلت انحلت عقدة فاصبح نشيطاطيب النفس والاصبح خبيث النفس كسلان۔ (مؤطا امام مالک باب جامع الترغیب فی الصلوٰۃ)

''جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سو جا، اگر وہ جاگ اٹھے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز بھی پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور ایسا بندہ ہشاش بشاش اور خوش مزاج ہو کر صبح کرتا ہے ورنہ بدمزاج اور سست و کاہل ہو کر صبح کرے گا۔ (اور یہ وہ شخص ہے کہ اس کے کانوں میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے۔)

ذلك رجل بال الشيطان فى اذنه اوقال فى اذنيه

(متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عظمت نشان، عالی شان ہے:

Scanned with CamScanner

لا خیر فی دین لا صلٰوۃ فیہ۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۸، بیہقی ج ۲ ص ۴۵۵، البدایۃ والنہایۃ ج ۵ ص ۳۰)

''اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں ہے۔''

نماز کے متعلق قرآن وحدیث کا اسلوب بیان:

یہی وجہ ہے کہ ایمان کے بعد سب سے زیادہ جس عمل کی تاکید کی گئی ہے وہ نماز ہے بلکہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر ایمان وعقیدہ توحید کے فوراً بعد نماز کا تذکرہ ملتا ہے چند آیات ملاحظہ ہوں:

۱-قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ وامرنا لنسلم لرب العالمین وان اقیموا الصلٰوۃ واتقوہ۔ (الانعام)

۲-قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلٰوۃ...... (سورۃ ابراھیم)

۳- وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلٰوۃ۔ (البینۃ)

۴-فلا صدق ولا صلی ولکن کذب وتولی۔ (القیامۃ)

پہلی تین آیات میں ایمان باللہ کے معاً بعد نماز کا ذکر فرما کر نماز کی اہمیت کو اجاگر فرمایا اور چوتھی آیت میں کافر کے جرائم میں سے پہلا جرم ایمان نہ لانا (جس کو فلا صدق سے) بیان کیا اور دوسرا جرم ولاصلی نماز نہ پڑھنا بیان کیا۔

یہی اسلوب احادیث مبارکہ میں اپنایا گیا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوسفیان (ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) سے شاہ روم ھرقل نے سوال کیا کہ انہ بما یامرکم۔ وہ (نبی علیہ السلام) تمہیں کیا حکم دیتا ہے؟ قال یامرنا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ والصلۃ والعفاف قال ان یک ما تقول حقا فانہ نبی۔ ابوسفیان نے کہا: وہ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پرہیزگاری کا حکم دیتا ہے، بادشاہ نے کہا اگر ایسا ہی ہے وبیقیناً وہ اللہ کا نبی ہے۔ (مشکوٰۃ)

بخاری ومسلم کی متفق علیہ ایک اور حدیث ملاحظہ ہو

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذ الی الیمن فقال انک تاتی قوما اھل کتاب فادعھم الی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ فان ھم اطاعوا لذلک فاعلمھم ان اللہ قد فرض علیھم خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ فان ھم اطاعو لذلک فاعلمھم ان اللہ قد فرض علیھم صدقۃ تؤخذ من امرائھم فترد علی فقرائھم فان ھم اطاعو الذلک فایاك وکرائم اموالھم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا و بین اللہ حجاب۔ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا کہ اے معاذ! تم ایک جماعت اہل کتاب کی طرف جاتے ہو ان کو تم دعوت دینا کہ گواہی دیں اس بات کی کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پس اگر وہ لوگ اس بات کو مان لیں تو ان سے کہنا کہ اللہ نے ان پر پانچ وقت کی نماز ہر شب وروز میں فرض کی ہے۔ پھر اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کو اطلاع دینا اس بات کی کہ تحقیق اللہ نے ان پر صدقہ (زکوٰۃ) کو فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر انہیں کے غریبوں کو دیا جائے گا۔ پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو خبردار زکوٰۃ میں ان کے بہترین مال نہ لینا، اور اے معاذ! مظلوم کی بددعا سے بچنا۔ کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔''

نماز کی رونق چہروں پر:

حضور علیہ السلام کے صحابہ کبار علیہم الرضوان کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ترھھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی

وجوههم من اثر السجود۔ (الفتح)

"تو ان کو دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے،
ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدے کے نشان۔"

چہروں پر سجدے کے نشانات کیا ہیں اس بارے میں مختلف اقوال میں بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ نور ہے جو سجدوں کی وجہ سے قیامت کے دن ان کے چہروں پر چمکے گا اور وہ اس سے پہچانے جائیں گے کہ یہ لوگ دنیا میں بہت زیادہ سجدے کرتے تھے۔

اور بعض کا قول یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدوں کا مقام چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔

حضرت عطاء کا قول ہے کہ رات کی لمبی نمازوں کی وجہ سے ان کے چہروں پر نور نمایاں ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو رات کو کثرت سے نماز ادا کرتا ہے صبح کو اس کا چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گرد کا نشان جو سجدے میں پیشانی پر لگتا ہے یہ سجدے کی علامت ہے (اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جب ایک نمازی کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: تــــرب وجهك۔ (حالت نماز میں) اپنا چہرہ خاک سے نہ بچا۔ (خزائن العرفان)

موضح القرآن میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تھے تو (اپنے چہرے کے) نور سے پہچان لیے جاتے۔

نکتہ: نماز کی عظمت دیکھیے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو صحابیت، ہجرت، غزوات میں شرکت جیسی بے شمار سعادتیں نصیب تھیں مگر ان میں سے کسی کو ان کی علامت اور چہرے کا نور قرار دینے کی بجائے سجدوں کو ان کی علامت قرار دیا گیا۔ اس میں ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ اگر صحابیت، ہجرت وغیرہ کو ان کے چہروں کا نور قرار دیا جاتا تو بعد والا کوئی شخص اس کی تمنا نہ کرسکتا، اللہ رب العالمین نے اس چیز کو چہرے کی نورانیت کا سبب قرار دیا کہ جس کا دروازہ قیامت تک ہر مومن کے لیے کھلا ہوا ہے۔

اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اگرچہ یہاں صرف چہرے کی نورانیت بہ سبب سجدہ (نماز) بتائی گئی ہے لیکن درحقیقت نماز صرف ظاہر کو ہی منور نہیں کرتی ظاہر و باطن دونوں کو روشن و منور کرتی ہے بلکہ دنیا و آخرت دونوں کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں اگر کوئی شی رنگ دیتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ہے اس لیے کہ جب باطن انوار و تجلیات سے رنگ جاتا ہے تو کچھ حصہ ان انوار کا چہروں پر بھی ضرور ظاہر ہوتا ہے۔

جس طرح گناہ کرنے سے دل پر سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے اور پھر جیسے جیسے گناہ بڑھتے جاتے ہیں وہ سیاہی پھیلتی چلی جاتی ہے اور پھر اس کی نحوست کے آثار چہروں پر بھی ظاہر ہونے لگتے ہیں ایسا ہی نیکی اور عبادت کا حال ہے اور نیکی میں برائی سے کہیں زیادہ طاقت ہے تبھی تو فرمایا: ان الحسنت یذهبن السیئت۔ "بے شک نیکیاں گناہوں کو بہا لے جاتی ہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے: صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون۔ (البقرہ) اور اللہ کا یہ رنگ صرف عبادت گزاروں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام اور آپ کے جانثار صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی عبادات کو ہی دل کے سکون کا باعث قرار دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود مٹی اٹھا رہے تھے اور ساتھ فرما رہے تھے

والله لو لا الله ما اهتدینا ۔ ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزل الله سکینة علینا ۔ وثبت الاقدام ان لاقینا
ان الاولی قد بغوا علینا ۔ اذا ارادو افتنة ابینا
یرفع صوته ابینا ابینا

اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے، نہ صدقہ دے سکتے نہ نماز پڑھ سکتے۔ اے اللہ! ہم پر سکینہ نازل فرما اور دشمن کے مقابلہ میں ہمیں ثابت قدم رکھ۔ ان لوگوں نے ہم پر سرکشی کی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جب بھی کوئی فتنہ برپا کرنا چاہتے تو ہم ان کا ساتھ دینے سے انکار کرتے اس آخری کلمہ کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) باواز بلند دہراتے۔

Scanned with CamScanner

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جب حضور علیہ السلام کی تعریف میں کچھ کہتے تو آپ کی عبادات کا ذکر کرتے چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے دوشعر اس طرح ہیں۔

وفینا رسول اللّٰہ یتلوا کتابہ
اذا انشق معروف من الفجر ساطع
یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ
اذا ستثقلت بالمشرکین المضاجع

حاصل ترجمہ ہر دو اشعار کا یہ ہے کہ ہمارے درمیان وہ رسول خدا ﷺ موجود ہیں جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور جب مشرکین بستروں پر بوجھ بن جاتے ہیں تو یہ نماز تہجد اور نماز فجر میں مصروف ہوتے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے: والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما۔ (الفرقان)

"(عبادالرحمٰن) وہ ہیں جو راتیں سجدوں اور قیام میں گزارتے ہیں۔"

تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا و طمعا۔

(السجدہ:۱۶)

"ان کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا رہتی ہیں، اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے ہوئے اور امید کرتے ہوئے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ ہم مغرب کی نماز حضور علیہ السلام کے ساتھ ادا کر کے اپنے گھروں کو نہ آتے جب تک کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز عشاء نہ پڑھ لیتے۔ (خزائن)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ "صرف" نماز سے نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ ہماری شان میں آیات اتارتا ہے۔

احساس بندگی کے قابل بنا دیا
جس دل کو تو نے دیکھ لیا دل بنا دیا

نماز میں شکل احمد ﷺ:

اہل محبت کہتے ہیں کہ جس طرح نور محمدی دنیا کی ہر شی میں جلوہ گر ہے

ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

ایسے ہی نماز کا اگر غور سے جائزہ لیا جائے تو حضور علیہ السلام کے آسمانی نام احمد ﷺ کا جلوہ نظر آتا ہے۔

کیونکہ جب نمازی حالت قیام میں ہوتا ہے تو سیدھا کھڑا ہونے کی وجہ سے الف کی تصویر بن جاتا ہے۔ جب رکوع میں جاتا ہے تو اس کا جسم آدھا جھکا ہوا ہوتا ہے جس سے ح کا جلوہ دکھائی دیتا ہے، حالت سجدے میں احمد کی میم دکھائی دیتی ہے اور التحیات بیٹھتا ہے تو سراپا دال بن جاتا ہے۔

مجھے کیا غرض تھی رکوع کی مجھے ہوش کب تھی سجود کی
کس نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

اہل ایمان حکمران کی سب سے پہلی ذمہ داری:

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ (سورۃ الحج:۴۱)

"وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔"

اس آیت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان بالخصوص مہاجرین صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے فضائل کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا حال دوسرے حکمرانوں کی طرح نہیں ہے کہ حکومت کے نشے میں اپنی خدائی کے دعوے کرنے شروع کر دیں جس طرح کہ فرعون نے انا ربکم الاعلی اور الیس لی ملک مصر کا نعرہ لگایا بلکہ حکمران ہو کر بھی عاجزی اور انکساری کے پیکر بنے رہیں اور اپنے خالق و مالک کی یاد میں دن رات مصروف رہیں۔ اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔

اس مضمون کو سورۃ نور میں ان الفاظ میں ارشاد فرمایا:

وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم و لیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً۔ (النور:۵۵)

"اللہ نے تم میں سے ایمان والوں اور اچھے اعمال والوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی (حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کو اور جابرۃ مصر کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو ان ممالک پر تسلط دیا) اور ضرور ان کے لیے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لیے پسند کیا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا (جیسا کہ خلفاء راشدین کے ادوار میں ہو چکا) میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی بے حکم ہیں۔"

اگرچہ ان آیات میں واضح الفاظ کے ساتھ خلفاء راشدین کی خلافت حقہ کو بیان فرمایا گیا اور ان کا دینی ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برا ہونا ارشاد ہوا اور پھر اس کی برکت سے ان کا کامیاب حکومت کرنا بیان کیا لیکن چونکہ تمام امت کو بشمول مسلمان حکمرانوں کو تاقیامت ان کی اتباع کا حکم ہے: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین لہٰذا جو حکمران بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے اس پر لازم ہوا اور کامیاب حکومت کرنے کے لیے ضروری ہوا کہ حکومت کی باگ دوڑ سنبھالنے کے بعد وہی کام کرے جو خلفاء راشدین نے کئے تا کہ کامیابی کے ساتھ حکومت کرنے کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

نماز اور اصلاح معاشرہ کے موضوع پر سید یعقوب شاہ آف پھالیہ کی ایک تقریر کا خلاصہ

(بمقام منڈی مریدکے)

(خطبہ پڑھنے کے بعد آپ نے تقریر اس طرح شروع فرمائی) حضرات! ہم اس پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں کہ جنہوں نے پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ فرمایا' معراج کی رات عرش پہ جا کر سجدہ فرمایا اور قبر انور سے اٹھ کر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے تو اسی وضو کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ فرمائیں گے جو عندالوفات غسل کے ضمن میں آپ کا وضو تھا اور جو سجدہ آپ نے ولادت کے وقت کیا۔ اس میں امت کی بخشش کیلئے دعا کی اور عرش والے سجدے میں بھی امت کی مغفرت کیلئے دعا کی اور میدان حشر کا سجدہ تو ایسا حشر بپا کرے گا کہ دنیا دیکھے گی اس سجدے کی شان کہ ایک سجدے میں سب کی نجات ہو کے رہی۔ اگر ہم ساری زندگی سجدہ کرنے سے گریز کرتے رہیں تو ہمیں ایسے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے جو کسی مقام پر بھی نہ ہمیں بھولے نہ سجدے کو بھولے

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

یاد رکھو! شیطان آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ نہ کر کے اگر مردود ہو سکتا ہے تو ہم اپنے خدا کو روزانہ پانچ نمازوں کے چھیانوے سجدے نہ کر کے کبھی محبوب نہیں ہو سکتے۔

بس اس ایک عمل کو پیش نظر رکھو اور فیتہ لے کر ناپ لو کہ بڑا شیطان کون ہے؟

یہ بات بھی یاد رکھو کہ نمازی ہونے کا یہ بھی ایک فائدہ ہے کہ نمازی شخص کئی دوسرے گناہوں سے بھی بچ جاتا ہے اور اس کا گناہوں سے بچنا زیادہ ضروری بھی ہو جاتا ہے جیسے دوسرے ہزاروں لوگ گناہ کرتے ہیں لیکن اگر کوئی داڑھی والا گناہ کر بیٹھے تو اس

کو زیادہ ملامت کی جاتی ہے حالانکہ داڑھی کوئی گناہوں سے بچنے کی بریک تو نہیں مگر لوگ اس کو تعجب کی بات سمجھتے ہیں کہ داڑھی والا گناہ کرے۔

ہمارا مسلمان ہونا' نعت خوان ہونا کسی بزم عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کا رکن ہونا بڑی مبارک بات ہے مگر نماز کی ذمہ داری اپنی جگہ بدستور قائم ہے کیونکہ نماز تو پورے دین کا ستون و بنیاد ہے۔

پھر ساتھ ساتھ نمازی حضرات یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر کپڑے پہ پیشاب کی ذرا سی چھینٹ پڑ جائے تو اس کپڑے کو دھوئے بغیر نماز نہیں پڑھتے کہ پلید ہو گیا ہے تو اگر پورا سوٹ ہی رشوت یا سود کی کمائی سے ہو تو کبھی پوچھا ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ اس کی نماز قبول ہے یا نہیں؟ یہ صحیح نماز ہی ہے جو کسی کو علی ہجویری بناتی ہے اور کسی کو خواجہ اجمیری بناتی ہے۔

غضب خدا کا' ایک پاگل گلی میں بولے تو سارا محلّہ دیوانہ وار اکٹھا ہو جائے۔ کوئی شعبدہ باز یا ڈگڈگی بجا کر بندر نچانے والا آ جائے تو سینکڑوں لوگ جمع ہو جائیں اور خدا کے گھر سے حی علی الصلوٰۃ کی آواز بلند ہو اور آپ کہیں "اوئے کاکا انڈیا دی فلم لگا"۔

مندر سے گھنٹے کی آواز آئے تو ہندو مندر کو جائے' سکھ گردوارے جائے' عیسائی گرجے میں جائے' یہودی کلیسے جائے اور مسجد سے اذان کی آواز آئے تو آپ حقہ سگریٹ پیتے رہیں اور گپیں مارتے رہیں جناب کا کیا عقیدہ اور کیسا مذہب ہے؟

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں آج ہمارا کردار ایسا ہو چکا ہے کہ اگر آج کوئی صحابی ہمیں دیکھ لے تو ہمیں منافق کہے (ان کا عقیدہ اتنا پیارا تھا کہ آقا علیہ السلام کے وضو کا پانی' لعاب دہن اور ناک کا فضلہ بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے) لہٰذا ہم انہیں دیکھ لیں۔ انہیں دیوانہ سمجھنے لگیں۔ کہاں ان کا حسن عمل اور کہاں ہمارا گندہ کردار؟ ؎ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

سو اونٹوں کو ایک قطار میں کر کے بچے کو رسی پکڑا دو تو سارے اس کی اطاعت کریں۔ کیا کلمے اور اسلام میں یہ طاقت نہیں کہ سارے مسلمان اپنے رب کے سامنے سربسجود ہوں۔

ایک بچے کو برتن دے کر بھینس یا گائے کے نیچے بٹھا دو تو اطاعت بھی کرے اور دودھ بھی دے حالانکہ ایک ٹانگ مارے تو بچہ پھڑک کر وہ جائے مگر دیکھو کیسے اس کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔ کتنا بدنصیب ہے وہ انسان جو اشرف المخلوقات ہو کر اپنے رب کے سامنے نہ جھکے۔ پھر اس مثال کو لے لو کہ دودھ کس سے بنتا ہے؟ من بين فرث و دم لبنا خالصا سائغا للشاربين (النحل)

گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ ملے جو پینے والوں کو لذت دے۔

سائنس نے بہت ترقی کی ہے مگر آج تک ایسی فیکٹری نہ لگا سکی کہ ایک طرف گوبر اور خون ڈالو تو دوسری طرف مزیدار سفید رنگ کا دودھ نکل آئے جس میں نہ خون کا رنگ ہو اور نہ گوبر کی بدبو ہو اور یہ فیکٹری خدا نے ہر مادہ جانور کے پیٹ میں لگا دی ہے۔ کیا اس پر اور اس طرح کی ہزاروں نعمتوں پر خدا کا شکر ادا کرنا لازم نہیں ہے؟

جانور پیدا کیے تیری وفا کے واسطے
کھیتیاں سرسبز کیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
سب کچھ ہے تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی اتنی امت ہو گی (ایک سو بیس صفوں میں سے اسی صفیں) پھر تمام انسان ایک ہی طرح کے' تو کس طرح پتہ چلے گا کہ فلاں فلاں آپ کا امتی ہے؟ آپ نے ایڈریس بتایا کہ میری امت کے (غرمحجل) پنج کلیان گھوڑے کی طرح اعضاء وضو چمک رہے ہوں گے۔ یہ گویا شناختی کارڈ ہو گا جو دکھا کر جنت میں داخلہ ملے گا۔ وہاں اگر بے نمازی نے کہا! میں بھی آپ کی غلامی میں بارہ ربیع الاول کو گلیوں' بازاروں میں جھنڈیاں لگایا کرتا تھا تو حضور فرمائیں گے اپنے اوپر تو میری غلامی کی کوئی جھنڈی نہ لگائی اور اگر جھوٹ بولے گا دنیا میں بے نمازی تھا اور کہہ دیا کہ میں تو نمازی تھا مطلب یہ کہ اتنی مخلوق ہے بے دھیانی میں (نعوذ باللہ) خدا مان لے گا (جس طرح ایک قوال کہا کرتا ہے کہ اول تو میری باری ہی نہ آئے گی اور اگر آ

بھی گئی تو میں کہوں گا میں دیوانہ محمد کا اور ساتھ ڈھولک بجانا شروع کر دیتا ہے۔ وہاں یہ ڈھولکی تیرا باپ لے کر آئیگا)۔ خدا فرمائے گا اچھا اب پڑھ کر دکھا کیسے پڑھتا تھا' جو دنیا میں پڑھتے تھے وہ تو پڑھ لیں گے اور جھوٹ بولنے والوں کی کمر میں سریا ڈال دیا جائیگا۔ فلا یستطعون' سجدہ کر ہی نہیں سکیں گے پھر حکم ہوگا: وامتاز والیوم ایھا المجرمون۔ آج مجرم علیحدہ ہو جائیں وہ اس قابل نہیں کہ میرے بندوں کے ساتھ کھڑے بھی ہوسکیں۔ دوستو! جنت جانے کا تو آپ کو شوق ہوگا؟ تو پھر سن لو کہ الصلوۃ مفتاح الجنہ۔ گھر کی چابی نہ ملے تو سرگرداں پھرتے ہو یا تالا توڑتے ہو یا چابی ڈھونڈ کر کھولتے ہو۔ جنت کی چابی بھی حاصل کرنے کی فکر کرو وہاں کا تالا توڑا نہیں جا سکے گا چابی ساتھ لے جانا ہوگی۔

ہم میں دو کمزوریاں بڑی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔ ایک بدعملی اس میں تمام برائیاں آ جاتی ہیں اور دوسری یہ کہ جب قیادت منتخب کرنے کا وقت آتا ہے تو ہر عقیدے والا اپنے عقیدے والے کو ووٹ دیتا ہے مگر ہماری حالت یہ ہے کہ پتہ ہے امیدوار مرزائی ہے مگر چونکہ ارائیں ہے لہٰذا ہمارا ووٹ اسی کو ملے گا۔ معلوم ہے کہ صحابہ کرام کا گستاخ ہے مگر پارٹی نے کھڑا کیا ہے لہٰذا ووٹ اسی کا ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ جہالت کی وجہ سے ہے۔ میں کہوں گا کہ صرف جہالت نہیں کیونکہ جب صرف جہالت تھی تو زیادہ سے زیادہ ''کھوتی'' کی چوری ہوتی تھی۔ اب علم آ گیا ہے تو بینک منیجر صاحب اکٹھی پانچ کروڑ کی چوری کر لیتے ہیں اور سیاستدان صاحب نوے نوے ارب کے قرضے لے کر معاف کروا لیتے ہیں جس کی کروڑوں کھوتیاں آ جاتی ہیں۔

بچہ پڑھ رہا ہے تو جذبہ یہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر بن کر دکھی انسانیت کی خدمت کرے گا۔ قانون پڑھ کر فلاں خرابی ختم کرونگا۔ فلاں شعبے میں اصلاح کرونگا مگر بعد میں پتہ چلتا ہے کہ صاحب بھی اسی نظام میں فٹ ہو گئے ہیں۔ اگر ابتدائی چند دن ضمیر کی ملامت پہ کچھ کارکردگی دکھاتا بھی ہے تو ماتحت کہتے ہیں صاحب آپ ابھی ابھی تو آئے ہیں اتنا پیسہ تعلیم پر خرچ ہوا' ملازمت پہ سفارش اور روپیہ خرچ ہوا۔ آپ نے ابھی بنگلہ بنانا ہے۔

شادی کرانی ہے۔ بنک بیلنس بڑھانا ہے پھر اولاد ہوگی تو بچوں کا کیا بنے گا وغیرہ وغیرہ یہ تزکیہ نفوس اور خوف خدا والی باتیں ریٹائرمنٹ کے بعد ہی اچھی لگتی ہیں۔ مطلب یہ کہ پڑھتے جاؤ' ملازمتیں حاصل کر کے دفتروں میں گھستے جاؤ' جو آئے اس کو لوٹتے جاؤ' جو بولے اس کا گلا گھونٹتے جاؤ اور جو رکاوٹ بنے اس کا صفایا کرتے جاؤ۔ اگر ایک میل سڑک کی ٹھیکیداری پہ ایک کوٹھی بھی نہ بن سکے تو ایسی ٹھیکیداری کو کیا کرنا اور بھاڑ میں گئی وہ افسری جس میں حق اور ناحق کی تمیز کرنے کی تلوار ہمارے سروں پہ لٹکا دی جائے۔ بس بورڈ پہ الراشی و المرتشی کلاھما فی النار لکھ دینا کافی ہے۔ پھر چاہے یہی بورڈ دیوار کے ساتھ لگا کر اسی کے زیر سایہ کرسی پر بیٹھ کر رشوت وصول کرتے رہو۔ ہائے اس اشرف المخلوقات کو کیا ہو گیا اور یہ اسلام کی اصل روح کو کیوں بھول گیا کہاں گئے وہ بچے کہ حضرت بایزید بسطامی جیسوں کے سامنے ایسی خوف خدا کی بات کرتے کہ بایزید جیسوں کی چیخیں نکل جاتیں اور وہ کہتے اے بچے مجھے بتا۔

کتھوں اپنے درد لیونیں درداں والیا یارا
دس دوکان اسانوں دی اوہ جتھیں دلال ہمارا

کہاں گئیں وہ عورتیں کہ پیاسے کتے کی جان بچا کر جنت میں چلی گئیں۔ آج کی ماں خود اپنے بچے کو جہنم کیلئے تیار کر رہی ہے۔

دیکھو ناشکری نہ کرو آخر خدا نے ہمیں کیا نہیں دیا؟ پہلے زمین پہ بیٹھتے تھے پھر پرالی پہ بیٹھنے لگے پھر بوریاں آ گئیں پھر چٹائیاں پھر دریاں پھر قالین اور اب ایسے گدے کہ ساری رات سوتے بھی رہو اور جھولتے بھی رہو اور ہم اس قدر ناشکر گزار کہ نو بجے سے پہلے اٹھیں' بھوک لگے تو نیند ختم ہو اور اٹھتے ساتھ ہی ناشتہ میز پر لگا ہو اور بغیر منہ ہاتھ دھوئے ہم کھا جائیں اور ان قرآن الفجر کان مشھودا والی نماز کی بھی پرواہ نہ کریں۔ خدا کرے ایسا بندہ ''ستا ای سوں'' جائے۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

بیٹا نماز پڑھ کر باپ کی چارپائی کے پاس بیٹھا ہوا ہے کہ باپ کمبل سے منہ باہر نکالے اور میں اس کی زیارت کر کے "حج مبرور" کا ثواب کماؤں اور باپ نو بجے تک منہ ہی باہر نہیں نکالتا کہ میں نے تو نماز کا ثواب بھی نہیں لیا اور تجھے حج کا ثواب لینے دوں؟

ایں خیال است و محال است و جنون

خدا خیر کرے یہ باپ ہے کہ "بجّو" ہے۔

سنیو! سن ہو کر نہ سنو بلکہ غور سے سنو! ہمارے عرسوں پہ رائے ونڈ کے اجتماع سے کم لوگ نہیں ہوتے صرف تربیت کی کمی ہے اور تربیت علماء کرتے ہیں اور تمہاری حالت یہ ہے کہ مجلس وعظ میں تو چند لوگ ہیں اور سرکس پہ ہزاروں جمع ہیں۔ ہمارے نوجوان عرس پہ جائیں تو دیگچا، چمچا اور سری پائے تو ساتھ لیکر جاتے ہیں ہے کہ ہم پکاتے رہیں اور کھاتے رہیں اور ہمیں کیا لگے۔ لوگ نماز پڑھتے رہیں اور پڑھاتے رہیں۔

میں نے دیکھا کہ دربار حضرت سلطان باہو پہ عورتوں نے بیری کے درخت کے نیچے چادریں بچھا رکھی ہیں کہ پتہ گرے گا تو بیٹا ہوگا گویا بیری نے اللہ سے بیٹوں کا پرمٹ لے رکھا ہے اور اب جب تک پتہ نہ گرے اللہ کی طرف سے بھی بیٹے کی سپلائی نہیں ہو سکتی۔ ادھر نماز ہو رہی ہے مگر یہ نماز نہیں پڑھ رہی کہ میرا پتہ دوسری چادر پہ نہ گر جائے اور "منڈا" ادھر نہ چلا جائے۔

ایک صاحب مجھے کہنے لگے کہ میں ہر سال بہشتی دروازہ "ٹپ کے اوناں ہاں" میں نے کہا! نماز بھی پڑھتے ہو یا ہر سال بہشتی دروازہ ہی "ٹپتے" رہتے ہو؟ کہنے لگا جی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ میں نے کہا جس دن بہشتی دروازے سے گزرتے ہو اس دن تو پڑھتے ہو گے؟ بولا جی نہیں، میں نے کہا! پھر تو تو پکا بہشتی ہے۔

دس محرم کو ہر سال اور ہر طرف امام عالی مقام کی نیازیں ہو رہی ہیں مگر مسجد میں اس دن بھی لوگ تھوڑے ہی ہوتے ہیں حالانکہ جن کی نیازیں ہو رہی ہیں ان کی حالات تو یہ تھی کہ

شمر کا خنجر گلوئے خشک پر چلتا رہا
بزم حق روشن رہی حق کا دیا جلتا رہا

چشم گریاں مزرع دین میں گہر بوتی رہی
کٹ گیا سر پر نماز حق ادا ہوتی رہی

یعنی ان کا تو سارا پروگرام ہی نماز کیلئے تھا کیونکہ نماز دین کا ستون ہی نہیں ایمان کی علامت بھی ہے۔ لکل شیء علم و علم الایمان الصلوٰۃ۔ ہر شئی کی ایک علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے۔

ایک شخص مجھ سے کہنے لگا نماز تو اندر کی ہوتی ہے۔ باہر کی خیر ہے میں نے کہا! پاکستانی فوج کا جرنیل جو اندر سے سو فیصد پاکستان کا وفادار ہو اگر انڈین فوج کی وردی پہن لے تو کیا اس کی اندر کی وفاداری مان لیں گے یا باہر کی غداری پہ سزا دیں گے؟ یا بھینس کے خریدار کو گدھی تھما دیں اور کہیں کہ یہ اندر سے بھینس ہے تو کیا وہ مان لے گا بولا نہیں میں نے کہا کیوں نہیں کہنے لگا: جہڑی اندروں کھوتی ہووے اوہ باہروں وی کھوتی ای ہوندی اے"۔ میں نے کہا پھر ایسی باتیں نہ کیا کر

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

ایک طرف دیکھا جائے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کاہن کی مٹھائی جو بھول کر کھائی تھی۔ پتہ چلنے پہ انگلی ڈالی قے کی اور باہر نکال دی اور دوسری طرف ہم ہیں کہ

شکم درویشاں تنور خدا است
ہرچہ آید فنا در فنا است

کیونکہ ہم نے صرف باہر کو پاک صاف رکھا ہوا ہے اور صدیق اکبر کا اندر بھی صاف تھا باہر بھی صاف تھا۔

میں ایک گاؤں میں گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہاں کل اذان نہیں ہوئی اور نمبردار نے "بانگیاں" یعنی مؤذنوں کی بہت بے عزتی کی ہے۔ میں نے پوچھا کون بانگ دیتا ہے۔ لوگوں نے بتایا رحمان موچی، وہ نہ ہو تو گاماں تیلی وہ بھی نہ ہو تو دلا (عبداللہ) فقیر وہ بھی نہ ہو تو فلاں قصائی۔ میں نے نمبردار سے کہا اگر کوئی بھی نہ ہو تو کبھی خود بھی پڑھ کر لیا کرو۔

Scanned with CamScanner

وہ کہنے لگا شاہ جی پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے آتی ہی نہیں اور اگر آتی بھی ہوتی تو میں نے پڑھنی ہی نہیں تھی۔ میں نے کہا! وہ کیوں؟ کہنے لگا آخری عمر میں یہ کام کرونگا تو شریک ساری عمر میرے بچوں کو طعنے دیتے رہیں گے کہ تمہارا باپ لکڑ وانگوں بانگاں دیندا مر گیا۔

پھر آج کل ہمارا سارا پروگرام ہے عورتوں کے ہاتھ میں ہے۔ دین ایمان بھی انہی پہ قربان' لوگ شادی کے شوق میں اپنا عقیدہ اور مسلک تک تبدیل کر لیتے ہیں۔ پھر ایسوں کو آخرت میں خدا کی اور دنیا میں بیوی کی مار نہ پڑے تو کیا پڑے۔ کہتے ہیں ایک اسی طرح کا نکھٹو بیوی سے نظر بچا کر گھر سے کھسکنے لگا۔ دروازے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ بیوی نے دیکھ لیا اور گرج دار آواز میں چیخ کر کہا ''ہن کتھے جان مرن لگا ایں'' دروازے کے ساتھ ہی نکلا تھا' باہر جانے کی بجائے ادھر کو مڑ گیا اور کہنے لگا ہتھ دھون لگاں کڑی روندی پئی اے اوہنوں چکناں اے۔ (یہ کڑی ہے یا حمائل شریف ہے)۔

تو عزیزو! مرد بنو حقوق اللہ کو بھی پہچانو اور حقوق العباد کو بھی۔ پھر جب تم خدا سے ڈرنے لگو گے تو صرف بیوی ہی نہیں سارا زمانہ تمہارا تابعدار ہو جائیگا۔ من کان للہ کان اللہ۔ جو خدا کا ہو جائے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ جب خدا اس کا ہو گیا تو ساری خدائی بھی اس کی ہو گئی۔ شیخ سعدی کے شعر پہ اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

(واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

نکاتِ مختلفہ متعلقہ بہ نماز

نماز کے علاوہ کسی عبادت میں طہارت کو شرط قرار نہ دیا گیا۔ طواف میں اگر طہارت شرط ہے تو صرف مسجد حرام کے احترام کے پیش نظر اور طہارت بندے کو خدا کا محبوب بنا دیتی ہے۔ واللہ یحب المطھرین۔ اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور طہارت کو حدیث میں نصف ایمان فرمایا گیا۔ (علاوہ ازیں طہارت کے جسمانی فائدے بھی بے شمار ہیں جسم اور لباس کی طہارت صحت کی ضمانت ہے)۔

(الطھور شطر الایمان: صحیح مسلم)

اسی طرح جماعت بھی نماز کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی عبادت کا باجماعت کرنا ضروری نہیں حج میں جو اجتماع ہو جاتا ہے وہ قدرتی ہے کہ ایک وقت میں ہی سب نے کرنا ہوتا ہے اور اجتماعیت میں بے شمار فوائد ہیں مثلاً آپس میں اتحاد و اتفاق، ہمدردی و مساوات، امیر و غریب اور حاکم و محکوم کا ایک ہی صف میں کھڑے ہو جانا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

پھر ایک امام کی آواز پر سب کا سر تسلیم خم کرنا اطاعت امیر کا بہترین مظاہرہ ہے۔

پنجگانہ نماز کا اجتماع محلے کی سطح پر دن میں پانچ مرتبہ، شہر کے تمام مسلمانوں کا ہفتہ وار اجتماع نماز جمعہ میں اور سال میں دو مرتبہ عیدین کے موقع پر پورے شہر اور اطراف شہر کا بھرپور اجتماع۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اگر ان اجتماعات میں مسلمان باقاعدگی سے حاضری اپنے اوپر

لازم کرلیں اور ایک دوسرے کی خوشی وغمی کا احساس کریں، آپس کے دُکھ بانٹیں تو مختلف تنظیموں، جماعتوں، انجمنوں اور پارٹیوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی ضرورت ہی نہیں۔

☆.....روزے کا بدل فدیہ یا کفارہ ہے حج کا بدل بھی ہے مگر نماز کا کوئی بدل فدیہ یا کفارہ نہیں ہے۔ میت کے بارے میں جو ہر نماز کا کفارہ صدقہ فطر کے برابر بیان ہوا ہے وہ صرف فدیہ صوم پر قیاس کرتے ہوئے فقہاء نے مقرر کیا ہے اور باقاعدہ لکھا ہے کہ یہ روزے کی طرح یقینی نہیں ہے بلکہ صرف اللہ کی رحمت سے امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازیں نہ پڑھنے کا گناہ معاف فرمادے گا' ان شاءاللہ۔

☆.....نماز ہی ایسی عبادت ہے کہ جس میں اپنے مولیٰ کے ساتھ ظاہر و باطن کی کامل یکسوئی ضروری ہے (لاصلوٰۃ الا بحضور القلب) یہی وجہ ہے کہ لاکھوں لوگ بھی باجماعت نماز ادا کر رہے ہوں تو ہر نمازی اپنی جگہ پر خلوت میں ہی اپنے مولیٰ کے ساتھ مشغول ہے یعنی نماز خلوت درانجمن کا بہترین ذریعہ و مصداق ہے۔

☆.....نماز کے علاوہ کسی عبادت کے ترک کرنے والے کو مجتہدین نے کافر قرار نہیں دیا اور نہ ہی کسی عبادت کے کرنے والے کو محض اس عبادت کی وجہ سے مسلمان کہنے کا حکم لگایا ہے، صرف نماز ہی کے تارک کو مجتہدین کی ایک جماعت نے کافر کہا اور شریعت کا حکم ہے کہ کسی نمازی کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہوا دیکھو تو اس کو کافر نہ کہو (بشرطیکہ ضروریات دین میں سے کسی شئی کا منکر نہ ہو)۔

☆..... نماز ہی وہ عبادت ہے کہ ہر عبادت بالغ ہونے کے بعد شروع ہوتی ہے اور نماز کے بارے فرمایا گیا:

مزوا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین واضر بوا ھم وھم ابنا عشر سنین۔

''اپنی اولاد کو جب سات سال کی ہو جائے تو نماز کا حکم دینا شروع کردو اور جب دس سال کی ہو جائے تو مار پیٹ کر بھی ان کو نماز پڑھاؤ۔''

اگرچہ فقہاء نے روزے کے متعلق بھی ایسی صراحت فرمائی ہے تاہم وہ ایک استنباطی حکم ہے اور جو منصوص ہے وہ صرف نماز کے لیے ہے۔

☆.....نماز ہی ایسی عبادت ہے کہ اس کے لیے خاص مقام (مسجد) تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا اور نماز کی وجہ سے اس مکان کی عزت وحرمت کا حکم دیا گیا اور قرآن وحدیث میں اس مقام کے فضائل بیان کیے گئے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

جائے نماز (مسجد) کی فضیلت واہمیت:

قرآن مجید کی متعدد آیات اس موضوع پر ذکر کی جاسکتی ہیں لیکن چند آیات پر ہی اکتفا کیا جائے گا ان شاءاللہ۔

☆ وعھدنا الی ابراھیم و اسماعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود (البقرہ: ۱۲۵)

''اور ہم نے تاکید کی ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو کہ میرا گھر خوب صاف ستھرا رکھو طواف والوں، اعتکاف والوں، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے۔''

اگرچہ یہ آیت کعبہ معظمہ کی عظمت وشان بتا رہی ہے لیکن اس کے تابع ہو کر دنیا کی ہر مسجد کو پاک صاف رکھنے کا وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ اعتکاف چونکہ صرف مسجد میں ہی ہوسکتا ہے اس طرح رکوع و سجود بھی تمام مساجد کے لیے مشترک حکم ہے اگرچہ کعبہ والی مسجد (الحرام) افضل المساجد ہے اور اس کے لیے ایک الگ خصوصی عبادت (طواف) بھی ہے جو دوسری مساجد میں نہیں ہوسکتا۔

سورۃ حج میں ارشاد ہوا:

واذ بوأنا لابراھیم مکان البیت ان لا تشرک بی شیئا وطھر بیتی للطائفین و القائمین والرکع السجود

''اور یاد کرو جب ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو کعبہ کی جگہ ٹھیک بتا

Scanned with CamScanner

دی اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر پاک رکھ طواف قیام رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے۔"

اوپر والی آیت اور اس آیت میں فرق یہ ہے کہ وہاں ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام دونوں کو حکم تھا کہ بیت اللہ کو پاک رکھو اور یہاں صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔ پھر وہاں اعتکاف والوں کا ذکر تھا اور یہاں قیام والوں کا جو اعتکاف و نماز دونوں میں پایا جاتا ہے۔ دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ مسجد کو نجس شی سے بچایا جائے اگر کوئی ایسی ویسی (کراہت والی) شی مسجد میں اتفاقاً آ جائے تو فوراً اس کو مسجد سے دور کر دیا جائے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جذب القلوب میں لکھتے ہیں: ایک مفت کی عبادت ہے جس سے لوگ غافل ہیں اور وہ یہ کہ جب بھی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائیں تو (نفلی) اعتکاف کی نیت کر لیا کریں اس سے دیگر عبادات کے ساتھ نفلی اعتکاف کا ثواب مفت میں ملتا رہے گا۔

مسجد کی آبادی کیا ہے؟

انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ الیوم الاخر و اقام والصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسٰی اولئک ان یکونوا من المھتدین۔ (التوبہ ۱۸)

"اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو ایماندار ہونے کے ساتھ ساتھ نماز بھی ادا کریں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والے ہوں۔"

معلوم ہوا کہ مساجد کی آبادکاری ایک ایسا عظیم منصب ہے جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوسکتا۔

اس سے اوپر والی آیت میں فرمایا:

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ۔ مشرکوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کفر کی گواہی دے کر بھی مسجدوں کو آباد کریں۔ (ان کے تو تمام اعمال ضائع ہیں اور

وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔)

این دولت سرمد ہمہ کس، را نہ دھند
سوز دل پروانہ مگس را نہ دھند

یاد رہے! مسجد کی آبادی صرف یہ نہیں کہ اس کو تعمیر کر دیا جائے وہاں روشنی وغیرہ کا انتظام ہو جائے، بہترین قالین بچھ جائیں اور دیگر سہولیات میسر ہوں اور یہ سارے کام کرنے والے وہاں نماز ادا نہ کریں بلکہ یہ چیزیں اگر بقدر ضرورت ہوں تو ثواب ہے اور نمازیوں کی خدمت ہونے کی وجہ سے مسجد کی آبادی کے زمرے میں آئے گا ورنہ مسجد کی آبادکاری عبادت اور یاد الٰہی میں ہے۔

عجیب بات ہے کہ آج مسجدیں بنانے والوں کو نماز کی توفیق کم ہوتی ہے، یعنی بناتا کوئی ہے اور نماز دوسرے پڑھتے ہیں۔ کاش کہ بنانے والے سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے ہوتے تو "نور علی نور" والا معاملہ ہوتا۔

حدیث شریف میں ہے: اذا رایتم الرجل یتعاھد المسجد فاشھدوا لہ بالایمان فان اللہ یقول انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر۔ (ترمذی)

"جس کا مسجد میں آنا جانا زیادہ دیکھو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مسجدوں کو صرف ایماندار ہی آباد کرتے ہیں۔"
(اس حدیث نے مسجد کی آبادی کا معنی و مفہوم متعین کر دیا)

مسجد قبا اور وہاں کے نمازیوں کی تعریف

لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین۔ (التوبہ: ۱۰۸)

"بے شک وہ مسجد کہ جس کی بنیاد روز اول سے ہی پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں وہ لوگ ہیں جو صفائی پسند ہیں اور اللہ صاف ستھرے لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔"

Scanned with CamScanner

اس آیت کے شان نزول سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسجد قباء کے بارے میں نازل ہوئی اس حکم کی وجہ سے حضور علیہ السلام ہفتہ میں ایک بار ضرور مسجد قباء میں پیدل یا سوار ہو کر تشریف لے جاتے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے زمانہ خلافت میں بھی یہی معمول رہا۔

لیکن قرآن پاک میں چونکہ مسجد قباء کا نام لیے بغیر صرف چند صفات والی مسجد کا ذکر ہوا لہٰذا جس مسجد میں یہ صفات ہوں گی وہ اس فضیلت میں شامل ہوگی۔ اور وہ صفات یہ ہیں کہ

''اس مسجد کی بنیاد (شر اور فساد نیز بدعقیدگی پھیلانے کے لیے نہ رکھی گئی ہو بلکہ) تقویٰ اور خوف خدا پر رکھی گئی ہو۔''

وہاں کے نمازی ظاہری اور باطنی صفائی، طہارت و نفاست کو پسند کرنے والے ہوں۔

(وہاں اذان، نماز باجماعت کا باقاعدہ انتظام ہو، امام اعظم علیہ الرحمتہ نے اعتکاف کے لیے ایسی مسجد کا ہونا ضروری قرار دیا ہے کہ جس میں پانچ وقت کی نماز باجماعت کا انتظام ہو)۔ (درمختار)

گھر کی مسجد (مسجد البیت)

واوحینا الی موسی واخیہ ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلة واقیموا الصلوة۔ (یونس:۸۷)

''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی (ہارون علیہ السلام) کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لیے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ رو کرو اور نماز قائم کرو۔''

اس آیت میں ''مسجد البیت'' یعنی گھر میں کوئی جگہ عبادت کے لیے خاص کرنے کا حکم ہے جو ہماری شریعت میں بھی موجود ہے کہ فرائض مسجد میں ادا کرو اور سنن و نوافل گھر میں، اسی طرح عورتیں اور معذور بھی اس جگہ نماز ادا کیا کریں۔

چونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے سے پہلے بنی اسرائیل فرعون کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے مرد باہر غلام بن کر کام کرتے، عورتیں گھروں میں لونڈیاں بن کر، اکثر کے پاس اپنے گھر نہ تھے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ ان مظلوموں کے لیے گھر بنائے جائیں اور گھروں میں نماز کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ میں ہے:

مسجد البیت ای موضع اعد للسنن والنوافل بان یتخذلہ محراب و ینظف و یطیب کما امربہ صلی اللہ علیہ وسلم فھذا مندوب لکل مسلم کما فی الکرمانی وغیرہ۔

''مسجد بیت'' سے مراد وہ جگہ ہے جو گھر میں سنن و نوافل کے لیے بنائی جائے۔ وہاں خوشبو، صفائی، محراب کا انتظام ہو جیسا کہ حضور علیہ السلام کا حکم ہے اور یہ ہر مسلمان کے لیے مستحب ہے جیسا کہ کرمانی وغیرہ ہے۔

اس آیت میں مسجد بنانے کا حکم دینے کے بعد نماز قائم کرنے کا ارشاد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قیام نماز کے لیے مسجد ضروری ہے۔

معراج پاک کی ابتداء وانتہا کے لئے مسجد کا انتخاب

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بٰرکنا حولہ۔ (الاسراء:۱)

''پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندۂ خاص کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں حضور علیہ السلام کی زمینی معراج کا ذکر ہے جس کا آغاز بھی مسجد سے ہوا اور اختتام بھی مسجد پر ہوا۔ گویا حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم معجزہ عطا فرمایا تو اس کی ابتداء و انتہاء کے لیے مسجد کا ہی انتخاب کیا۔ اس سے مسجد کی عظمت و فضیلت بخوبی واضح ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

حفاظت مسجد کے لیے اس قدر اہتمام؟

ولو لا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع وصلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللّٰہ کثیرا۔ (الحج:۴۰)

''اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے (جہاد کی اجازت دے کر) دفع نہ کرتا تو گرادی جاتی خانقاہیں، گرجے، کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاد کو فرض فرمانا یا اس کی اجازت دینا نماز کے مکان یعنی مساجد کی حفاظت کے لیے ہوا کیونکہ وہاں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر مسجد کی عظمت اور شان کیا بیان کی جائے کہ اتنا بڑا فریضہ مسجد کی حفاظت کی خاطر مشروع ہوا۔

یادِ الٰہی کے حوالے سے مسجد کا ذکر

فی بیوت اذن اللّٰہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال۔ (النور:۳۶)

''ان گھروں کو جنہیں بلند کرنے (بنانے) کا اللہ نے حکم دیا اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے۔ اللہ کی تسبیح ہوتی ہے ان میں صبح و شام۔''

ماقبل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی عجیب مثال دی (مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح) اور اس آیت میں اس نور کے ملنے کی جگہ بتائی کہ جن گھروں کو اللہ کی یاد کے لیے بنایا جاتا ہے اور دن رات ان میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہوتی ہے۔ یعنی وہ مسجدیں جن میں نماز باجماعت کا اہتمام ہے۔

نکتۂ عشق

ایک مرتبہ لوگوں نے مجنوں کو دیکھا کہ دیوانہ وار ویرانے میں گھوم رہا ہے اور درو دیوار کو بوسے دے رہا ہے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو بولا! اس لیے کہ اس مکان

میں کبھی لیلیٰ رہتی تھی اس لیے یہاں کی خاک پر فدا ہو رہا ہوں۔

جس مکان میں چند دن لیلیٰ رہے اس کی عظمت مجنوں کے دل سے نہ جائے اور جہاں تا قیامت خدا تعالیٰ کے انوار و تجلیات برسیں اہل ایمان کے دلوں میں ان مساجد کی عظمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا

وان المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدا (سورۃ الجن:۱۸)

''اور بے شک مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو (جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنے عبادت خانوں میں شرک کرتے تھے)۔''

معلوم ہوا کہ مسجد صرف اللہ ہی کی ملکیت ہے کوئی شخص حتیٰ کہ بانی مسجد بھی اس میں مالکانہ تصرف نہیں کرسکتا۔ صرف متولیانہ تصرف قواعد شریعت کے مطابق ہوسکتا ہے۔

اور جس طرح مسجدیں صرف اللہ کے لیے ہیں اس طرح عبادت بھی صرف اللہ ہی کی ہوسکتی ہے، سجدۂ عبادت غیر اللہ کے لیے شرک ہے اور سجدۂ تعظیمی غیر خدا کے لیے حرام ہے۔

در مختار میں ہے:

وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ و التعظیم کفروان علی وجہ التحیۃ لا وصار اثما مرتکبا للکبیرۃ وفی الملتقط التواضع لغیر اللّٰہ حرام۔

ردالمحتار میں ہے: ذکر الصدرالشھید انہ لا یکفر بھذا السجود لانہ یرید التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخی ان کان لغیر اللّٰہ تعالی علی وجہ التعظیم کفر۔ وقال القھستانی وفی الظھیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقًا وفی الزاھدی الایماء بالسلام الی قرب

الرکوع کا لسجود وفي المحيط انه يكره الا نحناء للسلطان وغيره وظاهر كلام هم اطلاق السجود على هذا التقبيل۔

(ترجمہ دونوں عبادتوں کا یہ ہے کہ) اور اسی طرح جاہل لوگ جو کرتے ہیں کہ علماء اور عظماء کے سامنے زمین کو بوسہ دیتے ہیں کرنے والا اس فعل کا اور راضی ہونے والا اس فعل سے دونوں گنہگار ہیں کیونکہ یہ فعل بت پرستی کے مشابہ ہے اور آیا اس سے کافر ہوتا ہے یا نہیں۔ جواب یہ ہے کہ اگر یہ نیت عبادت کے کرے تو کافر ہے اور اگر یہ نیت تحیت کے ہو تو کافر نہ ہوگا مگر کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور ملتقط میں ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کے لیے جھکنا حرام ہے اور صدر شہید نے ذکر کیا ہے کہ اس سجدہ سے کافر نہ ہوگا کیونکہ وہ تحیت کی نیت سے ہے۔ اور شمس آلائمہ سرخسی نے کہا ہے کہ ظہیریہ میں ہے کہ سجدے سے کافر ہو جائے گا خواہ کچھ ہی نیت ہو اور زاہدی میں ہے کہ سلام میں قریب رکوع کے جھک جانا مثل سجدہ کرنے کے ہے اور محیط میں ہے کہ سلطان وغیرہ کے سامنے جھکنا مکروہ ہے اور فقہاء کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زمین کے بوسہ دینے ہی کو سجدہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ درحقیقت جو چیز سجدہ ہے یعنی پیشانی زمین پر رکھ دینا وہ سب کے نزدیک بلا اختلاف کفر ہے۔''

(آیات کے بعد احادیث بھی مسجد کی فضیلت میں کچھ کم نہیں ہیں جن میں سے چند ایک یہاں درج کی جاتی ہیں)۔

فضائل مسجد از روئے حدیث:

۱-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

امر النبي صلى الله عليه وسلم ببناء المساجد في الدور وان تنظف و تطيب۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

''حضور علیہ السلام نے گھر گھر میں مسجد (مسجد البیت) بنانے کا حکم دیا

اور اس جگہ کو پاک صاف رکھنے کا بھی۔''

۲-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

خير البقاع المساجد و شر البقاع الاسواق۔

(المستدرک للحاکم، العلم ج۱ص۹۰، المغنی للعراقی ج۱ص۶۹)

''سب سے بہتر جگہ مسجدیں ہیں اور سب سے بدتر جگہیں بازار ہیں۔''

۳-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

احب البلاد الى الله مساجدها وابغض البلاد الى الله اسواقها۔

''شہروں میں سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند بازار ہیں۔''

۴-حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

من بنى لله مسجدا بنى الله له بيتا في الجنة مثله۔

(صحیح مسلم، فضل بناء المسجد والحث علیہا ج۱ص۱۰۲)

''جو اللہ کے لیے دنیا میں مسجد بنائے اللہ اس کے لیے جنت میں اسی طرح کا گھر بنائے گا۔''

اس حدیث کی ایک روایت میں ہے: من درویاقوت کہ (بندہ جیسی بھی مسجد بنائے لیکن) اللہ اس کے لیے موتی اور یاقوت کا گھر بنائے گا۔

(ابن ماجہ باب من بنی للہ مسجدا ج۱ص۵۴)

اس حدیث کی ایک روایت کے شروع میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: ابنوا المساجد واخرجوا القمامة منها۔ مسجدیں بناؤ اور ان سے کوڑا کرکٹ صاف رکھو۔ فمن بنى لله مسجدا...... (المعجم الکبیر للطبرانی ۴/۳)

۵-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان بيوت الله في الارض المساجد وان حقا على الله تعالىٰ ان

یکرم من زار فیه۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۱۹۹)

"بے شک زمین پر مسجدیں اللہ کے گھر ہیں اور بے شک اپنے گھر میں آنے والوں کی عزت کرنا اللہ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے۔"

۶- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة۔

(ابن ماجہ باب المشی الی الصلوۃ ج ا ص ۵۷)

"اندھیرے میں چل کر مسجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن نور کامل کی بشارت سنا دو۔"

۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ان من سنن الهدی الصلوة فی المسجد الذی یؤذن فیه۔

(صحیح مسلم باب فضل صلوۃ الجماعۃ ج ا ص ۲۳۲)

"حضور علیہ السلام کی (تاکیدی) سنت یہ ہے کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جہاں اذان دی گئی ہو۔"

۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا۔

"جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو ان سے چر لیا کرو یعنی میوہ کھا لیا کرو۔" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا: المساجد۔ میں نے کہا: چرنا کیا ہے؟ فرمایا: سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر (کا پڑھنا)

(جامع ترمذی باب جامع الدعوات ۲/۱۸۹)

آٹھ آیات اور آٹھ احادیث پر اکتفاء کیا گیا ہے باقی احادیث کا ذکر مسائل نماز کے حصے میں ہوگا انشاء اللہ۔ علاوہ ازیں مسجد کے فضائل و مسائل ہماری کتاب "زبدۃ الحسن مقالات وخطبات حسن المعروف اٹھارہ تقریریں" میں دیکھیے۔

اہل ایمان کا شیوہ اور اس پر جزا:

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینهون عن المنكر ویقیمون الصلوة ویؤتون الزكوة ویطیعون الله ورسوله اولئك سیرحمهم الله ان الله عزیز حكیم۔ (التوبۃ: ۷۱)

"اہل ایمان مرد و عورت بعض بعض کے معین و مددگار ہیں جو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے، زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ رسول ﷺ کی بات مانتے ہیں، اللہ ان پر عنقریب رحمت فرمائے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

ایسے ایمان والے منافقت سے مکمل طور پر پاک ہیں اس لیے کہ اس آیت والے رکوع کی پہلی آیت میں منافقین کی علامات اس کے خلاف بتائی گئی ہیں کہ وہ برائی کا حکم دیتے ہیں، نیکی سے روکتے ہیں، بخل کرتے ہیں، اللہ کو بھلا بیٹھے ہیں اور اللہ نے ان کی پرواہ نہ کی اور ان کو فضل و ثواب سے محروم کر دیا اور ان پر لعنت فرمائی اور ان کا ٹھکانہ جہنم بنایا۔ جبکہ اہل ایمان جو نماز کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کے اخروی مقامات کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ ہے جس میں سے ایک مقام یہ ہے:

والذین صبروا ابتغاء وجه ربهم واقامو الصلوة وانفقوا مما رزقنهم سر وعلانية ویدرءون بالحسنة السیئة اولئك لهم عقبی الدار جنت عدن یدخلونها ومن صلح من اباء هم وازواجهم وذریاتهم والملئكة یدخلون علیهم من كل باب ط سلام علیكم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ (سورۃ رعد: ۲۰ تا ۲۴)

ترجمہ: "اور جن لوگوں نے صبر کیا اپنے پروردگار کی توجہ حاصل کرنے کے لیے اور قائم کی نماز اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے چھپا کر اور ظاہر کر کے (غرض ہر طریقے سے ہماری راہ میں) خرچ کیا اور جواب دیتے ہیں وہ برائی کا بھلائی سے یہی لوگ ہیں کہ ان کے لیے ہے پچھلا گھر یعنی

Scanned with CamScanner

باغ ہمیشگی کا کہ داخل ہوں گے وہ اس میں اور جو نیک ہوں گے ان کے باپ داداؤں میں سے اور ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور فرشتے داخل ہوں گے ان پر ہر دروازے سے اور کہیں گے کہ سلام ہو تم پر بسبب اس کے کہ صبر کیا تم نے پس اچھا ہے پچھلا گھر۔''

اس آیت میں بڑے مدارج عالیہ نمازیوں کے بیان فرمائے گئے ہیں:

مثلاً یہ کہ فرمایا: دار آخرت انہیں کے لیے ہے، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

پھر فرمایا کہ: ان کے آباؤ اجداد اور ازواج وذریات بھی جنت میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ یہ بھی بڑی بات ہے کہ محض انہیں کی وجہ سے ان کے متعلقین کو بھی یہ درجہ عطا ہوا۔

مزید فرمایا کہ: فرشتے بطور خدام کے ان کے پاس آمد ورفت رکھیں گے اور ان کو سلام کریں گے۔ یہ بھی کچھ کم عزت وشرف کی بات نہیں ہے۔ (فرشتوں کا خادم ہونا اس طرح معلوم ہوا کہ ان کے لیے من کل باب کا لفظ بولا گیا اور خدام ہی ہر دروازے سے آتے ہیں دوستوں کے لیے تو دروازہ متعین ہوتا ہے)

اور آخر میں فرمایا کہ: آخرت کا گھر بڑی اچھی جگہ ہے اس جامع اور مختصر کلمہ میں آخرت کی تمام نعمتیں آ گئیں۔ (کتاب الصلوٰۃ از عبدالشکور فاروقی نقشبندی خلاصۃً)

نماز اور سلف صالحین کے اقوال وآثار:

☆...... حضرت ام درداء ؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس حضرت ابو درداء ؓ نہایت غصے کی حالت میں آئے میں نے پوچھا: اس قدر شدید غصے کا سبب بھی تو کوئی ہوگا؟ انہوں نے کہا:

ما اعرف من امر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا انهم یصلون جمیعا۔ (بخاری شریف)

''(غصے کا سبب یہ ہے کہ) میں تو یہ سمجھتا تھا کہ حضور علیہ السلام کی امت کے کاموں میں نماز اپنی حالت پر رہے گی کہ باجماعت اہتمام سے پڑھی جاتی رہے گی (مگر اس میں بھی اب خلل پیدا کیا جا رہا ہے)''

☆...... زہری فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں حضرت انس بن مالک ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں میں نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

اعرف شیئا مما ادرکت الا هذه الصلوٰة قد ضیعت۔ (بخاری)

ایک نماز ہی تو بچی تھی جس کو ضائع کیا جا رہا ہے (خلفاء بنی امیہ کے دور میں اقامت صلوٰۃ کا وہ اہتمام نہ رہا جو خلفائے راشدین کے دور میں تھا مگر آج سے پھر بھی ہزار درجے بہتر تھا اس کے باوجود حضرت انس اور حضرت ابو درداء ؓ اس دور کے لوگوں کی اتنی غفلت پر رو رہے ہیں اگر آج یہ بزرگ ہوتے تو نماز کے متعلق مسلمانوں کی غفلت پر خدا جانے ان کی کیا حالت ہوتی)

☆...... حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان منعته امه عن العشاء فی الجماعة شفقة علیه لم یطعها۔ (بخاری)

''اگر کسی کی والدہ از راہِ شفقت اس کو عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے سے روکے (کسی خوف خطرے یا اندھیرے بارش کی وجہ سے) تو وہ اس کی بات نہ مانے۔''

☆...... کان الاسود اذا فاتته الجماعة ذهب الی مسجد اخر۔ (بخاری)

''حضرت اسود تابعی علیہ الرحمۃ کی نماز باجماعت اگر رہ جاتی تو دوسری مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا فرماتے۔''

☆...... حضرت عبداللہ بن شقیق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوۃ۔ (ترمذی)

"حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اعمال میں سے سوائے نماز کے کسی عمل کو ترک کرنا کفر نہ سمجھتے تھے۔"

جنت کے مقابلے میں دو رکعتیں زیادہ محبوب

امام ابن سیرین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے جنت جانے اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دیا جائے تو میں دو رکعت نماز کو اختیار کروں گا کیونکہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے لیے ہوگا اور دو رکعت نماز میں میرے مالک کی رضا ہے۔

بڑھاپا یہ ہے تو جوانی کیسی ہوگی؟

ابو اسحٰق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں ۱۰۰ سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اس پر افسوس کیا کرتے تھے کہ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے نماز کا لطف جاتا رہا ہے اور اب دو رکعتوں میں صرف دو سورتیں سورہ بقرۃ اور سورہ آل عمران پڑھی جاتی ہیں زیادہ نہیں پڑھا جاتا۔ (تہذیب التہذیب)

☆......حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو فرماتے:

قوموا الی نارکم التی او قدتموھا فاطفؤھا۔ (احیاء العلوم)

"اٹھو! اور جو آگ (اپنے گناہوں کی وجہ سے) تم نے دھکائی ہے (نماز کے ذریعے) اس کو بجھاؤ۔"

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

الصلوۃ مکیال فمن اوفی استوفی ومن طفف فقد علم ما قال اللہ فی المطففین۔ (احیاء العلوم)

"نماز ایک پیمانہ ہے جو پیمانہ پورا دے گا وہ قیمت پوری پائے گا اور جو کمی کرے گا وہ جان لے کہ کمی کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا

فرمایا ہے۔ (ویل للمطففین۔ کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے)۔"

جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کا صدمہ بیٹے کی موت سے بھی زیادہ

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں (غضب ہوگیا کہ) میری نماز کی جماعت رہ گئی ہے اور صرف ایک بندہ ابو اسحٰق بخاری افسوس کرنے آیا ہے حالانکہ لو مات لی ولد لعزانی اکثر من عشرۃ الاف۔ اگر میرا بیٹا مر جاتا تو دس ہزار افراد تعزیت کو آجاتے (یعنی ان کے نزدیک جماعت سے نماز کا رہ جانا بیٹے کی وفات سے زیادہ صدمے کا باعث ہے) فرمایا: دراصل بات یہ ہے کہ مصیبۃ الدین اھون عند الناس من مصیبۃ الدنیا۔ لوگوں نے دین کی مصیبت کو دنیا کی مصیبت سے ہلکا جان رکھا ہے۔ (احیاء العلوم)

نماز جماعت سے رہ جانے پر سات دن کا "سوگ"

روی ان السلف کانوا یعزون انفسھم ثلاثہ ایام اذا فاتتہ التکبیرۃ الاولی و یعزون سبعا اذا فاتتھم الجماعۃ۔ (احیاء العلوم)

روایت میں ہے کہ سلف صالحین کا طریقہ یہ تھا کہ جس کی تکبیر اولی (تکبیر تحریمہ) جماعت سے رہ جاتی تو تین دن اس کے ہاں افسوس کے لیے جاتے اور اگر کسی کی جماعت سے نماز رہ جاتی تو اس کے ہاں پورا ایک ہفتہ تعزیت کے لیے جاتے۔

☆......حضرت بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا اس کے بعد حضرت عمر بازار جا رہے تھے اور حضرت سلیمان کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان پڑتا تھا، حضرت عمر حضرت سلیمان کی والدہ کے پاس سے گزرے تو آپ نے پوچھا کہ آج آپ کا بیٹا صبح کی نماز میں حاضر نہیں تھا اس کی کیا وجہ ہے؟ سلیمان کی والدہ نے کہا: وہ ساری رات عبادت میں مصروف رہا ہے اس لیے صبح کی نماز باجماعت نہیں پڑھ سکا۔ (نیند کا غلبہ ہوگیا)

فقال عمر لان اشھد صلوۃ الصبح فی جماعۃ احب الی من ان

Scanned with CamScanner

اقوم لیلة۔ (رواہ مالک)

"حضرت عمرؓ نے فرمایا: صبح کی نماز باجماعت پڑھنا مجھے ساری رات نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے:

لان القی اللہ تعالٰی وصداقها بذمتی خیر من ان اعاشر امراة لا تصلی۔ (ردالمحتار)

"عورت کا حق مہر اپنے ذمے لے کر اللہ سے ملاقات کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے اس گناہ سے کہ میں بے نمازی عورت کو اپنے گھر میں (بیوی بنا کر) رکھوں۔"

فقہاء کرام کے نزدیک بے نمازی کا حکم:

یکفر جاحدها لثبوتها بدلیل قطعی و تارکها عمدا مجانة ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم (در مختار)

"نماز کا منکر کافر ہے کیونکہ اس کا ثبوت دلیل قطعی سے (جس کا انکار کفر ہے) اور جو شخص جان بوجھ کر سستی کی وجہ سے نماز چھوڑے وہ فاسق ہے اس کو قید کر دیا جائے یہاں تک کہ نماز کا پابند ہو جائے کیونکہ جب حق العبد کے لیے قید کی سزا دی جاتی ہے تو خدا کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اور بعض فقہا کا قول ہے کہ اس کو اس قدر مارنا چاہئے کہ اس کے جسم سے خون بہنے لگے۔" (درمختار)

فتاوٰی شامی میں اس عبارت کے تحت لکھا ہے:

قوله وقیل یضرب قائله الامام المحبوبی عن المنح و ظاهر الحلیة انه هو المذهب فانه قال وقال اصحابنا فی جماعة منهم الزهری لا یقتل بل یعزر ویحبس حتی یموت اویتوب

"تارک نماز کو مارنے کے قائل امام محبوبی ہیں اس کو انہوں نے منح سے نقل کیا ہے اور کتاب حلیہ کی ظاہر عبارت یہ ہے کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب جن میں زہری بھی شامل ہیں اس کے قائل ہیں کہ تارک نماز کو قتل نہ کیا جائے بلکہ تعزیر کی سزا دی جائے اور قید کر دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے یا توبہ کرے۔" (ردالمحتار)

وعند الشافعی یقتل بصلوٰة واحدة حدا وقیل کفرا۔ (درمختار)

"امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایک وقت کی نماز ترک کرنے والے کو قتل کر دینا چاہیے۔ بقول بعض سزا کے طور پر اور بقول بعض بوجہ کافر ہو جانے کے۔"

فتاوٰی شامی میں ہے:

قوله وعند الشافعی وكذا عند مالك واحمد و فی روایة عن احمد وهی المختارة عند جمهور اصحابه انه یقتل کفرا۔ (ردالمحتار)

"امام شافعی کا جو قول ہے وہی امام مالک اور امام احمد کا بھی ہے اور ایک روایت امام احمد سے یہ ہے جو کہ ان کے جمہور اصحاب کے نزدیک مقبول ہے کہ اس کو کافر ہو جانے کے سبب سے قتل کر دینا چاہیے۔"

درمختار اور ردالمحتار میں زچگی کی حالت میں عورت کے لیے نماز کے وجوب کا ذکر کر کے غیر معذور کو یوں تنبیہ فرمائی گئی

فتوضأ ان قدرت او تیممت وتؤمی بالصلوٰة ولا تؤخر فما عذر الصحیح القادر۔

"درد زہ کی حالت میں عورت وضو کرے اگر کر سکے، یا تیمم کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے دیر نہ کرے، پس کیا عذر ہو سکتا ہے اس کو جو تندرست قدرت والا ہو۔"

قوله فما عذر الصحیح القادر استفهام انکاری ای لا عذر له فی

Scanned with CamScanner

التركِ او التاخير قال فى منية المصلى فانظر وتامل هذه المسالة هل تجد عذرا لتاخير الصلوٰة واويلاه لتاركها ۔ (ردالمحتار)

"استفہام انکاری کے طور پر فرمایا مراد یہ ہے کہ جو تندرست ہو اس کو کوئی عذر ترک نماز یا تاخیر نماز میں نہیں ہوسکتا (لہٰذا تندرست شخص کس طرح نماز کو مؤخر یا ترک کرسکتا ہے؟) منیۃ المصلی میں ہے کہ اس مسئلہ کو غور سے دیکھو، جب ایسے نازک وقت میں تاخیر نماز کی اجازت نہ ملی تو پھر کون سا عذر تاخیر نماز میں چل سکتا ہے۔ ہائے خرابی ہے تارک نماز کی۔"

ناپاک عورت کے لئے خاص حکم

واما ائمتنا فقالوا يستحب لها ان تتوضأ لوقت كل صلوٰة وتقعد على مصلاها تسبح وتهلل وتكبر وفى رواية يكتب لها ثواب احسن صلوٰة كانت تصلى وصحح فى الظهيرية انها تجلس مقدار اداء فرض القدوة كيلا تنسى العادة ۔ (بحرالرائق)

"ہمارے آئمہ کا قول ہے کہ حائضہ عورت کے لیے مستحب ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور اپنی جانماز پر بیٹھ کر تسبیح وتہلیل کیا کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے سب سے عمدہ نماز جو وہ پڑھتی تھی اس کا ثواب لکھا جائے گا اور ظہیریہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ بقدر ادائے فرض نماز بیٹھے تاکہ عادت نماز کی فراموش نہ ہو۔"

جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے والے کا حکم

وفى القينية وغيرها بانه يجب التعزير على تاركها بغير عذر ويأثم الجيران بالسكوت وفيها لو انتظر الاقامة لدخول المسجد فهو مسيئ (الى ان قال) وذكر فى غاية البيان معزيا الى الاجناس ان تارك الجماعة يستوجب اساءة ولا تقبل شهادته اذا كهل استخفافا (الى ان قال) وفى شرح النقاية عن

نجم الائمة رجل شغل بتكرار الفقه ليلا ونهارا ولا يحضر الجماعة لا يعذر ولا تقبل شهادته ۔ (بحرالرائق)

"قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بلا عذر تارک جماعت پر تعزیر واجب ہے اور پڑوسی اگر سکوت کریں تو گنہگار ہوجائیں گے (یعنی ہمسایوں پر لازم ہے کہ اس کو سمجھائیں تاکہ وہ اس کی اس نحوست کے اثر سے بچ جائیں) اور اسی میں ہے کہ اگر مسجد میں جانے کے لیے اقامت کا انتظار کرے وہ گنہگار ہوگا۔ اور غایۃ البیان میں بحوالہ اجناس منقول ہے کہ تارک جماعت گنہگار ہے اور اس کی شہادت قبول نہ کی جائے گی اگر اس نے کاہلی سے جماعت ترک کی ہو اور شرح نقایہ میں نجم الائمہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص رات دن علم فقہ کی تکرار میں مشغول رہتا ہو اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو تو وہ معذور نہ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔"

صحابہ کرام اور تارکِ نماز

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے:

من لم يصل فهو كافر۔

"جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔" (الترغیب والترہیب، ج۱، ص۳۸۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

من ترك الصلوٰة فقد كفر۔

"جس نے نماز چھوڑی وہ کافر ہوگیا۔" (ایضاً، ج۱، ص۳۸۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من لم يصل فهو كافر۔ "بے نمازی کافر ہے۔" (ایضاً، ج۱، ص۳۸۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من ترك الصلوٰة فلا دين له۔

"جس نے نماز چھوڑی وہ بے دین ہے۔" (ایضاً، ج۱، ص۳۸۵)

Scanned with CamScanner

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا ایمان لمن لا صلوٰۃ له۔ ''بے نمازی مومن نہیں ہے۔'' (ایضاً، ج ا ص ۳۸۶)

نماز ذریعۂ قضائے حاجات:

ارشاد رب العالمین ہے:

یا ایھا الذین منوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین۔

(البقرہ:۱۵۳)

''اے ایمان والو! (مجھ سے) صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

ثابت ہوا کہ نماز کو اللہ تعالیٰ نے بندے کی حاجات پوری کرنے کا ذریعہ بتایا ہے اور جب نماز ذریعہ قضائے حاجات ہے تو یہی اس کی قبولیت کی دلیل ہے کہ ذریعہ کامل ہوگا تو منزل نصیب ہوگی۔

ایک مقام پر فرمایا: واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملقوا ربھم وانھم الیه راجعون۔

(البقرہ:۴۵،۴۶)

''صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں، جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اس کی طرف پھرنا ہے۔''

ثابت ہوا کہ نماز کے بھاری ہونے کا سبب عقیدہ قیامت اور فکر آخرت کا یقین نہ ہونا ہے اور جس کے دل میں قیامت کا یقین نہیں اس سے بڑا بے ایمان کون ہوگا۔ (وبالاخرۃ ھم یوقنون)

ایک مقام پر فرمایا:

والذین یومنون بالاخرۃ یومنون به وھم علی صلوتھم یحافظون۔ (الانعام)

''جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ قرآن پر بھی ضرور ایمان رکھتے ہیں اور وہی اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

پھر زیر عنوان آیت میں ان اللہ مع الصابرین فرمایا یعنی صرف صبر کا ذکر کیا یہاں نماز پڑھنے والوں کے ساتھ ہونا اس لیے بیان نہ ہوا کہ کیونکہ نماز خود صبر کو بھی شامل ہے اور اس کے لیے صبر لازمی امر ہے جیسا کہ فرمایا: وامر اھلك بالصلوٰۃ واصطبر علیھا۔ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر قائم رہیں بلکہ یوں بھی کہا جا سکتا ہے یہ خاصیت (نماز کے قضائے حاجات کا ذریعہ ہونے کی) صبر ہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

مصیبت کے موقع پر نماز پڑھنا

حدیث شریف میں آتا ہے: کان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا حزبه امر صلی۔ (رواہ ابوداؤد) وفی روایه فزع الی الصلوٰۃ۔ (احمد، درمنثور)

''(حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب آپ پر پریشانیوں کا ہجوم ہو جاتا تو آپ نماز ادا کرنا شروع کر دیتے۔''

اسی طرح آندھی، سورج و چاند گرہن کے وقت بھی آپ کا یہی معمول ہوتا اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی یہی معمول تھا اور یہی حال صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تھا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سفر میں تھے کہ بیٹے کے انتقال کی خبر ملی اور ایک دوسرے سفر میں بھائی قثم کے انتقال کی خبر ملی تو دونوں مرتبہ آپ سواری سے اترے دو رکعت نماز ادا کی۔ انا للہ وانا الیه راجعون پڑھا اور فرمایا: ایسے موقع پر اللہ نے ہمیں یہی کام کرنے کا حکم دیا ہے پھر قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی: واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ..........

امہات المومنین میں سے کسی کا انتقال ہوا اور کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی آپ اسی وقت سجدے میں گر گئے اور فرمایا ہمیں حضور علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے کہ جب کوئی حادثہ ہو جائے تو سجدے یعنی نماز میں مشغول ہو جاؤ اور اس سے بڑا حادثہ کیا

Scanned with CamScanner

ہوگا کہ ام المومنین کا انتقال ہوگیا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال اپنے پاس جمع ہونے والے لوگوں کو فرمایا: میرے وصال پر رونے کی بجائے ہر شخص وضو کر کے نماز میں مصروف ہو جائے کیونکہ یہی اللہ کا حکم ہے (واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ) اس کے بعد مجھے قبر میں اتار دینا۔

درمنثور میں ہے کہ حضرت ام کلثوم کے والد حضرت عبدالرحمان بیمار تھے اور اچانک ایسے سکتے میں آئے کہ ہر ایک کو انتقال کا یقین ہوگیا، حضرت ام کلثوم اٹھیں اور نماز شروع کردی چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن کو افاقہ ہوگیا اور پوچھا کہ کیا میری حالت موت جیسی تھی لوگوں نے کہا؟ ہاں۔ فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے اور انہوں نے مجھے کہا: احکم الحاکمین کی بارگاہ میں چلو۔ تمہارا فیصلہ ہونے کو ہے جب مجھے لے جانے لگے تو ایک اور فرشتہ آگیا اور ان کو کہنے لگا کہ واپس چلے جاؤ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی قسمت میں ماں کے پیٹ کے اندر ہی سعادت لکھ دی گئی ہے اور ابھی ان سے ان کی اولاد متمتع ہوگی چنانچہ اس کے بعد ایک ماہ زندہ رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور میں ذرا تیز ہوا چلتی تو ہم مسجد کو دوڑ جاتے کہ کہیں قیامت تو نہیں آ گئی۔ (ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے گھر والوں پر کسی قسم کی تنگی آتی تو آپ ان کو نماز کا حکم دیتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے: وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا۔ اب یہی بات روایات وحکایات کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔

نماز نے ظالم قاتل ڈاکو سے نجات دلا دی:

نزہۃ المجالس میں حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حاجتیں نماز کے ذریعہ طلب کی جاتی ہیں اور پہلے لوگوں کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تھا وہ نماز ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کوفہ میں ایک قلی تھا جس پر لوگوں کو بہت اعتماد تھا۔ امین ہونے کی وجہ سے تاجروں کا سامان روپیہ وغیرہ بھی لے جاتا۔ ایک مرتبہ وہ سفر میں جا رہا تھا راستہ میں ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ قلی نے کہا

فلاں شہر کا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی جانا ہے۔ میں پاؤں چل سکتا تو تیرے ساتھ ہی چلتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے خچر پر سوار کر لے۔ قلی نے اس کو منظور کرلیا وہ سوار ہوگیا۔ راستہ میں ایک دوراہہ ملا سوار نے پوچھا کدھر کو چلنا چاہئے۔ قلی نے شارع عام کا راستہ بتایا۔ سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لیے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر خوب ہے۔ قلی نے کہا میں نے یہ راستہ دیکھا نہیں۔ سوار نے کہا میں بارہا اس راستہ پر چلا ہوں۔ قلی نے کہا اچھی بات ہے۔ اسی راستہ کو چلے۔ تھوڑی دور چل کر وہ راستہ ایک وحشتناک جنگل پر ختم ہوگیا۔ جہاں بہت سے مردے پڑے تھے۔ وہ شخص سواری سے اترا اور کمر سے خنجر نکال کر قلی کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ قلی نے کہا کہ ایسا نہ کر۔ یہ خچر اور سامان سب کچھ لے لے یہی تیرا مقصود ہے مجھے قتل نہ کر۔ اس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا پھر یہ سب کچھ لوں گا۔ اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک بھی نہ مانی۔ قلی نے کہا اچھا مجھے دو رکعت آخری نماز پڑھنے دے۔ اس نے قبول کیا اور ہنس کر کہا۔ جلدی سے پڑھ لے ان مردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی مگر ان کی نماز نے کچھ بھی کام نہ دیا۔ اس قلی نے نماز شروع کی الحمد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی۔ ادھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ جلدی ختم کر بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ۔ الآیۃ۔ یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا اس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا۔ جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا، آگ کے شعلے اس جگہ سے اٹھنے لگے۔ یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا، نماز کے بعد اس کی مدد کے لئے آنے والے سوار کی طرف دوڑا اس سے پوچھا کہ خدا کے واسطے اتنا بتا دو کہ تم کون ہو اور کیسے آئے؟ اس نے کہا کہ میں امن یجیب المضطر کا غلام ہوں۔ اب تم مامون ہو جہاں چاہے جاؤ۔

ایک وظیفہ

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص کو کوئی بھی ضرورت پیش آئے دینی ہو یا

Scanned with CamScanner

دنیوی اس کا تعلق مالک الملک سے ہو یا کسی آدمی سے اس کو چاہئے کہ بہت اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ جل شانہ، کی حمد وثناء کرے اور پھر درود شریف پڑھے اس کے بعد یہ دعا پڑھے تو انشاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی۔ دعا یہ ہے: لا اللہ الا اللّٰہ الحلیم الکریم سبحان اللّٰہ رب العرش العظیم الحمد للّٰہ رب العلمین اسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنیمة من كل برو السلامة من كل اثم لاتدع لی ذنبا الا غفرته یا ارحم الراحمین ولا هما الا فرجته ولا حاجة هی لك رضا الا قضیتها یا ارحم الرحمین۔

ہم نے پانچ نعمتوں کو پانچ عبادات میں پایا

نزہتہ المجالس میں حضرت شقیق بلخی علیہ الرحمتہ (مشہور صوفی بزرگ) کا قول ہے کہ ہم نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں پایا۔ روزی کی برکت نماز چاشت میں، قبر کی روشنی نماز تہجد میں، منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات قرآن کی تلاوت میں، پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزرنا روزہ اور صدقہ میں اور عرش کا سایہ خلوت میں۔

یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی ظاہری حیات کے آخری لمحات میں جبکہ زبان اقدس سے پورے الفاظ کی ادائیگی نہ ہو رہی تھی حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی روایات کے مطابق نماز، غلاموں کے حقوق کی حفاظت اور خوف خدا کی تلقین فرمائی۔ (جامع صغیر)

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے یمن کی طرف ایک وفد جہاد کے لیے بھیجا جو بہت جلد کامیابی سے ہمکنار ہوکر اور ڈھیروں مال غنیمت لے کر لوٹا اور لوگ اس کی کامیابی پر تعجب کرنے لگے جس پر آپ (ﷺ) نے فرمایا: میں تمہیں اس سے بھی کم وقت میں زیادہ مال غنیمت حاصل کرنے والے وفد کے بارے میں بتاتا ہوں اور یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر وہیں بیٹھے رہیں اور سورج طلوع ہونے کے کچھ عرصہ (تقریباً بیس منٹ) بعد دو رکعت نماز (اشراق) پڑھتے ہیں، یہ ہیں وہ لوگ جو بہت تھوڑے وقت میں بہت زیادہ دولت حاصل کر لیتے ہیں۔

نماز کی فضیلت پہ چالیس روایات کا خلاصہ

بعض علماء نے بڑی تتبع اور تلاش کے بعد ان لوگوں کے لیے جو پوری حدیث یاد نہیں کر سکتے خلاصۂ چالیس روایات جو نماز کی فضیلت کے بارے میں ہیں مختصر الفاظ میں نماز کی چالیس فضیلتیں بیان کی ہیں امید ہے کہ ان کو یاد کرنا آسان بھی ہوگا اور یاد کرنے پر چالیس احادیث کو یاد کرنے کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی۔

۱- حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ، نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔

۲- نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

۳- آدمی کے اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔

۴- اسلام کی علامت نماز ہے جو شخص دل کو فارغ کر کے اور اوقات اور مستحبات کی رعایت رکھ کر نماز پڑھے وہ مومن ہے۔

۵- حق تعالیٰ شانہ نے کوئی چیز ایمان اور نماز سے افضل فرض نہیں کی اگر اس سے افضل کسی اور چیز کو فرض کرتا تو فرشتوں کو اس کا حکم دیتا، کیونکہ فرشتے دن رات کوئی رکوع میں ہے کوئی سجدے میں۔

۶- نماز دین کا ستون ہے۔

۷- نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔

۸- نماز مومن کا نور ہے۔

۹- نماز افضل جہاد ہے۔

۱۰- جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ، اس کی طرف پوری توجہ فرماتا ہے جب وہ نماز سے ہٹ جاتا ہے تو وہ بھی توجہ ہٹا لیتا ہے۔

۱۱- جب کوئی آفت آسمان سے اترتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے۔

۱۲- اگر آدمی کسی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے تو اس کی آگ سجدے کی جگہ کو نہیں کھائے گی۔

۱۳- اللہ نے سجدہ کی جگہ کو آگ پر حرام فرما دیا ہے۔

۱۴- سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک وہ نماز ہے جو وقت پر پڑھی جائے۔

۱۵- اللہ جل شانہ، کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس کو سجدہ میں پڑا ہوا دیکھے کہ پیشانی زمین سے رگڑ رہا ہے۔

۱۶- اللہ جل شانہ، کے ساتھ بندے کو سب سے زیادہ قرب سجدہ میں ہوتا ہے۔

۱۷- جنت کی کنجیاں نماز میں ہیں۔

۱۸- جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ جل شانہ، کے اور اس نمازی کے درمیان سے پردے ہٹ جاتے ہیں جب تک کہ کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔

۱۹- نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکاتا ہی رہے تو کھلتا ہی ہے۔

۲۰- نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا درجہ ہے بدن میں۔

۲۱- نماز دل کا نور ہے جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے (نماز کے ذریعہ سے) بنالے۔

۲۲- جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد خشوع وخضوع سے دو یا چار رکعت نماز فرض یا نفل پڑھ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اللہ تعالیٰ شانہ، معاف فرما دیتا ہے۔

۲۳- زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے۔

۲۴- جو شخص دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے تو حق شانہ، وہ دعا قبول فرماتا ہے خواہ فوراً ہو یا کسی مصلحت سے کچھ دیر کے بعد مگر قبول ضرور فرماتا ہے۔

۲۵- جو شخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے جس کو اللہ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ

دیکھے تو اس کو جہنم کی آگ سے بری ہونے کا پروانہ مل جاتا ہے۔

۲۶- جو شخص ایک فرض نماز ادا کرے اللہ جل شانہ، کے یہاں ایک مقبول دعا اس کی ہو جاتی ہے۔

۲۷- جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہے ان کے رکوع وسجود اور وضو وغیرہ کو اہتمام کے ساتھ اچھی طرح سے پورا کرتا رہے جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

۲۸- مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی ہے اور اس کے بہکانے کی طمع کرنے لگتا ہے۔

۲۹- سب سے افضل عمل اول وقت نماز پڑھنا ہے۔

۳۰- نماز ہر متقی کی قربانی ہے۔

۳۱- اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل نماز کو اول وقت پڑھنا ہے۔

۳۲- صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو بازار کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔

۳۳- ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ تہجد کی چار رکعتوں کا۔

۳۴- ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں۔

۳۵- جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الٰہیہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

۳۶- افضل ترین نماز آدھی رات کی ہے مگر اس کے پڑھنے والے بہت ہی کم ہیں۔

۳۷- حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے اے محمد (ﷺ)! خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے اور جس سے چاہیں محبت کریں آخر ایک دن اس سے جدا ہونا ہے اور آپ جس قسم کا بھی

عمل کریں اس کا بدلہ ضرور ملے گا اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے استغناء ہے۔

۳۸- آخری رات کی دو رکعتیں تمام دنیا سے افضل ہیں اگر مجھے مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو امت پر فرض کر دیتا۔

۳۹- تہجد ضرور پڑھا کرو کہ تہجد صالحین کا طریقہ ہے اور اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ نماز تہجد گناہوں سے روکتی ہے اور خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ اس سے بدن کو تندرستی بھی ہوتی ہے۔

۴۰- حق تعالیٰ شانہ، کا ارشاد ہے کہ اے آدم کی اولاد تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کروں گا۔ (فضائل نماز)

قرآن پاک میں نماز کی ترغیب:

اگرچہ قرآن پاک میں نماز کو ضائع کرنے والوں کی خوب خوب خبر لی گئی ہے اور ان کو تخویف وترہیب کے ذریعے اس عظیم فریضے سے غفلت برتنے پر بڑے خوفناک نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے کہ جن کو پڑھ کر روح کانپ اٹھتی ہے لیکن اھل ایمان کو نماز کی برکات، جنت کی نعمتیں، آخرت کا سکون، رضائے الٰہی اور فیضان نبوت یاد دلا کر بھی نماز کی ترغیب دلائی گئی ہے اس بارے میں چند آیات ملاحظہ ہوں:

☆...... الم ذلك الكتب لاريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوة ومما رزقنهم ينفقون۔

”وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن پاک شک کی جگہ نہیں اس میں پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے جو بے دیکھے ایمان رکھتے ہیں نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے نمازی نہ تو پرہیزگار ہو سکتا ہے اور نہ ہی ایسوں کے لیے قرآن پاک ہدایت کی ضمانت دیتا ہے جبکہ متعدد مقامات پر قرآن پاک میں جنت کی نعمتیں اور آخرت کی ساری کامیابیوں کو

پرہیزگاروں کے لیے مختص قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً:

ان المتقين في جنت وعيون۔ ادخلو ها بسلم امنين۔ (الحجر)

ان المتقين في مقام امين في جنت و عيون۔ (الدخان)

ان المتقين في جنت و عيون اخذين ما اتهم ربهم۔ (الذاريات)

ان المتقين في جنت و نعيم فكهين بما اتهم ربهم۔ (الطور)

ان المتقين عندربهم جنت النعيم۔ (القلم)

ان للمتقين مفازا حدائق واعنابا و كواعب اترابا وكاسا دهاقا۔ (النباء)

قرآن مجید کی ہدایت اور خوشخبریاں نمازیوں ہی کیلئے ہیں:

طس۔ تلك ايات القرآن وكتب مبين هدى و بشرى للمؤمنين الذين يقيمون الصلوة و يؤتون الزكوة وهم بالاخرة يوقنون (النمل)

طٰسٓ: یہ آیات ہیں قرآن، روشن کتاب کی ایمان والوں کے لئے ہدایت و خوشخبری جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پہ یقین رکھتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: الم۔ تلك ايت الكتب الحكيم هدى وبشرى للمحسنين الذين يقمون الصلوة ويؤتون الزكوة وهم بالاخرة هم يوقنون۔ (سورۃ لقمان)

الم: یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں جو نیکوں کے لیے ہدایت و رحمت ہیں وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور آخرت پر یقین لائیں۔

فیضان نبوت بھی نمازیوں ہی کیلئے ہے:

انما تنذر الذين يخشون ربهم بالغيب واقاموا الصلوة (سورۃ فاطر)

”(اے حبیب) آپ تو صرف انہی کو ڈر سناتے ہیں جو اپنے رب سے

غائبانہ ڈرتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔"

اس آیت کے اگلے حصے سے اس مسئلہ کا استنباط بڑی صراحت کے ساتھ ہوسکتا ہے کہ نمازی بینا ہے اور بے نمازی اندھا ہے۔ (وما یستوی الاعمی والبصیر)

نمازی نور میں ہے اور بے نمازی تاریکیوں میں۔ (ولا الظلمت ولاالنور)

نمازی سائے میں ہے اور بے نمازی دھوپ کی گرمی میں۔ (ولا الظل ولا الحرور)

نماز زندگی ہے اور ترک نماز موت۔ (وما یستوی الاحیاء ولا الاموات)

سورۃ یٰسین میں ارشاد ہوتا ہے:

انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمن بالغیب۔

"آپ تو صرف انہی کو ڈراتے ہیں جو ذکر (قرآن) کا پیروکار ہے اور اللہ سے غائبانہ ڈرتا ہے۔"

ذکر کی پیروی سے اقامت صلوٰۃ مراد ہے اور اس کو اتباع ذکر اس لیے فرمایا گیا کہ دراصل نماز وہی ہے جو نمازی پر ایسی حاوی ہو جائے کہ نمازی کی باگ ڈور نماز کے ہاتھ میں ہو جائے اور نمازی نماز کا پیروکار ہو جائے۔

تین قسم کے لوگوں کا رات گزارنا:

درمنثور میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد لوگوں کی تین قسمیں ہو جاتی ہیں:

۱- جن کے لیے رات نعمت، بھلائی اور کمائی ہے، یہ وہ ہیں جو رات کی فرصت کو غنیمت جان کر نماز میں مصروف ہو جاتے ہیں جبکہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں آرام و راحت سے سو رہے ہوتے ہیں۔

۲- جن کے لیے رات عذاب و وبال ہے یہ وہ ہیں جو رات گناہوں میں بسر کرتے ہیں۔

۳- جن کے لیے رات نہ کمائی اور بھلائی ہے اور نہ ہی عذاب و وبال ہے یہ وہ ہیں جو

عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتے ہیں۔

ایک نوجوان نمازی کا قصہ:

محمد بن سماک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا جس کا ایک لڑکا تھا جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا اور رات بھر نماز میں رہتا اور عشق الٰہی میں ڈوبے ہوئے اشعار پڑھتا تھا۔ وہ سوکھ کر ایسا ہو گیا کہ صرف ہڈی اور چمڑہ رہ گیا۔ اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ تم اس کو ذرا سمجھاؤ۔ میں ایک مرتبہ اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سامنے سے گزرا میں نے اسے بلایا وہ آیا سلام کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ وہ کہنے لگا چچا شاید آپ محنت میں کمی کا مشورہ دیں گے۔ چچا جان میں نے اس محلے کے چند لڑکوں کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرتا ہے۔ انہوں نے کوشش اور محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلا لیے گئے جب وہ بلائے گئے تو بڑی خوشی اور سرور کے ساتھ گئے۔ ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ میرا عمل دن میں دو بار ان پر ظاہر ہوتا ہوگا۔ وہ کیا کہیں گے جب اس میں کوتاہی پائیں گے۔ چچا جان ان جوانوں نے بڑے بڑے مجاہدے کیے۔ ان کی محنتیں اور مجاہدے بیان کرنے لگا جن کو سن کر ہم لوگ متحیر رہ گئے اس کے بعد وہ لڑکا اٹھ کر چلا گیا۔ تیسرے دن ہم نے سنا کہ وہ بھی رخصت ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ (نزہۃ المجالس)

جس دن پنڈلی کھولی جائیگی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون خاشعۃ ابصارھم ترھقھم ذلۃ وقد کانوا یدعون الی السجود وھم سالمون۔ (القلم: ۴۲-۴۳)

"جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے حقیقی معنی اللہ ہی جانتا ہے) اور (کفار و منافقین بطریق امتحان و توبیخ) سجدہ کی طرف بلائے جائیں گے تو وہ سجدہ نہ کر سکیں گے (کیونکہ ان کی پشتیں تانبے کے تختے کی طرح سخت

Scanned with CamScanner

ہو جائیں گی اور ان پر ذلت وندامت چھائی ہوگی لہٰذا) نگاہیں نیچی کیے ہوں گے، ان پر رسوائی چھائی ہوگی (وجہ اس کی یہ ہوگی کہ) دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے جاتے تھے لیکن تندرست ہوکر بھی سجدہ نہ کرتے تھے (اذانوں اور تکبیروں میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے ساتھ انہیں نماز اور سجدے کی دعوت دی جاتی تھی اس کے باوجود سجدہ نہ کرتے تھے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج سرکشوں کو سجدے سے محروم کردیا گیا ہے)۔"

میدان محشر میں بے نمازی کی اس سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی کہ جب سب لوگ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوں گے تو دنیا میں بے نماز رہنے والے وہاں سجدہ نہ کرسکیں گے اور یہی ان کے دوزخی ہونے کی علامت ٹھہرے گی۔

معالم التنزیل میں ہے: قال ابراهیم التیمی یعنی الصلوٰۃ المکتوبة بالاذان والاقامة وقال سعید بن جبیر یسمعون حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح فلا یجیبون۔ (ترجمہ گزر گیا)

وقال کعب الاحبار والله مانزلت هذه الاية الا فی الذین یتخلفون عن الجماعات۔ "حضرت کعب احبار نے قسم اٹھا کر کہا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو نماز تو پڑھتے تھے لیکن جماعت کے ساتھ نہ پڑھتے تھے۔"

پنڈلی کھولنے کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ بڑی مصیبت جس کو قیامت کہا گیا ہے یہ سارا معاملہ اس دن ہوگا اور سب سے پہلے عبادات میں سے حساب نماز کا ہوگا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں ریا اور دکھلاوے کے لیے نماز پڑھتے ہوں گے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

ان اول ما یحاسب به العبد من اعماله الصلوٰۃ فان صلحت فقد افلح و انجح وان فسدت فقد خاب وخسر۔ (ابوداؤد)

"بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر (دنیا میں نماز ادا کرتا رہا تھا) تو کامیاب وکامران ہوگیا یعنی نجات پا جائے گا ورنہ نقصان وخسران میں ہوگا۔"

نماز باجماعت کی اہمیت:

رب العالمین جل وعلا کا ارشاد ہے:

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین۔ (البقرہ)

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ یعنی باجماعت نماز ادا کرو۔"

نماز باجماعت کی اس سے بڑھ کر کیا اہمیت بیان کی جائے کہ عین جنگ کی حالت میں جب کہ لڑائی کے شعلے بھڑک رہے ہوں اس وقت بھی ایک خاص طریقے سے نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا کنت فیهم فاقمت لهم الصلوٰۃ فلتقم طائفة منهم معك ولیاحذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم ولتات طائفة اخری لم یصلوا فلیصلوا معك۔ (النساء:۱۰۲)

"اور اے محبوب! جب آپ ان میں تشریف فرما ہوں پھر نمازوں میں ان کی امامت کریں تو چاہیے کہ ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں پھر جب وہ سجدہ کرلیں تو ہٹ کر آپ سے پیچھے ہو جائیں اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی۔"

غور کرو مسلمانو! صرف نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے نماز کے اندر چلنا پھرنا، قبلہ سے چہرے کا ہٹنا، بوقت ضرورت نماز میں ہی دشمن سے لڑنا، امام کا مقتدیوں کی انتظار میں آدھی نماز پڑھا کر بیٹھ جانا، یہ سب کچھ جائز قرار دے دیا گیا لیکن اس بات کی بھی اجازت نہ ملی کہ دو جماعتیں ہو جائیں تاکہ وحدت برقرار رہے اور دشمن کو یہ کہنے کا

Scanned with CamScanner

موقع نہ مل سکے کہ عبادت کے وقت یہ اتحاد قائم نہیں رکھ سکے تو لڑائی کے وقت بھی یہ دو گروہ ہو جائیں گے۔

باجماعت نماز پہلی شریعتوں میں بھی تھی:

ارشادِ رب العالمین ہے:

یمریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین (آل عمران:۴۳)

"اے مریم! اپنے رب کی بارگاہ میں ادب سے کھڑی ہو جاؤ (جب فرشتے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر بی بی مریم سلام اللہ وصلوٰۃ علیہا وعلیٰ ابنہا الکریم کے پاس آئے تو آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ پاؤں مبارک سوج کر پھٹ گئے اور ان سے خون جاری ہوگیا) اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔"

جماعت کو رکوع اس لیے فرمایا گیا کہ رکوع جماعت کا رکن اعظم ہے کہ جس کو رکوع مل گیا اس کو پوری رکعت مل گئی اور رکوع نکل گیا تو قومہ اور سجدہ وجلسہ کا کوئی اعتبار نہ ہوگا پوری رکعت ہی گئی۔ اس وجہ سے نماز کے ہر ٹکڑے (قیام، رکوع، قومہ، سجدہ) کو رکعت کہا گیا اور رکعت اور رکوع کا ایک ہی مصدر ہے جس سے یہ دونوں مشتق ہیں۔

اس آیت میں ایک اور نکتہ بھی موجود ہے کہ بی بی مریم کو حکم ہوا کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر، یہ نہ فرمایا کہ رکوع کرنے والیوں کے ساتھ رکوع کر یعنی مع الراکعات نہ فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں بھی اگر باجماعت نماز پڑھنا چاہیں تو کسی مرد کے پیچھے ہی پڑھیں نہ کہ عورت کو امام بنا کر (یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی میں عورتوں کی جماعت کو مکروہ لکھا گیا ہے، امام شافعی علیہ الرحمۃ مستحب لکھتے ہیں، امام مالک علیہ الرحمۃ منع کرتے ہیں، امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، مجھے پسند نہیں جبکہ کتاب الآثار میں امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا: لایعجبنا ان تؤم المراۃ فان فعلت قامت فی وسط النساء کما فعلت عائشۃ وھو قول ابی حنیفۃ۔

"اگر ضروری باجماعت ادا کرنا چاہیں تو امام بننے والی درمیان میں کھڑی ہو

جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔"

نماز باجماعت کے فضائل:

اس موضوع پر چند احادیث مبارکہ لکھی جاتی ہیں۔

☆.....سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

صلوٰۃ الجماعۃ افضل من صلوٰۃ الفذ بسبع و عشرین درجۃ۔

(بخاری و مسلم)

"باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔"

نمازی بندہ اگر باجماعت نماز نہ پڑھے تو کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جب ثواب ہی کے لیے یہ عمل کرنا ہے تو بجائے گھر میں پڑھنے کے مسجد میں آ کر پڑھے اس میں اس کو کتنی مشقت اٹھانا پڑے گی اور ایک نماز کا ثواب بڑھا کر ستائیس نمازوں سے زیادہ ہو جائے گا۔ کسی چیز پر ایک روپے کا منافع کون قبول کرے گا جس کو ستائیس سے زیادہ روپے مل رہا ہو مگر وہی کہ جس کو اس کاروبار کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ ہم دنیا میں ایک روپے کی تجارت پر چند ٹکوں کے منافع کے لیے دن رات خاک چھانتے ہیں جبکہ آخرت کی تجارت پر تو پھر ستائیس گنا سے زیادہ نفع مل رہا ہے۔ کیا ایسے نفع کو صرف اس لیے چھوڑ دیا جائے کہ دکان بند کریں گے تو گاہک مڑ جائے گا۔ سودا کم بکے گا اس طرح کی ہزار دوکانداریاں ایک نماز کے اخروی منافع پر قربان۔

ایک بزرگ حضرت سالم حداد علیہ الرحمۃ دوکانداری کرتے تھے اور جب اذان کی آواز آتی تو چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا اور دوکان کھلی چھوڑ کر مسجد کی طرف یہ اشعار کہتے ہوئے چل پڑتے:

اذا ما دعا داعیکم قمت مسرعا   مجیبا لمولی جل لیس له مثل

"جب تمہارا منادی (موذن) تمہیں (نماز کے لئے) پکارتا ہے تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی

Scanned with CamScanner

شان ہے۔اس کا کوئی مثل نہیں۔"

اجیب اذا نادی بسمع وطاعة   وبی نشوة لبیك یامن له الفضل

"جب وہ منادی (موذن) پکارتا ہے تو میں بحالت نشاط، اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ جواب میں کہتا ہوں کہ اے فضل و بزرگی والے! لبیک یعنی میں حاضر ہوں۔"

ویصفر لونی خیفة و مهابة   ویرجع لی عن کل شغل به شغل

"اور میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے اور اس پاک ذات کی مشغولی مجھے ہر کام سے بے خبر کر دیتی ہے۔"

وحقکم ما لذلی غیر ذکرکم   وذکر سواکم فی فمی قط لایحلو

"تیرے حق کی قسم تیرے ذکر کے سوا مجھے کوئی چیز بھی لذیذ نہیں معلوم ہوتی اور تیرے سوا کسی کے ذکر میں بھی مجھے مزہ نہیں آتا۔"

متی یجمع الایام بینی وبینکم   ویفرح مشتاق اذا جمع الشمل

"دیکھئے زمانہ مجھے اور تجھے کب جمع کرے گا اور (زیارت کا) شوق رکھنے والا تو جب ہی خوش ہوتا ہے جب اجتماع نصیب ہوتا ہے۔"

فمن شاهدت عیناه نور جمالکم   یموت اشتیاقا نحوکم قط لایسلو

"جس کی آنکھوں نے تیرے جمال کا نور دیکھ لیا ہے وہ تیرے اشتیاق میں مر جائے گا کبھی بھی تسلی نہیں پا سکتا۔ (ترجمہ)

ایک روایت میں ہے کہ جو لوگ مسجد میں اکٹھے ہوتے ہیں اللہ کے فرشتے ان کے ہم نشین ہو جاتے ہیں، وہ بیمار پڑ جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کو آتے ہیں، اور ہر کام میں فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔ (حاکم)

یاد رہے! بعض احادیث میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب پچیس نمازوں کے برابر بھی بیان فرمایا گیا ہے (صلوٰة الرجل فی جماعة تضعف علی صلوٰته فی بیته وفی سوقه خمسًا وعشرین ضعفا)۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہ نمازیوں کے حال کی مناسبت سے ہے یا سرّی نمازوں پر پچیس اور جہری نمازوں پر ستائیس یا عشاء و فجر کے لیے ستائیس کیونکہ ان دو نمازوں کے لیے جماعت کی طرف جانا بہ نسبت دیگر تین کے دشوار ہے اور باقی تین پر پچیس نمازوں کا۔ یا اولاً ہر نماز باجماعت کا ثواب پچیس نمازوں کے برابر تھا بعد میں اضافہ کر کے ستائیس ہو گیا کیونکہ اس امت پر مسلسل اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں بڑھاتا رہتا ہے۔ لئن شکرتم لا زیدنکم۔ بعض شارحین حدیث نے فرمایا کہ اس حدیث میں یضعف کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ نماز پچیس درجہ تک بڑھا دی جاتی ہے اس صورت میں ایک نماز کا ثواب لاکھوں نمازوں کے برابر ہو جاتا ہے اور یہ اللہ کی شان رحمت سے کوئی بعید نہیں ہے۔ کیونکہ جب ایک نماز کو ضائع کرنے (اگرچہ بعد میں پڑھ لی ہو) کا گناہ یہ ہے کہ ایک حقب دوزخ میں جلایا جائے گا اور ایک حقب اسی سال کا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھ دنوں کا ہے اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار سال کا ہے تو اس طرح ایک حقب دو کروڑ اٹھاسی ہزار سال کا ہوا (من ترك الصلوٰة حتی مضی وقتها ثم قضی عذب فی النار حقبا و الحقب ثمانون سنة والسنة ثلثمائة وستون یوما وکل یوم کان مقداره الف سنة)۔ (اور قرآن پاک میں ہی قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا فرمایا گیا۔ خمسین الف سنة۔ (المعارج) (مجالس الابرار)

لہٰذا ایک نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب اگر لاکھوں تک پہنچ جائے تو خلاف عقل و نقل نہیں ہے۔

یہی فضیلتیں ہمارے اسلاف نے دیکھیں تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے ایک خلیفہ حضرت عبدالواحد لاہوری علیہ الرحمتہ کے سامنے جنت میں نماز کا ذکر ہوا کہ جنت میں نماز کہاں وہ تو جزاء کا مقام ہے تو آپ نے ایک سرد آہ بھری اور روتے ہوئے فرمایا: بغیر نماز کے جنت میں کیسے گزارا ہوگا۔

چالیس سال تک تکبیر اولیٰ بھی نہ چھوٹی

امام محمد بن سماعہ علیہ الرحمۃ (جو امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے شاگردوں میں سے ہیں) کا ایک سو تین سال کی عمر میں وصال ہوا اس وقت بھی فرض نمازوں کے علاوہ روزانہ دو سو نوافل ادا فرماتے تھے اور صرف ایک نماز کی تکبیر اولیٰ فوت ہوئی وہ بھی اس نے جس دن ان کی والدہ کا وصال ہوا ورنہ چالیس سال تک کسی نماز کی تکبیر اولیٰ نہ فوت ہوئی۔ اور آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری نماز جماعت سے رہ گئی تو میں نے یہ ثواب پانے کے لیے اس نماز کو پچیس مرتبہ ادا کیا تو خواب میں مجھے کہا گیا۔ پچیس مرتبہ نماز تو ادا کر لی مگر فرشتوں کی آمین کہاں سے لاؤ گے (فوائد بہیہ) کیونکہ حدیث میں ہے کہ جب امام ولا الضالین کے بعد آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور من وافق تامینه تامین الملائكة غفرله ما تقدم من ذنبه جس کی آمین فرشتوں کے موافق ہوگی اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں ورنہ موافقت کامل نہ ہوگی۔

اس کے علاوہ پچیس نمازوں کے ثواب والی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وذلك انه اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم خرج الى المسجد لا يخرجه الا الصلوٰة لم يخط خطوة الارفعت له بهادرجة وحط عنه بها خطيئة فاذا صلى لم تزل الملائكة تصلى عليه مادام فى مصلاه مالم يحدث اللهم صل عليه اللهم ارحمه ولا يزال فى صلوة ما انتظر الصلوٰة۔ (مسلم، داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

"اور یہ (ساری فضیلت) اس لیے ہے کہ جب آدمی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف صرف نماز کی ادائیگی کے لیے جاتا ہے تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور پھر جب نماز پڑھ کر اسی جگہ باوضو بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے بخشش و رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور نماز کی انتظار میں بیٹھنے والے کو نماز کا ثواب مسلسل ملتا رہتا

ہے۔"

معلوم ہوا کہ نماز با جماعت کا ثواب اکیلے نماز پڑھنے والے کو حاصل ہو ہی نہیں سکتا اگرچہ ایک ایک نماز کو لاکھ لاکھ مرتبہ پڑھتا رہے۔

بعض لوگوں کو (خاص طور پر دیہاتوں میں عشاء کی نماز میں) دیکھا گیا ہے کہ مسجد میں جاتے ہیں اور اذان و نماز کے دروان اپنی نماز پڑھ کر گھر لوٹ آتے ہیں اور گھنٹوں حقے کے کش لگانے میں مصروف رہتے ہیں۔ غالباً یہی وہ نماز ہے جو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے اور ایسا نمازی فرشتوں کی دعاؤں کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے۔ (بہجہ)

جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا منافقوں کا طریقہ ہے

ایک حدیث میں ہے جس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اپنے رب سے کل (قیامت کو) مسلمان ہو کر ملے تو وہ نمازوں کو باجماعت ادا کرے کیونکہ اللہ نے حضور علیہ السلام کی ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں۔ انہی میں سے ایک باجماعت نماز پڑھنا بھی ہے اور اگر تم لوگ گھروں میں فلاں شخص کی طرح نماز پڑھنا شروع کر دو گے تو تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا۔ لو تركتم سنة نبيكم لضللتم۔ اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہوگئے۔ (الى ان قال) ولقد رايتنا وما يتخلف عنها الامنافق معلوم النفاق۔ اور ہمارے دور میں تو سوائے کھلے منافق کے کوئی بھی جماعت سے دور نہ رہتا تھا یا پھر وہ شخص جو بہت بیمار ہوتا ورنہ تو جو بیمار دو آدمیوں کا سہارا لے کر بھی جماعت کے ساتھ شامل ہو سکتا تو ضرور ایسا ہی کرتا۔ (رواہ مسلم، ابوداؤد)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا وہ بالکل تیرے سامنے ہے اور تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرے (تا کہ کسی خوشی غمی کی وجہ سے تیری توجہ عبادت کی طرف کمزور نہ ہو جائے) اور مظلوم کی بد دعا سے بچ اور اگر زمین پر اپنے آپ کو گھسیٹ کر بھی نماز عشاء اور فجر میں

Scanned with CamScanner

شامل ہوسکے تو ایسا ہی کر۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے نماز عشاء کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اعتموا بهذه الصلوة فانكم فضلتم بها على سائر الامم ولم تصلها امة قبلكم (صحیح بخاری ج۱،ص۸۹)

''اس نماز کو دیر کر کے پڑھو کہ تم اس کے ساتھ تمام امتوں پر فضیلت دیئے گئے ہو، تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہ پڑھی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

والذى نفسى بيده لو يعلم احدهم انه يجد عرقاً سميناً اومر ماتين حسنتين تشهد العشاء.

(خدا کی قسم اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ ہمیں معمولی گوشت والی ہڈی یا بکری کے دو اچھے کھر ملیں گے تو ضرور نماز عشاء باجماعت پڑھتے)

یعنی معمولی چیز کا لالچ تو ان سے یہ کام کروالیتا مگر اتنے بڑے ثواب کی پرواہ نہیں کرتے۔

ایک حدیث میں ہے کہ منافقوں پر نماز فجر اور عشاء بہت بھاری ہے اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ جماعت میں کتنا ثواب ہے تو ضرور شامل ہوتے اگرچہ زمین پر گھسیٹ کر ہی سہی۔ (ترغیب)

(ليس صلوة اثقل على المنافقين من الفجر و العشاء ولو يعلمون ما فيهما لا توهما ولو حبوا)

غضب سے ان کے خدا بچائے......

ایک روایت میں اس کے بعد یہ الفاظ ہیں:

لقد هممت ان امر المؤذن فيقم ثم امرر جلا يؤم الناس ثم اخذ شعلا من نار فاحرق على من لايخرج الى الصلوة بعد.

(بخاری شریف ج۱،ص۹۰)

میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو اقامت کا حکم دوں پھر کسی کو امام بنا کر ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو جماعت میں شامل نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں لقد هممت ان امر فتيتي فيجمعوا الى حزما من حطب ثم اتى قوما يصلون فى بيوتهم ليست بهم علة فاحرقها عليهم۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے نوجوانوں کو لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں اور بلا عذر جماعت میں نہ شامل ہونے والوں کے گھروں کو جلا دوں۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت ومحبت دیکھئے اور پھر بے نمازی کی تو بات ہی کیا کرنی گھر میں بلا عذر نماز پڑھنے والے پر ناراضگی ملاحظہ کیجئے)

غضب سے ان کے خدا بچائے
عتاب باری حجاب میں ہے

تکبیر اولیٰ میں شامل ہونے کا ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من صلى لله اربعين يوما فى جماعة يدرك التكبيرة الاولى كتب له برائتان برائة من النار و براءة من النفاق. (ترمذی)

''جو شخص چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے وہ نفاق اور جہنم سے بری ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔''

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا ارشاد نقل فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف جائے اور (کوشش کے باوجود) جماعت کو نہ پا سکے:

اعطاء الله مثل اجرمن صلاها و حضرها لا ينقص ذلك من اجرها. (ابوداؤد، نسائی)

''اللہ تعالیٰ اس کو جماعت کا ثواب عطا فرما دے گا اور دیگر نمازیوں کے ثواب میں بھی کمی نہ کی جائے گی۔''

معلوم ہوا کہ محض اس خیال سے کہ جماعت ہو چکی ہوگی لہٰذا گھر میں ہی نماز پڑھ

Scanned with CamScanner

لوں مسجد کو جانا نہ چھوڑے کیونکہ اس پر بھی اس کو نماز باجماعت کا ثواب مل جائے گا۔

بعض لوگ گھر یا دوکان پر جماعت کرا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں وہی ثواب مل گیا ہے جو مسجد میں جا کر باجماعت نماز پڑھنے کا ملتا تھا۔ یہ ان کا خیال غلط ہے کیونکہ اول تو مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب گیا، دوسرا کثرت جماعت کے ثواب سے محروم رہے کیونکہ واضح طور پر حدیث میں موجود ہے کہ جماعت میں جتنے لوگ زیادہ ہوں گے اتنے ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوں گے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

صلوٰۃ الرجلین یؤم احدھما صاحبہ ازکی عند اللہ من صلوٰۃ اربعۃ تتری وصلوٰۃ اربعۃ ازکی عند اللہ من صلوٰۃ ثمانیۃ تتریٰ و صلوٰۃ ثمانیۃ یومھم احدھم ازکی عند اللہ من صلوٰۃ مائۃ تتری۔

(طبرانی، بزار)

”دو آدمیوں کی باجماعت نماز چار آدمیوں کی تنہا تنہا نماز سے بہتر ہے۔ اس طرح چار کی آٹھ سے اور آٹھ کی سو سے۔“

اللہ کی رضا والے تین کام

جامع الصغیر میں حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ تین چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے:

۱- نماز باجماعت کی صف کو۔

۲- آدھی رات نماز (تہجد) ادا کرنے والے کو۔

۳- میدان جہاد میں لڑنے والے کو۔

ایک حدیث میں ہے:

بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ۔

(ابن ماجہ)

”جو لوگ اندھیروں میں کثرت کے ساتھ مسجدوں کی طرف جاتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے پورے نور کی خوشخبری سنا دیجئے۔“

یعنی دنیا کے اندھیروں کی مشقت اٹھانے والوں کو قیامت کے دن نور کامل عطا کر

کے اس کی جزا دی جائے گی۔ قرآن پاک میں ہے: یوم تری المؤمنین والمؤمنات یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم۔ ”جس دن تو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو دیکھے گا کہ ان (کی نماز) کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا (اور جنت کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہوگا)۔“

حدیث شریف میں ہے کہ وہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے اور بے فکر ہوں گے جبکہ لوگ گھبراہٹ میں ہوں گے۔

اللہ فرمائے گا: میرے ہمسائے کہاں ہیں، فرشتے پوچھیں گے اے اللہ! تیرے ہمسائے کون ہیں؟ حکم ہوگا ”مسجدوں کو آباد کرنے والے۔“

☆..... حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

من صلی العشاء فی جماعۃ فکانما قام نصف لیلۃ وصلی الصبح فی جماعۃ فکانما صلی اللیل کلہ۔ (مسلم شریف)

”جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اس نے گویا آدھی رات عبادت میں گزاری اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے پوری رات عبادت الٰہی میں گزاری۔“

باجماعت نماز نہ پڑھنے کا گناہ:

اللہ رب العالمین نے جس طرح اپنے احکام کی بجا آوری پر ہمیں طرح طرح کے انعامات سے نوازا ہے اسی طرح اپنے احکامات پر عمل نہ کرنے پر ناراضگی اور عتاب کا اظہار بھی فرمایا ہے اور یہ اس کا لطف و احسان اور فضل و کرم ہے کہ تعمیل ارشاد پر بے شمار انعامات کا وعدہ ہے ورنہ تو بندہ ہونے کا تقاضا یہ تھا کہ بات نہ ماننے پر فقط عتاب ہی عتاب ہوتا کیونکہ نافرمان پر انعام کیسا۔ لیکن نافرمانی کی سزا کم سناتا ہے اور فرمانبرداری کا اجر و ثواب زیادہ دیتا ہے اور پھر ان الحسنت یذھبن السیات کا مژدۂ جانفزا بھی سناتا ہے اور اپنے رسول پاک علیہ السلام کے ذریعے اپنی نافرمانی کے نقصانات سے ہمیں بار بار آگاہ فرما کر مختلف طریقوں سے ہمیں سمجھاتا ہے پھر بھی اگر ہم نہ سمجھیں تو بتائیے بھلا

نقصان کس کا ہے۔

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما من ثلثة فی قریة ولا بدو ولا تقام فیھم الصلٰوة الا استحوذ علیھم الشیطن فعلیکم بالجماعة فانما یا کل الذئب من الغنم القاصیة۔ (رواہ احمد وابوداؤد)

"جب گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہ باجماعت نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے (یعنی وہ اس آیت کا مصداق بن جاتے ہیں کہ استحوذ علیھم الشیطن فانسھم ذکر اللہ" ان پر شیطان نے غلبہ پا کر ان کو اللہ کا ذکر بھلا دیا۔ (المجادلہ)

جماعت کو لازم سمجھو کیونکہ بھیڑیا اکیلی بکری کو ضرور کھا جاتا ہے (اور انسان کا بھیڑیا شیطان ہے جو اس کے نیک اعمال ہڑپ کرنا چاہتا ہے)۔

کاش کہ کھیتوں میں کام کرنے والے بھی نماز باجماعت کا اہتمام کریں تو ان کو دوسرے لوگوں سے زیادہ ثواب ہو بلکہ روایت میں ہے کہ انہیں ایک نماز کا ثواب پچاس کے برابر ہو۔

اور مشکوٰة شریف میں حدیث ہے کہ جب کوئی چرواہا کسی جنگل (پہاڑ کی جڑ) میں اذان کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ کس قدر اہتمام سے نماز ادا کر رہا ہے اور یہ سارا کچھ میرے خوف کی وجہ سے کر رہا ہے (گواہ ہو جاؤ) میں نے اس کو بخش دیا ہے اور جنت اس کے لیے لکھ دی ہے۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلٰوة فلا یجیبه۔ (رواہ احمد والطبرانی)

"یہ سراسر ظلم، کفر اور نفاق ہے کہ بندہ اللہ کی طرف بلانے والے (مؤذن) کی آواز سنے اور نماز باجماعت پڑھنے کے لیے نہ جائے۔"

ایک روایت میں ہے کہ انسان کی بدبختی کے لیے یہ کافی ہے کہ اذان کی آواز سن کر نماز کے لیے حاضر نہ ہو جس کو رسول پاک علیہ السلام بدبختی، سراسر ظلم، نفاق اور کفر قرار دے رہے ہیں۔ جو بندہ پانچ وقت یہی کام کرے اور پھر کہے کہ پتہ نہیں کاروبار کیوں نہیں چلتا، بیماریاں کیوں آتی ہیں ہم نے کبھی کسی کا دل تو نہیں دکھایا۔ ارے اللہ کے رسول ﷺ کا دل دکھا رہے ہو اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔

؎ جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا حساب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

اور پھر یہ تو وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھ بھی لیتے ہوں گے مگر جماعت سے نہ پڑھتے ہوں گے۔ ان کی بدبختی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جو سرے سے پڑھتے ہی نہیں۔

؎ یا الٰہی رحم کن برما ھمہ
عفو کن جملہ گناہ ما ھمہ

☆.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من سمع النداء فلم یمنعه من اتباعه عذر قالوا وما العذر قال خوف او مرض لم تقبل منه الصلٰوة التی صلی۔

(ابوداؤد، مشکوٰة، دارقطنی)

"جو شخص اذان کی آواز سن کر بھی مسجد میں نہ جائے بشرطیکہ اس کو کوئی (خوف و مرض کا) عذر نہ ہو اس کی گھر میں پڑھی ہوئی نماز ہرگز قبول نہ ہوئی۔"

کوئی شخص اگر یہ سمجھے کہ میں تو روزانہ گھر میں نماز پڑھتا ہوں میری تو ہو جاتی ہے حالانکہ مجھے کوئی عذر بھی نہیں ہے تو ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوگا جو کہے کون کہتا ہے بغیر

Scanned with CamScanner

وضو کے نماز نہیں ہوتی میں تو روزانہ پڑھتا ہوں میری تو ہو جاتی ہے تو قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ثواب سے محروم کر دیا جاتا ہے اگرچہ فرض ذمے سے اتر جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ نیز فرمایا کہ ایسے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ اس لیے نہیں فرمایا کہ اس شخص نے خود بھلائی (باجماعت نماز پڑھنے) کا ارادہ نہ کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کے کان اگر پگھلے ہوئے شیشے سے بھر دیئے جائیں تو بہتر ہے۔

☆......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جو دن بھر روزہ رکھتا ہے رات بھر نفلی نماز پڑھتا رہتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا:

فقال ھذا فی النار۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دوزخی ہے۔''

(رواہ الترمذی، موقوفا)

اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو دنیوی اغراض کے لیے مختلف لوگوں کے بتائے ہوئے وظیفے تو بڑی پابندی سے پڑھتے ہیں، بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دینے کی بھی پابندی کرتے ہیں مگر نماز باجماعت کا اہتمام نہ کر کے خدا و رسول ﷺ کو اپنے اوپر ناراض کر لیتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں پر لعنت بھیجتا ہے:

۱- وہ امام کہ جس کے مقتدی اس پر (کسی شرعی وجہ سے) ناراض ہوں لیکن وہ پھر بھی ان کی امامت پر مصر ہو۔

۲- وہ عورت جس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔

۳- وہ شخص جو اذان کی آواز سن کر جماعت میں شریک نہ ہو۔

رسول اللہ کی عظمتوں سے منحرف ہو کر
یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا

خلفاء راشدین اور اطاعت رسول ﷺ:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے منبہات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضور ﷺ کے پاس چند صحابہ رضی اللہ عنہم حاضر خدمت تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ آپ ﷺ کے چہرہ کا دیکھنا، اپنے مال کو آپ ﷺ کے حکم پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی آپ ﷺ کے نکاح میں ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سچ ہے اور مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر (اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا) اور پرانا کپڑا پہننا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے سچ کہا اور مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو کپڑا پہنانا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے سچ کہا۔ اور مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ مہمان کی خدمت کرنا، گرمی کا روزہ رکھنا اور دشمن پر تلوار چلانا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھے حق تعالیٰ شانہ، نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر میں (یعنی جبرائیل) دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں مجھے کیا پسند ہوتا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بتاؤ۔ عرض کیا: میں بھی تین چیزیں ہی پسند کرتا: بھولے ہوؤں کو راستہ بتانا، غریب عبادت کرنے والوں سے محبت رکھنا اور عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا اور یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں۔ (اس کی راہ میں) طاقت کا خرچ کرنا، (مال سے ہو یا جان سے) اور (گناہ پر) ندامت کے وقت رونا اور فاقہ پر صبر کرنا۔

نماز میں خشوع و خضوع کی اہمیت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام نے مجھے یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو میں نے آپ سے آخری وصیت کی درخواست کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: دین کے ہر کام میں اخلاص کا اہتمام کرنا کیونکہ اخلاص کی وجہ سے تھوڑا عمل بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اخلاص والوں کے لیے خوشحالی ہو کہ وہ ہدایت کے چراغ ہیں اور ان کی وجہ سے سخت سے سخت فتنے بھی دور ہو جاتے ہیں۔

آپ (ﷺ) کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ضعیف لوگوں کی برکت سے اس امت کی مدد فرماتا ہے اور ان کی دعا سے، ان کی نماز سے، اور اخلاص سے۔ (ترغیب)

کتنے ہی لوگ ہیں جو نماز باجماعت کا بہت اہتمام کرتے ہیں مگر اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نماز ناقص ہو کر نہ صرف اجر وثواب سے محروم ہو جاتی ہے بلکہ ان کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نماز پڑھیں ہی نہیں کیونکہ نہ پڑھنے میں جو تکبر ونخوت ہے اور اللہ کی نافرمانی ہے اس کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا:

ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین۔

(المومن: ۶۰)

''بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب دوزخ میں ذلت کے ساتھ داخل ہوں گے۔''

اور ارشاد فرمایا:

ان الذین عند ربك لایستکبرون عن عبادته ویسبحونه وله یسجدون۔ (الاعراف: ۲۰۶)

''بے شک جو تیرے رب کے پاس ہیں (ملائکہ مقربین) اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔'' (یہ آیت سجدہ ہے۔ اس کے پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ لازم ہو جاتا ہے)۔

لہٰذا ضروری ہے کہ اپنی نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرے کہ جب نماز کے لیے وقت نکالتا ہے، کاروبار چھوڑتا ہے، مشقت اٹھاتا ہے تو پھر ایسی پڑھے کہ جیسی پڑھنے کا اس کو حکم دیا گیا ہے۔ نہ کہ ایسی کہ اس پر یہ مثال صادق آئے ''بکری دودھ تو دیتی ہے مگر

اس میں مینگنیاں ڈال دیتی ہے''۔

کیونکہ ہر عبادت میں اخلاص اور تقویٰ دیکھا جاتا ہے جیسا کہ قربانی کے بارے فرمایا: نہ اللہ کو قربانی کے جانور کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون مطلوب ہے ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔ بلکہ اس کو تمہارا تقویٰ اور خلوص پہنچتا ہے۔

اسی طرح روزے اور دیگر عبادات کی آیات میں لعلکم تتقون کی صراحت فرما دی۔

یہی وجہ ہے کہ بے خبری، دکھلاوے اور پوری توجہ کے ساتھ نماز نہ پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا: فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن۔ (ایسے نمازیوں کے لیے ہلاکت وخرابی ہے)۔

اور خشوع وخضوع والی نماز پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا:

اولئك ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون۔

(المومنون)

''یہ لوگ جنت الفردوس کے وارث ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: والذین ھم علی صلاتھم یحافظون اولئك فی جنت مکرمون۔ ''جو اپنی نمازوں کی (ظاہری باطنی رعایت و) حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ جنتوں میں عزت دیئے جائیں گے۔ ان تمام آیات کے بارے میں اس سے پہلے بھی آپ پڑھ چکے ہیں اس ضمن میں چند احادیث اور اس کے بعد چند بزرگوں کے واقعات لکھے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: ھل تدرون ما یقول ربکم عزوجل؟ کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے۔ عرض کیا گیا: اللہ و رسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تین مرتبہ آپ نے یہی پوچھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی جواب دیا: پھر آپ (ﷺ) نے فرمایا:

يقول ربكم عزوجل و عزتی وجلالی لا يصليها عبد لوقتها الا ادخلته الجنة ومن صلاها لغير وقتها ان شئت رحمته وان شئت عذبته۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج۱۰،ص ۲۲۸)

"تمہارا رب فرماتا ہے مجھے اپنے جلال وعزت کی قسم! جو شخص نماز کو وقت پر ادا کرے گا میں ضرور اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو وقت کی رعایت کے بغیر نماز ادا کرے گا میری مرضی اس کو بخشوں یا عذاب دوں۔"

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا فرمان نقل کیا:

ما من صباح ولارواح الاوبقاع الارض ينادی بعضها بعضايا جارة هل مربك اليوم عبد صالح صلى عليك او ذكر الله فان قالت نعم رات لها بذلك فضلا

(مجمع الزوائد ج۲ص۶، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ج۶ص۱۷۴)

"کوئی صبح و شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے بعض حصے بعض کو نہ پوچھتے ہوں کہ اے پڑوسی کیا تیرے اوپر آج کوئی ایسا نیک بندہ گزرا ہے جس نے تجھ پر نماز پڑھی ہو یا اللہ کا ذکر کیا ہو؟ اگر وہ جواب میں ہاں کہتا ہے تو پوچھنے والا زمین کا ٹکڑا جان لیتا ہے کہ اس کو مجھ پر فضیلت حاصل ہے۔"

☆.... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: (جس کا آخری حصہ یہ ہے)

ماقام عبدالی صلوة قط الاالتقم فاه ملك ولا يخرج من فيه اية الا يدخل فی فی الملك۔ (شعب الایمان للبیہقی)

"جب کوئی مسلمان نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کا منہ اپنے منہ میں لے لیتا ہے اور جب بھی کوئی آیت نمازی کے منہ سے نکلتی ہے تو سیدھی فرشتے کے منہ میں داخل ہو جاتی ہے۔"

☆ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان الرجل لينصرف وما كتب له الاعشر صلوته تسعها ثمنها سبعها سدسها خمسها ربعها ثلثها نصفها۔ (رواہ ابوداؤد)

"بندہ نماز ادا کرلیتا ہے مگر اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے (اور بعض کے لیے) دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی اور آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔ یعنی اس کے خشوع وخضوع کے مطابق۔"

ایک حدیث شریف میں ہے کہ فرض نماز کا اللہ کے ہاں ایک وزن ہے جتنی (خشوع کی) کمی ہوگی اتنا ہی نماز کا وزن کم ہو جائے گا۔

بعض احادیث میں ہے کہ سب سے پہلے (نماز سے) خشوع اٹھالیا جائے گا کہ پوری جماعت میں ایک شخص بھی خشوع سے (نماز) پڑھنے والا نہ ہوگا۔ (جامع الصغیر)

رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

نماز میں اِدھر اُدھر مائل ہونا

حضرت اُمّ رومان (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ) فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز کے دوران ادھر ادھر جھکنے لگی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں ڈر کی وجہ سے نماز توڑنے کے قریب ہوگئی پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

اذا قام احدكم فی الصلوة فليسكن اطرافه لا يتميل تميل اليهود فان سكون الاطراف فی الصلوة من تمام الصلوة۔

(ابن عساکر، جامع صغیر للسیوطی)

"کوئی شخص جب نماز میں کھڑا ہوتا تو اپنے تمام بدن کو سکون سے رکھے اور یہودیوں کی طرح نماز میں ہلے نہیں کیونکہ بدن کا نماز میں ساکن رہنا نماز کی تکمیل ہے۔"

حضور علیہ السلام وحی کی انتظار میں دوران نماز آسمان کی طرف نگہ اٹھا لیتے تھے لیکن جب یہ آیات نازل ہوئیں: قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون۔ تو پھر آپ بھی نگاہ نیچی ہی رکھتے۔

اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی ان آیات کے نزول سے پہلے دوران نماز ادھر ادھر توجہ کر لیتے مگر مندرجہ بالا آیات کے بعد وہ بھی رک گئے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کسی طرف توجہ نہ کرتے بلکہ ہمہ تن نماز کی طرف ہی متوجہ رہتے، اپنی نگاہوں کو سجدے کی جگہ رکھتے اور یہ سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہے۔

خشوع کیا ہے؟

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا گیا کہ خشوع کیا ہے؟ فرمایا: خشوع دل میں ہوتا ہے اور یہ کہ پوری توجہ نماز کی طرف رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: خشوع کرنے والے ہی اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سکون سے رہتے ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ عرض کیا گیا وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: یہی کہ ظاہر میں سکون ہو مگر دل میں نفاق ہو۔ ایک موقع پر فرمایا: نفاق کا خشوع یہ ہے ظاہر میں تو خشوع ہو مگر دل میں نہ ہو۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دل کا خشوع خوف خدا اور نگاہ کو نیچا رکھنا ہے۔

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو نماز کے دوران داڑھی پر ہاتھ پھیرتے دیکھ کر فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو (ایسا نہ کرتا اور) بدن کے سارے اعضاء میں سکون ہوتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ فرمایا: یہ شیطان کا نماز سے اچک لینا ہے۔

حدیث شریف میں ہے جو لوگ نماز میں اوپر دیکھتے ہیں وہ باز آ جائیں ورنہ ان کی نظر سلب کر لی جائے گی۔ (مسلم شریف)

آپ (ﷺ) نے فرمایا: نماز ایسے پڑھو کہ گویا آخری نماز پڑھ رہے ہو، اور اس شخص کی طرح پڑھو کہ جس کو یہ گمان ہو کہ شاید مجھے اس کے بعد نماز پڑھنے کا موقع نہ ملے گا۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: بغیر حضور قلب کے نماز بے جان جسم کی طرح ہے۔ مزید فرمایا: نماز کے ذریعے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہئے اور نماز میں جو کچھ پڑھا جا رہا ہے ان کے معانی کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ الغرض نماز کو اگر نماز سمجھ کر ادا کیا جائے گا تو انشاء اللہ محرومی نہ ہوگی۔

پھر یہ نماز روزی کو کھینچنے والی بھی ہوگی، صحت کی محافظ بھی ہوگی، بیماری کو دور بھی کرے گی، دل کو قوت بھی پہنچائے گی، چہرے کو خوبصورت اور منور بھی بنائے گی، جان کو فرحت بھی پہنچائے گی، اعضاء میں نشاط بھی پیدا فرمائے گی، سستی اور کاہلی کو دفع بھی فرمائے گی، شرح صدر اور غذائے روح کا کام بھی دے گی، یہی نماز دل کو منور و روشن کرتی ہے اللہ کے انعام کی محافظ بلکہ ان میں اضافے کا سبب بنتی ہے، عذاب الٰہی سے حفاظت کرتی ہے، شیطان سے دوری اور رحمٰن سے قرب پیدا کرتی ہے، الغرض: روح و بدن کو بھی درست کرے گی، دنیا و آخرت کی تکلیفات بھی دور کرے گی اور دونوں جہانوں کے منافع بھی مہیا کرے گی۔

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ!

☆..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے قرآن پاک کی اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا:

ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر

(بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے)

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنكر فلا صلوة له.

''جس کی نماز اس کو بے حیائی اور برے کاموں سے نہ روکے اس کی کوئی نماز نہیں۔'' (درمنثور)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نماز میں گناہوں سے ہٹانے اور روکنے کی صلاحیت موجود ہے۔

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ فی الحدیث آیہ مبارکہ کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ نماز میں تین چیزیں ہیں ۱- اخلاص، ۲- خوف خدا، ۳- ذکر الٰہی۔ جس نماز میں یہ تین چیزیں نہیں وہ نماز ہی نہیں۔ اخلاص بندے کو نیک کاموں کا حکم دیتا ہے، خوف خدا گناہوں سے روکتا ہے اور اللہ کا ذکر قرآن مجید ہے جس کے اندر بذات خود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صفت پائی جاتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ جو نماز مذکورہ خوبی سے عاری ہو وہ اللہ سے دوری پیدا کرتی ہے۔ حضرت امام حسن ایسی نماز کو نماز ہی نہیں سمجھتے۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: افضل الصلوۃ طول القنوت۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ) ''سب سے افضل نماز لمبے قیام والی ہے۔''

قنوت کی تعریف

قنوت کیا ہے؟ اس کے بارے میں مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف اقوال ہیں اور ان میں پھر بہت طویل ابحاث ہیں ان تمام ابحاث کو صوفیائے کرام (جو حضور قلب کے بغیر نماز کو نماز ہی نہیں مانتے) نے یوں سمیٹ دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نماز میں بارہ ہزار چیزیں ہیں جن کو حق تعالیٰ شانہ، نے بارہ چیزوں میں منضم فرمایا ہے۔ ان بارہ کی رعایت ضروری ہے تاکہ نماز مکمل ہو جائے اور اس کا پورا فائدہ حاصل ہو۔ یہ بارہ حسب ذیل ہیں:

(۱) علم، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی جہل کی حالت کے بہت سے عمل سے افضل ہے۔ (۲) وضو، (۳) لباس، (۴) وقت، (۵) قبلہ کی

طرف رخ کرنا، (۶) نیت، (۷) تکبیر تحریمہ، (۸) نماز میں کھڑا ہونا، (۹) قرآن شریف پڑھنا، (۱۰) رکوع، (۱۱) سجدہ، (۱۲) التحیات میں بیٹھنا اور ان سب کی تکمیل اخلاص کے ساتھ ہے۔ پھر ان بارہ کے تین تین جزو ہیں۔

علم کے تین جزو یہ ہیں کہ فرضوں اور سنتوں کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرے، نمبر دو یہ معلوم کرے کہ وضو اور نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں کتنی سنت ہیں، اور تیسرا یہ معلوم کرے کہ شیطان کس کس مکر سے نماز میں رخنہ ڈالتا ہے۔ اس کے بعد وضو کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ دل کو کینہ اور حسد سے پاک کرے جیسا کہ ظاہری اعضاء کو پاک کر رہا ہے۔ دوسرے ظاہری اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھے۔ تیسرے وضو کرنے میں نہ اسراف کرے، نہ کوتاہی کرے پھر لباس کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ حلال کمائی سے ہو، دوسرے یہ کہ پاک ہو، تیسرے سنت کے موافق ہو کہ ٹخنے وغیرہ ڈھکے ہوئے نہ ہوں، تکبر اور بڑائی کے طور پر نہ پہنا ہو۔ پھر وقت میں بھی تین چیزوں کی رعایت ضروری ہے۔ اول یہ کہ دھوپ ستاروں وغیرہ کی خبر گیری رکھے تاکہ اوقات صحیح معلوم ہو سکیں (اور ہمارے زمانہ میں اس کے قائم مقام گھڑی گھنٹے ہو گئے ہیں) دوسرے اذان کی خبر رکھے، تیسرے دل سے ہر وقت نماز کے وقت کا خیال رکھے کبھی ایسا نہ ہو کہ وقت گزر جائے اور اس کو پتہ نہ چلے۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت رکھے۔ اول یہ کہ ظاہری بدن سے ادھر متوجہ ہو، دوسرے یہ کہ دل سے اللہ کی طرف توجہ رکھے کہ دل کا کعبہ وہی ہے، تیسرے مالک کے سامنے جس طرح ہمہ تن ہونا چاہئے اس طرح متوجہ ہو۔ پھر نیت بھی تین چیزوں کی محتاج ہے۔ اول یہ کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور وہ دیکھتا ہے، تیسرے یہ کہ وہ دل کی حالت کو بھی دیکھتا ہے۔ پھر تکبیر تحریمہ کے وقت بھی تین چیزوں کی رعایت کرنا ہے۔ اول یہ کہ لفظ صحیح ہو، دوسرے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے (گویا اشارہ ہے کہ اللہ کے سوا سب چیزوں کو پیچھے پھینک دیا) تیسرے یہ کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں بھی موجود ہو۔ پھر قیام یعنی کھڑے ہونے میں بھی تین چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ نگاہ سجدہ کی جگہ رہے،

دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خیال کرے، تیسرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بڑی مشکل سے دربانوں کی منت سماجت کر کے بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور جب رسائی ہو اور بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کرے گا۔ پھر قرأت میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے۔ اول صحیح ترتیل سے پڑھے، دوسرے اس کے معنی پر غور کرے، تیسرے جو پڑھے اس پر عمل کرے۔ پھر رکوع میں بھی تین چیزیں ہیں اول یہ کہ کمر کو رکوع میں بالکل سیدھا رکھے نہ نیچا کرے نہ اونچا (علماء نے لکھا ہے کہ سر اور کمر اور سرین تینوں چیزیں برابر رہیں) دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر چوڑی کر کے گھٹنوں پر رکھے، تیسرے تسبیحات کو عظمت اور وقار سے پڑھے۔ پھر سجدہ میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے۔ اول یہ کہ دونوں ہاتھ سجدہ میں کانوں کے برابر رہیں، دوسرے ہاتھوں کی کہنیاں کھڑی رہیں، تیسرے تسبیحات کو عظمت سے پڑھے۔ پھر بیٹھنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے۔ اول یہ کہ دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے، دوسرے یہ کہ عظمت کے ساتھ معنی کی رعایت کر کے تشہد پڑھے کہ اس میں حضور ﷺ پر سلام ہے۔ مؤمنین کے لیے دعا ہے پھر فرشتوں پر اور دائیں بائیں جانب جو لوگ ہیں ان پر سلام کی نیت کرے۔ پھر اخلاص کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ اس نماز سے صرف اللہ کی خوشنودی مقصود ہو۔ دوسرے یہ سمجھے کہ اللہ ہی کی توفیق سے یہ نماز ادا ہوئی، تیسرے اس پر ثواب کی امید رکھے۔ (فضائل نماز)

نماز میں خشوع وخضوع کے واقعات:

۱- شیخ عبدالواحد علیہ الرحمۃ مشہور صوفیاء میں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ رات کو اوراد و وظائف بھی چھوٹ گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت حسین خوبصورت لڑکی سبز ریشمی لباس پہنے ہوئے ہے جس کے پاؤں کی جوتیاں تک تسبیح میں مشغول ہیں۔ کہتی ہے کہ میری طلب میں کوشش کر میں تیری طلب میں ہوں۔ اس کے بعد اس نے چند شوقیہ شعر پڑھے۔ یہ خواب سے اٹھے اور قسم

کھائی کہ رات کو نہیں سوؤں گا۔ کہتے ہیں کہ چالیس برس تک صبح کی نماز عشاء کی وضو سے پڑھی۔ (نزہت)

۲- شیخ مظہر سعدی رحمہ اللہ ایک بزرگ ہیں جو اللہ جل شانہ، کے عشق و شوق میں ساٹھ برس تک روتے رہے۔ ایک شب خواب میں دیکھا گویا ایک نہر ہے جس میں خالص مشک بھرا ہوا ہے۔ اس کے کناروں پر موتیوں کے درخت سونے کی شاخوں والے لہلہا رہے ہیں۔ وہاں چند نوعمر لڑکیاں پکار پکار کر اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ ہم کو لوگوں کے معبود اور محمد رسول ﷺ کے پروردگار نے ان لوگوں کے واسطے پیدا فرمایا ہے جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے اللہ سے مناجات کرتے رہتے ہیں۔

۳- ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک نوجوان غلام رہتا تھا۔ دن بھر روزہ رکھتا تھا اور رات بھر تہجد پڑھتا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ وہ اتفاق سے آج رات سو گیا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ محراب کی دیوار پھٹی۔ اس میں سے چند لڑکیاں نہایت ہی حسین اور خوبصورت ظاہر ہوئیں مگر ایک ان میں نہایت بدصورت بھی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور یہ بدصورت کون ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ ہم تیری گزشتہ راتیں ہیں اور یہ تیری آج کی رات ہے۔ (نزہت)

۴- ایک بزرگ کہتے ہیں کہ مجھے ایک رات ایسی گہری نیند آئی کہ آنکھ نہ کھلی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسی نہایت حسین لڑکی ہے کہ اس جیسی میں نے عمر بھر نہیں دیکھی۔ اس میں سے ایسی تیز خوشبو مہک رہی تھی کہ میں نے ویسی خوشبو بھی کبھی نہیں سونگھی اس نے مجھے کاغذ کا ایک پرچہ دیا۔ جس میں تین شعر لکھے ہوئے تھے ان کا مطلب یہ تھا کہ تو نیند کی لذت میں مشغول ہو کر جنت کے بالا خانوں سے غافل ہو گیا۔ جہاں ہمیشہ تجھے رہنا ہے اور موت بھی وہاں نہ آئے گی۔ اپنی نیند سے اٹھ۔ سونے سے تہجد میں قرآن پڑھنا بہت بہتر ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد

سے جب مجھے نیند آتی ہے اور یہ اشعار یاد آتے ہیں تو نیند بالکل اڑ جاتی ہے۔

ایک لونڈی کی نماز

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا وہاں ایک باندی فروخت ہو رہی تھی جو دیوانی بتائی جاتی تھی۔ میں نے سات دینار میں خرید لی اور اپنے گھر لے آیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو میں نے دیکھا کہ وہ اٹھی، وضو کیا، نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ روتے روتے اس کا دم نکلا جاتا تھا۔ نماز کے بعد اس نے مناجات شروع کی اور یہ کہنے لگی۔ اے میرے معبود! تجھے میرے ساتھ محبت کی قسم مجھ پر رحم فرما۔ میں نے اس سے کہا کہ اس طرح نہ کہو۔ یوں کہو کہ مجھے تجھ سے جو محبت ہے اس کی قسم۔ یہ سن کر اس کو غصہ آ گیا اور کہنے لگی۔ قسم ہے اس ذات کی اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں نہ کھڑا رکھتا۔ پھر اوندھے منہ گر گئی اور چند شعر پڑھے۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ بے چینی بڑھتی جا رہی ہے اور دل جلا جا رہا ہے اور صبر جاتا رہا اور آنسو بہہ رہے ہیں اس شخص کو کس طرح قرار آ سکتا ہے جس کو عشق و شوق اور اضطراب سے چین ہی نہیں۔ اے اللہ اگر کوئی خوشی کی چیز ہو تو اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔ اس کے بعد بلند آواز سے یہ دعا کی کہ یا اللہ میرا اور تیرا معاملہ اب تک پوشیدہ تھا۔ اب مخلوق کو خبر ہو چکی اب مجھے اٹھا لے۔ یہ کہہ کر زور سے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔

۶- اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خدمت کے لیے ایک باندی خریدی۔ ایک مدت تک وہ میری خدمت کرتی رہی اور اپنی حالت کا مجھ سے اخفاء کرتی۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات میں مشغول ہو جاتی ہے اور کہتی ہے کہ اے اللہ! اس محبت کے وسیلہ سے جو تجھے مجھ سے ہے فلاں فلاں کام کر دے۔ میں نے آواز سے کہا کہ اے عورت یوں کہہ کہ میری محبت کے وسیلہ سے جو مجھے تجھ سے ہے۔ کہنے لگی میرے آقا اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں نماز سے بٹھلا کر مجھے کھڑا نہ کرتا۔ سری کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے اس کو بلا کر کہا کہ تو میری

خدمت کے قابل نہیں اللہ ہی کی عبادت کے لائق ہے۔ اس کو کچھ سامان دے کر آزاد کر دیا۔ (نزہۃ)

۷- حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک عورت کا حال بیان فرماتے ہیں کہ جب وہ تہجد کی نماز کو کھڑی ہوتی تو کہتی اے اللہ ابلیس بھی تیرا ایک بندہ ہے اس کی پیشانی بھی تیرے قبضہ میں ہے۔ وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے نہیں دیکھ سکتی۔ تو اسے دیکھتا ہے اور اس کے سارے کاموں پر قادر ہے اور وہ تیرے کسی کام پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ اے اللہ اگر وہ میری برائی چاہے تو تو اس کو دفع کر اور وہ میرے ساتھ مکر کرے تو تو اس کے مکر کا انتقام لے۔ میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں اور تیری مدد سے اس کو دھکیلتی ہوں۔ اس کے بعد وہ روتی رہتی تھی۔ حتیٰ کہ روتے روتے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ لوگوں نے اس سے کہا۔ خدا سے ڈر کہیں دوسری آنکھ بھی نہ جاتی رہے۔ اس نے کہا اگر یہ آنکھ جنت کی آنکھ ہے تو اللہ جل شانہ، اس سے بہتر عطا فرمائے گا اور اگر دوزخ کی آنکھ ہے تو اس کا دور ہی ہونا اچھا۔

در جوانی توبہ کردن ......

شیخ ابو عبد اللہ جلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے میرے والد سے مچھلی کی فرمائش کی۔ والد صاحب بازار تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا۔ مچھلی خریدی۔ گھر تک لانے کے واسطے مزدور کی تلاش تھی کہ ایک نو عمر لڑکا جو پاس ہی کھڑا تھا کہنے لگا چچا جان اسے اٹھانے کے واسطے مزدور چاہئے؟ کہا ہاں! اس لڑکے نے اپنے سر پر اٹھائی اور ہمارے ساتھ چل دیا۔ راستہ میں اس نے اذان کی آواز سن لی۔ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کے منادی نے بلایا ہے مجھے وضو بھی کرنا ہے۔ نماز کے بعد لے جا سکوں گا۔ آپ کا دل چاہے انتظار کر لیجئے ورنہ اپنی مچھلی لے لیجئے۔ یہ کہہ کر مچھلی رکھ کر چلا گیا۔ میرے والد صاحب کو خیال آیا کہ یہ مزدور لڑکا تو ایسا کرے ہمیں بطریق اولیٰ اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ یہ سوچ کر وہ بھی مچھلی رکھ کر مسجد میں چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم سب آئے تو مچھلی اسی طرح رکھی ہوئی

تھی۔ اس لڑکے نے اٹھا کر ہمارے گھر پہنچا دی۔ گھر جا کر والد نے یہ عجیب قصہ والدہ کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کو روک لو وہ بھی مچھلی کھا کر جائے اس سے کہا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میرا تو روزہ ہے۔ والد نے اصرار کیا کہ شام کے وقت یہیں آ کر افطار کرے لڑکے نے کہا میں ایک دفعہ جا کر دوبارہ نہیں آتا۔ یہ ممکن ہے کہ میں پاس ہی مسجد میں ہوں شام کو آپ کی دعوت کھا کر چلا جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ قریب ہی مسجد میں چلا گیا۔ شام کو بعد مغرب آیا۔ کھانا کھایا اور کھانے سے فراغت پر اس کو تخلیہ کی جگہ بتادی۔ ہمارے قریب ہی ایک اپاہج عورت رہا کرتی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ وہ بالکل اچھی تندرست آ رہی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کس طرح اچھی ہوگئی۔ کہا میں نے اس مہمان کے طفیل سے دعا کی تھی کہ یا اللہ اس کی برکت سے مجھے اچھا کر دے۔ میں فوراً اچھی ہوگئی۔ اس کے بعد جب ہم اس کے تخلیہ کی جگہ اس کو دیکھنے گئے تو دیکھا دروازے بند ہیں اور اس مزدور کا کہیں پتہ نہیں۔

۹- ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کے پاؤں میں پھوڑا نکل آیا۔ طبیبوں نے کہا اگر ان کا پاؤں نہ کاٹا گیا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ ان کی والدہ نے کہا ابھی ٹھہر جاؤ۔ جب یہ نماز کی نیت باندھ لیں تو کاٹ لینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔

۱۰- ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک باندی دیکھی جو بہت کم داموں میں فروخت ہو رہی تھی جو نہایت دبلی پتلی تھی اس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو خرید لیا۔ اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ بازار چل۔ رمضان المبارک کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لیں۔ کہنے لگی اللہ کا شکر ہے جس نے میرے واسطے سارے مہینے یکساں کر دیئے۔ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی، رات بھر نماز پڑھتی۔ جب عید قریب آئی تو میں نے اس سے کہا کہ کل صبح بازار چلیں گے تو بھی ساتھ چلنا عید کے واسطے کچھ ضروری سامان

خرید لائیں گے کہنے لگی میرے آقا تم تو دنیا میں بہت ہی مشغول ہو۔ پھر اندر گئی اور نماز میں مشغول ہوگئی اور اطمینان سے ایک ایک آیت مزے لے لے کر پڑھتی رہی حتیٰ کہ اس آیت پر پہنچی ویسقٰی من ماء صدید۔ الایۃ (سورۂ ابراہیم: ع ۳) اس آیت کو بار بار پڑھتی رہی اور ایک چیخ مار کر اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔

۱۱- ایک سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔ کئی کئی دن ایسے گزر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے زیادہ وضو اور نماز میں مشغول ہونے والے تو اور بھی ہوں گے مگر ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا شاید ہی کوئی ہو؟ عشاء کی نماز کے بعد مصلّی پر بیٹھ جاتے اور دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ اسی میں نیند کا غلبہ ہوتا تو آنکھ لگ جاتی۔ پھر جب کھل جاتی تو اسی طرح روتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے کہتے ہیں کہ خلافت کے بعد سے جنابت کے غسل کی نوبت نہیں آئی۔ ان کی بیوی عبدالملک بادشاہ کی بیٹی تھیں۔ باپ نے بہت سے زیورات و جواہرات دیئے تھے اور ایک ایسا ہیرا دیا تھا جس کی نظیر نہیں تھی۔ آپ نے بیوی سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر۔ یا تو وہ سارا زیور اللہ واسطے مجھے دے دے کہ میں اس کو بیت المال میں جمع کرادوں یا مجھ سے جدائی اختیار کرلے۔ مجھے یہ چیز ناگوار ہے کہ میں اور وہ مال ایک گھر میں جمع رہیں۔ بیوی نے عرض کیا کہ وہ مال کیا چیز ہے میں اس سے کئی گنا زیادہ پر بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی یہ کہہ کر سب کچھ بیت المال میں جمع کرا دیا۔ آپ کے انتقال کے بعد جب عبدالملک کا بیٹا یزید بادشاہ بنا تو اس نے بہن سے دریافت کیا۔ اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس دے دیا جائے۔ فرمانے لگیں کہ جب میں ان کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی؟ مرض الموت

Scanned with CamScanner

میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس مرض کے متعلق کیا خیال کیا جاتا ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں۔ پھر ایک غلام کو بلایا اس سے پوچھا کہ مجھے زہر دینے پر کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا؟ اس نے کہا مجھے سو دینار دیئے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ دینار لے آ۔ اس نے حاضر کئے۔ آپ نے ان کو بیت المال میں جمع فرما دیا اور اس غلام سے فرمایا تو کسی ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔ انتقال کے وقت مسلمہ ؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اولاد کے ساتھ ایسا کیا جو کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا۔ آپ کے تیرہ بیٹے ہیں اور ان کے لیے نہ کوئی روپیہ آپ نے چھوڑا نہ پیسہ۔ آپ نے فرمایا: ذرا مجھے بٹھا دو۔ بیٹھ کر فرمایا کہ میں نے ان کا کوئی حق دبایا نہیں اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں پس اگر وہ صالح ہیں تو اللہ جل شانہ، خود ان کا کفیل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وھو یتولی الصالحین (وہی متولی ہے صلحاء کا)

اور اگر وہ گناہگار ہیں تو مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں۔

۱۴- حضرت محمد بن منکدر ؓ حفاظِ حدیث میں سے ہیں۔ ایک رات تہجد میں اتنی کثرت سے روئے کہ حد نہ رہی کسی نے دریافت کیا تو فرمایا تلاوت میں یہ آیت آ گئی تھی: وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون (سورۂ زمر-ع۵) اوپر کی آیت میں اس کا ذکر ہے کہ اگر ظلم کرنے والوں کے پاس دنیا کی ساری چیزیں ہوں اور اتنی ہی ان کے ساتھ اور بھی ہوں تو وہ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹنے کے لیے فدیہ کے طور پر دینے لگیں۔ اس کے بعد ارشاد ہے: وبدالھم۔ اور اللہ کی طرف سے ان کے لیے (عذاب کا) وہ معاملہ پیش آئے گا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور اس وقت ان کو اپنی تمام بداعمالیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ حضرت محمد ؒ ابن منکدر وفات کے وقت بھی بہت گھبرا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی آیت سے ڈر رہا ہوں۔

موت کے بعد قبر میں نماز

حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمۃ حفاظ حدیث میں ہیں اس قدر کثرت سے اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی۔ فرمایا ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا ہے۔ اس کی دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ کہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے۔ ابوسنان ؒ کہتے ہیں خدا کی قسم میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ۔ جب دفن کر چکے تو ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت کا عمل کیا تھا؟ اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو؟ ہم نے قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ پچاس برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔

۱۵- حضرت امام ابو یوسف ؒ باوجود علمی مشاغل کے جو سب کو معلوم ہیں اور ان کے علاوہ قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے قضا کے مشاغل علیحدہ تھے لیکن پھر بھی دو سو رکعات نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ باوجود دن بھر کی مشغولیت کے رات دن میں تین سو رکعات نوافل پڑھتے حضرت سعید بن جبیر علیہ الرحمۃ ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے حضرت محمد بن نصر ؒ مشہور محدث ہیں۔ اس انہماک سے نماز پڑھتے تھے جس کی نظیر مشکل ہے۔ ایک مرتبہ پیشانی پر ایک بھڑ نے نماز میں کاٹا جس کی وجہ سے خون بھی نکل آیا مگر نہ حرکت ہوئی نہ خشوع وخضوع میں کوئی فرق آیا۔ کہتے ہیں کہ نماز میں لکڑی کی طرح سے بے حرکت کھڑے رہتے تھے۔ حضرت بقی بن مخلد روزانہ تہجد اور وتر کی تیرہ رکعت میں ایک قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ہناد ایک محدث ہیں۔ ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی زیادہ روتے تھے۔ ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے

رہے اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر زوال تک نوافل پڑھتے رہے، دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد آ کر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے۔ پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے۔ مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا۔ میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں؟ اس نے کہا کہ ستر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے تو اور بھی تعجب کرو گے۔

۱۶- مسروق ؒ ایک محدث ہیں ان کی بیوی کہتی ہیں کہ وہ نمازیں اتنی لمبی لمبی پڑھا کرتے کہ ان کی پنڈلیوں پر ہمیشہ اس کی وجہ سے ورم رہتا تھا اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی ان کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی۔ سعید بن المسیب ؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس ۴۰ برس تک ایسا ہی کیا۔ امام غزالی ؒ نے ابوطالب ؒ مکی سے نقل کیا کہ چالیس ۴۰ تابعین سے تواتر کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے ان میں سے بعض کا چالیس ۴۰ برس تک یہی عمل رہا۔ (اتحاف) حضرت امام اعظم ؓ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح ایک وضو سے پڑھی اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا اتنا ہی نقل کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔

کیسی آنکھ ہے کہ نیند سے ہی نہیں بھرتی

بھجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے کے لیے آیا۔ وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے۔ وہ انتظار میں بیٹھ گیا۔ جب نماز سے فارغ ہو چکے تو نوافل میں مشغول ہو گئے اور عصر تک پڑھتے رہے۔ یہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ نفلوں سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کر دی اور اس سے فارغ ہو

کر دعا میں مشغول ہو گئے اور مغرب تک مشغول رہے اور پھر مغرب کی نماز پڑھی اور نوافل شروع کر دیے۔ عشاء تک اس میں مشغول رہے۔ یہ بے چارہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر پھر نفلوں کی نیت باندھ لی اور صبح تک اس میں مشغول رہے۔ پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا اور اوراد وظائف پڑھتے رہے۔ اسی میں مصلے پر بیٹھے آنکھ جھپک گئی تو فوراً آنکھوں کو ملتے ہوئے اٹھے۔ استغفار و توبہ کرنے لگے اور یہ دعا پڑھی: اعوذ باللّٰہ من عین لا تشبع من النوم (اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی ہی نہیں)۔

۱۸- ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ رات کو سونے لیٹتے تو کوشش کرتے کہ آنکھ لگ جائے مگر جب نیند نہ آتی تو اٹھ کر نماز میں مشغول ہو جاتے اور عرض کرتے یا اللہ! تجھ کو معلوم ہے کہ جہنم کی آگ کے خوف نے میری نیند اڑا دی اور یہ کہہ کر صبح تک نماز میں مشغول رہتے۔

۱۹- حضرت امام شافعی ؒ کا معمول تھا کہ رمضان میں ساٹھ قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں کئی روز تک امام شافعی ؒ کے یہاں رہا صرف رات کو تھوڑی دیر سوتے تھے۔

۲۰- حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ فقہاء صحابہ کرام ؓ کی نماز ایسی تھی کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے تو ان پر خوف خدا طاری ہو جاتا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہو جاتی، رگیں پھول جاتیں، آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اذان سنتے ہیں مگر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا اور آپ اس قدر گھبرا جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مؤذن کیا کہتا ہے تو راحت و آرام سے محروم ہو جائیں اور نیند اڑ جائے۔ اس کے بعد اذان کے ہر ہر جملہ کی تنبیہ کو مفصل ذکر فرمایا۔

بزرگوں کی نماز ایسی ہوتی ہے

عصام علیہ الرحمۃ نے حضرت حاتم زاہد بلخی علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ آپ نماز کس

طرح پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اول نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں پھر اس جگہ پہنچتا ہوں جہاں نماز پڑھنی ہے اور پہلے نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پل صراط پر ہے۔ داہنی طرف جنت ہے بائیں طرف دوزخ ہے۔ موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے۔ پھر کوئی اور نماز شاید میسر نہ ہو اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں۔ پھر معنی کو سوچ کر قرآن پڑھتا ہوں، تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور اطمینان سے نماز پوری کرتا ہوں، اس طرح کہ اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال سے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں، عصام ؒ نے پوچھا کہ کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھتے ہیں؟ حاتم ؒ نے کہا تیس برس سے۔ عصام ؒ رونے لگے کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی۔

۲۲- محمد بن واسع علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے دنیا میں صرف تین چیزیں چاہئیں۔ ایک ایسا دوست ہو جو میری لغزشوں پر متنبہ کرتا رہے۔ ایک بقدر زندگی روزی جس میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔ ایک جماعت کی نماز ایسی کہ اس میں جو جو کوتاہی ہو جائے وہ تو معاف ہو، اور جو ثواب ہو وہ مجھے مل جائے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد فرمانے لگے کہ شیطان نے اس وقت مجھ پر ایک حملہ کیا۔ میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ میں افضل ہوں۔ (اس لیے کہ افضل کو امام بنایا جاتا تھا) آئندہ کبھی بھی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ میمون ؒ بن مہران ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے تو جماعت ہو چکی تھی: انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ نماز کی فضیلت مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب تھی۔

۲۳- بکر بن عبداللہ ؒ کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے مالک اپنے مولا سے بلاواسطہ بات کرنا

چاہے تو جب چاہے کر سکتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر اور نماز کی نیت باندھ لے۔ سعید تنوخی علیہ الرحمۃ جب تک نماز پڑھتے رہتے مسلسل آنسوؤں کی لڑی رخساروں پر جاری رہتی۔ خلف بن ایوب ؓ سے کسی نے پوچھا کہ یہ مکھیاں آپ کو نماز میں تنگ نہیں کرتیں؟ آپ کہنے لگے کہ میں اپنے آپ کو کسی ایسی چیز کا عادی نہیں بناتا جس سے نماز میں نقصان آئے۔ یہ بدکار لوگ حکومت کے کوڑوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں محض اتنی سی بات کے لیے کہ لوگ کہیں گے کہ بڑا بہادر اور متحمل مزاج ہے اور پھر اس کو فخریہ بیان کرتے ہیں۔ میں اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوں اور ایک مکھی کی وجہ سے حرکت کرنے لگوں۔

۲۴- بهجة النفوس میں لکھا ہے کہ ایک صحابی ؓ رات کو نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک چور آیا اور گھوڑا کھول کر لے گیا۔ لے جاتے ہوئے اس پر بھی نظر پڑ گئی مگر نماز نہ توڑی۔ بعد میں کسی نے کہا بھی کہ آپ نے پکڑ کیوں نہ لیا؟ فرمایا: جس چیز میں مشغول تھا وہ اس سے بہت اونچی تھی۔

میری نماز میں خلل آ ہی نہیں سکتا

مسلم بن یسار ؒ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں سے کہہ دیتے کہ تم باتیں کرتے رہو مجھے تمہاری باتوں کا پتہ نہیں چلے گا۔ ربیع ؒ کہتے ہیں کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں، مجھ پر اس کا فکر سوار ہو جاتا ہے کہ مجھ سے کیا کیا سوال و جواب ہوگا۔ عامر بن عبداللہ ؒ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں کی باتوں کی تو کیا خبر ہوتی ڈھول کی آواز کا بھی پتہ نہ چلتا تھا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ تمہیں نماز میں کسی چیز کی بھی خبر ہوتی ہے۔ فرمایا: ہاں مجھے اس کی خبر ہوتی ہے کہ ایک دن اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونا ہوگا اور دونوں گھروں جنت یا دوزخ میں سے ایک میں جانا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا: ہم نے یہ نہیں پوچھا۔ ہماری باتوں میں سے بھی کسی بات کی خبر ہوتی ہے؟ فرمایا کہ مجھ میں نیزوں کی بھالیں گھس جائیں یہ زیادہ اچھا ہے اس

سے کہ مجھے نماز میں تمہاری باتوں کا پتہ چلے۔ ان کا یہ بھی ارشاد ہے اگر آخرت کا منظر اس وقت میرے سامنے ہو جائے تو میرے یقین اور ایمان میں اضافہ نہ ہو (کہ غیب پر ایمان اتنا ہی پختہ ہے جتنا مشاہدہ پر ہوتا ہے) ایک صاحب کا کوئی عضو خراب ہو گیا تھا جس کے لیے اس کے کاٹنے کی ضرورت تھی۔ لوگوں نے تجویز کیا کہ جب یہ نماز کی نیت باندھیں اس وقت کاٹنا چاہئے۔ ان کو پتہ بھی نہ چلے گا۔ چنانچہ نماز پڑھتے ہوئے اس عضو کو کاٹ دیا گیا۔ ایک صاحب سے پوچھا گیا کہ تمہیں نماز میں دنیا کا بھی خیال آ جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہ نماز میں آتا ہے نہ بغیر نماز کے۔ ایک اور صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ تمہیں نماز میں کوئی چیز یاد آ جاتی ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا: نماز سے زیادہ کوئی محبوب شی ہے جو مجھے نماز میں یاد آئے گی۔ (فضائل نماز در فضائل اعمال)

یہ واقعات اس رباعی پر ختم کر رہا ہوں جو ایک ولی کامل اکثر پڑھا کرتے تھے یعنی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی عاصیم استغفر اللہ
توئی فریاد رس الحمد للہ
نداریم ہیچ گونہ توشۂ راہ
بجز لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

(خطبات شیر ربانی ص ۵۷)

صرف انسان ہی نہیں ہر شیء نماز میں مشغول ہے:

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صفت ط کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ واللہ علیم بما یفعلون O (النور:۴۱)

"کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں آسمانوں اور زمین والے اور پرندے (جو زمین و آسمان کے درمیان میں ہیں) پر پھیلائے

ہوئے (یا صفیں باندھ کر) سب جانتے ہیں اپنی اپنی نماز اور تسبیح کو اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔"

اشرف المخلوقات (انسان) کی غیرت کو بیدار کیا جا رہا ہے کہ اشرف و اعلیٰ ہونے کے باوجود اگر تو نماز سے غافل ہے تو پھر ہوتا رہ سوائے تیرے ہر مخلوق ہی نماز میں مصروف و مشغول ہے۔

اگرچہ نماز کا علم ہونا اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتا ہے لیکن یہ بات تو قرآن پاک سے ثابت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے علاوہ بھی باقی تمام مخلوق کو نہ صرف نماز کا بلکہ جن جن علوم کے وہ محتاج ہیں انہیں وہ تمام کے تمام علوم فطری طور پر عطا فرما دیئے ہیں کہ ان کو سیکھنے سکھانے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور انسان اگر یہ سب کچھ سیکھ کر بھی اس کے مطابق نماز کی ادائیگی میں مصروف نہ ہو تو اس کی قسمت۔

اس میں شک نہیں کہ انسان کی نماز اور اس کے طریقہ ادائیگی میں اور باقی مخلوق کی نماز میں فرق ہے لیکن بہرحال اپنے اپنے حال اور طریقے کے مطابق ہر کوئی نماز کی ادائیگی کا پابند ہے اور نہ صرف ادائیگی کا بلکہ (صفت) با جماعت ادائیگی کا۔

یاھو تیرے معبود نہ کوئی تو ہے اک خدایا
اللہ اکبر شان تری ہر شی تھیں اعلیٰ پایہ
باھو تیری توفیق نہ ہمت کراں جو نیکی کائی
باھو تیری توفیق نہ طاقت کراں جو ترک برائی

(ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب.

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان حلیما غفورا.

(بنی اسرائیل:۴۴)

"اسی کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمانوں اور زمین والے اور جو ان کے درمیان ہے اور کوئی شی ایسی نہیں جو اس کی پاکی کے ساتھ اس کی تعریف نہ کرتی ہو، ہاں البتہ تم ان کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے (اختلاف لغات یا دشواری ادراک کے باعث) بے شک اللہ تعالیٰ حلم والا، بخشنے والا ہے (کہ بندوں کی غفلت پر عذاب میں جلدی نہیں فرماتا)۔

کسی تاویل کی ضرورت نہیں کہ کہا جائے "ہر شی کی تسبیح" سے مراد زبان حال کی تسبیح ہے کہ ہر شی کی حالت اللہ تعالیٰ کی پاکی وعظمت پر دلالت کرتی ہے یا وہ تمام عیوب سے پاک ہے، جس طرح کہ مکان یا زیور اپنے بنانے والے کی کاری گری بیان کرنے سے مراد یہ ہوتا ہے کہ ہر کوئی دیکھ کر اس کے صانع کی صنعت سمجھ لیتا ہے نہ یہ کہ وہ مکان اور زیور بول کر کہتے ہیں کہ ہمیں فلاں نے کس قدر عمدہ بنایا ہے۔"

کیونکہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم کے الفاظ اس طرح کی تمام تاویلات کا دروازہ بند کر رہے ہیں اور یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے کہ جب بھی کوئی شخص اس کی کسی آیت میں مرضی متکلم کے خلاف تاویل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ آیت خود ہی اس کو رد کر دیتی ہے: ذلك الكتاب لا ريب فيه۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر چیز کی زندگی اس کے حسب حال ہے۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ دروازہ کھلتے وقت کی آواز اور چھت کا چٹخنا بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور ان سب کی تسبیح سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ہم نے حضور علیہ السلام کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوتے دیکھے اور ہم نے کھانے سے تسبیح کی آواز کو (اپنے کانوں سے) سنا۔"

مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "میں اس پتھر کو (اب بھی) پہچانتا ہوں جو میری بعثت کے زمانے میں (یا اس سے قبل) مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام لکڑی کے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور جب منبر شریف بن گیا تو اس پر جلوہ فرما ہو گئے تو ستون رونے لگا، حضور علیہ السلام نے اس پر دست شفقت پھیرا تو اس کو تسکین ہو گئی۔ (بخاری شریف)

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو اپنے رنگ میں یوں بیان فرمایا۔

استن حنانہ درہجر رسول — نالہ می زد ہمچو ارباب عقول
در تحیر ماند اصحاب رسول — کز چہ می نالد ستوں با عرض وطول
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون — گفت جانم از فراقت گشت خوں

ہجر رسول میں وہ لکڑی عقل والوں کی طرح ایسے روئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیرت زدہ ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے لکڑی سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے آپ کی جدائی کو رونے کا باعث بتایا (نہ کہ محض ذکر الٰہی کو جیسا کہ بعض خشک عقیدے والے کہتے ہیں)

مسندت من بودم از من تاختی
برسر مسند تو منبر ساختی
پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

(دفتر دوم)

فرضیت نماز، حدیث معراج کی روشنی میں

عن مالك بن صعصعة رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: بينا انا عندالبيت بين النائم واليقظان اذا قبل احد الثلثة بين الرجلين. فاتيت بطست من ذهب ملأن

حکمة وایمانا، فشق من النحر الی مراق البطن فغسل القلب بماء زمزم ثم ملی حکمة وایمانا ثم اتیت بدابة دون البغل وفوق الحمار ثم انطلقت مع جبرئیل علیه السلام واتینا السماء الدنیا، فقیل: من هذا؟ قال جبرئیل قیل: ومن معك، قال: محمد، قیل: وقد ارسل الیه مرحبا به و نعم المجی جاء، فاتیت علی آدم علیه السلام فسلمت علیه، قال مرحبا بك من ابن ونبی، ثم اتینا السماء الثانیة، قیل: من هذا؟ قال: جبرئیل قیل: ومن معك قال: محمد، فمثل ذلك، فاتیت علی یحیی و عیسیٰ علیهما السلام فسلمت علیه، فقال مرحبابك من اخ ونبی، ثم اتینا السماء الثالثة، قیل: من هذا؟ قال: جبرئیل، قیل، ومن معك؟ قال: محمد، فمثل ذلك، فاتیت علی ادریس علیه السلام، فسلمت علیه، قال: مرحباب من اخ ونبی، ثم اتینا السماء الخامسة فمثل ذلك فاتیت علی هارون علیه السلام فسلمت علیه، قال: مرحبا بك من اخ و نبی، ثم اتینا السماء السادسة فمثل ذلك، ثم اتینا علی موسیٰ علیه السلام فسلمت علیه، قال: مرحبابك من اخ ونبی، فلما جاوزته بکی قیل: ما یبکیك، قال: یارب هذا الغلام الذی بعثته بعدی یدخل من امته الجنة اکثروافضل مما یدخل من امتی، ثم اتینا السماء السابعة فمثل ذلك فاتیت علی ابراهیم علیه السلام فسلمت علیه قال: مرحبابك من ابن ونبی، ثم رفع الی البیت المعمور فسالت جبرئیل، فقال: هذا البیت المعمور یصلی فیه کل یوم سبعون الف ملك، فاذا خرجوا فیها لم یعودوا فیه آخرما علیهم، ثم رفعت الی سدرة المنتهی فاذا نبقها مثل قلال هجر واذا ورقها

مثل آذان الفیلة واذا فی اصلها اربعة انهار، نهران باطنان ونهران ظاهران، فسالت جبرئیل فقال: اما الباطنان ففی الجنة واما الظاهران فالفرات والنیل، ثم فرضت علی خمسون صلوٰة، فاتیت علی موسی فقال: ماصنعت، قلت: فرضت علی خمسون صلاة قال: انی اعلم بالناس منك، انی عالجت بنی اسرائیل اشد المعالجة وان امتك لن یطیقوا ذلك فارجع الی ربك فاسأله ان یخفف عنك، فرجعت الی ربی فسالته ان یخفف عنی فجعلها اربعین، ثم رجعت الی موسی علیه السلام فقال: ماصنعت، قلت: جعلها اربعین، فقال: لی مثل مقالته الاولی فرجعت الی ربی فجعلها ثلثین فاتیت علی موسیٰ علیه السلام فاخبرته، فقال لی مثل مقالته الاولی فرجعت الی ربی فجعلها عشرین ثم عشرة ثم خمسة فاتیت علی موسی علیه السلام فقال لی مثل مقالته الاولی فقلت: انی استحیی من ربی عزوجل ان ارجع الیه، فنودی ان قد امضیت فریضتی خففت عن عبادی واجزی بالحسنة عشر امثالها۔(سنن نسائی ۱/۷۶)۔

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس درمیان کہ میں بیت اللہ شریف کے پاس نیند و بیداری کے درمیان تھا کہ اچانک دو آدمیوں کے درمیان ایک شخص میری جانب آیا اور میرے پاس ایک سونے کی لگن لائی گئی جو حکمت وایمان سے پُر تھی۔ چنانچہ اس نے میری گردن سے پیٹ تک ایک نشتر لگایا اور میرے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر حکمت وایمان سے بھر دیا، پھر میرے پاس خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا ایک جانور لایا گیا۔ میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ چلنے لگا۔ ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو آواز آئی کون؟ حضرت جبرئیل نے کہا میں جبرئیل، آواز آئی تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: محمد ﷺ تو کسی نے کہا: ہاں ان کی

طرف تمہیں بھیجا گیا تھا۔ خوش آمدید اور ان کا آنا مبارک' پھر میں آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا اور میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب میں بیٹا اور نبی کہہ کر خوش آمدید کہا۔ پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے۔ وہاں بھی آواز آئی کون؟ حضرت جبرئیل نے فرمایا: میں جبرئیل' آواز آئی تمہارے ساتھ کون؟ تو انہوں نے جواب دیا محمد ﷺ تو وہاں بھی پہلے کی طرح خوش آمدید کہا گیا۔ پھر میری ملاقات حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام سے ہوئی۔ ان دونوں حضرات نے بھائی اور نبی کہہ کر خوش آمدید کہا۔ پھر ہم تیسرے آسمان کے پاس پہنچے' آواز آئی کون؟ جواب دیا میں جبرئیل' کہا تمہارے ساتھ کون؟ انہوں نے جواب میں کہا: محمد ﷺ چنانچہ وہاں بھی پہلے کی طرح خوش آمدید کہا گیا' پھر میری ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی' میں نے انہیں سلام کیا' انہوں نے بھائی اور نبی کہہ کر خوش آمدید کہا۔ پھر ہم چوتھے آسمان پر پہنچے وہاں بھی مثل سابق گفتگو ہوئی تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی بھائی اور نبی کہہ کر خوش آمدید کہا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے' یہاں بھی حسب سابق بات چیت کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے بھائی اور نبی کہہ کر خوش آمدید کہا۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ اسی طرح گفتگو کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے بھائی اور نبی کہہ کر خوش آمدید کہا۔ جب میں وہاں سے آگے بڑھنے لگا تو آپ روئے' پوچھا گیا آپ کیوں روئے؟ عرض کیا الٰہی' یہ جوان جس کو تو نے میرے بعد مبعوث فرمایا اپنی امت کو کثیر تعداد میں لے کر جنت میں داخل ہوگا جبکہ میری امت قلیل ہوگی۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر گئے تو وہاں بھی حسب سابق گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بیٹا اور نبی کہہ کر خوش آمدید کہا۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور پیش کیا گیا۔ میں نے حضرت جبرئیل سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ بیت المعمور ہے' ہر دن اس میں ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جو یہاں سے جاتا ہے آخر وقت تک واپس نہیں آئیگا۔ پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ آیا تو اس کے پھل ہجر کے مٹکوں کے برابر اور پتے ہاتھی کے

کان کے جیسے تھے' اس کی جڑ میں سے چار نہریں جاری تھیں۔ دو ظاہری اور دو باطنی' میں نے حضرت جبرئیل سے پوچھا تو انہوں نے بتایا' باطنی نہریں تو جنت میں رواں ہیں اور ظاہری فرات اور نیل پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: آپ پر کیا لازم کیا گیا؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں تو انہوں نے کہا؟ میں لوگوں کو (اس بارے میں) خوب جانتا ہوں میں نے بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے۔ آپ کی امت اس پر عمل نہیں کر سکے گی۔ آپ جایئے اور تخفیف کرایئے۔ میں اپنے رب کے حضور پہنچا اور تخفیف چاہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے چالیس نمازیں مقرر فرمادیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ آپ نے پھر پوچھا اب کتنی لازم رہیں؟ میں نے کہا: چالیس' پھر آپ نے پہلے کی طرح کہا' میں اپنے رب کے حضور پہنچا تو تیس لازم رکھی گئیں' میں نے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے پہلے کی طرح پھر کہا۔ میں لوٹ کر اپنے رب کے حضور گیا۔ اب بیس رہ گئیں پھر دس اور پھر پانچ' میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے ویسا ہی کہا: میں نے کہا اب مجھے اپنے رب کے حضور جاتے ہوئے حیا آتی ہے۔ آواز آئی۔ ہم نے، اپنے فریضہ کے مطابق ثواب رکھا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی ہے کہ ایک نیکی پر دس کا ثواب دیا جاتا ہے۔ لہٰذا پانچ نمازوں پر پچاس کا ثواب ملے گا۔

الصلوٰۃ قبل المعراج

عن عزيزة بنت تجراة قالت كانت قريش لا تنكر صلوة الضحٰى وكان المسلمون قبل ان تفرض الصلوة الخمس يصلون الضحىٰ والعصر وكان النبي صلى الله عليه وسلم اذا صلوا اخر النهار تفرقوا في الشعاب فصلوها فرادٰى

(الاصابۃ فی تمییز الصحابہ للعسقلانی ۱۱۳۸۰' ۲۴۰/۸)

حضرت عزیزہ بنت تجراۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش نماز چاشت کو ناپسند کرتے اور اہل اسلام نمازوں کے فرض ہونے سے پہلے چاشت اور عصر کی

نماز پڑھا کرتے تھے اور حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب دن کے آخری حصہ میں نماز ادا کر لیتے تو گھاٹیوں میں متفرق ہو کر تنہا تنہا پڑھتے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

یہ نماز باقاعدہ رکوع، سجدہ، قرات، تکبیر تحریمہ والی ہوتی۔ اس میں طہارت ثوب اور استقبال قبلہ بھی تھا نیز معراج سے پہلے نماز جماعت کے ساتھ بھی ہوتی اور جہر سے بھی۔ (فتاویٰ رضویہ ۵/ ۲۸، ۲۹)

اوّلین نمازی

عن ابی رافع رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: صلی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم غداۃ الاثنین، وصلت خدیجۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا یوم الاثنین من آخر النہار، وصلی علی کرم اللّٰہ تعالٰی وجہہ یوم الثلاثاء، فمکث علی یصلی مستخفیا سبع سنین واشہراً قبل ان یصلی احد. (المعجم الکبیر للطبرانی ۱/ ۳۲۰)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے پیر کی صبح میں نماز پڑھی اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پیر کے دن آخر وقت میں نماز پڑھی اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے منگل کے دن نماز پڑھی۔ پھر حضرت علی سات سال کچھ ماہ پوشیدہ طور پر نماز پڑھتے رہے اس سے قبل کہ دوسرے حضرات نے نماز پڑھی۔

انسان عبادات کا مکلّف کب ہوتا ہے

عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: تجب الصلوٰۃ علی الغلام اذا عقل، والصوم اذا اطاق، والحدود والشہادت اذا احتلم.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بچہ جب سمجھدار ہو جائے تو اس پر نماز واجب ہے اور روزہ اس وقت

جب کہ اس کی طاقت رکھے اور حدود و گواہی کے احکام اس وقت متعلق ہوں گے۔ جب وہ بالغ ہو جائے۔ (کنز العمال ۴۵۳۲۶، ۱۶/ ۴۴۲)

نماز اور ادائے مصطفیٰ ﷺ

عن مالک بن الحویرث رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: اتینا النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم و نحن شیبۃ متقاربون فاقمنا عندہ عشرین یوما ولیلۃ وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم رحیما رفیقا، فلما ظن انا قد اشتہینا اہلنا او قد اشتقنا سالنا عمن ترکنا بعدنا فاخبرناہ فقال: ارجعوا الی اہلیکم فاقیموا فیہم وعلموہم ومروہم و ذکر اشیاء احفظہا اولا احفظہا، وصلوا کما رایتمونی اصلی فاذا حضرت الصلوۃ فلیوذن لکم احدکم ولیؤمکم اکبرکم.

(الجامع الصحیح للبخاری، الاذان ۱/ ۸۸)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ہم کچھ نوعمر جوان تھے۔ ہم بیس دن و رات آپ کے پاس قیام پذیر رہے۔ آپ بے حد مہربان اور شفیق تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ ہم گھر جانے کے خواہشمند ہیں تو آپ نے ہم سے ان لوگوں کا حال پوچھا جنہیں ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ ہم نے آپ کو سب کچھ بتایا پس آپ نے حکم فرمایا: تم واپس لوٹ جاؤ اور انہی لوگوں میں رہو اور انہیں تعلیم دو اور نیکی کا حکم دو اور چند باتیں آپ نے ارشاد فرمائیں مجھے یاد ہیں یا یاد نہیں رہیں۔ جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھنا اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی اذان دے اور تم میں سے بڑا امام بنے۔

عبادات' تاحیات

بعض لوگ جو بدقسمتی سے اپنے آپ کو پیر بھی کہلاتے ہیں۔ قرآن پاک کی جس آیت سے غلط استدلال کر کے نماز سے اپنی اور اپنے مریدین کی جان چھڑانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اسی آیت سے اہل حق نے زندگی کے آخری سانسوں تک نماز کا فرض ہونا ثابت کیا ہے اور وہ آیت یہ ہے واعبد ربك حتّٰی یاتیك الیقین۔ میری خود ایک بہت بڑی گدی کے سجادہ نشین سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا جی قرآن میں ہے کہ یقین آنے تک عبادت کرو۔ میں نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو عبادت کرتے ہیں ان کو ابھی یقین حاصل نہیں ہوا؟ جبکہ ایمان کہتے ہی یقین کو ہیں۔ وبالاخرة هم یوقنون (اور وہ آخرت پہ یقین رکھتے ہیں) کیونکہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے جس کو دوسرے لفظوں میں یقین کہہ سکتے ہیں۔

پھر میں نے کہا کہ کیا حضور علیہ السلام' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام کو ساری زندگی یقین حاصل نہ ہوا (نعوذ باللہ) جو آخری عمر تک نماز ادا کرتے رہے؟ تو کہنے لگے کہ نہیں یقین کے بعد نماز فرض نہیں رہتی اور وہ بطور شکر ادا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ جن کی اولاد ہیں انہوں نے تصوف پہ بیسیوں کتب لکھی ہیں۔ ان کی کسی کتاب سے یہ بات دکھادیں کہ یقین حاصل ہو جانے کے بعد نماز فرض نہیں رہتی بلکہ بطور شکر ادا کی جاتی ہے اور یہ کہ فرض کے ہوتے ہوئے شکر ادا نہیں ہو سکتا جبکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد بھی ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ نماز ہے۔

اس کے بعد انہوں نے وہی پرانا ہتھیار نکالا اور بحالت جلالی نادر شاہی فرمان جاری ہوا کہ مولویوں کو کیا پتہ کہ قرآنی آیات کی صوفیانہ تفسیر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ اگر تفسیر نعیمی ہی پڑھ لیتے تو ایسی بات نہ کرتے کیونکہ اس میں اس آیت کی صوفیانہ تفسیر بھی موجود ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے بحث کیلئے اپنے مرید خاص اور دوست راست کو زور سے آواز دی اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کی مثال کو اپنایا لیکن وہ بھی تار عنکبوت

ثابت ہوا جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔

خدایا بدہ شوق ذات رسول　　بدرد محمد مرا کن قبول
شب و روز در عشق حضرت بدار　　ہمہ عمر در وصل احمد گزار
حیاتی مماتی ہمہ وقت ما　　عطا کن وصال مرا مصطفیٰ (ﷺ)

قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیت اور اس سے ماقبل کی آیت کے تناظر میں دیکھیں تو جس طرح یہ بے عمل لوگ غلط تاویلات کا سہارا لے کر اہل حق سے جھگڑنے اور طرح طرح کی باتیں کر کے ان کا دل دکھاتے ہیں۔ کفار مکہ کا بھی کچھ اسی طرح کا وطیرہ تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون۔ فسبح بحمد ربك
وكن من الساجدين واعبد ربك حتّٰى ياتيك اليقين

(الحجر: آخری آیات)

اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ (کفار کی) دلخراش باتیں سن سن کر آپ اپنے دل میں تنگی محسوس کرتے ہیں (اور ان کے طعن و استہزاء سے آپ کبیدہ خاطر ہوتے ہیں لیکن) آپ اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولتے رہیں اور اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہیں اور یقین (موت) آنے تک اس کی عبادت کرتے رہیں۔ حضور علیہ السلام کو ان حالات میں تا دم آخر عبادت کا حکم دے کر ثابت کیا گیا کہ نماز سینہ کی تنگی اور کبیدہ خاطری کا علاج ہے۔ اس سے انشراح صدر اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور شرح صدر کوئی معمولی نعمت نہیں بلکہ بڑے بڑے نبیوں نے اس کی آرزو کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی رب اشرح لی صدری۔ اے اللہ میرا سینہ کھول دے اور ہمارے آقا علیہ السلام کو خود ہی فرمایا گیا الم نشرح لك صدرك۔ اے پیارے کیا ہم نے آپ کا سینہ آپ کے لئے کھول نہیں دیا؟

سیدھے رستے چلائیو ہم کو　　پیچ و خم سے بچائیو ہم کو
جب دم واپسیں ہو یا اللہ　　لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

اوقات نماز

احادیث میں تو نماز کے اوقات کو مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔بعض جگہ قرآن پاک میں بھی اجمال طور پر نماز کے اوقات کا تذکرہ موجود ہے۔اس سے پہلے ایک آیت گزر چکی ہے۔

ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا۔

بے شک نماز اہل ایمان پر مقرر اوقات پر فرض کی گئی ہے۔

اسی طرح **حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ** کے اندر بھی نماز وقت پہ ادا کرنے کا واضح اشارہ اور حکم موجود ہے۔چند دیگر آیات میں زیادہ وضاحت کے ساتھ اوقات نماز کی نشاندہی فرمائی گئی ہے جن میں سے صرف تین مقامات کو یہاں بیان کرنا مقصود ہے۔

نمبر۱: **فسبحان اللّٰہ حین تمسون و حین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض و عشیا و حین تظھرون** (الروم:۱۸،۱۷)

پس اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو جب شام کرو اور جب صبح ہو اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمینوں میں اور تیسرے پہر اور جب تمہیں دوپہر ہو۔

حضرت نافع بن ارزق نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا۔

ھل تجد صلوٰۃ الخمس فی القرآن ؟

کیا قرآن میں پانچ نمازوں کا ذکر موجود ہے؟

قال نعم و قراھا ھاتین الایتین وقال جمعت الایۃ الصلوات الخمس (معالم)

آپ نے فرمایا! ہاں (قرآن میں پانچ نمازوں کا تذکرہ موجود ہے) پھر آپ نے مندرجہ بالا دو آیات کی تلاوت فرمائی اور فرمایا اس آیت نے پانچ نمازوں کو جمع کر دیا ہے۔

آیات مبارکہ میں لفظ مسا (تمسون) صبح (تصبحون) عشی (عشیا) اور ظہر (تظھرون) اس بارے میں نہایت اہم ہیں کہ یہ چاروں الفاظ بیان اوقات کے لئے ہی

ہیں۔

پھر ان آیات میں یہ فرمانا کہ اللہ ہی کیلئے ہے تعریف آسمانوں اور زمین میں اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

(۱) تم یہ نہ سمجھ لینا کہ صرف ہم ہی اللہ کی عبادت کرتے ہیں بلکہ آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوق اس کی عبادت میں مصروف ہے

(**یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض**)

(۲) صبح وشام عبادت کرنے کا معمول صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ اللہ کی ساری مخلوق کا ہے۔

فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن الیل فسبحہ وادبار السجود (ق:۳۹،۴۰)

آپ (اے نبی علیہ السلام) ان (کفار) کی باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کیجئے۔طلوع آفتاب سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے قبل کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد بھی۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ قبل طلوع الشمس سے نماز فجر قبل الغروب میں ظہر وعصر اور ومن الیل میں مغرب وعشاء کا ذکر ہے اور ادبار السجود کے چند معنی ہیں۔

☆ جب سجدے مکمل ہو جائیں تو سلام سے پہلے کچھ تسبیح یعنی قعدۂ اولیٰ و ثانیہ میں تشہد وغیرہ۔

☆ نماز کے بعد کی تسبیحات بالخصوص تسبیح فاطمہ اور دیگر اوراد و وظائف اذکار و ادعیہ۔

☆ فرائض کے بعد نوافل وسنن ادا کرنا مراد ہے۔

نمبر۳: **واصبر لحکم ربک فانک باعیننا وسبح بحمد ربک حین تقوم ومن الیل فسبحہ وادبار النجوم** ۔(الطور: آخری آیات)

اور اے پیارے محبوب! صبر کیجئے (اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہئے یا) اس کے

حکم کے انتظار میں (اور جو مہلت انہیں دی گئی ہے اس پر کبیدہ خاطر اور ملول نہ ہوں۔ عنقریب وہ عذاب میں مبتلا ہونیوالے ہیں) اور بے شک آپ تو ہماری آنکھوں (نگہداشت) میں ہیں (وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کریں جب آپ کھڑے ہوں (نماز کیلئے تکبیر اولیٰ کے بعد سبحانك اللھم پڑھنا مراد ہے) اور ستاروں کے غروب ہوتے وقت اس آیت میں حین تقوم سے نماز تہجد و من الیل سے مغرب و عشاء اور ادبار النجوم سے نماز فجر مراد ہے۔

احناف کا یہی مؤقف ہے کہ ستاروں کے غروب ہونے کے بعد جب روشنی پھیل جائے تو نماز فجر ادا کی جائے۔ حدیث میں ہے اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر۔ فجر خوب روشن کر کے پڑھو کہ اس میں اجر بہت زیادہ ہے۔

آیات قرآنی سے نمازوں کے اوقات کا تذکرہ پڑھنے کے بعد اب احادیث ملاحظہ ہوں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ثلاث لا تؤ خروھن الصلوٰة اذا اتت والجنازة اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا (ترمذی الصلوٰۃ ص۲۲، ج۱)

تین کاموں میں دیر نہ کرو (۱) نماز جب اس کا وقت ہو جائے (۲) جنازہ جس وقت حاضر ہو (غائبانہ نہیں) (۳) لڑکی (کا نکاح کردو) جبکہ اس کا کفو (مناسب رشتہ) مل جائے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔

من حافظ علی الصلوات الخمس رکوعھن و سجودھن و مواقیتھن وعلم انھن حق من عنداللّٰہ دخل الجنة اوقال وجبت له الجنة اوقال حرم علی النار (مسند احمد ص۱۶۰، ج۴)

جو شخص پانچ نمازوں کی رکوع و سجود اور ان کے اوقات کے ساتھ حفاظت کرے گا اور اس یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ کی طرف سے حق ہے وہ جنت میں داخل ہو گیا یا فرمایا اس

پر جنت واجب ہو گئی یا فرمایا کہ دوزخ اس پر حرام ہو گئی۔

☆ عن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: جاء رجل فقال: یارسول اللّٰہ ای شیء احب الی اللّٰہ تعالیٰ فی الاسلام قال: الصلوٰة لوقتھا ومن ترک الصلوٰة فلا دین له، والصلوٰة عماد الدین. (کنزالعمال ۲۱۶۱۸)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اسلام میں کیا چیز سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہے۔ فرمایا: نماز وقت پر پڑھنا جس نے نماز چھوڑی اس کا دین نہ رہا۔ نماز دین کا ستون ہے۔

☆ عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: ثلث من حفظھن فھو ولی حقا ومن ضیعھن فھو عدو حقا، الصلوٰة والصیام والجنابة (مجمع الزوائد ص۲۹۱، ج۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ہیں کہ جو ان کی حفاظت کرے وہ سچا ولی ہے اور جو انہیں ضائع کرے وہ پکا دشمن۔ نماز، روزہ اور غسل جنابت۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: وقت صلوٰة الظھر مالم یحضر العصر، ووقت صلوٰة العصر مالم تصفر الشمس، ووقت صلوٰة المغرب مالم یسقط فورالشفق، ووقت صلوٰة العشاء الی نصف اللیل، ووقت صلوٰة الفجر مالم یطلع قرن الشمس۔ (مسند احمد ص۲۱۰، ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظہر کی نماز کا وقت عصر شروع ہونے تک ہے اور عصر کا سورج کے زرد

ہونے تک اور مغرب کا شفق غائب ہونے تک۔ عشاء کا نصف رات تک اور فجر کا جب تک سورج طلوع نہ ہو۔

وقت فجر

☆ عن زيد بن ثابت رضي الله تعالٰى عنه قال: تسحر نامع رسول صلى الله تعالٰى عليه وسلم ثم قمنا الى الصلوة، قلت كم كان قدر ما بينهما؟ قال: خمسين آية۔ (بخاری، ص۲۵۷/ ج۱)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور پرنور ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز فجر کیلئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا: بیچ میں کتنا فاصلہ دیا؟ فرمایا: پچاس آیت پڑھنے کا۔

☆ عن قتادة عن انس رضي الله تعالٰى عنهما قال: ان نبي الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم و زيد بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام نبي الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم الى الصلٰوة فصلى قلت لانس: كم كان فراغهما من سحورهما و دخولهما في الصلٰوة قال: قدرما يقرأ الرجل خمسين آية (بخاری، ص۱۵۲/ ج۱)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت زید بن رضی اللہ عنہ نے سحری تناول کی۔ جب فارغ ہوئے تو حضور علیہ السلام نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھ لی۔ میں نے حضرت انس سے پوچھا: سحری سے فارغ ہونے اور نماز میں داخل ہونے کے درمیان کتنا فاصلہ تھا تو انہوں نے فرمایا اتنا کہ بندہ پچاس آیات پڑھ لے۔

فتاوٰی رضویہ میں ہے کہ یہ انداز عام امت کو اختیار نہیں کرنا چاہئے اور حضور علیہ السلام نے اس لیے اختیار فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے آپ کو وقت حقیقی کی اطلاع فرمائی تھی اور آپ دین میں خطا سے معصوم ہیں۔

(فتاوٰی رضویہ، ج۲، ص۳۶۰)

نماز فجر میں تاخیر افضل ہے

☆ حضرت داؤد بن یزید اودی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہمیں نماز فجر پڑھاتے۔ ونحن نترأ الى الشمس مخافة ان تكون قد اطلعت (شرح معانی الآثار، ص۱۰۶/ ج۱)

اس حال میں کہ ہم آفتاب کی طرف دیکھ کر یہ سوچتے کہ نہیں نکل تو نہیں آیا۔

☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر (ترمذی ج۲ ص۲۲ باب الصلوٰۃ)

صبح کی نماز خوب روشن کر کے پڑھو کہ اس میں اجر زیادہ ہے۔

انہی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فكلما اسفرتم بالفجر فانه اعظم للاجر (معجم کبیر للطبرانی، ص۲۴۹/ ج۴)

انہی (رافع بن خدیج) سے اس طرح الفاظ بھی مروی ہیں۔

كلما اصبحتم بالصبح فانه اعظم لاجوركم (الصحیح لابن حبان، ص۲۶۳)

(ترجمہ تقریباً وہی ہے جو اوپر گزر چکا)

☆ حضرت رافع سے یہ بھی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

يا بلال نادالصلٰوة الصبح حتى يبصر القوم مواقع نبلهم من الاسفار (المعجم الکبیر للطبرانی، ص۲۴۹/ ج۴)

اے بلال! فجر کی اذان اس وقت دیا کرو کہ جب لوگ تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیا کریں روشنی کی وجہ سے۔

☆ ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا اتفاق کسی امر پر نہیں کیا جیسا کہ فجر کے روشن کر کے پڑھنے پر۔

مااجتمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على شئى كما اجتمعوا على التنوير۔ (صحیح ابن خزیمہ، شرح معانی الآثار، ص۱۰۹/ ج۱)

جن احادیث میں نماز فجر جلدی پڑھنے کا ذکر ہے۔ ان میں حضور علیہ السلام نے اپنی عادت شریف کے خلاف عمل فرمایا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مزدلفہ میں نماز مغرب بوقت عشاء اور فجر کو اول وقت میں پڑھنے کے بارے میں فرمایا: ان هاتين الصلاتين حولتا عن وقتهما في هذا المكان۔ یعنی یہ دونوں نمازیں اس جگہ اپنے وقت سے پھیر کر پڑھی گئیں۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ہے صلى الفجر قبل وقتها بغلس۔ صبح کی نماز (معمول بھا) وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھی گئی (یعنی وقت معہود و مقصود سے قبل نہ کہ طلوع فجر سے پہلے کیونکہ یہ خلاف اجماع ہے) (بخاری ص ۲۲۸ ج ۱، مسلم ص ۲۱۷ ج ۱)

نماز فجر دیر سے ادا کرنے میں مشقت کم، جماعت میں نمازیوں کی کثرت جیسے بہت سے فوائد ہیں جو کہ شارع علیہ السلام کو مطلوب و محبوب ہیں اور تغلیس میں تقلیل اور لوگوں کیلئے مشقت ہے جو کہ ناپسندیدہ اور مکروہ ہے اسی لیے امام کو تخفیف صلوۃ کا اور بوڑھے مریض اور حاجت مند کی مراعات کا حکم ہے۔ چنانچہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ وہ نماز لمبی پڑھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا یا معاذ افتان انت۔ تین بار فرمایا اے معاذ! کیا تو فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ نماز فجر دیر سے پڑھنے کی حد یہ ہے ایسے وقت میں شروع کی جائے کہ قرات مسنونہ کے ساتھ اطمینان سے پڑھ لے اور اگر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت پیش آئے تو پھر بھی اسی طرح پڑھی جاسکے یعنی دو جماعتیں مسنون طریقے پر ہوسکیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۳۹ ملخصاً)

گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا حکم

☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ مؤذن نے نماز ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ابرد ٹھنڈی کر۔ کچھ دیر بعد پھر مؤذن نے اذان دینا چاہی تو آپ (ﷺ) نے پھر یہی فرمایا ابرد یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہوگیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان شدة الحر من فيح جهنم فاذا اشتد الحر فابردوا الصلوة

گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے اس میں نماز ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ (بخاری باب المواقیت ص ۷۸ ج ۱)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۶۱ و ص ۳۶۳ یہ فرماتے ہیں: "ظاہر ہے کہ ٹھیک دوپہر خصوصاً موسم گرما کہ وہی زمانہ ابراد ہے ٹیلوں کا سایہ اصلاً نہیں ہوتا، بہت دیر بعد ظاہر ہوتا ہے۔ (جیسا کہ اس کی تائید شرح مسلم میں امام نووی کے قول سے اور نہایہ میں امام ابن اثیر جزری شافعی کے ارشاد سے ہوتی ہے)

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

التلول منبطحة غير منتصبة ولايصير لها فئى في العادة الابعد زوال الشمس

اسی طرح امام ابن اثیر جزری شافعی نہایہ میں لکھتے ہیں: هى منبطحة لا يظهر لها ظل الاذهب اكثر وقت صلوٰة الظهر (ترجمہ گزر چکا)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس بارے میں حضور علیہ السلام کا فرمان ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔

اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحر من فيح جهنم

(بخاری باب المواقیت ص ۷۶ ج ۱)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان الحر ابرد بالصلوة واذا كان البرد عجل (بخاری ص ۷۶ ج ۱)

جب گرمی ہوتی تو حضور علیہ السلام نماز (ظہر) ٹھنڈی کر کے ادا فرماتے اور سردی ہوتی تو جلدی پڑھتے۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے سورج کے ڈھلنے پر نماز ظہر پڑھائی۔

وکان الفیء قدر الشراك ثم صلی العصر حین کان الفیء قدر الشراك وظل الرجل۔

جبکہ سایہ اصلی تسمہ کے برابر تھا پھر عصر کی نماز اس وقت پڑھائی کہ جب سایہ اصلی تسمہ کے برابر ہوکر مزید ایک مثل ہوگیا۔ (النسائی باب المواقیت' ص۹۱' ج۱)

اس روایت میں ظہر کی نماز کا آخری وقت اور عصر کی نماز کا ابتدائی وقت بیان کیا گیا ہے۔

نماز عصر میں تاخیر افضل ہے

☆ حضرت زیاد بن عبداللہ نخعی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ ہم کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ مؤذن آیا اور عرض کیا اے امیر المومنین (مطلب یہ تھا کہ نماز عصر کیلئے چلئے) آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گیا پھر دوبارہ اس نے یہی کہا تو آپ نے فرمایا: هذا الكلب يعلمنا السنة ۔ یہ کتا ہمیں سنت سکھانے آیا ہے۔ پھر آپ اٹھے اور نماز عصر پڑھائی جب ہم نے سلام پھیرا تو وہیں پہلے والی جگہ پر جا کر گھٹنوں کے بل کھڑے ہوکر ہم سورج کو دیکھنے لگے۔ لنزول الشمس للغروب نتراها۔ کیونکہ سورج ڈوبنے کے قریب ہوگیا تھا۔ (المستدرک للحاکم باب الصلوۃ' ص۱۹۲' ج۱)

مسند الفردوس للدیلمی میں روایت ہے کہ زہیر بن کیسان کہتے ہیں کہ میں حضرت رصافی کے ساتھ نماز عصر پڑھ کر امام اعظم علیہ الرحمۃ کی مسجد میں گیا تو امام صاحب نے نماز عصر میں اتنی تاخیر فرمائی کہ مجھے خوف ہوا کہ وقت جاتا رہے گا پھر میں حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کی مسجد میں گیا کہ دیکھوں انہوں نے ابھی نماز پڑھ لی ہے یا نہیں فاذا هو لم يصل العصر نقلت رحمه الله ابا حنيفة ما اخرها مثل ما اخر السفيان۔ چنانچہ انہوں نے ابھی عصر نہ پڑھی تھی میں نے کہا ابوحنیفہ پر خدا کی رحمت ہو۔ انہوں نے تو سفیان ثوری علیہ الرحمۃ جتنی تاخیر نہیں کی۔

نماز مغرب کا وقت

حضرت عبدالرحمٰن نخعی فرماتے ہیں:

صلی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باصحابه صلوة المغرب

فقام اصحابه يتراؤن الشمس فقال ماتنظرون قالوانتظر غابت الشمس فقال عبدالله هذا والله الذى لا اله الا هو وقت هذه الصلوٰة (شرح معانی الآثار' المواقیت' ص۹۲۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو نماز مغرب پڑھائی تو آپ کے ساتھی کھڑے ہوکر سورج کو دیکھنے لگے کہ غروب بھی ہوا ہے یا نہیں اس پر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس نماز کا یہی وقت ہے۔

وقت گزار کر نماز پڑھنا

ایک نماز کو آخری وقت میں اور دوسری یعنی اس سے اگلی کو ابتدائی وقت میں ادا کرنا زیادہ تر سفر میں اور کبھی حضر میں ہوتا ہے اس بارے کئی واقعات احادیث کے اندر موجود ہیں۔ یہ دونوں نمازیں اپنے اپنے اوقات میں ہوتی ہیں۔ ظاہراً ایسے لگتا ہے کہ جس طرح ایک نماز اپنے وقت سے ہٹ کر ادا کی جارہی ہے۔ اس کو جمع صوری کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مزدلفہ میں مغرب وعشاء اور عرفات میں ظہر وعصر کو جمع کرنا (ایک ہی وقت میں دونوں نمازیں ادا کرنا) ضروری ہے جو کہ جمع حقیقی ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى الصلوٰة لوقتها الايجمع فى مزدلفه و عرفات۔

حضور علیہ السلام کبھی بھی ایک وقت میں دو نمازیں ادا نہ فرماتے سوائے مزدلفہ وعرفات کے (النسائی' المناسک' ص۴۴' ج۲)

ان مقامات اور ان نمازوں کے علاوہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز یعنی جمع حقیقی گناہ کبیرہ ہے جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں فرمان جاری فرمایا:

كتب فى الأفاق ينهاهم ان يجمعوا بين الصلوٰتين واخبرهم ان

الجمع بین الصلوتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر

(مؤطا امام محمد، ص ۱۲۹)

پوری مملکت کے لئے حکم لکھا کہ دو نمازوں کو جمع کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

اس بارے میں چند روایات ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں کہ نمازی ہو کر بھی ان کیلئے خرابی ہے اور وہ اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔(الذین ھم عن صلاتھم ساھون)

قال ھم الذین یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا۔ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو وقت گزار کر نماز ادا کرتے ہیں۔ (شرح السنۃ للبغوی، ص ۲۳۶، ج ۱، المعجم الاوسط للطبرانی ص ۳۷۷، ج ۲)

☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے میری ران پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا:

کیف انت اذا بقیت فی قوم یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا

تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں باقی رہ جائے گا جو وقت گزار کر نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا: ماتأمرنی میرے لیے اس وقت کیا حکم ہے؟ فرمایا: صل الصلوٰۃ لوقتھا، تم نماز وقت پر ہی پڑھ لیا کرنا۔ (مسلم شریف، ص ۲۳۰، ج ۱)

یہی فرمان آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حضرت عبادہ بن صامت کو تھا۔ (مسند احمد، ص ۱۶۹، ج ۵)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا ایسے وقت میں اپنی نماز وقت پہ ادا کر لینا (حکمرانوں کے شر کا خطرہ ہو تو) اجعل صلوتك معھم سبحۃ۔ ان کے ساتھ نفل کی نیت کر کے شریک ہو جانا۔ (ابوداؤد، ص ۶۲، ج ۱)

مکروہ اوقات کا بیان

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب۔ (ترمذی: ص ۲۵، ج ۱)

حضور علیہ السلام نے نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک اور نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک نماز (نفل) پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی مضمون کی احادیث حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوہریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں (دیکھئے صحیح بخاری: ص ۸۳، ج ۱، ترمذی: ص ۵۲، ج ۱، مسلم: ۲۷۵، ج ۱، مسند احمد، ص ۲۹۶، ج ۲، کنز العمال: ص ۲۱۵، ج ۷، در منثور للسیوطی: ص ۲۳۶، ج ۲)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

تلك صلوۃ المنافق یجلس یقرب الشمس حتّٰی اذا کانت بین قرنی الشیطن قام ینقر اربعاً لا یذکر اللہ الا قلیلا۔

یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا رہے اور سورج کے غروب ہونے کی انتظار کرتا رہے۔ یہاں تک کہ جب سورج بالکل شیطان کے سینگوں کے درمیان آ جائے۔ (غروب کے قریب ہو جائے) تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مارے اور اس میں بہت کم اللہ کا ذکر کرے۔

(مسلم شریف: ص ۲۲۵، ج ۱، ترمذی: ص ۲۳، ج ۱)

اذان اور مؤذن

ارشاد رب العالمین ہے۔

واذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا ذلك بانھم قوم لا یعقلون (المائدہ: ۵۸)

اور جب تم نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو یہودی اور عیسائی اس کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں کیونکہ وہ بے عقل ہیں۔

اس سے پہلی آیت میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ جو تمہارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ان سے دوستی نہ کرو اور اس آیت میں اذان کا مذاق اڑانے والوں کی مذمت فرمائی گئی جس سے معلوم ہوا کہ اذان کو دین قرار دیا گیا ہے اور اذان دربارِ الٰہی میں اس قدر محبوب عمل ہے کہ اس کی توہین کرنے والوں کو بے وقوف فرمایا گیا۔

کلبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا مؤذن نماز کیلئے اذان دیتا تو مسلمان تو نماز کیلئے جاتے اور یہودی ہنستے اور تمسخر اڑاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب مؤذن اذان میں اشھدان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ کہتا تو ایک عیسائی کہا کرتا تھا ''جل جائے جھوٹا'' ایک رات اس کا خادم آگ لایا اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے۔ آگ سے ایک شرارہ اڑا اور نصرانی اور اس کے گھر کے تمام لوگ جل گئے (خزائن العرفان)

سب سے بہتر کون؟

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللّٰہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین (حم السجدہ:۳۳)

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

اس آیت کے شان نزول میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے نزدیک یہ آیت مؤذنوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ (خزائن العرفان)

☆ عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: یغفر للمؤذن منتھی اذا نہ فانہ لیستغفرلہ کل رطب ویابس سمعہ

(کنز العمال: ۲۰۹۲۶، ص ۲۸۷، ج ۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کیلئے اتنی ہی وسیع مغفرت ہوتی ہے اور جس تر و خشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لئے وہ چیز استغفار کرتی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے: ''یہ (اور اس طرح کی دیگر مندرجہ ذیل) حدیثیں ارشاد فرماتی ہیں کہ اذان باعث مغفرت ہے اور بیشک مغفور کی دعا زیادہ قابل قبول واقرب باجابت ہے اور خود حدیث میں وارد کہ مغفور سے دعا منگوائی چاہئے''۔ (۴۲۳/۲)

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستھموا لا ستھموا ولو یعلمون ما فی التھجیر لا ستبقوا الیہ ولو یعلمون ما فی العتمۃ والصبح لا توھما ولو حبوا (متفق علیہ)

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کس قدر فضیلت اور ثواب ہے تو پھر بغیر قرعہ اندازی کے نہ مل سکے تو ضرور قرعہ اندازی کرتے اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ اول وقت نماز پڑھنے میں کتنا ثواب ہے تو ضرور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے اور اگر جان جائیں کہ صبح اور عشاء کی نماز میں کس قدر ثواب ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا۔

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

المؤذنون اطول الناس اعنا قا یوم القیمۃ (مسلم شریف)

وفی راویۃ مجاھد ولایدودون فی قبورھم

(المصنف لعبد الرزاق ص ۴۸۳، ج ۱، المسند لاحمد بن حنبل ص ۱۳۶، ج ۲)

قبروں میں مؤذنوں کا جسم کیڑے نہیں کھائیں گے اور قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں (عظمتیں اور شانیں) سب سے بلند و بالا ہوں گی۔

☆ عن بن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اذن سبع سنین محتسبا کتب لہ براءۃ من النار (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سات برس تک خدا کے لئے اذان دے اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: المؤذن المحتسب کالشھید

المتشحط فی دمه واذا مات لم یدود فی قبره

(الترغیب والترہیب لمنذری ص۱۸۱ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: محض ثواب کی نیت سے اذان دینے والا اس شہید کی مانند ہے جو اپنے خون میں نہایا ہوا ہے جب اس کا انتقال ہوتا ہے تو قبر میں اس کا جسم خراب نہیں ہوتا۔

مؤذن اوقات کا امین ہوتا ہے

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : الامام ضامن والمؤذن مؤتمن۔ (ابوداؤد ج۱ ص۷۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار۔

اذان کی آواز اور مسجد کی حاضری

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من سمع النداء فلم یجبه فلاصلوٰۃ له الا من عذر (دارقطنی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اذان سنی اور بغیر کسی عذر کے نماز کو نہ آیا اس کی نماز نہ ہوگی۔

☆ عن ابی ہریرۃ قال اتی النبی صلی اللہ علیه وسلم رجل اعمی فقال یارسول اللہ انه لیس لی قائد یقود فی الی المسجد فسأل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان یرخص له فیصلی فی بیته فرخص له فلما ولی دعاہ فقال هل تسمع النداء بالصلوٰۃ فقال نعم قال فاجب (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ کوئی لے کر چلنے والا میرے پاس نہیں ہے جو مجھے

مسجد تک لے جایا کرے پھر اس نے رسول خدا ﷺ سے درخواست کی کہ آپ مجھے گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت دیدیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اجازت دیدی مگر وہ جب چلا تو آپ نے اس کو پھر بلا کر پوچھا کہ کیا تم اذان سنتے ہو؟ اس نے کہا ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مسجد ہی میں آ کر نماز پڑھا کرو۔

(ابوداؤد اور نسائی میں اسی طرح کا واقعہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں ہے اور وہاں عذر سانپ بچھوؤں کا ہونا بیان ہوا)

☆ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیء الا شهدله یوم القیمة (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مؤذن کی آواز یعنی اذان جو جن یا انسان یا اور کوئی چیز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے مومن ہونے کی گواہی دیگی۔

☆ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامة (ابوداؤد ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان میں دعا رد نہیں ہوتی۔

اذان کے شیطان پر اثرات

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: اذا اذن المؤذن ادبر الشیطان وله حصاص (مسلم ص۱۶۷ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوٰۃ ذھب حتی یکون مکان الروحاء، قال سلیمان: فسألتہ عن الروحاء فقال: ھی من المدینۃ ستۃ وثلثون میلا۔ (ایضاً)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ شیطان جب نماز کی اذان سنتا ہے تو مقام روحاء تک بھاگ جاتا ہے۔ حضرت سلیمان راوی حدیث کہتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روحاء کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: روحاء مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اذا تغولت لکم الغول فنادوا بالاذان، فان الشیطان اذا سمع النداء ادبر ولہ حصاص۔
(المعجم الکبیر للطبرانی، ص۲۵۶، ج۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کیونکہ اس سے وہ دفع ہو جائیگا۔

اذان کی مزید برکات

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اطفؤا الحریق بالتکبیر
(مجمع الزوائد، ص۱۳۸، ج۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگ کو تکبیر کے ذریعہ بجھاؤ۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: قال

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اذا رایتم الحریق فکبروا فانہ یطفیٔ النار (الجامع الصغیر للسیوطی ص۳۵، ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو۔ وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

فکبروا ای قولوا اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، وکرروہ کثیرا

یعنی اللہ اکبر کی خوب تکرار کرو۔ (فتاویٰ رضویہ ۲/۶۷۰)

☆ عن سھل بن سعد الساعدی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: ثنتان لا تردان الدعاء عندالنداء وعندالباس (ابوداؤد)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو دعائیں رد نہیں ہوتیں، ایک اذان کے وقت، دوسری جہاد میں جب کفار سے لڑائی شروع ہو۔

☆ عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اذا نادی المنادی فتحت ابواب السماء واستجیب الدعاء (المستدرک للحاکم ص۵۴۷/ج۱)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

☆ عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اذا اذن فی قریۃ امنھا اللّٰہ من عذابہ فی ذلک الیوم۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ص۲۲۱، ج۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بستی میں اذان کہی جاتی ہے تو وہ جگہ اس دن کے عذاب سے مامون ہو جاتی ہے۔

☆ عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: نزل آدم بالهند واستوحش فنزل جبرئیل علیه السلام فنادی بالاذان

(حلیۃ الاولیاء: ص ۱۹۷، ج ۵، کنز العمال: ص ۲۵۵، ج ۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان میں اترے تو انہیں گھبراہٹ ہوئی۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اتر کر اذان دی۔

☆ عن امیر المؤمنین مولی المسلمین علی کرم الله تعالیٰ وجهه الکریم قال: رانی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حزینا فقال: یا ابن ابی طالب انی اراك حزینا فمر بعض اهلك یؤذن فی اذنك فانه درء للهم.

امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے غمگین دیکھا۔ ارشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کر تیرے کان میں اذان کہے کیونکہ اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔

مولا علی رضی اللہ عنہ اور آپ تک جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا: فجربته فوجدته کذالك۔ ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ ذکرہ ابن حجر کما فی المرقاۃ (فتاویٰ رضویہ: ۲/۶۷۶)

اذان کی ابتداء اور بذریعہ خواب اس کی تلقین

☆ عن عبدالله بن زید الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه قال:

رایت فیما یری النائم کان رجلا علیه ثوبان اخضران علی سور المسجد یقول: الله اکبر، الله اکبر (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد سبز رنگ کے کپڑوں میں ملبوس مسجد کی دیوار پر کھڑا اذان پڑھ رہا ہے۔

☆ عن عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی الله تعالیٰ عنه قال: ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اهتم للصلاة کما یجمع الناس لها فانصرف عبدالله بن زید الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه فرای الاذان فی منامه فلما اصبح غدا فقال: یارسول الله! رایت رجلا علی سقف المسجد وعلیه ثوبان اخضر ان ینادی بالاذان (السنن لسعید بن منصور، شم العنبر قلمی: ص ۱۷، کتاب الاذان لابی الشیخ)

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشورہ فرمایا کہ کس طرح لوگوں کو نماز کیلئے جمع کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے اور خواب میں کسی کو اذان پڑھتے ہوئے دیکھا۔ دوسرے دن صبح خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے مسجد کی چھت پر ایک شخص کو دیکھا کہ سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اذان پڑھ رہا ہے۔

اذان سن کر نماز کی تیاری کرو

☆ عن معاذ بن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق، من سمع منادی الله ینادی الی الصلوٰت فلا یجیبه

(مسند احمد: ص ۴۳۱، جامع صغیر: ص ۲۲۰)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے منادی کو نماز کی طرف بلاتا سنے اور حاضر نہ ہو۔

جس نے اذان پڑھی اقامت بھی اسی کا حق

☆ عن زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: اتیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما کان اول الصبح امرنی فاذنت ثم قام الی الصلوۃ فجاء بلال لیقیم فقال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان اخاصداء اذن ومن اذن فھو یقیم (ترمذی ص۲۶/ج۱)

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب صبح کا اول وقت ہوا تو مجھے حکم دیا کہ میں اذان پڑھوں تو میں نے اذان پڑھی۔ پھر نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت بلال حاضر ہوئے تاکہ اقامت کہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا: تمہارے صدائی بھائی نے اذان پڑھی ہے تو جو اذان پڑھے وہی اقامت کہے۔

اذان واقامت میں فرق اور وقفہ کا حکم

☆ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبلال: اذا اذنت فترسل واذا اقمت فاحدر واجعل بین اذانک واقامتک قدر مایفرغ الاکل من اکلہ فی غیر المغرب والشارب من شربہ والمعتصر اذا دخل لقضاء حاجتہ (ترمذی ص۲۷/ج۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اذان ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو اور تکبیر جلد جلد اور اذان واقامت میں اتنا فاصلہ رکھو (مغرب کے علاوہ میں) تاکہ کھانے والا کھانے سے اور

پینے والا پینے سے فارغ ہو جائے اور ضرورت والا اپنی ضرورت پوری کرلے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں اس پر عمل روا ہے۔

فائدہ: ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن پچھنے لگوانے سے ممانعت آئی ہے کہ

من احتجم یوم الاربعاء ویوم السبت فاصابہ برص فلا یلومن الانفسہ۔

جو بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگوائے پھر اس کے بدن پر سفید داغ ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو ملامت کرے۔ (الکامل لابن عدی ۴/۱۴۳۶)

ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطر نیشاپوری کو فصد کی ضرورت تھی۔ بدھ کا دن تھا خیال کیا کہ حدیث مذکور تو صحیح نہیں لہٰذا فصد لے لی فوراً برص ہو گئی۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور علیہ السلام سے فریاد کی تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایاک والاستھانۃ بحدیثی

خبردار میری حدیث کو ہلکا نہ سمجھنا۔ انہوں نے توبہ کی، آنکھ کھلی تو بالکل تندرست تھے۔ اسی طرح کا واقعہ ابو معین حسین بن حسن طبری کے ساتھ پیش بھی آیا۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم ۲/۵۶۵)

اذان خارج مسجد ہونی چاہئے

☆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعلیہ وسلم اذ جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما (السنن لابی داؤد ص۱۵۵/ج۱)

جب حضور علیہ السلام جمعہ کے دن منبر پہ جلوہ گر ہوتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ادوار میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔

حضور علیہ السلام کی اذان

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے "التحفہ" میں لکھا کہ انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذن مرۃ فی سفر فقال فی التشھد اشھد انی رسول اللّٰہ۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم: ص ۲۶۷ ج ۳ ۔ جد الممتار: ص ۲۱۲/ ج ۱)

آپ ﷺ نے سفر میں ایک مرتبہ اذان پڑھی اور شہادت میں اشھدانی رسول اللّٰہ پڑھا۔

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

☆ عن الحسن علی جدہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم و یقبل ابھامیہ و لیجعلھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد۔

حضرت امام حسن علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ جو شخص مؤذن کو اشھدان محمدا رسول اللّٰہ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے: مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو نہ آنکھیں دکھیں۔

☆ قال الطاؤس انہ سمع من الشمس محمد بن ابی نصر البخاری خواجہ حدیث من قبل عند سماعہ من المؤذن کلمۃ الشھادۃ ظفری ابھامیہ مسھما علی عینیہ' وقال عندالمس' اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم و نورھما لم یعم۔

امام طاؤس فرماتے ہیں کہ انہوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری سے حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور یہ دعا پڑھے:

اللھم احفظ حدقتی و نورھما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم و نورھما' تو اندھا نہ ہوگا۔

☆ عن ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ان لما سمع قول المؤذن اشھدان محمدا رسول اللّٰہ قال ھذا ای اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ' رضیت باللّٰہ ربا و بالاسلام دینا وبمحمد صبی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نبیا وقبل باطن انملتی السبابتین و مسح عینیہ' فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: من فعل مثل مافعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی۔

امیر المومنین سیدنا حضرت صدیق اکبر ؓ سے روایت ہے کہ جب آپ نے مؤذن کو اشھدان محمدا رسول اللّٰہ کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی۔ اشھدان محمدا عبدہ ورسولہ' رضیت باللّٰہ ربا' وبالا سلام دینا' و بمحمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نبیا اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔

ملا علی قاری موضوعات کبیر ص ۲۱۰ پر لکھتے ہیں۔

واذا ثبت رفعہ الی الصدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فیکفی للعمل بہ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین۔

(اگر اس عمل کا ثبوت حضور علیہ السلام سے نہ بھی ہو) جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ہو چکا تو پھر بھی عمل کرنے کیلئے کافی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان عظمت نشان ہے کہ تم پر میرا اور میرے خلفائے راشدین کا طریقہ لازم ہے۔

☆ عن الخضر علیہ السلام انہ قال: من قال حین یسمع

Scanned with CamScanner

الموذن یقول: اشھدان محمدا رسول اللہ' مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابھامیہ ویجعلھا علی عینیہ لم یرمدا بدا۔

سیدنا حضرت خضر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص مؤذن سے "اشھدان محمدا رسول اللہ" سن کر مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔ (المقاصد الحسنہ ۳۸۴)

اس مسئلہ پہ زمانہ طالبعلمی میں جو کچھ مواد میں نے جمع کیا اس کا خلاصہ درج کر رہا ہوں۔

صلوٰۃ مسعودی اور روح البیان پارہ نمبر ۶ زیر آیت

واذاناديتم الى الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوا (المائدہ) میں ہے روی عن النبی صلی اللہ تعلیہ وسلم انہ من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابھامیہ علی عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیمۃ و قائدہ الی الجنۃ

حضور علیہ السلام سے مروی ہے جس شخص نے اذان میں میرا نام سن کر اپنے انگوٹھے اپنی آنکھوں پر رکھے (درود وسلام پڑھتے ہو) میں اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش کروں گا اور جنت کی طرف اس کی قیادت کروں گا۔

سوال: صاحب روح البیان نے خود ہی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے؟ (وضعف تقبیل ظفری ابھامیہ مع مسبحتیہ)

جواب: انہوں نے انگوٹھے چومنے کو نہیں بلکہ انگوٹھے بمعہ سبابہ چومنے کو ضعیف فرمایا ہے کیونکہ حدیث میں سبابہ کا ذکر نہیں ہے۔

جواب نمبر۲: صاحب روح البیان نے اس جگہ یہ بھی لکھا ہے:

لکن المحدثین اتفقوا علی ان الحدیث الضعیف یجوز العمل

بہ فی الترغیب والترھیب۔

لیکن محدثین کا ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث پہ عمل کرنے کے جواز پر اتفاق ہے۔

فضائل میں ضعیف حدیث معتبر بھی ہے بلکہ ضعیف حدیث سے استحباب بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فتح المبین میں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال۔ اور فتح القدیر میں ہے الاستحباب یثبت بالضعیف۔ اسی طرح علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں: یستحب ان یمسح بدنہ بالمندیل بعدالغسل لما روت عائشۃ رضی اللہ عنھا وقالت کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خرقۃ یتنشف بھا بعد الوضوء رواہ الترمذی وھو ضعیف ولکن یجوز العمل بالضعیف فی الفضائل۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ موضوعات کبیر میں لکھتے ہیں۔

الضعیف یعمل بہ فی فضائل الاعمال اتفاقا ولذا قال ائمتنا مسح الرقبۃ (فی الوضو) مستحب اوسنۃ۔ خلاصہ یہ ہے کہ غسل کے بعد تولیے سے بدن پونچھنا ضعیف حدیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح گردن کا مسح کرنا ضعیف حدیث سے ثابت ہے مگر مستحب یا سنت ہے کیونکہ فضائل میں ضعیف حدیث کا اعتبار کیا جاتا ہے اور اس سے سنت غیر مؤکدہ اور مستحب کا ثبوت ملتا ہے۔

صلوٰۃ الاوّابین والی حدیث ضعیف ہی نہیں بلکہ منکر ہے مگر عمل کرنے کو تمام نے مستحب لکھا ہے۔ (اس قسم کی فنی ابحاث اس مسئلہ پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتاب تقبیل الابھامین میں دیکھئے)

بعض محدثین نے جو تقبیل ابھامین والی حدیث کے بارے میں لا احج (ہم اس سے دلیل نہیں پکڑتے) فرمایا ہے۔ ان کا فرمان اس حدیث کے حسن ہونے کے منافی نہیں ہے۔ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: قدیکون غیر صحیح وھو صالح

للاحتجاج به اذاالحسن رتبة بین الصحیح والضعیف۔ کبھی حدیث غیر صحیح ہونے کے باوجود قابل حجت ہوتی ہے کیونکہ حدیث حسن کا درجہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ہے۔

اور پھر تعدد طرق سے بھی ضعیف حدیث حسن ہو جاتی ہے۔ کما قال الشیخ فی مقدمۃ المشکوۃ۔

اور تقبیل ابھامین والی روایت کو محدثین ومفسرین کی کثیر تعداد نے روایت کیا ہے جن میں سے چند نام لکھے جاتے ہیں۔

امام اسماعیل علیہ الرحمۃ نے روح البیان میں' ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں' صاحب صلوٰۃ مسعودی نے' امام سخاوی نے' شرح نقایۂ مقاصد حسنۂ ردالمحتار' شرح مراقی الفلاح للطحاوی' امام قہستانی نے شرح الکبیر میں' عبداللہ بن عمر مکی نے اپنے فتاوی میں' اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین' بحر الرائق کے حواشی رملی میں' مالکیوں کی کتاب کفایۃ الربانی لرسالہ ابن زید القروانی' مثنوی مولانا رومی' علامہ نورالدین خراسانی' وغیرہم۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (آخراتنی ضد بھی اچھی نہیں ہے۔ اتنے بزرگوں کی بات کو تو مان ہی لینا چاہئے)

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک حدیث سند کے اعتبار سے محدثین کے نزدیک صحیح یا معتبر نہیں ہوتی مگر مفہوم کے لحاظ سے اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی بلکہ کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ میں ہے:

قال صلی اللہ تعالیٰ وسلم من صلی علی طهر قلبه عن النفاق كما يطهر الثوب بالماء وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صلى على محمد فقد فتح على نفسه سبعين بابامن الرحمة والقى الله محبته فى قلوب الناس فلايبغضه الامن فى قلبه نفاق

(حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے مجھ پہ درود پڑھا اس کا دل نفاق سے پاک

ہو گیا اور آپ (ﷺ) فرماتے ہیں جس نے محمد ﷺ پہ درود پڑھا اس نے اپنے اوپر رحمت کے ستر دروازے کھول دیئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا اور اس سے صرف وہی دشمنی رکھے گا جو منافق ہوگا۔ ان دونوں روایات کے بارے فرماتے ہیں وهما صحيحان فى اعلى درجات الصحة وان لم يثبتها المحدثون على اصطلاحهم۔ یہ دونوں احادیث اعلیٰ درجے کی صحیح ہیں مگر محدثین کی اصطلاح میں ان کا صحیح ہونا ثابت نہیں۔

مرقات میں ہے کہ حدیث اگر سند کے اعتبار سے کمزور بھی ہو تو اہل علم کا عمل اس کو قوی کر دیتا ہے۔

اور پھر حضور علیہ السلام کا فرمان ہے من راه المؤمنون حسنا فهو عندالله حسن۔ جس کو اہل ایمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ (تقبیل الابھامین کو کسی بھی مسلمہ بزرگ نے غیر حسن یا ناپسند نہیں سمجھا اور محبت کے مسائل سفینوں سے سفینوں تک نہیں بلکہ سینوں سے سینوں پہنچتے ہیں جبکہ بدعت کہنے والوں کے پاس ایک ضعیف تو کیا موضوع حدیث بھی اس کے بدعت ہونے کی نہیں ہے)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے القول الجمیل میں جنات کو دفع کرنے اور حمل کو محفوظ رکھنے کیلئے کئی ٹوٹکے لکھے ہیں مثلاً فلاں دعا ہرن کی کھال پہ لکھ کر مثل ہار کے پہنا دو تو اسقاط حمل نہ ہوگا۔ ریشم کا رنگا ہوا ڈورا عورت کے جسم سے ناپ کر باندھ دو وغیرہ۔ حالانکہ اس بارے میں کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث بھی نہیں ہے مگر کوئی بھی اس کو بدعت یا ناجائز نہیں کہتا۔ فتاویٰ شامی میں گمشدہ شئی کی تلاش کے کئی طریقے لکھے گئے ہیں مگر اس بارے میں حدیث کوئی نہیں۔ معلوم ہوا کہ دلائل نہ بھی ہوں تو تجربہ خود ایک بڑی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک دوائی سے کئی لوگ شفایاب ہو رہے ہیں۔ کیا اس کے جواز کیلئے دلیل ضروری ہے؟

اسی طرح انگوٹھے چومنا (کئی بزرگوں کے فرمان کے مطابق) اگر خلوص کے ساتھ' محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہو کر ہو تو اندھا ہونے سے اور آنکھوں کے دکھنے

سے بچاتا ہے۔

مذھب مالکی کی کتاب کفایۃ الطالب الربانی لرسالہ ابن ابی زید القروانی مصری کی شرح میں علامہ شیخ علی الصعیدی لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے مجھے کہا کہ ہم نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ انگوٹھے چوما کرتے تھے مگر پھر چھوڑ دیا تو آنکھیں خراب ہو گئیں اور ہم نے خواب میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں۔ میرا محبوب کام (میرے نام پہ انگوٹھے چومنا) چھوڑ دیا ناں؟ چنانچہ ہم نے دوبارہ شروع کر دیا تو ساری زندگی آنکھیں خراب نہ ہوئیں۔

امام مالک علیہ الرحمۃ کے ماننے والے اس عمل کو مستحب کہتے ہیں اور اوپر والا حوالہ مالکیوں کی کتاب کا ہی ہے۔ امام شافعی کے مذہب کی کتاب اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین میں بھی اس عمل کو مستحب فرمایا گیا اور لکھا ثم یقبل ابھا میہ ویجعلھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا۔ یہ عمل کرنے والا نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔ اگر ان علماء ربانین کا عمل معتبر نہیں تو ترمذی شریف پڑھنا بند کر دو جس میں ہر صفحہ پہ کئی کئی بار لکھا ہے۔ والعمل علی ھذا عند اکثر اھل العلم۔

ہم نے تو اہل محبت کو قرۃ عینی بك یارسول اللّٰہ کہنے کے بجائے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگا کر یوں بھی کہتے ہوئے سنا ہے: قرۃ عینی بتراب اقدام کلابك یارسول اللّٰہ۔ اے میرے آقا! آپ کی گلیوں کے کتوں کے قدموں کی خاک میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

سوال: تم لوگ اس عمل کو فرض اور واجب کا درجہ دیتے ہو؟

جواب: ہماری کسی کتاب میں اس عمل کو فرض' واجب یا سنت بھی نہیں لکھا گیا اور نہ ہی کسی معتبر عالم نے ایسا لکھا یا کہا ہے باقی رہا یہ کہ پابندی کے ساتھ کرتے ہیں تو یہ اس کو فرض یا واجب سمجھنا نہیں۔ آخر تم بھی تو جمعہ کے دن پابندی سے غسل کرتے ہو تو کیا فرض

واجب سمجھتے ہو؟

یہ عمل ہمارا وظیفہ ایمان بن گیا ہے اور وظیفہ ہوتا ہی وہ ہے جس پر پابندی کی جائے۔ احادیث میں کتنے ہی جائز کاموں پر پابندی کی گئی ہے تو کیا اس طرح وہ سارے جائز کام فرض واجب ہو جائیں گے اور پھر جب کسی جائز امر کی مخالفت ہونے لگے تو علماء کے ہاں اس پر عمل ضروری ہو جاتا ہے جیسا کہ جب ہندوؤں نے گائے کی قربانی کو روکنا چاہا تو علماء نے فتویٰ دیا کہ اب گائے کی قربانی ضرور کی جائے (حالانکہ گائے کی قربانی صرف جائز ہے اور تقبیل ابھامین تو پھر مستحب ہے)

سوال: صرف انگوٹھے ہی کیوں چومے جاتے ہیں اس میں کیا خصوصیت ہے؟

جواب: روایات انگوٹھوں ہی کے بارے میں ہیں اور صرف ہماری کتب میں ہی نہیں بلکہ برنباس کی انجیل جس کے بارے میں مودودی صاحب نے بھی لکھا کہ اگر کوئی صحیح ترین انجیل دنیا میں ہو سکتی ہے تو وہ انجیل برنباس ہے۔ (دیکھئے مقدمہ انجیل برنباس) اس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انہوں نے ہوا میں چمکتی ہوئی ایک تحریر دیکھی۔ اللہ ایک ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے حیران ہو کر عرض کیا' اس کا مطلب کیا ہے؟ میں تو پہلا انسان ہوں۔ جواب ملا کہ ہاں تو پہلا انسان ہی ہے اور یہ تیرے بعد آئے گا مگر اس کو میں نے ہر شئی سے پہلے بنایا ہے۔ یہ آئے گا تو زمانے کو نور بخشے گا۔ اس کی روح کو میں نے ہر چیز کو پیدا کرنے سے پہلے ساٹھ ہزار سال ملکوتی شان میں رکھا۔ تب آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ اس کو میری انگلیوں میں منتقل کر دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں اس تحریر کو رکھ دیا۔ تب سب سے پہلے انسان نے پدرانہ شفقت کی بنا پر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اور کہا بیٹے مبارک ہو وہ دن جس دن تو آئیگا۔ (ص ۴۳)

بعض روایات میں ہے کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں منتقل کیا تو آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے کی طرف لایا جائے پھر ان کی پیشانی میں منتقل ہوا۔ پھر دعا کی کہ ایسی جگہ لایا جائے کہ

میں دیکھ سکوں۔ چنانچہ انگوٹھوں کے ناخنوں میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منتقل کر دیا گیا اور حضرت آدم نے محبت سے بوسہ دیا۔

سوال: آدم علیہ السلام نے نور دیکھا تو چوم لیا تمہیں نظر نہیں آتا پھر بھی چومتے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کے کئی جوابات آپ کو حج کے موقع پہ مل جائیں گے کہ حضرت ہاجرہ تو اسماعیل علیہ السلام کیلئے پانی کی خاطر صفا و مروہ کے درمیان دوڑی تھیں۔ آج تمہیں تو پانی کی ضرورت نہیں ہوتی پھر کیوں دوڑتے ہو؟

طواف میں رمل ایک خاص وجہ سے واجب کیا گیا کیونکہ کفار کا خیال تھا مسلمان مدینہ جا کر کمزور ہو گئے ہوں گے کیونکہ مدینہ ''یثرب'' تھا۔ بیماریوں کا مرکز تو حضور علیہ السلام نے فرمایا رمل کرو تاکہ ان کو پتہ چلے کہ ہم کمزور نہیں ہوئے۔ آج وہ وجہ نہیں ہے پھر رمل کیوں کرتے ہو؟

ابراہیم علیہ السلام نے کنکر مارے کیونکہ انہیں تو شیطان نظر آیا تھا۔ آج تمہیں نظر نہیں آتا مگر پھر بھی کنکر مارتے ہو کیوں؟

اسی لیے ناں کہ ان حضرات کی یادیں تازہ ہو جائیں اور حکم الٰہی ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے۔
حضرت آدم تو سب انسانوں کے باپ ہیں پھر ان کی یاد زندہ کیوں نہ رکھی جائے صرف اس لیے کہ اس میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلو ہے؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

اگر صفا و مروہ پہ دوڑنے سے حضرت ہاجرہ کی سنت ادا ہو جاتی ہے تو انگوٹھے چومنے سے آدم علیہ السلام کی سنت کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔ نیکوں کی ادائیں اور ان سے محبت خدا کو بہت محبوب ہے۔ ہوسکتا ہے عبادات و اعمال قبول نہ ہوں مگر محبت کے یہ مظاہر ضرور مقبول ہی مقبول ہیں۔

بنی اسرائیل کا ایک بدکار صرف نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنے کی وجہ سے بخشا گیا اور موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس کو روڑی سے اٹھا کر غسل دو اور اس کا جنازہ

خود پڑھاؤ کیونکہ

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے سامنے آقا علیہ السلام کا نام آتا تو دل پہ ہاتھ رکھتے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ سر تسلیم خم کر کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پہ لگاتے اور اپنے آقا کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے۔

دیتا ہے مریضوں کو شفا نام محمد
ہے درد محبت کی دوا نام محمد (ﷺ)

زمزم پانیوں کا سردار کیوں بنا؟ ایک نبی کے قدموں سے نسبت مل گئی۔ آج تک دنیا احترام کر رہی ہے اور جس نبی کے قدموں کو معراج کی رات فرشتوں کا سردار بوسے دے کر عرض کر رہا ہے:

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
مزہ جو محمد کی تلیوں میں دیکھا (ﷺ)

اس امام الانبیاء علیہ السلام کے نام پاک کو کیوں نہ چوما جائے۔

انگوٹھے چمیاں کیاں توں پیڑ پینڈی
میرا دل کردا اے اوہدے پیر چماں

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا (زوجہ فرعون) نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا گود میں لیا اور فرعون کو کہا:

وقالت امراة فرعون قرة عيني ولك.
لاتقتلوه عسى ان ينفعنا
اور کہا کہ یہ تیری اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا۔
اس کو قتل نہ کرنا۔ ہوسکتا ہے ہمیں اس سے نفع ملے

وقالت امرأة فرعون قرة عيني لي ولك لا تقتلوه عسٰى ان ينفعنا

......(القصص)

اور کہا فرعون کی عورت نے (یہ بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا (لہٰذا) اسے قتل نہ کرو ہوسکتا ہے یہ ہمیں نفع دے۔

فرعون نے نہ کہا کہ ہاں میری آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہوگا تو وہ فرعون ہی رہا اور آسیہ کو ایمان دے کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی گئیں تو محبوب خدا کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہنے والا اور قرة عینی بك یارسول اللہ کی صدائے دلنواز بلند کرنے والا کب محروم رہ سکتا ہے۔

نکتہ

حجر اسود کو جو شخص بھیڑ کی وجہ سے نہ چوم سکے تو مسئلہ یہ ہے کہ ہاتھوں یا چھڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہاتھوں یا چھڑی کو چوم لے۔ یہ حجر اسود کو چومنا ہی ہوگا۔ ہم بھی حضور علیہ السلام کی ذات تک جب نہیں پہنچ پاتے تو آپ ﷺ کے نام پہ حضرت آدم علیہ السلام کی پاکیزہ ادا کا تصور کر کے اپنے انگوٹھے چوم لیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

تیرا سنگ در جو نہ مل سکا تیرے راہ گزر کی زمیں سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

تفسیر خازن وروح البیان سورۂ اعراف پارہ نمبر ۸ زیر آیت

فبدت لهما سوأتهما لکھا ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے زمین پہ تشریف لائے تو جنت کا لباس (ناخن کا تھا جو) اتار لیا گیا جو انتہائی خوبصورت تھا۔ سارے جسم سے لباس اتر گیا صرف ناخن رہ گئے تاکہ ان کو دیکھ دیکھ کر دوبارہ جنت میں آنے کی تڑپ پیدا ہوتی رہے تو جنتی شئی کو چوما ہی تو جاتا ہے۔ حجر اسود بھی چوما جاتا ہے کہ جنتی ہے ناخنوں کو چومتے ہیں کہ جنت کی یاد دلاتے ہیں۔

ایہہ پرانیاں رساں یار دیاں
اسیں گل نال لا کے بیٹھے ہاں

لطیفہ

میں جب شیخوپورہ میں قرآن پاک حفظ کرتا تھا تو وہاں ایک مولوی صاحب نے یہ مسئلہ اٹھایا اور سوچا کہ شاید کامیابی ہو جائے اور میری اس دلیل کا کسی کے پاس کوئی جواب نہ ہو مگر اسے کیا معلوم تھا کہ

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتے تھے

انہوں نے کہا سنیو! تم نام محمد تو نہیں چومتے تم تو اپنے انگوٹھے چومتے ہو لہٰذا یوں کرو کہ جس کے منہ سے حضور علیہ السلام کا نام نکلے وہ منہ چوما کرو تو ہمارے ایک عالم نے کہا ہمیں منظور ہے لیکن اگر تمہاری گھر والی کے منہ سے ہمارے آقا کا نام کبھی نکل آئے تو پھر بھی اجازت ہوگی۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

انہی دنوں کی بات ہے کہ ضیاء الحق مرحوم نے مرزائیوں کے متعلق آرڈیننس جاری کیا تو اس اجلاس میں موجود بہت سارے علماء نے ضیاء صاحب کے ہاتھ چومے اور عبدالقادر روپڑی صاحب ان میں سرفہرست تھے۔ چوک داں گراں میں جلسہ ہوا تو کسی نے اعتراض کیا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ تو فرمایا! میں دس حدیثیں دکھا سکتا ہوں کہ ہاتھ چومنے جائز ہیں۔ کسی دیوانے نے عرض کیا! ضیاء کے ہاتھ چومنے کی تو دس حدیثیں نظر آ گئیں مگر نام محمد ﷺ کو بوسہ دینے کی ایک بھی نظر نہیں آ رہی۔ تم بادشاہوں کے ہاتھ چومو ہم محمد کا نام چومتے ہیں۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

نماز باجماعت کے لئے کب کھڑے ہونا چاہیے

تقبیل الابهامین کی طرح یہ مسئلہ بھی اس دور کا بڑا معرکۃ الاراء بن گیا ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات تو ویسے ہی شتر بے مہار ہیں۔ دیوبندی

حضرات اپنے آپ کو حنفی کہلانے کے باوجود بھی ضد میں پڑ جاتے ہیں اور صرف نام مصطفیٰ ﷺ پر انگوٹھے چومنے کا ماحول بدلنے کیلئے اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں حالانکہ فقہ کی بیسیوں کتابوں میں حی علی الفلاح پہ کھڑے ہونے کی تصریحات موجود ہیں اور خود ان کے اپنے علماء کی کتب میں بھی اسی طرح لکھا ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔ اس لئے اس مسئلہ کو بھی ذرا تفصیل سے لکھ رہا ہوں اور دلائل میں صحیح بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کو بنیاد بنا رہا ہوں۔ وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب

☆ عن ابی قتادة رضی الله عنه قال ان النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم قال اذا اقيمت الصلوٰة فلا تقوموا حتى تروني قد خرجت

(بخاری باب لا یقوم الی الصلوٰۃ مستعجلاً ص۸۸ ج۱۔ مسلم باب متی یقوم الناس للصلوٰۃ ص۲۲۰/ ج۱۔ مسند احمد ص۲۹۶ ج۵)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب اقامت ہو تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو جب تک مجھے نکلتا ہوا دیکھ نہ لو۔

اس حدیث سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اقامت کے شروع میں کھڑے نہ ہونا چاہیے۔ باقی رہا کہ کب کھڑے ہوں اس بارے میں فقہاء کرام کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

پانچویں صدی ہجری کے جید عالم ربانی امام شمس الائمہ محمد بن احمد المبسوط میں لکھتے ہیں۔

فان كان الامام مع القوم في المسجد فاني احب لهم ان يقوموا في الصف اذا قال المؤذن حي على الفلاح فاذا قال قد قامت الصلوٰة كبر الامام والقوم جميعا في قول ابي حنيفة و محمد رحمهما الله.

پس اگر امام اپنے مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو میں ان کیلئے یہ پسند کرتا ہوں کہ مؤذن جب حی علی الفلاح کہے تب وہ کھڑے ہوں اور جب وہ قد قامت الصلوٰۃ

کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہے۔

خاتم المحققین بدرالفقہاء الحنیفہ محمد امین الشہیر بابن العابدین شامی (م ۱۲۵۲ھ) الدرالمختار کی شرح ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی میں لکھتے ہیں (قوله قعد) ويكره له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم اذا بلغ المؤذن حي على الفلاح (ص۴۰۰)

بیٹھ کر اقامت سننے کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے اسے (نمازی کو) چاہئے کہ بیٹھ جائے اور جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو کھڑا ہو جائے۔

(اسی طرح فتاویٰ عالمگیری اردو ترجمہ از امیر علی دیوبندی ج ۱ ص ۸۹ پر ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے استاذ الاساتذہ شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں بھی یہی کچھ لکھا ہے۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۴۱۵ ترجمہ منظور احسن عباس نے بھی احناف کا مسلک یہی لکھا گیا ہے)

صاحب بہار شریعت صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ امجدیہ ج نمبر ۱ ص ۵۳ اور ص ۵۴ سے ایک فتویٰ کا خلاصہ پیش کرنے پہ اکتفا کرتے ہیں جو احناف کے دلائل کا خزانہ ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

"یہ مسئلہ نہایت واضح اور عامہ کتب معتبرہ میں اس کا ذکر ہے اور نہیں تو شرح وقایہ ہی دیکھئے۔ فرماتے ہیں ويقوم الامام والقوم عند حي على الصلوٰة۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی اس کے حاشیہ "عمدۃ الرعایہ" میں لکھتے ہیں ای مواضعهم الى الصف وفيه اشارة الى انه اذا دخل المسجد يكره له انتظار الصلوٰة قائما بل يجلس في موضع ثم يقوم عند حي على الفلاح وبه صرح في جامع المضمرات۔ اس مسئلہ کے متعلق عبارات جمع کی جائیں تو بہت طول ہو۔ بعض عبارات پر اقتصار کیا جاتا ہے۔ مجمع الانہر میں ہے۔ واذا قال المؤذن في الاقامة حي على الصلوٰة قام الامام والجماعة عند علمائنا الثلثة للاجابة وقال الحسن وزفر اذا قال قد قامت الصلوٰة قاموا الى الصف۔ جب خود امام اعظم و صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں تو اب ان کے مقلد کو چون و چرا کی کیا گنجائش؟ عام لوگوں

میں خلاف سنت یہ رواج پڑ گیا ہے کہ اقامت شروع ہونے سے پہلے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں اور بوجہ جہالت بیٹھنے والے پر ملامت کرتے ہیں اور سنت قدیمہ کو اپنی ناواقفی سے نئی بات سمجھتے ہیں حالانکہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ پہلے سے انتظار نماز میں کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ جامع المضمرات کی عبارت بحوالہ عمدۃ الرعایہ پڑھ چکے کہ مکروہ ہے۔ عالمگیری میں ہے ان کان المؤذن غیر الامام وکان القوم مع الامام فی المسجد فانہ یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة وھو الصحیح بلکہ اگر کوئی شخص مسجد میں اس وقت آیا کہ اقامت ہو رہی ہے تو سنت یہ ہے کہ بیٹھ جائے اور کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ اسی میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامة یکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح کذا فی المضمرات۔ درمختار میں ہے۔ دخل المسجد والمؤذن یقیم یقعد الی قیام الامام فی مصلاہ۔

جن لوگوں کو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق ہی نہیں تو ان کی آرزو ہوگی کہ سنت پر عمل نہ ہو اور اس کیلئے طرح طرح کے حیلے نکالیں گے۔ پہلے ہی سے کیوں نہیں صف برابر کر کے بیٹھتے اور افضل یہ ہے کہ بعد ختم اقامت امام نماز شروع کرے اگر چہ بعد قد قامت الصلوٰۃ بھی شروع کرنا جائز ہے کما فی الغنیہ اور اگر صف سیدھی نہ ہوئی تو امام اتنی انتظار کر سکتا ہے کہ صف درست ہو جائے''۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مزید لکھتے ہیں: ''یہاں دو باتیں ہیں کہ حی علی الصلوۃ پر کھڑا ہو یا حی علی الفلاح پر۔ اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے دونوں میں تطبیق دی کہ حی علی الصلوۃ پر اٹھنا شروع کرے اور حی علی الفلاح پر سیدھا کھڑا ہو جائے۔ عالمگیری (کے حوالے) سے گزرا کہ کھڑے ہو کر اقامت سننا مکروہ ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کا خیال رکھیں' کھڑے ہو کر اقامت ہرگز نہ سنیں''۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امجدی

شرائط وارکان نماز

نیت کرنا

نیت دل کے ارادے کا نام ہے اگر زبان سے نیت کے الفاظ بول لئے جائیں تو زیادہ بہتر ہے اس طرح اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ہو جائے گی اور لسان وقلب میں مطابقت پیدا ہو جائے گی۔ نماز کیلئے نیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں اس بات کا ارادہ ہو کہ میں فلاں وقت کی نماز ادا کرنے لگا ہوں۔

نیت کی اہمیت کے پیش نظر ہر کتاب کے آغاز میں ہر مصنف یہاں تک کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ (بخاری شریف) میں بھی سب سے پہلے اسی حدیث کو پیش کیا گیا ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے ھذا الحدیث اصل عظیم من اصول الدین۔ یہ حدیث اصول دین کی عظیم بنیاد ہے۔ ابن مہدی وغیرہ نے فرمایا: ینبغی لمن صنف کتابا ان یبدأ بھذا الحدیث تنبیھا للطالب علی تصحیح النیة۔ کتاب لکھنے والے کو چاہئے کہ اپنی کتاب کا آغاز اس حدیث سے کرے تا کہ طالب کو نیت کے صحیح رکھنے پر آگاہی ہے۔

یہ حدیث سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انما الاعمال بالنیات اعمال (کی قبولیت) کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(بخاری ج ا ص ۲)

یہاں پہ ارکان اسلام وایمان پر مشتمل حدیث شریف جو بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس میں شہادتین کے بعد سب سے پہلے اقامت صلوٰۃ کا ذکر ہے۔ اس پر ایک خوبصورت تقریر جو میرے زمانۂ دورۂ حدیث کی یادگار ہے اپنے قارئین کرام کے ذوق مطالعہ کی نذر کر رہا ہوں۔ بعنوان

ایک حدیث ایک تقریر

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھے

تھے کہ ایک شخص جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے

(شدید بیاض الثیاب و شدید سواد الشعر)

لگتا وہ مسافر تھا (کیونکہ مدینہ کا رہنے والا نہ تھا اور نہ ہم اس کو جانتے پہچانتے تھے) لیکن لایری علیه اثر السفر۔ اس پر سفر کا نشان (گردوغبار وتھکاوٹ وغیرہ) کچھ نہ تھا (ہم تو نہ پہچان سکے لیکن حضور علیہ السلام نے پہچان لیا تبھی اس کا تعارف نہ پوچھا ورنہ فرماتے مَن انت ؟ من این جئت ؟ ما اسمك؟ حضور علیہ السلام کے گھٹنوں کے ساتھ اپنے گھٹنے لگا کر اور سرکار کے رانوں پہ ہاتھ رکھ کر شاگردوں کی طرح وھو المناسب لهیئة المتعلم یہی طریقہ طالبعلم کے حال کے زیادہ مناسب ہے۔ آج بھی زائرین مدینہ روضہ پاک کے سامنے جا کر نمازی کی طرح کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں۔ یہ طریقہ ادب اسی مسافر رہِ طیبہ نے اہل ایمان اور اہل محبت کو سکھایا ہے) سوال کیا یا محمد اخبر نی عن الاسلام ؟ اے محمد (ﷺ) مجھے بتائیں اسلام کیا ہے؟ (اب حضور علیہ السلام کو صرف یا محمد کہہ کر پکارنا جو علماء نے حرام لکھا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ واقعہ قرآن پاک کی اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے جس میں فرمایا گیا کہ رسول کو ایسے نہ پکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔ یا یہ کہ فرشتے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور یا اس لئے کہ صرف لفظ محمد بطور نام نہ کہ اس کی معنوی خوبی کو پیش نظر رکھ کر جیسے کسی کا نام عبداللہ ہو تو اس کو نام لے کر بلانا صرف نام کی حد تک نہ کہ اس کا معنیٰ ''اللہ کا بندہ یا اللہ کی عبادت کرنے والا'' کو پیش نظر رکھ کر۔ واللہ اعلم) آپ (ﷺ) نے فرمایا الاسلام ان تشهدان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقیم الصلوة وتؤتی الزکوة و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیه سبیلا۔

اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ شریف کا حج کرے اگر تیرے پاس راستے کی طاقت ہو یعنی تو

صاحب استطاعت ہو (کلمہ پڑھنے سے مراد تمام اسلامی احکامات ہیں جس طرح ہم کہیں کہ نماز میں الحمدللہ واجب ہے تو اس سے مراد پوری سورۃ فاتحہ ہوگی نہ کہ فقط لفظ الحمدللہ یا کہیں ہر بابرکت کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے تو اس سے پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مراد ہوگی نہ کہ صرف لفظ بسم اللہ کل امر ذی بال لم یبدا ببسم الله فهوا قطع کا بھی یہی مطلب ہے۔ لہٰذا کسی بھی دین کے ضروری حکم کو نہ ماننے والا صرف کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں کہلا سکے گا جیسا کہ قادیانی' سب کچھ کرتے ہیں مگر ختم نبوت کی منکر ہونے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں) قال صدقت۔ اس (مسافر) نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔

فعجبنا له یسأله ویصدقه۔ ہم بڑے حیران ہوئے کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کر رہا ہے (اس کا مطلب ہے سب کچھ جانتا ہے لہٰذا جاننے کے باوجود بھی سوال کیا جا سکتا ہے اور سوال کرنا عدم علم کی دلیل نہیں ہے)

قال فاخبرنی عن الایمان (پھر اس مسافر نے دوسرا سوال کیا) مجھے بتائیے ایمان کیا ہے؟ (ایمان و اسلام کبھی ہم معنی ہوتے ہیں اور کبھی ظاہری اعمال کا نام اسلام اور باطنی عقائد اور دلی کیفیات کو ایمان کہا گیا ہے جیسا کہ اس حدیث میں اور قرآن پاک کی آیت قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ۔ (سورۃ الحجرات میں ہے)

قال ان تؤمن بالله وملائکته وکتبه ورسله و الیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیره و شره۔

آپ (ﷺ) نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو مانے اور اللہ کے تمام فرشتوں' رسولوں' کتابوں' یوم آخرت اور اچھی بُری تقدیر کو مانے (تقدیر کا لغوی معنی اندازہ کرنا۔ قرآن پاک میں ہے کل امر قدر۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مبرم! جو کبھی نہیں ٹلتی۔ اگر کوئی اللہ کا بہت پیارا بھی اس کے ٹلنے کی دعا کرنا چاہے تو اس کو روک دیا جاتا ہے۔ ۲۔ معلق جو نیک اعمال' دعا اور صدقہ وخیرات سے ٹل سکتی ہے جیسے ابلیس کی دعا والتجا سے اس کی عمر بڑھا دی گئی۔ انك من المنظرين اور آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر ساٹھ سال کی بجائے سو سال کر دی گئی کما فی الحدیث۔ ایک تقدیر مشابہ بالمبرم ہوتی

ہے جو اخص الخواص کی دعا سے ٹلتی ہے)

قال صدقت۔ مسافر نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا ہے۔

فاخبرنی عن الاحسان ۔ اب مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟ قال ان تعبداللہ کانك تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراك ۔آپ (ﷺ) نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر ایسی نہ کر سکے تو پھر عبادت کرتے وقت تیری یہ کیفیت تو ہونی چاہئے کہ تیرا عقیدہ ہو کہ تیرا رب تجھے دیکھ رہا ہے (یوں تو اللہ تعالیٰ ہر وقت ہی اپنی ساری مخلوق کو دیکھ رہا ہوتا ہے لیکن عبادت کی حالت میں تو بالخصوص بندہ اللہ سے ہمکلام بھی ہوتا ہے اور اللہ کے سامنے بھی ہوتا ہے کما فی الحدیث۔

نکتۂ تصوف

صوفیاء کرام نے فان لم تکن تراہ کا یہ معنی بھی کیا ہے کہ یہ علیحدہ جملہ بنا کر فرمایا فان لم تکن پس اگر تو خود نہ رہے یعنی اپنے آپ کو مٹا دے "تراہ" تو تو اسے دیکھ لے گا۔ فانه یراك اور وہ تو تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

اور اقبال کہتے ہیں

شہود کیسے ہو حاصل اسے زمانے میں
وجود جس کا نہیں جسد خاک سے آزاد

اور فرمایا

کمال زندگی دیدار ذات است
طریقش رستن بند حیات است

یعنی ساری قیدوں سے آزاد ہو جا پھر اینما تولوا فثم وجه اللہ کا جلوہ پا لے گا
اور خواجۂ اجمیر علیہ الرحمۃ نے اس کو یوں بیان فرمایا:

ولا بحلقۂ رندان بزم عشق درا
کہ جرعۂ ز شراب بقا دہند ترا
اگر بقا طلبی اولت فنا داری
کہ تا فنا نہ شوی بقا نمی دہند ترا

علامہ اقبال نے اس کی ترجمانی میں فرمایا ہے

کرا جوئی چرا در پیچ و تابی — کہ او پیداست تو زیر نقابی
تلاش اوکنی جز خود نہ بینی — تلاش خودکنی جزا و نیابی

قال اخبرنی عن الساعة؟ (پھر اس مسافر نے) کہا مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں؟

قال ما المسؤل عنھا باعلم من السائل۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: جس سے قیامت کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے یعنی میں "پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا" (مطلب یہ کہ اس بارے میں جتنا تو جانتا ہے اتنا ہی میں بھی جانتا ہوں نہ یہ کہ تو بھی نہیں جانتا اور میں بھی کیونکہ جبریل امین کا پوچھنا بتا رہا ہے کہ علم والے سے ہی پوچھا جاتا ہے فاسئلوا اھل الذکر۔ اس لیے حضور علیہ السلام نے لا اعلم نہ فرمایا بلکہ فرمایا میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا یعنی مطلقاً علم کی نفی نہ فرمائی بلکہ زیادتی علم کی نفی ہے۔ مقصد یہ تھا کہ تو جانتا ہے یہ راز الٰہی ہے جس کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ورنہ علامات بھی تو جاننے والے سے ہی پوچھی جاتی ہیں اور وہی بتا سکتا ہے جو جانتا ہو اور قیامت کے بارے میں اتنا تو ہم دیوانے بھی جانتے ہیں کہ

قیامت جس کو کہتے ہیں وہ عید ہے اہل سنت کی
ادھر دیدار رب ہوگا ادھر صورت محمد (ﷺ) کی

قال فاخبرنی عن اماراتھا؟ سائل نے کہا! مجھے قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیں؟

۱-قال ان تلد الامة ربتھا۔ سرکار نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی یعنی اولاد نافرمان ہو جائے گی اور اپنے والدین سے نوکروں کا

Scanned with CamScanner

سا سلوک کرے گی۔

۲-وان ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون فى البنيان۔

اور دوسری نشانی یہ ہے کہ غریب کنگال' پاؤں بدن سے ننگے' بکریاں چرانے والے بلڈنگیں بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے اور اونچی اونچی عمارتوں کے مالک ہوں گے یعنی ذلیل جو تھے وہ عزت والے بن جائیں گے۔ گھٹیا قسم کے لوگ اپنا پیشہ چھوڑ کر عمارتوں کے چکر میں پڑ جائیں گے تو یہ علامت قیامت اور نظام عالم کی تباہی ہے اس لیے سکندر ذوالقرنین نے حکم دیا تھا کہ کوئی شخص اپنا موروثی پیشہ نہ چھوڑے تا کہ دنیا کا نظام نہ بگڑے۔

ایک روایت میں ہے وذا رایت الحفاة العراة الصم البكم ملوك الارض ۔ اور جب تو دیکھے کہ پاؤں بدن سے ننگے' گونگے بہرے (جن کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں آتا جیسے ہمارے حکمرانوں کو پہلا کلمہ بھی سیدھا پڑھنا نہیں آتا) زمین کے مالک بن بیٹھیں۔

دیگر احادیث میں قیامت کی مزید بہت ساری علامات بتائی گئی ہیں جیسے زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھنے لگیں گے۔ گھر گھر ناچ گانا ہوگا۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کثرت کے ساتھ ہونے لگیں گی' اولاد والدین کی نافرمان ہوگی (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ) وغیرہ۔

جب اتنی باتیں ہوئیں اور سائل چلا گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سرکار علیہ السلام نے فرمایا جانتے ہو یہ سائل کون تھا؟ عرض کیا اللّٰہ ورسولہ اعلم ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے اور اللہ کا رسول زیادہ جانتا ہے۔

صحابہ کرام کا پاکیزہ عقیدہ

سبحان اللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں کتنا پاکیزہ تھا کہ جن الفاظ سے آج لوگوں کو شرک کی بدبو آتی ہے (معاذ اللہ۔ حالانکہ یہ ان کی اپنی بدعقیدگی کی بدبو ہے) ماشاء اللہ نبی وارث' اللہ رسول کا فضل ہے۔ اللہ رسول کی

رضا کیلئے کام کر رہا ہوں اور کہتے ہیں رسول کو خدا کے ساتھ ملا دیا ہے تو کیا اللہ زیادہ جانتا ہے اور اللہ کا رسول زیادہ جانتا ہے یہ منظر تمہیں اس بابرکت جملے میں نظر نہیں آ رہا؟ پھر لگا دو فتویٰ حضرت عمر پر بھی بلکہ حضور علیہ السلام پر بھی۔ معاذ اللہ کہ آپ کے سامنے ایسا ہوتا رہا بلکہ خدا پر بھی کہ اس نے ایک بار بھی منع نہ فرمایا۔

مگر کیسے لگاؤ گے اور کہاں کہاں لگاؤ گے اور کس کس پر لگاؤ گے (ان امتهم اللّٰه ورسوله۔ اغنهم اللّٰه ورسوله من فضله۔ واللّٰه ورسوله احق ان يرضوه)

اذان ہو اقامت ہو' عبادت ہو یا خطبہ
پس ذکر حق ذکر خیر الوریٰ ہے (ﷺ)

اور

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو!
واللہ ذکر حق نہیں کنجی "سقر" کی ہے

اس دور کے کفار کے بارے میں فرمایا گیا ويريدون ان يفرقوا بين اللّٰه ورسله۔ فرق کرنا چاہتے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان۔

ذاتاً تو فرق ہے وہ معبود ہے یہ عابد ہیں وہ خالق ہے یہ مخلوق مگر اطاعت میں' محبت میں' بیعت میں' رضا میں

ہِک ہے ہِک ہے ہِک ہے
جہڑا ہِک کوں دو کرداے کافر تے مشرک ہے

دیواروں سے اگر نام مصطفیٰ ﷺ مٹا بھی دو تو دلوں سے نہیں مٹا سکتے ہو کیونکہ یہ شرک نہیں بلکہ سنت صحابہ ہے۔ سنت الٰہی ہے کہ رسول کو خدا سے جدا نہ کیا جائے۔ کبھی رات کی تنہائی میں پوری توجہ کے ساتھ مدینے کی طرف منہ کر کے رو کر ان کا کرم مانگ کر تو دیکھ اور کہہ۔

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

پھر دیکھنا اللہ کی رحمت کے دروازے کس طرح کھلتے ہیں۔ جس اندھے نے ساری زندگی کیلا کھایا ہی نہ ہو اس کیا معلوم کیلے کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔ اس کو ہزار سمجھاؤ نہیں سمجھے گا۔

آمدم برسر مطلب! سرکار دو عالم علیہ السلام نے حضرت عمر کو فرمایا یہ (مسافر، سائل) جبرئیل امین تھے۔ اتاکم یعلمکم دینکم۔ تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

معلوم ہوا کہ اطاعت حضور علیہ السلام کی فرض ہے نہ کہ جبرئیل کی ورنہ جبرئیل خود کہہ دیتے کہ میں جبرئیل ہوں مجھ سے دین سیکھ لو۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نور اگر بشری لباس پہن کر آ جائے تو اس کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

یہ کلیہ بھی ثابت ہو گیا جو جن اور فرشتوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔ یتشکل باشکال مختلفة کہ مختلف شکلوں میں آ سکتے ہیں لیکن چونکہ روح وہی ہوتی ہے لہذا یہ تناسخ اور اواگون نہ ہوا جو کہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔

شکل بدلے تو لوازمات بھی بدل جاتے ہیں اس لیے جبریل علیہ السلام انسانی لباس میں آئے۔ مثلاً کپڑے سفید اور سیاہ بال تھے، جیسے موسیٰ علیہ السلام کا عصا جب اژدھا بنا تو رسیوں کو نگلنے لگا۔ لہذا حضور علیہ السلام اگر حقیقت کے اعتبار سے نور ہونے کے باوجود بشری شکل میں آ کر کھاتے، پیتے، شادی بیاہ کرتے ہیں تو آپ کی نورانیت میں فرق نہیں آئے گا۔ آپ نوری بشر ہیں۔ کھانا پینا، نکاح شادی وغیرہ بشری احکام ہیں۔

صوم وصال اور ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی نورانیت کی جلوہ گری ہے۔ میدانِ اُحد میں زخمی ہونا اور خون نکلنا بشری تقاضا ہے اور شق صدر میں خون کا قطرہ بھی نہ نکلنا نورانی شان ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہزاروں سال سے آسمان پہ جلوہ گر ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ یہ نورانیت کا ظہور ہے۔ ہمارے آقا علیہ السلام کا طائف کے بازاروں میں چلنا، پتھر کھانا، لہولہان ہونا شان بشریت ہے اور عرش کے اوپر نعلین سمیت چلنا نورانیت کا جلوہ ہے۔ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ وقت گزارنا بشریت کا تقاضا ہے اور

لی مع اللہ وقت کا نظارہ شانِ نورانیت ہے۔

پھر یہ کہنا کہ کاتب تقدیر، ملک الموت اور دیگر مخلوق کو تو فلاں فلاں بات کا علم ہے مگر حضور علیہ السلام کو فلاں بات کا علم نہیں فلاں بات کا نہیں۔ ہاں باعتبار بشریت ہو نہ ہو مگر باعتبار نورانیت ہر بات کا علم ہے مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

جہت قبلہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فول وجهك شطر المسجد الحرام وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره (البقرہ۱۴۱)

اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ قبلہ کی طرف کر لو۔

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مابين المشرق والمغرب قبلة (ترمذی، ص۴۶۔ج۱، مؤطا امام مالک ص۶۸)

مشرق ومغرب کے درمیان قبلہ ہے۔

☆ **عن نويلة بنت مسلم رضى الله تعالى عنها قالت: صليت الظهر والعصر فى مسجد بنى حارثة فاستقبلنا مسجد ايليا فصلينا سجدتين ثم جاء نامن يخبرنا انه صلى بهم نبى الله صلى الله تعالى عليه وسلم قد استقبل البيت الحرام فتحول الرجال مكان النساء والنساء مكان الرجال فصلينا السجدتين الباقيتين ونحن مستقبلوا البيت الحرام فبلغ لك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال: اولئك قوم آمنون بالغيب ۔**

(الدر المنثور للسیوطی، ۲۶/۱، المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۵/۴۳)

حضرت نویلہ بنت مسلم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ظہر وعصر کی نماز مسجد بنی حارثہ میں پڑھی تو ہم نے اپنا منہ بیت المقدس کی طرف کیا اور دو رکعت

نماز ادا کی تھی کہ ہمارے پاس ایک شخص آیا جس نے یہ خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ان کو نماز پڑھا رہے تھے کہ حالت نماز ہی میں بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یعنی قبلہ بدل گیا۔ یہ سن کر ہمارے مرد پلٹ کر عورتوں کی جگہ آ گئے اور عورتیں مردوں کی جگہ۔ پھر ہم نے باقی دو رکعتیں ادا کیں اور ہم بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ تھے۔ حضور علیہ السلام کو جب ہمارے اس حال کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لائے۔

تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کانوں تک اُٹھانے میں نکتۂ روحانی

جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر زبان سے اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس نے اللہ کو سب سے بڑا مان کر ہر شئی سے ہاتھ اٹھا لیا ہے دنیاوی لذتوں سے، ظلم و تعدی سے ہر شئی سے کٹ کر اپنے رب کے ساتھ لو لگا لی ہے۔ یہی منشائے قرآن ہے وتبتل اليه تبتيلا۔

تحریم کا مطلب ہے حرام کرنا گویا بندے نے ہر خواہش اپنے اوپر حرام کر لی ہے ہاتھ اٹھا کر، زبان سے اللہ کی بڑائی کا اعلان کر کے اپنی ہار مان لی ہے اور اپنی زبان کے قول کی تصدیق اپنے اعضاء سے بھی کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام پر تبلیغ احکام کے سلسلہ میں وحی کا آغاز ہی ان الفاظ سے فرمایا: وربك فكبر ۔ اے محبوب سارے جہان میں میری بڑائی کا ڈنکا بجا دے اور اطراف و اکناف عالم میں میری کبریائی کا ایسا نعرۂ مستانہ بلند کر کہ سارے بت پاش پاش ہو جائیں اور تیری اس تکبیر کے صدقے قیامت تک کائنات کے ہر گوشے سے صدائے تکبیر بلند ہوتی رہے اور اللہ اکبر کی آوازیں آتی رہیں۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کو جب لوگوں نے مصلّے پہ کھڑا دیکھا تو رنگ زرد تھا حواس قائم نہ تھے کافی دیر یہی سلسلہ رہا ایسا کیوں تھا اس لئے کہ یہ لوگ زبان سے جس کی کبریائی کا اعلان کرتے ہیں دل کی آنکھوں سے اس حسن مطلق کے جلوے بھی دیکھتے

ہیں۔ بن دیکھے تو ہر کوئی اللہ اکبر کہہ رہا ہے دیکھ کر کہنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

پھر بندہ اپنے جسم کا رخ قبلہ کی طرف کر کے اس جذبے سے سرشار ہو جاتا ہے کہ اے اللہ جسم کو لا کر تیری بارگاہ میں کھڑا کر دینا میرے بس میں تھا اب اپنی یاد سے میرے دل کے جنگل میں منگل لگا دینا تو تیرا ہی کام ہے۔

پس رجوع قلب ایں کار ترا
قلب را قَلِّبْ طفیل مصطفیٰ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ اس کی بارگاہ میں راز و نیاز کی باتیں زبان حال سے ہو رہی ہیں کہ جس کی بارگاہ سے بڑی کوئی بارگاہ ہی نہیں۔ یہاں شہنشاہ بھی گدا بن کر آتے ہیں اور یہاں سے گدا بھی شہنشاہ بن کر نکلتے ہیں۔ کیونکہ یہ اس کی بارگاہ ہے کہ جس کی شان ہے

قل اللهم مٰلك الملك...... لمن الملك اليوم لله الواحد القهار۔

ایسی عاجزی کرے کہ دیکھنے والا پکار اٹھے کہ یہ گدا تو ایسی دستک دے رہا ہے کہ لگتا ہے خالی نہیں جائے گا کیونکہ ایسے گداؤں کو کریم ضرور نوازتے ہیں۔

تجھ سا کوئی سخی نہیں مجھ سا کوئی گدا نہیں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر دنیا میں تین چیزیں نہ ہوتیں تو میں اس دنیا میں رہنا بھی پسند نہ کرتا۔

(۱) صحبت صالحین
(۲) جہاد فی سبیل اللہ
(۳) سجدہ

اسی لئے آپ کی دعا تھی کہ اے اللہ مجھے وہ قتل کرے جو سجدہ کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔ لوگ حیران تھے کہ سجدہ نہ کرنے والا تو کافر ہی ہوسکتا ہے اور کافر مارے گا تو کسی میدان میں مارے گا جبکہ دوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ بھی دعا کرتے ہیں اے اللہ مجھے شہادت کی موت مدینہ شریف میں عطا کر یہ کیسے ہوگا لیکن اس راز سے پردہ تب اُٹھا جب

Scanned with CamScanner

عین نماز کی حالت میں مسجد نبوی کے اندر مصلّی رسول ﷺ پر آپ رضی اللہ عنہ پر ایک مجوسی نے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا او پھر آپ شہید ہو گئے۔

بہر حال! اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کریں، تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی ۔(سورہ اعلیٰ:۱۵)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔" (کنزالایمان)

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

و ربك فكبر ۔(سورہ مدثر:۳)

ترجمہ: "اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو۔" (کنزالایمان)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا قمت الی الصلوٰة فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فکبر۔

(مسلم شریف صفحہ ۱۷۰ ۔ جلد اول)

"جب تم نماز کا ارادہ کرلو تو اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے اللہ اکبر کہو۔"

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مفتاح الصلوٰة الطور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم۔

(دارقطنی ۳۷۹ ۔ جلد اول) (ترمذی شریف نمبر ۱۹ ۔ جلد اول)

؟"نماز کی چابی طہارت (وضو) ہے اور اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔ ابن ماجہ شریف میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا رخ انور قبلہ شریف کی

طرف کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد اللہ اکبر کہتے"۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۸)

☆ عن عائشة قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستفتح الصلوٰة بالتكبير والقراة بالحمد لله رب العالمين۔

(مسلم شریف صفحہ نمبر ۱۹۴ ۔ جلد اول)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے اللہ اکبر سے اور قرأت شروع کرتے تھے الحمد للہ رب العالمین سے۔

☆ عن ابن عمر رضی الله عنهما مرفوعا اذا ستفتح احدکم فلیر فع یدیه ویستقبل بباطنهما القبلة فان الله تعالیٰ امامه۔

(کنز العمال صفحہ نمبر ۳۰۶ جلد ہشتم)

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کی ہتھیلیوں والے حصے کو قبلہ رخ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اس کے سامنے ہوتی ہے۔"

☆ نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک کانوں تک یا سر کے بالوں تک اُٹھاتے تھے۔ اس بارے میں تینوں طرح کی روایات ملتی ہیں اور ہمارے امام امام اعظم علیہ الرحمۃ حتی الوسع کوشش فرماتے ہیں کہ جب ایک سے زیادہ احادیث بظاہر متضاد نظر آئیں تو ان میں تطبیق دیتے ہیں تا کہ سب پر عمل ہو جائے جیسا کہ جمعہ کے بعد سنتوں کے بارے میں دو طرح کی روایات ہیں چار کی بھی ہے اور دو کی بھی' امام صاحب نے دونوں میں تطبیق دے دی اور فرمایا: چار بھی پڑھ لو اور دو بھی تا کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ اسی طرح یہاں بھی آپ نے بڑے خوبصورت طریقے سے تینوں روایات پر عمل کروا دیا اور فرمایا کہ انگوٹھے کانوں کے برابر

کردو خود بخود ہی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہو جائیں گی اور انگلیاں سر کے بالوں کے برابر۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ فقہ حنفی قرآن وسنت کے خلاف نہیں بلکہ قرآن وسنت کی صحیح ترجمانی کا نام ہے لہٰذا

غلغلہ کرۂ دنیا میں یہ اٹھانا چاہئے
فرش سے لے عرش تک نعرہ لگانا چاہئے
فقہ حنفی کو ہمیں نافذ کرانا چاہئے
دین حق کا اس طرح ڈنکا بجانا چاہئے
اللہ اللہ حنیفہ کا مقام اتقاء
اس کا جلوہ عصر حاضر کو دکھانا چاہئے
جو ثریا سے زمین پر علم کو لاتا رہا
اس کے در پر عالمو! گردن جھکانا چاہئے
حنفیت ہی میں کتاب اللہ کی تنفیذ ہے
راز یہ ملّائے جاہل کو بتانا چاہئے
حنفیت ہی سنت خیر البشر کی ترجماں
یہ بشارت سارے عالم کو سنانا چاہئے

(علامہ شبیر احمد ہاشمی۔ چوکی)

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ کبر ثم رفع یدیہ حتی یحاذی بابھامیہ اذنیہ ثم یقول سبحانک اللھم ۔الخ

(دارقطنی صفحہ نمبر ۳۰۰ جلد اول راوتہ کلھم ثقات کذا فی نصب الرایہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک انگوٹھوں کو کانوں

کے برابر کرتے پھر سبحانک اللھم...... الخ پڑھتے۔

☆ عن مالک بن الحویرث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اکبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ ۔(مسلم شریف صفحہ ۱۶۸۔جلد اول)

"حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے مقابل لے آتے اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کی لو کے برابر لے آتے۔"

☆ عن وائل انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی بابھامیہ اذنیہ ثم کبر۔(ابوداؤد شریف صفحہ ۱۲۱ جلد اول)

"وائل بن حجر سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی محتشم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ آپ کے دونوں کندھوں کے مقابل آ گئے اور آپ کے دونوں انگوٹھے آپ کے کانوں کے برابر آ گئے، پھر آپ نے اللہ اکبر کہا۔"

☆ عن وائل انہ را النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی تکاد ابھا ماہ تحاذی شحمۃ اذنیہ۔

(نسائی شریف صفحہ ۱۴۱ جلد اول)

"حضرت وائل سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں انگوٹھے آپ کے دونوں کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے"

نماز میں ہاتھ کیسے اور کس جگہ باندھے جائیں؟

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی کلائی کو دائیں

ہاتھ کی چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑیں اور باقی انگلیوں کو پھیلا دیں۔ اس بارے میں احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆ عن سهل بن سعد قال كان الناس يؤمرون ان يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرى في الصلوة (بخاری شریف صفحہ ۱۰۲۔ جلد اول)

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کلائی پر رکھیں۔"

☆ عن قبيصة بن هلب عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يومنا فيأخذ شماله بيمينه. (ابن ماجہ صفحہ ۵۸)

"حضرت قبیصہ بن ھلب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے۔"

نماز میں دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں۔ محدث ابن ابی شیبہ جو امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ ہیں، حضرت وکیع سے اور وہ موسیٰ ابن عمر سے وہ علقمہ بن وائل سے وہ اپنے والد حضرت وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں:

☆ رايت النبي صلى الله عليه وسلم يضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة. (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۳۹۰ جلد اول)

میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے ناف کے نیچے۔

☆ عن الحجاج بن حسان قال سمعت ابا مجلز و سألته قال قلت كيف اضع قال يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلهما من السرة (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۰ جلد اول وقال اسنادہ صحیح)

حضرت حجاج بن حسان روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابومجلز سے سوال کیا کہ ہاتھ کہاں رکھوں؟

اُنہوں نے فرمایا نماز پڑھنے والا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے اُوپر رکھے اور دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھے۔

☆ عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة. (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۳۹۰ جلد اول)

ابراہیم سے مروی ہے کہ نماز پڑھنے والا نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے ناف کے نیچے۔ یہ ساری حدیثیں صحیح الاسناد ہیں۔

ابن قدامہ مقدسی حنبلی لکھتے ہیں۔

وروى ذالك عن علي وابي هريرة وابي مجلز والنخعي والثوري واسحق لما روى عن علي انه قال من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة. رواه الامام احمد وابوداؤد هذا ينصرف الى سنة النبي صلى الله عليه وسلم (المغنی صفحہ ۴۷۲ جلد اول)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابومجلز، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، اسحٰق بن راہویہ سے مروی ہے کیونکہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ "سنت میں سے ہے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے" روایت کیا اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور ابوداؤد نے اور سنت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔

☆ حضرت علقمہ بن وائل بن حجر اپنے باپ سے راوی ہیں کہ

رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة. (المصنف لابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۰ جلد اول)

میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا ہوا ہے۔

اس حدیث کی سند جید اور تمام راوی ثقہ ہیں

(فتاویٰ رضویہ صفحہ ۴۷ جلد سوم)

سینے پہ ہاتھ باندھنے کی ایک روایت

☆ ایک روایت حضرت وائل بن حجر سے اس طرح ہے کہ آپ فرماتے ہیں صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فوضع یده الیمنی علی یده الیسری علی صدره ۔ (صحیح ابن خزیمہ صفحہ ۲۴۳ جلد اول)

اس میں ہاتھ سینے پر باندھنے کا ذکر ہے روایت اگرچہ مقبول ہے مگر اس کی تاریخ کا علم نہیں کہ کون سی پہلے ہے اور کون سی بعد کی تو ضروری ہے کہ ایک روایت کو ترجیح ہو چونکہ نماز کے تمام افعال تعظیم پر مبنی ہیں اور ہاتھ باندھنے میں معروف ومسلم طریقہ تعظیم ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے اسی لئے محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا۔

قیام میں بقصد تعظیم ہاتھ باندھنے کا معاملہ معروف طریقے پر چھوڑا جائے۔ لہٰذا مردوں کے بارے میں ابن ابی شیبہ کی روایت راجح ہے، اور چونکہ عورتوں کے معاملہ میں شرع مطہر کا مطالبہ کمال ستر وحجاب ہے۔ اسی لئے فقہا نے فرمایا: مردوں کی پہلی صف افضل اور خواتین کی آخری۔ نیز ایک حدیث میں آیا، عورت کی نماز کمرے میں صحن کی نماز سے افضل ہے، اور کوٹھری میں اس سے بھی افضل ہے، نیز بوقت سجدہ زمین کے ساتھ چمٹ جانے کا حکم عورتوں کے ساتھ خاص ہوا اور عورتوں کی امام کو حکم ہے کہ درمیان میں کھڑی ہو۔

چنانچہ اس میں شک نہیں کہ عورتوں کے حق میں سینے پر ہاتھ باندھنا، زیر ناف باندھنے سے زیادہ حجاب اور حیا کے قریب ہے اور خواتین کا تعظیم کرنا ستر وحجاب کی صورت میں ہے۔ کیونکہ تعظیم ادب کے بغیر اور ادب حیا اور حجاب کے بغیر حاصل نہیں۔

لہٰذا خواتین کے حق میں حدیث ابن خزیمہ راجح ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ دونوں مسائل میں ایسی حدیث موجود ہے جس کی سند جید ہے۔ ماہر علمائے حدیث نے دونوں مقامات پر حدیث وترجیح پر ہی عمل فرمایا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اس کی ایک نظیر مسئلہ قعود ہے کہ اس کے دونوں طریقے حضور نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں۔ ہمارے علماء نے مردوں کے لئے دایاں پاؤں کھڑا کرنا اور بائیں پر بیٹھنے کو

اختیار کیا، کیونکہ یہ شاق ہے اور بہتر عمل وہی ہے جس میں مشقت ہو، اور عورتوں کے لئے تورّک (پاؤں دائیں یا بائیں طرف نکال کر سرین پہ بیٹھنے) کا قول کیا۔ کیونکہ اس میں زیادہ ستر، اور آسانی ہے، اور خواتین کا معاملہ ستر اور آسانی پر مبنی ہے۔

البتہ شوافع اور ان کے موافقین عورت کو شکم پر ہاتھ باندھنے کا حکم دیتے ہیں نہ کہ سینے پر۔ منہاج ومیزان وغیرہ میں ہے کہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی اور اپنے مذہب کی تائید میں حدیث ابن خزیمہ کے علاوہ کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ لیکن مجھ فقیر کو ان کے اس استدلال پہ تعجب ہے کہ یہ حدیث ان کے مذہب کی دلیل کیسے بن گئی۔ کہ تحت الصدر اور ''علی الصدر'' میں نمایاں فرق ہے۔

فتاویٰ رضویہ جدید ۱۴۹/۶ فتاویٰ رضویہ قدیم ۴۷/۳

ثنا کے الفاظ

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا اله غیرک۔

(ترجمہ) پاک ہے تو اللہ، میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و سبح بحمد ربک حین تقوم ۔ (سورہ الطور پ ۲۷)

(ترجمہ) اور تسبیح بیان کریں آپ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

☆ عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوٰة قال سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک ولا اله غیرک۔

(ترمذی شریف صفحہ ۳۳ جلد اول - ابوداؤد شریف صفحہ ۱۲۹ جلد اول)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے تو

یوں پڑھتے:

سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جَدك ولا اله غيرك"

☆ عن انس عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی اذنیه یقول سبحاك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك. (مجمع الزوائد صفحہ ۱۰۷ جلد دوم)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے پھر ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر کرتے اور پھر پڑھتے سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك ۔

دار قطنی اور شرح معانی الآثار میں ہے کہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی یہی پڑھتے تھے۔ (شرح معانی الاثار صفحہ نمبر ۹۶ جلد اول)

تعوذ وتسمیہ

امام اور تنہا نماز پڑھنے والا ثنا پڑھنے کے بعد تعوذ (اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم) اور تسمیہ (بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم) آہستہ پڑھ کر قرأت شروع کریں۔

چونکہ تعوذ وتسمیہ قرات کے تابع ہے اور مقتدی پر قرأت نہیں اس لئے امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے وقت تعوذ اور تسمیہ نہ پڑھے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

فاذا قرات القران فاستعذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم ۔ (سورۃ النحل ۹۸)

(ترجمہ) توجب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے (کنز الایمان)

☆ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یقول قبل القرأة اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم۔

(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۸۶ جلد دوم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرات سے پہلے پڑھتے اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم

☆ عن الاسود قال افتتح عمر الصلوٰة ثم کبر ثم قال سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۲۳۷ جلد اول)

☆ حضرت اسود کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا پھر پڑھا سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك پھر پڑھا اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم

☆ عن علی قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقرء بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم فی صلوته ۔ (دار قطنی صفحہ نمبر ۳۰۲ جلد اول)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

نماز میں بسم اللہ شریف آہستہ آواز میں پڑھنا

☆وعن انس قال صلیت خلف النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان فکانوا لا تجهرون بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم (نسائی شریف صفحہ ۱۴۴ جلد اول مسند احمد صفحہ ۱۱۴ جلد سوم طحاوی صفحہ ۱۲۹ جلد اول)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی یہ تمام حضرات بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم ۔ کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔

☆ عن ابی وائل قال کان عمر وعلی لا یجهران بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین۔ (طحاوی صفحہ نمبر ۱۳۰ جلد اول)

حضرت ابووائل کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بسم اللّٰه

الرحمٰن الرحیم اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم اور آمین اونچی آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔

نماز جہری ہو یا سرّی تعوذ اور تسمیہ ہمیشہ آہستہ ہی پڑھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے۔

انه کان یخفی بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم والاستعاذة وربنا لك الحمد (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۱۱ جلد اوّل)

کہ وہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، اور ربنا لك الحمد آہستہ پڑھتے تھے۔

مزید روایاتِ معتبرہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: صلیت خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم وخلف ابی بکر ومر وعثمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم فلم اسمع احدا منهم یقراء بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ (مسلم صفحہ ۱۷۲ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر، امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم اور امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی۔ ان میں کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اونچی آواز سے) پڑھتے نہ سنا۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: صلیت خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم کانوا لا یجهرون بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ (نسائی صفحہ ۱۰۵ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق نیز سیدنا عمر فاروق اعظم و سیدنا عثمان غنی

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پیچھے نماز پڑھی، یہ حضرات بسم اللہ شریف کا جہر نہ فرماتے تھے۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم قال: صلیت خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم، کانوا یسرون بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ (صحیح ابن خزیمہ صفحہ ۲۴۹ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ تمام حضرات بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: صلیت خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان فکلهم یخفون بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔

(ابن ماجہ صفحہ ۵۹ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر، امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم اور امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ سبھی حضرات بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم کان یسر بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وابا بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم اجمعین۔

(المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے اور سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان

Scanned with CamScanner

غنی اور سیدنا مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی۔

☆ عن یزید بن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنهما قال: سمعنی ابی وانا اقول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فقال: ای بنی! ایاك والحدث قال: ولم ار احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کان ابغض الیه الحدث فی الاسلام، یعنی منه، قال: وصلیت مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ومع ابی بکر وعمر ومع عثمان، فلم اسمع احدا منهم یقولها، فلا تقلها انت اذا صلیت فقل: الحمد للہ رب العٰلمین۔

(ترمذی صفحہ ۳۳ جلد اول)

حضرت یزید بن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ شریف پڑھتے سنا، فرمایا: اے میرے بیٹے! بدعت سے بچ، پھر فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ کسی کو اسلام میں نئی بات نکالنے کا دشمن نہ دیکھا، پھر فرمایا: میں نے حضور نبی کریم ﷺ، سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی، کسی کو بسم اللہ شریف پڑھتے نہیں سنا، لہٰذا تم بھی نہ کہو، جب نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العٰلمین، سے شروع کرو۔

☆ عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنه انه صلی خلف امام فجهر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فلما انصرف قال: یا عبداللہ! احبس عنا نغمتك هذه، فانی صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وخلف ابی بکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالٰی عنهم اجمعین، فلم اسمعهم یجهرون بها۔ (السنن لابی حنیفہ)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے امام کے پیچھے نماز

پڑھی تو امام نے بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھی، جب فارغ ہوئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! اپنا یہ نغمہ ہم سے روکے رکھو، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، اور سیدنا صدیق اکبر، فاروق اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان کو بسم اللہ شریف جہر سے پڑھتے نہ سنا۔

☆ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما قال: الجهر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرأة الاعراب۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی صفحہ ۱۳۰ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ بسم اللہ شریف آواز سے پڑھنا گنواروں کی قرأت ہے۔

☆ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما قال: لم یجهر النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم بالبسملة حتی مات۔

(فتح القدیر لابن الہمام صفحہ ۲۵۴ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ شریف جہر سے نہیں پڑھی یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔

☆ عن عکرمة مولی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهم قال: انا اعرابی ان جهرت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(نصب الرایہ للزیلعی صفحہ ۳۵۸ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد خاص اور آزاد کردہ حضرت عکرمہ تابعی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں گنوار ہوں اگر بسم اللہ شریف جہر سے پڑھوں۔

☆ عن کثیر بن شنظیر رضی اللہ تعالٰی عنه ان الحسن البصری سئل عن الجهر بالبسملة فقال: انما یفعل ذلك

الاعراب۔(ایضا)

حضرت کثیر بن شنظیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بسم اللہ شریف بآواز بلند پڑھنے کا حکم پوچھا گیا، فرمایا: یہ گنواروں کا کام ہے۔

☆ عن ابراهيم النخعي رضي الله تعالىٰ عنه قال: الجهر بسم الله الرحمٰن الرحيم بدعة۔ (المصنف لابن ابی شیبہ صفحہ ۴۱۱ جلد اول)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بسم اللہ شریف جہر سے کہنا بدعت ہے۔

☆ عن ابراهيم النخعي رضي الله تعالىٰ عنه قال: ما ادركت احدا يجهر بسم الله الرحمٰن الرحيم، والجهر بها بدعة۔

(نصب الرایہ صفحہ ۳۵۸)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے صحابہ وتابعین میں سے کسی کو بسم اللہ شریف کا جہر کرتے نہ پایا۔ اس کا جہر بدعت ہے۔

☆ عن شعيب بن جرير رضي الله تعالىٰ عنه يقول: قلت لسفيان الثورى رضي الله تعالىٰ عنه: حدث بحديث السنة ينفعني الله به، فاذا وقفت بين يديه قلت: يا رب! حدثني بهذا سفيان فأنجوا أنا وتوخذ، قال: أكتب، بسم الله الرحمٰن الرحيم، القرآن كلام الله تعالىٰ غير مخلوق، وقال: يا شعيب الاينفعك ما كتبت حتى ترى السح على الخفين وحتى ترى أن إخفاء بسم الله الرحمٰن الرحيم أفضل من الجهر به وحتى تومن بالقدر (الى ان قال) اذا وقفت بين يدى الله فسئلت عن هذا فقل: يا رب! حدثني بهذا سفيان الثورى ثم خل بيني وبين الله عزوجل۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی صفحہ ۱۹۳ جلد اول)

حضرت شعیب بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے عقائد اہل سنت بتادیجئے کہ اللہ عزوجل مجھے نفع بخشے اور جب میں اس کے حضور کھڑا ہوں تو عرض کروں کہ الٰہی! مجھے یہ سفیان ثوری نے بتائے تھے، تو میں نجات پاؤں اور جو پوچھ گچھ ہو آپ سے ہو۔ فرمایا: لکھو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور اسی طرح اور عقائد ومسائل لکھوا کر فرمایا: اے شعیب! یہ جو تم نے لکھا تمہیں کام نہ دے گا جب تک موزوں پہ مسح کا جواز نہ مانو اور جب تک یہ عقیدہ نہ رکھو کہ بسم اللہ شریف کا آہستہ پڑھنا بآواز پڑھنے سے افضل ہے، اور جب تک تقدیر الٰہی پر ایمان نہ لاؤ۔ جب تم اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہو اور تم سے سوال ہو تو میرا نام لے لینا کہ عقائد ومسائل مجھے سفیان ثوری نے بتائے۔ پھر مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور چھوڑ کر الگ ہو جانا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

تراویح میں جہر بسملہ کا حضور پرنور سید عالم ﷺ سے متواتر کہنا حضور ﷺ پر صریح افتراء ہے، تواتر درکنار، زنہار کسی احاد سے بھی اس کا ثبوت نہیں۔ جہر فی التراویح تو جدا، مطلقاً کسی نماز میں حضور والاصلوات اللہ وسلامہ علیہ کا بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنا ہرگز ہرگز متواتر نہیں۔ تواتر کیسا نفس ثبوت میں سخت کلام ونزاع ہے۔

امام حافظ عقیلی کتاب الضعفاء میں لکھتے ہیں۔

بسم اللہ میں کوئی حدیث مسند صحیح نہیں۔ (عمدۃ القاری ۵/۲۸۸)

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

جہر تسمیہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ (عنایۃ القاضی ۱/۳۱)

یہی امام دارقطنی جب مصر تشریف لے گئے۔ کسی مصری کی درخواست سے دربارۂ جہر ایک جز تصنیف فرمایا۔ بعض مالکیہ نے قسم دے کر پوچھا کہ اس میں کون سی حدیث صحیح ہے۔ آخر براہ انصاف اعتراف فرمایا۔

کل ماروی عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فی الجھر فلیس بصحیح ذکرہ امام الزیلعی عن التنقیح عن مشائخہ عن الدار قطنی والمحقق فی الفتح۔

حضور نبی کریم ﷺ سے جہر میں جو کچھ روایت کیا گیا اس میں کچھ صحیح نہیں۔

(فتح القدیر و نصب الرایہ ۱/۳۵۹)

امام ابن الجوزی نے کہا:

حضور نبی کریم ﷺ سے جہر بسم اللہ میں کوئی روایت صحیح نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ۲/۲۸۶)

خلاصہ یہ کہ وہ احادیث نہ احادیث صحیحہ کے مقابل، نہ ذکر کے قابل۔ والہٰذا مصنفان مسانید وسنن نے ان کے ذکر سے اعراض کیا۔ (نصب الرایہ ۱/۳۵۸)

خود پیشوائے وہابیہ ابن القیم نے اپنی کتاب مسمی بالھدی میں لکھا۔ ان حدیثوں میں جو صحیح ہے وہ جہر میں صریح نہیں اور جو جہر میں صریح ہے وہ صحیح نہیں۔ (نیل الاوطار ۲/۲۲۸)

امام زیلعی فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ جہر کی حدیثیں ثابت نہ ہوئیں۔ (تبیین الحقائق ۱/۱۱۲)

نیز فرماتے ہیں:

ان حدیثوں میں کوئی حدیث صریح وصحیح نہیں۔ نہ یہ صحاح ومسانید وسنن مشہورہ میں مروی ہوئیں۔ ان کی روایتوں میں کذاب، ضعیف، مجہول لوگ ہیں۔ (نصب الرایہ ۱/۳۵۵)

امام عینی فرماتے ہیں:

جہر کی حدیثوں میں کوئی حدیث صحیح وصریح نہیں بخلاف حدیث اخفا کہ وہ صحیح وصریح اور صحاح ومسانید وسنن مشہورہ میں ثابت ہے۔ (عمدۃ القاری ۵/۲۹۱)

• ہماری ذکر کردہ احادیث میں ابتدائی چار احادیث وہ احادیث جلیلہ ہیں جن کی تخریج میں چاروں آئمہ مذاہب اور چھیوں اصحاب صحاح متفق ہیں۔

(فتاوٰی رضویہ جدید ۷/۶۸۵، فتاوٰی رضویہ قدیم ۳/۵۶۵)

امام کے پیچھے قرأت کی ممانعت

امام کے پیچھے مقتدی قرأت نہ کریں۔ قرأت کا معنی قرآن پڑھنا ہے۔ عام طور پر قرأت میں دو چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ ایک سورہ فاتحہ دوسرا کسی سورہ یا چند آیات کا ملانا۔ جہری اور سرّی ہر نماز میں امام کا قرأت کرنا مقتدی کی طرف سے کافی ہوگا، لہٰذا با جماعت نماز میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ یا آیات نہیں پڑھنی چاہئے بلکہ خاموشی کے ساتھ امام کی قرأت سننی چاہئے۔

اگر جہری نماز ہو تو توجہ سے امام کی قرأت سنیں، ورنہ خاموشی کے ساتھ اللہ کی طرف لو لگائے رہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

و اذا قرئی القران فاستمعوا لہٗ وانصتوا لعلکم ترحمون۔

(سورۃ الاعراف ۲۰۴)

(ترجمہ) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو (کنزالایمان)

اکثر مفسرین کرام کے نزدیک یہ آیت مبارکہ نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ نماز میں جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اس وقت خاموش رہو، چپ ہو جاؤ اور غور سے قرأت سنو چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

قال ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قرا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ المکتوبۃ وقرا اصحابہ وراء ہ رافعین اصواتھم فخلطوا علیہ فنزلت ھذہ الایۃ۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۵۰۰ جلد چہارم)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرض نماز میں قرأت کی اور آپ کے پیچھے آپ کے اصحاب نے بھی بلند آواز سے قرأت کی جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرأت میں گڑ بڑ ہوئی پس یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر روح المعانی میں ہے:

فقد اخرج عبد بن حمید وابن ابی حاتم وبیهقی فی سننه عن مجاهد قال قرا رجل من الانصار خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الصلوٰة فنزلت واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۵۰ جلد نہم)

(ترجمہ) عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں قرأت کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر روح المعانی میں ہے۔

و اخرج ابن جریر وغیرہ عن ابن مسعود انه صلی باصحابه فسمع اناسا یقرء ون خلفه فلما انصرف قال اما ان لکم ان تفهموا اما ان تعقلوا واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا کما امر الله تعالی۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۵۰ جلد نہم)

اور ابن جریر وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی، پس سنا کہ کچھ لوگ پیچھے قرأت کر رہے ہیں۔ پس جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سلام پھیرا تو فرمایا کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں، دیکھو جب قرآن (پاک) پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

علامہ ابن کثیر نے نبی محتشم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے اسمائے مبارکہ نقل کر کے لکھا ہے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات کے مطابق اس آیہ مبارکہ کا تعلق نماز میں قرآن پڑھنے اور خطبہ سے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۸۰ جلد دوم)

معلوم ہوا کہ نماز میں امام جب قرأت کرے تو مقتدی خاموشی اور غور سے قرأت

سنیں۔ اسی طرح جمعۃ المبارک کے خطبہ کے وقت بھی نہ نماز جائز ہے اور نہ بات چیت (گفتگو) بلکہ خاموشی اور توجہ سے صرف خطبہ ہی سنیں۔

ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

وقد استفاض عن السلف انها نزلت فی القراة فی الصلوٰة وقال بعضهم فی الخطبة وذکر احمد بن حنبل الاجماع علی انها نزلت فی ذلك۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ صفحہ ۲۶۹ جلد ۲۳)

سلف سے شہرت اور استفاضہ کے طریقہ سے مروی ہے کہ یہ آیت نماز میں قرأت سے متعلق نازل ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ خطبہ کے بارے میں ہے اور امام احمد بن حنبل نے اجماع نقل کیا ہے کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ نماز میں جب قرآن مجید پڑھا جائے تو مقتدی خاموشی سے سنیں اور خود نہ پڑھیں اس لئے کہ اگر خود پڑھیں گے تو غور سے سننا اور خاموش رہنا نہ پایا جائے گا۔

قرآن کا لفظ عام ہے۔ سورۃ فاتحہ بھی قرآن ہے اور دیگر سورتیں بھی۔ لہٰذا سورہ فاتحہ پڑھی جائے یا کوئی اور سورت ہر حال میں مقتدی خاموش رہیں ایسا نہیں کہ امام کے سورہ فاتحہ پڑھتے وقت مقتدی خود بھی پڑھنے لگیں اور دیگر سورتوں کے پڑھتے وقت خاموش رہیں۔

آیت کریمہ میں مقتدی کے لئے کسی قید کے بغیر مطلقاً قرأت کی ممانعت ہے۔ خواہ جہری نماز ہو یا سرّی اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ نماز با جماعت میں قرأت مقتدی کے ذمہ نہیں بلکہ یہ فرض اس کی طرف سے امام ادا کرے گا اور مقتدی خاموش رہے گا اور امام کا قرأت کرنا مقتدی کی طرف سے کافی ہوگا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

من کان له امام فقراة الامام له قراة۔

(موطا امام محمد صفحہ نمبر ۹۸ طحاوی صفحہ ۱۰۶۔ ابن ماجہ صفحہ نمبر ۶۱۔ کتاب الآثار صفحہ ۱۷۰ جلد اول دار قطنی صفحہ نمبر ۳۲۳ جلد اول سند احمد بن حنبل صفحہ ۳۲۹ جلد سوم)

(ترجمہ) جس کے لئے امام ہو پس امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے۔
اس حدیث کو حافظ احمد بن منیع نے بھی اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔
حافظ ابن تیمیہ اس حدیث (من کان له امام فقرأة الامام له قراة) کے متعلق لکھتے ہیں:

و ثبت انه فی هذا الحال قراة الامام له قراة كما قال ذالك جماهير السلف والخلف من الصحابه والتابعين لهم باحسان وفى ذالك الحديث المعروف عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من كان له امام فقراة الامام له قراة وهذا الحديث روى مرسلا ومسندا لكن اكثر الائمة الثقاة رووه مرسلا عن عبدالله بن شداد عن النبى صلى الله عليه وسلم واسنده بعضهم ورواه ابن ماجه مسندا وهذا المرسل قد عضده ظاهر القران والسنة وقال به جماهير اهل العلم من الصحابة والتابعين ومرسله من اكابر التابعين ومثل هذا المرسل يحتج باتفاق الائمة الاربعة وغيرهم وقد نص الشافعى على جواز الاحتجاج بمثل هذا المرسل۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ صفحہ ۲۷۱ جلد اول)

(ترجمہ) ثابت ہوا کہ اس حالت میں امام کی قرأت، مقتدی کی قرأت ہے جیسا کہ جمہور سلفِ وخلف وصحابہ وتابعین اس کے قائل ہیں۔ اس سلسلے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معروف حدیث بھی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”جس کے لئے امام ہو، پس امام کی قرأت، اسی کی قرأت ہے“ یہ حدیث مرسل ومسند دونوں طرح مروی ہے۔ لیکن اکثر آئمہ ثقات نے اس حدیث کو عبداللہ بن شداد سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مرسلاً روایت کیا ہے اور بعض نے اسے سند متصل سے روایت کیا ہے، ابن ماجہ نے اسے مسند ذکر کیا ہے اور ظاہر قرآن وسنت اس مرسل کی تائید کرتے ہیں۔ جمہور

اہل علم صحابہ وتابعین اسی کے قائل ہیں، اس حدیث کو مرسل نقل کرنے والے اکابر تابعین میں سے ہیں۔ اس قسم کی مرسل حدیث سے آئمہ اربعہ ودیگر اہل علم کے نزدیک بالاتفاق استدلال صحیح ہے اور امام شافعی نے اس طرح کی مرسل روایت سے استدلال جائز ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں۔

قال (اى عبدالرحمٰن بن زيد) واخبر نى اشياخنا ان عليا رضى الله عنه قال من قرا خلف الامام فلا صلوٰة له قال اخبرنى موسى بن عقبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وابوبكر وعمر وعثمان كانوا ينهون عن القراة خلف الامام۔
(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۳۹ جلد دوم)

عبدالرحمٰن بن زید کہتے ہیں کہ ہمارے مشائخ نے خبر دی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے اس کی نماز ہی نہیں اور موسیٰ بن عقبہ نے مجھے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے تھے۔

قال (اى محمد بن عجلان) وقال عمر بن خطاب وددت ان الذى يقرا خلف الامام فى فيه حجر۔
(مصنف عبدالرزاق صفحہ نمبر ۱۳۸ جلد دوم)

محمد بن عجلان کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس منہ میں پتھر ہو۔
ایک روایت انہی سے یوں ہے آپ نے فرمایا: لیت فی فم الذى يقرا خلف الامام حجرا۔ کاش اس کے منہ میں پتھر ہوں۔ جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے۔
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا وددت ان الذى يقرا خلف الامام فى فيه

جمرة۔ میں چاہتا ہوں کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں انگارہ ہو۔

(موطا امام محمد صفحہ ١٠١،١٠٢)

☆ عن عطاء بن یسار انه اخبره انه سال زید بن ثابت عن القراة مع الامام فقال لا قراة مع الامام فی شیء۔

(مسلم شریف صفحہ نمبر ٢١٥ جلد اول)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کے متعلق سوال کیا تو حضرت زید بن ثابت نے جواب دیا کہ امام کے ساتھ کسی نماز میں بھی قرأت نہیں ہے۔

علقمہ بن قیس سے مروی ہے کہ

☆ ان عبداللہ بن مسعود کان لا یقرا خلف الامام فیما یجهر فیه وفیما یخافت فیه۔ (موطا امام محمد صفحہ نمبر ١٠٠)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے نہ جہری نمازوں میں نہ سری نمازوں میں۔

☆ عن عبداللہ بن مقسم انه سال عبداللہ بن عمر وزید ابن ثابت وجابر بن عبداللہ فقالوا لا یقرء خلف الامام فی شیء من الصلوات۔ (مصنف عبدالرزاق صفحہ نمبر ١٤٠ جلد دوم طحاوی صفحہ ١٥١ جلد اول)

عبداللہ بن مقسم نے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا۔ امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں تو انہوں نے کہا امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی قرأت نہ کرے۔

☆ عن ابن عمر قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبه قراة الامام واذا صلی وحده فلیقرأ قال وکان عبداللہ لا یقرا خلف الامام۔ (موطا امام مالک صفحہ نمبر ٦٨)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز

پڑھے تو اس کے لئے امام کی قرأت کافی ہے اور جب اکیلے نماز پڑھے تو پھر قرأت کرے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔

☆ قال الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلهم یمنعون المقتدی من القراة خلف الامام۔ (روح المعانی صفحہ ١٥٢ جلد نہم)

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے ستر (٧٠) بدری صحابہ کو پایا سب کے سب مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے تھے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نمازی مسجد میں اس وقت آئے جب جماعت کھڑی ہو چکی ہو اور امام رکوع میں جا چکا ہو، وہ نمازی فوراً نیت باندھ کر رکوع میں چلا جائے (نماز سری ہو یا جہری) تو اس صورت میں اس نمازی نے وہ رکعت پالی اور بالاجماع اس پر قرأت واجب نہیں۔ (عمدۃ القاری صفحہ ١٣ جلد ششم)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

اذا جئتم الی الصلوٰۃ ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شیئا ومن ادرك الرکعة فقد ادرك الصلوٰۃ۔ (ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ ٢٩)

جب تم نماز کی طرف آؤ اور ہم سجدے کی حالت میں ہوں تو سجدہ کرو اور اس کو کچھ بھی شمار نہ کرو اور جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔

ثابت ہوا کہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہوئی ورنہ خود اس نے تو سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھی نہیں کیونکہ اس پر قرأت واجب نہ تھی۔ اس کے باوجود اسے بالاتفاق رکعت مل گئی۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من صلی رکعة لم یقرأ فیها بام القران فلم یصل الا ان یکون

وراء الامام۔ (ترمذی صفحہ ۴۲ جلد اول)

جس نے کسی رکعت میں فاتحہ نہ پڑھی گویا اس نے نماز ہی نہ پڑھی ہاں مگر جبکہ امام کے پیچھے ہو۔

☆ ابراہیم نخعی سے روایت ہے ان عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ لم یقرأ خلف الامام لا فی الرکعتین الاولیین ولا فی غیرھما (مؤطا امام مالک صفحہ ۱۰۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت نہ کرتے تھے نہ پہلی دو رکعتوں میں اور نہ ان کے علاوہ میں۔

☆ حضرت نافع بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب سوال کیا جاتا کہ ھل یقرأ احد خلف الامام کیا امام کے پیچھے قرأت کرنی چاہیے؟ تو آپ کا جواب ہوتا اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قراۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرأ۔ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو امام کی قرأت ہی کافی ہے اور جب اکیلا پڑھ رہا ہو تو ضرور پڑھے وکان عبداللّٰہ ابن عمر لا یقرأ خلف الامام۔ اور آپ خود امام کے پیچھے قرأت کے قائل نہ تھے۔ (مؤطا امام مالک صفحہ ۶۸)

☆ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

من قرا خلف الامام فلا صلوۃ لہ.

(نصب الرایہ للزیلعی صفحہ ۱۹ جلد دوم، کنز الایمان صفحہ ۲۸۶ جلد ۸)

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس کی کوئی نماز نہیں۔

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۷۴ جلد اول)

جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں سے کوئی ایک امام بن جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

انما الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا۔

(سنن نسائی صفحہ ۱۱۲ جلد اول)

امام تو ہوتا ہی اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کا مطلب

لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ اپنی جگہ درست ہے یعنی امام کی ہو یا ماموم کی مگر مقتدی کے بارے میں حضور علیہ السلام نے خود فرمادیا کہ امام کا پڑھنا بعینہ مقتدی کا پڑھنا ہے۔

یہی جواب من صلی صلوۃ لم یقرأ فیھا بام القران فھی خداج (ثلث مرات) کا ہے یعنی نماز بے فاتحہ کا نقصان مسلم مگر قرأت امام مقتدی کے لئے کافی ہے۔

اس طرح کی احادیث اگرچہ لاکھوں ہوں جب مقتدی کی نماز بے فاتحہ رہتی ہی نہیں تو ہمیں مضر نہیں۔

باقی رہی حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی کہ امام کے پیچھے سوائے فاتحہ کے کچھ نہ پڑھو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ہم نے مسلم، ترمذی، نسائی اور مؤطا کی صحیح اور معتبر احادیث پیش کیں ان کا مقابلہ یہ نہیں کرسکتی۔ امام احمد بن حنبل وغیرہ حفاظ نے اس کی تضعیف فرمائی۔ یحییٰ بن معین جیسے ناقد جن کی نسبت امام ممدوح نے فرمایا۔ جس حدیث کو یحییٰ نہ پہچانے وہ حدیث ہی نہیں۔ وہ فرماتے ہیں استثنائے فاتحہ غیر محفوظ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خود شافعیہ بھی اس حدیث پر دو وجہ سے عمل نہیں کرتے۔

نمبر۱: اس میں سوائے فاتحہ کے نہی ہے اور ان کے نزدیک مقتدی کو ضم سورت بھی جائز ہے (صرح بہ الامام النووی فی شرح صحیح مسلم)

نمبر۲: حدیث مذکور جس طریق سے ابوداؤد نے روایت کی باآواز بلند منادی کہ

مقتدی کو جہراً فاتحہ پڑھنا روا ہے اور یہ امر بالاجماع ممنوع ہے

(صرح بہ الشیخ فی اللمعات ویفیدہ کلام النووی فی الشرح)

پس جو حدیث خود ان کے نزدیک متروک ہے ہم کیوں اس پر عمل کریں۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم صفحہ ۹۲ جلد ۳)

آخری بات یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات کے لئے بھی یہ حدیث مفید نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا جائے جبکہ وہ خود ثنا، تعوذ، تسبیحات، تکبیرات، تشہد، درود دعا پڑھتے ہیں۔

چونکہ ان کا کام ہوائے نفس اور اغوائے عوام ہے اس لئے تحقیق سے ان کو کیا کام۔ تحقیق دیکھنی ہے تو فتاویٰ رضویہ شریف کو دیکھا جائے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

آمین آہستہ کہی جائے

جہری نمازوں میں امام کے سورہ فاتحہ ختم کرنے پر امام اور مقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں۔

آمین کے معنی ہیں ''اے اللہ۔ قبول فرما''۔

بخاری شریف میں حضرت عطا ابن ابی رباح سے منقول ہے کہ

الامین دعاء۔ (بخاری شریف صفحہ ۱۰۷ جلد اول)

آمین ایک دعا ہے اور دعا میں اگرچہ جہر بھی جائز ہوتا ہے مگر اصل اخفاء ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ادعوا ربکم تضرعا وخفیة۔ (سورۃ الاعراف:۵۵)

(ترجمہ) اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ (کنزالایمان)

قرآن حکیم میں حضرت زکریا علیہ السلام کے تذکرے میں ہے۔

اذ نادی ربہ نداء خفیا۔ (سورہ مریم)

(ترجمہ) جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا (کنزالایمان)

قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام اس پر آمین کہتے جاتے تھے، قرآن حکیم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور حضرت ہارون علیہ السلام کے آمین کہنے، دونوں کو دعا ہی قرار دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

قال قد اجیبت دعوتکما۔ (سورہ یونس:۸۹)

(ترجمہ) فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ آمین دعا ہی ہے اور آمین کا دعا ہونا اختلافی مسئلہ نہیں، متفق علیہ ہے۔ اور آیات قرآنی سے ثابت ہوتا ہے کہ دعا آہستہ مانگنا ہی اصل اور افضل ہے۔ اس لئے آمین بھی آہستہ کہنا اصل اور افضل ہوگا۔

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا یقول لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۷۷ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں سکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام پر سبقت نہ کرو جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب رکوع کرے تو رکوع کرو۔

☆ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین۔

(بخاری شریف صفحہ ۱۰۸ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم کہو

آمین۔

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں مقتدیوں کے آمین کہنے کو، امام کے ولا الضالین کہنے پر معلق کیا، نہ کہ امام کے آمین کہنے پر اس سے معلوم ہوا کہ امام آہستہ آمین کہے گا جسے مقتدی نہ سن سکیں گے۔ البتہ ولا الضالین کی آواز جہری قرأت کی وجہ سے امام کے ولا الضالین کہنے پر آمین کہیں۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فان الامام یقولھا۔ (نسائی شریف صفحہ ۱۴۷۔ جلد اول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور امام بھی آمین کہتا ہے۔

غور کیجئے اس حدیث مبارکہ کے الفاظ فان الامام یقولھا (اس لئے کہ امام بھی آمین کہتا ہے) سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ امام آہستہ آمین کہے گا۔ اگر امام آمین بلند آواز سے کہے تو امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے کو خود ہی پتہ چل جاتا کہ امام نے آمین کہا یا نہیں۔ یہ بتانے کی ضرورت نہ ہوتی کہ امام بھی آمین کہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو امام کے آمین کہنے کے متعلق بتانا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ امام آہستہ سے آمین کہتا ہے جس کی مقتدیوں کو خبر نہیں ہوتی اسی لئے مقتدیوں کو کہا گیا کہ امام جب ولا الضالین کہے تو تم آمین کہا کرو کیونکہ امام بھی آمین کہتا ہے۔ ان تینوں احادیث سے ضمناً یہ بھی ثابت ہوگیا کہ سورۃ فاتحہ صرف امام پڑھے گا، کیونکہ امام ہی کے پڑھنے کا ذکر ہے، مقتدی کو صرف آمین کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اربع یخفیھن الامام التعوذ وبسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وامین واللھم ربنا لک الحمد۔ (کنز العمال صفحہ ۲۳۹ جلد چہارم)

چار چیزوں کو امام آہستہ کہے گا (۱) اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔

(۲) بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم (۳) آمین (۴) اللھم ربنا لک الحمد۔

حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی آہستہ ہی آمین کہتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے:

☆ عن ابی وائل قال کان علی وعبداللّٰہ لایجھران بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ولا التعوذ ولا التامین۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۰۸)

ابووائل سے مروی ہے کہ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، تعوذ اور آمین اونچی آواز سے نہیں کہتے تھے۔

جلیل القدر اور معروف تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

☆ اربع یخفیھن الامام بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم والاستعاذۃ وامین واذا قال سمع اللّٰہ لمن حمدہ قال ربنا لک الحمد۔ (مصنف عبد الرزاق صفحہ ۸۷ جلد دوم)

چار چیزیں ہیں جنہیں امام آہستہ کہے گا: (۱) بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم (۲) تعوذ (۳) آمین (۴) اور جب سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہے تو ربنا لک الحمد۔

☆ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اذا امن الامام فامنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (متفق علیہ وفی روایۃ) قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا امین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (ھذا لفظ البخاری ومسلم نحوہ وفی اخری للبخاری) قال اذا امن القاری فامنوا فان الملائکۃ تؤمن فمن وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۷۹)

تینوں روایتوں کا مطلب یہی ہے کہ جب امام ولاالضالین کہے۔امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔

ظاہر بات ہے ہم فرشتوں کی آمین نہیں سنتے تو ان سے موافقت تبھی ہوگی جب آہستہ آمین کہی جائے گی اور آہستہ آمین پر جو ان روایات میں ثواب ذکر کیا گیا ہے وہ آمین بالجہر پر کسی حدیث میں بیان نہیں ہوا۔

رفع یدین کی بحث

رفع یدین کا معنی ہے ''دونوں ہاتھوں کا اٹھانا''

نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا سنت اور متفق علیہ مسئلہ ہے۔اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے لیکن اس کے بعد رکوع میں جاتے، رکوع سے اٹھتے اور تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھانا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کو عرف عام میں ''رفع یدین'' کہا جاتا ہے اور یہی وہ رفع یدین ہے جو منسوخ ہے۔احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول معظم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رفع یدین ترک کر دیا تھا۔صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ (نیت باندھتے وقت) ہی دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے۔

احادیث ملاحظہ ہوں

☆ عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود رضی الله عنه الا اصلی بکم صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة.

(ترمذی شریف صفحہ ۳۵ جلد اول، السنن لابی داؤد صفحہ ۱۰۹ جلد اول، النسائی صفحہ ۱۲۳ جلد اول عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟ پس انہوں نے نماز پڑھی تو اس میں صرف پہلی مرتبہ ہی

اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔

اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور یہی مذہب تھا متعدد علماء، منجملہ اصحاب رسول اللہ ﷺ وتابعین کرام وامام سفیان وعلماء کوفہ کا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ ۱۵۴ جلد ۶)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

حدیث ابن مسعود حدیث حسن.

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث، حدیث حسن ہے۔'' (ترمذی شریف صفحہ ۳۵ جلد اول)

اس کے بعد یہ بھی لکھتے ہیں:

و به یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم والتابعین. (ترمذی شریف صفحہ ۳۵ جلد اول)

ترجمہ: اہل علم صحابہ وتابعین میں سے بہت سے حضرات اسی کے قائل ہیں۔

ابن حزم ظاہری نے المحلی صفحہ نمبر ۸۸ جلد چہارم میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔اس کے علاوہ احمد بن حنبل، دارقطنی، ابن قطان، ابن دقیق العید مالکی، ابن تیمیہ حنبلی اور امام نسائی کے نزدیک بھی اس حدیث کی صحت مسلم ہے۔

ابوداؤد شریف میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

فلم یرفع یدیه الا مرة. (ابوداؤد شریف صفحہ ۱۲۵ جلد اول)

(ترجمہ) پس انہوں نے نہیں اٹھایا اپنے دونوں ہاتھوں کو مگر ایک مرتبہ۔''

امام نسائی نے ایک عنوان قائم کیا ترک ذالك۔(رفع یدین کا ترک) اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت یوں نقل کی۔

عن علقمه عن عبدالله قال الا اخبر کم بصلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لا یعود.

(نسائی شریف صفحہ ۱۵۸ جلد اول)

علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں

رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں خبر نہ دوں؟ علقمہ کہتے ہیں کہ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور نماز میں صرف پہلی ہی مرتبہ رفع یدین کیا دوبارہ نہیں کیا۔

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا كبر لا فتتاح الصلوٰة رفع يديه حتى يكون ابهاماه قريبا من شحمتي اذنيه ثم لا يعود وفي رواية مرة واحدة۔ (ابوداؤد شریف صفحہ ۱۵۸ جلد اول)

(ترجمہ) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب نماز شروع کرنے کے لئے اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر اس کے بعد ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ صرف ایک مرتبہ اٹھاتے تھے۔

☆ عن عباد بن الزبير ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه في اول الصلوٰة ثم لم يرفعهما في شيء حتى يفرغ۔ (نصب الرایہ صفحہ ۴۰۴ جلد اول)

حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ صرف نماز کے اول میں اٹھاتے پھر کسی چیز میں فارغ ہونے تک نہ اٹھاتے۔

☆ حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ

قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين افتتح الصلوٰة ثم لم يرفعهما حتى انصرف (ابوداؤد شریف صفحہ ۱۲۶ جلد اول)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع کی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا پھر نماز ختم ہونے تک دوبارہ نہیں اٹھایا۔

☆ عن علقمة عن عبدالله عن النبي صلى الله عليه وسلم انه

كان يرفع يديه في اول تكبيرة ثم لا يعود (شرح معانی الآثار صفحہ ۱۱۰ جلد اول)

حضرت علقمہ سے روایت ہے وہ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تکبیر اولیٰ میں ہی دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نہیں اٹھاتے تھے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

العشرة الذين شهد لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجنة ما كانوا يرفعون ايديهم الا في افتتاح الصلوٰة

(عمدۃ القاری صفحہ ۲۷۲ جلد پنجم)

وہ دس صحابہ جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں ہی جنتی ہونے کی گواہی دے دی تھی۔ وہ سب صرف نماز کے شروع میں ہی رفع یدین کرتے تھے۔

☆ عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوٰة (مسلم شریف ۱۸۱ جلد اول)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا کیا بات ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جیسے وہ بدکے ہوئے گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نماز کے دوران رفع یدین نماز میں سکون اختیار کرنے کے منافی ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی اسکنوا في الصلوٰة (نماز میں سکون اختیار کرو) نماز کے دوران ہر قسم کے رفع یدین کے لئے ہے البتہ تکبیر تحریمہ والا رفع یدین (دونوں ہاتھوں کا اٹھانا) اس سے خارج ہے کیونکہ وہ نماز کے شروع میں ہوتا ہے نماز کے درمیان نہیں ہوتا۔

Scanned with CamScanner

مندرجہ بالا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران ہر طرح کے رفع یدین کے منسوخ ہونے میں صریح ہے۔ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں اور رفع یدین سے منع کردینے کے بعد اسکنوا فی الصلوٰۃ نے تمام قیاس آرائیوں کا دروازہ بند کردیا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں رفع یدین نماز میں بہت سے مقامات پر تھا مگر آہستہ آہستہ سب منسوخ ہوتا چلا گیا اور صرف تکبیر تحریمہ والا رفع یدین باقی رہ گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بدری صحابی ہیں۔ انہیں سفر وحضر میں نبی مکرم ﷺ کے حالات کا مشاہدہ کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص خدام میں سے ہیں۔ انہوں نے بھی نماز میں رفع یدین دیکھا تھا مگر انہوں نے اسے روایت نہیں کیا بلکہ صرف اسی رفع یدین کو روایت کیا جو منسوخ نہیں ہوا۔ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا آخری عمل ثابت ہوا۔

☆ عن حصین بن عبدالرحمن قال دخلنا علی ابراھیم فحدثه عمرو بن مرة قال صلینا فی مسجد حضر موت فحدثنی علقمة بن وائل عن ابیه انه رای رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یرفع یدیه حین یفتتح الصلوٰة واذا رکع واذا سجد فقال ابراھیم ما اری اباك رای رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الا ذالك الیوم الواحد لم یحفظ ذالك منه وعبداللّٰه لم یحفظ ذالك منه ثم قال ابراھیم انما رفع الیدین عند افتتاح الصلوٰة.

(دارقطنی صفحہ ۲۹۱ جلد اول)

حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم ابراہیم نخعی کی مجلس میں حاضر ہوئے تو ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ ہم نے حضر موت کی مسجد میں نماز پڑھی تو مجھ سے علقمہ بن وائل نے اپنے والد حضرت وائل بن حجر کی حدیث بیان کی کہ انہوں نے (یعنی وائل بن حجر نے) رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ

نے رفع یدین کیا تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع اور سجدے کے وقت، ابراہیم نخعی نے کہا کہ علقمہ کے والد نے حضور علیہ السلام کو اسی ایک دن دیکھا اور رفع یدین کو یاد کرلیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ (جو نبی مکرم ﷺ کو وائل سے کہیں زیادہ دیکھنے والے اور ساتھ رہنے والے ہیں وہ) حضور کا یہ عمل یاد نہ رکھ سکے؟ پھر ابراہیم نخعی نے فرمایا سن لو رفع یدین صرف نماز کے شروع کرتے وقت ہی ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے ہی روایت ہے کہ

رفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فرفعنا وترك فترکنا.

(بدائع صفحہ ۲۰۷ جلد اول)

رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کیا تو ہم نے بھی کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ترک کردیا تو ہم نے بھی ترک کردیا۔

لہٰذا واضح ہوگیا کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی کرنا ہے اس کے بعد پوری نماز میں کسی جگہ نہیں۔

رکوع کیسے کریں؟

قرأت سے فارغ ہوکر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں۔ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کریں۔ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہے۔

عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا قام الی الصلوٰة یکبر حین یقوم ثم یکبر حین یرکع۔ (بخاری شریف صفحہ ۱۰۹ جلد اول۔ مسلم شریف صفحہ ۱۶۹ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے۔

رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں۔ ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ رکھیں،

سراور پیٹھ اور سرین برابر ہوں ایسا نہ ہو کہ سر جھکا ہوا اور پیٹھ اٹھی ہوئی ہو۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اقیموا الرکوع والسجود (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۲)

رکوع اور سجدہ مکمل کرو۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

اذا رکعت فضع یدیك علی رکبیك وفرج بین اصابعك۔

(المعجم الاوسط للطبرانی)

جب رکوع کرو تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھو اور انگلیاں کشادہ رکھو۔

☆ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا رکع لو صب ظهره ماء لا ستقر۔ (المعجم الاوسط للطبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو پشت اتنی برابر ہوتی کہ اگر پانی بہایا جاتا تو بھی ٹھہر جاتا۔

☆ عن انس بن مالك عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال اقیموا الرکوع والسجود فو اللہ انی لا راکم من بعدی۔

(بخاری شریف صفحہ ۱۰۲ جلد اول۔ مسلم شریف صفحہ ۱۸۰ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رکوع اور سجود صحیح طرح ادا کیا کرو۔ اللہ کی قسم میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھ رہا ہوں۔

☆ عن ابی مسعود الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا تجزئ صلوة لا یقیم الرجل فیها یعنی صلبه فی الرکوع وفی السجود (ترمذی شریف صفحہ ۶۵، ابوداؤد شریف صفحہ ۱۲۴ جلد اول)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کی نماز درست نہیں جو اپنی پشت رکوع اور سجود میں سیدھی نہیں رکھتا۔

رکوع میں کم از کم تین بار سبحان ربی العظیم پڑھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا رکع احدکم فقال فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثلث مرات فقد تم رکوعه وذالك ادناه۔

(ترمذی شریف صفحہ ۳۵ جلد اول / ابوداؤد شریف صفحہ ۱۴۵ جلد اول / ابن ماجہ صفحہ ۶۳)

تم میں سے جو کوئی رکوع کرے تو رکوع میں سبحان ربی العظیم تین مرتبہ کہے پس اس کا رکوع مکمل ہو گیا اور یہ ادنیٰ مقدار ہے۔

قومہ کا بیان

رکوع مکمل کرنے کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے پورے اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہو جائیں اسے قومہ کہتے ہیں۔ قومہ میں دونوں ہاتھ کھلے ہوئے نیچے لٹکے ہوں۔

اگر امام ہو تو سمع اللہ لمن حمدہ بلند آواز سے اور ربنا لك الحمد آہستہ کہے اور اگر تنہا نماز پڑھ رہے ہو تو بھی دونوں کہیں۔ (یعنی سمع اللہ لمن حمدہٗ ربنا لك الحمد)

☆ عن ابی هریرة رضی اللہ تعالی عنه قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا قام الی الصلوٰة یکبر حین یقوم ثم یکبر حین یرکع ثم یقول سمع اللہ لمن حمدہ حین یرفع صلبه من الرکوع ثم یقول وهو قائم ربنا لك الحمد۔

(بخاری شریف صفحہ ۱۰۹ جلد اول / مسلم شریف صفحہ ۱۶۹ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے

کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر رکوع میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر رکوع سے اٹھتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور پھر کھڑے ہو کر ربنا لک الحمد کہتے۔

☆ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ثم ارکع فاطمئن راکعا ثم اعتدل قائما ثم اسجد پھر اطمینان سے رکوع کرو اور پھر پوری طرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور پھر سجدہ کرو۔ (ترمذی صفحہ ۷، ابوداؤد صفحہ ۱۲۴ جلد اول)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کان رسول اللہ اذا رفع راسہ من الرکوع لم یسجد حتی یستوی قائما۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۹۴ جلد اول)
حضور علیہ السلام جب رکوع سے سر اٹھاتے تو جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ نہ کرتے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔

واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد.

(بخاری صفحہ ۱۱۱ جلد اول، مسلم صفحہ ۱۷۶ جلد اول)

جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

☆ حضرت رفاعہ بن رافع راوی ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے جب آپ نے سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ پڑھا ایک آدمی جو آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا اس نے یہ الفاظ کہے ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ۔ آپ ﷺ نے نماز کے بعد فرمایا۔ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا میں نے کہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو ان کلمات کی طرف جلدی کرتے ہوئے دیکھا کہ ہر ایک ان کلمات کو پہلے لکھنا چاہتا تھا۔

(بخاری صفحہ ۱۱۰ جلد اول، ابوداؤد صفحہ ۱۱۲ جلد اول)

فضیلت سجدہ

سجدہ نماز کا بڑا اہم رکن ہے۔ رکوع حالانکہ ایسی عبادت ہے کہ پہلی امتوں کو نہ دی

گئی اور حضرت مریم کو واسجدی وارکعی جو حکم ہے اس سے صرف جھکنا ہے نہ کہ پورا رکوع کرنا جس طرح ہم کرتے ہیں پھر پوری نماز کو رکوع سے تعبیر کیا گیا۔

وارکعوا مع الراکعین ای صلوا مع المصلیین۔ سورۂ مرسلات کی آیت نمبر ۴۸ میں فرمایا گیا واذا قیل لھم ارکعوا لا یرکعون. اور جب انہیں کہا جاتا ہے اپنے ربّ کے آگے جھکو تو نہیں جھکتے۔

یہاں بھی رکوع سے پوری نماز مراد ہے اور پوری نماز کو رکوع سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قبیلۂ بنی ثقیف کو جب حضور علیہ السلام نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور نماز کا طریقہ بتایا تو کہنے لگے کوئی ایسی نماز بتائیں جس میں رکوع وسجود نہ ہوں کیونکہ ہم رئیسوں کے لیے یوں جھکنا اور پھر زمین پر منہ کے بل گر پڑنا بڑے عیب کی بات ہے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: لا خیر فی دین لیس فیہ رکوع ولا سجود اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں رکوع وسجدہ نہیں۔

مقام غور ہے ان مسلمانوں کے لئے جو مسلمان کہلا کر بھی اپنے ربّ کے آگے نہیں جھکتے۔ بہر حال چونکہ رکوع وسیلہ اور مقدمہ ہے سجدے کے لئے۔ لیکن اس کے باجود رکوع ایک ہے اور سجدے دو ہیں کیونکہ سجدے میں عجز کی انتہا ہے اور علماء فرماتے ہیں اس لئے بھی کہ

فیہ اشارۃ الی ان الانسان خلق من الارض والیھا یعود وفیھا یخرج فکانہ یقول فی السجدۃ الاولی منھا خلقتنی وفی الثانیہ وفیھا تعیدنی وفی الرفع الثانی ومنھا تخرجنی تارۃ اخری۔

اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ انسان کو مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی میں مر کر جائے گا پھر اسی سے اٹھایا جائے گا تو گویا پہلے سجدے میں جا کر یوں کہہ رہا ہے (اے اللہ) تو نے مجھے اس مٹی سے بنایا اور دوسرے سجدے میں کہتا ہے (اے اللہ) تو مجھے اسی مٹی میں لے جائے گا اور دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر جب اٹھتا ہے تو عرض کرتا ہے پھر تو مجھے مرنے کے بعد اسی مٹی

سے نکالے گا۔

یا اس لئے کہ جب شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور سارے فرشتوں نے سجدہ کیا۔ جب فرشتوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ شیطان کے انکار کی وجہ سے اس پر لعنت برس رہی ہے تو فرشتے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے دوبارہ سجدے میں گر گئے۔ کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے ہمیں سجدے کی توفیق دی ہے اور اس لعنتی جیسا نہیں بنایا۔

سوتے والے رب کو سجدہ کر کے سو
کیا خبر اٹھے نہ اٹھے صبح کو

حدیث شریف میں ہے: اذا جمع اللّٰہ الخلائق یوم القیمہ اذن لامة محمد فی السجود فیسجدون له طویلا ثم یقال ارفعوا رؤسکم قد جعلنا عدتکم فدائکم من النار۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۲۷)

جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کو جمع فرمائے گا۔ تو حضور علیہ السلام کی امت کو سجدہ کی اجازت دے گا۔ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبها الصلوٰۃ والسلام طویل سجدہ کرے گی تو پھر فرمایا جائے گا اپنے سروں کو اٹھالو۔ تمہاری گنتی کے برابر دوزخ سے فدیہ بنا دیئے گئے ہیں یعنی تمہیں دوزخ سے آزاد کر دیا گیا ہے اور تمہاری تعداد کے برابر لوگوں کو دوزخ میں ڈال دیا گیا ہے (جو دوزخ کے مستحق تھے)

ایک روایت میں ہے تاکل النار ابن ادم الا اثر السجود حرم اللّٰہ علی النار ان تاکل اثر السجود

ابن آدم کے سارے وجود کو آگ جلا سکتی ہے مگر مقامات (اعضاء) سجدہ کو نہیں کھا سکتی۔ اللہ نے آگ پر سجدہ کے اعضاء کو حرام کر دیا ہے۔

قلب مؤمن یادِ حق سے زندہ ہے
نور سجدہ سے جبیں تابندہ ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے سجدہ کر اور میرے قریب ہو جا (العلق) میں صرف سجدے ہی کی شان بتائی گئی ہے حالانکہ قیام و رکوع وغیرہ بھی تو اللہ کی عبادت ہیں شاید اس لئے کہ سجدے میں انسان کا وجود اسم محمد کا نقشہ پیش کر رہا ہوتا ہے اور جو محمد ﷺ کے قریب ہو جاتا ہے وہ رب محمد ﷺ کے قریب ہو جاتا ہے اور جو حضور پُرنور سے دور وہ خدا سے دور اس کی عبادت بھی نامنظور اور اس کے سجدے بھی بے نور اس کا جینا بھی بے نور اور اس کی موت بھی حق سے دور۔

یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نامنظور ہے
دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

صحابۂ کرام کی تورات وانجیل میں نشانی بھی پیشانیوں پہ سجدے کے نشانات بتائی گئی ہے۔ سیما هم فی وجوههم من اثر السجود

اور وہ محبوبِ خدا کا سجدہ ہی ہوگا کہ قیامت کے دن ایک ہی سجدے میں کروڑوں ہم جیسے پاپیوں کی بخشش ہو جائیگی۔ (ارفع راسك سل تعط واشفع تشفع) تاجدارِ گولڑہ فرماتے ہیں:

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ داس تساں فترضیٰ تھیں پوری آس اساں
لج پال کریسی پاس تساں وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صحیح پڑھیاں

چونکہ سجدہ میں انسان اپنی حقیقت جان لیتا ہے (من ای شیء خلقه) اور من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا پھر سجدہ کرنے سے جب وہ اپنے محبوب حقیقی کو پالیتا ہے تو ہزاروں سجدوں سے بھی اس کا جی نہیں بھرتا (والذین یبیتون لربھم سجدًا وقیامًا) رات ختم ہو جاتی ہے اس کا سجدہ ختم نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر ہمارے آقا اتنے لمبے سجدے کرتے کہ ہمیں گمان ہونے لگتا کہ کہیں روح تو پرواز نہیں کر گئی۔

ہم عشاء کی نماز کے چونتیس سجدے دس منٹ میں کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بڑا

کمال کر دیا ہے اور ہمارے آقا علیہ السلام ساری ساری رات سجدے میں رہ کر پھر دعا کرتے ہیں اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

اے ہمارے آقا! یہ تو بتائیں آپ تو اللہ کے محبوب ہیں بھلا محبوبوں سے کون ناراض ہوتا ہے۔ آپ کی رضا کی خاطر تو اللہ نے قبلہ بھی تبدیل کر دیا پھر یقیناً یہ دعا ہم گناہ گاروں کے لئے ہی کرتے ہوں گے کہ اے اللہ! اپنے محبوب کی دعا کا صدقہ محبوب کی امت سے راضی ہو جا۔

چونکہ رکوع میں آدھا قیام ہے اور سجدے میں پورا جھکنا ہے اس لئے وہاں سبحان ربی العظیم ہے اور یہاں سبحان ربی الاعلیٰ ہے لہٰذا سجدہ رکوع سے اعلیٰ ہے۔ (الاعلیٰ اسم تفضیل ہے سب سے بلند) رکوع کے بعد قومہ ہے اس لئے ربنا لك الحمد ہے الحمد میں الف لام جنسی ہو یا استغراقی مطلب یہ ہے کہ تمام حمدیں تمام مخلوق کی تمام زمانوں میں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سجدے کے بعد دوسرا سجدہ ہے اس لئے جمع کی بجائے وحدت آ گئی سبحان ربی الاعلی۔ (یعنی ربنا کی بجائے ربی) خاص میرا رب سب سے بلند و بالا ہے وہاں سب کی بات تھی یہاں صرف اپنی بات ہے۔

؎ عرض کریں اٹھ رات پچھلی ایہو وقت ای یار مناونے دا
عرض خوف تے شوق تھیں کریں یارا سوہنا وقت ای عرض گزارنے دا
چرخہ ڈاہ جدائیاں دے گیت گاویں ایہو وقت ای نیو لگاونے دا
اٹھ ہو بیدار شتاب یارا وقت لنگھ جا سی ہاڑا پاونے دا
الٰہی بخش محبوب نوں خوش رکھیں وقت مولا نال اکھ لگاونے دا

سجدے میں سبق ہے کہ انسان کی عظمت جھکنے میں ہے نہ کہ اکڑ جانے میں، جھک جانا فرشتوں کا کام ہے اکڑ جانا شیطان کا کام ہے۔ جھکنے والا ابدی رحمت کا حقدار ہے اور اکڑ جانے والا ہمیشہ کی لعنت کا سزاوار ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

من تواضع لله فقد رفعه الله۔ جو اللہ کے لئے پست ہو جاتا ہے اللہ اس کو سربلند فرما دیتا ہے۔ ؎ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین۔ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ سے بڑھ کر اور کوئی ادب، عجز اور تذلل کی حالت نہیں کہ پاؤں پہلے ہی زمین پر تھے پھر گھٹنے ٹیکے جاتے ہیں۔ پھر ہاتھ زمین پہ آتے ہیں پھر ناک زمین پر رگڑی جاتی ہے پھر عظمت کا نشان پیشانی، جس کو اونچا رکھنے کے لئے ہزار ظلم انسان کرتا ہے کبھی ناک کو کٹنے سے بچانے کے لئے ناحق اور باطل کام کرتا ہے یہی بندہ اوندھے منہ گر جاتا ہے اور عرض کرتا ہے مولا: میں مان گیا مجھ جیسا نیچا کوئی نہیں تجھ جیسا اونچا کوئی نہیں، بس یہی تو ہمارا مولا ہم سے مطالبہ کرتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ سجدے سے قرب خدا بھی ملتا ہے (واسجد واقترب) اور قرب مصطفیٰ بھی ملتا ہے کیونکہ جب حضرت ربیعہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے اور انہوں نے عرض کیا اسئلك مرافقتك فی الجنة۔ میں جنت میں آپ کا قرب مانگتا ہوں۔ تو سرکار نے فرمایا یہ تجھے مل گیا کچھ اور بھی مانگتا ہے تو مانگ لے لیکن اعنی علی کثرة السجود۔ زیادہ سے زیادہ سجدے کرتا کہ تو اس قابل ہو سکے۔ قرب تو تجھے مل گیا مگر یہ نہ ہو کہ تو اپنے آپ کو اس کے اہل ہی نہ بنا سکے اور لوگ کہتے پھریں ایسے ہی قرب دے دیا گیا ہے۔ یہ تو ترجیح بلا مرجح ہے۔

حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو سجدہ کر کے پیشانی سے مٹی صاف کرتے دیکھ کر فرمایا ترب وجهك اپنے چہرے کے ساتھ خوب مٹی لگنے دے (کیونکہ اس سے انسان کو اپنی حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ دنیا کا ہر عیب بندے میں ہے اور ہر کمال اس کے مولیٰ میں ہے)۔

جتنے لوگ سادہ ہوتے تھے اتنی عبادت بھی زیادہ کرتے تھے اب عیش پرستی آ گئی۔ مسجدوں میں قالین، اے سی گرمیوں میں، گرم پانی سردیوں میں مگر نہ پہلے والی عبادت رہی نہ عبادت گزار نہ سجدوں میں وہ لذت رہی نہ وہ سجدہ شعار۔ پہلے کچی مسجدیں ہوتیں بارش ہوتی اوپر سے پانی ٹپکتا تو نیچے سے اللہ اللہ کی صدائیں بلند ہوتیں اس لئے اقبال

Scanned with CamScanner

نے کہا (اللہ کا پیغام فرشتوں کے نام)

میں ناخوش وبیزار ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لیے مٹی کا حرم اور بنا دو

حضور علیہ السلام کے ایک فرمان پر فضیلت سجدہ کے موضوع کا اختتام کرتے ہیں جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے۔

اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء۔

(مسلم شریف صفحہ ۱۹۱ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۲۴۱ جلد دوم)

سب سے زیادہ قرب بندے کو اپنے رب کا سجدہ کرنے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس میں دعا کی کثرت کیا کرو۔ (نفلی سجدہ میں قرآن وسنت میں مذکور دعائیں کرنی چاہئیں)

غ غیراں دے نال پریت لا کے ایسی عمر عزیز گنوا ناہیں
زیور پہن کے مالک نوں کر راضی غیر محرماں مول وکھا ناہیں
غیر محرماں تھیں پردہ کریں بیبا مالک پاک تھیں مکھ چھپا ناہیں
دھکے دے کے جان نوں کڈھ لیسن ایتھے دولتاں دی کوئی وا ناہیں
الٰہی بخش محبوب نوں خوش رکھیں کریں غیراں دی کجھ پرواہ ناہیں

ایک حدیث شریف میں جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود ارشاد فرمایا: النور یوم القیمۃ۔ قیامت کے دن ایک نور ہوگا جو ان کی (سجدہ کرنے والوں کی) پیشانیوں میں چمک رہا ہوگا۔

سبحان اللہ: یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم۔ (الحدید۔التحریم)

آگے نور بھی ہوگا۔ دائیں بھی نور ہوگا جو دوڑ دوڑ کر جنت کی طرف اہل جنت رہنمائی کر رہا ہوگا اور پیشانیوں میں بھی نور چمک رہا ہوگا اور یہ اعلان ہوگا اس بات کا کہ یہ نور والے آقا کے غلام آرہے ہیں۔ جو محبوب خدا کو دنیا میں نور مانتے تھے ان کے ساتھ

ہی یہ نور ہوگا اور جو دنیا میں نور کا منکر ہوگا قیامت کو بھی اس نور سے بہت دور ہوگا۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور ہوگا
جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

سجدہ کیسے کریں؟

قومہ سے سیدھے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جائیں اس طرح کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھیں پھر دونوں ہاتھ پھر ناک اور پھر پیشانی یعنی جو عضو زمین کے قریب پڑتا ہے وہ پہلے زمین پر لگے اور اٹھتے ہوئے اس کا الٹ کریں یعنی سجدے کو جاتے ہوئے جو عضو سب سے پہلے زمین پہ لگا تھا وہ سب سے آخر میں اٹھائیں یعنی پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے۔ دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کریں، ہاتھ نہ منہ سے آگے رکھیں نہ پیچھے بعض لوگ ہاتھ بالکل گھٹنوں کے ساتھ ہی زمین پر رکھ دیتے ہیں اور سجدہ کر لیتے ہیں اور بعض اتنے آگے لے جاتے ہیں کہ ہاتھ سر سے بھی آگے نکل جاتے ہیں اور کہنیاں کانوں کے قریب آجاتی ہیں یہ نماز میں سستی اور غفلت کے زمرے میں آتا ہے ایسے لوگوں کی قرآن مجید میں بایں الفاظ مذمت فرمائی گئی الذین ھم فی صلاتھم ساھون (خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے) جو اپنی نماز کو بھولے ہوئے ہیں۔ الغرض! یہ سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ نہیں ہے۔ انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رو ہوں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ دب کر زمین پر لگے ہوئے ہوں اور ان کا رخ بھی قبلہ جانب ہو۔ بازو بغلوں اور پہلوؤں سے جدا ہوں، کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی پڑھنا ہے۔ دونوں سجدوں کا طریقہ ایک ہی ہے اس بارے میں

احادیث ملاحظہ ہوں۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

☆ امرت ان اسجد علی سبعة اعظم علی الجبهة والیدین والرکبتین واطراف القدمین ولا نکف الثیاب والشعر۔

(بخاری صفحہ ۱۱۲ جلد ول، مسلم صفحہ ۱۹۳ جلد اول)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اوردونوں قدموں کے کناروں پراور نہ سمیٹیں ہم کپڑوں اور بالوں کو۔

عن ابی اسحق قال قلت لبراء بن عازب این کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع وجهه اذا سجد فقال بین کفیه۔

(مستدرک حاکم صفحہ ۲۲۷ جلد اول)

ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ (صحابی رسول ﷺ) سے پوچھا کہ نبی محترم ﷺ سجدہ کے وقت چہرہ کہاں رکھتے تھےتو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا دونوں ہاتھوں کے درمیان۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سجد وضع رکبتیه قبل یدیه واذا نهض رفع یدیه قبل رکبتیه۔ (ترمذی شریف صفحہ ۳۶ جلد اول)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سجد فضع کفیك وارفع مر فقیك۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۹۴ جلد اول)

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب سجدہ کروتو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر

رکھواور کہنیوں کواوپر اٹھاؤ۔

☆ عن ابی حمید ن الساعدی قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا سجد وضع یدیه غیر مفترش ولا قابضهما واستقبل باطراف اصابع رجلیه القبلة (بخاری شریف صفحہ ۱۱۴ جلد اول)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ پھیلا کر نہیں رکھتے تھے اور نہ سکیڑ کر آپ اپنے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھتے۔

سجدے کی تکمیل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشادفرمایا۔

اذا سجد (احدکم) فقال فی سجوده سبحان ربی الاعلی ثلث مرات فقد تم سجوده وذالك ادناه۔

(ابن ماجہ صفحہ ۶۳۔ ابوداؤد شریف ۱۳۵ جلد اول)

جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے اب اس کا سجدہ مکمل ہوگیا اور یہ ادنیٰ مقدار ہے۔

یہ ایک سجدہ ہو گیا۔اب اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھائیں۔ پہلے پیشانی پھر ناک پھر دونوں ہاتھ اُٹھائیں اور اطمینان کے ساتھ اس طرح بیٹھیں کہ دایاں پاؤں اسی طرح کھڑا رہے اور بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں۔ دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھ لیں انگلیاں کھلی ہوئی ہوں۔ رخ قبلہ کی طرف ہوانگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔

جلسے کی کیفیت

عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یفرش رجله الیسری وینصب رجله الیمنی وکان ینهی عن عقبة

الشیطان۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۹۴ جلد اول)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور شیطان کی بیٹھک بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔

عن رفاعة بن رافع (فی حدیث مسیء صلاته مرفوعا) ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع راسك حتی تطمئن قاعدا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا۔ (عن ابی هریره رضی الله عنه)

(سنن نسائی صفحہ ۱۶۱ جلد اول، بخاری شریف صفحہ ۹۸۶ جلد دوم)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا پھر اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھو اور پھر اطمینان سے دوسرا سجدہ کرو۔

دوسرا سجدہ مکمل ہوتے ہی ایک رکعت ہوگئی۔ اب دوسری رکعت کے لئے اللہ اکبر کہتے ہوئے بغیر بیٹھے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

اسی طرح تیسری رکعت پوری ہونے پر چوتھی کے لئے سیدھا کھڑے ہو جائیں۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تستوی وتطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تستوی قائما.

(بخاری شریف ۹۸۶ جلد دوم)

پھر تم اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ، اطمینان سے سیدھے بیٹھو اور پھر اطمینان سے دوسرا سجدہ کرو۔ پھر سجدے سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

جلسہ استراحت

عن ابی هریرة قال کان النبی صلی الله علیه وسلم ینهض فی الصلوة علی صدور قدمیه۔ (ترمذی شریف صفحہ ۳۸ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نماز میں اپنے قدموں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حدیث ابی هریرة علیه العمل عند اهل العلم یختارون ان ینهض الرجل فی الصلوٰة علی صدور قدمیه (ترمذی شریف صفحہ ۳۸ جلد اول)

اہل علم کے نزدیک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر ہی عمل ہے وہ یہی پسند کرتے ہیں کہ نماز پڑھنے والا اپنے قدموں کے کناروں (پنجوں کے بل) کھڑا ہو جائے۔

لقمان بن ابی عیاش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال ادرکت غیر واحد من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فکان اذا رفع احدهم من السجدة الثانیه فی الرکعة الاولی والثالثة نهض کما هو ولم یجلس۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۵ جلد اول)

میں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے ان کا طریقہ یہ تھا جب وہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہ تھے۔

یعنی جلسۂ استراحت نہ کرتے تھے اور جن احادیث میں جلسۂ استراحت کا ذکر آیا ہے وہ عذر پر محمول ہیں یعنی بڑھاپے یا کمزوری و بیماری کی وجہ سے کیا گیا۔ الضرورات تبیح المحظورات۔ فقہ کا مسلمہ اصول ہے کہ ضرورت کی بنا پر ناجائز بھی جائز ہو جاتا ہے۔

یاد رہے! جلسۂ استراحت کا مطلب یہ ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت کا دوسرا سجدہ کرنے کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کی طرف اُٹھنے سے پہلے تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جانا ہمارے ہاں یہ جائز نہیں ہے ہاں البتہ کوئی عذر ہو تو حرج نہیں جیسا کہ گذر چکا۔

دوسری رکعت میں ثنا اور تعوذ نہ پڑھیں۔ صرف تسمیہ (بسم الله الرحمٰن

الرحیم) سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر پہلی رکعت کی طرح رکوع وسجود کریں لیکن امام کے پیچھے مقتدی بسم اللہ، فاتحہ یا اور کوئی سورہ نہ پڑھیں بلکہ خاموش کھڑے رہیں۔ پھر پہلے کی طرح رکوع، قومہ اور دو سجدے کریں:

قعدہ کا طریقہ

اب دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھائیں اور اسی طرح بیٹھ جائیں جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے تھے یعنی بایاں پاؤں زمین پر بچھا کر اسی پر بیٹھ جائیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور ہاتھ رانوں پر گھٹنوں کے قریب رکھیں اور ان کی انگلیاں بھی قبلہ رخ ہوں۔

☆ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت اس طرح بیان فرماتی ہیں۔

و کان یقول فی کل رکعتین التحیات وکان یفرش رجله الیسری وینصب رجله الیمنی وکان ینھی عن عقبة الشیطان وینھی ان یفرش الرجل ذراعیه افتراش السبع وکان یختم الصلوٰة بالتسلیم۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۹۴ جلد اول)

"رسول معظم ﷺ ہر دو رکعت میں التحیات پڑھتے تھے اور بایاں پاؤں بچھا دیتے تھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے اور شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے تھے اور اس بات سے منع فرماتے تھے کہ آدمی اپنے دونوں بازوؤں کو درندہ کی طرح بچھادے اور نماز کو سلام سے ختم کرتے تھے۔"

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من سنة الصلوٰة ان تنصب القدم الیمنی واستقباله باصابعھا القبلة والجلوس علی الیسری۔ (نسائی شریف صفحہ ۱۷۳ جلد اول)

"نماز کی سنت میں سے ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے اور اس کی

انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ ہوں اور بائیں پاؤں پر بیٹھا جائے۔"

قعدہ میں بیٹھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اپنی دائیں ران اور بائیں ران پر رکھیں اور انگلیوں کو پھیلا دیں۔

☆ عن عبداللّٰه بن عمر (مرفوعا) کان اذا جلس فی الصلوٰة وقع کفه الیسری علی فخذه الیسری ووضع کفه الیمنی علی فخذه الیمنی۔ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۹۵ جلد دوم۔ مؤطا امام مالک صفحہ ۷۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے۔

تشہد پڑھنے کا طریقہ

اب قعدہ میں تشہد (التحیات) پڑھیں۔ تشہد کے معنی ہیں "گواہ ہونا"۔ چونکہ التحیات کے آخر میں کلمات شہادتین بھی ہیں اس لئے اسے "تشہد" کہتے ہیں۔ ہر قعدہ میں تشہد پڑھیں، قعدہ اولیٰ ہو یا قعدہ اخیرہ۔

☆ عن عائشة (مرفوعًا) وکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول التحیات بین رکعتین۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۹۴ جلد اول)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھتے تھے۔"

☆ عن ام سلمة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال فی کل رکعتین تشھد۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۳۹ جلد دوم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا "ہر دو رکعت کے بعد "تشہد" ہوتا ہے"۔

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

اذا قعد احدکم فی الصلوٰة فلیقل التحیات للّٰه والصلوت

والطیبات السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین اشهد ان لا الٰه الا الله واشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ۔

(بخاری شریف صفحہ ۱۱۵۔ جلد اول، ترمذی شریف صفحہ ۶۸۔ مسلم شریف صفحہ ۱۷۳ جلد اول)

"جب تم میں سے کوئی نماز کے قعدہ میں بیٹھے تو اسے چاہیے یوں کہے۔

التحیات لله والصلوات والطیبات السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ۔

تشہد میں رفع سبابہ کا مسئلہ

جب تشہد میں کلمہ لا الٰہ پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور درمیان والی انگلی کا حلقہ بنائیں چھوٹی انگلی اور اس کے پاس والی انگلی ہتھیلی سے ملا دیں اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائیں اور الا اللہ پڑھتے وقت انگلی جھکا دیں اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر دیں۔

☆ مالک بن نمیر خزاعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

رایت النبی صلی الله علیه وسلم واضعاً یده الیمنی علی فخذه الیمنی فی الصلٰوة یشیر باصبعه۔

(ابو داؤد شریف صفحہ ۱۵۸، جلد اول۔ ابن ماجہ صفحہ ۶۵۔ نسائی شریف صفحہ ۱۸۷ جلد اول)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھے ہوئے ہیں اور اس کی انگلی سے اشارہ کرتے ہیں۔

☆ عن وائل بن حجر رضی الله تعالٰی عنه قال رایت النبی صلی الله عیبه وسم قد خلق الابهام والوسطی ورفع التی تلیها یدعوا بها فی التشهد۔ (ابن ماجہ صفحہ ۶۵)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی مکرم ﷺ

کو دیکھا کہ آپ نے انگوٹھے اور درمیان والی انگلی سے حلقہ بنایا اور اس انگلی کو اٹھایا جو ان دونوں سے ملی ہوئی تھی (یعنی انگشت شہادت) اس سے اشارہ کرتے تھے تشہد میں۔

تشہد، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا زبانی اقرار ہے اور انگشت شہادت سے اشارہ عملی اقرار۔

☆ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔

هی اشد علی الشیطٰن من الحدید یعنی السبابة رواه احمد

(مشکوٰۃ شریف ۸۵)

یہ (انگشت شہادت سے اشارہ) شیطان پر تیز تلوار سے زیادہ سخت ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

هی مذعرة للشیطان۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ ۱۳۱ جلد ۲)

یہ (انگلی اٹھانا) شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والی بات ہے۔

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ اس بارے میں امام اعظم علیہ الرحمۃ سے کچھ مروی نہیں یہ ان لوگوں کی خطا یا ناواقفی ہے کیونکہ باقی تینوں آئمہ (امام ابو یوسف، محمد، زفر) سے اس مسئلہ میں روایات موجود ہیں۔ تو یہ امام اعظم کا ہی فیضان ہے۔ امام محمد علیہ الرحمۃ کتاب المشیخہ میں دربارۂ اشارہ ایک حدیث شریف روایت کر کے فرماتے ہیں۔

فنفعل ما فعل النبی صلی الله علیه وسلم ونصنع ماصنعه وهو قول ابی حنیفة وقولنا رحمة الله علیهم اجمعین)

پس ہم وہی کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام نے کیا۔ یہی ہمارا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ ۱۵۱ جلد ۶)

دو رکعت والی نماز ہو تو التحیات کے بعد درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیں اور اگر چار رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو

جائیں۔ اگر فرض نماز ہو تو تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) اور سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع و سجود کریں۔ اگر سنت یا نفل ہوں تو تسمیہ، سورہ فاتحہ اور ساتھ کوئی سورہ بھی پڑھیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ (خواہ نوافل چار اکٹھے پڑھنے ہوں جیسا کہ صلوٰۃ التسبیح وغیرہ) کے پڑھنے کا فرق بیان کر دیا جائے۔

چار رکعت والی سنت مؤکدہ کے پہلے قعدہ میں التحیات، عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے فوراً کھڑے ہو جائیں۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھ کر سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ یا آیت پڑھیں۔

چار رکعت والی سنت غیر مؤکدہ (جیسے عصر اور عشاء کے فرضوں سے پہلے کی چار رکعتوں) کے پہلے قعدہ میں بھی التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ تیسری رکعت میں ثناء (سبحانك اللهم الخ) پڑھیں پھر تعوذ (اعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم) اور تسمیہ (بسم الله الرحمٰن الرحيم) پڑھ کر سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ یا آیت پڑھیں۔ لیکن امام کے پیچھے مقتدی تسمیہ، فاتحہ نہیں پڑھیں گے بلکہ خاموش کھڑے رہیں۔ پھر چار رکعت پوری کر کے بیٹھ جائیں اور تشہد، درود شریف اور دعا پڑھیں۔

درود شریف اور دعا

قعدۂ اخیرہ (آخری التحیات) میں تشہد کے بعد یہ درود شریف پڑھیں۔

اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد

الٰہی حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر صلوٰۃ بھیج جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

آل پر بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگی والا ہے۔

اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو:

☆ عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال لقینی کعب بن عجرة فقال الا اهدى لك هدية سمعتها من النبى صلى الله عليه وسلم قلت بلى فاهدها لى فقال سالنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله كيف الصلوٰة عليكم واهل البيت فان الله قد علمنا كيف نسلم عليك قال قولوا اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد (بخاری شریف صفحہ ۴۷۷ جلد اول۔ مسلم شریف ۱۷۵ جلد اول)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ ملے انہوں نے کہا کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں جو میں نے حضور نبی محترم ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ میں نے کہا ضرور عطا کریں تو انہوں نے کہا ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ حضور آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں کیونکہ سلام کا طریقہ تو ہم معلوم کر چکے ہیں (السلام علیك ایها النبی) تو آپ نے فرمایا: یوں کہو! اللهم صل على محمد

درود شریف پڑھنے کے فضائل

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرما

Scanned with CamScanner

من صلی علی صلی اللہ علیه عشر صلوات وحط عنه عشر خطیئات۔ (ترمذی باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے۔

☆ حضرت حبان بن منقذ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اجعل ثلث صلوتی علیك ؟ کیا میں اپنی دعا کا تہائی آپ پر (درود شریف کیلئے) مقرر کرلوں؟ فرمایا نعم ان شئت۔ ہاں اگر تو چاہے۔ اس نے عرض کیا الثلثین۔ دو تہائی کیسا رہے گا؟ قال نعم۔ فرمایا ہاں یہ بھی بہت ہے۔ قال فصلاتی کلها؟ عرض کیا! حضور میں اپنی ساری دعا آپ پر درود پڑھنے کے لئے وقف کرتا ہوں قال اذن یکفیك اللہ ما اهمك من امر دنیاك واخرتك۔

فرمایا! ایسا کرے گا تو اللہ تیرے دنیا و آخرت کے سارے کام بنا دے گا۔

(مسند احمد صفحہ ۱۶۲، جلد ۶)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

ان اولی الناس لی یوم القیمة اکثرهم علی صلوٰۃ

(المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۲۲ جلد ۱۰)

قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو (دنیا میں) مجھ پہ زیادہ درود شریف پڑھتا ہوگا۔

☆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔

فان صلوٰۃ امتی تعرض علی فی کل یوم جمعه فمن کان اکثرهم علی صلوٰۃ کان اقربهم منی منزلة۔

کیونکہ میری امت کا (پڑھا ہوا) درود شریف مجھ پر ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا

ہے پس جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا وہ (قیامت کے دن بالخصوص) میرے زیادہ قریب ہوگا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ ۲۴۹، جلد ۳، المستدرک للحاکم صفحہ ۴۲۱، جلد ۲)

☆ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: من صلی علی روح محمد فی الارواح وعلی جسده فی الاجساد وعلی قبره فی القبور رانی فی منامه ومن رانی فی منامه رانی یوم القیمة ومن رانی یوم القیمه شفعت له ومن شفعت له شرب من حوضی وحرم اللہ جسده علی النار۔ (الدر المنظم لابی القاسم)

جو محمد ﷺ کی روح پر ارواح میں، جسم پر اجسام میں قبر پہ قبور میں درود پڑھے گا وہ مجھے خواب میں ضرور دیکھے گا اور جو مجھے خواب میں دیکھے گا وہ مجھے قیامت میں بھی دیکھے گا (اس کا مطلب یہ ہوا کہ بعض بدنصیبوں کو قیامت کے دن بھی حضور علیہ السلام کی زیارت نہ ہو سکے گی کیونکہ۔ بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے) اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اور میں جس کی شفاعت کروں گا وہ میرے حوض (کوثر) سے پیئے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے بدن پہ دوزخ کو حرام فرما دے گا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں، علماء فرماتے ہیں یوں درود پڑھو:

اللهم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح، اللهم صل علی جسد سیدنا محمد فی الاجساد، اللهم صل علی قبر سیدنا محمد فی القبور۔ (فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۹۵، جلد ۴)

☆ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام سے میں نے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں۔

ان للہ تعالیٰ ملکا اعطی اسماع الخلائق کلها قائم علی قبره الی یوم القیمة فما من احد یصلی علی صلوٰۃ الا ابلغنیها۔

(الجامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۲۹۹، جلد اول)

Scanned with CamScanner

بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی بات سننے کی طاقت دے رکھی ہے۔ وہ قیامت تک میری قبر پر کھڑا رہے گا جو بھی مجھ پر درود بھیجے گا وہ فرشتہ مجھے اس کا درود پیش کرے گا۔ (اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور علیہ السلام خود نہیں سنتے جس طرح کہ آپ کسی کے گھر مہمان جائیں تو وہ آپ کو کھانا پیش کریں گے تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ خود اٹھ کر کھانا نہیں پکڑ سکتے۔ صرف عزت واحترام کے لئے ایسا ہوتا ہے ورنہ سرکار نے فرمایا اسمع صلاة اهل محبتي واعرفهم۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔ میں محبت والوں کا درود خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا بھی ہوں۔ مگر بے خبر! بے خبر جانتے ہیں)

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اكثروا الصلوٰة علي فان الله تعالىٰ وكل لي ملكا على قبري فاذا صلى علي رجل من امتي قال لي ذلك الملك يا محمد صلى الله عليك وسلم ان فلان بن فلان يصلي عليك الساعة۔

(کنز العمال للمتقی صفحہ ۲۱۸۱، ۳۸۴ جلد اول)

مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے مزار پُرانوار پر ایک فرشتہ (صرف اس کام کے لئے) مقرر کر رکھا ہے کہ جب کوئی میرا امتی مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے یا رسول اللہ! فلاں بن فلاں (آپ کے امتی) نے ابھی ابھی آپ پر درود شریف پڑھا ہے۔

صرف انسان ہی نہیں شجر وحجر، جن وبشر بلکہ ہر مخلوق اپنے اپنے حال کے مطابق حضور علیہ السلام پر درود بھیجتی ہے۔

سعادۃ الدارین میں حضرت عبداللہ الروز بادی سے ہے کہ میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر جنگل میں جا رہا تھا کہ اچانک اونٹ کا بایاں پاؤں پھسلا اور میرے منہ سے بے اختیار اسم

جلالت ''اللہ'' کا لفظ نکلا۔ اونٹ (فصیح زبان میں) بول اٹھا اور کہا:

اللّٰه! وصلى الله على محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پانی کی مچھلیاں، شہد کی مکھیاں بلکہ کیڑے مکوڑے بھی حضور علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر جو امت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر جو فرش خاک پہ جاڑوں میں سوتا تھا

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے کیا خوب کہا۔

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے
شمس وقمر سلام کو حاضر ہیں السلام
خوبی انہی کی جوت سے شمس وقمر کی ہے
جن وبشر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ بارگاہ مالک جن وبشر کی ہے
سب بحر وبر سلام کو حاضر ہیں السلام
تملیک انہی کے نام تو ہر بحر وبر کی ہے
سنگ وشجر سلام کو حاضر ہیں السلام
کلمے سے تر زبان درخت وحجر کی ہے
سب خشک وتر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک وتر کی ہے

(حدائق بخشش،

امام غزالی علیہ الرحمۃ مکاشفۃ القلوب صفحہ ۶۷ مترجم یہ لکھتے ہیں ۔۔۔ تعالیٰ نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے موسیٰ! اگر تو چاہتا ہے کہ میں تیرے کلام‘ خیالات‘ روح‘ نورِ بصارت اور قوت سماعت سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں تو پھر میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ کثرت سے درود بھیجا کر۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

امام غزالی اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۵۰ پہ لکھتے ہیں: ایک دانا کا قول ہے ’’جسم کی سلامتی کم کھانے میں ہے‘ روح کی سلامتی کم گناہوں میں ہے اور ایمان کی سلامتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ درود شریف پڑھنے میں ہے‘‘۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک عجیب واقعہ

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ایک روز ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہامہ کے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ یکا یک ایک بوڑھا ہاتھ میں لاٹھی لیے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

’’اس کی آواز جن کی سی ہے‘‘۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

’’تو کون ہے؟‘‘

اس نے عرض کیا: ’’میرا نام ھامہ بن ھیم بن لاقیس بن ابلیس ہے۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ابلیس اور تیرے درمیان دو ہی پشتیں ہیں۔ بتلا کہ تیری عمر کیا ہوگی؟‘‘۔

اس نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جتنی دنیا کی عمر ہے‘ اس سے کچھ تھوڑی سی ہی میری عمر کم ہے۔ اس لئے کہ جن دنوں میں قابیل نے ہابیل کو مارا تھا‘ اس وقت میں بچہ تھا۔ بات سمجھتا تھا اور پہاڑوں پر دوڑتا پھرتا تھا اور لوگوں کا غلہ اور کھانا چرا کر آپس میں بدسلوکی کرنے کے وسوسے ڈالا کرتا تھا‘‘۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تیرے بچپن کے عمل تو ایسے ہیں اور جوانی اور بڑھاپے کے کام بھی ایسے ہی ہوں گے۔ تو بہت برا شخص ہے‘‘۔

اس نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھ کو ملامت نہ کیجئے۔ اس

واسطے کہ میں اب توبہ کرنے آیا ہوں۔ اور میں نے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کے ہاتھ پر توبہ کی تھی اور ایک سال ان کی مسجد میں ان کی صحبت میں رہا ہوں اور حضرت ہود‘ حضرت یعقوب‘ حضرت یوسف علیہم السلام کی صحبتوں میں رہا ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے تورات سیکھی اور ان کا سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچایا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو تو میرا سلام ان کو پہنچانا‘ سو اب اس امانت کے ادا کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور میری آرزو ہے کہ آپ اپنی زبان مبارک سے مجھ کو قرآن تعلیم فرمائیے‘‘۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سورتیں جیسے سورۃ واقعہ‘ مرسلات‘ سورۃ النبا‘ سورۃ التکویر‘ سورۃ الفلق‘ سورۃ الناس اس کو تعلیم فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے اور اس جن کی خبر نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا۔ (تفسیر فتح العزیز) تو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پہلے نبیوں کے سلام اس طرح بھی پیش ہوئے ہیں:

بہر سو جلوۂ دیدار دیدم
بہر چیزے جمال یار دیدم
چوں خود را بنگرم دیدم ہموں است
جمال خود جمال یار دیدم

الغرض! نماز میں درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔

رب اجعلني مقيم الصلوة ومن ذريتي ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلي ولوالدي وللمؤمنين يوم يقوم الحساب ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔

اے میرے پروردگار! مجھے نماز کا پابند بنا دے اور میری اولاد کو بھی‘ اے ہمارے پروردگار! میری دعا قبول فرما اے میرے پروردگار مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو بخش دے اس روز جب کہ (اعمال) کا

حساب ہونے لگے۔

☆حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التشھد فی وسط الصلوٰۃ واخرھا فاذا کان وسط الصلوٰۃ نھض اذا فرغ من التشھد واذا کان اخر الصلوٰۃ دعا لنفسہ بما شاء۔(مسند احمد صفحہ ۴۵۹۔جلد اول)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا۔ نماز کے درمیان میں اور نماز کے آخر میں، جب آپ نماز میں ہوتے تو تشہد کے بعد کھڑے ہو جاتے اور جب نماز کے آخر میں ہوتے تو اپنے لئے جو چاہتے دعا کرتے۔

سلام کیسے پھیریں؟

دعا پڑھ کر سلام پھیریں۔ پہلے دائیں جانب منہ پھیر کر کہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ (تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت) پھر بائیں جانب منہ پھیر کر کہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ دونوں طرف سلام پھیرتے ہی نماز مکمل ہوگئی۔

دائیں طرف کے سلام میں دائیں طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کریں کہ میں انہیں سلام کہہ رہا ہوں اور بائیں طرف کے سلام میں بائیں طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کریں اور جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی نیت بھی کریں اور اسی طرح امام بھی دونوں طرف کے سلاموں میں فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرے اور جب تنہا ہوں تو دونوں طرف کے فرشتوں کی نیت کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم عن یمینہ وعن یسارہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتی رئی بیاض خدہ۔

(ترمذی شریف صفحہ ۳۹ جلد اول۔نسائی شریف صفحہ ۱۹۴ جلد اول)

نبی محترم ﷺ اپنے دائیں بائیں یوں سلام پھیرتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخسار

مبارک کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

یہ نماز پڑھنے کا طریقہ مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے چند باتوں میں فرق ہے۔

عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے

عورتیں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں اور ہاتھ کپڑے سے باہر نہ نکالیں۔ قیام میں سینے پر ہاتھ باندھیں اور دایاں ہاتھ بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھیں۔ رکوع میں کم جھکیں اور گھٹنوں کو جھکائیں اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں مگر ان کو پکڑیں نہیں اور انگلیاں کشادہ نہ رکھیں۔ رکوع و سجود سکڑ کر کریں سجدہ میں پیٹ ران سے اور ران پنڈلی سے ملائیں اور ہاتھ زمین پر بچھا دیں۔ التحیات میں بیٹھتے وقت دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھیں اور انگلیاں ملا کر رکھیں۔ باقی نماز اسی طرح ادا کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں۔

☆ واذا سجدت الحقت بطنھا لفخذیھا کاستر ما یکون لھا۔

(کنز العمال صفحہ ۱۱۷ جلد چہارم بحوالہ بیہقی وابن عدی)

"عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ رانوں سے چپکا لے، اس طرح کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے۔"

☆ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا تکبیر تحریمہ میں ہاتھ یوں اٹھاتیں کہ ترفع کفیھا حذو منکبیھا حین تفتح الصلوٰۃ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۳۹ جلد اول)

"اپنی دونوں ہتھیلیوں کو کندھوں کے مقابل اٹھاتیں جب نماز شروع کرتیں۔"

☆ عن ابن عباس انہ سئل عن صلوٰۃ المراۃ فقال تجتمع وتحتفز۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۷۰۔جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا عورت کی نماز کے بارے میں تو انہوں نے کہا کہ عورت اکٹھی اور سمٹ کر نماز پڑھے۔

☆ عن الحسن قال المراۃ تضطم فی السجود

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۷۰ جلد اول)

حضرت حسن بصری نے کہا کہ عورت بالکل سمٹ کر سجدہ کرے۔

☆ حضرت حبیب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی بعض الارض فان المراۃ لیست فی ذلک کالرجل۔ (المراسیل ابی داؤد)

جب سجدہ کرو تو اپنے جسم کو زمین سے خوب چمٹا لو کیونکہ عورت کی نماز مرد کی طرح نہیں ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ فرماتے ہیں:

اذا صلت المراۃ فلیتحتفز۔ (المسند للامام الاعظم صفحہ ۷۳)

جب عورت نماز پڑھے تو خوب چپٹ جائے (یعنی اپنے جسم کو خوب اچھے طریقے سے محفوظ کرلے)

نماز میں سہو کا بیان

☆ عن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لیس علی من خلف الامام سہو، فان سہا الامام فعلیہ وعلی من خلفہ۔

(دارقطنی صفحہ ۳۷۷ جلد اول)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مقتدی پر سجدہ سہو نہیں۔ اور امام سے سہو ہو جائے تو امام و مقتدی دونوں پر سجدہ سہو واجب ہے۔

☆ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لا یؤم عبد قوما الا تولی ما کان علیہم فی صلوتہم فان حسن فلہ ولہم، وان اساء فعلیہ ولا علیہم۔ (المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۳۲۹ جلد ۱۷)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کوئی آدمی کسی قوم کی امامت نہیں کرتا مگر وہ اس شئی کا ذمہ دار ہوتا ہے جو قوم کی نماز میں ہو۔ اگر امام نے اچھا کام کیا تو اس کا ثواب امام و مقتدی دونوں کو ملے گا اور اگر کوئی کوتاہی ہوئی تو امام پہ گناہ اور مقتدیوں پر کچھ نہیں۔

فتاوٰی رضویہ میں ہے کہ "پہلی حدیث میں مقتدی پر سہو کی نفی فرمائی اور وہ نفی وقوع نہیں لاجرم نفی حکم ہے۔ جیسا کہ اس پر کلمہ "علیٰ" دلالت کر رہا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ سہو مقتدی کوئی حکم نہیں رکھتا ہے"۔ (فتاوٰی رضویہ صفحہ ۶۴۳ جلد ۳)

سجدۂ سہو کی حکمت

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا شک احدکم فی صلوتہ فلا یدری کم صلی ثلثا او اربعا فلیطرح الشک ولیبن علی ما استیقن، ثم لیسجد سجدتین قبل ان یسلم، فان کان یصلی خمسا شفعن لہ صلوتہ وان کان صلی تماما لاربع کانتا ترغیما للشیطان۔ (مسلم شریف صفحہ ۲۱۱ جلد اول)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور یہ علم نہ رہے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار۔ تو جتنی مشکوک ہیں ان کو چھوڑ دے اور جس قدر پر یقین ہے اس پر بنا کرے۔ پھر سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے۔ اب اگر واقع میں پانچ رکعتیں ہوئیں تو یہ دونوں سجدے اس کی نماز کا دوگانہ پورا کر دیں گے۔ اور واقع میں چار ہی ہوئیں تو یہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت وخواری ہوں گے۔

یعنی صورت مذکورہ میں تین ہی رکعتیں سمجھے کہ اس قدر پر یقین ہے۔ اور چوتھی میں شک ہے تو چار نہ سمجھے۔ لہٰذا ایک رکعت اور پڑھ کر سجدۂ سہو کرے۔ تو گویا یہ دونوں سجدے ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے۔ (فتاوٰی رضویہ جدید ۹۲۶/۱)

سجدہ سہو کے بعد التحیات پڑھ کر سلام پھیرا جائے گا

☆ حضرت عمران بن حصین روایت فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بھم فسھٰی فسجد سجدتین ثم تشھد ثم سلم۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۴۹ جلد اول۔ ترمذی صفحہ ۹۰ جلد اول)

حضور علیہ السلام کو نماز پڑھاتے ہوئے سہو ہوا تو آپ ﷺ نے سلام پھیر کر دو سجدے سہو کے کئے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا۔

☆☆☆☆

آداب و احکام نماز

(احادیث کی روشنی میں)

نماز ظہر و عصر کی قرأت کی مقدار

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کا طریقہ کار یہ تھا

کان یقرأ فی صلوٰۃ الظھر فی الرکعتین الاولین قدر ثلثین ایۃ وفی الاخریین قدر خمسۃ عشر ایۃ او قال نصف ذلك۔

(مسلم شریف صفحہ ۱۸۶ جلد اول)

(کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس آیات کی مقدار قرأت فرماتے اور آخری دو رکعتوں میں پندرہ آیات کے برابر یا یوں کہا کہ تیس سے آدھی آیات۔ (سبحان اللہ! حدیث بیان کرنے میں کس قدر احتیاط کی جاتی ہے حالانکہ مفہوم ایک ہی ہے)

☆ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الظھر فی الاولیین بام القران وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب۔

(بخاری شریف صفحہ ۱۰۵ جلد اول)

حضور علیہ السلام ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت ساتھ ملا کر قرأت کرتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ کی قرأت فرماتے (اور ساتھ سورت نہ ملاتے)

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الظھر والعصر بالسماء والطارق والسماء ذات

البروج ونحوهما من السور. (السنن لابی داؤد صفحہ ۱۲۵ جلد اول)

حضور علیہ السلام ظہر وعصر کی نماز (باجماعت) میں سورہ طارق، سورہ بروج اور ان جیسی (مقدار کی) دوسری سورتوں کی تلاوت فرماتے۔

(مذکور عنوان کے تحت پوری تفصیل سے نماز کے ہر حصے کو بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ مختلف حصوں کے متعلق احادیث بیان کرنا مقصود ہے۔ باقی تفصیل اگلے حصے (مسائل نماز) میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ بات اس لئے عرض کردی ہے کہ مثلاً کوئی یہ نہ سوچے کہ ظہر وعصر میں قرأت کرنے کا ذکر تو آگیا فجر، مغرب اور عشاء وجمعہ کی قرأت کو بیان کیوں نہیں کیا۔ ان شاء اللہ مسائل نماز میں دیگر تفصیلات آپ کو مل جائیں گی۔ احادیث بھی ہر مسئلہ پر بے شمار ہیں مگر صرف چند مسائل پہ احادیث پیش کی جارہی ہیں اور یہ وہ احادیث ہیں جن سے باقاعدہ فقہاء کرام نے استنباط اور استدلال فرمایا بالخصوص اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں اور مفتی بہا مسائل ان احادیث سے اخذ کئے اور ثابت کیا ہے کہ فقہ حنفی کے مسائل کی بنیاد محض قیاس واجتہاد نہیں بلکہ قرآن وسنت اور اجتہاد وقیاس ہے۔

رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کیسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ دوسرے حصے میں آنے والے فقہی مسائل کو سمجھنا کافی حد تک آسان ہوجائے گا۔ ازاں بعد کچھ مضامین کے بعد مسائل فقہیہ بیان ہوں گے)

امام کو لقمہ دینا

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ كنا نفتح على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم على الائمة. (دار قطنی صفحہ ۱۹۱ جلد اول)

ہم حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں اپنے اماموں کو لقمہ دیا کرتے تھے۔

☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من نابه شيء في صلاته فليسبح. (جامع الاحادیث صفحہ ۴۷۸ جلد ۳)

جس کو نماز میں کوئی شئی پیش آجائے تو وہ تسبیح پڑھے۔

☆ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

كان لي ساعة من السحرا دخل فيها على رسول الله صلى الله عليه وسلم فان كان قائما يصلي سبح لي. (مسند احمد صفحہ ۱۴۳ جلد اول)

میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سحری کے ایک معین وقت میں حاضری دیتا تھا اگر حضور علیہ السلام اس وقت نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو مجھے تسبیح کے ذریعے آگاہ فرماتے۔

فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۰۳ پر اس حدیث کے تحت لکھا ہے اگر کوئی مکان میں آنے کا اذن چاہے اور اس غرض سے کہ اسے نماز میں ہونا معلوم ہوجائے تسبیح یا تکبیر یا تہلیل کہے تو نماز فاسد نہ ہوگی پس جو بتانا حاجت ونص کے مواضع سے جدا ہو وہ بے شک اصل قیاس پہ جاری رہے گا جبکہ وہاں اس حکم کا کوئی معارض نہیں .... الی ان قال امام کی نماز کا خلل بعینہ مقتدی کی نماز کا خلل ہے تو اس کا بتانا اپنی نماز کا بچانا ہے۔

☆ آپ (کرم اللہ وجہہ) سے ہی روایت ہے

من السنة ان تفتح على الامام اذا استطعمك قيل لابي عبد الرحمن ما استطعام الامام قال اذا سكت. (المستدرک للحاکم)

سنت یہ ہے کہ جب امام لقمہ مانگے تو اس کو دیا جائے ابو عبد الرحمٰن سے پوچھا گیا کہ امام کا لقمہ مانگنے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا، جب امام پڑھتے پڑھتے چپ ہوجائے۔

☆ آپ (کرم اللہ وجہہ) فرماتے ہیں اذا استطعمك الامام فاطعموه.

(کنز العمال للمتقی صفحہ ۲۲۹۸۵_۲۹۴ جلد ۸)

امام جب تم سے لقمہ مانگے تو اس کو لقمہ دو۔

تعداد رکعات میں شک پڑ جائے تو کیا کرے

☆ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد

Scanned with CamScanner

فرمایا:

من صلی صلوٰۃ یشك فی النقصان فلیصل حتی یشك فی الزیادۃ۔

(مسند احمد صفحہ ۱۹۵ جلد اول)

جس شخص کو رکعات کے کم ہونے کا شبہ پڑ جائے تو وہ اتنی پڑھے کہ زیادہ ہونے میں شک ہو جائے۔

(مثلاً تین اور چار کے درمیان شک پڑ گیا تو ایک رکعت اور پڑھ لے پہلے تین یا چار ہونے کا گمان تھا اب چار یا پانچ ہونے کا گمان ہونے لگے گا کیونکہ اضافہ بہر حال کمی سے بہتر ہے) (فتاوی رضویہ جدید صفحہ ۱۷۷ جلد اول)

نماز میں کھیلنا جائز نہیں

☆ یحییٰ بن کثیر سے (مرسلا) روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان اللّٰہ تعالٰی کرہ لکم ستا العبث فی الصلوٰۃ والمن فی الصدقۃ والرفث فی الصیام والضحك عند القبور ودخول المسجد وانتم جنب وادخال العیون فی البیوت بغیر اذن۔

(جامع صغیر للسیوطی صفحہ ۱۱۱ جلد اول)

بے شک اللّٰہ تعالٰی نے چھ چیزوں کو ناپسند فرمایا ہے

(۱) نماز میں کھیلنا

(۲) صدقہ کر کے احسان جتانا۔

(۳) روزہ میں فحش گوئی کرنا۔

(۴) قبرستان میں ہنسنا۔

(۵) مسجدوں میں جنابت کی حالت میں داخل ہونا۔

(۶) بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں جھانکنا۔

نماز میں گفتگو کرنے کی ممانعت

☆ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

ان ہذہ الصلاۃ لا یصلح فیہا شیء من کلام الناس انما ھی التسبیح والتکبیر وقراءۃ القران۔ (مسلم شریف صفحہ ۲۰۳ جلد اول)

نماز اس چیز کی متحمل نہیں کہ اس میں بات چیت کی جائے نماز تو صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی تلاوت کا نام ہے۔

اطمینان اور وقار سے نماز کیلئے آنا

☆ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اذا سمعتم الاقامۃ فامشوا الی الصلوٰۃ وعلیکم السکینۃ والوقار ولا تسعوا فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا۔

(بخاری شریف صفحہ ۸۸ جلد اول)

جب تم اقامت کی آواز سنو تو فوراً نماز کے لئے حاضر ہو جاؤ لیکن بڑے سکون و اطمینان کے ساتھ دوڑ کر نہیں۔ جتنی نماز جماعت کے ساتھ مل جائے پڑھ لو اور جو رہ جائے تو اس کو پورا کر لو۔

ایک کپڑے میں نماز

☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ انی رجل اصید افا صلی فی القمیص الواحد میں شکار کرنے والا آدمی ہوں کیا میں ایک قمیص ہی میں نماز پڑھ لیا کروں؟

قال نعم واز ررہ ولو بشوکۃ۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا! ہاں اس کو ٹانک کر اگرچہ کانٹے ہی کے ذریعے۔ (مستدرک للحاکم صفحہ ۲۵۰ جلد اول)

☆ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی فی ثوب واحد مشتملا بہ فی بیت ام سلمہ واضعا طرفیہ علی عاتقیہ۔

(بخاری صفحہ ۵۱ جلد اول)

میں نے حضور علیہ السلام کو ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا

جس کے دونوں کنارے آپ کے کاندھوں پر تھے۔

نماز کے لئے جائیں تو جوتے کہاں اتاریں

☆ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اذا صلی احدکم فلا یضع نعلیه عن یمینه ولا عن یساره فتکون عن یمین غیره الا ان لا یکون احد ولیضعهما بین رجلیه

(المستدرک للحاکم صفحہ ۲۵۹ جلد اول)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو نہ دائیں طرف جوتا اتارے اور نہ بائیں طرف کیونکہ دوسرا نمازی اس کی بائیں طرف ہے اس طرح جوتا اس کی داہنی طرف ہو جائے گا ہاں اگر بائیں طرف کوئی نہ ہو تو اس طرف اتار لے ورنہ اپنے پاؤں کے نیچے رکھ لے۔

☆ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اذا صلی احدکم فخطع نعلیه فلا یؤذ بهما احد ایجعلهما بین رجلیه او لیصل فیهما۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۶ جلد اول)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو جوتے اتارتے ہوئے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے یا تو جوتوں کو دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لے یا پھر پہن کر ہی نماز پڑھ لے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لا تضعهما عن یمینك ولا عن یسارك فتؤذی الملائکة والناس.

(کنز العمال للمتقی صفحہ ۲۰۷۹۹، ۵۳۲ جلد ۷)

دائیں بائیں جوتے نہ اتارو اور فرشتوں اور انسانوں کو ایذا نہ پہنچاؤ (کیونکہ جس کی طرف جوتا اتارا جائے ایک طرح سے اس کی توہین ہوتی ہے)

(فتاوی رضویہ صفحہ ۴۳۵ جلد ۳)

جوتے سمیت نماز پڑھنا

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام

علیہم الرضوان ان جوتوں سمیت نماز ادا کرلیا کرتے جن کو پہن کر وہ راستے میں چلتے تھے۔

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه کانوا یصلون فی النعال التی کانوا یمشون بها فی الطرقات. (مسند احمد صفحہ ۹۲ جلد ۲)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ کیا حضور علیہ السلام اپنی نعلین پاک سمیت نماز ادا فرمالیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: نعم۔ ہاں (بخاری شریف صفحہ ۵۶ جلد اول)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: خالفوا الیهود والنصاریٰ فانهم لا یصلون فی نعالهم ولا خفافهم. (ابوداؤد صفحہ ۹۵ جلد اول)

یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو وہ جوتوں اور موزوں میں نماز ادا نہیں کرتے۔

(نئے اور پاک جوتوں میں نماز بلا کراہت جائز ہے جبکہ انگلیاں زمین پر بچھ جاتی ہوں بلکہ مستحب ہے۔ لیکن ایسے جوتے کے علاوہ میں نماز پڑھنا اور ان کو پہن کر مساجد میں چلنا منع ہے اگرچہ پہلے دور میں اس کی اجازت بھی کچھ احکام اختلاف زمانہ سے بدل جاتے ہیں) (فتاوی رضویہ قدیم صفحہ ۱۰۳ جلد ۲)

غیر مقلدین حضرات جو ہر بات پہ حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں وہ ان احادیث پر کیوں عمل نہیں کرتے۔ مختلف موضوعات پر فقہی مسائل لکھنے سے پہلے ان حدیث کو لکھنے کا میرا مقصد یہ بھی ہے کہ کئی احادیث پر ان کو روکا جا سکتا ہے کہ ہمیں تو تم اہل رائے کہتے ہو کم از کم تم ہی ان احادیث پر عمل کرلو۔ لیکن آپ دیکھیں گے انشاء اللہ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

صرف ایک چادر میں نماز پڑھنا

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من صلی فی ثوب واحد فلیخالف بین طرفیه. (بخاری صفحہ ۵۲ جلد اول)

جو ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس کے دونوں سرے دونوں کندھوں پر ڈال لے

(اُدھر کا اِدھر اور اِدھر کا اُدھر)

طاقت ہو تو عمدہ لباس میں نماز پڑھو

عن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کسانی ثوبین وانا غلام فدخل المسجد فوجدنی اصلی متوشحاً بثوب واحد فقال: الیس لك ثوبان فلبسھما، ارأیت، لو انی ارسلتك الی وراء الدار لكنت لابسھما؟ قال: نعم، قال: فاللہ احق ان تتزین له ام الناس؟ قال: نافع: فقلت: بل اللہ.

(المصنف لعبد الرزاق صفحہ ۳۵۸ جلد اول)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دو کپڑے پہننے کیلئے عطا فرمائے اور میں اس وقت ان کا غلام تھا۔ پھر مسجد میں آئے تو مجھے ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس دو کپڑے نہیں ہیں کہ ان کو پہنو؟ بھلا بتاؤ کہ اگر میں تم کو گھر سے باہر بھیجتا تو تم دونوں کپڑے پہنتے؟ بولے: ہاں! فرمایا: تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس کی بارگاہ میں بن سنور کر آؤ یا لوگ؟ حضرت نافع کہتے ہیں اس پر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ۔

نماز پڑھ کر دائیں جانب پھرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اکثر ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ینصرف عن یمینه۔ (مسلم شریف صفحہ ۲۴۷ جلد اول)

میں نے اکثر دیکھا کہ نماز سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام سیدھی جانب مڑ جاتے تھے۔

فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک مصلے پر بیٹھنا

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان النبی صلی اللہ علیه

وسلم کان اذا صلی الفجر جلس فی مصلاه حتی طلع الشمس حسنا. (مسلم شریف صفحہ ۲۳۵ جلد اول)

بے شک حضور علیہ السلام نماز فجر کے بعد اس جگہ تشریف فرما رہتے یہاں تک کہ سورج خوب اچھی طرح نکل آتا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا صلی الفجر لم یقم من مجلسه حتی یمکنه الصلوٰة وقال من صلی الصبح ثم جلس فی مجلسه حتی یمکنه الصلوٰة کان بمنزلة حجة وعمرة متقبلتین۔ (ترمذی صفحہ ۷۶ جلد اول)

نماز فجر سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام اپنی جگہ سے اس وقت اٹھتے جب نماز پڑھنا جائز ہو جاتا (یعنی سورج خوب نکل آتا) پھر فرماتے کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی اور نماز جائز ہونے تک اپنی جگہ بیٹھا رہا اس کو ایک مقبول حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔

اپنے میں سے افضل شخص کو امام بناؤ

☆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیؤمکم خیارکم۔

(المستدرک للحاکم صفحہ ۲۲۲ جلد ۳)

اگر تم اس بات پر خوش ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو جو تم میں سے بہتر ہے اس کو امام بناؤ۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم فیما بینکم وبین ربکم۔

(دار قطنی صفحہ ۱۹۷ جلد اول)

اپنے امام بہترین لوگوں کو بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے

درمیان قبولیت نماز کا وسیلہ ہیں۔

☆ حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان سرکم ان یقبل اللّٰہ صلوتکم فلیؤکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم۔ (المستدرک للحاکم صفحہ ۲۲۲ جلد ۳)

اگر نمازوں کی قبولیت چاہتے ہو تو بہترین لوگوں کو امام بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان سفیر ہیں۔

(یہ احادیث ضعیف ہونے کے باوجود قابل اعتبار ہیں کیونکہ تین مختلف صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہیں اور ایک دوسری کی تائید کر رہی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳)

امام کی بغیر اجازت دوسرا نماز نہ پڑھائے

☆ عن ابی مسعود الانصاری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: لا یؤمن الرجل الرجل فی سلطانہ۔ (مسلم شریف صفحہ ۲۳۶ جلد اول)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص کسی کی امامت اس کی امامت کے مقام پر نہ کرے۔

☆ عن مالک بن الحویرث رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم : من زار قوما فلا یؤمھم ولیؤمھم رجل منھم۔ (ابوداؤد صفحہ ۸۸ جلد اول)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم سے ملاقات کیلئے جائے تو اس کی امامت نہ کرے بلکہ اسی قوم کا کوئی شخص امامت کرے۔

ناپسندیدہ امام کی نماز مقبول نہیں

☆ عن عبداللّٰہ بن عمر ورضی اللّٰہ تعالٰی عنھما قال: ان

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یقول، ثلاثۃ لا یقبل اللّٰہ منھم صلٰوۃ، من تقدم قوما وھم لہ کارھون، ورجل اتی الصلٰوۃ دبارا، والدبار ان یاتیھا بعد ان تفوتہ، ورجل اعتبد محررہ۔ (ابوداؤد صفحہ ۸۸ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: تین لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ امام جس سے قوم (کسی شرعی وجہ سے) ناراض ہو۔ دوسرا وہ شخص جو نماز کو دیر سے آئے یعنی وقت نکال کر پڑھے۔ تیسرا وہ شخص جو آزاد کردہ غلام کو پھر غلام بنالے۔

و فی الباب عن انس وعن ابی امامۃ الباھلی وعن عبداللّٰہ بن عباس وعن طلحۃ التیمی رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم۔

☆ عن طلحۃ بن عبیداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی عیہ وسلم: ایما رجل ام قوما وھم لہ کارھون لم تجاوز صلاتہ اذنیہ۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۶۸ جلد ۲)

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی قوم کی امامت کی اور وہ اس سے ناراض ہے تو اس کی نماز مقبول نہیں۔

☆ عن عطاء بن دینار رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ مرسلا قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عیہ وسلم: ثلثۃ لا یقبل اللّٰہ منھم صلوۃ ولا تصعد الی السماء ولا تجاوز رؤسھم رجل ام قوما وھم لہ کارھون، ورجل صلی علی جنازۃ ولم یومر وامراۃ دعاھا زوجھا من اللیل فابت علیھا۔ (کنز العمال صفحہ ۵۹۰ جلد ۷)

حضرت عطاء بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور آسمان پر نہیں جاتی اور سروں سے تجاوز

نہیں کرتی۔ایک وہ امام جس سے مقتدی ناراض ہوں۔دوسرا وہ جس نے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھائی۔تیسری وہ عورت کہ شوہر نے اسے اپنے پاس رات کو بلایا اور اس نے انکار کردیا۔

عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: ثلاثۃ لا ترفع صلوتھم فوق رؤسھم شبرًا، رجل ام قوما وھم لہ کارھون، وامراۃ باتت وزوجھا علیھا ساخط، واخوان متصارمان. (السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی ص ۶۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ایک وہ کہ کسی جماعت کی امامت کرے اور انہیں اس کی اقتدا ناگوار ہو۔دوسری وہ عورت کہ رات اس حال میں گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ تیسرے آپس میں لڑنے والے دو مسلمان بھائی۔

☆ عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: ثلثۃ لعنھم اللّٰہ، من تقدم قوما وھم لہ کارھون، وامراۃ باتت وزوجھا علیھا ساخط، ورجل سمع حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح فلم یجب.

(الجامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۲۱۳ جلداول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ایک وہ امام کہ لوگوں کو (شرعی عیب کی وجہ سے) اس کی اقتدا پسند نہیں۔دوسری وہ عورت کہ رات شوہر کی ناراضگی میں گزارے۔تیسرا وہ جو اذان سنے اور نماز کو نہ آئے۔

(اگر ناگواری و ناپسندیدگی کسی امر شرعی کی وجہ سے ہے تو ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے) فتاویٰ رضویہ ۳/۱۸۲

نابینا کی امامت درست ہے

☆ عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم استخلف ابن ام مکتوم یؤم الناس وھو اعمی. (ابوداؤد ج۱ ص۸۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم کو لوگوں کی امامت کے لئے اپنا خلیفہ بنایا حالانکہ وہ نابینا تھے۔

امام اونچی جگہ کھڑا نہ ہو

☆ عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اذا ام الرجل القوم فلا یقوم فی مکان ارفع من مقامھم او نحو ذلک. (ابوداؤد صفحہ ۸۸ جلداول)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص نمازیوں کی امامت کرے تو ان کے مقام سے اونچی جگہ پہ نہ کھڑا ہو۔

☆ عن ابی مسعود الانصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی ان یقوم الامام فوق شیء ویبقی الناس خلفہ. (المستدرک للحاکم صفحہ ۲۱۰ جلداول)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ امام اونچا کھڑا ہو اور مقتدی نیچے رہیں۔

فاسق وفاجر کی اقتدا بحالت مجبوری جائز ہے

☆ عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا یؤمن فاجر مؤمنا الا ان

یقهره بسلطانه یخاف سیفه او سوطه۔ (کنز العمال صفحہ۲۱۷جلد۷)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہرگز کوئی فاجر مومن کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اسے اپنی سلطنت کے زور سے مجبور کردے کہ اس کی تلوار یا تازیانہ کا ڈر ہو۔

☆ عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: صلوا خلف کل بر وفاجر، وصلوا علی کل بر وفاجر، وجاهدوا مع کل بر وفاجر۔ (ابوداؤد صفحہ۳۴۳جلداول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھ لو، اور ہر نیک وبد پر نماز پڑھو اور ہر نیک وبد کے ساتھ جہاد کرو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں

یہ جواز اس معنی پر ہے کہ فرض اتر جائیگا نہ کہ کوئی کراہت نہیں۔ شامی میں صراحت ہے کہ فاسق ومبتدع کے پیچھے نماز مکروہ ومنع ہے۔ اصل یہ ہے کہ نماز عام کی امامت سلاطین خود کرتے تھے یا جسے وہ مقرر کریں۔ اور بعض وقت حکام بدمذہب اور فاسق بھی ہوئے۔ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے وہی اندیشہ تھا تلوار اور تازیانہ کا جو حدیث میں گزرا۔ اسی بنا پر یہ حدیث آئی کہ ضرورت کے وقت پڑھ لے۔ اور علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس کا فسق حد کفر تک نہ پہنچا ہو اور کوئی مرد صالح موجود نہ ہو۔ دیکھو اشعۃ اللمعات، پھر اس کے نیچے صاف لکھ دیا کہ ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ دیکھو مرقات شرح مشکوۃ۔ علاوہ بریں اس حدیث کی صحت میں بھی علمائے محدثین مثل دارقطنی وبیہقی وغیرہما کو کلام ہے۔

مگر غیر مقلدین اس حدیث پر اپنی خاص غرض کیلئے زور دیتے ہیں کہ اگرچہ مبتدع وفاسق ہیں مگر ان کے پیچھے نماز پڑھنی واجب ہے اور ان کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے بھی یہ ہی حدیث لوگوں کو وعظ میں سنا کر جہاد پر ابھارا تھا۔ (اظہار الحق الجلی۔ ۱۷۔۱۸)

عورتیں اگر جماعت کرائیں تو اُن کی امام درمیان میں کھڑی ہو

☆ عن ابراهیم النخعی رضی الله تعالیٰ عنه ان ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها کانت تؤم النساء فی شهر رمضان فتقوم وسطا۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ماہ رمضان المبارک میں عورتوں کی امامت فرماتیں تو درمیان میں کھڑی ہوتیں۔

☆ عن ریطة الحنفیة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: ان ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها امتهن وقامت بینهن فی صلوٰة مکتوبة۔ (دارقطنی صفحہ۱۵۵جلداول)

حضرت ریطہ حنفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت فرمائی تو فرض نماز میں ان کے درمیاں تشریف فرما ہوئیں۔

جماعت میں حاضری کتنی ضروری ہے

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ!

ان المدینة کثیرة الهوام والسباع فهل لی رخصة وقال هل تسمع حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح، قال نعم قال فحیهلا۔

(ابوداؤد صفحہ۸۸جلداول)

مدینے میں زہریلے جانور اور درندے بہت ہیں تو کیا میرے لئے (نابینا ہونے کی وجہ سے) کوئی رخصت ہے (کہ میں گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کروں) فرمایا: تم حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کی آواز سنتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر ضرور حاضر ہوا کرو۔

تکرار جماعت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب مسجد میں آئے جبکہ حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ کر فارغ ہو چکے تھے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا!

من یتصدق علی ذا فیصلی معه فقام رجل من القوم فصلی معه.

(مسند احمد صفحہ ۲۵۴ جلد ۵، المستدرک للحاکم صفحہ ۲۰۹ جلد اول)

کون ہے جو اس پر صدقہ کرے یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھے؟ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اس کے ساتھ نماز ادا کی۔

(و فی الباب عن ابی امامة الباهلی وعن عصمة بن مالك وعن ابی موسیٰ الاشعری وعن حکم بن عمیر وعن الحسن البصری مرسلا وعن ابی عثمان النهدی مرسلا رضی الله عنهم)

(فتاویٰ رضویہ صفحہ ۳۵۹ جلد ۳)

جماعت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھ کر فرمایا!

تقدموا فأتموا بی ولیأتم بکم من وراء کم ولا یزال قوم یتأخرون حتی یؤخرهم الله. (مسلم شریف صفحہ ۱۸۲ جلد اول)

آگے بڑھو۔ میری اتباع کرو تاکہ تمہارے بعد لوگ تمہاری اتباع کریں لوگ پیچھے ہٹتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیتا ہے۔

امام کو نماز سے پہلے اگر عذر لاحق ہو جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نماز کے لئے اس وقت

تشریف لائے جب اقامت ہو چکی تھی اور صفیں سیدھی کر لی گئی تھیں۔ آپ مصلی پر جلوہ گر ہوئے ہم انتظار میں تھے کہ آپ تکبیر (تحریمہ) کہیں لیکن آپ واپس تشریف لے گئے اور ہمیں فرمایا۔

علی مکانکم فمکثنا علی هیئتنا حتی خرج الینا ینظف راسه ماء وقد اغتسل۔ (بخاری شریف صفحہ ۸۹ جلد اول)

اپنی جگہ پر کھڑے رہو ہم اسی حالت پہ رہے کہ آپ تشریف لے آئے دراں حالیکہ سر مبارک پہ پانی کے قطرے نمودار تھے اور آپ نے غسل فرمایا ہوا تھا۔

اقامت سن کر فوراً نماز کے لئے حاضر ہو جاؤ

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

بحسب المؤمن من الشقاء والخیبة ان یسمع المؤذن یثوب بالصلوٰة فلا یجیبه. (بخاری صفحہ ۸۹ جلد اول)

مومن کی بدبختی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ موذن کو تکبیر کہتا سنے اور نماز کے لئے حاضر نہ ہو۔

طہارت کی احادیث

☆ عن ابی مالك الاشعری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الطهور شطر الایمان. (صحیح مسلم)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا طہارت نصف ایمان ہے۔

☆ عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا احدثکم علی ما یمحو الله به الخطایا ویرفع به الدرجات قالوا بلی یا رسول الله قال اسباغ الوضوء علی المکاره وکثرة الخطی الی المساجد وانتظار الصلوٰة بعد الصلوٰة فذلکم الرباط۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو

Scanned with CamScanner

ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ خطاؤں کو مٹاتا ہے اور درجے بلند کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ بتائیے آپ نے فرمایا کہ پورا کرنا وضو کا تکلیف کی حالت میں اور کثرت رفتار طرف مسجدوں کے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

تکلیف کی حالت سے مراد یہ ہے کہ پانی کا استعمال تکلیف دہ مثلاً سردی کے موسم میں اور کثرت رفتار کی ایک صورت یہ ہے کہ مکان مسجد سے دور ہو زیادہ چلنا پڑے، دوسرے یہ کہ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں جا کر پڑھے:

☆ عن عثمان قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاه من جسده حتی تخرج من تحت اظفاره۔(متفق علیہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اس کے تمام گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے نکلنے لگتے ہیں۔

☆ عن ابی هریرة قال قالوا یا رسول اللّٰه اتعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الامم تردون علی غرا محجلین من اثر الوضوء۔(مشکوٰۃ)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ ہم کو قیامت کے دن پہچان لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تمہاری ایک پہچان ہوگی جو کسی امت میں نہ ہوگی، تمہارے اعضاء وضو کے اثر سے چمکدار ہوں گے۔

☆ وعنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بتاخیر العشاء والسواك عند كل صلوٰة.
(متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان کو نماز عشاء میں دیر کرنے کا اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

نماز پنجگانہ کے بارے میں احادیث

☆ عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بنى الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة والحج وصوم رمضان۔(متفق علیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں (ﷺ) اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوۃ کا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

☆ وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله ويقيموا الصلوٰة ويوتوا الزكوٰة فاذا فعلوا ذالك عصموا منى دمائهم واموالهم الا بحق الاسلام۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں، پس جب وہ ان کاموں کو کرنے لگیں تو مجھ سے ان کے خون اور ان کے مال محفوظ رہیں گے سوا اس کے کہ حق اسلام سے کوئی سزا ان کو دی جائے۔

☆ عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى صلوتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذالك المسلم الذى له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فى ذمته۔ (بخاری)

Scanned with CamScanner

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے ذمہ اللہ کا ہے اور ذمہ اللہ کے رسول کا، پس نہ توہین کرو اللہ کی اس کے ذمہ کی بارے میں (یعنی اس مسلمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ)

☆ عن ابی هريرة قال اتی اعرابی النبی صلی الله عليه وسلم فقال دلنی علی عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبد الله ولا تشرك به شيئاً وتقيم الصلوٰة المكتوبة وتودی الزكوٰة المفروضة والصوم رمضان قال والذی نفسی بيده لا ازيد علی هذ اولا انقص منه فلما ولی قال النبی صلی الله عليه وسلم من سره ان ينظر الی رجل من اهل الجنة فلينظر الی هذا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اس نے کہا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتایئے کہ اگر میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عبادت کرو اللہ کی اور نہ شریک ٹھہراؤ اس کے ساتھ کسی کو اور فرض نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ دیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو۔ اعرابی نے کہا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ اس پر زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کمی کروں گا۔ پھر جب وہ شخص واپس چلا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو کسی جنتی مرد کو دیکھنے کی خواہش ہو اس کو چاہئے کہ اس شخص کو دیکھ لے۔

☆ عن معاذ بن جبل قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول من لقی الله لا يشرك به شيئا ويصلی الخمس ويصوم رمضان غفرله۔ (مسند احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اور پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہو، رمضان کے روزے رکھتا ہو وہ بخش دیا جائے گا۔

☆ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم الصلوات الخمس والجمعة ورمضان الی رمضان مكفرات لما بينهمن اذا اجتنب الكبائر۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔

☆ وعنه قال قال رسول الله صلی الله عيه وسلم ارايتم لو ان نهرا بباب احدكم يغسل فيه كل يوم خمسا هل يبقی من درنه شیء قال فذاك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو کیا اس کے (جسم کی) میل میں سے کچھ باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہ سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ یہی مثال ہے پنجگانہ نماز کی کہ اللہ ان کے سبب سے گناہوں کو مٹاتا ہے۔

☆ عن ابن مسعود قال سألت النبی صلی الله عليه وسلم ای الاعمال احب الی الله قال الصلوة لوقتها قلت ثم ای قال بر الوالدين قلت ثم ای قال الجهاد فی سبيل الله۔ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے زیادہ کون سا کام خدا کو پسند ہے؟ آپ نے

فرمایا کہ نماز جو ٹھیک وقت پر ہو، میں نے کہا کہ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا، میں نے کہا کہ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا کہ راہ خدا میں جہاد کرنا۔

☆ عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بين العبد وبين الكفر ترك الصلوة (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: بندے کے اور کفر کے درمیان میں حد فاصل نماز کا ترک کرنا ہے۔

☆ عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات افترضهن الله تعالى من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد ان يغفرله ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفرله وان شاء عذبه۔ (ابوداؤد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرض کیا ہے۔ جو شخص ان کے لئے اچھی طرح وضو کرے اور خشوع پوری طرح کرے اس کے لئے اللہ پر عہد ہے کہ اس کو بخش دے گا۔ اور جو ایسا نہ کرے اس کے لئے اللہ پر کوئی عہد نہیں چاہے اس کو بخشے اور چاہے اس کو عذاب دے۔

☆ عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العهد الذى بيننا وبينهم الصلوة فمن تركها فقد كفر۔

(مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو عہد ہمارے اور لوگوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے، جس شخص نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔

☆ عن ابى ذران النبى صلى الله عليه وسلم حرج زمن الشتاء والورق يتهافت فاخذ بغصنين من شجرة فجعل ذلك الورق يتهافت قال فقال يا ابا ذر قلت لبيك يا رسول الله قال ان العبد المسلم ليصلى الصلوة يريد بها وجه الله فتهافت عنه ذنوبه كما تهافت هذا الورق عن هذه الشجرة۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ سردی کے زمانہ میں باہر تشریف لے گئے اور درختوں کے پتے خزاں سے گر رہے تھے آپ ﷺ نے دو شاخیں پکڑ لیں پتے اور زیادہ گرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ! فرمایا کہ جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس سے مقصود اس کا رضامندی خدا کی ہوتی ہے تو اس کے گناہ اسی طرح گر جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔

☆ عن ابى الدرداء قال اوصانى خليلى ان لا تشرك بالله شيئا وان قطعت وحرقت ولا تترك صلوة مكتوبة متعمدا فمن تركها فقد برئت منه الذمة ولا تشرب الخمر فانها مفتاح كل شر۔

(ابن ماجہ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے جانی دوست (یعنی رسول خدا ﷺ) نے وصیت کی تھی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تم کاٹ ڈالے جاؤ یا جلا ڈالے جاؤ، اور فرض نماز قصداً نہ چھوڑنا۔ کیونکہ جس نے نماز چھوڑ دی اس سے ذمہ (اللہ کا) بری ہے اور شراب نہ پینا وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

☆ عن انس قال قال النبى صلى الله عليه وسلم ان احدكم اذا صلى يناجى ربه (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی

نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے۔

☆ عن عمارة بن زويبة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لن يلج النار احد صلى قبل طلوع الشمس وقبل غروبها يعني الفجر والعصر۔(مسلم)

حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص قبل طلوع آفتاب اور قبل غروب آفتاب یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھتا رہے وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔

☆ عن سلمان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم من غدا الى صلوة الصبح غدا براية الايمان ومن غدا الى السوق غدا براية ابليس۔(ابن ماجہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص صبح کو نماز فجر کے لئے جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو شخص صبح کو (بغیر نماز پڑھے) بازار جاتا ہے اس کے ساتھ ابلیس کا جھنڈا ہوتا ہے۔

اسلام میں سب سے پہلی جماعت

عن عفيف الكندى رضى الله تعالى عنه قال: جئت فى الجاهلية الى مكة وانا اريد ابتاع لاهلى من ثيابها وعطرها، فاتيت العباس وكان رجلا تاجرا فانى عنده جالس انظر الى الكعبة وقد كلقت الشمس وارتفعت فى السماء فذهبت اذا قبل شاب فنظر الى السماء ثم قام مستقبل الكعبة فلم البث الا يسيرا حتى جاء غلام فقام عن يمينه ثم لم يلبث الا يسيرا حتى جاء ت امراة فقامت خلفها فركع الشاب فركع الغلام والمراة فسجد الشاب فسجد الغلام والمراة فقلت: يا عباس! امر عظيم، فقال: امر عظيم، تدرى من هذا الشاب؟ هذا محمد بن عبدالله ابن اخى، تدرى من هذا الغلام؟ هذا على بن اخى، تدرى من هذه المراة؟ هذه خديجة بنت خويلد زوجته، ان ابن اخى هذا حدثنى ان ربه رب السموت والارض امره بهذا الدين، ولم يسلم معه غير هؤلاء الثلثة۔(الاصابہ للعسقلانی صفحہ ۴۲۵ جلد ۴)

حضرت عفیف کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں مکہ معظمہ آیا کہ مجھے اہل خانہ کیلئے کپڑے اور عطر خریدنا تھا۔ لہٰذا میں حضرت عباس کے پاس پہنچا کہ وہ ان چیزوں کی تجارت کرتے تھے۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا کعبہ معظمہ کو دیکھ رہا تھا۔ دن خوب چڑھ گیا تھا کہ ایک جوان تشریف لائے اور

آسمان کو دیکھ کر روبکعبہ ہو گئے۔ ذرا دیر میں ایک لڑکے تشریف لائے وہ ان کے داہنے ہاتھ پر قائم ہوئے۔ تھوڑی دیر میں ایک بی بی تشریف لائیں وہ پیچھے کھڑی ہوئیں۔ پھر جوان نے رکوع فرمایا تو یہ دونوں رکوع میں گئے۔ پھر جوان نے سر مبارک اٹھایا تو ان دونوں نے اٹھایا۔ جوان سجدہ میں گئے تو یہ دونوں بھی گئے۔ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے حال پوچھا۔ کہا: یہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ لڑکے میرے بھتیجے علی اور بی بی خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد ہیں جوان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیوی ہیں۔ میرے یہ بھتیجے کہتے ہیں کہ آسمان وزمین کے مالک نے انہیں اس دین کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ ابھی یہ ہی دو مسلمان ہوئے ہیں۔

نماز میں صفتیں قائم کرنے کا طریقہ

☆ عن انس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه تعالىٰ عليه وسلم: اتموا الصف المقدم ثم الذي يليه فما كان من نقص فليكن في الصف المؤخر.

(ابوداؤد صفحہ ۹۸ جلد اوّل)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلی صف پوری کرو پھر اس سے متصل صف، پھر اگر باقی رہیں تو بعد کی صفیں قائم کی جائیں کہ اگر کمی رہے تو آخری صف میں ہو۔

☆ عن جابر بن سمرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: الا تصفون كما تصف الملائكة عند ربها، قالوا: يا رسول الله! كيف تصف الملائكة عند ربها؟ قال: يتمون الصف الاول ويتراصون في الصف. (مسلم شریف صفحہ ۱۸۱ جلد اول)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس طرح صفیں قائم کیوں نہیں کرتے جس طرح ملائکہ اپنے رب کے حضور

صف بندی کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ملائکہ کس طرح صفیں بناتے ہیں؟ فرمایا: پہلے پہلی صف مکمل کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

☆ عن انس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه قال: صليت انا ويتيم في بيتنا خلف النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وامي خلفنا ام سليم. (بخاری صفحہ ۱۰۱ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے میں نے اور ایک یتیم بچے نے جو ہمارے گھر میں رہتا تھا نماز پڑھی اور میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے اکیلی ایک صف میں تھیں۔

عورتوں کی صفیں پیچھے ہوں

عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه قال: اخروهن من حيث اخرهن الله. (المصنف لعبدالرزاق صفحہ ۱۴۹ جلد ۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کو پیچھے رکھو جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو مؤخر فرمایا۔

نماز میں صفیں سیدھی رکھو

☆ عن انس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: اقيموا صفوفكم وتراصوا، فاني اراكم من وراء ظهري. (بخاری صفحہ ۱۰۰ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی صفیں سیدھی کرو اور ایک دوسرے سے خوب مل کر کھڑے ہوا کرو کیونکہ بیشک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

☆ عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سووا صفوفكم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلوة (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو کیونکہ صفوں کا برابر کرنا بھی نماز کے قائم کرنے کا ایک جز ہے۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: اتموا الصفوف فانی اراكم خلف ظهری۔ (مسلم صفحہ۱۸۲ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صفیں مکمل کرو کہ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

صف کے درمیان میں جگہ نہ چھوڑو

☆ عن ابی امامة الباهلی رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: سدوا الخلل، فان الشیطان یدخل فیما بینكم بمنزلة الخذف۔ (مسند احمد صفحہ۲۶۲ جلد۵)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صف خالی نہ رکھو کیونکہ شیطان بھیڑ کے بچے کی وضع پر اس چھوٹی ہوئی جگہ میں داخل ہوتا ہے۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: راصوا الصفوف فان الشیطان یقوم فی الخلل۔ (مسند احمد ۱۵۴ جلد۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صفیں خوب گھنی رکھو جیسے رانگ سے درزیں بھر دیتے ہیں کیونکہ فاصلہ رہتا ہے تو اس میں شیطان کھڑا ہوتا ہے۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: راصو صفوفكم وقاربوا بینها وحاذوا بالاعناق، فوالذی نفسی بیده انی لاری الشیاطین تدخل من خلل

الصف كانها الحذف۔ (کنز العمال صفحہ۲۲۴ جلد۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی جگہ خوب گھنی اور پاس پاس کرو اور گردنیں ایک سیدھ میں رکھو کیونکہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک میں شیاطین کو خالی صف میں داخل ہوتے ہوئے ایسے دیکھتا ہوں گویا وہ بھیڑ کے بچے ہیں۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: اقیموا صفوفكم وتراصوا، فوالذی نفسی بیده، انی لاری الشیاطین بین صفوفكم كانها غنم عفر۔ (مسند احمد صفحہ۱۰۳ جلد۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی صفیں سیدھی رکھو اور ایک دوسرے سے خوب مل کر کھڑے ہوا کرو قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک میں شیطان کو صفوں کے درمیان دیکھتا ہوں گویا وہ بکریاں ہیں بھکسے رنگ کی۔

(بھیڑ بکری کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اکثر دیکھا ہے جہاں چند آدمی کھڑے دیکھتے ہیں اور دو شخصوں کے بیچ کچھ فاصلہ پایا وہ اس خالی جگہ میں داخل ہو کر ادھر سے ادھر نکلتے ہیں۔ یونہی جب شیاطین صف میں جگہ خالی پاتے ہیں دلوں میں وسوسہ ڈالنے کے لئے گھس آتے ہیں اور بھکسے رنگ کی تخصیص شاید اس لئے ہے کہ حجاز کی بکریاں اکثر اسی رنگ کی ہوتی ہیں۔ تو شیاطین اس وقت اسی شکل پر متشکل ہوتے تھے۔)

(فتاویٰ رضویہ ۳/۲۱۵)

☆ عن عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: اقیموا الصفوف فانما تصفون بصف الملائكة وحاذوا بین المناكب وسدوا الخلل ولینوا بایدی اخوانكم ولا تذروا فرجات للشیاطین، ومن وصل صفا وصله

الله ومن قطع صفا قطعه الله. (ابوداؤد صفحہ ۹۷ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صفیں درست کرو اور تمہیں ملائکہ کی صف بندی چاہئے اور اپنے کندھے سب ایک سیدھ میں رکھو اور صف کے رخنے بند کرو اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور صف میں شیاطین کیلئے کھڑکیاں نہ چھوڑو۔ اور جو صف کو ملائے اللہ اسے ملائے اور جو صف قطع کرے اللہ اسے قطع کرے۔

(مسلمانوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اگلی صف میں کچھ فاصلہ رہ گیا ہے اور نیتیں باندھ لیں۔ اب اگر کوئی مسلمان آیا وہ اس خالی جگہ میں کھڑا ہونا چاہتا ہے مقتدیوں پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرے تو انہیں حکم ہے دب جائیں اور جگہ دیدیں تاکہ صف بھر جائے) فتاویٰ رضویہ ۳/۳۱۶

اقبال کہتے ہیں

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اس حدیث پر شارح ابوداؤد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

(ومن وصل صفا بالحضور فيه سد الخلل منه وصله الله تعالى اى برحمته ومن قطع صفا اى بالغيبة او لعدم السد او بوضع شيء مانع قطعه الله تعالى اى من رحمته الشاملة وعنايته الكاملة)

عبارت کا خلاصہ یہی ہے کہ جو صف میں حاضر ہو کر فاصلہ بند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو ملا دیتا ہے اور جو صف سے دور رہ کر یا کسی بھی طرح صف میں گنجائش چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت عام اور عنایت کاملہ سے دور کر دیتا ہے۔

صفیں سیدھی نہ رکھنے پہ وعید

☆ وعنه رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى

الله تعالى عليه وسلم يقول: لتسون صفوفكم او ليخالفن الله بين وجوهكم. (مسلم صفحہ ۱۸۱ جلد اول)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ضرور یا تو تم اپنی صفیں سیدھی کرو یا اللہ تمہارے آپس میں اختلاف ڈال دے گا۔

عن النعمان بن بشير رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يسوى صفوفنا حتى كانما يسوى بها القداح حتى راى انا قد عقلنا عنه، ثم خرج يوما فقام حتى كاد يكبر فراى رجلا باديا صدره من الصف فقال: عباد الله! لتسون صفوفكم او ليخالفن الله بين وجوهكم. (ایضاً)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں سیدھی فرماتے گویا آپ صفوں کے ذریعے تیر کی لکڑی سیدھی فرما رہے ہیں یہاں تک کہ جب حضور علیہ السلام نے جان لیا کہ ہم یہ مسئلہ جان گئے۔ پھر ایک روز تشریف لائے اور کھڑے ہو کر تکبیر کہنا ہی چاہتے تھے کہ ایک صاحب کو دیکھا کہ ان کا سینہ سب سے آگے ہے تو فرمایا: اے اللہ کے بندو! ضرور تم اپنی صفیں سیدھی رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے آپس میں اختلاف ڈال دے گا۔

☆ عن عبدالله بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من نظر الى فرجة في صف فليسدها بنفسه فان لم يفعل فمر مار فليتخط على رقبته فانه لا حرمة له. (کنز العمال صفحہ ۲۲۳ جلد ۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی صف میں خلل دیکھے وہ خود اسے بند کر دے اور اگر اس نے نہ کیا

اور دوسرا آیا تو اسے چاہئے کہ وہ اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر اس خلل کی بندش کرے کیونکہ اس کے لئے کوئی حرمت نہیں۔

صفوں کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑنے کی فضیلت

عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : ان الله وملائكته يصلون على الذين يصلون الصفوف، ومن سد فرجة رفعه الله بها درجة.

(ابن ماجہ صفحہ ۷۰ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو صفوں کو وصل کرتے ہیں۔ اور جو صف کا فاصلہ بند کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے سبب جنت میں اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔

صفوف کی ترتیب باعتبار فضیلت

عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: خير صفوف الرجال اولها وشرها اخرها، وخير صفوف النساء اخرها وشرها اولها. (مسلم صفحہ ۱۸۲ جلد اول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مردوں کی سب سے بہتر اور زیادہ ثواب والی صف پہلی ہے اور کم ثواب والی آخری صف، اور عورتوں کی زیادہ ثواب والی آخری صف ہے اور کم تر ثواب والی پہلی صف۔

دیوار قبلہ اور مصلیٰ محراب کے درمیان زیادہ جگہ نہ رہے

عن سهل بن سعد رضي الله تعالى عنه قال: كان بين مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين الجدار ممر الشاة (بخاری صفحہ ۷۱ جلد اول)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مصلے اور دیوار قبلہ کے درمیان بکری گزرنے کی جگہ ہوتی۔

دیوار قبلہ اور نمازی کے درمیان بیکار جگہ نہ رہے

عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: لا يصلين احدكم بينه وبين القبلة فجوة. (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۶ جلد ۲)

بندہ نماز میں اللہ کے حضور ہوتا ہے

عن انس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ان احدكم اذا قام في صلوته فانه يناجي ربه، وان ربه بينه وبين القبلة. (مسلم صفحہ ۲۰۷ جلد اول)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے اور اس کے اور قبلہ کے درمیان اس کے رب کا جلوہ ہوتا ہے۔

سترہ کا بیان

☆ عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: ان النبي صلى الله تعالى عليه كان يركز له الحربة قدامه يوم الفطر والنحر ثم يصلي. (بخاری صفحہ ۱۳۳ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے چھوٹا نیزہ سترہ کے لئے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن گاڑا جاتا پھر نماز ادا فرماتے۔

☆ عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يغدوا الى المصلى والعنزة بين يديه تحمل وتنصب بالمصلى بين يديه فيصلي اليها. (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عید گاہ اس

طرح تشریف لے جاتے کہ نیزہ آپ کے آگے لیجایا جاتا اور اس کو عیدگاہ میں آپ کے سامنے نصب کیا جاتا پھر اس کی جانب نماز ادا فرماتے۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان یغدو الی المصلی فی یوم عید والعنزۃ تحمل بن یدیہ فاذا بلغ المصلی نصبت بین یدیہ فیصلی الیھا وذالک ان المصلی کان فضاء لیس فیہ شئی لیستر بہ۔

(ابن ماجہ صفحہ ۹۳ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ تشریف لے جاتے تو نیزہ بھی ساتھ ہوتا۔ جب عیدگاہ پہنچتے تو اس کو سامنے نصب کر دیا جاتا اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔ یہ اس لئے کرتے کہ عیدگاہ کھلے میدان میں تھی سامنے کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو سترہ بنتی۔

سترہ کہاں قائم کیا جائے؟

عن المقداد بن الاسود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: ما رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم صلی الی عود ولا عمود ولا شجرۃ الا جعلہ علی حاجبہ الایسر او الایمن ولا یصمد لہ صمدا۔

(ابوداؤد صفحہ ۱۰۰ جلد اول)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی لکڑی، ستون یا درخت کی طرف نماز پڑھی ہو مگر آپ نے ان چیزوں کو اپنی دائیں یا بائیں بھویں کے مقابل رکھا اور ان چیزوں میں سے کسی کا قصد وارادہ نہیں فرمایا۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: ان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان یعرض راحلتہ فیصلی الیھا۔

(بخاری صفحہ ۷۲ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی سواری کو سامنے بٹھا لیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے۔

بغیر سترہ نماز کا حکم

عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا صلی احدکم الی غیر سترۃ فانہ یقطع صلاتہ الکلب والحمار والخنزیر والیہودی والمجوسی والمراۃ۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۰۲ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی نے بغیر سترہ نماز ادا کی تو اس کی نماز کتے، گدھے، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت کے گزرنے سے قطع ہو سکتی ہے۔

نمازی کے سامنے سے گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے

☆ عن ابی جھیم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ لکان ان یقف اربعین خیرا لہ من ان یمر بین یدیہ۔

(بخاری صفحہ ۷۳ جلد اوّل)

حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو چالیس برس تک کھڑا رہنا، اس گزر جانے سے اس کے حق میں بہتر تھا۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: لو یعلم احدکم ما لہ فی ان یمر بین یدی اخیہ معترضا فی الصلوۃ کان لان یقوم مائۃ عام خیر لہ من الخطوۃ التی خطاھا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۶۸ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر جانتا جو قدم وہ چلا۔

عن عبدالحمید بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالٰی عنہ منقطعا قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لو یعلم المار بین یدی المصلی لاحب ان یکسر فخذہ ولا یمر بین یدیہ۔

(المصنف لابن ابی شیبہ صفحہ ۲۸۲ جلد اول)

حضرت عبدالحمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے منقطعا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا دانش رکھتا تو چاہتا اس کی ران ٹوٹ جائے مگر نمازی کے سامنے سے نہ گزرے۔

☆ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا صلی احدکم الی شیء یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ، فان ابی فلیقاتلہ فانما ہو شیطان۔ (مسلم ۱۹۵ جلد اول)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور کوئی سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے روکے، اگر نہ مانے تو اس سے قتال کرے کہ وہ شیطان ہے۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو روکنے کا طریقہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔

(بخاری صفحہ ۹۴ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرد

تسبیح کے ذریعہ اور عورتیں ہاتھ پر ہاتھ مار کر گزرنے والے کو باز رکھیں۔

عورتوں کو مسجد سے نہ روکو

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔

(بخاری صفحہ ۱۲۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالٰی کی باندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس حدیث کے تحت فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

بعض چیزوں میں یہ امر جہالت پر مبنی ہوگا کہ اس چیز سے استدلال کیا جائے جو صدر اول میں تھی۔ ایک زمانہ تھا کہ باعزت لوگوں کی عورتیں دن اور رات دونوں اوقات میں جماعت میں حاضر ہوتیں، مگر اب ائمہ کرام نے ان کے آنے کی ممانعت فرما دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے احکام زمانے کے اختلاف سے مختلف ہو جاتے ہیں۔ بلکہ امکنہ (جگہوں) کے اختلاف سے بھی مختلف ہوتے ہیں، جیسا کہ کتب ائمہ میں بہت سے فروع اس پر شاہد ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ۲/۳۲۰)

☆ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا استاذنت احدکم امراتہ الی المسجد فلا یمنعہا۔ (بخاری صفحہ ۱۲۰ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو تم اس کو منع نہ کرو۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ

ولکن لیخرجن وھن تفلات۔(ابوداؤد صفحہ ۸۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مساجد سے نہ روکو۔ کہ نکل بھاگنے والی عورتیں ضرور نکلیں گی۔

☆ عن ام المؤمنین حفصة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: کنا نمنع عواتقنا ان یخرجن فی العیدین، فقدمت امراۃ فنزلت قصر بنی خلف فحدثت عن اختھا وکان زوج اختھا غزا مع النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ثنتی عشرۃ غزوۃ وکانت اختی معہ فی ست، قالت: فکنا نداوی الکلمی ونقوم علی المرضی فسالت اختی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اعلی احدانا باس اذا لم یکن لھا جلباب ان لا تخرج، قال: لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا ولتشھد الخیر ودعوۃ المؤمنین، فلما قدمت، ام عطیۃ سالتھا اسمعت النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ؟ قالت: بابی، نعم، وکانت لا تذکرہ الا قالت بابی، سمعتہ یقول: تخرج اعوائق وذوات الخدور والحیض ولیشھدن الخیر ودعوۃ المؤمنین وتعتزل الحیض المصلی قالت: حفصۃ، فقلت الحیض، فقالت: الیست تشھد عرفۃ وکذا وکذا۔(بخاری صفحہ ۴۶ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم اپنی جوان عورتوں کو عیدین میں لے جانے سے منع کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت آئی اور قصر بنی خلف میں قیام کیا۔ اس نے اپنی بہن سے روایت بیان کی اس کے بہنوئی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت کی اور چھ غزوات میں میری بہن بھی ان کے ساتھ تھیں انہوں نے کہا کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتیں اور بیماروں کی تیمارداری کے فرائض انجام دیتیں۔

ایک بار میری بہن نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہم میں سے کسی کے پاس اگر برقع نہ ہو تو اسے نہ نکلنے میں کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا: سہیلی کو چاہئے کہ وہ اسے اپنا برقع اوڑھا دے اور اسے چاہئے کہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہو۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں: جب ام عطیہ آئیں تو میں نے ان سے پوچھا کیا یہ حدیث تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ وہ بولیں، ہاں۔ میرے باپ آپ پر قربان۔ اور ام عطیہ جب حضور کا تذکرہ کرتیں تو یہ ضرور کہتیں کہ میرے باپ آپ پر قربان۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ جوان پردہ نشین اور حائضہ عورتیں باہر نکلیں اور محافل خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ صرف حائضہ عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں۔ حضرت حفصہ فرماتی ہیں: حیض والی عورتیں بھی نکلیں۔ ام عطیہ نے کہا: کیا عرفات اور فلاں فلاں مقام میں نہیں آتیں۔

☆ عن ام عطیۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ان تخرجھن فی الفطر والاضحی العوائق والحیض وذوات الخدور، فاما الحیض یعتزلن الصلوٰۃ ولیشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین، قلت: یا رسول اللّٰہ! احدانا لا یکون لھا جلباب، قال: لتلبسھا اختھا من جلبابھا۔

(مسلم شریف صفحہ ۲۹۱ جلد اول)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن لے کر نکلیں۔ جوان حیض والی اور پردہ نشین کواری سب جائیں۔ البتہ حائضہ عورتیں نماز سے علیحدہ رہیں اور محافل خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بعض کے پاس چادر نہیں ہوتی۔ فرمایا: ساتھ والی اس کو اپنی چادر میں لے لے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرنا

عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: لو ادرك رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل.

(بخاری صفحہ ۱۲۰ جلد اول)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے ممانعت شروع فرمادی تھی۔ پہلے جوان عورتوں کو پھر بوڑھیوں کو بھی۔ پہلے دن میں پھر رات میں بھی، مغرب عشاء اور فجر میں فاسق لوگ کھانے اور سونے میں مشغول ہوتے تھے۔ باہر گھومنا پھرنا ان اوقات میں مروج نہیں تھا۔ اب جبکہ زمانہ میں فساد آ گیا۔ فحاشی عروج پر آ گئی تو حکم ممانعت عام ہو گیا۔

کیا اس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گاتے ناچتے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں اب صالحات ہیں؟ یا جب فاحشات زیادہ تھیں اب صالحات زائد ہیں؟ یا جب فیوض وبرکات نہ تھے اب ہیں؟ یا جب کم تھے اب زائد ہیں؟ حاشا! بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس ہے۔ اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں۔ جب اگر ایک فاحشہ تھی اب ہزار ہیں۔ اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

لا یاتی عام الا والذی بعدہ شر منہ

ہر آنے والا سال گزشتہ سے بدتر ہوگا۔

بلکہ عنایہ اکمل الدین بابرتی میں ہے۔

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرما دیا۔ وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں شکایت لے کر پہنچیں۔ فرمایا: اگر زمانہ اقدس میں

یہ حالت ہوتی تو حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی دعوت نہ دیتے۔

عینی جلد سوم میں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت سراپا شرم کی چیز ہے۔ سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے قریب اپنے گھر کی تہ میں ہوتی ہے اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن مسجد سے عورتوں کو کنکریاں مار کر نکالتے تھے۔ اسی طرح امام ابراہیم نخعی تابعی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما بھی جمعہ کے دن اپنی مستورات کو مسجد میں نہ جانے دیتے تھے۔ تو جب ان خیر کے زمانوں میں ان کے لئے یہ حکم تھا تو اب فساد کے دور میں مزید سخت ہونا چاہئے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ امام قاضی علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ عورتوں کا قبروں پر جانا جائز ہے یا ناجائز، فرمایا ایسی جگہ جواز یا عدم جواز نہیں پوچھتے یہ پوچھ کہ عورتوں پہ کتنی لعنتیں برستی ہیں۔ جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہیں تو اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہیں۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو ہر طرف سے شیطان ان کو گھیر لیتا ہے، جب قبر پر پہنچتی ہیں تو میت کی روح ان پر لعنت کرتی ہے اور جب واپس آتی ہیں تو اللہ کی لعنت میں ہوتی ہیں۔

حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی صالحہ، عابدہ، زاہدہ بیوی حضرت عاتکہ کو مسجد نبوی کی حاضری سے باز رکھا حالانکہ ان کو مسجد نبوی سے بڑا عشق تھا پہلے حضرت عمر کے نکاح میں تھیں اور نکاح میں شرط رکھی کہ مجھے مسجد سے نہ روکنا چونکہ اس زمانہ خیر میں یہ ممانعت قطعی جزمی نہ تھی جس وجہ سے بعض زیارات اور مسجد کی حاضریاں منقول ہیں۔

چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

نهينا عن اتباع الجنائز ولم يعزم علينا. (بخاری صفحہ ۱۷۰ جلد اول)

ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا لیکن اس میں شدت نہ برتی گئی۔

اس پر غنیۃ میں ہے کہ یہ اس وقت تھا جب مسجد کی حاضری ان کے لئے جائز تھی اب حرام اور قطعی ممنوع ہے۔

اس وجہ سے حضرت عمر نے حضرت عاتکہ کی شرط مان لی مگر پھر بھی چاہتے تھے کہ مسجد نہ جائیں یہ کہتیں آپ منع کر دیں میں نہیں جاؤں مگر آپ نے منع نہ فرمایا۔

اور جب ان کا نکاح حضرت زبیر سے ہوا تو آپ ان کو مسجد میں جانے سے منع کرتے مگر وہ نہ مانتیں ایک دن حضرت زبیر نے یہ تدبیر کی کہ عشاء کے بعد اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راستے میں کسی دروازے کی اوٹ میں چھپ گئے جب وہ آئیں اور دروازے سے آگے بڑھیں تو حضرت زبیر نے ان کے سر پر ہاتھ مارا اور خود چھپ گئے۔ حضرت عاتکہ نے کہا انا للّٰہ، فسد الناس۔ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں، لوگوں میں فساد آ گیا۔ یہ کہا اور واپس گھر آگئیں پھر ان کا جنازہ ہی نکلا۔ حضرت زبیر نے ان کو فرمایا! عورت کتنی ہی صالح کیوں نہ ہو اس کی طرف سے خطرہ نہیں لیکن فاسق مردوں کی طرف سے جو خطرہ ہے اس کا کیا علاج؟ (فتاوٰی رضویہ جمل النور)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

صلٰوۃ المراۃ فی بیتھا افضل من صلاتھا فی حجرھا وصلاتھا فی مخدعھا افضل من صلاتھا فی بیتھا۔ (ابوداؤد صفحہ ۸۴ جلد اول)

عورت کی نماز کمرے میں گھر کے صحن سے افضل ہے اور اگلی کوٹھڑی میں باہر کے کمرے سے افضل ہے۔

مساجد کا بیان

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ امر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ببناء المساجد فی الدور وان تنظف وتطیب۔

(ابوداؤد صفحہ ۶۶ جلد اول)

حضور علیہ السلام نے گھروں میں مساجد بنانے (نماز کے لئے جگہ مخصوص کرنے) کا حکم دیا اور انہیں پاک صاف رکھنے کا بھی۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

خیر البقاع المساجد وشر البقاع الاسواق۔ (المستدرک للحاکم صفحہ ۹۰ جلد اول)

سب سے بہترین جگہ مساجد ہیں اور سب سے بدترین مقامات بازار ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

من بنٰی للّٰہ مسجدا بنی اللّٰہ لہ بیتا فی الجنۃ وفی روایۃ من در ویاقوت۔ (ابن ماجہ صفحہ ۴۵ جلد اول)

جس نے اللہ کے لئے (دنیا میں) مسجد بنائی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے موتی اور یاقوت کا گھر بنائے گا۔

(مسجد کے فضائل تفصیلاً ہماری کتاب اٹھارہ تقریریں میں دیکھو)

مسجد کی زیب وزینت

☆ حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم دعانی بعد دخول الکعبۃ فقال انی کنت رایت قرنی الکبش حین دخلت البیت فنسیت ان امرک ان تخمرھما فخمرھما فانہ لا ینبغی ان یکون فی قبلۃ المسجد شیء یلھی المصلی۔ (مسند احمد صفحہ ۶۸ جلد ۴)

حضور علیہ السلام جب کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے تو مجھے بلا کر ارشاد فرمایا! ہم نے کعبہ میں (سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بننے والے) دنبے کے سینگ (کعبہ کی غربی دیوار میں لگے ہوئے) دیکھے تمہیں یہ بتانا یاد نہ رہا کہ ان کو ڈھانک دو لہٰذا اب ان کو ڈھانک دو کیونکہ نمازی کے سامنے کوئی ایسی چیز نہ چاہئے جس سے اس کا دل بٹے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

ما امرت بتشیید المساجد (ابوداؤد صفحہ ۶۵ جلد اول)

مجھے مسجد کو گچ کرنے (زینت دینے) کا حکم نہیں دیا گیا۔

علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے لتزخرفنھا کما زخرفت الیھود والنصاری۔ مساجد کو اس طرح زینت دی جائے گی جیسے یہود ونصاری (اپنے

معبدوں کو)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں چونکہ سلف صالحین کے قلوب تعظیم شعائر اللہ سے مملو تھے اس لئے انہوں مساجد کی ظاہری زینت کو ناپسند فرمایا مگر تبدل زمانہ سے علماء نے اس کی اجازت فرمائی کیونکہ اب ظاہری تعظیم مورث عظمت فی العیون اور وقعت فی القلوب ہے فکان کحلیۃ المصحف فیہ من تعظیم۔ لہٰذا یہ ایسے ہی ہے جیسے تعظیم کے لئے قرآن پاک کو سونے کے ساتھ لکھا جائے۔ اب بھی بہتر یہی ہے کہ دیوار قبلہ اور محراب کو بالخصوص بلکہ دیوار یمین و یسار بھی اس زینت (ملھیات) سے خالی رہے تا کہ دل ادھر مشغول نہ ہوں ہاں گنبد، مینار، چھت اور دیواروں کی وہ سطح جو نمازیوں کے پس پشت رہے ان میں زینت کرنے میں مضائقہ نہیں اگر چہ سونے کے پانی کے ساتھ بشرطیکہ حلال مال سے ہو اور اپنا مال ہو نہ کہ مسجد کا یا واقف نے اجازت دی ہو یا مسجد کا مال فاضل بچا ہوا ہے اگر خرچ نہ کیا جائے تو خورد برد ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ صفحہ ٦٠٠ جلد ٣ خلاصۃً)

گمشدہ شئی کو مسجد میں ڈھونڈنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

من سمع رجلا ینشد ضالۃ فی المسجد فلیقل لاردھا اللہ علیک فان المساجد لم تبن لھذا۔ (مسلم صفحہ ٢١٠ جلد اول)

جو شخص گمشدہ چیز کو مسجد میں تلاش کرے اس کو کہہ دے کہ خدا تیری چیز واپس نہ دلائے کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئیں۔

مسجد میں خرید وفروخت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

اذا رایتم من یبتاع فی المسجد فقولوا لا اربح اللہ تجارتک۔

(ترمذی صفحہ ١٥٨ جلد اول)

جب تم کسی شخص کو مسجد میں خرید وفروخت کرتا دیکھو تو کہو اللہ تیری تجارت

میں نفع نہ دے۔

بودار چیز کھا کر مسجد میں آنا

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

من اکل من ھذہ الشجرۃ الخبیثۃ شیئاً فلا یقربنا فی المسجد۔

(مسلم صفحہ ٢٠٩ جلد اول)

جس نے اس گندے درخت (کچا پیاز یا کچا لہسن) سے کھایا تو وہ ہمارے پاس مسجد میں نہ آئے۔

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

من اکل البصل والثوم والکراث فلا یقربن مسجدنا فان الملائکۃ وفی روایۃ تتاذی مما یتاذی منہ بنو آدم۔ (مسلم صفحہ ٢٠٩ جلد اول)

جس نے کچا پیاز، لہسن یا گندنا کھایا وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ فرشتے بھی اس سے ایذاء پاتے ہیں جس سے بنی آدم۔

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

لا یمر فیہ بلحم نیء (ابن ماجہ صفحہ ٥٥ جلد اول)

مسجد میں سے کچا گوشت لے کر کوئی نہ گزرے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے "مسجد کو بو سے بچانا واجب ہے۔ لہٰذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے۔ مسجد میں دیا سلائی جلانا حرام ہے۔ مسجد میں کچا گوشت لے کر جانا جائز نہیں۔ حالانکہ کچے گوشت کی بو بہت خفیف ہوتی ہے۔ (صفحہ ٣٨١ جلد ٦)

مسجد میں دنیا کی بات کرنا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

سیکون فی اخر الزمان قوم یکون حدیثھم فی مساجدھم لیس للہ فیھم حاجۃ۔ (الصحیح لابن حبان صفحہ ٣١١)

آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے اللہ

Scanned with CamScanner

تعالیٰ کو ان لوگوں سے کوئی کام نہیں۔

فتح القدسیہ میں ہے۔

الکلام المباح فیہ مکروہ یاکل الحسنات۔

مسجد میں جائز باتیں کرنا بھی مکروہ ہے اور ایسی باتیں نیکیوں کو کھا جاتی ہیں۔

اشباہ میں ہے کما تاکل النار الحطب۔ جس طرح آگ لکڑیوں کو۔

مدارک میں ہے الحدیث فی المسجد یاکل الحسنات کما تاکل البھیمۃ الحشیش۔ جیسے چوپایہ گھاس کو کھا جاتا ہے۔

غمز العیون میں خزانۃ الفقہ سے ہے۔

من تکلم فی المساجد بکلام الدنیا احبط اللّٰہ عنہ عمل اربعین سنۃ۔

جو مسجد میں دنیوی کلام کرے گا اللہ اس کی چالیس سال کی نیکیاں ضائع کردے گا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ مروی ہے ایک مسجد اپنے رب کے حضور شکایت کرنے چلی کہ لوگ مجھ میں آکر دنیوی باتیں کرتے ہیں ملائکہ راستے میں آتے ہوئے ملے اور بولے ہم ان کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

روایت ہے کہ جو لوگ غیبت کرتے ہیں (جو سخت حرام اور زنا سے بھی اشد ہے) اور جو لوگ مسجد میں دنیوی باتیں کرتے ہیں ان کے منہ سے گندی بو نکلتی ہے جس سے اللہ کے فرشتے اللہ کی بارگاہ میں شکایت کناں ہوتے ہیں۔ (خود اندازہ کرلو کہ پھر حرام و ناجائز کاموں اور باتوں کا مسجد میں کرنا کس قدر گناہ کی بات ہوگی) فتاویٰ رضویہ صفحہ ۴۰۳ جلد ۶

مسجد میں ناسمجھ بچوں کو نہ لاؤ

عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: ان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال: جنبوا مساجد کم صبیانکم ومجانینکم وشرائکم وبیعکم وخصوماتکم ورفع اصواتکم۔

(ابن ماجہ صفحہ ۵۵ جلد اول)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا: اپنی مسجدوں کو بچاؤ اپنے ناسمجھ بچوں اور مجنونوں کے جانے اور خرید وفروخت اور جھگڑوں اور آواز بلند کرنے سے۔

مساجد کو پاک وصاف رکھو

☆ عن انس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ان ھذہ المساجد لا تصلح لشیء من القذر والبول والخلاء وانما ھی لقراۃ القران وذکر اللّٰہ والصلوٰۃ۔ (مسند احمد صفحہ ۱۹۱ جلد ۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک ان مسجدوں میں گندگی پیشاب اور پاخانہ جیسی کوئی چیز جائز نہیں۔ یہ مسجدیں تو تلاوت قرآن، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تمام نماز کے لئے ہیں۔

مسجد میں بلند آواز سے نہ بولو

عن عبید اللّٰہ بن حفص رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: من اجاب داعی اللّٰہ واحسن عمارۃ مساجد اللّٰہ کانت تحفتہ بذلك من اللّٰہ الجنۃ' قیل: یا رسول اللّٰہ! ما احسن عمارۃ مساجد اللّٰہ' قال: لا یرفع فیھا صوت ولا یتکلم فیھا بالرفث۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۶۷۱)

حضرت عبید اللہ بن حفص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ عزوجل کے داعی کی آواز پر لبیک کہا اور اللہ تعالیٰ کی مسجدیں اچھے طور پر تعمیر کیں تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ کے یہاں جنت ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! مسجدوں کی اچھی طرح تعمیر کیا ہے؟ فرمایا: اس میں آواز بلند نہ کرنا اور بیہودہ بات زبان سے نہ نکالنا۔

☆ عن سعید بن ابراھیم عن ابیہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما قال:

Scanned with CamScanner

سمع عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالٰی عنه صوت رجل فی المسجد فقال: اتدری این انت؟ اتدری این انت؟ کره الصوت. (کنزالعمال صفحہ ۳۱۶ جلد ۸)

حضرت سعید بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی بلند آواز مسجد میں سنی تو ارشاد فرمایا: تو جانتا ہے کہ کہاں ہے؟ تو جانتا ہے کہ کہاں ہے؟ یعنی بلند آواز کو مسجد میں ناپسند فرمایا۔

مسجد کا پڑوسی مسجد میں نماز پڑھے

عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: لا صلوٰة لجار المسجد الا فی المسجد.
(السنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ ۱۱۱ جلد ۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد ہی میں قبول ہوتی ہے۔

اذان کے بعد مسجد سے نہ جائے

☆ عن امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: من ادرك الاذان فی المسجد ثم خرج لا یخرج لحاجة اوهو لا یرید الرجعة فهو منافق. (ابن ماجہ صفحہ ۵۳ جلد اول)

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو مسجد ہی میں اذان ہوگئی اور وہ بغیر ضرورت مسجد سے نکلا یا مسجد آنے کا ارادہ نہیں تو وہ منافق ہے۔

☆ عن ابی الشعثاء رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: خرج رجل من المسجد بعد ما اذن فیه بالعصر فقال ابوهریرة رضی اللّٰه تعالٰی:

اما هذا فقد عصی ابا القاسم صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم.
(ترمذی صفحہ ۲۸ جلد اول)

حضرت ابوالشعثاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی سے اس وقت نکلا جب عصر کی اذان ہوچکی تھی، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے حضور ابوالقاسم سید عالم ﷺ کی نافرمانی کی۔

☆ عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: امرنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلوٰة فلا یخرج احدکم حتی یصلی. (مسند احمد صفحہ ۵۳۷ جلد ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب تم مسجد میں ہو اور اذان ہوچکی ہو تو اس وقت تک تم میں سے کوئی مسجد سے نہ نکلے جب تک نماز نہ پڑھ لے۔

بلا عذر گھر میں فرائض پڑھنا گناہ ہے

☆ عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی هذا المتخلف فی بیته لترکتم سنة نبیکم ولو ترکتم سنة نبیکم لضللتم. (کنزالعمال)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تم لوگ گھر میں نماز پڑھتے جیسے یہ ناخلف اپنے گھر میں پڑھ رہا ہے تو تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کے تارک ہوتے اور اگر تم سنت موکدہ کے ترک کو اپنا شعار بنا لیتے تو گمراہ ہو جاتے۔

☆ عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: حافظوا علی هولاء الصلوات الخمس حیث ینادی بهن فانهن من سنن الهدی وان اللّٰه عزوجل شرع لنبیه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم سنن الهدی ولقد رأیتنا وما یتخلف عنها الا منافق بین النفاق، ولقد

رأيتنا وان الرجل يهادى بين الرجلين حتى يقام فى الصف، وما منكم من احد الا وله مسجد فى بيته، ولو صليتم فى بيوتكم وتركتم مساجدكم تركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لكفرتم۔ (ابوداؤد صفحہ ۸۲ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: جب اذان ہو تو تم ان پانچ نمازوں کی حفاظت کرو کہ یہ نمازیں ہدایت کی راہیں ہیں، بیشک اللہ عزوجل نے اپنے محبوب نبی حضور سید عالم ﷺ کے لئے یہ راہیں متعین فرمائیں۔ ہم تو یہ جانتے تھے کہ ان نمازوں سے غفلت کھلا منافق ہی کرے گا۔ کیونکہ ایک وقت وہ تھا جو ہم نے اپنی نگاہوں سے دیکھا کہ بعض لوگوں کو دوسروں کے سہارے نماز کے لئے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کیا جاتا۔ اور آج تم نے عام طور سے اپنے گھروں کو مسجد بنا لیا ہے۔ سنو! اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کے تارک ہو گے اور اگر ایسا ہوا تو تم بڑے ناشکرے کہلاؤ گے۔

اندھیری رات میں مسجد جانا عظیم ثواب کا باعث ہے

عن بريدة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: بشر المشائين فى الظلم الى المساجد بالنور التام يوم القيامة۔ (ابن ماجہ صفحہ ۵۷ جلد اول)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تاریکیوں میں مسجدوں تک کثرت سے پیادہ جانے والوں کو روز قیامت نور کامل کی بشارت دے دو۔

مسجد میں نماز باعث اجر ہے

عن عبدالله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه قال: ان من سنن الهدى الصلوة فى المسجد الذى يوذن فيه۔ (مسلم صفحہ ۲۳۲ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: حضور سید

عالم ﷺ کی سنت ہے کہ اس مسجد میں نماز پڑھی جائے جس میں اذان دی گئی۔

مساجد جنت کی کیاریاں ہیں

عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا، فقلت: يا رسول الله! وما رياض الجنة؟ قال: المساجد، قلت: وما الرتع؟ يا رسول الله! قال: سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر۔ (ترمذی ۱۸۹ جلد ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم جنت کی کیاریوں پر گزرو تو ان میں چرو یعنی ان کا میوہ کھاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا مسجدیں، ابوہریرہ نے پھر عرض کیا: وہ چرنا کیا ہے؟ فرمایا: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، کہا کرو۔

مسجدیں ذکر خدا اور نماز کیلئے بنی ہیں

☆ عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: انما بنى للذكر الله والصلوة۔ (کنز العمال صفحہ ۶۶۲ جلد ۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجد فقط اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کیلئے بنائی گئی ہے۔

☆ عن ابى ضمرة رضى الله تعالىٰ عنه عن ابى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه قال: انما بنيت للذكر۔ (الزہد لاحمد بن حنبل صفحہ ۱۳۱)

حضرت ابوضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسجدیں ذکر الٰہی کے لئے بنائی گئی ہیں۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: کل کلام فی المسجد لغو الا القران وذکر اللہ تعالٰی ومسالۃ عن خیر او اعطاء ہ۔ (کنزالعمال صفحہ ۶۷ جلد ۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجد میں ہر طرح کی گفتگو فضول ہے مگر قرآن کی تلاوت، اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اچھی بات پوچھنا یا اس کا جواب دینا۔

گفتگو فنائے مسجد میں کرو

عن سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ بنی الی جانب المسجد رحبۃ فسماہ البطیحاء فکان یقول: من راد ان یلغط او ینشد شعرا اوصوتا فلیخرج الی ھذہ الرحبۃ۔ (الموطا لمالک صفحہ ۶۲)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے کنارے ایک کشادہ جگہ بنائی اور اس کا نام بطیحا رکھا۔ پھر فرماتے جو بات کرنے کا ارادہ کرے یا شعر کہنا چاہئے۔ یا بلند آواز سے بولنا چاہے اس کشادہ جگہ (فنائے مسجد) میں آئے۔

جہاں نماز پڑھی جائے وہ جگہ گواہ ہو جاتی ہے

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی عیہ وسلم: مامن صباح ولا رواح الا وبقاع الارض ینادی بعضھا بعضا، یاجارۃ! ھل مربک الیوم عبد صالح صلی علیک او ذکر اللہ؟ فان قالت: نعم، رأت ان لھا بذلک فضلا۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۶ جلد ۲)

تمام روئے زمین مسجد بنادی گئی

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اعطیت خمسا لم یعطھن احد من

الانبیاء قبلی، نصرت بالرعب مسیرۃ شھر، وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا، وایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوٰۃ فلیصل، واحلت لی الغنائم، وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس کافۃ، واعطیت الشفاعۃ۔ (بخاری صفحہ ۶۲ جلد اول)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں۔ (۱) میری مدد اس طرح فرمائی گئی کہ ایک ماہ کی مسافت سے کفار کے قلوب میں میرا اور میرے لشکر کا رعب ڈال دیا گیا (۲) میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک بنادی گئی۔ لہٰذا میرا امتی جس جگہ نماز کا وقت پائے اسی جگہ نماز پڑھ لے۔ (یعنی نماز ہر اس جگہ ہوسکتی ہے جہاں کوئی ممانعت شرعی نہ ہو۔ اگرچہ کسی کا مکان یا افتادہ زمین ہو) (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا (۴) دوسرے انبیاء کرام کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن مجھے تمام انسانوں کا رسول بنا کر بھیجا گیا (۵) منصب شفاعت سے مجھے سرفراز کیا گیا۔

معذور کو گھر میں نماز کی اجازت ہے

عن محمود بن الربیع الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ ان عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! انی قد انکرت بصری وانا اصلی لقومی، واذا کانت الامطار سال الوادی الذی بینی وبینھم ولم استطع ان اتی مسجد ھم فاصلی لھم وودت انک یا رسول اللہ تاتی فتصلی فی مصلی اتخذہ مصلی، قال: فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: سافعل ان شاء اللہ تعالٰی، قال عتبان: فغدا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابوبکر الصدیق حین ارتفع النھار فاستاذن رسول اللہ صلی

اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم فاذنت له فلم يجلس حتی دخل البيت ثم قال: اين تحب ان اصلی من بيتك قال: فاشرت الی ناحية من البيت فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم فكبر فقمنا ورائه فصلی ركعتين ثم سلم. (مسلم صفحہ۲۳۳ جلد اول)

حضرت محمود بن ربیع الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک بدری رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میری نگاہ کمزور ہو گئی ہے۔ میں اب تک اپنی قوم کو نماز پڑھاتا رہا۔ اب جب بارش ہوتی ہے اور وہ نالہ بہہ نکلتا ہے جو میرے اور ان کے درمیان ہیں تو میں ان کی مسجد نہیں پہنچ سکتا کہ ان کو نماز پڑھاؤں۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ حضور ایک دن میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئیں اور ایک جگہ نماز ادا فرما کر میرے لئے اس مقام کو مبارک ومقدس بنا دیں۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم عنقریب تمہاری یہ خواہش پوری کر دیں گے۔ حضرت عتبان کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام دوسرے ہی دن چاشت کے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر تشریف لے آئے باہر تشریف فرما ہو کر اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دی تو اندر تشریف لائے لیکن بیٹھے نہیں بلکہ فرمایا: تم کس جگہ نماز پڑھوانا چاہتے ہو۔ میں نے گھر کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور علیہ السلام نے اس جگہ کھڑے ہو کر تکبیر کہی۔ ہم حضور کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا۔

مسجد میں نمازی پر شیطان حملہ کرتا ہے

عن ابی هريرة رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: ان احدكم اذا كان فی المسجد جاء الشيطان فأبس به كما يبس الرجل بدابته، فان اسكن له زنقه او الجمه، قال: ابوهريرة رضی اللّٰہ تعالٰی عنه: وانتم ترون ذلك،

اما الموثوق فتراه مائلا كذا لا يذكر اللّٰہ، واما الملجم ففاتح فاه لا يذكر اللّٰہ عزوجل. (مسند احمد صفحہ۳۳۰ جلد۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہوتا ہے تو شیطان آ کر اس کے بدن پر ہاتھ پھیرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے گھوڑے کو رام کرنے کیلئے اس پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ پس اگر وہ شخص ٹھہرا رہا (یعنی اس کے وسوسہ سے فوراً الگ نہ ہو گیا) تو اسے باندھ لیتا یا لگام دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کر کے فرمایا: حدیث کی تصدیق تم آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ وہ جو بندھا ہوا ہے اسے تم دیکھو گے کہ یوں جھکا ہو گا کہ ذکر الٰہی نہیں کر رہا ہے۔ اور وہ جو لگام دیا ہوا ہے وہ منہ کھولے ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا۔

مسجدیں بغیر منارہ بناؤ

عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: ابنوا مساجد كم جما وابنوا مدائنكم مشرفة. (جامع صغیر صفحہ۱۰ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی مسجدیں منڈی بناؤ اور اپنے شہر کنگرہ دار۔

اس پر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں مساجد کیلئے برج وکنگرے اور اس طرح کے منارے جن کو لوگ مینار کہتے ہیں ہرگز نہ تھے۔ بلکہ زمانہ اقدس میں پکے ستون نہ پکی چھت نہ پکا فرش نہ گچکاری۔ یہ اصلا نہ تھے۔ مگر تغیر زمانہ سے جب کہ قلوب عوام تعظیم باطن پر تنبیہ کیلئے ظاہر کے محتاج ہو گئے اس قسم کے امور علماء وعامۂ مسلمین نے مستحسن رکھے۔ اسی قبیل سے ہے قرآن عظیم پر سونا چڑھانا کہ صدر اول میں نہ تھا۔ اور اب بہ نیت تعظیم واحترام قرآن عظیم مستحب ہے۔ یونہی مسجد میں گچکاری اور سونے کا کام۔ ومارآہ المومنون حسنا

فھو عند اللہ حسن۔ اور ان میں ایک منفعت یہ بھی ہے کہ مسافر یا ناواقف منارے کنگرے دور سے دیکھ کر پہچان لے گا کہ یہاں مسجد ہے تو اس میں مسلمانوں کو ارشاد و ہدایت اور امر دین میں ان کی امداد و اعانت ہے اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

تعاونوا علی البر والتقوی۔

تیسری منفعت جلیلہ یہ ہے کہ یہاں (غیر منقسم ہند میں) کفار کی کثرت ہے۔ اگر مسجدیں سادہ گھروں کی طرح ہوں تو ممکن ہے کہ ہمسایہ کے ہنود بعض مساجد پر گھر اور مملوک ہونے کا دعویٰ کر دیں اور جھوٹی گواہیوں سے جیت لیں بخلاف اس صورت کے کہ یہ ہیات خود بتائیں گی کہ یہ مسجد ہے تو اس میں مسجد کی حفاظت اور اعداء سے اس کی صیانت ہے۔ وباللہ التوفیق، وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

(فتاویٰ رضویہ ۳۹۶/۶)

مسجد میں چراغ جلانا مستحسن ہے

عن اسمعیل بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: مر علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم علی المساجد فی رمضان وفیھا القنادیل فقال: نور اللہ علی عمر قبرہ کما نور علینا مساجدنا۔ (کنز العمال صفحہ ۷۶۹، ۲۰۷)

حضرت اسماعیل بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ماہ رمضان المبارک میں مسجدوں کے پاس سے گزرے تو ان میں چراغ روشن تھے۔ یہ دیکھ کر آپ نے یہ دعائیہ کلمات کہے۔ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر کو اسی طرح روشن فرمادے جس طرح انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا۔

قبروں پر مسجد نہ بنائی جائے

عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لعنۃ اللہ علی الیھود

والنصاری اتخذو قبور انبیائھم مساجد (بخاری صفحہ ۴۹۱ جلد اول)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

قبر کی طرف سجدہ جائز نہیں

☆ عن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا علیھا۔ (مسلم صفحہ ۳۱۲ جلد اول، جامع الاحادیث صفحہ ۵۲۵ جلد ۲)

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قبروں کی طرف نہ نماز پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔

☆ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا تصلوا الی قبر ولا تصلوا علی قبر۔ (کنز العمال صفحہ ۳۴۳ جلد ۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ قبر کی طرف نماز پڑھو اور نہ قبر پر نماز پڑھو۔ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الصلوۃ علی القبور۔ (المصنف لابن ابی شیبہ صفحہ ۲۴۰ جلد ۱۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی طرف نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ مناوی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

☆ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الا لا یصلین احد الی

احد ولا الی قبر۔ (العلل المتناھیہ لابن جوزی صفحہ ۴۳۴ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار ہرگز نہ کوئی کسی آدمی کی طرف نماز میں منہ کرے نہ کسی قبر کی طرف۔

☆ عن انس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: رانی عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وانا اصل الی قبر فقال: القبر امامك فنھانی وفی روایة للو کیع قال لی: القبر لا تصل الیہ، وفی روایة الفضل فناداہ عمر، القبر القبر فتقدم وصلی وجاوز القبر۔ (کنز العمال صفحہ ۱۹۳ جلد ۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قبر کی طرف نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: تمہارے سامنے قبر ہے۔ قبر سے بچو۔ قبر سے بچو۔ اس کی طرف نماز نہ پڑھو۔ پس یہ نماز ہی میں قدم بڑھا کر قبر کے آگے ہو گئے۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا قالت: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ: لعن اللّٰہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد، قالت: ولو لا ذلك لا برز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجدا، وفی روایہ اولئك شرار الخلق عند اللّٰہ عزوجل یوم القیامة۔

(مسند احمد صفحہ ۲۱۸ جلد اول)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات اقدس کے مرض میں فرمایا: یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کرام کی قبروں کو محل سجدہ بنا لیا۔ اور فرمایا: ایسا کرنے والے اللہ عزوجل کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا: یہ نہ ہوتا تو مزار اطہر کھول دیا جاتا مگر اندیشہ ہوا کہ کہیں سجدہ نہ ہونے لگے۔ لہٰذا

احاطہ میں مخفی رکھا گیا۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة وعبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما قال: لما نزلت برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم طفق یطرح خمیصة لہ علی وجھہ فاذا اغتم کشفھا عن وجھہ فقال: وھو کذلك یقول: لعنة اللّٰہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد، یحذر مثل ما صنعوا۔

(بخاری صفحہ ۶۳۹ جلد ۲)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ وعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نزع روح اقدس کے وقت رسول اللہ ﷺ چادر روئے انور پر ڈال لیتے جب ناگوار ہوتی تو منہ کھول دیتے، اسی حالت میں فرمایا: یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مساجد کر لیں۔ ڈراتے تھے کہ ہمارے مزار پر انور کے ساتھ ایسا نہ ہو۔

☆ عن امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللّٰہ تعالٰی وجھہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ: ائذن للناس علی فاذنت للناس علیہ فقال: لعن اللّٰہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مسجدا ثم اغمی علیہ فلما افاق قال: یا علی ائذن للناس فاذنت لھم فقال: لعن اللّٰہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مسجدا ثلثا فی مرض موتہ۔ (مسند احمد صفحہ ۲۴۲ جلد ۲)

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات انور کے مرض میں مجھ سے فرمایا: لوگوں کو ہمارے حضور حاضر ہونے کا اذن دو، میں نے اذن دیا۔ جب لوگ حاضر ہوئے فرمایا: اللہ کی لعنت ہے اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ ٹھہرا لیں۔ پھر حضور علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی جب افاقہ ہوا فرمایا: اے علی! لوگوں کو اذن دو، میں

نے اذن دیا، فرمایا: اللہ کی لعنت ہے اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ کرلیں۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: دعا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اللّٰہم! لا تجعل قبری وثنا، لعن اللّٰہ قوما اتخذوا قبور انبیائہم مساجد (مسند احمد صفحہ ۳۴۶ جلد ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ الٰہی میرے مزار کریم کو بت نہ ہونے دینا۔ اللہ کی لعنت ان پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مسجدیں کرلیں۔

مجمع بحارالانوار میں ہے۔

کانوا یجعلونہا قبلۃ یسجدون الیہا فی الصلوٰۃ کالوثن۔

مزارات انبیاء کو قبلہ ٹھہرا کر نماز میں ان کی طرف سجدہ کرتے تھے جیسے بت۔

تیسیر نیز سراج منیر شروح جامع صغیر میں ہے۔

اتخذوہا جہۃ قبلتہم۔

مراد حدیث یہ ہے کہ انہوں نے مزارات کو سمت سجدہ بنالیا۔

زواجر امام ابن حجر مکی میں ہے۔

اتخاذ القبور مسجدا معناہ الصلوٰۃ علیہ او الیہ۔

قبروں کو مسجد بنانے کا معنی یہ ہے کہ ان پر یا ان کی طرف نماز پڑھی جائے۔

(ثابت ہوا کہ قبر کی طرف اور قبر کو سجدہ دونوں حرام ہیں۔ پہلا مفہوم ارجح ہے کہ یہود سے عبادت غیر خدا معروف نہیں اس لئے علماء نے فرمایا کہ یہودیت سے نصرانیت بدتر ہے کیونکہ نصاریٰ کا اختلاف توحید میں ہے اور یہود کا رسالت میں۔

چنانچہ درمختار اور ردالمحتار میں ہے:

النصرانی شر من الیہودی فی دارین لان نزاع النصاری فی الالٰہیات ونزاع الیہود فی النبوات۔ (فتاویٰ رضویہ ۹/۲۲۳)

ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اولئك قوم اذا مات فیہم العبد الصالح بنو علی قبرہ مسجدا وصوروا فیہا تلك الصور اولئك شرار الخلق عند اللّٰہ۔

(بخاری صفحہ ۶۲ جلد اول)

(نصاریٰ) وہ قوم ہے کہ جب ان میں سے کوئی نیک بندہ فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں تصویریں بناتے یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین مخلوق ہیں۔

کتابی ذمی کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

لایدخل مسجدنا ہذا بعد عامنا ہذا مشرك الا اہل العہد وخدمہم۔ (مسند احمد صفحہ ۳۸۷ جلد ۳)

ہماری اس مسجد میں اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ آئے مگر ذمی اور ان کے غلام۔

☆ انہی سے ہے کہ آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

لایدخل مسجدنا ہذا مشرك بعدعامنا ہذا غیر اہل الکتاب وخدمہم۔ (مسند احمد صفحہ ۳۹۶ جلد ۳)

مسجد اقصیٰ میں نماز کی فضیلت

عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: لما فرغ سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام من بناء بیت المقدس سال اللّٰہ عزوجل ثلاثا ان یؤتیہ حکما یصادف حکمہ وملکہ لا ینبغی لاحد من بعدہ وانہ لایاتی ہذا المسجد احد لا یرید الا الصلوٰۃ فیہ الا خرج من ذنوبہ کیوم

ولدته امه، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: اما اثنین فقد اعطیهما وارجو ان یکون قد اعطی الثالثة۔(ابن ماجہ صفحہ ۱۰۲ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں۔ پہلی یہ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی ایسی قوت عطا ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو۔ دوسری یہ کہ ایسی حکومت جو بعد میں کسی کو نہ ملے۔ تیسری یہ کہ اس مسجد بیت المقدس میں فقط نماز کا ارادہ کر کے آئے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو کر جائے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لیکن دو چیزیں تو عطا فرما دی گئیں اور مجھے کامل امید ہے کہ تیسری بھی عطا فرما دی گئی۔

بغیر طہارت نماز غیر مقبول ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

لا یقبل اللّٰه صلوٰة احدکم اذا احدث حتی یتوضأ۔

(بخاری صفحہ ۲۵ جلد اول)

اللہ تعالیٰ کسی کی نماز بھی بغیر وضو کے قبول نہیں فرماتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

لا تقبل الصلوٰة بغیر الطهور ولا صدقة من غلول۔(مسلم صفحہ ۱۱۹ جلد اول)

بغیر طہارت نماز غیر مقبول ہے اور خیانت کے مال سے صدقہ قبول نہیں۔

پانی کے احکام

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

ان الماء طهور لا ینجسه الا ما غلب علی ریحه وطعمه ولونه۔

(ترمذی صفحہ ۱۰ جلد اول)

بے شک پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی مگر سوائے اس کے کہ جو

پانی کی بو، ذائقہ اور رنگ پہ غالب آ جائے۔

حضرت ثوبان اور حضرت راشد بن سعد سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

(دار قطنی صفحہ ۲۸ جلد اول، شرح معانی الآثار للطحاوی صفحہ ۱۸ جلد اول)

بڑے حوض کا پانی

☆ حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ ایک حوض کے پاس سے گزرے جبکہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے انہوں نے حوض والوں سے پوچھا: هل ترد حوضك سباع؟۔ کیا تیرے حوض سے درندے بھی پانی پیتے ہیں؟ حضرت عمر نے فرمایا یا صاحب الحوض لا تخبرنا فانا نرد علی السباع وترد علینا۔ اے حوض والے ہمیں یہ بات نہ بتانا (کہ درندے آتے ہیں یا نہیں) کبھی ہم ان کے بعد آکر پیتے ہیں اور کبھی وہ ہمارے بعد وارد ہو جاتے ہیں۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۸)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام ایک سفر میں تشریف لے گئے۔ رات کو بھی سفر جاری رہا، ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے حوض پہ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت عمر نے اس سے فرمایا اے حوض والے! یہ تو بتا کہ تیرے حوض میں پرندے بھی منہ ڈالتے ہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یا صاحب المقراة لا تخبره هذا مکلف لها ما حملت فی بطونها ولنا ما بقی شراب وطهور۔ اے حوض والے! نہ بتانا کیونکہ اس سے پریشانی ہو گی۔ وہ جو اپنے پیٹوں میں بھر کر لے گئے وہ انہی کا حصہ تھا اور ہمارا حصہ باقی بچ گیا ہے تاکہ ہم پئیں اور طہارت حاصل کریں۔

(دار قطنی صفحہ ۲۶ جلد اول)

دھوپ میں گرم ہونے والا پانی

☆ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا تغتسلوا بماء الشمس فانه یورث البرص۔(دار قطنی صفحہ ۳۹ جلد اول)

دھوپ میں گرم ہونے والے پانی سے غسل نہ کرو کہ اس سے برص کی بیماری

پیدا ہوسکتی ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے لئے دھوپ میں پانی گرم کیا تو آپ نے فرمایا: یا حمیراء فانه یورث البرص ۔ اے حمیراء! آئندہ ایسا نہ کرنا کیونکہ اس سے برص پیدا ہوسکتا ہے۔

عورت اور مرد کے بچے ہوئے پانی کا استعمال

☆ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان تغتسل المراة بفضل الرجل او يغتسل بفضل المراة۔ (مشکوۃ صفحہ ۵۰ جلد اول)

حضور علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا کہ عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يغتسل بفضل ميمونة رضى الله۔ (مسلم صفحہ ۱۴۹ جلد اول)

بے شک حضور علیہ السلام ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے غسل سے بچے ہوئے پانی کے ساتھ غسل فرمالیا کرتے۔

منع کرنا نہی تنزیہی کے طور پر ہے اور خود استعمال کرنا بیان جواز کے لئے ہے یا وہ عزیمت تھی اور یہ رخصت۔ (فتاوی رضویہ ملخصا)

بیت الخلاء کے آداب

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اذا اتى احدكم الغائط فلا يستقبل القبلة ولا يولها ظهره ولكن شرقوا او غربوا۔ (بخاری صفحہ ۲۶ جلد اول)

جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو نہ قبلہ کو منہ کرے اور نہ پیٹھ ہاں مشرق و مغرب کو منہ کرو۔ (کیونکہ مدینہ شریف میں قبلہ جنوب کی طرف ہے جبکہ ہمارے ہاں شرقا غربا ممنوع اور شمالا جنوبا جائز ہوگا یعنی یہ حدیث مقامی

ہے جو مدینہ شریف یا جن علاقوں میں قبلہ شمالا جنوبا ہے ان کے ساتھ خاص ہے)

بیت الخلاء جانے کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللهم انى اعوذبك من الخبث والخبائث۔ (بخاری صفحہ ۲۶ جلد اول)

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

اذا بال احدكم فلا ياخذن ذكره بيمينه ولا يتنفس فى الماء۔ (بخاری صفحہ ۲۸ جلد اول)

جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنی شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ ہی پانی میں سانس لے۔

ڈھیلوں سے استنجاء

☆ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

من استطاب بثلثة احجار ليس فيهن رجيع كن له طهور۔ (المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۸۷ جلد ۴)

جس نے صفائی کیلئے تین ڈھیلے استعمال کئے اور اس میں گوبر نہ ہو تو ان سے طہارت ہوگئی۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ پیشاب فرمایا، حضرت عمر پانی لے کر کھڑے تھے، آپ نے پوچھا کیا ہے؟ عرض کیا، استنجے کے لئے پانی ہے۔ فرمایا: ما امرت كلما بلت ان اتوضاء ولو فعلت لكانت سنة۔ (نسائی صفحہ ۵ جلد اول)

٭ مجھ پر واجب نہیں کہ ہر پیشاب کے ساتھ پانی استعمال کروں اگر ایسا کروں تو یہ سنت ہوجائے۔

Scanned with CamScanner

ڈھیلوں کے بعد پانی سے استنجاء افضل ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

مرن ازواجكن ان يغتسلوا اثر الغائط والبول فان النبي صلى الله عليه وسلم كان يفعله. (ترمذی صفحہ ۳ جلد اول)

اے عورتو! اپنے شوہروں سے کہو کہ پانی سے استنجا کیا کریں کیونکہ حضور علیہ السلام ایسا ہی کرتے تھے۔

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه. (بخاری صفحہ ۱۸۲ جلد اول)

پیشاب سے بچو کیونکہ عموماً قبر کا عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

مر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بقبرين فقال: انهما ليعذبان، وما يعذبان من كبير، اما احدهما فكان لا يستتر عن البول، واما الاخر فكان يمشي بالنميمة. (بخاری صفحہ ۱۸۲ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی ایسے گناہ کی وجہ سے نہیں جس سے بچنا کچھ مشکل ہو ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔

☆ عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله تعالى عنها قالت: من حدثكم ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يبول قائما فلا تصدقوه، مابال قائما منذ انزل عليه القرآن.

(مستدرک للحاکم صفحہ ۱۸۱ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں، جب تم سے

کوئی کہے کہ حضور اقدس، اطہر ﷺ کھڑے ہوکر پیشاب فرماتے تھے تو اسے سچا نہ جاننا کیونکہ حضور علیہ السلام پر جب سے وحی آنا شروع ہوئی کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہ فرمایا۔

☆ عن بريدة الاسلمي رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ثلث من الجفاء، ان يبول قائما، او يمسح جبهته قبل ان يفرغ من صلوته، او ينفخ من سجوده. (کنز العمال صفحہ ۲۶ جلد ۱۶)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین باتیں جفاو بے ادبی سے ہیں، یہ کہ آدمی کھڑے ہوکر پیشاب کرے۔ یا نماز میں اپنی پیشانی سے (مثلاً مٹی یا پسینہ) پونچھے یا سجدہ کرتے وقت زمین پر (غبار صاف کرنے کو) پھونکے۔

تیسیر میں ہے رجاله رجال الصحيح، اس حدیث کے سب راوی ثقہ معتمد صحیح کے راوی ہیں۔ عمدۃ القاری میں ہے۔ رواه البزار بسند صحيح، اسے بزار نے بسند صحیح روایت کیا قال: وقال الترمذي حديث بريدة في هذا غير محفوظ. وقول الترمذي يردبه۔ پھر فرمایا: امام ترمذی کا اس حدیث کو غیر محفوظ کہنا اس سے رد ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲/۱۴۷)

☆ عن امير المؤمنين عمر الفاروق رضي الله تعالى عنه قال: راني النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وانا ابول قائما فقال: يا عمر! لا تبل قائما، فما بلت قائما بعد. (ترمذی صفحہ ۳ جلد اول)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: اے عمر، کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو۔ اس دن سے میں نے کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا۔

☆ عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: نهى رسول الله صلى

اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یبول الرجل قائما۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷ جلد اول)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

جس حدیث میں ہے کہ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباطة قوم فبال قائما۔ (بخاری صفحہ ۳۵ جلد اول)

حضور علیہ السلام روڑی پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے پیشاب فرمایا۔

اس کے علماء نے کئی جواب دیے ہیں۔ مثلاً نمبر ا: منسوخ ہے حضرت عائشہ کی مرویات سے کیونکہ وہ احادیث آپ ﷺ کے وصال اقدس تک کی ہیں اور مذکور حدیث حضرت حذیفہ کا ایک بار کا مشاہدہ ہے۔

۲- اس وقت زانوئے اقدس پر زخم تھا جس کی وجہ سے آپ نے کھڑے کھڑے پیشاب فرمایا۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بال قائما من جرح کان بمأبضه۔

۳- وہاں نجاست کی وجہ سے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔

۴- پشت مبارک میں درد کی وجہ سے (امام شافعی اور امام احمد نے یہ جواب دیا ہے) اعلیٰ حضرت اس موقع پر اپنی تحقیق پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
پاک لوگوں کے کام اپنے اوپر قیاس نہ کیا کرو
او گماں بردہ کہ من کردم چو او
فرق را کے بیند آں استیزہ جو

اس نے گمان کیا کہ میں نے اس جیسا عمل کیا ہے۔ وہ لڑائی ڈھونڈنے والا فرق کب دیکھ سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید صفحہ ۵۹۰ جلد ۴ سے)

حائضہ اور جنبی قرآن نہیں پڑھ سکتے

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول

اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لا تقرء الحائض ولا الجنب شیئا من القران۔ (ترمذی صفحہ ۱۹ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حائضہ اور جنبی قرآن کریم کی ایک آیت کی بھی تلاوت نہ کریں۔

یہ معلوم رہے کہ قرآن کریم کی وہ آیات جو ذکر و ثنا و مناجات و دعا ہوں اگرچہ پوری آیت ہو۔ جیسے آیت الکرسی یا متعدد آیات کاملہ۔ جیسے سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں۔ هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة، سے آخر سورہ تک۔ بلکہ پوری سورہ، جیسے الحمد شریف، بہ نیت ذکر و دعا بے نیت تلاوت پڑھنا جنب و حائض و نفساء سب کو جائز ہے اسی لئے کھانے یا سبق کی ابتداء میں، بسم الله الرحمٰن الرحیم، کہہ سکتے ہیں اگرچہ یہ ایک آیت مستقلہ ہے کہ اس سے مقصود تبرک و استفتاح ہی ہوتا ہے نہ تلاوت، تو حسبنا الله ونعم الوکیل، اور انا لله وانا الیه راجعون، کہ کسی مہم یا مصیبت پر بہ نیت ذکر و دعا نہ بہ نیت تلاوت پڑھے جاتے ہیں۔ اگر پوری آیت بھی ہوتی تو مضائقہ نہ تھا۔ جس طرح کسی چیز کے گئے پر عسی ربنا ان یبدلنا خیرا منها انا الی ربنا راغبون کہنا۔

(فتاوی رضویہ قدیم ۷۹۶/۱)

☆ عن امیر المؤمنین مولی المسلمین علی المرتضی کرم الله وجهه الکریم قال: اقرؤا القران مالم یصب احدکم جنابة فان اصابه فلا ولو حرفا واحدا۔ (دارقطنی صفحہ ۱۱۸ جلد اول)

امیر المؤمنین مولی المسلمین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: قرآن پڑھو جب تک تمہیں نہانے کی حاجت نہ ہو اور جب حاجت غسل ہو تو قرآن کا ایک حرف بھی نہ پڑھو۔

ہاں جو پارۂ آیت (آیت کا حصہ) ایسا قلیل ہو کہ عرفاً اس کے پڑھنے کو قرآن نہ سمجھیں اس سے فرض قرأت ایک آیت ادا نہ ہو اتنے کو بہ نیت قرآن پڑھنے میں اختلاف ہے۔ لیکن ممانعت بوجوہ اقوی ہے۔ تصحیحات اسی طرف ہیں۔ امام فقیہ النفس جیسے اکابر اس

کے مصححین میں ہیں۔ احتیاط اسی میں ہے۔ اطلاق احادیث اور خاص یہ حدیث اس جزئیہ میں صریح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ۱/۷۹۹)

حائضہ سے میل جول جائز

☆ عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: کنت اغتسل انا والنبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من اناء واحد وکلانا جنب وکان یامرنی فأتزر فیباشرنی وانا حائض وکان یخرج راسہ الی وھو معتکف فاغسلہ وانا حائض۔ (بخاری صفحہ ۴۴ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضور اقدس ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے جبکہ ہم جنبی ہوتے۔ جب میں حائضہ ہوتی تو تہبند باندھنے کا حکم فرماتے اور مباشرت فرماتے (ساتھ لیٹتے) اور حالت اعتکاف میں سر میری طرف نکال دیتے میں اس کو دھوتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔

☆ عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یدنی راسہ الکریم الی وانا فی بیتی وھو معتکف فی المسجد لا غسلہ فنقول انا حائض، فیقول: حیضتک لیست فی یدک۔ (بخاری صفحہ ۴۴ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ حالت اعتکاف میں سر مبارک کو میری طرف کر دیتے اور میں اپنے حجرہ میں ہوتی تاکہ میں اس کو دھو دوں۔ میں عرض کرتی میں حائضہ ہوں۔ ارشاد فرماتے حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

حالت حیض میں وطی کا کفارہ

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا وقع الرجل باھلہ وھی حائض فلیتصدق بنصف دینار۔ (ترمذی صفحہ ۱۹ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص حالت حیض میں اپنی بیوی سے وطی کر بیٹھے تو نصف دینار صدقہ کرے۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: الذی یاتی امراتہ وھی حائض قال یتصدق بدینار او بنصف دینار۔ (ابن ماجہ صفحہ ۴۷ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جو حالت حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستر ہو جائے کہ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا کان دما احمر فدینار وان کان دما اصفر فنصف دینار۔ (ترمذی صفحہ ۲۰ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب خون سرخ ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور جب پیلا ہو تو نصف دینار۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: من اتی امراتہ فی حیضتھا فلیتصدق بدینار، ومن اتاھا وقد ادبر الدم عنھا ولم تغتسل فنصف دینار۔ (جامع صغیر للسیوطی صفحہ ۵۰۶ جلد ۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنی بیوی سے حالت حیض میں ہم بستر ہو جائے تو ایک دینار صدقہ

کرے اور جس نے ایسے وقت جماع کیا کہ خون تو بند ہو چکا تھا لیکن اس نے غسل نہیں کیا تھا تو نصف دینار صدقہ کرے۔

☆ عن عبدالحمید بن زید بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: کان لعمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ امراۃ تکرہ الجماع فکان اذا اراد ان یاتیھا اعتلت علیہ بالحیض فوقع علیھا فاذا ھی صادقۃ فاتی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فامرہ ان یتصدق بخمس دینار۔ (سنن دارمی صفحہ ۱۳۲)

حضرت عبدالحمید بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی تھیں جو جماع کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ چنانچہ جب بھی حضرت عمر جماع کا ارادہ کرتے تو وہ حیض کا بہانہ کر کے چھٹ جاتیں۔ ایک دن انہوں نے مجامعت کر ہی لی تو وہ سچی ثابت ہوئیں۔ یہ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار کا پانچواں حصہ صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔

حاصل جمع حدیث یہ ٹھہرا کہ جس سے نادانستہ ایسا واقع ہوا اگر آخر حیض میں تھا اور اسی میں حکماً وہ صورت داخل کہ خون دس دن سے کم میں منقطع ہوا اور عورت نے ابھی تک غسل نہ کیا نہ اس پر کوئی نماز دین ہوئی تو وہ ایک خمس دینار کفارہ دے۔ اور اگر شباب حیض میں تھا تو دو خمس۔ اور جس نے دانستہ ایسا کیا اگر آخر حیض میں تھا نصف دینار دے اور اول میں تھا تو ایک دینار دے۔ ہاں ایک کی طاقت نہ ہو تو نصف ہی دے۔ یہ سب حکم استحبابی ہے۔ واجب نہیں مگر استغفار۔ یہ سب دربارۂ حیض تھا اور اس پر نفاس واضح القیاس۔

(فتاویٰ رضویہ ۲/۳۲)

وضو کا مسنون طریقہ

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما قال: انہ توضا فغسل وجھہ اخذ غرفۃ من ماء فتمضمض بھا واستنشق ثم اخذ

غرفۃ من ماء فجعل بھا ھکذا اضافھا الی یدہ الاخری فغسل بھا وجھہ ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بھا یدہ الیمنی ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بھا یدہ الیسری ثم مسح براسہ ثم اخذ غرفۃ من ماء فرش علی رجلہ الیمنی حتی غسلھا ثم اخذ غرفۃ اخری فغسل بھا رجلہ الیسری ثم قال: ھکذا رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یتوضأ۔ (بخاری صفحہ ۲۶ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو اپنا چہرہ دھویا اس طرح کہ ایک چلو پانی لیا اس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے وہی عمل دہرایا۔ اور اس کے ساتھ دوسرے ہاتھ کو ملا کر اپنا چہرہ دھویا۔ پھر پانی کا ایک چلو لیا اور اس سے اپنا دایاں ہاتھ دھویا۔ پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنا بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر ایک چلو پانی لیا اور دائیں پاؤں پر چھڑکا یہاں تک کہ اس کو دھو لیا۔ پھر دوسرا چلو لیا اور بایاں پاؤں دھویا۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا تھا۔

☆ عن امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللّٰہ تعالٰی وجھہ الکریم انہ دعا بکوز من ماء فغسل وجھہ وکفیہ ثلاثاً وتمضمض ثلاثا فادخل بعض اصابعہ فی فیہ واستنشق ثلاثا وغسل الکعبین ثلاثا ولحیتہ تھطل علی صدرہ ثم حسا حسوۃ بعد الوضوء ثم قال: این السائل عن وضوء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کذا کان وضوء نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (مسند احمد صفحہ ۱۵۸ جلد اول)

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پانی کا لوٹا منگایا اور اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے اور تین مرتبہ کلی فرمائی اور

بعض انگلیاں اپنے منہ میں داخل کیں۔ تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا اور دونوں ٹخنوں تک تین مرتبہ پاؤں دھوئے۔ آپ کی داڑھی سینہ تک خوب گھنی تھی پھر آپ نے وضو کے بعد گھونٹ گھونٹ پانی پیا۔ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ اس طرح وضو فرماتے تھے۔

یہ حدیث اس امر میں نص نہیں کہ منہ میں انگلی ڈالنا مسواک کا بدل ہے انگلی کبھی منہ سے بلغم وغیرہ اخراج کیلئے بھی ڈالی جاتی ہے۔ اسی کی طرف محقق علی الاطلاق نے لفظ 'ربما' سے اشارہ فرمایا۔ علاوہ ازیں حضور اکرم ﷺ کا مسواک سے شدید محبت کرنا معلوم ہے۔ یہ آپ نے ایک مرتبہ اس لئے کیا ہوگا کہ بیان جواز ہو جائے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ۱/ ۶۰)

قیامت میں آثار وضو چمکتے ہوں گے

عن ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم: ان امتی یدعون یوم القیامة غرا محجلین من آثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل. (بخاری صفحہ ۲۵ جلد اول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میری امت کے لوگ قیامت کے دن وضو کے آثار کی وجہ سے پنج کلیاں کہلائیں گے۔ تو تم میں سے کوئی شخص اپنی سپیدی کو دراز کرنا چاہے تو وہ ایسا کرے۔

مسلم کی روایت میں اس طرح ہے کہ وضو مکمل کرنے کی وجہ سے تم ہی پنج کلیاں ہو۔ تم میں سے جو شخص چاہتا ہو کہ اپنی پیشانی اور پیروں کی سپیدی زائد کرے تو وہ زائد کرے۔ یعنی میری امت کے چہرے اور چاروں ہاتھ پاؤں روز قیامت وضو کے نور سے روشن و منور ہوں گے۔ تو تم میں جس سے ہو سکے اسے چاہئے کہ اپنے اس نور کو زیادہ کرے۔ یعنی چہرے کے اطراف میں جو حدیں شرعاً مقرر ہیں اس سے کچھ زیادہ دھوئے اور ہاتھ نصف بازو اور پاؤں

نصف ساق تک۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ۱/ ۶۳۱)

ایک چلو سے کلی اور ناک میں پانی چڑھانا

☆ عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالٰی عنهما قال: ان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم مضمض واستنشق من غرفة واحدة. (ابن ماجہ صفحہ ۳۳ جلد اول)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کلی فرمائی اور ناک میں پانی ڈالا ایک ہی چلو سے۔

☆ عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالٰی عنهما قال: رأیت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم توضأ فغسل یدیه ثم تمضمض واستنشق من غرفة واحدة. (نسائی صفحہ ۲۹ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ نے وضو کیا تو اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک ہی چلو سے۔

وضو میں ایک ایک مرتبہ ہر عضو دھونا

عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالٰی عنهما قال: انه توضأ فغسل کل عضو منه غسلة واحدة ثم ذکر ان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم کان یفعله. (المصنف لعبدالرزاق صفحہ ۴۱ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے وضو کیا اور ہر عضو ایک مرتبہ دھویا۔ پھر فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

☆ عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالٰی عنهما قال: توضأ النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فادخل یده فی الاناء فمضمض واستنشق مرة واحدة ثم ادخل یده فصب علی وجهه مرة وصب علی یده مرة مرة ومسح براسه واذنیه مرة ثم اخذ ملأ کفه من

ماء فرش علي قدميه وهو متنعل. (کنز العمال صفحہ ۳۵۲ جلد ۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنا ہاتھ برتن میں ڈال کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک مرتبہ پھر طشت میں ہاتھ ڈال کر چہرے پر ایک مرتبہ پانی ڈالا اور پھر ایک مرتبہ ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنے سر اور کانوں کا ایک مرتبہ مسح کیا۔ پھر ایک چلو پانی لے کر اپنے قدموں پر ڈالا حالانکہ آپ چپل پہنے ہوئے تھے۔

☆ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما قال: توضأ النبي صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم مرة مرة. (بخاری صفحہ ۲۷ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وضو کیا ایک ایک مرتبہ۔

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما قال: توضأ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فغرف غرفة فتمضمض واستنشق ثم غرف غرفة فغسل یده الیمنی ثم غرف غرفة فغسل یده الیسری ثم مسح برأسه واذنیه باطنهما بالسبا حتین وظاهر هما بابهامیه ثم غرف غرفة فغسل رجله الیمنی ثم غرف غرفة فغسل رجله الیسری. (نسائی صفحہ ۲۹ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا: تو ایک چلو پانی لے کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر ایک چلو لیا اور اپنا چہرہ دھویا۔ پھر ایک چلو لیا اور اپنا داہنا ہاتھ دھویا۔ پھر ایک چلو لیا اور اپنا بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا اور اپنا داہنا پاؤں دھویا۔ پھر ایک چلو لیا اور بایاں پاؤں دھویا۔

امام اہل سنت نے اس پر لکھا: وہ چلو جس سے چہرہ، ہاتھ اور پیروں کو دھویا اگر وہ سر میں استعمال ہوتا تو وہ سر کو بھی دھو دیتا۔ لہٰذا انکا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مرتبہ مع تجدید

کے پانی لیا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

اور اللہ تعالٰی ابوحاتم پر رحم فرمائے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم حدیث کو اس وقت تک نہیں پہچانتے تھے جب تک کہ اس کو ساٹھ وجوہ سے نہ لکھ لیتے تھے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ واقعات کی روایات میں طریقہ یہ ہے کہ اعم اخص پر محمول کیا جاتا ہے۔ لیکن تصحیح کے لئے اس کے برعکس میں بھی کوئی تعجب نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ جدید ۱/۶۳۵)

☆ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما قال: توضأ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم واحدة فقال: هذا وضوء من لا یقبل اللہ منه صلوٰة الا به ثم توضأ ثنتین فقال: هذا وضوء القدر من الوضوء، وتوضأ ثلاثا ثلاثا وقال: هذا اسبغ الوضوء وهو وضوئی ووضوء خلیل اللہ ابراهیم ومن توضا هکذا ثم قال عند فراغه، اشهد ان لا اله الا اللہ واشهد ان محمداً عبده ورسوله فتح له ثمانیة ابواب الجنة یدخل منه ایها شاء. (ابن ماجہ صفحہ ۳۴ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ اعضاء دھو کر ارشاد فرمایا: یہ ایسا وضو ہے کہ اس کے بغیر اللہ تعالٰی نماز قبول نہیں فرماتا۔ پھر دو دو مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا: یہ وضو کی درمیانی مقدار ہے۔ پھر تین تین مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا: یہ کامل واکمل وضو ہے۔ اور فرمایا: یہ وضو میرا اور اللہ تعالٰی کے خلیل حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ہے۔ تو جس نے اس طرح وضو کیا اور وضو سے فارغ ہو کر کلمہ شہادت پڑھا اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس سے چاہے داخل ہو۔

وضو میں تین تین بار اعضاء دھونا

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده رضی اللہ تعالٰی عنهم قال: ان رجلا أتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فقال: یا رسول

اللہ! کیف الطهور، فدعا بماء في اناء فغسل كفه ثلا ثاثم غسل ذراعيه ثلاثا ثم مسح برأسه وأدخل اصبعيه السباحتين في اذنيه ومسح بابهامیه علی ظاهر اذنيه وبالسباحتين باطن اذنيه ثم غسل رجليه ثلاثا ثلاثا ثم قال: هكذا الوضوء فمن زاد على هذا او نقص فقد اساء وظلم، او ظلم وأساء۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۸ جلد اول)

حضرت عمرو بن شعیب سے یہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کہ ایک اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر وضو کے بارے میں دریافت کیا۔ تو حضور نے ایک برتن میں پانی منگایا اور اپنے ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھویا۔ پھر چہرہ تین مرتبہ دھویا۔ پھر کہنیوں تک تین مرتبہ دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر سر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں کو کان میں داخل کیا۔ پھر انگوٹھے سے کان کے ظاہر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلی سے کان کے باطن کا پھر دونوں پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے۔ پھر ارشاد فرمایا: وضو اس طرح ہوتا ہے۔ جس شخص نے اس سے کم یا زیادہ مرتبہ اعضاء کو دھویا تو اس نے برا کیا اور حد سے تجاوز کیا۔

وضو بر وضو باعث اجر ہے

☆ عن ابی غطیف الهذلی رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: كنت عند عبدالله بن عمر رضي الله تعالٰی عنه فلما نودی بالظهر توضأ فصلى، فلما نودی بالعصر توضأ فقلت له فقال: كان رسول الله صلى الله تعالٰی علیه وسلم یقول: من توضأ على طهر كتب له عشر حسنات۔ (ابوداؤد صفحہ ۹ جلد اول)

حضرت ابوغطیف ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے۔ جب ظہر کی اذان ہوئی تو آپ نے وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ پھر جب عصر کی اذان ہوئی تو وضو فرمایا۔ میں نے اس کے متعلق

آپ سے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔ جس نے وضو پر وضو کیا اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

☆ عن بعض الصحابة رضي الله تعالٰی عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰی علیه وسلم: الوضوء على الوضوء نور على نور۔
(فتح الباری للعسقلانی صفحہ ۲۳۴ جلد اول)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وضو پر وضو نور پر نور ہے۔

اسی حدیث کی نسبت امام عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب اور امام عراقی نے تخریج احادیث احیاء العلوم میں تصریح کردی کہ "لم نقف علیه" ہمیں اس پر اطلاع نہیں، حالانکہ یہ مسند رزین میں موجود ہے۔ تیسیر میں ہے۔

حديث الوضوء على الوضوء نور على نور اخرجه رزين ولم يطلع عليه العراقي كالمنذري فقالا: لم نقف عليه۔ (صفائح اللجین ۲۹)

وضو سے گناہ جھڑتے ہیں

☆ عن عثمان بن عفان رضي الله تعالٰی عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰی علیه وسلم: من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطاياه من جسده حتى تخرج من تحت اظفاره (مسلم صفحہ ۱۲۵ جلد اول)

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا اس کے گناہ اس کے جسم سے نکلے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے نکلے۔

☆ عن ابی هريرة رضي الله تعالٰی عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰی علیه وسلم: اذا توضأ العبد المسلم او المومن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر اليها بعينه مع الماء او مع آخر قطر الماء، فاذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بطشها يداه مع الماء او مع آخر قطر الماء، فاذا غسل رجليه

خرجت کل خطیئة مشتها رجلاه مع الماء او مع آخر قطر الماء حتی یخرج نقیا من الذنوب۔(ایضا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے پانی کے ساتھ ہر وہ گناہ جھڑ جاتا ہے جس کی طرف اس کی نگاہ پڑی تھی یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ، اور جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو جو گناہ اس نے اپنے ہاتھوں سے کئے وہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے پیر دھوتا ہے تو اس کے پیروں کے گناہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

امام شعرانی علیہ الرحمۃ میزان الشریعت الکبری میں فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی الخواص (جلیل القدر شافعی عالم) کو فرماتے سنا کہ امام اعظم ابوحنیفہ جب وضو کا استعمال شدہ پانی دیکھتے تو اس میں جتنے صغائر وکبائر ومکروہات ہوتے ان کو پہچان لیتے تھے اس لئے آپ نے مکلف کے استعمال شدہ پانی کے تین درجے مقرر فرمائے۔ غلیظہ، متوسطہ، طاہر غیر مطہر پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ جامع مسجد کوفہ کے طہارت خانے میں آپ داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک نوجوان وضو کر رہا ہے اور پانی کے قطرے اس سے ٹپک رہے ہیں آپ نے فرمایا! اے میرے بیٹے والدین کی نافرمانی سے توبہ کر۔ اس نے فوراً توبہ کی۔

دوسرے شخص کو وضو کرتے دیکھا فرمایا اے میرے بھائی زنا سے توبہ کر اس نے کہا میں نے توبہ کی۔ ایک اور شخص کو دیکھ کر فرمایا! شراب نوشی اور فحش گانے بجانے سے توبہ کر، اس نے بھی توبہ کی۔

امام تم سا نہ کوئی دیکھا امام اعظم ابوحنیفہ
جہان میں ہے تمہارا چرچا امام اعظم ابوحنیفہ
اصول فقہ بنانیوالے، رموز قرآن پانے والے
ہیں آپ ہر علم وفن میں یکتا امام اعظم ابوحنیفہ

کریم کا ہے کرم نرالا تمہیں عطا کی ہے فقہ اکبر
رواں ہے جگ میں تمہارا سکہ امام اعظم ابوحنیفہ
ترے دُرر ہیں، ترے غرر ہیں، تری ہے تنویر وکنز وکافی
تری وقایہ، تری ہدایہ امام اعظم ابوحنیفہ
تمہیں تو اختر کے پیشوا ہو، تم اس کی کشتی کے ناخدا ہو
مدوّن شرع شاہ والا امام اعظم ابوحنیفہ

(مولانا اختر شاہ جہان پوری علیہ الرحمۃ)

سید علی الخواص باوجود شافعی المذاہب ہونے کے مساجد کے طہارت خانوں میں اکثر اوقات وضو نہیں کرتے تھے اور فرماتے یہ پانی ہم جیسے لوگوں کے جسموں کو صاف نہیں کرتا کیونکہ یہ ان گناہوں سے آلودہ ہوتا ہے جو اس میں مل گئے ہیں اور وہ گناہوں کے دھوون میں یہ فرق بھی کر لیتے تھے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ یا خلاف اولیٰ کا۔ امام شعرانی فرماتے ہیں: ایک دن میں ان کے ساتھ مدرسۃ الازہر کے وضو خانہ میں گیا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ حوض سے استنجاء کریں۔ تو اس کو دیکھ کر لوٹ آئے۔ میں نے دریافت کیا کیوں؟ فرمایا کہ میں نے اس میں ایک گناہ کبیرہ کا دھوون دیکھا ہے جس نے اس کو متغیر کر دیا ہے۔ میں نے اس شخص کو بھی دیکھا جو حضرت شیخ سے قبل وضو خانے میں داخل ہوا تھا۔ پھر میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور اس کو حضرت شیخ نے جو کہا تھا اس کی خبر کر دی۔ اس نے تصدیق کی اور کہا مجھ سے زنا واقع ہوا پھر حضرت شیخ کے ہاتھ پر آ کر تائب ہوا یہ میرا اپنا مشاہدہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۲/ ۶۳ تا ۶۶)

وضو میں بسم اللہ پڑھنے کی فضیلت

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اذا تطهر احدکم فذکر اسم اللہ علیه فانه یطهر جسده کله، فان لم یذکر اسم اللہ تعالیٰ علی طهوره لم یطهر الا مامر علیه الماء۔(دارقطنی صفحہ ۷۳ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی پاکی حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے تو اس کا پورا جسم پاک ہو جائے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو صرف وہی عضو پاک ہوگا جس پر پانی گزرا۔

اعلیٰ حضرت اس حدیث کے تحت فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں انہیں الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ لیکن حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ نیز مجھے یہ بھی علم نہیں کہ حضرت اعمش سے یحییٰ بن ہاشم کے علاوہ کسی اور نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے یا نہیں۔ اور یحییٰ متروک الحدیث ہیں۔ ابن عدی نے اس کو وضاع حدیث قرار دیا ہے۔ ابن معین اور صالح نے اس کی تکذیب کی ہے امام نسائی نے متروک کہا ہے۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں بھی یہی کہا ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں۔ اس حدیث کے بعض طرق ایسے ہیں جو اس کی کمزوری کو رفع کرتے ہیں۔ اس لئے کہ امام دارقطنی اور امام بیہقی نے خود ہی اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور انہیں دونوں حضرات نے نیز ابوالشیخ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جو اس طرح ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: من توضأ وذكر اسم الله علی وضوئه تطهر جسده كله، ومن توضأ ولم يذكر اسم الله علی وضوئه لم يطهر الا موضع الوضوء۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۸ جلد اول)

عن ابی بكر الصديق رضی الله تعالیٰ عنه انه قال: اذا توضأ العبد فذكر اسم الله تعالیٰ طهر جسده كله وان لم يذكر لم يطهر الا ما أصاب الماء۔ (المصنف لابن ابی شیبہ صفحہ ۳ جلد اول)

عن مكحول رضی الله تعالیٰ عنه قال: اذا تطهر الرجل وذكر

اسم الله طهر جسده كله واذا لم يذكر اسم الله حين يتوضأ لم يطهر منه الا مكان الوضوء۔ (کنز العمال صفحہ ۲۵۷ جلد ۹)

لہٰذا ان تمام طرق کی موجودگی میں اس حدیث کو ساقط الاعتبار کہنا محال ہے بلکہ وہ ضعف بھی جاتا رہا جو بعض رواۃ کے حالات کے پیش نظر ہوا تھا۔ نیز مرقات میں اس حدیث کو صراحتاً حسن قرار دیا ہے۔ علامہ زیلعی محدث جمال الدین عبداللہ شاگرد امام زیلعی فقیہ فخر الدین عثمان شارح کنز۔ نصب الرایہ میں حدیث "لا وضوء لمن لم يسم الله" کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ امام ابوالفرج ابن جوزی حنبلی نے ہم پر حجت قائم کرنے کیلئے فرمایا: محدث کو سینہ سے مصحف کا چھونا جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ۹۲/۲)

وضو کرتے وقت ڈاڑھی میں خلال کرو

عن ابی ايوب الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه قال: كان رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اذا توضأ تمضمض واستنشق وأدخل أصابعه من تحت لحيته فخللها۔ (مسند احمد صفحہ ۴۱۷ جلد ۵)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی وضو فرماتے تو کلی کرتے۔ ناک میں پانی ڈالتے اور اپنی انگلیاں داڑھی کے نیچے سے ڈال کر داڑھی کا خلال فرماتے۔

وضو کے بعد اعضا پونچھنے کا بیان

☆ عن ام المؤمنين ميمونة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: ان النبي صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اتی بمنديل فلم يمسه وجعل يفعل بالماء هكذا يعني ينفضه۔ (مسلم صفحہ ۱۴۷ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رومال پیش کیا گیا تو آپ نے اسے چھوا بھی نہیں اور پانی کو اس طرح کرنے لگے یعنی نچوڑنے لگے۔

☆ عن ام المؤمنين ميمونة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: وضعت

للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غسلا یغتسل بہ من الجنابۃ فاکفأ الاناء علی یدہ الیمنی فغسلہا مرتین او ثلاثا ثم صب علی فرجہ فغسل فرجہ بشمالہ ثم ضرب یدہ الارض فغسلہا ثم تمضمض واستنشق وغسل وجہہ ویدیہ ثم صب علی راسہ وجسدہ ثم تنحی ناحیہ فغسل رجلیہ فناولتہ المندیل فلم یاخذہ وجعل ینفض الماء عن جسدہ فذکرتہ ذلک لابراھیم فقال کانوا لا یرون باسا بالمندیل ولکن کانوا یکرھون العادۃ۔

(ابوداؤد صفحہ ۳۲ جلد اول)

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کیلئے پانی رکھا تو حضور علیہ السلام نے اس کو اپنے داہنے ہاتھ پر انڈیلا۔ پھر دو مرتبہ یا تین مرتبہ اس کو دھویا پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے استنجاء کیا۔ پھر اس ہاتھ کو زمین پر رگڑا اور دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور ہاتھ کو دھویا پھر سر اور تمام جسم پر پانی بہایا۔ پھر اس مقام سے جدا ہو کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ میں نے تولیہ پیش کیا تو حضور نے اس کو نہیں لیا۔ اور اپنے جسم اطہر سے پانی پوچھنے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس کا تذکرہ حضرت ابراہیم سے کیا تو آپ نے فرمایا: تولیہ سے پونچھنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی حرج نہیں جانتے تھے البتہ عادت بنانا ناپسند فرماتے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

من توضأ فمسح بثوب نظیف فلا باس بہ ومن لم یفعل فھو افضل لان الوضوء یوزن یوم القیمۃ مع سائر الاعمال (کنز العمال)

جو وضو کر کے پاکیزہ کپڑے سے پونچھ لے تو کوئی حرج نہیں اور جو ایسا نہ کرے تو بہتر ہے کیونکہ قیامت کے دن آب وضو بھی تمام اعمال کے ساتھ

تولا جائے گا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

انہ کرہ ان یمسح بالمندیل من الوضوء ولم یکرھہ اذا اغتسل من الجنابۃ۔ (المصنف لعبدالرزاق صفحہ ۱۸۲ جلد اول)

انہوں نے وضو کے بعد رومال سے جسم خشک کرنے کو مکروہ قرار دیا اور غسل جنابت کے بعد مکروہ نہ جانا۔ (یعنی حاجت نہ ہو تو عادت بنالینا مکروہ ہے۔ اس موضوع کی احادیث ترمذی، ابن ماجہ، کتاب الاثار لاحمد اور بخاری کے اندر حضرت عائشہ، معاذ بن جبل، سلمان فارسی، انس بن مالک اور میمونہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے کثیر تعداد میں مروی ہیں)

وضو میں دونوں پاؤں کا دھونا فرض ہے

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: دخل علی علی یعنی ابن ابی طالب وقد اھراق الماء فدعا بوضوء فأتیناہ بتور فیہ ماء حتی وضعناہ بین یدیہ فقال لی یا ابن عباس! الا اریک کیف کان یتوضأ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قلت: بلی، قال: فأصغی الاناء علی یدیہ فغسلھا ثم ادخل یدیہ الیمنی فأفرغ بھا علی الاخری ثم غسل کفیہ ثم تمضمض واستنثر ثم ادخل یدہ فی الاناء جمیعا فاخذ بھما حفنۃ من ماء فضرب بھا علی وجھہ ثم القم ابھامیہ ما اقبل من اذنیہ ثم الثانیۃ ثم الثالثۃ مثل ذلک ثم اخذ بکفہ الیمنی قبضۃ من ماء فصبھا علی ناصیتہ فترکھا تستن علی وجھہ ثم غسل ذراعیہ الی المرفقین ثلاثا ثلاثا ثم مسح راسہ وظھور اذنیہ ثم ادخل یدیہ جمیعا فاخذ حفنۃ من ماء فضرب بھا علی رجلہ وفیھا النعل ففتلھا بھا ثم الاخری مثل ذالک قال قلت: وفی النعلین قال: وفی النعلین قال: قلت وفی النعلین، قال وفی النعلین، قال: قلت وفی

النعلین، قال: وفی النعلین۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۶ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے پاس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پیشاب سے فارغ ہو کر تشریف لائے اور وضو کیلئے پانی منگایا۔ میں ایک چھوٹے برتن میں پانی لے کر آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا تو مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! کیا میں تمہیں نہ دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو فرماتے تھے۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے اس لوٹے سے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالا اور اس کو دھویا۔ پھر داہنے سے بائیں ہاتھ پر پانی بہایا۔ پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو برتن میں ڈال کر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنے چہرہ پر چھپا کا مارا۔ پھر دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے اندر سامنے کے رخ پر پھیرا۔ پھر دوسری بار اور تیسری بار ایسا ہی کیا۔ پھر داہنے ہاتھ سے ایک چلو پانی پیشانی پر ڈالا اور اس کو چھوڑ دیا چہرہ پر بہتا ہوا۔ پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین تین بار دھوئے پھر سر کا اور کانوں کی پشت پر مسح کیا۔ پھر دونوں ہاتھ پانی میں ڈال کر ایک چلو بھر لیا اور اپنے پاؤں پر مارا اور پاؤں میں چپل پہنے تھے۔ پھر دوسرے پاؤں پر اسی طرح مارا۔ میں نے کہا: جوتا پہنے پہنے، آپ نے فرمایا: جوتا پہنے پہنے، میں نے کہا: جوتا پہنے پہنے۔ آپ نے فرمایا: جوتا پہنے پہنے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تابعی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا وضو میں پاؤں دھونے پر اجماع ہے۔ (باقی رہی مندرجہ ذیل روایت)

عن الربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: اتانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فسألنی عن ہذا الحدیث، یعنی حدیثہا الذی ذکرت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم توضأ وغسل رجلیہ فقال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: ان الناس ابوا الا الغسل ولا اجد فی کتاب اللہ تعالیٰ الا المسح۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۶ جلد اول)

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آکر اس حدیث کے بارے میں پوچھا جس کی وہ روایت کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور دونوں پاؤں دھوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگ دھونے کے علاوہ کسی چیز کو مانتے ہی نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں صرف مسح پاتا ہوں۔

تو اس کا جواب اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

ہمارے لئے خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان حجت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پاؤں دھونے کے علاوہ کسی چیز کو مانتے ہی نہیں۔ اور حق جماعت کے ساتھ ہے پھر یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول مذکور کے خلاف ان سے ایک دوسرا قول ثابت۔

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قراہا وارجلکم بالنصب۔ (تفسیر ابن جریر صفحہ ۷۳ جلد ۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وارجلکم کو نصب کے ساتھ پڑھا۔

گویا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ میں نے پاؤں دھونے کی طرف رجوع کر لیا ہے۔

عن عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لم ار احدا یمسح علی القدمین۔ (ایضا)

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو پاؤں پر مسح کرتے نہیں دیکھا۔

Scanned with CamScanner

حضرت عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خاص شاگرد ہیں تو لازمی بات ہے کہ حضرت عطاء کا قول حضرل ابن عباس رضی اللہ عنہما کے رجوع پر دلالت کرتا ہے لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس مسئلہ میں رجوع ثابت ہو گیا جیسے متعہ کے بارے میں آپ نے رجوع کر لیا تھا اسی طرح ان تمام حضرات سے رجوع ثابت ہے جن سے مسح کا قول نقل کیا گیا ہے اور وہ مختصر سا گروہ ہے تو پاؤں کے دھونے پر اجماع کے منعقد ہونے میں کوئی شک نہیں جیسا کہ جلیل القدر کبیر الشان تابعی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ الھادی۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۲۱۲-۲۱۳)

وضو میں اسراف

☆ عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم مر بسعد وھو یتوضأ فقال: ھذا السرف ؟ فقال: افی الوضوء اسراف ؟ قال: نعم وان کنت علی نھر جار۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۴ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد کے پاس سے گزرے جب کہ وہ وضو کر رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: یہ اسراف کیسا؟ عرض کیا۔ کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے۔ فرمایا: ہاں، اگرچہ تم نہر رواں پر بیٹھے وضو کر رہے ہو۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: رأی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم رجلا یتوضأ فقال: لا تسرف لا تسرف۔ (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اسراف مت کر اسراف مت کر۔

☆ عن ابی نعامۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ان عبداللّٰہ بن مغفل رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سمع ابنہ یزید یقول: اللھم انی اسئلك القصر الا

بیض عن یمین الجنۃ اذا ادخلتھا، قال: یا بنی اسل اللّٰہ الجنۃ وتعوذ بہ من النار فانی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یقول: انہ سیکون فی ھذہ الامۃ قوم یعتدون فی الطھور والدعاء۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۳ جلد اول)

حضرت ابونعامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت کی داہنی جانب والا سفید محل مانگ رہا ہوں جبکہ تو مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت مانگ اور جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ بے شک عنقریب اس امت میں وہ لوگ ہوں گے کہ طہارت اور دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: لا خیر فی صب الکثیر فی الوضوء وانہ من الشیطان۔ (کنز العمال صفحہ ۳۲۷ جلد ۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وضو میں بہت سا پانی بہانے میں کچھ خیر نہیں۔ اور وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لا خیر کے تحت بڑا باریک نکتہ ارشاد فرمایا ہے: آپ لکھتے ہیں کہ

نفی خیر اپنے معنی لغوی پر اگرچہ مباح سے بھی ممکن کہ جب طرفین برابر ہیں تو کسی میں نہ خیر نہ شر۔

مگر نظر دقیق، لیس بخیر، اور لا خیر فیہ، میں فرق کرتی ہے مباح ضرور نہ خیر نہ شر مگر اس کے فعل پر مواخذہ نہیں اور مواخذہ نہ ہونا خود خیر کثیر و نفع عظیم ہے۔ تو لا خیر فیہ، کا وہیں اطلاق ہوگا جہاں شر حاصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ۱/۷۳۲)

وضو میں وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے

عن ابی بن کعب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول صلی اللّٰہ

تعالٰی علیہ وسلم: ان للوضوء شیطانا یقال لھو ولھان فاتقوا وسواس الماء (ابن ماجہ صفحہ ۳۴ جلد اول)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک وضو کیلئے ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے تو پانی کے وسواس سے بچو۔

وضو کے بعد ستر پہ چھینٹے مارنا

☆ عن اسامة بن زید رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما عن ابیہ قال: ان جبرئیل علیہ السلام اتی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فی اول ما اوحی الیہ فاراہ الوضوء والصلٰوۃ، فلما فرغ من الوضوء اخذ غرفة من ماء فنضح بھا فرجہ (مسند احمد صفحہ ۲۱۰ جلد ۳)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد زید بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے۔ تو وضو کر کے اور نماز پڑھ کے دکھائی۔ جب وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی لے کر ستر پر چھڑکا۔

فائدہ: جبرئیل علیہ السلام کا اپنی صورت مثالیہ کے ستر پر پانی چھڑکنا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور طریقہ وضو عرض کرنے کے لئے تھا اور حضور کا فعل اقدس تعلیم امت کے لئے۔

معہذا اس میں اقویا کے کیلئے جن کو برودت مثانہ کا عارضہ نہ ہو ایک نفع اور بھی ہے کہ شرمگاہ پر سرد پانی پڑنے سے اس میں تکاثف واستمساک پیدا ہو کر قطرہ موقوف ہو جاتا ہے۔ کما ارشد الیہ حدیث زید رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ۱/ ۷۷۸)

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: جاء نی جبرئیل فقال: یا محمد! اذا توضات فانتضح۔ (ترمذی صفحہ ۹ جلد اول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم، جب آپ وضو کریں تو چھینٹا دے لیا کریں۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: عشر من الفطرۃ، قص الشارب واعفاء اللحیٰ والسواک واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء، قال زکریا: قال مصعب: ونسیت العاشرۃ الا ان تکون المضمضة (مسلم صفحہ ۱۲۹ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس باتیں قدیم زمانہ سے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہیں۔ لبیں کترنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، وضو و غسل میں پانی سونگھ کر اوپر چڑھانا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑ (یعنی جو میل جمع ہونے کا محل ہے) دھونا، بغل کے بال صاف کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، شرمگاہ پر پانی ڈالنا، راوی حضرت زکریا نے کہا کہ حضرت مصعب اس حدیث کی بابت فرماتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا۔ شاید کلی ہو۔

امام قاضی عیاض پھر امام نووی قدس سرہما نے استظہار فرمایا کہ غالباً دسویں ختنہ ہو کہ دوسری حدیث میں ختنہ بھی خصال فطرت سے شمار کرایا۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: الفطرۃ خمس، الاختتان والاستحداد وقص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط۔ (مسلم صفحہ ۱۲۹ جلد اول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت قدیمہ سے ہیں۔ ختنہ اور

استرہ لینا۔ لبیں اور ناخن ترشوانا اور بغل کے بال دور کرنا۔
ایک حدیث میں کلی کو بھی خصال فطرت سے گنا ہے۔

☆ عن عمار بن یاسر رضی اللّٰہ تعالٰی عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: ان من الفطرة المضمضة والاستنشاق والانتضاح بالماء والاختتان.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک انبیائے کرام کی سنت قدیمہ سے کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، رومال پر چھینٹا دینا اور ختنہ کرانا ہے۔

شرمگاہ پر پانی ڈالنے کی علماء نے دو تفسیریں کی ہیں۔ ایک استنجاء، دوسرے وہی چھینٹا، اس کی موید یہی روایت ہے کہ اس میں بجائے ''انتقاص الماء'' لفظ ''الانتضاح'' آیا ہے۔
جمہور علماء نے فرمایا: انتضاح وہی چھینٹا ہے۔

اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ یہ چھینٹا خاص اہل وسوسہ کے لئے نہیں بلکہ سب کے لئے سنت ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے وسوسہ کو کیا علاقہ۔

قال تبارك وتعالٰی ان عبادی لیس لك علیهم سلطان.
بے شک میرے بندوں پر تیرا غلبہ اور تسلط نہیں ہو سکتا۔ (فتاوٰی رضویہ جدید ۱/۷۷۶)

☆ عن سفیان بن الحکم او الحکم بن سفیان الثقفی رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم اذا بال یتوضأ وینتضح. (ابوداؤد صفحہ ۲۲ جلد اول)

حضرت سفیان بن حکم یا حکم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پیشاب فرماتے تو وضو فرماتے اور شرمگاہ اقدس پر چھینٹا دیتے۔

☆ عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: توضأ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم فنضح فرجه. (ابن ماجہ صفحہ ۳۶ جلد اول)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرما کر ستر مبارک پر چھینٹا دیا۔

☆ عن زید بن حارثة رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: علمنی جبرئیل علیه السلام الوضوء وامرنی ان انضح تحت ثوبی لما یخرج من البول بعدالوضوء (ایضاً)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے جبرئیل علیہ السلام نے وضو کی تعلیم دی اور بتایا کہ زیر جامہ پانی چھڑکوں اس خدشہ کو ختم کرنے کیلئے کہ وضو کے بعد کوئی قطرہ نکلا ہو۔

☆ عن ابی هریرة رضی اللّٰہ تعالٰی عنه: ان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: قال جاء نی جبرئیل علیه السلام فقال: یا محمد! اذا توضأت فانتضح. (ترمذی صفحہ ۹ جلد اول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حاضر ہوئے تو عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ جب وضو فرمائیں تو چھینٹا دے لیا کریں۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنهما قال: اذا وجدت شیأ من البلة فانضحه مایلیه من ثوبك بالماء ثم قل هو من الماء قال حماد: قال لی سعید بن جبیر: انضحه بالماء ثم اذا وجدته نقل هو من الماء، قال محمد: ولهذا ناخذ اذا کان کثر ذالك من الانسان وهو قول ابی حنیفة. (کتاب الآثار محمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تری پاؤ تو شرمگاہ اور وہاں کے کپڑے پر چھینٹا دے لیا کرو پھر شبہ گزرے تو خیال کرو کہ پانی کا اثر ہے۔ امام حماد نے فرمایا: کہ ایسا ہی سعید بن جبیر نے مجھ سے فرمایا: امام محمد فرماتے ہیں ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ جب آدمی کو شبہ زیادہ ہوا

کرے تو یہ ہی طریقہ برتے۔اور یہ ہی قول امام اعظم کا ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مگر یہاں اولاً: یہ ملحوظ رہے کہ مقصود نفی وسوسہ ہے نہ ابطال حقیقت،تو جسے قطرہ اترنے کا یقین ہو جائے وہ پانی پر حوالہ نہیں کرسکتا۔یونہی جسے معاذ اللہ سلسل البول کا عارضہ ہوا سے یہ چھینٹا مفید نہیں بلکہ بسا اوقات مضر ہے کہ پانی کی تری سے نجاست بڑھ جائے گی۔

ثانیا: سفید کپڑا پانی پڑنے سے بدن پر چپکنے سے بے حجابی لاتا ہے۔اس کا خیال فرض ہے۔

ثالثا: یہ حیلہ اسی وقت تک نافع ہے کہ چھڑکا ہوا پانی خشک نہ ہو گیا ہو۔ورنہ اس پر حوالہ نہیں کرسکیں گے۔(فتاوٰی رضویہ جدید ۱/۷۷۸)

کامل طہارت کے بعد نماز کی فضیلت

☆ عن عقبة بن عامر رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: مامن مسلم یتوضأ فیسبغ الوضوء ثم یقوم فی صلوته فیعلم ما یقول الا انفتل کیوم ولدته امه من الخطایا لیس علیه ذنب.(المستدرک للحاکم صفحہ ۳۹۹ جلد۲)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کامل وضو کرکے پھر نماز کیلئے کھڑا ہو اور نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں جانتا ہو مگر اس حال میں واپس ہوا جیسے آج ہی گناہوں سے پاک اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا کہ گناہ کا شائبہ تک نہیں۔

☆ عن عمر بن علیة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: ان العبد اذا توضا فغسل یدیه خرجت خطایا من یدیه (الی ان قال) فان هو قام فصلی فحمد اللّٰه واثنی علیه ومجده بالذی هو له اهل وفرغ قلبه للّٰه تعالٰی الا انصرف من خطیئته کیوم ولدته امه.(کنزالعمال صفحہ ۳۰۲ جلد ۷)

حضرت عمر بن علیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک بندہ جب وضو کرے اور ہاتھوں کو دھوئے تو گناہ اس کے ہاتھوں سے جھڑتے ہیں (یہاں تک کہ فرمایا) پھر اس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور بڑائی بیان کی جو اس کی شان کے لائق ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہا مگر وہ اس حال میں واپس ہوا جیسے آج ہی بے گناہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

تیمّم اور آیہ تیمّم کا شان نزول

عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰه تعالٰی عنها قالت: خرجنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فی بعض اسفاره حتی اذا کنا بالبیداء او بذات الجیش انقطع عقدی، فاقام رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم علی التماسه واقام الناس معه، ولیسوا علی ماء ولیس معهم ماء، فاتی الناس الی ابی بکر الصدیق فقالوا: الا تری ماصنعت عائشة، اقامت برسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم والناس لیسوا علی ماء ولیس معهم ماء، فجاء ابوبکر ورسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم واضع راسه علی فخذی قد نام فقال: حبست رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم والناس لیسوا علی ماء ولیس معهم ماء، فقالت عائشة: فعاتبنی ابوبکر وقال ماشاء اللّٰه تعالٰی ان یقول وجعل یطعننی بیده فی خاصرتی فلا یمنعنی من التحرك الا مکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم علی فخذی، فقام رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم حین اصبح علی غیر ماء فانزل اللّٰه تعالٰی عزوجل اية التیمم فتیمموا فقال اسید بن حضیر، ماهی بأول برکتکم یا آل ابی بکر قالت: فبعثنا البعیر الذی کنت علیه فأصبنا العقد تحته.

(بخاری صفحہ ۴۸ جلد اول، مسلم صفحہ ۱۶۰ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے۔ تو جب مقام بیداء میں یا ذات جیش میں پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا۔ تو حضور سید عالم ﷺ نے اس ہار کو تلاش کرنے کے لئے قیام فرمایا تو ساتھ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہیں ٹھہر گئے۔ اس وقت نہ لوگوں کے پاس پانی تھا اور نہ اس مقام پر پانی کا کہیں پتہ ونشان۔ لوگ پریشان ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کر رکھا ہے کہ سرکار اور تمام لوگوں کو اس حال میں روک رکھا ہے کہ نہ یہاں کہیں پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے جب رسول اللہ ﷺ میرے زانو پر سر رکھے آرام فرما تھے۔ مجھ سے فرمانے لگے اے عائشہ! تم نے رسول اللہ ﷺ کو روک رکھا ہے اور لوگ پریشان ہیں کہ نہ ان کے پاس پانی ہے اور نہ یہاں کہیں پانی کا اتہ پتہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے جو کچھ بھی کہہ سکتے تھے سخت سست کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کونچے مارے میرے زانو پر سرکار کا سر تھا اس لئے میں ہل نہ سکی۔ سرکار صبح کے وقت بیدار ہوئے اس حال میں کہ پانی نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ چنانچہ سب نے تیمم کر کے نماز پڑھی۔ حضرت اسید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے آل ابی بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (بلکہ اس جیسی بہت سی برکتیں تمہارے صدقے میں پہلے بھی حاصل ہو چکی ہیں) حضرت عائشہ فرماتی ہیں: پھر جب ہم نے اپنا اونٹ اٹھایا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔

تیمم میں دو فرض ہیں

☆ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: التیمم ضربة للوجه وضربة للذراعين الى المرفقين۔ (دارقطنی صفحہ ۱۸۱ جلد اول)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیمم ایک ضرب چہرے کیلئے ہے اور ایک ضرب کہنیوں تک کلائیوں کیلئے۔

☆ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: التیمم ضربتان، ضربة للوجه وضربة لليدين الى المرفقين۔ (المستدرک للحاکم صفحہ ۲۸۸ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیمم دو ضربیں ہیں۔ ایک ضرب چہرے کیلئے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لئے کہنیوں تک۔

☆ عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: انما كان يكفيك ان تضرب بيديك الى الارض وتمسح بهما وجهك وكفيك۔ (بخاری ۵۰ جلد اول)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لئے یہ کافی تھا کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارتے پھر پھونک دیتے پھر ان سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرتے۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصديقة رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: التیمم ضربتان۔
(کشف الاستار عن زوائد البزار صفحہ ۱۵۹ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیمم کیلئے دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا ہے۔

مٹی سے پاکی حاصل کرو

عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: تمسحوا بالارض فانها بكم برة۔
(المعجم الصغیر للطبرانی صفحہ ۱۴۸ جلد اول)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمین سے مسح کرو کیونکہ یہ تمہارے ساتھ نیک سلوک کرنے والی ہے۔

نواقض وضو

ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

☆ عن ابی هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: لا وضوء الا من صوت او ريح. (ترمذی صفحہ ۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وضو آواز ریح یا ہوا کی بو سے ہے۔

☆ عن عبدالله بن زيد بن عاصم رضي الله تعالىٰ عنه قال: شكي الى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الرجل يخيل اليه انه يجد الشيء في الصلوٰة قال: لا تنصرف حتى تسمع صوتاً او تجد ريحاً.

(مسلم صفحہ ۱۵۸ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نماز میں محسوس کرتا ہوں کہ کچھ خارج ہوا۔ آپ نے فرمایا: تو اس وقت تک نماز کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ تو آواز سنے یا ہوا کی بو آئے۔

اونگھنے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے

عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: اذا نعس احدكم يوم الجمعة فليتوضا.

(جزء القراءة للبخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اونگھے تو چاہئے کہ وضو کرے۔

شرمگاہ چھونے کے بعد وضو مستحب ہے

عن زيد بن خالد رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: اذا مس احدكم فرجه فليتوضا.

(جامع الاحادیث بحوالہ شمائم العنبر ۸)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو چاہئے کہ وضو کرے۔

ریح کے شبہ سے وضو نہیں جاتا

☆ عن ابی سعيد الخدری رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ان الشيطان لياتي احدكم وهو في صلوته فياخذ بشعرة من دبره فيمدها فيرى انه قد احدث فلا ينصرف حتى يسمع صوتاً او يجد ريحاً۔ (ایضاً)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور وہ حالت نماز میں ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کی دبر کا کوئی بال کھینچتا ہے تو اس کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ بے وضو ہو گیا ہے حالانکہ ایسا نہیں تو اگر کسی کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو وہ نماز نہ توڑے تاوقتیکہ آواز یا بدبو محسوس نہ کرے۔

☆ عن عبدالله بن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ياتي احدكم الشيطان في الصلوٰة فينفخ في مقعدته فيخيل انه احدث ولم يحدث، فاذا وجد ذلك فلا ينصرف حتى يسمع صوتاً او يجد ريحاً. (بخاری صفحہ ۳۰ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس نماز میں شیطان آتا ہے اور مقعد میں پھونک مارتا ہے۔ تو

Scanned with CamScanner

خیال ہوتا ہے کہ بے وضو ہو گیا حالانکہ ایسا نہیں۔ تو اگر کسی کو یہ معاملہ پیش آئے تو وہ نماز نہ توڑے تاوقتیکہ آواز یا بو محسوس نہ کرے۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: من خیل لہ فی صلوتہ انہ قد احدث فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا.

(المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۱۴۱ جلد ۱۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو نماز میں یہ خیال آئے کہ وہ بے وضو ہو گیا تو جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے نماز نہ توڑے۔

☆ عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: ان الشیطان یطیف باحدکم فی الصلوٰۃ لیقطع علیہ صلوتہ فاذا اعیاہ ان ینصرف نفخ فی دبرہ یریہ انہ قد احدث فلا ینصرف احدکم حتی یجد ریحا او یسمع صوتا. (المصنف لعبدالرزاق صفحہ ۱۴۱ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو شیطان اس کے گرد چکر لگاتا ہے تاکہ اس کی نماز خراب کر دے۔ جب تھک جاتا ہے تو اس کی دبر میں پھونک مارتا ہے تاکہ اس کو بے وضو ہونے کا وہم ہو جائے۔ تو تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز اس وقت تک نہ توڑے جب تک کہ آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔

☆ عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: ان الشیطان یطیف باحدکم حتی یاتی احدکم وھو فی الصلوٰۃ فینفخ فی دبرہ ویبل احلیلہ ثم یقول: قد احدثت فلا ینصرف احدکم حتی یجد ریحا ویسمع صوتا ویجد بللا. (ایضا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شیطان تم میں سے کسی کے

گرد چکر لگاتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز میں آتا ہے اور اس کی دبر میں پھونک مارتا ہے اور اس کے ذکر کے سوراخ کو تر کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے تو بے وضو ہو گیا۔ تو تم اپنی نماز اس وقت تک نہ توڑنا جب تک آواز نہ سن لو یا بو نہ سونگھ لو۔ یا تری نہ پاؤ۔

ان حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ شیطان نماز میں دھوکا دینے کے لئے کبھی انسان کی شرمگاہ پر آگے سے تھوکتا ہے کہ اس سے قطرہ آنے کا گمان ہوتا ہے۔ کبھی پیچھے پھونکتا ہے یا بال کھینچتا ہے کہ ریح خارج ہونے کا خیال گزرتا ہے۔ اس پر حکم ہوا کہ نماز سے نہ پھرو جب تک تری یا آواز یا بو نہ پاؤ۔ یعنی جب تک وقوع حدث پر یقین نہ ہو جائے۔

ہمارے امام اعظم کے شاگرد جلیل سیدنا حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

اذا شک فی الحدث فانہ لا یجب علیہ الوضوء حتی یستیقن استیقانا یقدر ان یحلف علیہ. (ترمذی شریف ۱/۱۲)

جب حدث میں شک ہو تو وضو واجب نہیں یہاں تک کہ یقین کامل ہو کہ قسم کھا سکے۔ یعنی یقین ایسا درکار ہے جس پر قسم کھا سکے کہ ضرور حدث ہوا۔ اور جب قسم کھاتے ہچکچائے تو معلوم ہوا کہ مشکوک ہے۔ اور شک کا اعتبار نہیں کہ طہارت پر یقین تھا۔ اور یقین شک سے نہیں جاتا۔ اسی لئے سنت ہوا کہ وضو کے بعد ایک چھینٹا رومالی یا تہبند ہو تو اس کے اندرونی حصہ پر جو بدن کے قریب ہے دے لیا کرے۔ پھر اگر قطرہ کا شبہ ہو تو خیال کر لیں کہ پانی جو چھڑکا تھا اس کا اثر ہے۔ (فتاوی رضویہ)

شیطانی وسوسہ سے وضو نہیں ٹوٹتا

☆ عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا جاء احدکم الشیطان فقال: انک احدثت فلیقل انک کذبت. (المستدرک للحاکم صفحہ ۱۳۴ جلد اول)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کے پاس آکر شیطان وسوسہ ڈالے کہ تیرا وضو جاتا رہا تو

فوراً جواب دے کہ تو جھوٹا ہے۔ (اور اگر مثلاً نماز میں ہے تو دل ہی میں کہے)

فتاوی رضویہ میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں

مطلب وہی ہے کہ وسوسہ کی طرف التفات نہ کرے اور سیدھا جواب دے کہ خبیث تو جھوٹا ہے۔ (مزید فرمایا)

اقول: حالتیں تین ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ عدو کا وسوسہ مان لیا۔ اس پر عمل کیا۔ یہ تو اس ملعون کی عین مراد ہے اور جب یہ ماننے لگا تو وہ کیا ایک ہی بار وسوسہ ڈال کر تھک رہے گا۔ حاشہ۔ وہ ملعون آٹھ پہر اس کی تاک میں ہے۔ جتنا جتنا یہ مانتا جائے گا وہ اس کا سلسلہ بڑھاتا جائے گا۔ یہاں تک کہ نتیجہ یہ ہوگا کہ دو دو پہر کامل دریا میں غوطے لگا کر بھی یہ ہی گمان ہوگا کہ سر نہ دھلا۔

(۲) یہ کہ اس کی مانے تو نہیں مگر اس کے ساتھ بحث ونزاع میں مصروف ہو جائے۔ یہ بھی اس کے مقصد ناپاک کا حصول ہے کہ اس کی غرض تو یہ ہی تھی کہ یہ اپنی عبادت سے غافل ہو کر کسی دوسرے جھگڑے میں پڑ جائے اور پھر اس حیص بیص میں پڑ کر ممکن ہے کہ خبیث غالب آئے اور صورت ثانیہ صورت اولی کی طرف عود کر جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۳) لہٰذا نجات اسی تیسری صورت میں ہے جو ہمارے نبی کریم حکیم علیم رؤف رحیم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے تعلیم فرمائی۔ کو فوراً اتنا کہہ کر الگ ہو جاؤ کہ خبیث تو جھوٹا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ صرف اس معنی کا تصور کر لیا۔ کہ یہ کافی نہ ہوگا۔ بلکہ دل میں جمالے کہ ملعون تو جھوٹا ہے۔ یعنی پھر اس کی طرف التفات اور اس سے بحث کی کیا حاجت۔ (فتاوی رضویہ جدید ۱/۷۸۰)

عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم: اذا وجد احدكم فی بطنه شيأا فاشكل عليه، اخرج منه شیء ام لا، فلا يخرجن من المسجد حتی يسمع

صوتا او يجد ريحا۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۵۸ جلد اول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے پیٹ میں گڑبڑ محسوس کرے اور اس کو شک ہو کہ آیا اور اس سے کوئی چیز خارج ہوئی یا نہیں۔ تو وہ مسجد سے اس وقت تک نہ نکلے جب تک کہ آواز نہ سنے یا بو محسوس نہ کرے۔

سجدہ میں نیند: نقض وضو نہیں

☆ عن عبداللّٰه بن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم: ليس علی من نام ساجدا وضوء حتی يضطجع فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله۔

(مسند احمد صفحہ ۲۵۲ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو سجدہ میں سو گیا اس پر وضو نہیں جب تک کہ لیٹ نہ جائے۔ کیونکہ جب لیٹے گا تو جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔

☆ عن عبداللّٰه بن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم يسجد وينام وينفخ ثم يقوم فيصلی ولا يتوضأ فقلت له صليت ولم تتوضأ وقد نمت فقال: انما الوضوء علی من نام مضطجعا، فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۷ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں سو جاتے یہاں تک کہ خراٹوں کی آواز سنائی دیتی اس کے باوجود کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں فرماتے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں فرمایا کہ ابھی سو رہے تھے۔ فرمایا: وضو تو اس پر لازم ہے جو لیٹ کر سوئے گا اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جائیں گے۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: لا یجب الوضوء علی من نام جالسا او قائما او ساجدا حتی یضطجع جنبہ استرخت مفاصلہ۔ (السنن الکبرٰی للبیہقی صفحہ ۱۲۱ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس پر وضو واجب نہیں جو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر سجدہ کی حالت میں سوئے۔ جب تک کہ وہ اپنا پہلو زمین پر نہ رکھ دے۔ کیونکہ جب وہ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔

☆ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: لیس علی من نام قائما او قاعدا وضوء حتی یضطجع جنبہ الی الارض۔
(الکامل لابن عدی صفحہ ۳۶۸ جلد ۲)

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس پر وضو واجب نہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر سویا جب تک کہ وہ اپنا پہلو زمین سے ملا کر نہ لیٹے۔

☆ عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: کنت جالسا فی مسجد المدینۃ اخفق فاحتضننی رجل من خلفی فالتفت فاذا انا بالنبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فقلت: یا رسول اللّٰہ! وجب علی وضوء؟ قال: لا حتی تضع جنبک علی الارض۔
(السنن الکبرٰی للبیہقی صفحہ ۱۲۰ جلد اول)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا نیند کے غلبہ سے ڈول رہا تھا کہ پیچھے سے آکر مجھے کسی نے گود میں لے لیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

کیا مجھ پر وضو واجب ہو گیا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: نہیں جب تک تم اپنا پہلو زمین پر نہ رکھو۔

☆ عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا نام العبد فی سجودہ یباھی اللّٰہ تعالٰی بہ ملائکۃ فیقول: انظروا الی عبدی روحہ عندہ وجسدہ فی طاعتی۔ (جامع الاحادیث صفحہ ۲۸۲ جلد ۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ سجدہ میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فخریہ فرماتا ہے۔ میرے بندہ کو دیکھو اس کی روح تو اس کے پاس ہے اور اس کا جسم میری اطاعت میں مصروف ہے۔

اس پر فتاویٰ رضویہ میں ہے

"ظاہر ہے کہ بندہ کا جسم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اسی وقت ہوگا جبکہ اس کا وضو باقی ہو۔ صاحب اسرار نے اس حدیث کو مشہور قرار دیا ہے۔ نیز یہ کہ چستی باقی رہے اور یہ اسی وقت ہوگا جبکہ سجدہ مسنون ہیئت پر ہوا تو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے الگ ہو اور دونوں بانہیں زمین پر نہ ہوں اگر ایسا نہ ہوا چستی باقی نہیں رہے گی اور ساجد ایک طرف کو لڑھک جائے گا۔ تو اس صورت میں نیند ناقض وضو قرار دی جائے گی۔" (فتاویٰ رضویہ جدید ۱/۳۸۴)

انبیاء کرام علیہم السلام کی نیند ناقض وضو نہیں

عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ان عینی تنامان ولا ینام قلبی۔ (بخاری صفحہ ۱۵۴ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

اس کو علمائے کرام نے حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں شمار کیا۔

لیکن میرے نزدیک یہ خصوصیت امت کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام میں سے تو ہر نبی و رسول کی یہ ہی شان ہے۔

☆ عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: الانبياء تنام اعينهم ولا تنام قلوبهم.

(بخاری صفحہ ۵۰۴ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل نہیں سوتے۔

''یہاں یہ سوال باقی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے علاوہ اکابر امت میں سے کسی اور کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے؟

تو اس سلسلہ میں علامہ بحر العلوم ارکان اربعہ (ص ۸) میں فرماتے ہیں: اگر کسی شخص نے یہ کہا: کہ حضور اکرم ﷺ کے متبعین میں آپ کی اتباع کے باعث کچھ حضرات ایسے گزرے ہیں کہ نیند سے ان کا دل غافل نہیں ہوتا صرف ان کی آنکھیں غافل ہوتی ہیں۔ جیسے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور جو اولیاء کرام اس رتبہ تک پہنچے اگر چہ غوث اعظم کے مرتبہ کو نہ پہنچے تو ایسے شخص کا قول صحت وصواب سے بعید نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۱/۳۲۸)

مسواک کا بیان' اس کی اہمیت وتاکید

عن امیرالمؤمنین علی المرتضیٰ کرم الله تعالیٰ وجهه الکریم قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: طيبوا افواهكم بالسواك فانها طرق القرآن.(ابن ماجہ صفحہ ۲۵ جلد اول)

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: منہ مسواک کے ذریعہ صاف کرو کہ یہ قرآن کا راستہ ہیں۔

☆ عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله تعالى عنها قالت:

كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا دخل بيته بدأ بالسواك.

(مسلم صفحہ ۱۲۹ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب کاشانہ اقدس میں تشریف لاتے تو پہلے مسواک فرماتے۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں۔ لا جل السلام على اهله فان السلام اسم شريف فاستعمل السواك للاتيان به۔ یہ مسواک اپنے اہل پاک پر سلام فرمانے کے لئے تھی کہ سلام معظم نام ہے تو اس کے ادا کو مسواک فرماتے ﷺ۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹۰/۹)

☆ عن عبدالله بن حنظلة بن ابي عامر رضي الله تعالى عنه قال: ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم امر الوضوء عند كل صلوٰة فلما شق ذالك عليه امر بالسواك لكل صلوٰة (ابوداؤد صفحہ ۷ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کیلئے جدید وضو کا حکم فرمایا: لیکن جب حضور علیہ السلام نے اس میں دشواری محسوس کی تو ہر نماز کیلئے مسواک کا حکم فرمایا۔

☆ عن واثلة بن الاسقع رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: امرت بالسواك حتى خشيت ان يكتب علي.(مسند احمد صفحہ ۴۹۰ جلد ۳)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے مسواک کا حکم اتنا زیادہ ملا کہ مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں مسواک کرنا فرض ہی نہ قرار دے دیا جائے۔

☆ عن عبدالله بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رجع فتسوك ثم قام فصلى.

(مسلم صفحہ ۱۲۷ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوٹے (رفع حاجت وغیرہ سے) پھر مسواک کی پھر وضو فرمایا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

☆ عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله تعالٰى عنها قالت: ان النبي صلى الله تعالٰى عليه وسلم كان لا يرقد من ليل ولانهار فيستيقظ الا توسك قبل ان يتوضأ. (ابوداؤد صفحہ ۸ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خواہ دن میں بیدار ہوتے یا رات میں مگر وضو سے قبل مسواک فرماتے تھے۔

☆ عن ابی ایوب الانصاری رضی الله تعالٰی عنه قال: كان رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم اذا توضأ تمضمض واستنشق ثلاثا وادخل اصبعه في فمه. (مسند احمد صفحہ ۵۸۰ جلد ۳)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے تو کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے تین مرتبہ اور اپنی انگلی اپنے منہ میں ڈالتے تھے۔

☆ عن امير المؤمنين عثمان بن عفان رضي الله تعالٰى عنه انه اذا توضا يسوك فاه با صبعه. (جامع الاحادیث صفحہ ۲۸۶ جلد ۲)

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ وضو فرماتے تو اپنے منہ میں انگلی سے مسواک فرماتے۔

☆ عن ابی هريرة رضي الله تعالٰى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم: لو لا ان اشق على امتى لا مرتهم بالسواك مع كل صلوٰة او عند كل صلوٰة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت مشقت میں پڑ جائے گی تو میں ان کو ہر نماز

کے ساتھ یا ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔

(و في الباب عن زيد بن خالد وعن ام المؤمنين زينب بنت جحش، وعن ام المؤمنين ام حبيبة، وعن انس بن مالك، وعن العباس بن مطلب، وعن تمام بن العباس، وعن تمام بن قثم، وعن امير المؤمنين على المرتضى، وعن ابن عباس، وعن ابن عمر، وعن مكحول، وعن حسان بن عطية رضي الله تعالٰى عنهم اجمعين.)

☆ عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالٰى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم: اذا قام احدكم يصلي من الليل فليستك، فان احدكم اذا قرء في صلوته وضع ملك فاه على فيه ولا يخرج من فيه شيء الا دخل فم الملك.

(مسند احمد صفحہ ۲۳۲ جلد ۲، کنز العمال)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات کو نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو تو چاہئے کہ مسواک کرے۔ کیونکہ جب وہ اپنی نماز میں قرأت کرتا ہے۔ تو فرشتہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ لیتا ہے اور جو چیز اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ فرشتہ کے منہ میں داخل ہو جاتی ہے۔

☆ عن ابی ایوب الانصاری رضی الله تعالٰی عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم: ليس شيء اشد على الملكين من ان يريا بين اسنان صاحبهما وهو قائم يصلي.

(المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۱۷۷ جلد ۴)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دونوں فرشتوں پر اس سے زیادہ کوئی چیز گراں نہیں کہ وہ اپنے ساتھی کو

نماز پڑھتا دیکھیں اور اس کے دانتوں میں کھانے کے ریزے پھنسے ہوں۔

(و فی الباب عن علی المرتضیٰ، وعن عبداللّٰہ بن جعفر الطیار، عن الزہری مرسلا، وعن علی المرتضیٰ موقوفا، رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم۔)

غسل کا بیان

عن ابی جعفر قال لی جابر: اتانی ابن عمك یعرض بالحسن بن محمد بن الحنیفة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم قال: کیف الغسل من الجنابة فقلت: کان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم یا خذ ثلث اکف فیفضیھا علی راسه ثم یفیض علی سائر جسده فقال لی الحسن: انی رجل کثیر الشعر فقلت: کان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم اکثر منك شعرا۔ (بخاری صفحہ ۳۹ جلداول)

حضرت ابوجعفر سے روایت ہے کہ مجھ سے جابر نے کہا کہ تمہارے چچازاد آئے تھے۔ ان کا اشارہ حسن بن محمد بن حنیفہ کی طرف تھا۔ رضی اللہ عنہم۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ غسل جنابت کس طرح ہوتا ہے میں نے کہا: حضور اکرم ﷺ تین چلو پانی لے کر اپنے سر پر بہاتے تھے پھر باقی جسم پر پانی بہاتے تھے۔ تو حسن نے کہا: میرے بال گھنے ہیں۔ اس پر میں نے ان سے کہا: حضور کے بال تم سے زیادہ گھنے تھے۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: ان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم کان اذا اغتسل من الجنابة بدأ فغسل یدیه ثم یتوضأ کما یتوضأ للصلوٰة ثم یدخل اصابعه فی الماء فیخلل بھا اصول الشعر ثم یصب علی راسه ثلث غرف بیده ثم یفیض الماء علی جلده کله۔ (بخاری صفحہ ۳۹ جلداول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ

جب جنابت سے غسل فرماتے تو ہاتھوں سے شروع کرتے اور دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے۔ پھر اپنی انگلیاں پانی میں بھگو کر ان سے بالوں کا خلال فرماتے۔ پھر آپ اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ پانی ڈالتے پھر پانی تمام جسم پر بہاتے۔

☆ عن ام المؤمنین ام سلمة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: قلت یا رسول اللّٰہ! انی امراۃ اشد ضفر رأسی افانقضه بغسل الجنابة قال: لا، انما یکفیك ان تحثی علی راسك ثلث حثیات من ماء ثم تفیضی علی سائر جسدك الماء فتطھرین او قال فاذا انت قد تطھرت۔ (ترمذی صفحہ ۲۹ جلداول)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سر گندھواتی ہوں۔ تو کیا نہانے میں کھول دیا کروں۔ فرمایا: سر پر تین لپ پانی ڈال کر پورے جسم پر پانی بہا لیا کرو یہی تمہارے لئے کافی ہے۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم یتوضأ وضوءہ للصلوٰة ثم فیض علی رأسه ثلث مرار ونحن نفیض علی رؤسنا خمسا من اجل الضفر۔ (ابوداؤد صفحہ ۳۲ جلداول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل سے پہلے نماز کا سا وضو فرماتے پھر سر اقدس پر تین بار پانی بہاتے اور ہم بیبیاں سر گندھے ہوئے کی وجہ سے سروں پر پانچ بار پانی بہاتیں۔

☆ عن عبد بن عمیر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: بلغ عائشة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا ان عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما یامر النساء اذا اغتسلن، ان ینقضن رؤسھن فقالت: یاعجبا لابن عمر

هذا: يامر النساء اذا اغتسلن ان ينقضن رؤسهن، افلا يامرهن ان يحلقن رؤسهن، لقد كنت اغتسل انا ورسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من اناء واحد وما ازيد على ان افرغ على رأسي ثلاث أفراغات۔ (مسلم صفحہ ۱۵۰ جلد اول)

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دے رہے ہیں کہ جب وہ غسل کریں تو اپنے سر کھولیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا: مجھے تعجب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما پر۔ کہ غسل کے وقت وہ عورتوں کو اپنا سر کھولنے کا حکم دے رہے ہیں۔ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ عورتوں کو سر منڈانے کا حکم دیں۔ پھر فرماتی ہیں۔ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے اور میں اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتی (یعنی اپنے بال مبارک نہ کھولتیں)۔

غسل اور وضو کے پانی کی مقدار

☆ عن ابی جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: تمارینا فی الغسل عند جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال جابر: یکفی من الغسل من الجنابة صاع من ماء قلنا: ما یکفی صاع ولا صاعان قال جابر: قد کان یکفی من کان خیرا منکم واکثر شعرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (نسائی صفحہ ۲۹ جلد اول)

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ہمارے درمیان غسل کی بابت بحث چھڑ گئی۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غسل جنابت کے لئے ایک صاع پانی کافی ہے۔ ہم نے کہا: نہ ایک صاع کافی ہے اور نہ دو صاع۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مقدار ان کو تو کافی تھی جو تم سے بہتر اور جن کے بال تم سے زیادہ تھے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

☆ عن ابی اسحاق حدثنا ابوجعفر انه کان عند جابر بن

عبداللہ هو وابوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، وعندہ قوم فسالوہ عن الغسل فقال یکفیک صاع فقال رجل: ما یکفینی، فقال جابر: کان یکفی من هو اوفی منک شعرا وخیرا منک ثم امنا فی ثوب۔ (بخاری صفحہ ۳۹ جلد اول)

حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ ان کے پاس کچھ اور لوگ بھی تھے۔ انہوں نے آپ سے غسل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تمہیں ایک صاع کافی ہے۔ تو ایک شخص نے کہا: مجھے ایک صاع کافی نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ایک صاع ان کو تو کافی تھا جن کے بال بھی تم سے زیادہ تھے اور تم سے بہتر بھی تھے۔ پھر انہوں نے ایک کپڑا پہن کر ہماری امامت فرمائی۔

عمدۃ القاری میں فرمایا: مسند ابی اسحاق بن راہویہ میں ہے کہ سائل خود حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اور قال رجل سے مراد حسن ابن محمد بن علی بن ابی طالب تھے جن کے والد ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور تھے یہی بات قسطلانی نے بھی کہی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ۱/۶۴۳)

☆ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغتسل بالصاع الی خمسة امداد ویتوضأ بالمد۔ (بخاری صفحہ ۳۳ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع سے پانچ مد تک غسل فرماتے تھے، اور ایک مد پانی سے وضو فرماتے تھے۔

صاع ایک پیمانہ ہے چار مد کا۔ اور مد کہ اسی کو من بھی کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک دو رطل ہے۔ اور ایک رطل شرعی یہاں کے روپے سے چھتیس روپے بھر۔ کہ رطل بیس استار ہے اور استار ساڑھے چار مثقال ہے اور مثقال ساڑھے چار ماشہ۔ اور انگریزی روپیہ سوا گیارہ ماشہ۔ یعنی ڈھائی مثقال۔ تو رطل شرعی کہ نوے مثقال ہوا۔ ڈھائی پر تقسیم کئے سے چھتیس

آئے تو صاع کہ ہمارے نزدیک آٹھ رطل ہے۔ دوسو اٹھاسی روپے بھر ہوا۔ رام پور کے سیر سے کہ چھیانوے روپے بھر کا ہے پورا تین سیر ہوا اور مد تین پاؤ۔

امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک صاع پانچ رطل اور ایک ثلث رطل کا ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ چار مد کا ایک صاع ہے۔ تو ان کے نزدیک مد ایک رطل اور ایک ثلث رطل ہوا یعنی رامپوری سیر سے آدھا سیر اور صاع دو سیر کا ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۱/۵۷۹)

☆ عن عائشة الصديقة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع.

(ابو داؤد صفحہ ۱۳ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد پانی سے وضو فرماتے اور ایک صاع پانی سے غسل۔

☆ عن ام عمارة رضي الله تعالى عنها قالت: ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم توضأ فاتي باناء فيه ماء قدر ثلثي المد

(نسائی صفحہ ۲۴ جلد اول)

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وضو فرمانا چاہا تو ایک برتن حاضر لایا گیا جس میں دو تہائی مد کی مقدار میں پانی تھا۔

☆ عن ام عمارة رضي الله تعالى عنها قالت: ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم توضأ بثلث مد. (المستدرک للحاکم صفحہ ۱۶۱ جلد اول)

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ ایک تہائی مد سے وضو فرمایا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''احادیث سے ثابت ہے کہ وضو میں عادت کریمہ تثلیث تھی۔ یعنی ہر عضو تین بار دھونا اور کبھی دو بار بھی دھوتے اور کبھی ایک بار دھونے پر بھی قناعت فرمائی۔ غالباً جب ایک ایک

بار اعضاء کریمہ دھوئے تو تہائی مد پانی خرچ ہوا۔ دو بار میں دو تہائی۔ اور تین بار دھونے میں پورا خرچ ہوتا تھا۔

اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ ام عمارہ کی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے دو تہائی مد سے وضو فرمایا۔

اس میں تو صرف یہ ہے کہ آپ کے پاس برتن میں دو تہائی مد پانی لایا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی غرض اس سے صرف اس مقدار کا بیان ہے جو وضو کے لئے کافی ہے۔ ورنہ پانی کی مقدار اور برتن کا ذکر بے فائدہ ہوگا۔ علاوہ ازیں انہوں نے یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ حضور سید عالم ﷺ نے زیادہ پانی طلب فرمایا۔ اس لئے سیاق کلام سے معلوم ہوا کہ آپ نے اسی پانی پر اکتفاء فرمایا۔

بالجملہ وضو میں کم سے کم تہائی مد اور زیادہ سے زیادہ ایک مد کی حدیثیں آئی ہیں۔ البتہ ایک حدیث ان کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ۱/۵۸۲)

☆ عن ربيع بنت معوذ رضي الله تعالى عنها قالت: وضأت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في الاناء نحو من هذا الاناء وهي تشير الى ركوة تأخذ مدا او ثلثا. (السنن سعید بن منصور)

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس تربن کی طرح کے برتن سے وضو کرایا۔ انہوں نے چمڑے کے ایک چھوٹے برتن کی طرف اشارہ کیا جس میں ایک مد۔ یا ایک مد اور تہائی مد پانی آ سکتا تھا۔

حالت جنابت واحتلام کا بیان

عن امير المؤمنين علي المرتضى كرم الله تعالى وجهه الكريم قال: ان تحت كل شعرة جنابة، ثم قال: ومن ثم عاديت رأسي، من ثم عاديت رأسي. (مشكوة)

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ہر بال کی

جڑ میں نجاست حکمی ہے۔ پھر فرمایا: اسی لئے میں نے اپنے سر سے دشمنی کر لی۔
اسی لئے میں نے اپنے سر سے دشمنی کر لی۔

☆ عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم عن الرجل یجد البلل ولا یتذکر احتلاما، قال صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یغتسل، وعن الرجل الذی یری انہ قد احتلم ولا یجد بللا قال: لا غسل علیہ۔ (ابوداؤد صفحہ ۳۱ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کی بابت دریافت کیا گیا جو تری تو دیکھے لیکن اس کو احتلام یاد نہ ہو تو حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ غسل کرے گا اور اس شخص کی بابت دریافت کیا گیا جو سمجھتا ہو کہ احتلام ہوا اور وہ تری محسوس نہ کرے تو آپ نے فرمایا: اس پر غسل نہیں۔

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: لما سألتہ ام سلیم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا یا رسول اللّٰہ! ان اللّٰہ لا یستحی من الحق فہل علی المرأۃ من غسل اذا احتلمت، قال: نعم اذا رأت الماء۔

(بخاری صفحہ ۴۲ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا، یا رسول اللہ! بے شک اللہ تعالیٰ حق سے حیا نہیں فرماتا۔ کیا احتلام کی صورت میں عورت پر بھی غسل ہے جبکہ وہ قطعی طور پر پانی دیکھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: ہاں جب بھی تری دیکھے۔

اس حدیث میں دیکھنے سے مراد آنکھ سے دیکھنا مراد نہیں بلکہ رویت علمیہ اور ظن غالب مراد ہے۔ یہ ہی چیز علم فقہ میں معروف ہے اور خروج ہی انزال میں مظنون ہوتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منی کا نہ دیکھنا اور اس کو نہ چھونا اس ظن کے منافی ہے۔ اہل

لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علم اور رویت حقیقی طور پر علم کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ جدید ۱/۵۴۲)

عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لقیہ وہو جنب قال: فانخنست فاغتسلت ثم جئت فقال: این کنت او این ذہبت، قلت: انی کنت جنبا، قال: ان المؤمن لا ینجس۔ (جامع الاحادیث صفحہ ۳۱۲ جلد ۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے میری حالت جنابت میں ملاقات ہوئی تو میں موقع پا کر آہستہ سے کھسک آیا اور غسل کر کے واپس خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا: کہاں تھے۔ میں نے عرض کیا: میں جنبی تھا۔ فرمایا: مومن درحقیقت کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔

نماز وتر کا بیان

اصطلاح شرع میں وتر اس طاق نماز کو کہتے ہیں جو عشاء کی نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ وتر کے معنی طاق کے ہیں نماز وتر چونکہ تین رکعات ہے اور تین کا عدد طاق ہے اس لئے اس نماز کو وتر کہتے ہیں۔

☆ عن عبداللّٰہ بن بریدۃ عن ابیہ قال، سمعت رسول اللّٰہ یقول الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا، الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا۔

(ابوداؤد شریف صفحہ ۲۰۱۔ جلد اول۔ مستدرک حاکم صفحہ ۳۰۵ جلد اول)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اجعلوا اخر صلوتکم باللیل وترا۔ (بخاری، مسلم صفحہ ۲۵۷ جلد اول)

رات میں اپنی آخر نماز وتر رکھو۔

نماز وتر کے بعد دو رکعت نفل

☆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیھما بعد الوتر وھو جالس یقرا فیھما اذا زلزلت وقل یا ایھا الکفرون۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۱۳)

☆ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا فرماتے تھے دونوں میں اذا زلزلت اور قل یا ایھا الکفرون الخ پڑھتے تھے۔

☆ ابن ماجہ میں یہ روایت ہے خفیفتین وھو جالس۔ (ابن ماجہ صفحہ ۸۵)
دو ہلکی رکعتیں بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔

☆ عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین۔ (ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۶۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں ادا فرماتے تھے۔

☆ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن وترہ او نسیہ فلیصلہ اذا اصبح او ذکرہ۔ (مستدرک حاکم ۳۰۲ جلد اول)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کوئی وتر سے سو گیا یا بھول گیا تو جب صبح ہو جائے یا جب اسے یاد آئے اسے پڑھ لے۔

عن خارجۃ بن حذافۃ العدوی قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیھۃ وسلم فقال ان اللہ قد امدکم بصلوۃ ھی خیر لکم من حمر النعم وھی الوتر۔ (ابوداؤد شریف صفحہ ۲۰۱ جلد اول، ترمذی شریف صفحہ ۹۱)

حضرت خارجہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے

اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں امداد پہنچائی ہے یا تمہارے لئے ایک نماز زائد کی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے۔

☆ عن وبرۃ قال سالت بن عمر عن رجل اصبح ولم یوتر قال ارایت لو نمت عن الفجر حتی تطلع الشمس الیس کنت تصلی کانہ یقول یوتر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۰ جلد دوم)

حضرت وبرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا اگر کوئی شخص سوتے سوتے صبح کر دے اور اس نے وتر نہ پڑھے ہوں تو وہ کیا کرے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تم صبح کی نماز سے سو جاؤ، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے تو کیا تم صبح کی نماز پڑھو گے؟ گویا کہ انہوں نے کہا جیسے صبح کی نماز پڑھتے ہو اسی طرح وتر بھی قضا پڑھو۔

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نماز وتر واجب ہے اور قضا صرف فرض یا واجب کی ہوتی ہے نفل کی نہیں۔

قنوت نازلہ کی احادیث

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یقنت فی الصبح الا ان یدعو لقوم او علی قوم۔ (مرقات صفحہ ۱۸۲ جلد ۳)

حضور علیہ السلام نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لئے ان کے فائدے یا نقصان کی دعا فرماتے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یقنت الا دعا لقوم او دعا علی قوم۔ (مرقاۃ المفاتیح للقاری صفحہ ۱۸۲ جلد ۳)

(اس میں صبح کی نماز کا ذکر نہیں ہے ترجمہ وہی ہے جو اوپر والی حدیث میں گزرا)

اس سے معلوم ہوا کہ قنوت نازلہ مصیبت کے وقت کے ساتھ خاص ہے۔ چاہے وہ غلبۂ کفار ہو یا رفع طاعون، رفع وبا اور زوال قحط کے لئے ہو دعا لقوم کے اطلاق میں یہ ساری باتیں آتی ہیں۔ نیز مسلمانوں کا نفع بھی اس میں شامل ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے)

☆ حضرت انس ؓ سے روایت ہے

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قنت شھرا یدعو علی رعل وذکوان۔ (بخاری صفحہ ۵۸۷ جلد ۲)

حضور علیہ السلام نے قنوت پڑھتے ہوئے قبیلہ رعل وذکوان کے خلاف ایک ماہ تک دعا فرمائی۔

☆ انہی سے روایت ہے

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قنت شھرا یدعو علی احیاء من احیاء العرب ثم ترکہ۔ (مسلم صفحہ ۲۳۷ جلد اول)

حضور علیہ السلام نے ایک ماہ تک دعائے قنوت کے ساتھ عرب کے کچھ قبیلوں کے خلاف دعائے ہلاکت فرمائی۔

☆ انہی سے روایت ہے

قنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم شھرا بعد الرکوع فی صلوٰۃ الصبح یدعو علی رعل وذکوان ویقول عصیۃ عصت اللّٰہ ورسولہ۔ (مسلم صفحہ ۲۳۷ جلد اول)

حضور علیہ السلام نے ایک مہینہ فجر کی نماز میں رکوع کے بعد رعل وذکوان کے خلاف قنوت کے ذریعے بددعا کی اور فرمایا ''قبیلہ 'عصیہ'' نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

☆ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے رکوع کے بعد سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہنے پر قنوت پڑھی اور قنوت میں یہ پڑھا۔

اللھم نج الولید اللھم نج مسلمۃ بن ھشام اللھم نج عیاش بن ربیعہ اللھم نج المستضعفین من المؤمنین اللھم اشدد وطأتک علی مضر اللھم اجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف۔

اے اللہ ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ربیعہ اور کمزور اہل ایمان کو نجات دے اور ''مضر'' پر اپنی پکڑ سخت کر دے ان پر یوسف علیہ السلام کے دور والا قحط مسلط کر دے۔

قال ابوھریرۃ ثم رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ترک الدعاء بعد فقلت اری رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد ترک الدعا لھم قال فقیل ما تراھم قد قدموا۔ (مسلم شریف صفحہ ۲۳۷ جلد اول)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے قنوت چھوڑ دی ہے تو میں نے دل میں کہا: حضور علیہ السلام نے قنوت چھوڑ دی، تو لوگوں نے کہا: دیکھتے نہیں ہو کہ جن کے لئے حضور دعا کرتے تھے وہ آ گئے ہیں۔

(ان تمام احادیث سے قنوت نازلہ پر ہمیشگی ثابت نہیں ہوتی اور بعض دیگر احادیث میں لم یزل یقنت فی الصبح حتی فارق الدنیا کے الفاظ ہیں ان کو بھی وقت نزول شدائد دوام پر محمول کیا جائے گا۔ اس کا مشروع ہونا احناف کے ہاں بھی مصرح ہے۔ دیکھئے اشباہ، درمختار، بحر الرائق، غایت، ملتقط، سراج وہاج، شرح نقایہ، فتح القدیر وغیرھا)

نماز وتر تین رکعات ہیں

☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے

انہ سال عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا کیف کان صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ما کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعا

Scanned with CamScanner

فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ثم يصلي ثلاثاً۔

(بخاری شریف صفحہ ۱۵۴ جلد اول، مسلم شریف صفحہ ۲۵۴ جلد اول، ابوداؤد شریف صفحہ ۲۰۵ جلد اول، نسائی شریف صفحہ ۲۴۸ جلد اول)

انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا "رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے پس کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں پھر چار رکعت پڑھتے پس کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے۔

اس حدیث مبارکہ میں چار چار ملا کر آٹھ رکعت نماز تہجد کا ذکر ہے اور تین رکعات وتر جسے آخر میں ثم یصلی ثلاثا (پھر تین رکعت پڑھتے تھے) سے بیان کیا۔

امام نسائی یہ حدیث باب کیف الوتر ثلاثا (تین رکعت وتر کیسے ہوگی) کے تحت لائے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان المبارک ہو یا غیر رمضان ہمیشہ نبی مکرم ﷺ کا معمول تین ہی رکعت وتر کا تھا۔ خیال رہے نماز تہجد کی مذکورہ آٹھ رکعات کو بعض لوگوں کا تراویح کہنا اس لئے غلط ہے کہ حدیث شریف کی تصریح کے مطابق رمضان کے علاوہ حضور ﷺ اتنی ہی رکعات پڑھا کرتے تھے اور تراویح کا تعلق صرف ماہ رمضان کے ساتھ ہے۔

☆ عن محمد بن علي عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قام من الليل فاستاك ثم صلى ركعتين ثم نام ثم قام فاستاك ثم توضا فصلى ركعتين حتى صلى ستاً ثم اوتر بثلاث وصلى ركعتين۔ (مسلم شریف صفحہ ۲۶۱ جلد اول، نسائی شریف صفحہ ۲۴۹ جلد اول)

محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد سے، وہ اپنے والد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے، پس آپ

نے مسواک کی پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر سو گئے، پھر اٹھے مسواک کی اور دو رکعت نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ اسی طرح چھ رکعتیں پڑھیں پھر تین رکعت وتر پڑھی۔

☆ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کیف الوتر بثلاث (تین رکعات وتر کیسے پڑھی جائے؟) کا باب قائم کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی ایک دوسری روایت یوں نقل کی ہے۔

عن سعد بن هشام ان عائشة حدثته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يسلم في ركعتي الوتر۔ (نسائی شریف صفحہ ۲۴۸ جلد اول)

سعد بن ہشام سے مروی ہے کہ ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہی روایت مستدرک حاکم میں ان الفاظ میں ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسلم في الركعتين الأوليين من الوتر۔ (مستدرک حاکم صفحہ ۳۰۴ جلد اول)

رسول اللہ ﷺ وتر کی شروع کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

احادیث مبارکہ میں یہ تفصیل بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعتوں میں کون سی سورت کس رکعت میں پڑھتے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

☆ عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث يقرأ في الاولى سبح اسم ربك الاعلى وفي الثانية قل يايها الكفرون وفي الثالثة قل هو الله احد

(ترمذی شریف صفحہ ۶۱ جلد اول، نسائی شریف ۲۴۹ جلد اول، ابن ماجہ صفحہ ۸۳)

سعید ابن جبیر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلى پڑھتے دوسری میں قل یایها الکفرون تیسری میں قل هو الله احد

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم عام طور پر نماز وتر تہجد کے ساتھ پڑھتے تھے، یعنی عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتے، پھر اٹھتے تو تہجد اور وتر ساتھ ساتھ پڑھتے اور نماز تہجد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف احوال وواقعات میں مختلف رکعتوں کے ساتھ پڑھی ہے کبھی چار، کبھی چھ، کبھی آٹھ، کبھی دس، لہٰذا وتر شامل کرنے سے یہ رکعتیں کبھی سات بنتی ہیں کبھی نو کبھی گیارہ کبھی تیرہ۔

☆ عن عبداللّٰہ ابن ابی قیس قال سالت عائشة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا بکم کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوتر قالت باربع وثلاث وست وثلاث وثمان وثلاث ولم یکن یوتر باکثر من ثلث عشرة ولا انقص من سبع۔ (ابوداؤد شریف صفحہ ۱۹۳ جلد اول)

عبداللہ بن ابی قیس سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھتے تھے؟ فرمایا چار اور تین کے ساتھ، چھ اور تین کے ساتھ آٹھ اور تین کے ساتھ اور آپ کی وتر کی رکعتیں نہ تیرہ سے زیادہ ہوتیں اور سات سے کم۔

مندرجہ بالا حدیث مبارک میں تہجد اور وتر دونوں کو ملا کر وتر کہا گیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موقع کی مناسبت اور حالات کے اعتبار سے نماز تہجد کی رکعتوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی مگر نماز وتر تین کی تین ہی رہتی تھیں اس میں کمی بیشی نہ ہوتی تھی۔

نماز وتر ادا کرنے کا طریقہ

نماز وتر ادا کرنے کا طریقہ تھوڑے سے فرق کے ساتھ وہی ہے جو نماز مغرب کا ہے یعنی دو رکعت پر تشہد کے لئے بیٹھ جائیں، اس کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں۔ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنے اور سورہ ملانے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائیں پھر ہاتھ باندھ لیں اور اب دعائے قنوت پڑھیں۔ دعائے قنوت کے بعد رکوع، سجدہ، قعدہ اخیرہ دیگر نمازوں کی طرح ادا کر کے نماز سلام پھیر کر ختم کر دیں۔ نماز وتر ادا کرنے کا یہ طریقہ احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الوتر ثلاث کثلاث المغرب۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۲۴۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وتر تین رکعات ہے۔ مغرب کی تین رکعتوں کی طرح۔

☆ ان عائشة حدثته، ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر۔ (نسائی شریف صفحہ ۲۴۸ جلد اول)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

مؤطا امام محمد صفحہ ۱۵۰ اور مستدرک حاکم جلد اول صفحہ ۳۰۴ پر اسی قسم کی احادیث موجود ہیں۔

☆ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

الوتر کصلوٰۃ المغرب۔ (مؤطا امام محمد صفحہ ۱۵۰)

وتر، نماز مغرب کی طرح ہے۔

☆ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کان ابی بن کعب رضی اللّٰہ عنہ یوتر بثلاث یسلم فی الثالثة مثل المغرب۔ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲۹ جلد سوم)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے اور نماز مغرب کی طرح سلام تیسری رکعت میں ہی پھیرتے تھے۔

☆ ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے

الوتر مثل صلوٰۃ المغرب غیر انا نقرا فی الثالثة۔

(طحاوی شریف صفحہ ۱۴۳ جلد اول)

وتر نماز مغرب کی طرح ہے مگر یہ کہ ہم وتر کی تیسری رکعت میں بھی قرأت کرتے ہیں۔ یعنی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ وغیرہ ملاتے ہیں جب کہ نماز مغرب میں ایسا نہیں۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔

وکان یقول فی کل رکعتین التحیة (مسلم شریف صفحہ ۱۹۴ جلد اول)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت میں ''التحیات'' ہے۔

سنن ونوافل کا بیان

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

الصلوٰۃ مثنٰی مثنٰی تشهد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتمسکن وتقنع یدیك تقول ترفعهما الی ربك مستقبلا ببطونهما وجهك وتقول یا رب یا رب من لم یفعل ذلك فهی کذا کذا۔

(ترمذی صفحہ ۵۰ جلد اول)

نفل نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت پر التحیات اور خضوع، زاری اور تذلل ہے پھر سلام کے بعد اپنے رب کی طرف ہاتھ اٹھا اور ہتھیلیاں چہرے کے مقابل کر کے عرض کر اے میرے رب، اے میرے رب جو ایسا نہ کرے وہ ایسا ایسا یعنی ناقص ہے۔

نوافل وسنن گھر میں پڑھنا افضل ہے

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

علیکم بالصلوٰۃ فی بیوتکم فان خیر صلوٰۃ المرء فی بیته الا المکتوبة۔ (بخاری صفحہ ۱۵۸ جلد اول)

تم گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ مرد کا گھر میں نماز پڑھنا ہی افضل ہے۔

☆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

رایت الناس فی زمن عمر بن الخطاب اذا انصرفوا من المغرب انصرفوا جمیعاً حتی لا یبقی فی المسجد احد کانهم لا یصلون بعد المغرب حتی یصیرون الی اهلیهم۔

(فتح القدیر لابن ہمام باب ادراک الفریضة)

میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگوں کو دیکھا کہ مغرب کے فرض باجماعت پڑھ کر اپنے گھروں کو لوٹ جاتے اور کوئی بھی مسجد میں نہ رہتا گویا کہ کوئی نماز ادا کرتا ہی نہ تھا (یعنی گھر جا کر نوافل وسنن ادا کرتے)

☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام بنو عبد الاشہل کی مسجد میں تشریف لائے۔ آپ نے نماز مغرب ادا فرمائی اور بعد میں لوگوں کو مسجد میں نوافل پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا ھذہ صلوٰۃ البیوت۔ یہ گھروں کی نماز ہے۔ (جامع الاحادیث صفحہ ۵۸۲ جلد ۲)

☆ حضرت عبداللہ بن شقیق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرماتے ہیں۔

کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یصلی المغرب ثم یرجع الی بیتی فیصلی رکعتین۔ (ابن ماجہ صفحہ ۸۳ جلد اول)

حضور علیہ السلام مغرب کی نماز (باجماعت) ادا فرمانے کے بعد میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت ادا فرماتے۔

☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہمارے پاس قبیلہ بنو عبد الاشہل میں تشریف لائے ہمیں ہماری مسجد میں مغرب کی نماز پڑھائی اور پھر فرمایا

ارکعوا ھاتین الرکعتین فی بیوتکم۔ (ابن ماجہ صفحہ ۸۳ جلد اول)

ان دو رکعات (سنت مغرب) کو گھروں میں ادا کیا کرو۔

انہی سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صلوٰۃ المرء فی بیته افضل من صلوته فی مسجدی هذا الا المکتوبة۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۴۹ جلد اول)

مرد کے لئے گھر میں نوافل ادا کرنا میری اس مسجد (نبوی) میں ادا کرنے سے

بہت بہتر ہے۔

اگر کبھی حضور علیہ السلام نے مسجد میں نوافل ادا فرمائے ہیں تو یہ کسی عذر کے سبب تھا اور ترک احیاناً منافیٔ سنت و استحباب نہیں بلکہ اس کا مؤکد ہے کیونکہ مواظبت عند المحققین وجوب کی علامت ہے۔

افضل طریقہ اگرچہ یہی ہے کہ سنن و نوافل گھر میں ادا ہوں لیکن جس کو یہ وثوق نہ ہو کہ گھر میں جا کر پڑھ سکے گا بوجہ دیگر امور میں مصروفیت و مشغولیت کے یا لوگ طعن کریں گے کہ یہ تارک سنن و نوافل ہے یا گھر میں اطمینان سے نہیں پڑھ سکتا تو مسجد میں ہی پڑھ لے جیسا کہ آج کل عام یہی ہے اور فقہی اصول ہے۔

الخروج عن العادۃ شهرة ومكروه

معمول کے خلاف کرنا شہرت و مکروہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم صفحہ ۴۵۹ جلد ۳، جدید صفحہ ۴۱۶ جلد ۷ ملخصاً)

پانچوں نمازوں میں سنتوں کی تعداد

حضرت عبداللہ بن شقیق بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ السلام کے نوافل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: حضور علیہ السلام میرے حجرے میں ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعات پڑھتے پھر لوگوں کو نماز پڑھا کر تشریف لاتے اور دو رکعت ادا فرماتے اور مغرب میں جماعت کے بعد حجرے میں تشریف لا کر دو رکعت ادا فرماتے اور عشاء کی جماعت کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔ رات کو نو رکعات ادا فرماتے ان میں وتر بھی ہوتے اور رات کو کبھی دیر تک قیام فرماتے اور کبھی بیٹھ کر نوافل ادا کرتے لیکن جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع و سجود بھی کھڑے ہو کر کرتے تھے اور جب بیٹھ کر شروع فرماتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھنے کے انداز کا ہوتا اور جب صبح صادق ہو جاتی تو دو رکعت گھر میں پڑھتے۔

جہاں فرض ادا کئے ہیں وہاں سے ہٹ کر نوافل ادا کریں

☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

لا يصلي الامام في مقامه الذي صلى فيه المكتوبة حتى يتنحى عنه۔ (ابوداؤد صفحہ ۹۱ جلد اول)

امام نے جس جگہ فرض ادا کئے ہیں اس جگہ سے ہٹ کر نوافل ادا کرے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

ايعجز احدكم ان يتقدم او يتأخر او عن يمينه او عن شماله في الصلوٰة يعني السبحه۔ (ابن ماجہ)

کیا تم میں سے کوئی اس بات سے تھک جائے گا کہ نماز سے فارغ ہو کر آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہٹ کر نوافل ادا کرے۔

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ فرضوں والی جگہ پہ نوافل ہوتے ہی نہیں کیونکہ حضرت نافع بیان فرماتے ہیں کہ

كان عبدالله بن عمر رضي الله عنهما يصلي في مكانه الذي صلى فيه الفريضة وفعله القاسم۔ (بخاری صفحہ ۱۱۷ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرض پڑھنے کے مقام پر ہی سنن و نوافل ادا کر لیا کرتے تھے اور حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا۔

فجر کی سنتیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کا معمول کچھ اس طرح کا تھا

يصلي ثلاث عشرة ركعة يصلي ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلي ركعتين وهو جالس فاذا اراد ان يركع قام فركع ثم يصلي ركعتين بين النداء والاقامة من صلوٰة الصبح۔ (بخاری صفحہ ۱۵۴ جلد اول)

تیرہ رکعات نماز ادا فرماتے جن میں سے آٹھ رکعات تو قیام اللیل (تہجد) کی ہوتیں اور تین وتر ہوتے پھر دو رکعتیں وتر کے بعد والے نوافل بیٹھ کر پڑھتے لیکن رکوع کے وقت کھڑے ہو جاتے پھر دو رکعتیں فجر کی اذان و اقامت کے درمیان (صبح کی سنتیں) ادا فرماتے۔

آپ (رضی اللہ عنہا) ہی سے روایت ہے۔

لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی شئی من النوافل اشد تعاهدا منه علی رکعتی الفجر۔ (ابی داؤد صفحہ ۱۷۵ جلد اول)

آپ (ﷺ) نفلی نمازوں میں سے سب سے زیادہ فجر کی سنتوں کی حفاظت فرماتے۔

سورج نکلنے کے بعد بھی فجر کی سنتیں پڑھی جائیں گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلهما بعد ما تطلع الشمس۔

(ترمذی صفحہ ۵۷ جلد اول)

جس نے صبح کی سنتیں نہ پڑھی ہوں وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔

فجر کی سنتیں جماعت کے وقت بھی پڑھی جا سکتی ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دن مسجد میں اس وقت تشریف لائے جبکہ فجر کی جماعت ہو رہی تھی اور انہوں نے ابھی فجر کی سنتیں ادا نہ کی تھیں۔

فصلاها فی حجرة حفصة رضی اللہ عنها ثم انه صلی مع الامام۔

(شرح معانی الآثار)

آپ حجرۂ حفصہ رضی اللہ عنہا میں جا کر پہلے سنتیں ادا کیں پھر امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو گئے۔

نوافل بیٹھ کر پڑھنے پر نصف ثواب

☆ عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: من صلی قائما فھو افضل ومن صلی قاعدا فله نصف اجر القائم۔ (بخاری صفحہ ۱۵۰ جلد اول)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو بہتر اور جو بیٹھ کر نماز پڑھے اسے کھڑے ہونے والے کی بہ نسبت نصف ثواب ملتا ہے۔

☆ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنهما قال: حدثت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال: صلوة الرجل قاعدا نصف الصلوة، قال: فاتیته فوجدته یصلی جالسا فوضعت یدی علی راسه، فقال مالك یا عبد اللہ بن عمرو، قلت حدثت یا رسول اللہ! انك قلت: صلوة الرجل قاعدا علی نصف الصلوة وانت تصلی قاعدا، قال: اجل، ولکنی لست کاحد منکم۔

(مسلم صفحہ ۲۵۳ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے، میں ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے ہیں، میں نے حضور علیہ السلام کے سر مبارک پر ہاتھ رکھا، فرمایا: اے عبداللہ! کیا بات ہے؟ عرض کی: حضور کو فرماتے سنا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور حضور خود بیٹھ کر ادا فرما رہے ہیں، فرمایا: ہاں، لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔

سر انور پر ہاتھ اس خیال سے رکھا کہ شاید بخار ہو جس کے سبب بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ تو فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں۔ یعنی میرے لئے پورا کامل واکمل ثواب ہے۔ یہ میرے لئے خصوصیت وفضل رب الارباب ہے۔) (فتاوی رضویہ ۳/۴۶۹)

سنن ونوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہیں

☆ عن ابی امامة الباهلی رضی اللہ تعالی عنه قال: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان یصلیهما بعد الوتر وهو جالس۔ (مسند احمد صفحہ ۲۵۴ جلد ۶)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں کے بعد

بیٹھ کر دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

☆ عن زرارة بن اوفى رضى الله تعالىٰ عنه ان سعد بن هشام بن عامر رضى الله تعالىٰ عنه ان يغزو فى سبيل الله فقدم المدينة فارادان يبيع عقار اله بها فيجعله فى السلاح والكراع ويجاهد الروم حتى يموت. فلما قدم المدينة لقى انا سا من اهل المدينة فنهوه عن ذلك واخبره ان رهطاً ستة ارادوا ذلك فى حياة نبى الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فنها هم نبى الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وقال: اليس لكم فى اسوة؟ فلما حدثوه بذلك راجع امراته وقد كان طلقها واشهد على رجعتها، فاتى ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما فساله عن وتر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال ابن عباس الا ادلك على اعلم اهل الارض بوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من، قال: عائشة، فاتها فسلها ثم ائتنى فاخبرنى بردها عليك، فانطلقت اليها فاتيت على حكيم بن افلح فاستلحقته اليها فقال: ما انا بقاربها، لانى نهيتها ان تقول فى هاتين الشيعتين شيئاً فابت فيهما الامضيا، قال فاقسمت عليه فجاء فانطلقنا الى عائشة: فاستاذنا عليها فاذنت لنا، فدخلنا عليها فقالت: احكيم فعرفته فقال: نعم، فترحمت عليه وقالت خيرا، قال قتادة: وكان اصيب يوم احد، فقلت: يا ام المؤمنين! انبئنى عن خلق رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قالت: الست تقرء القرآن، قلت: بلى؟ قالت: فان خلق نبى الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان القرآن، قال: فهمت ان اقوم ولا اسال احدا عن شئى حتى اموت، ثم بدالى فقلت: انبئنى عن قيام رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقالت: الست تقرءا يا ايها

المزمل، قلت بلى؟ قالت فان الله عزجل افترض قيام الليل فى اول هذه السورة فقام نبى الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم واصحابه حولا وامسك الله خاتمتها اثنى عشر شهرا فى السماء حتى انزل الله فى اخر هذه السورة التخفيف فصار قيام الليل تطوعا بعد فريضة قال: قلت يا ام المؤمنين! انبئنى عن وتر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقالت: كنا نعد له سواكه وطهوره فيبعثه الله ماشاء ان يبعثه من الليل، فيستوك ويتوضا ويصلى تسع ركعات لا يجلس فيها الا فى الثامنة فيذكر الله بحمده ويدعوه ثم ينهض ولا يسلم ثم يقوم فيصلى التاسعه ثم يقعد فيذكر الله بحمده ويدعوه ثم يسلم تسليما يسمعنا ثم يصلى ركعتين بعد ما يسلم وهو قاعد فتلك احدى عشرة ركعة يا بنى فلما اسن رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذه اللحم اوتر بسبع وصنع فى الركعتين مثل صنعه اول فتلك تسع يا بنى! وكان نبى الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا صلى صلوٰة احب ان يداوم عليه وكان اذا غلبه نوم او وجع عن قيام الليل صلى من النهار ثنتى عشر ركعة ولا اعلم نبى الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قرا القرآن كله فى ليلة ولا صلى ليلة الى الصبح ولا صام شهرا كاملا غير رمضان، قال: فانطلقت الى ابن عباس فحدثته بحديثها فقال: صدقت، لو كنت اقربها او ادخل عليها لا تيتها حتى تشا فهنى به، قال: فقلت: لو علمت انك لا تدخل عليها ما حدثتك حديثها۔ (مسلم صفحہ ۲۵۶ جلد اول)

حضرت زراہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ نے جہاد کا ارادہ کیا تو مدینہ اس لئے آئے کہ یہاں کی جائیداد

فروخت کردیں اور اس سے ہتھیار اور گھوڑے خریدیں اور پھر نصاریٰ سے جہاد کیلئے جائیں یہاں تک کہ شہید ہو جائیں۔ مدینہ میں چند حضرات سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے تارک دنیا ہونے سے منع کیا اور بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اس طرح کا ارادہ چھ حضرات نے کیا تھا تو حضور نے منع فرما دیا اور فرمایا: کیا تمہارے لئے میری ذات میں بہترین نمونہ عمل نہیں۔ یہ سن کر انہوں نے اپنی مطلقہ بیوی سے رجعت کر لی اور لوگوں کو بھی گواہ کر لیا۔ پھر یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حضور کی نماز وتر کی کیفیت معلوم کرنے آئے آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی ذات کی نشاندہی نہ کر دوں جو تمام اہل زمین سے زیدہ حضور علیہ السلام کے وتر کو جانتی ہیں۔ پوچھا وہ کون ہیں۔ فرمایا: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، لہٰذا تم ان سے پوچھو اور پھر مجھے بھی بتانا کیا جواب مرحمت فرمایا۔ میں ان کے پاس چل دیا لیکن حکیم بن افلح کو ساتھ لے جانے کیلئے ان کے پاس گیا کہ وہ مجھے ام المؤمنین کی خدمت میں لے چلیں۔ انہوں نے کہا: میں ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہونا چاہتا، کیونکہ میں نے ان کو جنگ جمل وغیرہ میں شرکت سے روکا تھا لیکن وہ نہیں مانیں۔ حضرت زرارہ کہتے ہیں: میں نے ان کو قسم دی تو وہ آئے اور ہم سب حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت کے طالب ہوئے۔ اذن ملا تو اندر پہنچے۔ حضرت صدیقہ نے فرمایا: کیا یہ حکیم ہیں؟ یعنی آپ نے پہچان لیا۔ پھر فرمایا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت حکیم نے عرض کیا: یہ سعد بن ہشام ہیں۔ فرمایا: ہشام کون سے؟ کہا: عامر کے بیٹے۔ یہ سن کر آپ نے ان کے لئے دعائے رحمت کی اور بھلائی سے یاد کیا۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں: حضرت ہشام جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے ام المؤمنین! مجھے حضور سید عالم نبی اکرم ﷺ کی خلق کریم کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا: کیا تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

فرمایا: تو سنو! حضور کا خلق کریم وہی تھا جو سب کچھ قرآن میں ہے۔ کہتے ہیں میں نے یہ جواب سن کر چلنے کا ارادہ کیا اور یہ بھی کہ اب کسی سے پوری زندگی کچھ نہ پوچھوں گا۔ لیکن میں نے بیساختہ ایک بات اور عرض کر دی کہ مجھے حضور کی شب بیداری کے بارے میں بتا دیں۔ فرمایا: کیا تم نے "یا ایھا المزمل" نہیں پڑھی؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے شروع میں رات کے قیام کو فرض کیا۔ اس پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایک سال تک عمل کیا کہ اس دوران آخری حکم آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مکمل سورۃ نازل فرما دی اور قیام شب میں تخفیف فرما دی گئی۔ تو قیام لیل اب نفل ہے۔ پھر میں نے عرض کیا: اے ام المؤمنین! مجھے حضور اکرم ﷺ کی نماز وتر کے بارے میں خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ہم آپ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے اور اللہ تعالیٰ جب چاہتا آپ رات کو بیدار ہوتے اور مسواک کے ساتھ وضو فرماتے۔ پھر نو رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے اس طرح کہ آٹھویں رکعت پر قعدہ فرماتے۔ اس قعدہ میں اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر کرتے اور خوب دعا کرتے پھر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پر قعدہ کے بعد سلام پھیرتے اتنی آواز سے کہ ہم سنتے۔ پھر دو رکعت نفل بیٹھ کر ادا فرماتے تو اے بیٹے یہ کل گیارہ رکعتیں ہوئیں۔ پھر جب آپ کا سن زیادہ ہوا اور جسم بھاری ہو گیا تو سات رکعتیں پڑھتے اور دو نفل حسب سابق، تو اے بیٹے یہ کل نو رکعتیں ہوئیں۔ اور آپ کی یہ عادت کریمہ تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر مداومت فرماتے۔ جب آپ پر نیند یا کسی درد کا غلبہ ہوتا تو دن میں بارہ رکعت ادا فرماتے۔ میں نہیں جانتی کہ آپ نے کبھی ایک رات میں پورا قرآن عظیم ختم کیا ہو۔ اور نہ یہ کہ آپ نے پوری رات عبادت ہی میں گزاری ہو۔ اور نہ یہ کہ آپ نے پورا مہینہ روزوں میں گزارا ہو، رمضان کے سوا۔ پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے یہ

ساری حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: بیشک حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا اور کہا: اگر میں ان کے پاس ہوتا یا جاتا تو یہ سب ان سے بالمشافہ سنتا۔ حضرت زرارہ نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے ہیں تو میں کبھی ان کی بات آپ سے نہ کہتا۔

☆ عن ام المؤمنین ام سلمة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: ان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین خفیفتین وھو جالس۔ (ابن ماجہ صفحہ ۸۵ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ وتر کے بعد دو رکعت نفل مختصر انداز میں بیٹھ کر پڑھتے۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یوتر بواحدة ثم یرکع رکعتین یقرء فیھما وھو جالس فاذا اراد ان یرکع قام فرکع۔ (ایضا)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رکعت کے ذریعہ سابق نماز کو وتر بنا دیتے پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔ اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو جاتے۔

فرائض وسنن کے درمیان دعا وغیرہ کے ذریعہ فاصلہ رکھو

عن ابی رمثة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: کان ابوبکر وعمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما یقومان فی الصف المقدم عن یمینہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وکان رجل قد شھد التکبیرة الاولیٰ من الصلوٰة، فصلی نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ثم سلم عن یمینہ وعن یسارہ حتی رایت بیاض خدہ انفتل کانفتال ابی رمثة، یعنی نفسہ فقام الرجل الذی ادرک معہ التکبیرة الاولیٰ لیشفع فوثب الیہ عمر فاخذہ بمنکبہ فھزہ ثم قال: اجلس، فلم

یھلک اھل الکتاب الا انہ لم یکن بین صلوتھم فصل فرفع النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم بصرہ فقال: اصاب اللّٰہ بک یا ابن الخطاب۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۴۴ جلد اول)

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما حضور سید عالم ﷺ کی داہنی جانب نماز میں تھے۔ ایک اور مرد بھی شروع ہی سے نماز میں شریک ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے نماز سے فارغ ہو کر داہنی اور بائیں جانب اس طرح سلام پھیرا کہ میں نے حضور انور ﷺ کے رخسار انور کی چمک دیکھی۔ پھر حضور علیہ السلام مصلی پر دوسری جانب مڑ گئے جس طرح میں گھوما۔ تو وہ شخص جو شروع ہی سے نماز میں شریک ہوئے تھے دوسری نماز کیلئے فوراً کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر ان کی طرف لپکے اور مونڈھے پکڑ کر ہلانے لگے اور فرمایا: بیٹھ جا۔ کہ اہل کتاب اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہیں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کی طرف نگاہ مبارک اٹھائی اور فرمایا: اے عمر بن خطاب! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات کی ہدایت فرمائی۔

نفل بغیر فرض قبول نہیں

عن عبدالرحمن بن عبداللّٰہ بن سابط رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: لما حضر ابا بکر الموت دعا عمر (رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما) فقال لہ: اتق اللّٰہ یا عمر! واعلم ان للّٰہ عملا بالنھار لا یقبلہ باللیل، وعملا باللیل لا یقبلہ بالنھار، وانہ لا یقبل نافلة حتی تؤدی الفریضة، وانما ثقلت موازین من ثقلت موازینہ یوم القیامة باتباعھم الحق فی الدنیا وثقلھم علیھم، وحق لمیزان یوضع فیہ الحق غدا ان یکون ثقیلا، وانما خفت موازین من خفت موازینہ یوم القیامة باتباعھم الباطل فی الدنیا وخفتہ علیھم،

وحق لميزان ان يوضع فيه الباطل غدا ان يكون خفيفا، وان الله عزوجل ذكر اهل الجنة فذكرهم باحسن اعمالهم وتجاوز عن سيئاتهم، فاذا ذكرتهم قلت: انى لا خاف ان لا الحق بهم، وان الله تعالىٰ ذكر اهل النار فذكرهم باسواء اعمالهم ورد عليهم احسنه فاذا ذكرتهم قلت: انى لا رجو ان لا اكون مع هولاء ليكون العبد راغبا راهبا لا يتمنى على الله، ولا يقنط من رحمته" عزوجل، فان انت حفظت وصيتي فلا يكن غائب احب اليك من الموت وهو آتيك، وان انت ضيعت وصيتي فلا يكن غائب ابغض اليك من الموت ولست بمعجزه۔ (حلیۃ الاولیاء صفحہ ۳۶ جلد اول)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خلیفۂ رسول ﷺ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ عزوجل سے ڈرنا۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا۔ اور کچھ کام رات میں، کہ دن میں کرو تو قبول نہ ہونگے۔ اور خبردار! کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کیا جائے۔ اور بیشک اسی کا نامہ اعمال وزنی ہے جس کا قیامت کے دن دنیا میں حق کی اتباع کے سبب وزنی ہو۔ اور میزان عدل کو اسی لئے قائم کیا جائے گا کہ اس میں قیامت کے دن حق رکھا جائے تو وزنی ہو۔ اور بیشک اس کا نامہ اعمال ہلکا رہا جس کا قیامت کے دن دنیا میں باطل کی تابعداری کے سبب ہلکا ہو کہ میزان عدل اسی لئے قائم ہوگی کہ قیامت کے دن اس میں باطل رکھا جائے تو ہلکا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا تذکرہ ان کے اچھے اعمال کے ساتھ کیا ہے اور ان کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ لہٰذا جب تم جنتیوں کا تذکرہ کرنا تو اس طرح کہنا: کہ مجھے خوف ہے اس بات کا کہ میں ہوسکتا ہے ان کے ساتھ نہ رہوں۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے

دوزخیوں کا ذکر فرمایا تو ان کے برے اعمال کے ساتھ اور ان کے جو کام بظاہر اچھے تھے دنیا ہی میں ان پر لوٹا دیئے گئے۔ تو جب تم ان کا تذکرہ کرو تو یہ کہنا کہ مجھے امید ہے کہ میں ان کے ساتھ نہیں رہوں گا۔ تاکہ بندہ اچھے کاموں سے رغبت اور گناہوں سے نفرت و دوری کا خوگر ہو جائے۔ محض اللہ تعالیٰ کی مغفرت پر بھروسہ نہ کرے اور اس کی رحمت سے ناامید بھی نہ ہو جائے۔ اے عمر! اگر تم نے میری یہ وصیت یاد رکھی تو موت سے زیادہ محبوب چیز تمہارے نزدیک کوئی نہ ہوگی کہ وہ آنے والی ہے۔ اور اگر اس وصیت کو پس پشت ڈال دیا تو تمہارے نزدیک سب سے مبغوض وناپسند چیز موت ہوگی اور تم اس کو ٹال نہیں سکو گے۔

تنہا نماز پڑھ لی تو اب جماعت میں شریک ہوسکتا ہے؟

☆ عن محجن بن اورع الديلمى رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: اذا جئت المسجد وكنت قد صليت فاقيمت الصلوٰة فصل مع الناس وان كنت قد صليت.

(نسائی صفحہ ۹۹ جلد اول)

حضرت محجن بن اورع دیلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مسجد میں آؤ اور نماز پڑھ چکو پھر جماعت قائم ہو تو لوگوں کے ساتھ با جماعت نماز ادا کر لو خواہ تم پہلے پڑھ چکے تھے۔

☆ عن يزيد بن اسود رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: اذا صليتما فى رحالكما ثم اتيتما مسجد جماعة فصليا معهم فانها لكما نافلة. (ابوداؤد صفحہ ۸۵ جلد اول)

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنی قیام گاہ پر نماز پڑھ لو اور پھر مسجد جماعت میں آؤ تو باجماعت بھی پڑھ لو کہ یہ تمہاری نفل نماز ہوگی۔

☆ عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: سیکون علیکم بعد امراء تشغلهم اشیاء عن الصلٰوة لوقتها حتی یذهب وقتها فصلوا الصلٰوة لوقتها، فقال رجل: یا رسول اللّٰه! اصلی معهم، قال: نعم، ان شئت.

(ابوداؤد صفحہ ۶۲ جلد اول)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب تم پر کچھ مدت کے بعد ایسے لوگوں کو امیر بنایا جائیگا جو وقت پر نماز ادا نہیں کریں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا۔ لہٰذا تم لوگ پابندی سے وقت پر نماز ادا کرتے رہنا۔ ایک صاحب بولے: یا رسول اللہ! کیا میں ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ سکتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: ہاں اگر چاہو۔

☆ عن عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: اذا صلیت فی اهلك ثم ادرکت فصلها الا الفجر والمغرب.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے گھر نماز پڑھ چکو پھر جماعت پاؤ تو جماعت میں شریک ہو جاؤ مگر فجر و مغرب میں ایسا نہ کرو۔ (المصنف لعبدالرزاق صفحہ ۴۲۲ جلد ۲)

☆ عن ابی ذر الغفاری رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: کیف انت اذا کانت علیك امراء یمیتون الصلٰوة، او قال یؤخرون الصلٰوة عن وقتها، قال: قلت: فما تامرنی؟ قال: صل الصلٰوة لوقتها، فان ادرکتها معهم فصل فانها لك نافلة. (مسلم صفحہ ۲۳۰ جلد اول)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے کہ نماز کو فوت کر

دینگے۔ یا فرمایا: وہ نماز کو اس کے وقت سے موخر کر دینگے۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: حضور مجھے کیا حکم دے رہے ہیں؟ فرمایا: تم نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔ پھر اگر ان کے ساتھ جماعت ملے تو نماز پڑھ لینا کہ یہ تمہارے لئے نفل ہوگی۔

☆ عن ابی ایوب الانصاری رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: یصلی احدنا فی منزله الصلٰوة ثم یاتی المسجد وتقام الصلٰوة فصلی معهم، فاجدنی نفسی من ذلك شیأ فقال ابوایوب: سالنا عن ذلك النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فقال: فذلك له سهم جمع.

(ابوداؤد صفحہ ۸۵ جلد اول)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنے گھر نماز پڑھتا پھر مسجد آتا اور جماعت قائم ہوتی تو میں ان کے ساتھ بھی پڑھ لیتا، لیکن میرے دل میں یہ بات کھٹکتی۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ان کے ساتھ پڑھنے سے جماعت کی فضیلت حاصل ہوگی۔

☆ عن یزید بن الاسود رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: اذا صلی احدکم فی رحله ثم ادرك الصلٰوة مع الامام فلیصلها معه فانها له نافلة. (ایضاً)

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سے کوئی اپنی جائے قیام پر نماز پڑھ چکے پھر اسے امام کے ساتھ بھی نماز کا موقع ملے تو پڑھ لے کہ یہ اس کے لئے نفل ہوگی۔

عن نافع رضی اللّٰه تعالٰی عنه ان رجلا سال عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما فقال: انی اصلی فی بیتی ثم ادرك الصلٰوة مع الامام افاصلی معه فقال له عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه تعالٰی

عنهما: نعم، قال الرجل: ايتهما اجعل صلوتي. فقال له ابن عمر: او ذالك اليك، انما ذلك الى الله يجعل ايتهما شاء (الموطا لمالک صفحہ۱۴۰)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں اپنے گھر نماز پڑھ لیتا ہوں پھر امام کے ساتھ بھی اس نماز کا اتفاق ہو جاتا ہے تو کیا میں آپ کے ساتھ بھی پڑھ لوں؟ فرمایا: ہاں، اس شخص نے کہا: میں دونوں نمازوں میں اپنی فرض نماز کس کو سمجھوں؟ فرمایا: کیا یہ تیرے اختیار میں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جسے وہ فرض کی جگہ قبول فرما لے۔

☆ عن ابن امراة عبادة بن الصامت رضی الله تعالٰی عنه عن النبي صلى الله تعالٰی علیه وسلم قال: سيكون امراء يشغلهم اشياء، يوخرون الصلوة عن وقتها، فصلوا الصلوٰة لوقتها، ثم اجعلوا صلاتكم معهم تطوعا. (مسند احمد صفحہ۱۴ جلد۷)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے بیٹے سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب کچھ حکمراں اپنے کاموں میں مشغول ہو کر نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں گے تو تم وقت پر نماز پڑھنا۔ پھر ان کے ساتھ نفل کی نیت سے شریک ہو جانا۔

قیام اللیل یا نماز تہجد

☆ عن جابر بن بن عبدالله رضی الله تعالٰی عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰی علیه وسلم: اذا قام احدكم يصلي من الليل فليستك، ان احدكم اذا قرء في صلاته وضع ملك فاه على فيه ولا يخرج من فيه شيء الا دخل في فم الملك.

(مسند احمد صفحہ۲۳۲ جلد۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جب تم میں سے کوئی تہجد کو اٹھے تو مسواک کرے کہ جو نماز میں تلاوت کرتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے، جو اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتہ کے منہ میں داخل ہوتا ہے۔

☆ عن ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰی علیه وسلم: افضل الصلوٰة بعد الفريضة صلوٰة الليل.

(مسلم صفحہ۳۶۸ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرض نماز کے بعد افضل نماز صلوٰۃ اللیل ہے۔

☆ عن ابی امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بقيام الليل فانه داب الصالحين من قبلكم وهو قربة لكم الى ربكم ومكفرة للسيئات ومنهاة عن الاثم. (ترمذی شریف)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: نماز تہجد کی پابندی کرو کہ وہ شیوہ تھا تم سے پہلے کے نیکوں کا۔ اور وہ تمہاری نزدیکی کا تمہارے رب کے یہاں ذریعہ ہے اور گناہوں کا کفارہ ہے اور گناہ سے روکنے والی بھی ہے۔

عن المغيرة بن شعبة رضی الله تعالٰی عنه يقول: قام النبي صلى الله تعالٰی علیه وسلم حتى تورمت قدماه، فقيل له: غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، قال: افلا اكون عبدًا شكورًا.

(بخاری صفحہ۷۱۶ جلد۲)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رات کو قیام کرتے یہاں تک کہ قدم مبارک پر ورم آ جاتا۔ عرض کیا گیا: کیا حضور کو اللہ تعالیٰ نے معصوم پیدا نہیں فرمایا اور آپ کے ذریعہ اگلوں پچھلوں کی لغزشیں معاف نہیں فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰه تعالٰی عنها ان نبی اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم کان یقوم من اللیل حتی تتفطر قدماه، فقالت عائشة: لم تصنع هذا؟ یا رسول اللّٰه! وقد غفر اللّٰه لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، قال: افلا احب ان اکون عبداً شکوراً۔ (ایضا)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رات کو اتنی دیر تک قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک میں شگاف آ جاتا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اتنا لمبا قیام کیوں فرماتے ہیں؟ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو معصوم پیدا فرمایا اور آپ کے سبب اگلوں اور پچھلوں کی لغزشیں معاف فرما دیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: کیا مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اللہ عزوجل کا شکرگزار بندہ بنوں۔

عن ایاس بن معاویة المزنی رضی اللّٰه تعالٰی عنه مرسلا قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: لا بدمن صلوٰة بلیل، ولو حلب ناقة، ولو حلب شاة، وما کان بعد صلاة العشاء الاخرة فهو من اللیل۔ (المعجم للطبرانی صفحہ ۲۷۱ جلد اول)

حضرت ایاس بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب میں نماز پڑھنا چاہئے خواہ اتنی دیر جتنے وقت میں اونٹنی یا بکری دوہی جائے اور شب کی نماز کا وقت بعد نماز عشاء ہے۔

(اس حدیث کے تمام راوۃ ثقہ ہیں، مگر ابن اسحاق کے بارے میں ترغیب میں طعن مذکور ہے لیکن ہمارے نزدیک ابن اسحاق ثقہ ہیں۔ جیسا کہ محقق علی الاطلاق نے افادہ فرمایا) (جدالممتار ۱/۳۲۷)

عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰه تعالٰی عنها قالت: کانت صلوٰة رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فی شهر

رمضان وغیره ثلث عشرة رکعة باللیل منها رکعتا الفجر۔
(بخاری صفحہ ۱۵۳ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ماہ رمضان المبارک اور دوسرے مہینوں کی راتوں میں تیرہ رکعات تھیں ان میں دو رکعت سنت فجر بھی شمار کی گئیں۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰه تعالٰی عنها قالت: ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قال: ما من امرء تکون صلوٰة اللیل یغلبه علیها نوم الا کتب اللّٰه له اجر صلوٰة وکان نومه علیه صدقة۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۸۶ جلد اول)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص نماز شب کی نیت کرے اور اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس کی نماز کا ثواب دیتا ہے اور اس کی نیند اس پر صدقہ ہو جاتی ہے۔

☆ عن ابی الدرداء رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: من اتی فراشه وهو ینوی ان یقوم یصلی من اللیل فغلبته عیناه حتی اصبح کتب له مانوی وان نومه صدقة علیه من ربه عزوجل۔ (النسائی صفحہ ۱۹۹ جلد اول)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بستر پر اس نیت سے لیٹا کہ رات کو اٹھ کر نماز شب پڑھے گا پھر وہ سوتا ہی رہ گیا صبح تک، تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کا ثواب اسے عطا فرماتا ہے۔ اور اس کی نیند اللہ عزوجل کی طرف سے اس پر صدقہ ہو جاتی ہے۔

☆ عن الحجاج بن عمرو بن غزیة صاحب رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: یحسب احدکم اذا

Scanned with CamScanner

قام من الليل يصلي حتى يصبح انه قد تهجد، انما التهجد المرء يصلي الصلوٰة بعد رقدة، ثم الصلوٰة بعد رقدة، وتلك كانت صلوٰة برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم۔ (مجمع الزوائد للهیثمی صفحہ ۲۷۷ جلد ۲)

حضرت حجاج بن عمرو بن عزیہ صحابی رسول ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تم میں کسی کا یہ گمان ہو کہ رات کو اٹھ کر صبح تک نماز پڑھے جبھی تہجد ہو۔ تہجد صرف اس کا نام ہے کہ آدمی ذرا سو کر نماز پڑھے یہی حضور نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ تھا۔

☆ عن ابی قتادة رضی الله تعالى عنه قال: ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم خرج ليلة فاذا هو بابي بكر يصلي يخفض من صوته قال: ومر بعمر بن الخطاب وهو يصلي رافعا صوته قال: فلما اجتمعا عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: يا ابا بكر! مررت بك وانت تصلي تخفض صوتك، قال: قد اسمعت من ناجيت، يا رسول الله! قال: وقال لعمر، مررت بك وانت تصلي رافعا صوتك قال: فقال: يا رسول الله! اوقظ الوسنان واطرد الشيطان۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۸۸ جلد اول)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ ایک رات حجرۂ مبارکہ سے تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق نماز میں آہستہ قرأت کر رہے ہیں۔ پھر حضرت عمر کو دیکھا تو وہ بلند آواز سے قرأت کر رہے تھے۔ میں نے فرمایا: اے ابوبکر! میں تمہارے پاس سے گزرا جب تم نماز پڑھ رہے تھے تو تمہاری آواز نہایت پست تھی۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! جس سے مناجات کر رہا تھا اسے سنا رہا تھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے حضرت عمر سے فرمایا: میں تمہارے پاس سے گزرا تو تم خوب بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! سوتے ہوئے لوگوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔

☆ عن ابی هريرة رضی الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: قد سمعتك يا بلال! انت تقرء من هذه السورة ومن هذه السورة، قال: كلام طيب يجمعه الله بعضه الى بعض، فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: كلكم قد اصاب۔

(ابوداؤد صفحہ ۱۸۸ جلد اول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال سے ارشاد فرمایا: اے بلال! میں نے تمہیں نماز شب میں پڑھتے سنا کہ تم کچھ اس سورۃ سے پڑھ رہے تھے اور کچھ دوسری سورۃ سے۔ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا کلام پاکیزہ ہے۔ بعض کو بعض کے ساتھ ملا رہا تھا کہ ارادہ الٰہیہ یونہی ہوتا ہے۔ فرمایا: تم تینوں نے ٹھیک بات کی درست کام کیا۔

☆ عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالى عنهما قال: بت عند خالتي ميمونة رضی الله تعالى عنها، فقام النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاتى حاجته فغسل وجهه ويديه ثم نام ثم قام فاتى القربة فاطلق شناقها ثم توضأ وضوء بين وضوئين لم يكثر وقد ابلغ فصلى فقمت فتمطيت كراهية ان يرى اني كنت اتقيه فتوضأت فقام يصلي، فقمت عن يساره فاخذ باذني فادارني عن يمينه فتتامت صلوته ثلث عشرة ركعة ثم اضطجع فنام حتى نفخ وكان اذا نام نفخ فاذنه بلال بالصلوٰة فصلى ولم يتوضأ۔

(بخاری صفحہ ۹۳۵ جلد ۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رات کو قیام کیا تو میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ بستر سے اٹھے اور ضرورت سے فارغ ہو کر اپنے چہرہ اقدس اور ہاتھوں کو دھویا اور پھر سو گئے، اس کے بعد پھر بیدار ہوئے اور چھوٹے مشکیزہ کو لے کر اس کا

بند کھولا پھر خفیف سا وضو کیا اور نماز پڑھنے لگے، میں بھی اٹھا اور خوب پیچھے چلا گیا، کیونکہ مجھے یہ اچھا محسوس نہ ہوا کہ حضور یہ خیال فرمائیں کہ میں پیچھے کھڑا انتظار کررہا ہوں۔ چنانچہ میں نے وضو کیا اور سرکار اب بھی کھڑے ہوئے نماز میں مشغول تھے۔ لہٰذا میں حضور کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تو سرکار نے میرا کان پکڑا اور کھینچ کر داہنی جانب کھڑا کرلیا۔ پھر تیرہ رکعت نماز پڑھی پھر لیٹ کر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور سرکار کی یہ عادت کریمہ تھی جب سوتے تو خراٹے لیتے۔ اسی درمیان حضرت بلال نے آپ کو نماز کی اطلاع دی۔ آپ اٹھے اور جدید وضو کئے بغیر نماز پڑھائی۔

واضح رہے کہ یہ چیز (سونے سے وضو نہ ٹوٹنا) امت کی بہ نسبت حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

☆ عن عمرو بن عنبسة السلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قلت لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ای اللیل اسمع؟ قال: جوف اللیل الاخر، فیصل ما شئت، فان الصلوٰة مشهودة مکتوبة حتی تصلی الفجر، ثم اقتصر حتی تطلع الشمس وترتفع قیس رمح او رمحین۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۸۱ جلد اول)

حضرت عمرو بن عنبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! رات کا کون سا حصہ نماز کی مقبولیت کے لئے بہتر ہے؟ فرمایا: رات کے دوسرے حصہ کا درمیانی وقت، تم اس میں جس قدر چاہو نماز پڑھو کہ نماز لکھنے کیلئے فرشتے حاضر ہوتے ہیں یہاں تک کہ تم فجر کی نماز سے فارغ ہو۔ پھر اسی مقام پر بیٹھے رہو کہ سورج طلوع ہو کر ایک نیزے یا دو نیزے کی مقدار بلند ہو جائے۔

☆ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: یا عبداللہ! لا تکن

مثل فلان کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل۔

(بخاری صفحہ ۱۵۴، مسلم صفحہ ۳۶۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ رات کو قیام کرتا تھا پھر ترک کر دیا۔

نماز تہجد کے بارے میں مزید معلومات

عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان کوئی نماز فرض نہیں کی گئی ہے۔ ان کے درمیان بڑا وقت خالی رہ جاتا ہے۔ دوسری طرف یہ وقت اس لحاظ سے نہایت قیمتی ہوتا ہے کہ رات کے سناٹے میں فضا پرسکون ہوتی ہے۔ خصوصاً رات کے آخری پہر جو دل جمعی اور یکسوئی نصیب ہوتی ہے، وہ کسی اور وقت ممکن اور میسر نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اس وقت بستر چھوڑ کر نماز کیلئے کھڑا ہو جانا نفس کی ریاضت اور تربیت کا بھی خاص وسیلہ ہے۔

قیام اللیل کے بارہ میں قرآن مجید میں فرمادیا گیا ہے:

ان ناشئة اللیل ھی اشد وطاء واقوم قیلا ....

"کچھ شک نہیں، رات کو کھڑا ہونا نفس کو بہت دبانے والا عمل ہے اور اس وقت جو زبان سے نکلتا ہے وہ خوب درست ہوتا ہے۔ دن کے وقت تو تمہیں اور بھی شغل ہوتے ہیں۔" (المزمل ۷۳:۶،۷)

دوسری جگہ ان شب بیدار بندوں کی تعریف ان الفاظ میں ہوئی ہے:

تتجافٰی جنوبھم عن المضاجع ...... ان کے پہلو خوابگاہوں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اس وقت اپنے پروردگار سے امید و بیم کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔"

(سورۃ السجدہ ۳۲:۱۶)

اللہ رب العزت نے ایک موقع پر اپنے رسول برحق ﷺ کو ان الفاظ میں تہجد کا حکم دیا اور "مقام محمود" کی نوید دی۔

و من اللیل فتھجد بہ نافلة لك ط عسٰی ان یبعثك ربك مقاما

محمودا۔(بنی اسرائیل ۱۷:۷۹)

"اور رات کے کچھ حصہ میں بیدار ہوا کریں (یہ شب خیزی) آپ کے لئے زاید اور مخصوص ہے۔ قریب ہے کہ آپ کو آپ کا رب "مقام محمود" میں داخل کرے۔"

تہجد کی فضیلت اور برکات کے بارہ میں چند احادیث نبوی ﷺ بھی ملاحظہ کیجئے:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ رات کے آخری درمیانی حصہ میں بندہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے" فان استطعت ان تکون ممن یذکر اللہ فی تلک الساعۃ تکن۔ "پس اگر ہو سکے تو تم ان بندوں میں سے ہو جاؤ جو اس مبارک وقت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔" (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث کس قدر عبرت افزا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ پاک نے رحم کیا اس بندہ پر جو رات کو اٹھا اور اس نے تہجد پڑھی۔ اور اپنی بیوی کو جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر وہ (نیند کی وجہ سے) نہ اٹھی تو اس کے منہ پر ہلکا سا پانی کا چھینٹا دے کر بیدار کیا۔"

"اسی طرح اللہ کی رحمت ہوئی اس بی بی پر جو رات کو اٹھی اور اس نے نماز تہجد ادا کی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا۔ اور اس نے نماز پڑھی۔ اگر وہ نہ اٹھا تو اس نے اس کے منہ پر ہلکا سا پانی کا چھینٹا دے کر اٹھایا۔" (سنن ابی داؤد، نسائی)

نماز تہجد اور اسوۂ حسنہ

نماز تہجد کے بارہ میں خود حضرت خاتم النبیین ﷺ کا عمل کیا تھا۔ یہ معلوم کرنا باعث رحمت و برکت ہوگا۔ ان کی رفیقۂ حیات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ دو احادیث پڑھیے۔ فرماتی ہیں:

اذا قام الی اللیل لیصلی افتتح صلوتہ برکعتین خفیفتین۔

"جب آپ رات کو نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو پہلے ہلکی ہلکی دو رکعات پڑھتے تھے۔" (صحیح مسلم)

دوسری حدیث میں فرماتی ہیں:

"جب کسی بیماری یا کسی اور عذر کے سبب رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد فوت ہو جاتی تو آپ دن میں اس کے بجائے بارہ رکعات ادا فرماتے تھے۔" (صحیح مسلم)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک رات نماز میں حضور علیہ السلام نے ایک ہی آیت پڑھتے ہوئے صبح کر دی۔ اور وہ سورۂ مائدہ کے آخری رکوع کی یہ آیت تھی۔

ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم۔

"اے اللہ! اگر تو انہیں عذاب میں ڈالے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں۔ اور اگر تو انہیں بخش دے، تو بلاشبہ تو غالب حکمت والا ہے۔" (سنن نسائی، ابن ماجہ)

نماز تہجد میں حضور ﷺ کی کیفیت عجیب ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

"نماز تہجد کی قرأت میں نبی کریم ﷺ کبھی آواز بلند کرتے اور کبھی آہستہ پست آواز سے کلام اللہ پڑھتے تھے۔" (سنن ابی داؤد)

نماز جمعہ کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے

یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون○ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون○ واذا راو تجارۃ اولھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین○

ترجمہ: اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا کی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے بشرطیکہ تم جانتے ہو پھر جب نماز ختم ہو جائے تو پھیل جاؤ اللہ کی زمین میں اور

Scanned with CamScanner

تلاش کرو اللہ کی بخشش اور ذکر کرو اللہ کا بہت تاکہ تم فلاح پاؤ اور جب لوگوں نے دیکھی کوئی تجارت یا کوئی کھیل کی چیز تو چلے گئے اس کی طرف اور چھوڑ دیا اے نبی! آپ کو کھڑا ہوا کہہ دیجئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے۔ کھیل سے اور تجارت سے اور اللہ بہتر رزق دینے والا ہے۔

فائدہ: ان آیتوں میں نماز جمعہ کے لئے صرف حکم نہیں دیا گیا بلکہ اس کے لئے اس قدر اہتمام کیا کہ دوڑنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ ان آیتوں میں علاوہ فرضیت نماز جمعہ کے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

اول: نماز جمعہ کے لئے دوڑنا چاہئے یعنی کوشش کر کے جلد پہنچنا چاہئے۔

دوم: نماز جمعہ کے لئے اذان کا بھی ثبوت ہوا جیسا کہ اور نمازوں کے لئے دوسری آیت میں ہے۔

سوم: نماز کو اللہ کا ذکر فرمایا جیسا کہ دوسری آیات میں بھی ہے۔

چہارم: نماز جمعہ کے لئے مصر کا شرط ہونا بھی اشارۃ معلوم ہوا خرید وفروخت کا ترک کرنا وہیں ہوسکتا ہے جہاں خرید وفروخت ہوتی اور خرید وفروخت معتد بہ وہیں ہوتی ہے جہاں بازار ہو اور ایسے ہی مقام کو مصر کہتے ہیں۔

پنجم: نماز جمعہ کے لئے خطبہ کا ثبوت ہوا اور خطبہ کا کھڑے ہو کر پڑھنا بھی معلوم ہوا۔ ترکوک قائما سے بالاتفاق خطبہ کی حالت مراد ہے اور روایات صحیحہ شان نزول سے بھی یہی ثابت ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ دو خطبہ ہونے چاہئیں اور دونوں کے درمیان میں کچھ بیٹھنا چاہئے۔

ششم: جمعہ میں جماعت کی ضرورت بھی معلوم ہوئی ورنہ چلے جانے والے معتوب نہ ہوتے۔

ہفتم: یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان جمعہ کے بعد نماز ختم ہونے تک خرید وفروخت حرام ہے اور اس اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے۔

ہشتم: جو لوگ کسی لہو ولعب یا تجارت میں مشغول ہونے کے باعث نماز جمعہ بلکہ اس کے خطبہ میں شریک نہ ہوں ان کا معتوب ہونا معلوم ہوا۔

نہم: نمازیوں سے اور خاص کر نماز جمعہ پڑھنے والوں سے فلاح اور رزق کا وعدہ کیا گیا۔

(کتاب الصلوٰۃ، مولانا عبدالشکور فاروقی نقشبندی مجددی)

جمعہ کے دن کی فضیلت

☆ عن اوس بن اوس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق ادم فیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ، فاکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ، فان صوتکم معروضۃ علی، قال: قالوا: یا رسول اللّٰہ! کیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت یعنی بلیت فقال: ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

(ابوداؤد صفحہ ۱۵۰ جلد اول، النسائی صفحہ ۱۵۴ جلد اول)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے تمام دنوں میں افضل یوم جمعہ ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق ہوئی۔ اسی دن وصال ہوا۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی اور اسی دن بے ہوشی ہے، لہٰذا اسی دن مجھ پر درود کثرت سے پڑھو۔ کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش ہوتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے درود آپ پر کیسے پیش ہوں گے؟ آپ تو رمیم ہو چکے ہوں گے یعنی گلی ہڈی۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام فرما دیئے ہیں۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ، فیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخرج منہا، ولا تقوم الساعۃ الا فی یوم الجمعۃ. (مسلم صفحہ ۲۸۲ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام ایام میں بہتر دن جمعہ ہے۔ اس دن حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش

ہوئی۔ اسی دن جنت میں داخل ہوئے اسی دن جنت سے دنیا میں تشریف لائے۔ اور قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

☆ عن ابی لبابة بن المنذر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: ان یوم الجمعة سید الایام واعظمها عند اللّٰہ تعالٰی، فیه خمس خلال، خلق اللّٰہ فیه آدم واهبط اللّٰہ فیه آدم الی الارض، وفیه توفی اللّٰہ آدم، وفیه ساعة لا یسال اللّٰہ فیها العبد شیا الا اعطاه ایاه مالم یسال حراما، وفیه تقوم الساعة، ما من ملك مقرب، ولا سماء، ولا ارض، ولا ریاح، ولا جبال، ولا بحر الا وهن یشفقن من یوم الجمعة۔ (مشکوۃ)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے یہاں تمام دنوں کا سردار ہے اور سب سے زیادہ عظمت والا۔ اس میں پانچ اوصاف ہیں اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اسی دن آپ زمین پر تشریف لائے۔ اسی دن وصال فرمایا۔ اسی میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ حرام چیز کے علاوہ جو مانگتا ہے عطا فرماتا ہے اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ تمام فرشتے، آسمان، زمین، ہوائیں، پہاڑ اور سمندر اس دن سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

☆ عن ابی موسی الاشعری رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: ان اللّٰہ تعالٰی یبعث الایام یوم القیامة علی هیأتها ویبعث الجمعة زهرآء منیرة اهلها یحفون بها کالعروس تهدی الی کریمها۔ (المستدرک للحاکم صفحہ ۲۷۷ جلد اول)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا، اور جمعہ کو چمکتا، روشنی دیتا، جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوں

گے جیسے نئی دلہن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کرکے لے جاتے ہیں۔

☆ عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: اکثروا الصلوٰة علی یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائکة وان احدا لن یصلی الا عرضت علی صلوته حتی یفرغ منها، قال: قلت وبعد الموت، قال: وبعد الموت، ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰہ حی یرزق۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۹۹ جلد اول)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ یہ خاص طور پر فرشتوں کی حاضری کا دن ہے۔ اور مجھ پر جو شخص بھی درود پڑھتا ہے اس کا درود ضرور پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت ابودرداء فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: اور وصال کے بعد۔ فرمایا: وصل کے بعد بھی۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا کہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو کھائے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے ان یوم الجمعة سید الایام عند اللّٰہ فهو اعظم عند اللّٰہ من یوم الاضحی ویوم الفطر۔ جمعہ کا دن اللہ کے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے اور یہ دن الل کے ہاں عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن سے بھی افضل ہے۔

نماز جمعہ کی فضیلت واہمیت

☆ عن طارق بن شهاب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا علی اربعة عبد مملوك اوامراة او صبی او مریض۔ (ابوداؤد)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر فرض ہے سوائے چار شخصوں کے: غلام

جو کسی کا مملوک ہو اور عورت اور بچہ اور بیمار۔

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترک الجمعة من غیر ضرورة کتب منافقا فی کتاب لا یمحی ولا یبدل۔ (امام شافعی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے بلاوجہ جمعہ کی نماز ترک کی وہ منافق لکھ لیا جاتا ہے۔ ایک ایسی کتاب میں جس میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔

☆ عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم الجمعة وقفت الملئکة علی باب المسجد یکتبون الاول فالاول ومثل المهجر کمثل الذی یهدی بدنة ثم کالذی یهدی بقرة ثم کبشا ثم دجاجة ثم بیضة فاذا خرج الامام طووا صحفهم ویستمعون الذکر۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنے والے کو بہ ترتیب لکھتے جاتے ہیں۔ جو سب سے پہلے آتا ہے اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اونٹ کی قربانی کرنے والے کو، پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے والے کو، پھر جیسے مینڈھے کی قربانی کرنیوالے کو پھر جیسے انڈا خیرات کرنے والے کو۔ پھر جب امام آ جاتا ہے تو دفتر لپیٹ کر خطبہ سننے کے لئے آ جاتے ہیں۔

جمعہ کہاں پڑھا جائے؟

☆ عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجهه الکریم قال: لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع۔

(مصنف عبد الرزاق صفحہ ۱۶۷ جلد ۳)

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جمعہ اور تکبیر تشریق شہر ہی میں واجب ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

(فتاوی رضویہ ۶۷۲/۳)

عن عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالی عنه قال: اذا کنت فی قریة جامعة فنودی بالصلوٰة من یوم الجمعة فحق علیك ان تشهدها ان سمعت النداء اولم تسمعه، قال: قلت لعطاء: ما القریة الجامعة؟، قال: ذات الجماعة والامیر القاضی والدور المجتمعة، غیر لا متفرقة الآخذ بعضها بعض کهیئة جدة۔ (مصنف عبد الرزاق صفحہ ۱۶۹ جلد ۳)

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم شہر میں ہو اور جمعہ کے دن اذان ہو جائے تو اب تم پر لازم ہے کہ جمعہ کی نماز میں حاضری دو خواہ تم نے اذان سنی ہو یا نہیں۔ راوی کہتے ہیں۔ میں نے شہر کی تعریف وصفت معلوم کی کہ کس آبادی کو کہتے ہیں؟ فرمایا: جہاں جماعت ہوتی ہو۔ کوئی حاکم ہو اور وہ حاکم حد قصاص جاری کر سکتا ہو۔ گھروں کا سلسلہ متصل ہو کہ آپس میں ملے ہوں۔ جیسے جدہ کی آبادی۔

خطبہ جمعہ خاموشی سے سنو

☆ عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالی عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم: اذا قلت لصاحبك یوم الجمعة انصت والامام یخطب فقد لغوت۔ (بخاری صفحہ ۱۲۸ جلد اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب روز جمعہ خطبہ امام کے وقت تو دوسرے سے کہے چپ رہ تو تو نے خود لغو کام کیا۔

عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجهه الکریم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم: من قال یوم الجمعة لصاحبه صه فقد لغا، ومن لغا فلیس له فی جمعته تلك

شی ء (ابوداؤد صفحہ ۱۵۱ جلد اول)

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہے "چپ ہو" اس نے لغو کیا اور جس نے لغو کیا اس کے لئے اس جمعہ میں کچھ اجر نہیں۔

☆ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: من یتکلم یوم الجمعۃ والامام یخطب فھو کمثل الحمار یحمل اسفارا، والذی یقول لہ انصت لیس لہ جمعۃ (مسند احمد صفحہ ۲۳۰ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن جب امام خطبہ میں ہو تو بولنے والا ایسا ہے جیسا گدھا جس پر کتابیں لدی ہوں۔ اور جو اس سے چپ کہے اس کا جمعہ نہیں۔

خطیب دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھے

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال: کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یخطب خطبتین یقعد بینھما.

(بخاری صفحہ ۱۲۷ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھتے۔

دونوں خطبوں کے درمیان دعا

عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال: بینما النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ اذا قام رجل فقال: یا رسول اللہ! ھلک الکراع، ھلک الشاء، فادع اللہ ان یسقینا فمدیدیہ ودعا. (بخاری صفحہ ۱۲۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک

شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہو گئیں۔ اللہ تعالی سے دعا کیجئے کہ بارش ہو۔ حضور نے ہاتھوں کو دراز فرمایا اور دعا کی۔

خطبۂ جمعہ سے قبل خطیب مقتدیوں کو سلام کرے

☆ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا دنا من منبرہ یوم الجمعۃ سلم علی من عندہ من الجلوس، فاذا صعد المنبر استقبل الناس بوجھہ ثم سلم قبل ان یجلس. (کنز العمال صفحہ ۱۸۹۷۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب منبر کے قریب پہنچے تو منبر کے قریب بیٹھے ہوئے حضرات کو سلام فرماتے اور جب منبر پر تشریف فرما ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے پھر بیٹھنے سے پہلے سب کو سلام فرماتے۔

☆ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما قال: کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا صعد المنبر سلم. (ابن ماجہ صفحہ ۷۹ جلد اول)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب منبر پر جلوہ فرما ہوتے تو سلام کرتے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

امام مناوی علیہ الرحمہ کے نزدیک دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ لیکن ان سے سخت تعجب خیز بات یہ صادر ہوئی کہ ضعیف واہی کہنے کے بعد فرما رہے ہیں کہ منبر پر امام جب جائے تو پہلے سلام کرے اس کے بعد خطبہ پڑھے یہ سنت ہے۔ اور ان احادیث کے ذریعہ امام اعظم وامام مالک رضی اللہ عنہما کا مسلک رد ہو جاتا ہے کہ ان کے نزدیک سنت نہیں۔ (جد الممتار ۱/۳۷۲)

حالت خطبہ میں عصا پر ٹیک لگانا

عن الحکم بن حزن الکلبی رضی اللہ تعالی عنہ قال: اقمنا بھا

Scanned with CamScanner

اى بالمدينة الطيبة اياما، شهدنا فيها الجمعة مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقام متوكأ على عصا اوقوس.

(ابوداؤدصفحہ ۱۵۶ جلد اول)

حضرت حکم بن حزن کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ طیبہ میں چند روز مقیم رہے۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز میں حاضری دی تو دیکھا کہ سرکار لاٹھی یا کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔

اس حدیث سے صرف ایک مرتبہ کے بارے میں معلوم ہوا۔ اور قاعدہ ہے "واقعة عین لاتعم" کہ کسی معین وخاص واقعہ سے حکم عام ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہوسکتا ہے یہ عصا وغیرہ پر ٹیک لگانا کسی عذر کے سبب یا بیان جواز کیلئے ہو۔ (جدالمتار ۱/۳۷۸)

جمعہ کے بارے نکات

☆ روزانہ پانچ نمازیں فرض فرمائی گئیں اور ساتویں دن جمعہ فرض کیا گیا اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ مسلمان ساتویں روز ایک مرکز پر جمع ہوں اپنے دکھ سکھ بانٹیں، ان کا مل کر مداوا کریں، اکٹھے ہو کر کام کرنا سیکھیں، تاکہ غیر مسلموں پر اسلام اور اہل اسلام کی شان وشوکت کا اظہار ہو اور وہ جان لیں کہ مسلم قوم جسد واحد کی طرح ہے۔

☆ لفظ جمعہ جمع سے ہے یعنی اکٹھا ہونا، اس دن آدم علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی، مخلوق وجود میں آئی، تکمیل خلق ہوئی، یہود ونصاریٰ کو اختیار ملا کہ اپنی عبادت کے دن چن لیں یہود نے ہفتہ چن لیا اور نصاریٰ نے اتوار اور ہمیں اللہ نے خود جمعہ کا دن چن کر دیا۔

☆ ہجرت سے پہلے انصار مدینہ نے سوچا کہ یہود ونصاریٰ کی عبادت کے دن مقرر ہیں ہمارے لئے بھی کوئی ایسا دن ہونا چاہئے چنانچہ سب نے اکٹھے ہو کر حضرت سعد بن زرارہ کو امام بنایا اور دو رکعتیں ادا کیں چنانچہ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ سعد وہ ہیں جنہوں نے ہجرت سے پہلے ہمیں جمعہ پڑھایا اس دن کو عروبہ کہا گیا جس کا نام اللہ نے جمعہ رکھ دیا۔ حضور علیہ السلام نے یہ خبر سنی تو فرمایا ھد انا اللہ۔ اللہ نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی۔

☆ حضور علیہ السلام مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف رواں ہوئے تو پیر کے دن

مدینہ کے قریب عمرو بن عوف کے ہاں قیام فرمایا اور وہاں سے سالم بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے اور وہاں پہلا جمعہ پڑھایا اور فرمایا والناس فيه تبع اليهود غدا والنصارى بعد غد سارے لوگ ہمارے تابع ہیں ہمارا دن پہلے ہے پھر یہود کا (ہفتہ) ہے اس کے بعد نصاریٰ کا (اتوار) ہے۔ جیسے اس دنیا میں جمعہ پہلے ہے ہفتہ اتوار بعد میں قیامت کے دن بھی جمعہ والے ہی پہلے جنت جائیں گے پھر کوئی اور

کتنے خوش بخت ہیں وہ لوگ کہ جن لوگوں نے
نسبتیں پائیں، سند پائی، حوالے پائے

قبولیت کی گھڑی

جمعہ کے دن جس ساعت میں کی جانے والی دعا مقبول ہے وہ کون سی گھڑی ہے؟ اس میں چالیس اقوال ہیں، زیادہ مشہور یہ ہے کہ مغرب سے پہلے یا دو خطبوں کے درمیان ہوتی ہے۔ لیکن خطبوں کے درمیان زبان سے دعا کرنا جائز نہیں بلکہ دل میں کی جائے۔ اختلاف اقوال کی وجہ سے علماء نے فرمایا کہ پورا دن ہی عبادت کی جائے تو ضرور اس ساعت کو پا لے گا۔

فرمایا اس ساعت میں بندہ اللہ سے جو مانگتا ہے اس کو مل جاتا ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا مغرب سے پہلے حجرے میں تشریف لے جاتیں اور اپنی لونڈی فضہ کو دروازے پہ بٹھا دیتیں کہ سورج غروب ہونے کی اطلاع کرے اور خود دعا میں مشغول ہو جاتیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں طور کی طرف گیا، کعب احبار (جو یہود کے بہت بڑے عالم تھے انہوں نے حضور علیہ السلام کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ ہو سکی، عہد فاروقی میں مسلمان ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے تورات وانجیل میں بیان کی گئی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنا کرتے تھے۔ حضرت عمر کو جو حضور علیہ السلام نے تورات پڑھنے سے منع فرمایا تھا تو اس لئے کہ عمل کرنا نہ شروع کر دیں یا ہدایت لینے کے ارادے سے نہ پڑھیں یا وہ احکام جو منسوخ ہو گئے ہیں ان کی تعلیم سے روکنے کے لئے وگرنہ علماء مناظرہ کی تیاری کے لئے بد مذہبوں کی

کتاب پڑھ سکتے ہیں۔ ہاں عوام الناس اس لئے نہ پڑھیں کہ گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ جیسے عوام کو چلتی گاڑی سے اترنا منع ہے مگر "ٹی ٹی صاحب" پر یہ پابندی نہیں کہ وہ تمام حالات جانتے ہیں) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اس ساعت کا ذکر کیا اور کہا فی کل سنة یوم۔ سال میں ایک دن آتی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بل فی کل جمعة۔ نہیں بلکہ ہر جمعہ میں یہ ساعت ہوتی ہے، ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی بتایا ہے۔ کعب نے تورات دیکھی اور کہا صدق رسول اللہ۔ اللہ کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن سلام (یہ بھی تورات وانجیل کے بڑے عالم تھے) سے ملا اور کعب کے ساتھ ہونے والی گفتگو بتائی تو انہوں نے کہا قد علمت ایة ساعة۔ میں جانتا ہوں وہ کون سی گھڑی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا: بخل نہ کر اور مجھے بتا وہ کون سی ساعت ہے فقال عبداللہ ھی اخر ساعة فی یوم الجمعة۔ یہ جمعہ کے دن کے آخری لمحات ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ حضور علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے کہ مومن اس ساعت کو حالت نماز میں پاتا ہے اور دن کا آخری حصہ تو نماز نہیں پڑھی جاتی تو ابن سلام نے کہا: کیا حضور نے یہ نہیں فرمایا من جلس مجلسا ینتظر الصلوٰة فھو فی صلوٰة حتّٰی یصلی فقلت بل ھو کذلک۔ جو نماز کے انتظار میں بیٹھے وہ نماز پڑھنے تک نماز ہی میں ہے، میں نے کہاں ہاں ایسا ہی ہے۔

مرقاۃ میں ہے کہ یہ گھڑی جمعہ کے دن میں گھومتی رہتی ہے کسی جمعہ میں کسی وقت اور کسی میں کسی وقت لہٰذا جمعہ کا پورا دن ہی عبادت و دعا میں مصروف رہنے والا اس بابرکت گھڑی کو پا لے گا۔

جمعہ کی فضیلت کا نکتہ

روایات کو جمع کریں تو پتہ چلتا ہے کہ جمعہ کے دن ہی آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اسی دن فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا، اسی دن آپ جنت میں گئے اور نکالے بھی اسی دن گئے۔ اسی دن نوح علیہ السلام کی کشتی زمین پر آئی۔ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلے، ایوب

علیہ السلام کو شفا ہوئی، موسیٰ علیہ السلام کو نجات ملی اور فرعون غرق ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام طویل جدائی کے بعد اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے ملے، امام حسین شہید ہوئے، اور قیامت بھی اسی دن بپا ہوگی۔ اتنے عظیم واقعات کی سالگرہ کا دن ہے لہٰذا اس کو عید للمسلمین قرار دے دیا گیا۔ اس لئے عمدہ لباس پہن کر، غسل کرے خوشبو لگا کے پورے اہتمام کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی جائے۔ اللّٰہ نظیف ویحب النظافة۔ فرمایا اس دن مجھ پہ زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو فان صلوتکم معروضة علی۔ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔ فرمایا! کوئی جانور بھی ایسا نہیں ہے جو اس صبح سے شام تک قیامت کے خوف سے نہ ڈرتا رہتا ہو، جانور تو ڈریں اور انسان کھیل کود میں اس دن کو ضائع کردیں۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی؟

فرمایا: ما من مسلم یموت یوم الجمعة اور لیلة الجمعة الاوقاہ اللّٰہ من فتنة القبر۔

حضرات یا جمعہ کو فوت ہونے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے اور فرمایا جو سستی کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دے اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تاخیر سے پہنچے جن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عمر نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو جمعہ کی ادائیگی کے لئے تاخیر سے آتے ہیں۔ جس پر حضرت عثمان نے کہا: اے امیر المؤمنین میں نے اذان سنی وضو کیا اور دوڑ آیا حضرت عمر نے فرمایا: صرف وضو؟ آپ نے حضور علیہ السلام کا فرمان نہیں سنا اذا جاء احدکم الی الجمعة فلیغتسل۔ کہ جمعہ کے لئے غسل کرنا چاہئے۔

ابویعلی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز چوبیس گھڑیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں سے ہر ساعت کے اندر چھ لاکھ افراد کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔

عیسائی کی عبادت کا دن اتوار ہے وہ اس دن چھٹی کرتا ہے اور عبادت کے لئے گرجے جاتا ہے مسلمانوں کو جب جمعہ کی چھٹی تھی تب بھی جمعہ کی ادائیگی میں سستی کرتے تھے اور وہ

بھی بند ہوگئی اب تو جمعہ چھوڑنے کا ''بڑا معقول'' بہانہ مل گیا ہے۔

پہلے زمانے میں مسلمان مسجد کے دروازے پر لائنیں لگاتے تھے ہر کوئی پہلے داخل ہونا چاہتا کہ اونٹ کی قربانی جتنا ثواب مجھے ملے آج مسلمان ہی ہیں جو سینمے کے گیٹ پر لائن لگاتے ہیں وہ اسلام کی تعلیم تھی اور یہ نئی مغربی تہذیب ہے۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

حدیث میں ہے جو جمعہ کے دن جس صف میں بیٹھے گا قیامت کے دن جب دیدار الٰہی ہوگا تو اس کو اسی صف میں جگہ ملے گی (لہٰذا پہلی صف میں بیٹھنے کی کوشش کرو) ابن ماجہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا۔ عن رجل یصوم النهار ویقوم اللیل ولا یشهد الجماعة والجمعة۔ اس بندے کے بارے میں جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے لیکن جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا اور جمعہ ادا نہیں کرتا۔ فقال هذا في النار۔ فرمایا وہ دوزخ میں جائے گا۔

واقعہ

ثمر قند کا ایک شخص تھا اس کا گدھا گم ہوگیا، فصل کو پانی بھی لگانا تھا، گھر کے لئے آٹا بھی لانا تھا اور جمعہ کا وقت بھی ہوگیا۔ اس نے اللہ سے دعا کی یا اللہ! آج تو میرے تمام کام کردے اور میں تیرے حکم کی تعمیل میں جاتا ہوں، چنانچہ جمعہ پڑھ کے آیا تو کیا دیکھا کہ اس کے گدھے کو جنگل کی طرف سے بھیڑیا لے کر آرہا تھا، پانی کا بند ٹوٹا اور اس کی زمین سیراب ہوگئی، کوئی شخص اپنا آٹا سمجھ کر لا رہا تھا، اس کی بیوی نے پہچان لیا کہ یہ تو ہمارا آٹا ہے اس نے دھر لیا۔ من کان للہ کان اللہ لہ۔ جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

جمعۃ الوداع

احادیث نبوی میں جمعہ کو افضل الایام اور سید الایام قرار دیا گیا ہے اس کی فضیلت کا بین ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے قرآن مجید میں ''الجمعہ'' کے نام سے ایک پوری سورت کا نزول ہوا۔ حضرت نووی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انبیاء کرام کے سردار حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ ہیں، کتابوں کا سردار قرآن مجید، قریوں کا سردار مکہ مکرمہ، مہینوں کا سردار ماہ رمضان، دنوں کا سردار جمعۃ المبارک اور جمعوں کا سردار جمعۃ الوداع۔

جمعۃ الوداع کو افضل قرار دینے کا یہ سبب ہے کہ جس طرح ماہ رمضان کو نزول قرآن کی بنا پر تمام دیگر مہینوں پر فضیلت حاصل ہے اس طرح ظاہر ہے اس کا جمعہ بھی دیگر جمعوں سے افضل ہوگا جبکہ ماہ رمضان کے جمعوں میں یہ جمعہ اس لئے افضل ہوگا کہ آخری عشرہ رمضان اس ماہ کے پہلے دو عشروں سے افضل ہے کیونکہ اس کی کسی شب میں قرآن حکیم کا نزول ہوا ہے جس کے سبب ماہ رمضان کو دوسرے تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہوئی لہٰذا اخیر عشرہ کے جمعہ کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ ماہ رمضان کے پہلے دو عشروں کے جمعوں سے افضل ہے اگر کسی ماہ رمضان کے پہلے عشرہ کی میں دو جمعہ ہوں تو ظاہر ہے آخری عشرہ کی صفت کے سبب دونوں ہی افضل ہوں گے مگر بہر حال آخری جمعہ کو ہی جمعۃ الوداع کہا جائے گا۔ جمعۃ الوداع کہنے کا سبب غالباً حجۃ الوداع کا نام ہے جو نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری حج تھا۔ لہٰذا جس طرح حجۃ الوداع ایک عظیم اور مقدس ہستی کی رخصت اور فیوض و برکات کا نشان اعظم تھا اسی طرح جمعۃ الوداع بھی اس آفاقی پیغام کا حامل ہے کہ انوار و تجلیات الٰہی اور فیوض و برکات کا مقدس ماہ مبارک رخصت ہونے والا ہے۔ اب بھی موقع ہے کہ اس کی ہر ہر ساعت سے بے حد و حساب برکتیں، رحمتیں، نیکیاں، توبہ اور استغفار اپنے دامن میں سمیٹ لیں۔

ماہ صیام کا آخری جمعہ اجر عظیم عطا کرنے والا دن ہے یہ اس ماہ معظم کے رفیع المرتبت ہونے کا پیغام اور اختتام کی نشانی ہے اللہ رب العزت کے کچھ ایسے بھی بندے ہیں کہ آخری جمعہ کو رمضان المبارک کی جدائی کا نشان سمجھ کر دلگیر اور رنجیدہ ہیں وہ محسوس کرتے ہیں کہ روزہ، تراویح، تہجد، سحری و افطاری کی بے پناہ برکات فضیلت و ثروت سے محروم ہونے والے ہیں تلاوت کلام پاک کی روح پرور آوازیں ختم ہورہی ہیں مساجد سے بندگان خدا کا ہجوم رخصت ہونے والا ہے اس پر وہ غمزدہ ہیں غرض رمضان المبارک کا آخری جمعہ یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ جو بھی آخری ساعتیں باقی رہ گئی ہیں ان کی قدر کریں غفلت ہوئی ہو تو اس کی تلافی کے لئے

Scanned with CamScanner

ساعتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔

عیدین کی نماز اور وعظ ونصیحت

☆ عن عبداللہ بن عباس رضي اللہ تعالیٰ عنهما قال: خرجت مع النبي صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یوم فطر او اضحی فصلی ثم خطب ثم اتی النساء فوعظهن وذکرهن وامرهن بالصدقة.
(بخاری صفحہ ۱۳۳ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے دن گیا تو حضور نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، پھر عورتوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو وعظ ونصیحت سے نوازا اور صدقہ کا حکم دیا۔

☆ عن جابر بن عبداللہ رضي اللہ تعالیٰ عنهما ان النبي صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قام فبدا بالصلوٰة ثم خطب الناس بعد فلما فرغ نبي اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نزل فاتی النساء فذکرهن وهو یتوکأ علی ید بلال وبلال باسط ثوبه تلقی فیه النساء صدقة. (بخاری ۱۳۱ جلد اول)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تو پہلے عید کی نماز پڑھائی پھر نماز کے بعد لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب خطبے سے فارغ ہوئے تو منبر سے نیچے تشریف لائے اور عورتوں کی جانب تشریف لے گئے اور ان کو نصیحت فرمائی۔ آپ حضرت بلال کے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے جس میں عورتیں صدقہ کی چیزیں ڈال رہی تھیں۔

عیدین کی نماز دو رکعت ہے

عن البراء بن عازب رضي اللہ تعالیٰ عنه قال: خرج النبي صلی

اللہ تعالیٰ علیه وسلم یوم اضحی فصلی العید الرکعتین ثم اقبل علینا بوجهه.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عیدالاضحیٰ کے دن باہر تشریف لائے اور دو رکعتیں عید کی نماز پڑھائی پھر لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے۔ (بخاری صفحہ ۱۳۳ جلد اول)

خطبۂ عیدین نماز کے بعد ہوگا

☆ عن عبداللہ بن عباس رضي اللہ تعالیٰ عنهما قال: شهدت صلوٰة الفطر مع نبي اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وابی بکر وعمر وعثمان رضي اللہ تعالیٰ عنهم فکلهم یصلیها قبل الخطبة ثم یخطب. (مسلم صفحہ ۲۸۹ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ اور امیرالمؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق، امیرالمؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم، امیرالمؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عیدالفطر کی نماز میں حاضر ہوا۔ ان سب حضرات نے خطبہ سے قبل نماز پڑھائی اور اس کے بعد خطبہ دیا۔

☆ عن عبداللہ بن عمر رضي اللہ تعالیٰ عنهما قال: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یصلی فی الاضحی والفطر ثم یخطب بعد الصلوٰة. (بخاری صفحہ ۱۳۱ جلد اول)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عید فطر کے دن پہلے نماز پڑھاتے پھر نماز کے بعد خطبہ دیتے۔

☆ عن انس رضي اللہ تعالیٰ عنه قال: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم صلی یوم النحر ثم خطب فامر من ذبح قبل الصلوٰة ان یعید ذبحه، فقام رجل من الانصار فقال: یا رسول اللہ! جیران لی اما قال بهم خصاصة واما قال بهم فقر، وانی-

Scanned with CamScanner

ذبحت قبل الصلوٰة، وعندی عناق لی احب الی من شاتی لحم فرخص له فیها۔ (بخاری صفحہ ۱۳۴ جلد اول)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور جس نماز سے پہلے قربانی کر دی تھی اسے دوبارہ قربانی کا حکم دیا۔ ایک انصاری شخص کھڑے ہوئے اور بولے: یا رسول اللہ! میرے کچھ پڑوسی ہیں۔ راوی کہتے ہیں یا تو انہوں نے یہ کہا کہ وہ بھوکے پیاسے تھے یا یہ کہا کہ وہ محتاج تھے۔ لہٰذا میں نے نماز سے پہلے ہی قربانی کر دی۔ اب میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں کے گوشت سے زیادہ پسند ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کو اس کی قربانی کی اجازت دے دی۔

☆ عن جندب بن عبداللّٰه البجلی رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: صلی النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح وقال من ذبح قبل ان یصلی فلیذبح اخری مکانها ومن لم یذبح فلیذبح باسم اللّٰه (بخاری صفحہ ۱۳۴ جلد اول)

حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور اس کے بعد قربانی کی۔ اور فرمایا: جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی ہے وہ دوبارہ کرے اور جس نے نہیں کی ہے وہ اب بسم اللہ کہہ کر قربانی کرے۔

☆ عن عبد اللّٰه بن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال: کان النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم کان یخرج یوم العید فیصلی رکعتین ثم یخطب فیأمر بالصدقة فیکون اکثر من یتصدق انس۔

(نسائی صفحہ ۲۳۴ جلد اول)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن عید

گاہ تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھاتے پھر خطبہ دیتے اور صدقہ کا حکم فرماتے۔ تو اکثر صدقہ وصول کرنے والے حضرت انس رضی اللہ عنہ ہوتے تھے۔

☆ عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: کان النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی، فاول شیء یبدأ به الصلوٰة ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صفوفهم فیعظهم ویوصیهم، فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعه او یأمر بشئ امر به ثم ینصرف۔

(بخاری صفحہ ۱۳۱ جلد اول)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے۔ سب سے پہلے نماز عید ادا فرماتے پھر پلٹ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور لوگوں کے روبرو کھڑے ہو کر جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے آپ وعظ فرماتے اور اچھے کاموں کی وصیت فرماتے۔ پھر اگر کسی جگہ جہاد وغیرہ کیلئے کسی دستہ کو بھیجنا ہوتا تو اس کو منتخب فرماتے۔ یا کسی دوسری چیز کا حکم دینا ہوتا تو حکم صادر فرماتے پھر واپس تشریف لاتے۔

(یہ سب حدیثیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضور پر نور سید عالم ﷺ اور صدیق وفاروق وعثمان غنی رضی اللہ عنہم نماز عید کا سلام پھیر کر کچھ دیر کے بعد خطبہ شروع فرماتے۔)

فتاوی رضویہ ۳/۷۹۰

☆ عن ابرهیم النخعی رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: کانت الصلوٰة فی العیدین قبل الخطبة ثم یقف الامام علی راحلته بعد الصلوٰة فیدعو ویصلی بغیر اذان ولا اقامة۔ (کتاب الآثار لمحمد صفحہ ۴۱)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز عیدین خطبہ سے پہلے ہوتی تھی۔ پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کر کے نماز کے بعد دعا مانگتا اور نماز بے اذان وبے

اقامت ہوتی۔

عید کے دن کی فضیلت

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول: اذا کانت غداۃ الفطر بعث اللہ عزوجل الملائکۃ فی کل بلد (وذکر الحدیث الی ان قال) فاذا برزوا الی مصلاھم فیقول اللہ عزوجل (ساق) ویقول: یا عبادی! سلونی فوعزتی وجلالی، لا تسئلونی الیوم شیأ فی جمعکم لاخر تکم الا اعطیتکم، ولا لدنیا کم الانظرت لکم، فوعزتی لا ستزن علیکم عثراتکم ما راقبتمونی وعزتی وجلالی لا اخزیکم ولا افضحکم بین اصحاب الحدود، وانصرفوا مغفورا لکم قد ارضیتمونی ورضیت عنکم۔ (شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۳۷ جلد ۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب عید کی صبح ہوتی ہے مولٰی سبحانہ تعالٰی ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے۔ (اس کے بعد حدیث میں فرشتوں کا شہر کے ہر ناکہ پر کھڑا ہونا اور مسلمانوں کو عیدگاہ کی طرف بلانا بیان ہے۔ پھر ارشاد ہوا) جب مسلمان عیدگاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں (مولٰی سبحانہ تعالٰی فرشتوں سے یوں فرماتا ہے اور ملائکہ اس سے یوں عرض کرتے ہیں۔ پھر فرمایا) رب تبارک تعالٰی مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! مانگو، کہ قسم ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کیلئے مانگو گے میں تمہیں عطا فرماؤں گا۔ اور کچھ دنیا کا سوال کرو گے اس میں تمہارے لئے نظر کروں گا۔ (یعنی دنیا کی چیزیں خیر وشر دونوں کی متحمل ہیں۔ اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر، شر کو خیر سمجھ لیتا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ لہٰذا دنیا کیلئے جو کچھ مانگو گے اس میں بکمال رحمت نظر فرمائی جائے گی۔ اگر وہ چیز تمہارے حق

میں بہتر ہوئی عطا ہوگی ورنہ اس کے برابر بلا دفع کریں گے یا دعا قیامت کیلئے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کیلئے ہر صورت سے بہتر ہے) مجھے اپنی عزت کی قسم جب تک تم میرا مراقبہ رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی ستاری فرماؤں گا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم، میں تمہیں اہل کبائر میں فضیحت ورسوا نہ کروں گا۔ پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہوئے۔ بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے راضی ہوا۔

(اس کلام مبارک کا اول "یا عبادی سلونی" ہے۔ یعنی اے میرے بندو! مجھ سے دعا کرو۔ اور آخر انصرفوا مغفورا لکم، یعنی گھروں کو پلٹ جاؤ کہ تمہاری مغفرت ہوئی۔ تو ظاہر ہوا کہ یہ ارشاد بعد ختم نماز ہوتا ہے کہ ختم نماز سے پہلے گھروں کو واپس جانے کا حکم ہرگز نہ ہوگا۔ تو اس حدیث سے مستفاد کہ خود رب العزت جل وعلا بعد نماز عید مسلمانوں سے دعا کا تقاضا فرماتا ہے، پھر وائے بدنصیبی اس کی جو ایسے وقت مسلمانوں کو اپنے رب کے حضور دعا سے روکے۔ "نسال اللہ العفو والعافیۃ۔ آمین) فتاوٰی رضویہ ۳/۸۲ ۷

عیدین میں دوگانہ سے پہلے اور بعد میں کھانا

☆ عن بریدۃ بن حصیب الاسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یخرج یوم الفطر حتی یطعم ولا یطعم یوم الاضحیٰ حتی یصلی۔ (ترمذی صفحہ ۷۱ جلد اول)

حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ تناول فرمائے بغیر باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ اور عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد ہی کچھ تناول فرماتے۔

☆ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: من السنۃ ان لا یخرج یوم الفطر حتی یطعم ولا یاکل یوم الاضحی حتی یرجع۔
(مجمع الزوائد صفحہ ۱۹۹ جلد ۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عید الفطر کے دن کچھ کھا کر عید

گاہ جانا اور عیدالاضحیٰ کے دن واپس آ کر کھانا سنت ہے۔

☆ عن بريدة بن حصيب الاسلمي رضي الله تعالى عنه قال: ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان لا يخرج يوم الفطر حتى يأكل، وكان لا يأكل يوم النحر حتى يرجع، فيأكل من اضحيته (دارقطنی صفحہ ۱۸۰ جلداول)

حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن کچھ تناول فرما کر عیدگاہ تشریف لے جاتے اور عیدالاضحیٰ کے دن واپس آ کر قربانی کا گوشت تناول فرماتے۔

نماز کسوف یعنی سورج گرہن کی نماز

عن اسماء رضي الله تعالى عنها قالت: خسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فدخلت على عائشة رضي الله تعالى عنها وهي تصلي فقلت: ما شان الناس يصلون، فاشارت برأسها الى السماء فقلت: آية، قالت: نعم، فاطال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم القيام جدا حتى تجلاني الغشي فاخذت قربة من ماء الى جنبي فجعلت اصب على رأسي او على وجهي من الماء، قالت: فانصرف رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وقد تجلت الشمس، فخطب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الناس، فحمد الله واثنى عليه، ثم قال: اما بعد! ما من شيء لم اكن رايته الا قد رايته في مقامي هذا حتى الجنة والنار، وانه قد اوحي الى انكم تفتنون في القبور قريباً او مثل فتنة المسيح الدجال، لا ادري اي ذلك قالت اسماء: فيؤتى احدكم فيقال ما علمك بهذا الرجل؟ فاما بالمومن او الموقن، لا ادري اي ذلك قالت اسماء؟ فيقول: هو محمد، هو رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، جاء بالبينات

والهدى، فاجبنا واطعنا ثلاث مرار، فيقال له، نم قد كنا نعلم انك لتومن به نم صالحا، واما المنافق او المرتاب لا ادري اي ذلك قالت اسماء؟ فيقول: لا ادري سمعت الناس يقولون شيأ فقلت.

(مسلم صفحہ ۲۹۸ جلداول، بخاری صفحہ ۱۴۴ جلداول

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد پاک میں سورج گہن ہوا۔ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچی تو ان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے ان سے کہا، یہ لوگ اس وقت نماز کیوں پڑھ رہے ہیں؟ حضرت عائشہ نے نماز ہی میں سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا: ایک نشانی ہے۔ انہوں نے اشارہ سے جواب بھی دیا۔ حضور نے اس نماز میں قیام اتنا لمبا کر دیا کہ مجھے غشی آنے لگی۔ لہٰذا میں نے ایک مشک سے جو میرے پہلو میں تھی پانی ڈالنا شروع کیا اور سر یا چہرے پر ڈالا۔ فرماتی ہیں: پھر حضور علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے خطبہ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر اس کے بعد فرمایا: کوئی چیز ایسی نہیں رہی جس کو میں نے نہیں دیکھا تھا مگر میں نے اپنے اسی مقام سے دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی۔ اور میری طرف وحی آئی کہ تم لوگ عنقریب قبروں میں آزمائے جاؤ گے یا دجال کے فتنہ کی طرح جانچے جاؤ گے۔ راوی کہتے ہیں: یہ خیال نہیں کہ حضرت اسماء نے کیا کہا؟ تو ہر ایک کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا اس مرد کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ مومن یا موقن (حضرت اسماء نے کیا کہا خیال نہیں) تو یہ کہے گا: یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے واضح اور کھلے معجزے لے کر آئے۔ ہم نے فرمانبرداری اور اطاعت کی۔ تین مرتبہ یہی جواب دے گا۔ پھر فرشتہ اس سے کہے گا: تو سو جا۔ اور ہم خوب جانتے تھے کہ تو مومن ہے لہٰذا اچھی طرح سو جا۔ لیکن منافق یا مذبذب حضرت اسماء نے کیا فرمایا خیال نہیں۔ کہے گا میں نہیں

جاتا۔ لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا تو میں بھی کہتا تھا۔

سورج گہن لگ جانے کو ''کسوف'' کہتے ہیں اور چاند کا گہن میں آ جانا ''خسوف'' کہلاتا ہے۔

سورج کا گہن میں آنا ہو، یا چاند کا گہن لگ جانا، یہ سب اللہ بزرگ و برتر کی قدرت قاہرہ اور قدرت کاملہ کے نشانات ہیں اور اسی کے جلال و جبروت کی نشانیاں ہیں۔ کسوف وخسوف کبھی کبھی ہوتا ہے۔ اللہ کے بندوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے عالم میں اس قہار اور قادر مطلق کے سامنے جھک جائیں اور اس سے رحم وکرم کی بھیک مانگیں۔ نماز کسوف کا بڑا مقصد یہی ہے۔

عہد رسالت میں کسوف

۱۰ ہجری میں حضرت رسول کریم ﷺ کے شیر خوار صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں ہوا (ان پر اور ان کے باپ پر اللہ کا درود وسلام ہو)

مشہور ماہر فلکیات محمود پاشا نے اپنے فنی حساب کی رو سے کسوف کی تاریخ ۲۹ شوال ۱۰ ہجری معین کی ہے۔ دن دوشنبہ (سوموار) اور وقت صبح ساڑھے آٹھ بجے کا لکھا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

عربوں کے اندر زمانہ جاہلیت میں یہ بھی ایک توہم تھا کہ بڑے آدمیوں کی موت پر سورج کو گہن لگتا ہے۔ گویا وہ اس کے ماتم میں سیاہ چادر اوڑھ لیتا ہے۔ آج کے جہلاء بھی کچھ ایسے ہی خیالات رکھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن سورج کو گہن لگ جانے سے اس خیال کو تقویت پہنچ سکتی تھی۔ حضور رسول برحق ﷺ نے اس دن نہایت عجز ونیاز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ نے نہایت خشوع وخضوع سے دعا کی۔ اور اس کے بعد فصیح وبلیغ خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ اس میں خاص طور پر اس توہم کی پرزور تردید فرمائی۔ چند ارشادات نبوی ﷺ ہم نقل کرتے ہیں۔

جاہلیت کے توہم کی تردید

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں، عین اس دن جس روز آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا، سورج کو گہن لگ گیا۔ بعض لوگوں نے کہا سورج کو یہ گہن ابراہیم کے انتقال کی وجہ سے لگا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الشمس والقمر لا ینکسفا ن لموت احد ولا لحیاته فاذا رءیتم فصلوا وادعو اللّٰه.

''سورج اور چاند کو گہن کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں لگتا۔ پس جب تم ایسا دیکھو تو اللہ کے حضور نماز پڑھو اور اس سے خوب دعا مانگو۔'' (صحیح بخاری، مسلم)

مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال خسفت الشمس فقام النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فز عا یخش اللّٰه ان تکون الساعة فاتی المسجد فصلی باطول قیام ورکوع وسجود ما رایته قط یفعله.

''سورج گہن میں آ گیا تو اللہ کے نبی ﷺ ایسے خوف زدہ اٹھے جیسے اب قیامت ہو جائے گی۔ آپ مسجد میں تشریف لائے اور آپ نے نہایت طویل قیام، اور نہایت لمبے رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھائی۔ میں نے کبھی آپ کو ایسی طویل نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ نشانیاں ہیں جنہیں اللہ ظاہر کرتا ہے۔ یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے واقع نہیں ہوتیں بلکہ ان سے اللہ اپنے بندوں کے دلوں میں خوف پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا جب تم ایسی کوئی چیز دیکھو تو خوف اور فکر کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے دعا واستغفار کرو۔'' (صحیح بخاری ومسلم)

نماز کسوف کے سلسلہ میں صحیح بخاری ومسلم میں حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا وغیرہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایات موجود ہیں (اللہ ان سب سے راضی ہو) ان میں سے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی حدیث زیادہ مفصل ہے۔ ہم اس کا ترجمہ پیش کر چکے ہیں۔

خلاصہ روایات

حضور ﷺ نے نماز کسوف بہت طویل پڑھی، حالانکہ جماعت کے ساتھ اتنی طویل نماز پڑھنا آپ ﷺ کی عادت مبارکہ نہ تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک رکعت میں سورۃ البقرۃ اور دوسری میں ال عمران پڑھی۔ بعض لوگ اس نماز میں کھڑے نہیں رہ سکے بلکہ گر پڑے، بہت سے بے ہوش ہوگئے۔

قیام کے دوران ہاتھ اٹھا کے اللہ کی تسبیح وتہلیل اور تحمید وتکبیر کے ساتھ دیر تک دعا بھی کی۔

الصلوٰۃ عند القتل

یہ وہ نماز ہے کہ جو ایک مسلمان کو اس وقت ادا کرنی چاہئے کہ جب اس کو قتل کیا جارہا ہوتا کہ اس کی زندگی کا آخری عمل نماز ہو۔ اس کی دو رکعتیں ہیں اور اس کے بعد استغفار ہے یہ نماز مستحب ہے۔ (طحاوی صفحہ ۲۱۹)

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا یہ نماز پڑھنا (جب ان کو قتل کرنے کے لئے حرم شریف سے باہر لے جارہے تھے) بخاری شریف کے صفحہ ۴۲۸ پر موجود ہے۔ اسی طرح حضرت حجر بن عدی نے قتل ہوتے ہوئے مختصری دو رکعت ادا فرمائیں تو فرمایا لو لا ان تظنوا بی غیر الذی بی لاطلتها والله لئن كانت صلاتی لم تنفعنی فیما مضیٰ ماهما بنافعتی۔

(الاستیعاب مع الاصابہ صفحہ ۳۵۶)

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم میرے بارے میں وہ گمان کرو جو مجھ میں نہیں (کہ موت کے ڈر سے نماز کو لمبا کر رہا ہے) تو میں ضرور لمبی نماز پڑھتا۔ بخدا اگر مجھے پہلی نمازوں نے فائدہ نہ دیا تو یہ نماز بھی مجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکے گی۔

امام محمد بن سیرین علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ ایک مسلمان بوقت قتل جو دو رکعت ادا کرتا ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

تو آپ نے جواب دیا۔

صلاهما خبیب وحجر وهما فاضلان (الاصابہ صفحہ ۳۵۶ جلد اول)

حضرت خبیب اور حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہما نے یہ نماز ادا فرمائی ہے اور دونوں فضیلت والے تھے۔

نماز استسقاء

عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم استسقى فاشار بظهر كفيه الى السماء (مسلم صفحہ ۲۹۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز استسقاء پڑھ کر دعا کی تو اپنے ہاتھوں کی پشت مبارک کے رخ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

عن الامام محمد الباقر رضي الله تعالى عنه قال: انه صلى الله تعالى عليه وسلم استسقى وحول رداءه ليتحول القحط.

(دار قطنی صفحہ ۶۶ جلد ۲)

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء کے بعد دعا میں چادر مبارک الٹی تا کہ قحط ختم ہو جائے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے

"یہ حدیث ہمارے اصول پر صحیح ہے۔ خادم شرع جانتا ہے کہ صاحب شرع صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو باب دعا میں تفاؤل پر بہت نظر ہے۔ اسی لئے استسقاء میں قلب رداء فرمایا کہ تبدیل حال کی فال ہو۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

ائمہ کرام نے فرمایا: کہ چادر الٹنا اس لئے مشروع ہے کہ قحط سے بارش کی طرف اور تنگی سے خوشحالی کی طرف حالت کو تبدیل کرنے کے لئے نیک فال بن سکے۔

اسی لئے بدخوابی کے بعد جو اس کے دفع شر کی دعا تعلیم فرمائی ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ کروٹ بدل لے تا کہ اس حال کے بدل جانے پر فال حسن ہو۔

Scanned with CamScanner

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں۔

تاکہ اس سے نجات کیلئے نیک فال بن سکے۔ اسی لئے ہنگام دعائے استقاء پشت دست جانب آسمان رکھے کہ ابر چھانے اور باراں آنے کی فال ہو۔

اسی لئے علماء نے مستحب رکھا کہ جب دفع بلا کیلئے دعا ہو پشت دست سوئے سماء ہو۔ گویا ہاتھوں سے آتش فتنہ کو بجھاتا اور جوش بلا کو دباتا ہے۔ اسی لئے دعا کے بعد چہرہ پر ہاتھ پھیرنا مسنون ہوا کہ حصول مراد وقبول دعا کی فال ہو۔ گویا دونوں ہاتھ خیر وبرکت سے بھر گئے۔ اس نے وہ برکت اعلیٰ واشرف اعضاء پر الٹ لی کہ اس کے توسط سے سب بدن کو پہنچ جائیگی۔" فتاویٰ رضویہ ۵۴۰/۳

استسقاء کا معنی ومفہوم

"استسقاء کے معنی ہیں پانی مانگنا اور سیرابی طلب کرنا،

"نماز استسقاء" اس نماز کو کہتے ہیں جو سوکھا پڑ جانے، بارش نہ ہونے، اور قحط پڑ جانے کے موقع پر پڑھی جاتی ہے۔ کسی علاقہ میں بارش نہ ہو تو قحط پڑ جانا قدرتی امر ہوتا ہے۔ یہ عمومی مصیبت ایک گونہ عذاب عام کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ایسے حالات میں حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے "نماز استسقاء" پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

عہد رسالت میں ایک دفعہ قحط پڑا تو خود نبی کریم ﷺ نے یہ نماز ادا فرمائی۔ اس بارہ میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ساتھ لے کر نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، قرأت بالجہر کی، قبلہ رو ہو کر اور ہاتھ بلند کر کے دعا کی۔ اور جس وقت آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا، اپنی چادر کو الٹ کر اوڑھا۔"

(صحیح بخاری۔مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يعنى فى الاستسقاء متبذلا متواضعًا متخشعًا متضرعًا.

"اللہ کے رسول ﷺ نماز استسقاء کے لئے نکلے تو آپ بہت ہی ہلکا اور کم قیمت کا لباس پہنے ہوئے تھے، آپ کا انداز خاکساری، مسکینی، عاجزی اور گریہ وزاری کا تھا۔" (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، نسائی، ابن ماجہ)

اس سلسلہ میں امت کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی یہ نہایت مفصل روایت ضرور پڑھیے، کہ اس میں تمام جزئیات کا ذکر آ گیا ہے۔ فرماتی ہیں:

"لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر امساک باراں (بارش نہ ہونے) اور قحط سالی کی تکلیف بیان کی۔

حضور ﷺ نے ایک دن مقرر کر کے فرمایا کہ سب لوگ آپ کے ساتھ چل کر نماز استسقاء پڑھیں اور نماز عید کی جگہ منبر پہنچانے کا حکم دیا۔"

جب وہ دن آیا تو رسول اللہ ﷺ علی الصبح سورج کے طلوع ہوتے ہی وہاں تشریف لے گئے، اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حمد وثناء بیان کی۔ پھر فرمایا تم لوگوں نے اپنے علاقے میں بارش نہ ہونے اور قحط سالی کی شکایت کی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم اپنی حاجات میں اس سے دعا کرو۔ اس کا وعدہ ہے کہ وہ قبول فرمائے گا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ کے حضور میں عرض کیا:

الحمد لله رب العلمين○ الرحمن الرحيم○ ملك يوم الدين○ لا اله الا الله يفعل ما يريد○ اللهم انت الله لا اله الا انت الغنى ونحن الفقراء انزل علينا الغيث واجعل ما انزلت لنا قوة وبلاغا الى حين۔

"پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ بلند کیے، اور اتنے بلند کیے کہ آپ کی بغل مبارک کے اندرونی حصہ کی سفیدی نظر آنے لگی اور بہت دیر تک اسی طرح ہاتھ اٹھائے دعا کرتے رہے۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا رخ قبلہ کی طرف کیا۔ پشت لوگوں کی طرف کر لی۔ جو چادر آپ اوڑھے ہوئے تھے اس کو پلٹ لیا۔ اور دعا میں ابھی تک آپ کے ہاتھ اٹھے ہوئے

تھے۔ پھر اپنا رخ لوگوں کی طرف کر لیا اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھائی۔''

''اللہ کے حکم سے اسی وقت ایک بدلی اٹھی، اس میں گرج اور چمک بھی تھی، وہ اللہ کے حکم سے خوب برسی (اور ایسی بھرپور بارش ہوئی کہ) ابھی آپ ﷺ مسجد تک واپس نہیں پہنچے تھے کہ پانی سے راستے اور نالے بھر کر بہنے لگے۔''

جب آپ نے یہ منظر دیکھا کہ لوگ بارش سے پناہ لینے کے لئے سائبان (چھپر) کی طرف دوڑ رہے ہیں تو آپ کو ہنسی آگئی۔ یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اشهد ان الله على كل شيء قدير ط واني عبدالله ورسوله.

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔''

(سنن ابی داؤد)

حاصل کلام

۱: نماز استسقاء کے لئے آبادی اور بستی سے باہر صحرا یا جنگل نسبتاً موزوں جگہ ہے۔ بارش کی ضرورت کے اعتبار سے بھی اور اپنے عجز و نیاز کے اظہار کے اعتبار سے بھی۔

۲: نماز استسقاء کے لئے نہانے دھونے اور اچھے کپڑوں کے اہتمام کے برعکس معمولی لباس میں فقیرانہ صورت میں مسکینوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری چاہئے۔

۳: دعا انتہائی عاجزی اور گریہ وزاری سے کی جائے، اس غرض سے ہاتھ آسمان کی طرف زیادہ اونچے اٹھے ہوں۔

۴: قبلہ رو ہو کر چادر الٹ دینے کا مطلب یہ تھا کہ اللہ ذوالجلال بھی صورت حال بالکل پلٹ دے۔

۵: عہد رسالت میں نماز استسقاء کے بعد فوراً بارش برسنے کا حال آپ نے پڑھ لیا ہے۔ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی بارہا اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ بات تو دل سے مانگنے، اور سچے مانگنے والوں کی ہے۔

یاد رہے! فقہ حنفی میں یہ نماز بغیر جماعت کے ہے اور چادر اُلٹانا شرعی مسئلہ کے طور پر نہیں محض نیک فالی ہے۔

نماز اشراق اور چاشت

طلوع آفتاب اور زوال آفتاب کے درمیان ایک طویل وقفہ ہے۔ لیکن یہ ہر شخص کے لئے کام کاج اور انتہائی مصروفیت کا وقت ہے۔ اللہ کریم نے اس دوران کوئی نماز فرض نہیں کی۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے اس دوران میں نماز اشراق اور صلوٰۃ الضحیٰ کے نام سے کم از کم دو یا زیادہ جتنی بھی ہو سکیں نوافل پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔

اشراق وہ نوافل ہیں جو طلوع آفتاب کے تھوڑی دیر بعد ادا کیے جاتے ہیں۔

چاشت وہ نوافل ہیں جو دن اچھی طرح چڑھنے کے بعد ادا کیے جاتے ہیں۔

ارشادات نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

دو مشہور صحابی حضرت ابودرداء اور حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نقل کیا ہے:

يا ابن ادم اركع لي اربع ركعات من اول النهار اكفك اخره.

''اے فرزند آدم! تو دن کے ابتدائی حصہ میں میرے لئے چار رکعات پڑھا کر، میں دن کے آخری حصہ تک تجھے کفایت کروں گا۔'' (جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری حدیث نبوی کا ترجمہ ملاحظہ ہو: ''جس نے دوگانہ چاشت کا اہتمام کیا۔ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ وہ کثرت میں سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔'' (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

ایک صحابیہ حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے؟

انہوں نے فرمایا: **اربع ركعات ويزيد ماشاء الله**''

چار رکعتیں اور اس سے زیادہ، جتنی اللہ چاہتا۔'' (صحیح مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کبھی چاشت کی نماز (اتنے اہتمام اور پابندی سے پڑھتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ غالباً آپ کبھی نہیں چھوڑیں گے اور (کبھی) اس کو چھوڑ دیتے تھے کہ ہم کہتے کہ اب غالباً آپ اس کو نہ پڑھیں گے۔"

(جامع ترمذی)

ایک موقع پر اس سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ اکثر ایسے اعمال بھی ترک فرما دیتے تھے جن کا کرنا آپ کو بہت محبوب ہوتا تھا۔ اس خطرہ کی وجہ سے کہ آپ کو پابندی سے کرتا دیکھ کر عام مسلمان بھی آپ کی پیروی میں اس کو پابندی سے نہ کرنے لگ جائیں۔ اور اس کی فرضیت کا حکم نہ آجائے۔"

کتنے رحیم و کریم تھے ہمارے نبی ﷺ! انہیں اپنی امت کی تکلیف کا کس قدر احساس تھا۔

صلوٰۃ الاوابین

نماز مغرب کے بعد کم از کم چار، چھ یا بیس رکعات "صلوٰۃ الاوابین" کہلاتی ہیں۔ ان نوافل کے بارہ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جو کوئی نماز مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (طبرانی)

تحیۃ الوضو

اعضاء وضو خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نفل اس طرح پڑھے جائیں کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری میں اخلاص پڑھنا مروی ہے اور یہ نماز الگ سے نہ بھی پڑھیں تو فرض نماز بھی اس کے قائم مقام ہو جاتی ہے (مسلم شریف صفحہ ۲۹۲ جلد ۲)

اس کی فضیلت میں آیا ہے کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کر کے کھڑا ہو اور قلب و نظر کی پوری توجہ سے یہ نماز پڑھے اس کیلئے جنت واجب ہو گئی (مسلم صفحہ ۱۲۲ جلد اول)

ایک حدیث میں ہے کہ اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے (مسلم صفحہ ۱۲ جلد اول)

ایک روایت میں ہے کہ اس نماز سے اگلی نماز تک کے تمام گناہ بخش دیئے گئے (ایضاً)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کون سا

عمل ہے جو تو کرتا ہے اور اس عمل کے سبب میں نے تیرے جوتوں کی آواز کو جنت میں سنا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں وضو کے بعد نماز (تحیۃ الوضوء) پڑھتا ہوں۔

(بخاری صفحہ ۱۵۴ جلد اول)

تحیۃ المسجد

مسجد کی تعظیم کے لئے، مکروہ وقت نہ ہو تو مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کرنا، اگر وقت مکروہ ہو (بعد طلوع فجر یا بعد العصر یا استواء) تو یہ نماز بھی نہ پڑھی جائے گی بلکہ مستحب ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور درود پاک پڑھ لے۔ (ردالمحتار صفحہ ۵۰۱ جلد اول)

اس طرح وقت میں تنگی ہے اور سنتیں، فرض ادا کرنے ہیں تو بھی تحیۃ المسجد ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ فرض، سنت کی ادائیگی میں ان نوافل کا ثواب مل جائے گا خواہ نیت کرے یا نہ کرے (البنایہ صفحہ ۶۶ جلد ۳)

اگر بار بار مسجد میں جانا پڑے تو ایک بار ہی تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے (ایضاً)

ان نوافل کا ذکر بھی احادیث کی معتبر کتب میں موجود ہے مثلاً دیکھئے بخاری شریف صفحہ ۶۳ جلد اول، مسلم شریف صفحہ ۲۴۸ جلد اول)

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجدوں کا حق ادا کیا کرو۔ عرض کیا گیا: کیسے یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لیا کرو۔

(مرقاۃ صفحہ ۱۹۸ جلد ۲)

صلوٰۃ التسبیح

"صلوٰۃ التسبیح" کی تعلیم و تلقین کتب حدیث میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رسول کریم ﷺ کے خادم خاص حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی روایت اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی "صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کو روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کا درجہ دیا ہے، بعض تابعین اور تبع

Scanned with CamScanner

تابعین حضرات نے بھی صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت بیان کی ہے اور اس کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ یہ نماز اکثر صالحین امت کے معمول میں شامل رہی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صلوٰۃ التسبیح کے بارہ میں ایک خاص نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ حضرت ہادیٔ سبل ختم الرسل ﷺ سے نفلی نمازوں میں خاص طور پر بہت سے اذکار اور دعائیں ثابت ہیں، بہت سے لوگ محض انہیں یاد نہ رکھنے کے سبب ان نوافل سے محروم رہتے ہیں۔ صلوٰۃ التسبیح ان لوگوں کے لئے خاص طور پر بڑی نعمت ہے۔ اس میں اللہ کا ذکر، تسبیح وتحمید ہے، اور ایک ہی کلمہ بار بار پڑھا جاتا ہے جس کا یاد رکھنا اور پڑھنا مشکل بھی نہیں ہے۔

اس نماز کے بارہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ملاحظہ ہو۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے فرمایا:

يا عباس! يا عماه! الا اعطيك، الا امنحك، الا اخبرك الا افعل بك عشر خصال؟

اذا انت فعلت ذالك غفرالله لك ذنبك اوله اخره قديمه وحديثه خطأه وعمده صغيره وكبيره سره وعلانيته. ان تصلي اربع ركعات.

"اے عباس! اے عم محترم! کیا میں آپ کو ایک عطیہ پیش کروں؟ ایک تحفہ دوں؟ کیا آپ کو ایک خاص بات بتلاؤں؟ کیا میں آپ کے دس کام اور دس خدمتیں کروں؟

جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ آپ کے سارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اگلے بھی، پچھلے بھی، نئے بھی، پرانے بھی، بھول چوک بھی، دانستہ ہونے والے بھی، صغیرہ بھی، کبیرہ بھی، ڈھکے چھپے بھی، اور علانیہ والے بھی۔ وہ یہ کہ آپ چار رکعات (نماز تسبیح) پڑھیں۔

یہ فرمانے کے بعد حضرت رسول کریم ﷺ نے "صلوٰۃ التسبیح" کا طریقہ یوں بتلایا:

"آپ چار رکعت نماز پڑھیں، اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورۃ پڑھیں، پھر جب پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو جائیں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ مرتبہ کہیں:

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر.

پھر اس کے بعد رکوع کریں اور رکوع میں بھی یہی کلمہ دس مرتبہ پڑھیں،

رکوع سے اٹھ کر قومہ میں بھی یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں،

پھر سجدہ میں چلے جائیں، اس میں بھی دس مرتبہ یہ کلمہ کہیں،

سجدے سے اٹھ کر جلسہ کریں، اور یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں،

پھر دوسرے سجدہ میں بھی یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں،

پھر دوسرے سجدہ کے بعد (دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے سے قبل) یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں،

چاروں رکعات اسی طرح پڑھیں، گویا اس ترتیب سے ہر رکعت میں یہ کلمہ پچھتر مرتبہ پڑھیں۔"

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا ہو سکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں اور اگر ہر روز نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں۔ اگر آپ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار پڑھ لیا کریں۔ فان لم تفعل ففي عمرك مرة۔ اگر یہ بھی ہو سکے تو کم از کم اپنی زندگی میں ایک دفعہ ہی پڑھ لیں۔" (سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، دعوات کبیر للبیہقی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کلمہ کے پڑھنے کی ترکیب قدرے مختلف ہیں۔ یعنی ہر رکعت میں قرأت سے قبل پندرہ مرتبہ، رکوع میں جانے سے قبل قرأت کے بعد دس مرتبہ پڑھا جائے۔ دوسرے سجدہ کے بعد نہیں۔ اس طریقہ سے بھی ہر رکعت میں تعداد پچھتر ہی ہوگی۔

بہر حال صلوٰۃ تسبیح کے یہ دونوں ہی طریقے منقول اور معمول ہیں۔ پڑھنے والے کے لئے گنجائش ہے، جس طرح چاہے پڑھے اور اجر وثواب حاصل کرے۔ جیسا کہ حضرت ختمی

مرتبت ﷺ نے اپنے ایک صحابی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

فانك لو كنت اعظم اهل الارض دنبا غفر لك بذالك.

"اگر تم بالفرض دنیا کے سب سے بڑے گناہگار ہو گے تو بھی اس کی برکت سے اللہ مغفرت فرما دے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں ان خوش بخت بندوں میں سے کر دے جو رحمت و مغفرت کے ایسے اعلانات کو سن کر ان سے فائدہ اٹھاتے اور ان کا حق ادا کرتے ہیں۔

یاد رہے! صلوٰۃ التسبیح کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ اوقات ممنوعہ کو چھوڑ کر ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔ البتہ بعد زوال ظہر سے قبل پڑھنا افضل ہے۔

اس نماز میں فاتحہ کے بعد جو سورۃ چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ سورۂ عصر، کوثر، کافرون اور اخلاص ترتیب وار پڑھنا افضل ہے۔

اگر سجدہ سہو لازم ہو جائے تو سجدہ سہو کے اندر کلمہ تسبیح پڑھنا لازم نہیں۔

اگر تسبیح کسی جگہ پڑھنا بھول گیا تو دوسرے رکن میں وہ تعداد پوری کر لے۔ مثلاً قیام میں بھول گیا تو رکوع میں بیس مرتبہ پڑھ کر پوری کر لے۔ رکوع کی سجدہ میں پوری کرے نہ کہ قومہ میں۔ پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں پوری کرے نہ کہ جلسہ میں۔

نماز میں کلمات کا انگلیوں پر یا تسبیح پر شمار کرنا مکروہ ہے۔ البتہ ہلکے اشارہ سے انگلیوں کو دبا کر گنتی یاد رکھے تو روا ہے۔ (رد المحتار)

صلوٰۃ الخوف (نماز بحالت جنگ)

اللہ اللہ۔ نماز ایسا فرض ہے جو کسی حالت میں اور کسی وقت نہیں ٹلتا۔ کسی صورت میں معاف نہیں ہوتا۔ جنگ ہو رہی ہے۔ دشمن سے مقابلہ ہے، اس وقت بھی نماز کا وقت ہو جائے تو ادائیگی لازم ہے۔ اس کے بارہ میں قرآن مجید میں تفصیلی حکم موجود ہے۔ ہم متعلقہ آیات کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

"اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں کہ نماز میں قصر کر لیا کرو۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے، بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہی

ہیں۔"

"اگر آپ درمیان میں موجود ہوں اور ان کے لئے نماز قائم کریں تو چاہئے کہ ان کا ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور وہ لوگ اپنے ہتھیار لئے رہیں۔"

پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو تم لوگوں کے پیچھے ہو جائیں۔ اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آ جائیں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں۔ اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار ساتھ لئے رہیں۔"

کافروں کی تو خواہش ہی یہ ہے کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے ذرا غافل ہو جاؤ تو تمہارے اوپر یک بارگی ٹوٹ پڑیں۔"

"اور تمہارے لئے اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو رہی ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار اتار رکھو، اور اپنے بچاؤ کا سامان لئے رہو، بیشک اللہ نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

(سورۃ النساء ۴: ۱۰۱، ۱۰۲)

یعنی سفر میں نماز قصر کی جائے، سفر کسی غرض سے ہو مگر شرعی سفر ہو، ضروری نہیں کہ بری سفر ہی ہو، بری اور ہوائی سفر کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

دوران جنگ نماز قصر کا حکم قیامت تک کے لئے ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کے بعد آپ کی نیابت میں کوئی بھی امامت کے فرائض انجام دے گا۔

اندیشہ ہو کہ نماز کے دوران دشمن موقع پا کر حملہ کر دے گا تو سپاہ اسلامی کے دو گروہ ہو جائیں۔ ایک گروہ نماز شروع کر دے، دوسرا گروہ نگہبانی کیلئے دشمن کے مقابل کھڑا ہو جائے۔

نماز کے دوران بھی سامان حفاظت اور اپنا اسلحہ ساتھ لئے رہیں۔

پہلا گروہ امام کے پیچھے ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابل چلا جائے تو دوسرا گروہ آ کر ایک رکعت امام کے پیچھے ادا کرے۔

امام کی دو رکعت پوری ہو گئیں۔ اب اپنی اپنی باقی رکعت پوری کر لیں۔

جو ملت اس نظم کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہو، اور جو سپاہ اس عبادت گزاری کے ساتھ میدان جنگ میں آتی ہو وہ دنیا کی مثالی قوم نہیں تو اور کون ہے۔

مخبر صادق، ہادیٔ عالم ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو اس پر کیسے عمل کرایا وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ احد کی طرف جہاد کیا۔ جہاں ہم نے دشمن کے مقابلے میں صف بندی کی

فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی لنا فقامت طائفة معه واقبلت طائفة علی العدو ورکع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمن معه وسجد سجدتین۔

"رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ پس ہم میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ رہا۔ اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل ڈٹا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والے گروہ کے ہمراہ رکوع کیا اور دو سجدے کئے۔ اس کے بعد یہ لوگ اس گروہ کی طرف چلے گئے جس نے نماز نہیں پڑھی تھی۔" وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی اور دو سجدے کئے۔ اس کے بعد سلام پھیر دیا۔" پھر ان میں سے ہر شخص کھڑا ہو گیا، اور ہر ایک نے ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے پورے کئے۔"

(صحیح بخاری باب صلوٰۃ الخوف)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت شدہ ایک حدیث میں اس قدر مزید مذکور ہے۔

و ان کانوا اکثر من ذالك فلیصلوا قیاما و رکبانا۔

"اگر دشمن اس سے زیادہ ہوں تو پا پیادہ یا سوار جس طرح ممکن ہو نماز پڑھ لیں۔" (صحیح بخاری)

اس بارہ میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن مسعود، حضرت عبداللہ بن انیس اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے متعدد روایات کتب حدیث میں منقول ہیں۔

صلوٰۃ الاسرار

امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں، ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے اس نماز کے بارے میں لکھتے ہیں اور اس نماز کی دو رکعتیں بیان فرماتے ہیں۔ اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ ان میں فاتحہ شریف کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے، سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے پھر حضور علیہ السلام پر گیارہ مرتبہ درود بھیجے۔ بعد ازاں گیارہ مرتبہ بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرے۔

یا رسول اللہ یا نبی اللہ اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات۔

پھر جانب عراق گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر یہ کہے **یا غوث الثقلین ویا کریم الطرفین اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات۔**

ازاں بعد حضور علیہ السلام کے توسل سے بارگاہ خداوندی میں دعا کرے۔

(بہار شریعت صفحہ ۱۹،۲۰ جلد ۴)

صلوٰۃ الرغائب

رجب کی پہلی رات، جمعہ اور شعبان کی پندرہویں شب اور شب قدر میں جماعت کے ساتھ بعض جگہ لوگ ادا کرتے ہیں۔ فقہاء اسے ناجائز و مکروہ و بدعت کہتے ہیں اور لوگ اس بارے میں جو حدیث بیان کرتے ہیں محدثین اسے موضوع بتاتے ہیں لیکن اجلہ اکابر سے باسانید صحیحہ مروی ہے لہٰذا اس کے منع میں غلو نہ چاہئے اور اگر جماعت میں تین سے زیاد مقتدی نہ ہوں تو اصلاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

صلوٰۃ استغفار

حضرت نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی مغفرت چاہنے اور اپنے گناہوں سے معافی حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ بتلایا ہے کہ بندہ سے کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر نادم ہو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مغفرت اور معافی کا اس طرح طالب ہو کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد گناہوں کی بخشش اور معافی طلب کرے۔ اور آئندہ کے لئے خطا اور عصیان سے باز رہنے کا عہد کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور وہ بلاشبہ صادق وصدیق ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے۔

مامن رجل يذنب ذنبا ثم يقوم فيتطهر ثم يصلي ثم يستغفر الله له ثم قرء والذين اذا فعلوا فاحشة.

"جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے۔ پھر وہ اٹھ کر وضو کرے۔ پھر وہ نماز پڑھے۔ پھر اللہ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے۔"

اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

والذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ط ولم يصروا على ما فعلوا وهم يعلمون○

"اور وہ بندے جن کا حال یہ ہے کہ جب کوئی ان سے گناہ ہو جاتا ہے۔ یا وہ کوئی برا کام کر کے اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو جلد ہی انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے۔ اور وہ اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت اور معافی کے طالب ہوتے ہیں۔ اور وہ دیدہ و دانستہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے۔" (سورہ آل عمران: ۳:۱۳۵)

بھول چوک اور خطا و گناہ سے پاک صاف ہونے کا دعویدار کون ہو سکتا ہے۔ اس حال

میں خاطی امتیوں کے لئے ان کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا فرمودہ یہ طریقہ ایک نسخۂ شفا سے کم نہیں۔

صلوٰۃ استخارہ

انسان کا علم ناقص ہے، اور اس کے ذرائع علم بھی محدود اور ناقص ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں اور سمجھ میں نہیں آتا کریں یا نہ کریں اور کریں تو کیسے کریں۔ ایک عجیب کشمکش اور گومگو کی کیفیت ہوتی ہے۔

رسول مقبول ہادیٔ برحق ﷺ نے ان کے لئے "صلوٰۃ استخارہ" کی تعلیم فرمائی۔ آپ نے بتلایا جب کوئی خاص کام اور اہم معاملہ درپیش ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے رہنمائی اور توفیق خیر کی دعا کر لیا کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم کو اپنے معاملات میں استخارہ (طلب خیر کرنے کا طریقہ) اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورتوں کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل.

"جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے (اور اس کے انجام کے بارہ میں فکر مند ہو تو اس طرح استخارہ کرے) دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح دعا کرے:

(یاد رہے کسی فرض کی ادائیگی کے بارہ میں استخارہ نہیں، مثلاً نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں، حج ادا کروں یا نہ کروں؟ اس کے لئے استخارہ کی گنجائش نہیں، کیونکہ یہ تو ادا کرنے ہی ہیں، یہ استخارہ کیا جا سکتا ہے کہ حج کا سفر کس دن شروع کروں؟)

اللهم انى استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب.

"اے اللہ! میں تیرے علم کے وسیلہ سے خیر اور بھلائی کی رہنمائی چاہتا ہوں،

اور تیری قدرت کے ذریعہ تجھ سے قدرت کا طالب ہوں، اور تیرے عظیم فضل کی بھیک مانگتا ہوں، کہ تو قادر مطلق ہے اور میں بالکل عاجز ہوں۔ اور تو علیم کل ہے۔ اور میں بے خبر ہوں، اور تو سارے غیبوں سے باخبر ہے۔"

اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیرلی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارك لی فیہ۔

"اے میرے اللہ! اگر تیرے علم میں۔ یہ کام میرے لئے، میرے دین، میری معاش اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر کر دے اور آسان فرمادے پھر اس میں میرے لئے برکت بھی دے۔"

و ان کنت تعلم ان ھذا الامر شرلی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدرلی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ۔

"اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے برا ہے (اور اس کا نتیجہ خراب ہے) میرے دین، میری معاش اور میرے انجام کار کے لحاظ سے تو اس کام کو مجھ سے جدا رکھ، اور مجھے اس سے روک دے، اور میرے لئے بھلائی مقدر فرما دے۔ وہ جہاں اور جس کام میں ہو، پھر مجھے اس خیر والے کام کے ساتھ راضی اور مطمئن کر دے۔"

راوی حدیث کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ "جس کام کے بارہ میں استخارہ کرنے کی ضرورت ہو، اس کام کا نام بھی لے۔" (صحیح بخاری)

پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ اور استخارہ کی دعا کے اول آخر سات مرتبہ درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔

اگر کوئی شخص خود استخارہ نہ کر سکے تو دوسرے سے کرایا جا سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ خود ہی استخارہ کرے۔

استخارہ کی روح یہ ہے کہ بندہ اپنی عاجزی کا احساس رکھتے ہوئے اور لاعلمی کا

عتراف کرتے ہوئے اپنے قادر مطلق اور علیم وخبیر مالک سے رہنمائی اور مدد چاہے اور اپنا عاملہ اس کے سپرد کر دے۔

حدیث مبارکہ میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی بندہ کو کس طرح ہوگی۔ اللہ کے بندوں کا تجربہ ہے کہ یہ رہنمائی بسا اوقات خواب میں یا کسی غیبی اشارہ سے ہو جاتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ سے آپ اس کام کے کرنے کا دل میں خاص جذبہ اور داعیہ پیدا ہو جاتا ہے، یا اس کی طرف سے دل بالکل ہٹ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ان کیفیتوں کو منجانب اللہ سمجھنا چاہئے۔ اور استخارہ کے بعد بھی تذبذب کی کیفیت باقی رہے تو استخارہ بار بار کیا جائے، یہاں تک کہ یکسوئی حاصل ہو جائے اور دل ایک طرف لگ جائے۔

بہر حال "صلوٰۃ استخارہ" ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ ہم کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ استخارہ کی ایک مختصر دعا یہ ہے:

اللھم خرلی واخترلی ولا تکلنی الی اختیاری۔

"اے اللہ میرے لئے پسند کر اور اختیار کر۔ مجھے میرے اختیار کے سپرد نہ کر دے۔"

یا تین مرتبہ یہ کہہ لے

یا علیم علمنی یا خبیر اخبرنی

صلوٰۃ الحاجۃ

مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر صلی۔

"رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ کو جب کوئی فکر لاحق ہوتی یا کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔" (سنن ابی داؤد)

حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو بھی اس کا تفصیلی طریقہ تعلیم فرمایا۔ اس لئے کہ کوئی بندہ بھی حاجت اور ضرورت سے خالی نہیں۔ اور مخلوقات کی ساری حاجتیں اور ضرورتیں اللہ کے اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور جو کام بظاہر بندوں کے ہاتھوں سے پورے ہوتے

دکھائی دیتے ہیں۔ دراصل وہ بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور اس کے حکم سے انجام پاتے ہیں۔

ارشاد نبوی ﷺ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی زبانی سنئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من كانت له حاجة الى الله او الى احد من بنی ادم۔

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے متعلق یا کسی آدمی سے متعلق کوئی حاجت اور ضرورت ہو اس کو چاہئے کہ وہ وضو کرے، اور خوب اچھی طرح وضو کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے۔ اور اس کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے۔ پھر اللہ کے حضور اس طرح عرض کرے:

لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمد لله رب العلمين اسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا حاجة هی لك رضا الا قضيتها۔ يا ارحم الراحمين۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑا علم والا کریم ہے۔
اللہ پاک ہے، عرش عظیم کا رب اور مالک ہے۔
تمام حمد وستائش اللہ کے لئے ہے، جو سارے جہانوں کا رب ہے۔
میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان کاموں کا جو تیری رحمت کا وسیلہ ہوں، تیری بخشش کا ذریعہ ہوں، اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے، اور ہر گناہ سے حفاظت کا موجب ہوں۔ اے اللہ! میرے سارے گناہ بخش دے، میری ہر پریشانی دور کردے، اور میری ہر اس حاجت کو پورا فرما دے جس سے تو راضی ہو۔
اے سب مہربانوں سے بڑے مہربان!'' (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

''صلوٰۃ حاجت'' کا جو طریقہ اس حدیث میں تعلیم فرمایا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی

حاجات پوری کرانے کا بہترین اور معتمد ترین طریقہ ہے۔ اللہ کے نیک بندوں نے اسے خزائن الٰہیہ کی کنجی پایا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ جن ضرورتوں کا تعلق بظاہر کسی بندہ سے ہو ان کے لئے بھی ''صلوٰۃ حاجت'' پڑھ کر اللہ بزرگ و برتر سے دعا کرنا سکھایا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس کا یہ عقیدہ اور پختہ ہو جائے کہ کام کرنے والا اور بگڑی بنانے والا صرف اللہ ہی ہے، بندہ نہیں۔ سب کچھ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے، بندہ صرف ایک ذریعہ ہے اور بس۔ (کامل نماز)

نماز تراویح

نماز تراویح مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ اور باجماعت ادا کرنا ''سنت کفایہ'' ہے۔ یعنی اگر محلّہ کی مسجد میں نماز تراویح لوگ جماعت سے پڑھ رہے ہوں۔ اور کوئی شخص کسی وجہ سے گھر میں اکیلا پڑھ لے تو گنہگار نہ ہوگا۔ لیکن اگر تمام اہل محلّہ با جماعت نہ پڑھیں تو سب گنہگار ہوں گے۔

نماز تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد سے فجر تک ہے۔ تراویح کی نماز وتر سے پہلے بھی اور بعد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ یعنی اگر کسی شخص کی تراویح کی کچھ رکعات رہ گئی ہوں اور امام وتر پڑھنے لگے تو وتر میں شریک ہو جائے۔ وتر کے بعد تراویح کی اپنی بقیہ رکعات پوری کرلے۔

امام کوئی سورۃ شروع ہونے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ سے پڑھ لینا چاہئے۔ لیکن کسی ایک سورۃ کے شروع میں بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے، کیونکہ بسم اللہ بھی قرآن کریم کی ایک آیت ہے، گو کسی سورۃ کا متعین جزو نہیں۔

تراویح میں قرآن شریف پڑھتے ہوئے کوئی حصہ رہ جائے اور بعد میں یاد آئے، تو مستحب یہ ہے کہ چھوٹی ہوئی آیت یا سورۃ کو پڑھیں اور جس قدر حصہ اس سے آگے پڑھ لیا تھا اسے دوبارہ پڑھ لیں تاکہ تسلسل قائم رہے۔

لیکن اگر زیادہ پڑھنے کے بعد یاد آیا اور اس قدر دہرانا گراں ہو تو بیشک صرف چھوٹے ہوئے حصہ کو پڑھ کر آگے سے پڑھنا شروع کردیں۔

نماز تراویح میں ایک بار اول سے آخر تک پورا قرآن مجید پڑھنا، یا سننا سنت ہے۔ دو مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔ تین مرتبہ پڑھنے کو اور بھی فضیلت حاصل ہے، بشرطیکہ مقتدیوں کو دشواری نہ ہو، اور اس قدر پڑھنا گراں بار نہ ہو۔

تراویح میں حفاظ کو قرآن مجید ایسی رفتار سے پڑھنا چاہئے کہ ہر لفظ سمجھ میں آ سکے۔ اور غلطی پر سامع اسے لقمہ دے سکے۔

اگر دو رکعت کی نیت کی اور دوسری رکعت کے بعد قعدہ کرنا بھول گیا تو تیسری میں یاد آنے پر بیٹھ جائیں، آخر میں سجدہ سہو کر لیں۔

اگر تیسری رکعت میں سجدہ کے بعد یاد آیا تو چار رکعت پڑھ لیں، آخر میں سجدہ سہو کر لیں۔ دو تراویح ہو جائیں گی اور دو نفل شمار ہوں گی۔

اگر دو رکعت کی نیت کی اور قعدہ میں بیٹھ بھی گئے لیکن التحیات پڑھ کر کھڑے ہو گئے تو چار رکعات پوری کر لیں۔ چاروں تراویح شمار ہوں گی۔ (شامی)

اگر تراویح کی کچھ رکعات رہ جائیں اور وتر کی جماعت شروع ہو جائے تو وتر با جماعت پڑھیں۔ تراویح کی بقیہ رکعات بعد میں پوری کر لیں یعنی وتر با جماعت پڑھنے چاہئیں۔

تراویح کھڑے ہو کر پڑھیں، طاقت ہوتے ہوئے بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح سستی سے یا ستانے کی خاطر امام کے رکوع میں جانے کے انتظار میں بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ شروع رکعت سے شریک ہونا چاہئے۔

فرض نماز جماعت سے رہ گئی ہو تو فرض اور سنت تنہا پڑھ کر تراویح کی جماعت میں شریک ہو جائیں، جو تراویح رہ جائیں وہ وتر کے بعد پوری کر لیں۔

تسبیح تراویح

سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی العزة والعظمة والهيبة والقدرة الكبرياء والجبروت سبحان الملك الحی الذی لا ينام ولا يموت سبوح قدوس ربنا ورب الملٰئكة والروح اللهم اجرنا من النار يا مجير يا مجير يا مجير

پاک ذات ہے اللہ کی، جو ملک، اور بادشاہت والا ہے،
پاک ذات ہے اللہ کی جو عزت والا، عظمت والا، بڑائی والا، اور بڑے دبدبہ والا ہے۔
پاک ذات ہے اللہ کی جو بادشاہ ہے، زندہ رہنے والا ہے، نہ اسے اونگھ ہے، نہ موت ہے۔
وہ پاک ہے، پاکیزگی والا ہے، وہ ہمارا، فرشتوں کا اور روح کا پروردگار ہے۔
اے اللہ! ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا، اے بچانے والے، اے پناہ دینے والے، اے نجات دینے والے! (عالمگیری)

بیس تراویح کا بیان

تراویح کی بیس رکعت مسنون ہیں، دو دو رکعت کر کے پڑھ لی جائیں۔ ہر ترویحہ یعنی چار رکعتوں کے بعد تھوڑی دیر آرام کر لینا مستحب ہے، اس دوران خاموشی سے بیٹھے رہیں یا آہستہ آہستہ قرآن مجید پڑھتے رہیں بہتر ہے کہ تراویح کی تسبیح پڑھیں۔

اس دور کا بڑا معرکۃ الاراء اختلافی مسئلہ نماز تراویح کی رکعات کا ہے اس پر چند دلائل ملاحظہ ہوں:

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر۔

(بیہقی صفحہ ۴۹۶ جلد ۲، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۴ جلد ۲، معجم طبرانی کبیر صفحہ ۳۹۳ جلد ۱۱)

حضور علیہ السلام رمضان شریف میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔

☆ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بھم عشرین رکعة۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۰۲ جلد اول)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا اور انہوں نے بیس تراویح پڑھانے کا معمول بنایا۔

☆ حضرت ابوعبدالرحمٰن اسلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قراء حضرات کو بلا کر ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ یصلی بالناس عشرین رکعة قال وکان علی رضی اللہ عنہ یوتر بھم۔ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے اور وتر آپ خود پڑھایا کرتے تھے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی صفحہ ۴۹۶ جلد ۲)

اسی طرح مختصر قیام اللیل للمروزی صفحہ ۱۵۷ پر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔

المغنی لابن قدامہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۷ اور ملا علی قاری نے شرح نقایہ صفحہ ۳۴۱ جلد ۲ پر بیس رکعت تراویح پہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل فرمایا ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں

و اکثر اھل العلم علی ماروی عن علی وعمر وغیرھما من اصحٰب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعة وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی وقال الشافعی ھکذا ادرکت ببلد مکة یصلون عشرین رکعة۔ (صفحہ ۱۶۶ جلد اول)

اکثر اہل علم بیس رکعات تراویح کے ہی قائل ہیں جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عمر فاروق اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور یہی قول سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی کا ہے اور امام شافعی فرماتے ہیں مکہ شریف میں بیس تراویح ہی پڑھی جاتی ہیں (جیسا کہ اب بھی مکہ اور مدینہ میں یہی معمول ہے۔ ویسے تو ہر بات پہ غیر مقلد حضرات مکہ اور مدینہ کی بات کرتے ہیں مگر تراویح کی بات ہو تو سکوت میں بہتری سمجھتے ہیں۔)

نماز میں بسم اللہ شریف مکہ مدینہ میں آج بھی آہستہ پڑھی جاتی ہے جبکہ غیر مقلدین بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔

(جلسۂ استراحت حرمین شریفین میں نہیں ہوتا مگر یہ لوگ کرتے ہیں حرمین میں جنازہ

آہستہ آواز سے پڑھا جاتا ہے غیر مقلد حضرات حرمین والوں کی نہیں مانتے اور اونچی آواز سے شیعہ لوگ پڑھتے ہیں ان کی تقلید کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ بھی بیس تراویح کے قائل ہیں۔)

(المغنی لابن قدامہ صفحہ ۱۶۷ جلد ۲)

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی یہی موقف ہے۔ جن پر غیر مقلد حضرات کئی مسائل میں قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور ان کی کتاب غنیۃ الطالبین سے بیس (عشرین) کا لفظ نکال کر گیارہ (احد عشر) کا لفظ شامل کر کے کتاب شائع کر دی ہے مگر "دروغ گو را حافظہ نہ باشد" تراویح تو آٹھ کر دیں لیکن وتر تین ہی رہے جبکہ یہ لوگ ایک وتر کے قائل ہیں۔

دیکھئے غنیۃ الطالبین عربی مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت صفحہ ۳۹۶ اور غیر مقلدین کے مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی کی مطبوعہ غنیۃ الطالبین کا صفحہ ۵۹۱)

حضرت امام مالک بھی بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں (بدایۃ المجتہد صفحہ ۱۵۲ جلد اول)

امام غزالی کا بھی یہی مسلک ہے التراویح وھی عشرون رکعة وکیفیتھا مشھورة وھی سنة مؤکدة۔ (احیاء علوم الدین صفحہ ۲۰۱ جلد اول)

الغرض ہزاروں حوالجات پیش کئے جا سکتے ہیں کہ ہر دور میں ہر علاقے کے اہل علم، بزرگ، اولیاء کرام بیس تراویح ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور جب اس نماز کو غیر مقلد حضرات بھی تراویح ہی کہتے ہیں۔ تو پھر عقلاً بھی آٹھ نہیں بنتیں کیونکہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ ہر چار رکعات کے بعد کچھ دیر بیٹھنے کو کہا جاتا ہے تا کہ نمازیوں کو راحت ہو اگر تراویح آٹھ ہوتیں تو اس کو تراویح کہنے کی بجائے ترویحتان کہنا چاہیے تھا۔ تراویح تو جمع ہے جس کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے دو ترویحوں کو تراویح کہہ ہی نہیں سکتے۔ لیکن شاید ہمارے مخاطب اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن کے پاس نہ فقہ ہے اور نہ ہی عقل اسی لئے کہا گیا

(الوھابیة قوم لا یفقھون، الوھابیة قوم لا یعقلون)

اور اگر کچھ عقل ہوتی تو قرآن مجید کے رکوعوں سے بھی مسئلہ کا حل نکل سکتا ہے کیونکہ

کل رکوع نماز تراویح میں اگر روزانہ بیس رکعات ادا کی جائیں تو ستائیسویں تک ۵۴۰ بنتے ہیں۔ یعنی روزانہ کے بیس رکوع اور بیس کو ستائیس میں ضرب دینے سے ۵۴۰ ہوتے جبکہ آٹھ رکعات کے حساب سے (۸x۲۷) ۲۱۶ بنتے ہیں۔

باقی رہا ان حضرات کا یہ اعتراض کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد فى رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة۔ (بخاری)

حضور علیہ السلام رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

تو اس حدیث میں نماز تہجد کا ذکر ہے نہ کہ نماز تراویح کا اس لئے امام ترمذی نے اس حدیث کو باب صلوٰۃ الیل یعنی تہجد کے باب میں ذکر کیا ہے اور پھر اس حدیث کے مطابق تو گیارہ رکعتوں پہ ہمیشگی ثابت ہو رہی ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہیں اور اگر یہ تراویح ہیں تو پھر غیر مقلدین حضرات کو پورا سال ہی تراویح پڑھنی چاہئیں، ایک اور بات بھی ہے کہ اس حدیث سے تین وتروں کا ثبوت بھی مل رہا ہے۔ یہ کس کھاتے میں ڈالو گے۔

(افتؤمنون ببعض الكتب وتكفرون ببعض)

سوال: ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام رمضان شریف میں صرف تراویح ادا فرماتے تہجد ادا نہیں کرتے تھے؟

جواب نمبر۱: ومن اليل فتهجد به نافلة لك. کا حکم الٰہی کہاں گیا کیا یہ صرف غیر رمضان کے لئے ہے؟ ھاتوا برھانكم ان كنتم صادقين۔

جواب نمبر۲: آپ (ﷺ) رمضان شریف میں نماز تراویح کے بعد نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام رمضان شریف میں (ایک رات) نماز ادا فرما رہے تھے میں آکر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ ایک دوسرے صاحب آئے وہ بھی کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ لوگ آتے گئے اور کھڑے ہوتے گئے حضور علیہ

السلام نے نماز کو مختصر فرما دیا اور اپنے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر آپ نے وہ نماز پڑھی جو آپ ہمارے پاس نہیں پڑھا کرتے تھے۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے عرض کیا کہ حضور! رات کو آپ نے ہماری حالت کو سمجھ لیا تھا؟ فقال نعم ذالك الذى صنعت حملنى على الذى صنعت۔ فرمایا: ہاں اس چیز نے مجھے اس پر آمادہ کیا کہ میں وہ کروں جو میں نے کر دیا۔ (مسلم شریف صفحہ ۳۵۲ جلد اول)

ثابت ہوا کہ جو نماز آپ (ﷺ) نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ادا کی وہ اور تھی اور جو حجرے میں جا کر ادا کی وہ اور تھی۔ پہلی تراویح اور دوسری تہجد کیونکہ ایک اور حدیث میں ہے کہ نماز تہجد آپ حجرے میں ہی ادا فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى اليل فى حجرته۔ (بخاری صفحہ ۱۰۱ جلد اول)

صحابی رسول ﷺ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ بھی نماز تراویح کے بعد نماز تہجد اپنی مسجد میں جا کر ادا کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۰۳ جلد اوّل)

اس طرح (المدخل لابن الحاج ص ۲۹۹ ج ۲' ھدی الساری ص ۲۵۳ ج ۲) امام مالک، امام بخاری بلکہ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل، پللکل، بالکل، میاں نذیر احمد دہلوی بھی تراویح کے بعد تہجد ادا کرتے تھے جیسا کہ میاں صاحب کے سوانح نگار فضل حسین بہاری نے الحیاۃ بعد المماۃ صفحہ ۱۳۸ پر لکھا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اسی طرح ان حضرات کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے بھی عبداللہ چکڑالوی (خطیب مسجد چینیانوالی جو بعد میں منکر حدیث ہو گیا تھا اور اس نے نماز تراویح کو مکروہ لکھا۔) اپنے رسالے البیان الفصیح لا ثبات کراھۃ التراویح۔ اس کا کہنا تھا کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے جیسے آج کل غیر مقلد کہتے ہیں امرتسری نے اس کے رد میں تہجد اور تراویح کو دو علیحدہ علیحدہ نمازیں ہونا ثابت کیا

(تفصیل دیکھئے اہلحدیث کا مذہب صفحہ ۹۶، ۹۷، فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۴۴۱ جلد اول)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

وآنچہ مروی شدہ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدیٰ عشرۃ رکعۃ"

مراد ازاں نماز تہجد است کہ در رمضان وغیرہ برابر بود..

(بحوالہ حاشیہ ماالابدمنہ صفحہ ۶۹)

جو مروی ہے کہ حضور علیہ السلام رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ اس سے مراد تہجد ہے جو رمضان وغیر رمضان میں برابر تھی اس کو صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں لیکن تراویح کی نماز اس کے علاوہ ہے ان حضرات کے عرف میں اس کا نام قیام رمضان تھا چنانچہ اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس میں آپ ﷺ کا رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کے اندر زیادہ کوشش کرنا آیا ہے۔

علاوہ ازیں دیکھئے اس مسئلہ پر آپ کا فتاویٰ عزیزی صفحہ ۴۸۱ تا ۴۸۶

نمازِ جنازہ

ہمارے بزرگ ائمہ حدیث نے عام طور پر مسائل صلوٰۃ کے بعد مسائل جنازہ بیان کئے ہیں اور جنازہ کے باب میں صرف نماز جنازہ لکھنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ موت' مرض الموت' بیماری کے سلسلہ میں عیادت اور دعائیں بھی تحریر کی ہیں۔ آخر میں غسل میت' تجہیز وتکفین' نماز جنازہ اور اس سے متعلقہ مسائل تحریر فرمائے ہیں۔ میرا بھی دل چاہتا تھا کہ ان تمام مسائل پر کچھ نہ کچھ لکھا جائے لیکن کتاب کا حصہ اول پہلے ہی بہت طویل ہو گیا ہے۔ خدا جانے حصہ دوم کس قدر ہوگا اس لیے صرف نماز جنازہ کے بارے ہی کچھ لکھا جاتا ہے۔ باقی تمام عنوانات پھر کسی موقع کیلئے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اس عنوان کے بعد فوت شدہ نمازوں کا عنوان آئے گا اور پھر انشاء اللہ کتاب کا دوسرا حصہ مسائل فقیہہ شروع کیا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔ تو پہلے نماز جنازہ کا طریقہ ملاحظہ ہو۔

جنازہ آگے رکھ کر امام صف کے درمیان یعنی میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے۔

نماز جنازہ کی نیت اس طرح کی جائے:

"میں نماز جنازہ کی نیت کرتا ہوں' نماز اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ درود شریف نبی کریم ﷺ کے لئے۔ دعا حاضر اس میت کیلئے۔ منہ خانہ کعبہ کی طرف پیچھے اس امام کے"۔

نیت کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اللہ اکبر کہتے ہوئے ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثنا (سبحانك اللهم) آخر تک پڑھیں۔

دوسری تکبیر کے بعد اسی طرح ہاتھ باندھے ہوئے نماز کے قعدہ آخیرہ کی طرح درود شریف پڑھیں۔

تیسری تکبیر کے بعد اسی طرح ہاتھ باندھے ہوئے میت کے لئے دعا پڑھیں

چوتھی تکبیر کے بعد امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر دیں۔ یہ نماز جنازہ مکمل ہوگئی۔

مکمل نماز جنازہ......ثنا

سبحنك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك وتعالى جدك وجل ثنآءك ولآ اله غيرك

اے اللہ تو پاک ہے۔ اپنی تعریف کے ساتھ اور تیرا نام برکت والا ہے۔ اور تیری شان بلند ہے۔ تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

درود شریف

اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت وسلمت على ابراهيم وعلى ال ابرهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابرهيم وعلى ال ابرهيم انك حميد مجيد

اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسا کہ تو نے درود وسلام بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر یقیناً تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔ اے اللہ! برکت بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر یقیناً تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔

دعا بالغ (مرد وعورت) کیلئے

اللهم اغفر لحينا وميتنا و شاهدنا وغآئبنا وصغيرنا وكبيرنا

وذكرنا وانثنا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان

اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو، ہمارے ہر حاضر اور ہمارے ہر غائب کو ہمارے ہر چھوٹے اور بڑے کو، ہمارے ہر مرد اور ہر عورت کو۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے

دعا نابالغ بچہ کیلئے

اللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنآ اجرا وذخرا واجعله لنا شافعا ومشفعا

اے اللہ! اس (لڑکے) کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنا دے

اور اس کو ہمارے لیے اجر وثواب اور ذخیرہ بنا دے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور کی جائے۔

دعا نابالغ بچی کیلئے

اللهم اجعلها لنا فرطا واجعلها لنآ اجرا وذخرا واجعلها لنا شافعة ومشفعة

اے اللہ! اس (لڑکی) کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنا دے اور اس کو ہمارے لیے اجر وثواب اور ذخیرہ بنا دے اور اسے ہمارے لیے سفارش کرنے والی بنا دے اور وہ جس کی شفاعت منظور کی جائے

Scanned with CamScanner

نماز جنازہ کے بارے احادیث

ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھو

☆......عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: الصلوٰة واجبة علیکم علی کل مسلم مات براً کان او فاجراً وان عمل الکبائر۔ (ابو داؤد ص۳۴۳، ج۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مسلمان کی نماز جنازہ تم پر واجب ہے خواہ نکوکار ہو یا بدکار اگرچہ اس نے گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ کئے ہوں۔

مومن کی نماز جنازہ پڑھنا باعث مغفرت ہے

☆...... عن انس رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: اول تحفة المؤمن ان یغفر لمن صلی علیه

(الجامع الصغیر للسیوطی ص۱۲۷، ج۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کا پہلا تحفہ یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے والے کو بخش دیا جاتا ہے۔

مومن کی نماز جنازہ پڑھنے پر ثواب عظیم

☆...... عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: من شهد الجنازة حتی یصلی علیها فله قیراط، ومن شهدها حتی تدفن فله قیراطان، قیل: وما قیراطان؟ قال: مثل الجبلین العظیمین اصغرهما احد۔

(بخاری، ص۱۷۷، ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نماز ہونے تک جنازہ میں حاضر رہے اس کے لئے ایک دانگ ثواب ہے اور جو دفن تک حاضر رہے تو دو دانگ' عرض کیا گیا: دو دانگ (قیراط) کتنے ہوتے ہیں' فرمایا: جیسے دو بڑے پہاڑ جن کا چھوٹا جبل احد کے برابر۔

☆...... عن ثوبان رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: من صلی علی جنازة فله قیراط، ومن شهد دفنها فله قیراطان، قال: سئل النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم عن القیراط فقال: مثل احد (مسلم ص۳۰۷، ج۱)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جنازہ کی نماز پڑھی اسے ایک دانگ ثواب ہے اور جو دفن تک حاضر رہا اسے دو دانگ' حضور نبی کریم ﷺ سے دانگ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: احد پہاڑ کے برابر۔

☆...... عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللّٰه تعالٰی وجهه الکریم قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: من غسل میتا وکفنه وحنطه وحمله وصلی علیه ولم یفش علیه ما رای، خرج من خطیئته مثل یوم ولدته امه۔ (ابن ماجہ ص۱۰۶، ج۱)

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی میت کو نہلائے' کفن پہنائے' خوشبو لگائے' جنازہ اٹھائے' نماز پڑھے اور جو نقص بات نظر آئے اسے چھپائے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

نماز جنازہ صرف ایک بار جائز ہے

عن عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال: قال رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا تصلوا صلوٰۃ فی یوم مرتین۔ (المسند لابی داؤد، ص ۸۶، ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی نماز ایک دن میں دوبارہ نہ پڑھو۔

☆...... عن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لا یصلی بعد صلاۃ مثلھا۔ (نصب الرایۃ للزیلعی، ص ۵۵، ج ۲)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: کسی نماز کے بعد اس کے مثل نماز نہ پڑھی جائے۔

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا حضور علیہ السلام کی خصوصیات سے ہے

☆...... عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابۃ جمیعًا رضی اللہ تعالیٰ عنہم قالوا: ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ان اخاکم النجاشی تو فی فقوموا صلوا علیہ، فقام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صفوا خلفہ فکبر اربعا وھم لا یظنون الا ان جنازۃ بین یدیہ۔

(مسند احمد، ص ۴۴۶، ج ۴)

حضرت عمران بن حصین و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا بھائی نجاشی انتقال کر گیا ہے۔ اٹھو اس پر نماز پڑھو۔ پھر حضور اقدس ﷺ کھڑے ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیچھے صفیں باندھیں۔ حضور علیہ السلام نے چار تکبیریں کہیں، صحابہ کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے ہے۔

☆...... عن عمران بن حصین وعن الصحابۃ جمیعًا رضی اللہ تعالیٰ عنہم قالوا، الی ان قال: فصلینا خلفہ و نحن لا نری الا ان الجنازۃ قدامنا۔ (صحیح ابی عوانہ)

حضرت عمران بن حصین و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث مذکور مروی ہے یہاں تک کہ حضرت عمران نے فرمایا: ہم نے حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے۔

☆...... عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعی لھم النجاشی صاحب الحبشۃ فی الیوم الذی مات فیہ وقال: استغفروا لا خیکم، وصف بھم فی المصلی فصلی علیہ وکبر علیھم اربعا۔ (بخاری، ص ۵۲۸، ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شاہ حبشہ حضرت نجاشی کے انتقال کی خبر اسی دن سنائی جس دن انکا وصال ہوا۔ فرمایا: اپنے دینی بھائی کیلئے مغفرت کی دعا کرو۔ پھر حضور علیہ السلام نے عید گاہ میں صف بندی فرمائی اور نماز جنازہ پڑھتے ہوئے چار تکبیریں کہیں۔

☆...... عن جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی علی النجاشی فصففنا وراء فکنت فی الصف (الثانی او الثالث) (بخاری، ص ۵۲۷، ج ۱)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نجاشی شاہ حبشہ حضرت اصحمہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی تو ہم نے آپ کے پیچھے صفیں قائم کیں میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

☆...... عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال: کشف للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن سریر النجاشی، حتی راٰہ وصلی علیہ۔

(اسباب نزول القرآن للواحدی، شرح زرقانی علی المواہب، ص ۸۷، ج ۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے نجاشی کا جنازہ ظاہر کر دیا گیا تھا۔ حضور نے اسے دیکھا اور اس پر نماز

پڑھی۔

نجاشی رضی اللہ عنہ کا انتقال دارالکفر میں ہوا۔ وہاں ان پر نماز نہ پڑھی گئی تھی لہٰذا حضور اقدس ﷺ نے یہاں پڑھی اسی لئے امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس حدیث کیلئے یہ باب وضع کیا کہ "الصلوٰۃ علی المسلم یموت فی بلاد الشرک" ۔

☆...... عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نعی للناس النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ و خرج بھم الی المصلی فصف بھم وکبر اربع تکبیرات.

(ابوداؤد ص ۴۵۷ ج ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نجاشی کے انتقال کی خبر اسی دن دی جس دن ان کا انتقال ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر جنازگاہ پر تشریف لائے اور صحابہ کی صفیں قائم فرما کر چار تکبیریں کہیں۔

اب بھی خصوصیت نجاشی ماننے سے چارہ نہ ہوگا جبکہ اور موتیں بھی ایسی ہوئیں اور نماز غائب کسی پر نہ پڑھی گئی۔ نیز بعض کو ان کے اسلام میں شبہ تھا یہاں تک کہ بعض نے کہا: حبشہ کے ایک کافر پر نماز پڑھی گئی لہٰذا اس نماز سے مقصود ان کی اشاعت اسلام تھی۔

☆...... عن حذیفۃ بن اسید رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلغہ موت النجاشی فقال: لا صحابہ: ان اخاکم النجاشی قدمات' فمن اردا ان یصلی علیہ فلیصل عینہ' فتوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نحو الحبشۃ فکبر علیہ اربعا۔ (السنن الکبری بیہقی ص ۵۰ ج ۴)

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو شاہ نجاشی حضرت اصحمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہوگیا تو جو ان پر نماز پڑھنا چاہے پڑھے۔

پھر حضور علیہ السلام نے حبشہ کی جانب متوجہ ہو کر چار تکبیریں کہیں۔

☆......واقعہ ثانیہ حضرت معاویہ لیثی سے متعلق ہے کہ معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں انتقال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی۔

عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ قال: ان جبرائیل علیہ السلام اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال مات معاویۃ فی المدینۃ اتحب ان اطوی لک الارض فتصلی علیہ قال: نعم' فضرب بجناحیہ علی الارض فرفع لہ سریرہ فصلی علیہ و خلفہ صفان من الملائکۃ کل صف سبعون الف ملک.

(السنن الکبری للبیہقی ص ۵۱ ج ۴)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! معاویہ مزنی نے مدینہ میں انتقال کیا تو کیا حضور چاہتے ہیں کہ میں حضور کیلئے زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور ان پر نماز پڑھیں' فرمایا: ہاں جبرئیل نے اپنا پر زمین پر مارا۔ جنازہ حضور علیہ السلام کے سامنے آگیا۔ اس وقت حضور علیہ السلام نے ان پر نماز پڑھی اور فرشتوں کی دو صفیں حضور علیہ السلام کے پیچھے تھیں۔ ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔

☆...... عن عاصم بن عمر بن قتادۃ و عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنھما قالا: لما التقی الناس بموتہ جلس رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی المنبر وکشف لہ مابینہ و بین الشام فھو ینظر الی معرکتھم' فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اخذ الرایۃ زید بن حارثۃ فمضی حتی ستشھد' فصلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ودعالہ فقال: استغفروالہ وقد دخل الجنۃ وھو یسعی' ثم اخذ الرایۃ جعفر بن ابی طالب فمضی حتی استشھد' فصلی علیہ رسول اللہ صلی

Scanned with CamScanner

اللّٰه تعالٰی علیه وسلم ودعاله وقال: استغفرواله وقد دخل الجنة فهو يطير فيها بجناحين' حيث شآء (بخاری ص۱۶۶ ج۱)

حضرت عاصم بن عمر اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مقام موتہ میں لڑائی شروع ہوئی تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے پردے اٹھا دیئے کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور علیہ السلام دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ حضور علیہ السلام نے انہیں اپنی صلوٰۃ اور دعا سے مشرف فرمایا اور صحابہ کرام کو ارشاد ہوا کہ اس کیلئے استغفار کرو۔ بیشک وہ دوڑتا ہوا جنت میں داخل ہوا۔ حضور علیہ السلام نے پھر فرمایا: جعفر بن ابی طالب نے نشان اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ حضور نے ان کو اپنی صلوٰۃ و دعا سے مشرف فرمایا اور صحابہ کرام کو ارشاد ہوا کہ اس کیلئے استغفار کرو۔ وہ جنت میں داخل ہوا اور اس میں جہاں چاہے اپنے پروں سے اڑتا پھرتا ہے۔

(ان احادیث پر پوری ابحاث فتاویٰ رضویہ ج۴ میں ملاحظہ فرمائیں)

اہل قبلہ کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

صلوا علی من قال لا اله الا اللّٰه (کنز العمال ص۵۸۰ ج۱۵)

جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا اس کی نماز جنازہ پڑھو۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

صلوا علی کل میت (ابن ماجہ ص۱۱۱ ج۱)

ہر میت (مسلمان) پر نماز (جنازہ) پڑھو۔

نماز جنازہ کا طریقہ اور ابتداء

☆..... عن عبداللّٰه بن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال:

آخر ما کبر النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم علی الجنازة اربع تکبیرات' وکبر عمر علی ابی بکر اربعا' وکبر ابن عمر علی عمر اربعا' وکبر الحسن بن علی علی علی اربعا' وکبر الحسین بن علی علی الحسن بن علی اربعا' وکبرت الملائکة علی آدم اربعا' ولم تشرع فی الاسلام الا فی المدینة المنورة.

(المستدرک للحاکم ص۳۸۶ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آخری حیات طیبہ میں جنازہ پر چار تکبیریں پڑھیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھیں' اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر چار اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر چار اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ پر چار اور ملائکہ نے حضرت آدم پر چار تکبیریں پڑھیں اور نماز جنازہ اسلام میں مدینہ طیبہ میں شروع ہوئی۔

(امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: واقدی کے قول کے مطابق حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہجرت کے ۹ ماہ بعد ہوا۔ امام بغوی کہتے ہیں۔ ہجرت کے بعد سب سے قبل صحابہ میں وصال حضرت اسعد بن زرارہ کا ہوا اور سب سے پہلے نماز جنازہ حضور اقدس ﷺ نے آپ پر ہی پڑھی۔) (فتاوی رضویہ ۲/۳۶۸)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا وصال

☆..... عن حکیم بن حزام رضی اللّٰه تعالٰی عنه ان ام المؤمنین خدیجه رضی اللّٰه تعالٰی عنها توفیت سنة عشر من البعثة بعد خروج بنی هاشم من الشعب ودفنت بالحجون ونزل النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فی حفرتها ولم تکن شرعت الصلوة علی الجنائز (اصابۃ لابن حجر ص۲۸۳ ج۴)

حضرت حکیم بن حزام ؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کا وصال دس نبوی میں ہوا جب آپ شعب ابی طالب سے باہر تشریف لائے اور حجوں میں دفن ہوئیں (جس کو جنۃ المعلی کہا جاتا ہے) حضور اقدس ﷺ بنفس نفیس آپ کی قبر انور میں اترے۔ اس وقت نماز جنازہ (اس امت میں) شروع نہیں ہوئی تھی۔

نماز جنازہ میں صفیں بنانا

☆...... عن عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی علی جنازۃ فکانوا سبعۃ فجعل الصف الاول ثلثۃ والثانی اثنین والثالث واحداً۔

(مجمع الزوائد ص ۳۲ ج ۳)

حضرت عطاء بن ابی رباح ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ صرف سات آدمی تھے تو حضور اقدس ﷺ نے پہلی صف میں تین آدمیوں بنائی۔ دوسری صف دو کی اور تیسری صف ایک شخص کی۔

تین صفوں کے ذریعہ نماز جنازہ باعث مغفرت ہے

☆...... عن مالک بن ھبیرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: من صلی علیہ ثلثۃ صفوف غفرلہ۔ (ترمذی ص ۱۲۲ ج ۱)

حضرت مالک بن ہبیرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی جنازہ پر تین صفوں نے نماز پڑھی اس کی مغفرت ہوگئی۔

☆...... عن مالک بن ھبیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ما من میت یموت فیصلی علیہ ثلثۃ صفوف من المسلمین الا اوجب، قال: فکان مالک اذا

استقل اھل الجنازۃ جزاھم ثلثۃ صفوف۔ (ابوداؤد ص ۴۵۱ ج ۱)

حضرت مالک بن ہبیرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھ لیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی تو حضرت مالک بن ہبیرہ جب جنازہ میں شریک لوگوں کی تعداد کم دیکھتے تو اسی حدیث کے پیش نظر لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم فرما دیتے۔

سو نمازیوں کے طفیل میت کی بخشش ہو جاتی ہے

☆...... عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: من صلی علیہ مائۃ من المسلمین غفرلہ (ابن ماجہ ص ۱۰۸ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس پر سو مسلمان نماز پڑھیں وہ بخشا جائیگا۔

☆...... عن ام المومنین میمونۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: مامن میت یصلی علیہ امۃ من الناس الا شفعوا فیہ (نسائی ص ۲۱۸ ج ۱)

ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس مردے پر مسلمانوں کا ایک گروہ نماز پڑھے ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہے۔

☆...... عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: مامن رجل یصلی علیہ مائۃ الا غفر اللہ لہ۔ (کنز العمال ص ۵۹۹ ج ۱۵)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان پر سو آدمی نماز پڑھیں اللہ عزوجل اس کی مغفرت فرما

دے۔

لہٰذا شریعت مطہرہ نے صرف فرضیت کفایہ پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ نماز جنازہ میں نمازیوں کیلئے عظیم و اعظم افضال الٰہیہ کے وعدے دیئے کہ لوگ اگر نفع میت کے خیال سے جمع نہ ہونگے تو اپنے فائدے کے لئے دوڑیں گے۔

(فتاوٰی رضویہ ۴/۵۰)

مومن کے جنازہ میں شریک لوگ بخش دیئے جاتے ہیں

☆...... عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا مات الرجل من اھل الجنة استحی اللّٰہ عزوجل ان یعذب من حملہ ومن تبعہ ومن صلی علیہ۔ (مسند الفردوس للدیلمی، ص ۲۸۲، ج ۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی جنتی شخص انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے کہ وہ ان لوگوں کو عذاب دے جو اس کا جنازہ اپنے کندھے پر رکھیں اور شریک ہوں اور جو نماز جنازہ پڑھیں۔

☆...... عن سلمان الفارسی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ان اول ما یبشر بہ المؤمنین ان یقال لھم ابشروا ولی اللّٰہ برضاہ والجنة قدمت خیرمقدم، قد غفراللّٰہ لمن شیعك، واستجاب لمن استغفرلك، وقبل من شھدلك۔ (کنزالعمال، ص ۵۹۶، ج ۱۵)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومنین کو سب سے پہلی خوشخبری یہ سنائی جاتی ہے کہ تم اللہ کے ولی کو اس کی رضا اور جنت کی بشارت دو۔ تیرا آنا مبارک ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو بخش دیا۔ نماز جنازہ پڑھنے والوں

کی دعا قبول فرمائی اور گواہی دینے والوں کی گواہی قبولیت سے سرفراز ہوئی۔

☆...... عن انس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اول تحفة المومنین ان یغفرلمن صلی علیہ (الجامع الصغیر للسیوطی، ص ۱۶۷، ج ۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کا پہلا تحفہ یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے والے کو بخش دیا جاتا ہے۔

☆...... عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اول ما یتحف بہ المؤمن اذا دخل قبرہ ان یغفرلمن صلی علیہ (کنزالعمال، ص ۵۹۵، ج ۱۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کو قبر میں داخل ہوتے ہی پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ اسکی نماز میں شرکت کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے۔

☆...... عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ان اول مایجازی بہ المؤمنین بعد موتہ ان یغفر لجمیع من تبع جنازتہ۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، ص ۱۳۶، ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے مومنین کو جو بدلہ دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ان تمام لوگوں کی بخشش ہوجاتی ہے جو ان کے جنازہ میں شریک رہے ہوں۔

☆...... عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ان اول تحفة المؤمن ان یغفرلمن خرج فی جنازتہ (الموضوعات لابن جوزی، ص ۲۲۶، ج ۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ ان تمام لوگوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اس کے جنازہ میں شریک رہے ہوں۔

چالیس نمازیوں کی دعا سے میت کی بخشش

☆...... عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم: مامن رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازته اربعون رجلا لا یشرکون باللہ شیئا الا شفعهم اللہ فیه۔ (مسلم ص ۳۰۸ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان کے جنازہ پر چالیس مسلمان کھڑے ہوں اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

قبر پر نماز جنازہ پڑھنا

☆...... عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنه قال: ان امراة سوداء کانت تقم اوشابا ففقدها رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فسال عنها اوعنه فقالوا: مات' قال: افلا کنتم اذنتمونی' قال: فکانهم صغروا امرها او امره فقال: دلونی علی قبرها فدلوه فصلی علیه۔ (مسلم ص ۳۰۹ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ رنگ کی عورت مسجد نبوی میں جھاڑو لگاتی تھی یا ایک جوان تھا جو یہ کام انجام دیتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اس کو نہ پایا تو پوچھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اس کا تو انتقال ہو گیا۔ فرمایا: تو تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ راوی کہتے ہیں شاید انہوں نے اس مرد یا عورت کو معمولی شخص سمجھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: چلو مجھے اس کی قبر بتاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

نشاندہی کی۔ آپ نے اس قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں

☆...... عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم' حق المسلم علی المسلم خمس' ردالسلام' وعیادة المریض' واتباع الجنازة' واجابة الدعوة' وتشمیت العاطس۔ (مشکوۃ حدیث نمبر ۱۵۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا' مریض کی عیادت کرنا' جنازہ میں شرکت کرنا' دعوت قبول کرنا' چھینک کا جواب دینا۔

مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں

☆...... عن صالح مولی التوامه رضی اللہ تعالٰی عنه عمن ادرک ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما انهم کانوا اذا تضایق بهم المصلی انصرفوا ولم یصلوا علی الجنازة فی المسجد (کنزالعمال ص ۲۰۹ ج ۱۵)

حضرت صالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایسے شخص سے روایت کی جنہوں نے خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مبارک زمانہ پایا۔ ان حضرات کی عادت تھی کہ جب نماز جنازگاہ تنگ ہو جاتی کہ اس میں گنجائش نہ پاتے تو واپس جاتے اور نماز جنازہ مسجد میں نہ پڑھتے۔

نماز جنازہ کیلئے بوقت ضرورت تیمم جائز ہے

☆...... عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما اذ فجئتك الجنازة وانت علی غیر وضو فتیمم وصل علیه۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی ص ۵۲ ج ۱)

Scanned with CamScanner

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تمہارے سامنے اچانک جنازہ آجائے اور تم بے وضو ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔

☆...... عن عبداللّٰه بن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال: اذا خفت ان تفوتك الجنازة وانت علی غیر وضوء فتیمم وصل۔
(المصنف لابن ابی شیبہ ص ۴۹۷، ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تمہیں نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو اور وضو نہیں تو تیمم کر کے پڑھ لو۔

☆...... عن عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما انه اتی الجنازة وهو علی غیر وضوء فتیمم وصلی علیها۔ (دارقطنی ص ۴۷، ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک جنازہ آیا۔ اس وقت ان کا وضو نہ تھا تیمم کر کے نماز میں شریک ہو گئے۔

حضور کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی گئی؟

☆...... عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللّٰه تعالٰی وجهه الکریم قال: لما وضع رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قال: لا یقوم علیه احد هو امامکم حیا ومیتا فکان یدخل الناس رسلا رسلا فیصلون علیها صفا صفا لیس لهم امام ویکبرون وعلی رضی اللّٰه تعالٰی عنه قائم بحیال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم یقول السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته، اللهم انا نشهد ان قد بلغ ما انزل الیه ونصح لامته و جاهد فی سبیل اللّٰه حتی اعز اللّٰه دینه وتمت کلمته، اللهم فاجعلنا ممن تبع ما انزل الیه وثبتنا بعده واجمع بیننا وبینه فیقول الناس، آمین، حتی صلی علیه الرجال ثم النساء ثم الصبیان۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ص ۲۲۲، ج ۲)

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب حضور پر نور سید المرسلین ﷺ کو غسل دے کر سریر منیر پر لٹایا گیا تو حضرت علی نے خود فرمایا: حضور اقدس ﷺ کے آگے کوئی امام بن کر نہ کھڑا ہو کہ وہ تمہارے امام ہیں۔ دنیوی زندگی میں بھی اور بعد وصال بھی۔ پس لوگ گروہ درگروہ آتے اور پرے کے پرے حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ کرتے۔ کوئی انکا امام نہ تھا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور سید عالم ﷺ کے سامنے کھڑے عرض کرتے تھے۔ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں۔ الٰہی ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے پہنچا دیا جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا اور ہر بات میں اپنی امت کی بھلائی اور راہ خدا میں جہاد فرمایا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو غالب کیا اور اللہ کا فرمان پورا ہوا۔ الٰہی تو ہم کو ان پر اتاری ہوئی کتاب کے پیروؤں میں سے کر اور ان کے بعد بھی ان کے دین پر قائم رکھ اور روز قیامت ہمیں ان سے ملا۔ مولیٰ علی یہ دعا کرتے اور حاضرین آمین کہتے۔ یہاں تک کہ ان پر پہلے مردوں پھر عورتوں پھر لڑکوں نے صلاۃ کی۔

☆...... عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: اذا غسلتمونی وکفنتمونی فضعونی علی سریری ثم اخرجوا عنی فانا اول من یصلی علی جبرئیل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملك الموت مع جنوده من الملائکة باجمعهم ثم ادخلوا علی فوجا بعد فوج فصلوا علی وسلموا تسلیما۔ (المستدرک للحاکم ص ۶۰، ج ۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میرے غسل وکفن مبارک سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے نعش مبارک پر رکھ کر باہر چلے جانا، سب سے پہلے جبرئیل مجھ پر صلاۃ کریں گے پھر میکائیل،

پھر اسرافیل‘ پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ۔ پھر گروہ گروہ آ کر مجھ پر درود وسلام عرض کرتے جانا۔

نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعائیں

☆...... عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: کان النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: اذا صلی علی الجنازة قال: اللهم اغفرلحینا و میتنا و شاهدنا و غائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا‘ اللهم من احییته منا فاحیه علی الاسلام ومن توفیته منا فتوفه علی الایمان‘ اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده.

(ترمذی‘ ص۱۲۲‘ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تو اس طرح دعا کرتے‘ الٰہی بخش دے ہمارے زندے اور مردے اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت‘ الٰہی تو جسے زندہ رکھے ہم میں سے اسے زندہ رکھ اسلام پر اور جسے موت دے ہم میں سے اسے موت دے ایمان پر‘ الٰہی! ہمیں اس میت کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور ہمیں اس کے بعد فتنہ میں نہ ڈال۔

☆...... عن عوف بن مالك الاشجعی رضی اللّٰه تعالٰی عنه یقول: صلی النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم علی جنازة فحفظت من دعائه وهو یقول: اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه و اکرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدله دارا خیرا من داره واهلا خیرا من اهله وزوجا خیرا من زوجه وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر و من فتنة القبر وعذاب النار‘ قال: تمنیت ان اکون انا ذلك المیت۔(مسلم‘ ص۳۱۱)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ میں نے سرکار کی دعا کو یاد کر لیا۔ آپ خداوند قدوس سے یوں دعا کر رہے تھے۔ الٰہی اس میت کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اسے ہر بلا سے بچا اور اسے معاف کر اور اسے عزت کی مہمانی دے اور اس کی قبر کشادہ فرما اور اسے دھو دے پانی اور برف اور اولوں سے اور اسے پاک کر دے گناہوں سے جیسے تو نے پاک کیا۔ سفید کپڑا میل سے اور اسے بدل دے مکان بہتر اس کے مکان سے اور بدل دے گھر والے بہتر اس کے گھر والوں سے اور زوجہ بہتر عطا فرما اس کی زوجہ سے اور اسے داخل فرما بہشت میں اور اسے پناہ دے قبر کے عذاب اور قبر کے سوال اور دوزخ کے عذاب سے۔ حضرت عوف فرماتے ہیں: یہ سن کر مجھے اس بات کی تمنا ہوئی کہ کاش میں اس میت کی جگہ ہوتا۔

☆...... عن عبداللّٰه بن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال: صلی النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم علی جنازة فقال: اللهم! عبدك وابن امتك یشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شریك لك‘ ویشهد ان محمدا عبدك ورسولك‘ اصبح فقیر الی رحمتك واصبحت غنیا عن عذابه‘ تخلی من الدنیا واهلها‘ ان کان زاکیا فزکه وان کان مخطأ فاغفرله اللهم لا تحرمنا اجره وتضلنا بعده۔(المستدرك للحاکم‘ ص۳۵۹‘ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو یہ دعا پڑھی: الٰہی! یہ میت تیرا بندہ اور تیری باندی کا بچہ گواہی دیتا ہے کہ کوئی سچا معبود نہیں مگر اکیلا تو‘ تیرا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہے کہ محمد (ﷺ) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ یہ محتاج ہے تیری مہربانی کا اور تو بے نیاز ہے اس کے عذاب سے۔ یہ اکیلا رہا دنیا

اور دنیا کے لوگوں سے' اگر یہ ستھرا تھا تو اسے ستھرا فرما دے اور اگر خطا وار تھا تو اسے بخش دے۔ الٰہی ہمیں محروم نہ کر اس کے ثواب سے اور گمراہ نہ کر اسکے بعد۔

☆...... عن امیر المومنین علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجهه الكریم قال: دعا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم علی جنازة' اللهم! هذا عبدك ابن عبدك ابن امتك ماض فیه حكمك' خلقته ولم يك شيئا مذكورا' انزل بك وانت خير منزول به' اللهم لقنه حجته والحقه بنبيه محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم' وثبته بالقول الثابت' فانه افتقر اليك واستغنيت عنه' كان يشهد ان لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ' فاغفرله وارحمه' ولا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده' اللهم ان كان زاكيا فزكه وان كان خاطئا فاغفرله۔ (الجامع الکبیر للطبرانی' ص۱۸۷۰- ج۲)

امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے جنازہ پر یہ دعا پڑھی' الٰہی! یہ تیرا بندہ تیرے بندے کا بیٹا تیری باندی کا بچہ ہے۔ نافذ ہوا اس میں حکم تیرا' تو نے اسے پیدا کیا اس حال میں کہ نہ تھا کوئی چیز جس کا نام تک کوئی لیتا۔ یہ تیرے یہاں اترا ہے اور تو بہتر ہے ان سب سے جن کے یہاں کوئی غریب الوطن اترے۔ الٰہی! اسے اس کی حجت سکھا دے اور اس کے نبی محمد ﷺ سے ملا دے اور اسے ٹھیک بات پر ثابت رکھ کہ یہ تیرا محتاج ہے اور تو اس سے غنی ہے۔ یہ گواہی دیتا تھا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اللّٰہ کے۔ پس اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنے میں نہ ڈال۔ الٰہی! اگر یہ ستھرا تھا تو اسے ستھرا فرما دے اور اگر خطا کار تھا تو اسے بخش دے۔

☆...... عن ابی هريرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یصلی علی الجنازة' اللهم! انت ربها وانت خلقتها وانت هديتها للاسلام وانت قبضت روحها وانت اعلم بسرها وعلانيتها' جئنا شفعاء فاغفرلها۔

(ابوداؤد' ص۴۵۶' ج۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللّٰہ ﷺ کو نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے سنا تو یہ دعا پڑھ رہے تھے۔ الٰہی! تو اس کا رب ہے تو نے اسے پیدا کیا تو نے اسے اسلام کی ہدایت دی تو نے ہی اس کی روح قبض فرمائی اور تو ہی اس کے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے ہم اس کے سفارشی بنکر آئے ہیں اس کی مغفرت فرما۔

☆...... عن واثلة بن الاسقع رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: صلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم علی رجل من المسلمین فاسمعه يقول: اللهم! ان فلان بن فلان فی ذمتك وحبل جوارك فقه من فتنة القبر و عذاب النار' وانت اهل الوفاء و الحق' فاغفرله وارحمه' انك انت الغفور الرحيم۔ (ابوداؤد' ص۴۵۷' ج۲)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے ایک صحابی کی نماز جنازہ پڑھی تو میں نے حضور سے یہ دعا سنی' الٰہی! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ کرم اور جوار رحمت میں ہے۔ تو اس کو امتحان قبر اور عذاب جہنم سے محفوظ فرما۔ تو وعدہ پورا فرمانے والا اور حق فرمانے والا ہے۔ اس کی مغفرت فرما اور اس پر مہربانی فرما۔ بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

☆...... عن سعید بن المسیب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: حضرت مع بن عمر فی جنازة' فلما وضعها فی اللحد قال: بسم اللّٰہ و فی سبيل اللّٰہ وعلی ملة رسول اللّٰہ' فلما اخذ فی تسوية

اللبن علی اللحد قال: اللھم! اجرھا من الشیطان ومن عذاب القبر، اللھم! جاف الارض عن جنبیھا و صعد روحھا ولقھا منك رضوانا قلت: یاابن عمر! اشیء سمعته من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ام قلته برائك قال: انی اذا لقادر علی القول، بل شئی سمعته من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم۔ (ابن ماجہ، ص۱۱۲، ج۱)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوا، جب آپ نے اسے قبر میں رکھا تو پڑھا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملة رسول اللہ، جب مٹی برابر کرنے لگے تو پڑھ رہے تھے الٰہی! اس کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھ اور عذاب قبر سے مامون فرما، الٰہی! زمین کو اس کے پہلوؤں سے دور رکھ، اس کی روح کو بلندیوں پر پہنچا، اپنی رضا سے سرفراز فرما، میں نے عرض کیا: اے ابن عمر! کیا آپ نے اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام سے کچھ سنا ہے یا خود اپنی رائے سے یہ سب کہہ رہے ہو؟ فرمایا: بلاشبہ میں اس طرح کی دعا پر قادر ہوں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سب سنا ہے۔

☆...... عن ابراھیم الاشھل عن ابیه رضی اللہ تعالٰی عنھما قال: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم صلی علی جنازۃ فقال: اللھم! اغفرلا ولنا واخرنا وحینا و میتنا وذکرنا وانثانا وصغیرنا و کبیرنا وشاھدنا وغائبنا، اللھم! لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ (کنزالعمال، ص۵۸۶، ج۱۵)

حضرت ابراہیم اشہل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی تو یہ دعا کی، الٰہی! ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی، زندوں اور مردوں کی، مردوں اور عورتوں کی، چھوٹوں اور بڑوں کی،

حاضرین وغائبین کی مغفرت فرما، الٰہی! اس کے ثواب سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈال۔

☆...... عن ابی حاصر رضی اللہ تعالٰی عنه انه صلی علی جنازۃ فقال: الا اخبر کم، کیف کان رسول اله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یصلی علی الجنازہ؟ کان یقول: اللھم! انك خلقتنا ونحن عبادك، انت ربنا والیك معادنا (کنزالعمال، ص۵۷۱، ج۱۵)

حضرت ابوحاصر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی تو فرمایا: کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں کہ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں کس طرح دعا کرتے تھے۔ حضور دعا کرتے، الٰہی! بیشک تو نے ہمیں پیدا کیا اور ہم تیرے بندے ہیں اور تو ہمارا رب ہے اور تیری ہی طرف ہمیں پھرنا ہے۔

جنازے کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت:

قرآن مجید میں کئی مقامات پر دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس پر وقت کی کوئی پابندی نہیں لگائی گئی کہ فلاں وقت دعا مانگو اور فلاں وقت نہ مانگو یا فلاں وقت دعا قبول ہوتی ہے اور فلاں وقت قبول نہیں ہوتی۔ بعض لوگ عجیب ذہنیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اگر ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے استمداد کریں تو کہتے ہیں کسی سے مانگنا شرک ہے صرف اللہ سے مانگو اور جب جنازہ پڑھ کر اللہ سے مانگتے ہیں تو اس کو بھی ممنوع قرار دیتے ہیں جب اللہ سے مانگنا بھی منع ہو گیا تو اب کس سے مانگیں؟ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں بینوا و توجروا ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقال ربکم ادعونی استجب لکم۔ (پ۲۴، ع۱۱)

اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

دوسری جگہ فرمایا:

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (پ۲ رکوع ۷)

جب بھی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

اذا کے اندر ایسا عموم ہے کہ ہر وقت اس میں آجاتا ہے چاہے جنازے سے پہلے دعا مانگو یا بعد میں۔

ایک صاحب کہنے لگے کہ جنازہ خود دعا ہے پھر دعا کے بعد دعا کا کیا مطلب؟

میں نے عرض کیا: کیا دعا کے بعد دعا 'بددعا' بن جاتی ہے؟

سو بار بھی یکے بعد دیگرے دعا کرو تو وہ دعا ہی رہے گی اور ہر بار قبول ہوگی۔

حدیث شریف میں حضور علیہ السلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ جنازے کے بعد دعا مانگنے کی اجازت عطا فرمائی ہے بلکہ حکم دیا ہے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا۔

اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء (مشکوۃ' ابوداؤد' الجامع الصغیر)

جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو فوراً بعد اس کے لئے خصوصی دعا کرو۔

(الفاء للتعقیب)

نماز جنازہ پڑھ کر صفوں کو توڑ دیا جائے اور وہیں کھڑے کھڑے دعا نہ کی جائے تاکہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ نہ ہو بلکہ تھوڑی سی حرکت کر کے دعا کی جائے۔

☆...... جامع صغیر میں ایک اور حدیث بھی ہے اور اسی طرح مشکوۃ شریف میں بھی اس مفہوم کی حدیث ہے کہ جن اوقات میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ ایک وقت ان میں سے فرض کی ادائیگی کے بعد کا فرمایا گیا ہے اور نماز جنازہ بھی تو فرض ہے پھر اس کے بعد دعا کا قبول نہ ہونا چہ معنی دارد۔

من صلی صلوٰۃ فریضۃ فله دعوۃ مستجابة (الجامع الصغیر)

جو فرض ادا کرے بس اس کے لیے مقبول دعا ہے۔

☆...... ترمذی و مشکوۃ میں حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

سلوا اللہ من فضله فان اللہ یحب ان یسال

اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ اس سے مانگا جائے۔

اور اپنے مرحوم یا مرحومہ کا جنازہ سامنے پڑا ہو تو اس سے بڑھ کر موقع اور کونسا ہوگا کہ جب اللہ کے فضل کا سوال کیا جائے۔

☆...... فرمایا: من لم یسال اللہ یغضب علیه (ترمذی' مشکوۃ)

جو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔

اور جو مانگنے والے کو روکے اور اس پر فتوے لگائے۔ کیا اللہ اس سے راضی ہوتا ہوگا؟

☆...... حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

ان ربکم حیی کریم یستحی من عبده اذا رفع یدیه ان یردهما صفرا (ترمذی' ابوداؤد' مشکوۃ)

بے شک تمہارا پروردگار بہت زیادہ حیاء والا ہے۔ اس کو حیا آتی ہے اس بات سے کہ بندہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ ان ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔

اس لیے کہا گیا ترک الدعاء معصیة۔ کنوز الحقائق۔ دعا چھوڑ دینا گناہ و نافرمانی ہے۔ اگر دعا مانگنا بھی گناہ و نافرمانی ہو تو اجتماع نقیضین ہو کر محال ہوگیا۔

پر خار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور
مولیٰ پڑی ہے آفت جانکاہ لے خبر (اعلیٰ حضرت)

الدعاء مخ العبادة۔ دعا عبادت کی جان اور مغز ہے (ترمذی)

الدعاء هو العبادة۔ دعا عبادت ہی ہے (ترمذی)

لیس شیء اکرم علی اللہ تعالیٰ من الدعاء (مشکوۃ)

اللہ کے دربار میں دعا سے بڑھ کر کوئی عزت والی شئی نہیں۔

(اس موضوع پہ تفصیل کے ساتھ ہماری کتاب الباقیات الصالحات المعروف

Scanned with CamScanner

مقالات وخطبات میں پڑھیے)

قضا نماز کا بیان

☆...... عن انس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من نسي صلوة فليصلها اذا ذكرها، لا كفارة لها الاذلك (مسلم ص ۲۴۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نماز بھول گیا وہ یاد آنے پر ادا کرے۔ اس نماز کا کفارہ سوائے اس کے کچھ نہیں۔

☆...... عن ابي قتادة رضي الله تعالىٰ عنه قال: خطبنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال: انكم تسيرون عشيتكم وليلتكم وتأتون المآء ان شآء الله غدا، فانطلق الناس لا يلوى احد على احد، قال ابوقتادة فبينما رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يسيرحتى ابهار الليل وانا الى جنبه، قال: فنعس رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فمال عن راحلته فاتيته فدعمته من غير ان اوقظه حتى اعتدل على راحلته قال: ثم سار حتى تهور الليل مال عن راحلته قال: فدعمته من غير ان اوقظه حتى اعتدل على راحلته قال: ثم سار حتى تهور الليل مال عن راحلته قال: فدعمته من غير ان اوقظه حتى اعتدل على راحلته قال: ثم سار حتى اذا كان من آخر السحر مال ميلة هي اشد من الميلتين الاولين حتى كادينجفل فاتيته فدعمته فرفع راسه فقال: من هذا؟ قلت: ابوقتادة، قال: متى كان هذا مسيرك مني قلت: مازال هذا مسيري منذ الليلة قال: حفظك الله بما حفظت به نبيه، ثم قال: هل ترانا نخفى

على الناس، ثم قال: هل ترى من احد؟ قلت هذا راكب، ثم قلت: هذا راكب اخر حتى اجتمعنا فكنا سبعة ركب، قال فمال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن الطريق فوضع ثم قال: احفظو علينا صلوتنا فكان اول من استيقظ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والشمس في ظهره قال: فقمنا فزعين ثم قال: اركبوا فركبنا فسرنا حتى اذا ارتفعت الشمس نزل، ثم دعا بميضاة كانت معي فيها شي من ماء قال: فتوضا منها وضوء ادون وضوء قال: وبقي فيها شئي من ماء ثم قال لابي قتادة: احفظ علينا ميضاتك فسيكون لها نبأ، ثم اذن بلال بالصلوة، فصلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ركعتين ثم صلى الغداة فصنع كما كان يصنع كل يوم، قال: وركب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وركبنا معه، قال: فجعل بعضنا يهمس الى بعض، ما كفارة ما صنعنا، بتفريطنا في صلوتنا ثم قال: اما لكم في اسوة؟ ثم قال: اما انه ليس في النوم تفريط، انما التفريط على من لم يصل الصلوٰة حتى يجيئ وقت الصلوة الاخرى فمن فعل ذلك فيصلها حين ينتبه لها، فاذا كان الغد فليصلها عند وقتها ثم قال: ماترون الناس صنعوا، قال: ثم قال: اصبح الناس فقدوا نبيهم فقال ابوبكر و عمر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعدكم لم يكن يخلفكم و قال الناس: ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بين ايديكم فان يطيعوا ابابكر و عمر يرشدوا، قال: فانتهينا الى الناس حين امتد النهار وحمى كل شي وهم يقولون: يارسول الله! هلكنا عطشنا، فقال: لا هلك عليكم،

ثم قال: اطلقوالی عمری' قال: ودعا بالمیضاة فجعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یصب ابوقتادۃ یسقیھم فلم یعد ان رای الناس ما فی المیضاة تکابوا علیھا' فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: احسنو الملاء کلکم سیروی' قال ففعلوا فجعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یصب اسقیھم حتی ما بقٰی غیری و غیر رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال:۔ثم صب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لی: اشرب! فقلت: لا اشرب حتی تشرب یارسول اللّٰہ! قال: ان ساقی القوم اخرھم شربا' قال: فشربت و شرب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم' قال: فاتی الناس الماء جامین رواء۔ (مسلم،ص۲۳۹)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا: تم آج زوال کے بعد اور ساری رات چلتے رہو گے۔ یہاں تک کہ انشاء اللہ تعالٰی کل صبح پانی کے مقام پر پہنچو گے۔ لہٰذا لوگوں نے اس طرح سفر کیا کہ کوئی کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابوقتادہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے بھی لگاتار سفر فرمایا یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی۔ میں آپ کے پہلو میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کو غنودگی نے آ لیا اور سواری سے ایک جانب جھکنے لگے۔ میں نے بڑھ کر سہارا دیا لیکن میں نے حضور علیہ السلام کو بیدار نہیں کیا۔ پھر حضور علیہ السلام سنبھل کر سواری پر تشریف فرما ہوئے یہاں تک کہ کافی رات گزر گئی تو پھر آپ سواری سے ایک جانب جھکنے لگے۔ اس مرتبہ بھی میں نے سہارا دیا لیکن آپ کو اس بار بھی نہیں جگایا اور آپ علیہ السلام سواری پر سیدھے ہو گئے۔ پھر چلتے رہے یہاں تک کہ سحر کا وقت آخر ہو گیا۔ پھر اس بار پہلی دونوں مرتبہ کے مقابلے

میں زیادہ جھک گئے یہاں تک کہ سواری سے نیچے آنے کے قریب تھے کہ میں نے بڑھ کر روک دیا۔ آپ نے سر اٹھا کر فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: ابوقتادہ' فرمایا: کب سے ہمارے ساتھ چل رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں برابر حضور کی خدمت میں ہوں۔ فرمایا: اللہ تعالٰی تمہاری حفاظت فرمائے جیسے تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی۔ پھر فرمایا: تم دیکھ رہے ہو کہ ہم لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ پھر فرمایا: کیا تم کسی کو دیکھ رہے ہو۔ میں نے عرض کیا: ہاں یہ ایک سوار ہے۔ پھر میں نے کہا: یہ ایک اور سوار ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات سوار جمع ہو گئے۔ پھر آپ راستہ سے الگ ہو کر ایک جگہ آرام فرمانے کی غرض سے زمین پر لیٹ گئے اور فرمایا: تم لوگ ہماری نماز کا خیال رکھنا۔ پھر سب لوگوں کی آنکھ لگ گئی اور سب سے پہلے بیدار ہونے والے خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ دھوپ اوپر آ گئی تھی۔ ہم لوگ گھبرا کر بیدار ہوئے۔ فرمایا: سوار ہو جاؤ اور پھر سب چلنے لگے۔ یہاں تک کہ جب دھوپ خوب اوپر آ گئی تو سواری سے اترے۔ وضو کا لوٹا منگوایا جو میرے پاس تھا۔ اس میں تھوڑا پانی تھا۔ آپ نے خفیف وضو فرمایا کہ پانی اس میں سے بھی کچھ بچ گیا۔ پھر فرمایا: اس پانی کو باقی رکھنا اس سے ایک عجیب چیز کا ظہور ہوگا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی اور حضور علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر دو فرض حسب معمول جماعت سے ادا فرمائے۔ پھر ہم سب سوار ہو کر چلنے لگے اور آپس میں گفتگو کرتے جاتے تھے کہ ہمارے اس قصور یعنی نماز کے قضا ہو جانے کی کیا تلافی ہوگی۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا میری سیرت طیبہ میں تمہارے لئے نمونہ عمل نہیں؟ سنو! سوتے رہ جانے میں نماز قضا ہو جانا قصور نہیں۔ قصور تو یہ ہے کہ تم بیداری میں نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ نماز کا وقت گزر جائے اور دوسرا وقت آئے۔ یاد رکھو۔ جب بھی ایسا اتفاق ہو تو بیدار ہو کر نماز پڑھ لیا کرنا۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ باقی لوگوں نے جو ہم سے جدا ہو گئے ہیں کیا کیا ہوگا؟ جب لوگوں نے صبح کی تو اپنے نبی ﷺ کو نہ پایا۔ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے کہا: حضور تمہارے پیچھے ہونگے۔ آپ تمہیں پیچھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ بعض نے کہا: حضور تم سے آگے ہیں لیکن وہ لوگ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بات مان لیتے تو سیدھی راہ پاتے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ہماری ان حضرات سے ملاقات ٹھیک دوپہر کے وقت ہوئی جب دھوپ خوب تیز ہو گئی تھی۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم تو اب پیاس کی وجہ سے قریب المرگ ہیں۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو ہمارا چھوٹا پیالہ لاؤ۔ پھر آپ نے وہ لوٹا منگوایا جس میں کچھ پانی محفوظ تھا۔ وہ پانی اس کٹورے میں انڈیلا گیا اور حضرت ابوقتادہ لوگوں کو پانی پلانے لگے۔ لوگوں نے دیکھا کہ پانی تو ایک پیالہ ہے۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجوم کی صورت میں جھک گئے۔ آپ نے فرمایا: اطمینان سے رہو۔ تم سب لوگ سیراب ہو جاؤ گے۔ یہ سن کر سب اطمینان سے پانی لینے لگے۔ حضور پانی ڈالتے اور میں پلاتا جاتا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہا۔ صرف میں اور حضور رحمت عالم ﷺ باقی تھے۔ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا پیو۔ میں نے عرض کیا: حضور جب تک نوش نہیں فرمائیں گے میں ہرگز نہیں پیونگا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: قوم کو پلانے والا بعد میں پیتا ہے۔ لہٰذا میں نے تعمیل حکم میں پی لیا اور آپ ﷺ نے بھی نوش فرمایا۔ پھر لوگ آسودہ حالت میں پانی کے مقام پر پہنچے۔

☆...... عن انس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: اذا رقد احدكم عن الصلوٰة او غفل عنها فليصلها اذا ذكرها فان الله عزوجل يقول: اقم الصلوٰة لذكرى۔ (مسلم ص۲۴۱، ج۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز کے وقت سوتا رہ جائے یا غفلت ہو جائے تو جب یاد آئے اس کو ادا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نماز میری یاد کیلئے قائم کرو۔

☆...... عن ابی هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلمٌ من نسى صلوٰة فوقتها اذا ذكرها (مجمع الزوائد ص۳۲۲، ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نماز بھول جائے تو اس کا وقت وہ ہے جب اسے یاد آئے۔

☆...... عن زيد بن اسلم رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: اذا رقد احدكم عن الصلوٰة او نسيها ثم فزع اليها فليصلها كما كان يصليها لوقتها۔ (مؤطا امام مالک)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز سے سو جائے یا بھول جائے پھر اس کو نماز کے قضاء ہو جانے کا افسوس ہو تو اس کی تلافی یہ ہے کہ اس کو اسی طرح ادا کرے جس طرح اس کے وقت میں ادا کرتا ہے۔

☆...... عن ميمونة بنت سعد رضي الله تعالىٰ عنها انها قالت: افتنا يارسول الله عن رجل نسى الصلوٰة حتى طلعت الشمس او غربت ما كفارتها؟ قال: اذا ذكرها فليصلها وليحسن صلاته وليتوضأ وليحسن وضوء فذلك كفارته (المعجم الکبیر للطبرانی ص۳۵، ج۲۵)

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور سید عالم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! اس شخص کے بارے میں فرمائیں جو نماز بھول گیا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا یا غروب ہو گیا تو اس کی اس قضا کا کفارہ کیا ہے۔ فرمایا: جب یاد آئے تو خوب اچھی طرح خشوع وخضوع سے

ساتھ نماز پڑھے اور اچھی طرح وضو کرے یہی اس کا کفارہ ہے۔

فوت شدہ نمازوں کی قضا کے واجب ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔(واتفقوا علی وجوب قضاء الفوائت (رحمة الامة ۴۶) جبکہ فتاویٰ اہلحدیث ج ا ص ۴۱۵ پہ حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں: ''بلوغ کے بعد اگر نمازیں تھوڑی ہوں جو آسانی سے ادا ہو سکتی ہوں تو (قضا) کر لی جائیں اگر زیادہ مدت کی ہوں جن کو ادا کرنا مشکل ہو تو توبہ ہی کافی ہے۔

غیر مقلدین کے اسماعیل سلفی صاحب ترک صلوۃ کی کئی صورتیں بتا کر لکھتے ہیں۔

''پہلی صورت جس میں کسی عذر کے بغیر سہل انگاری سے نماز ترک ہوئی عملاً ترک میں شامل ہے اس کے لئے کوئی قضا نہیں۔ یہ چیز من ترک الصلوة متعمدا میں شامل ہے۔ اس کا توبه نصوح کے علاوہ کوئی علاج نہیں۔(رسول اکرم کی نماز ص ۱۱۵) اس پر اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ الٹی ہی چال چلتے ہیں ''دیوانگان عشق''

مکروہات نماز کی احادیث

☆...... عن ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم: لا یصلین احد کم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقه منه شیء (بخاری ص ۵۳ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہرگز تم میں سے کوئی شخص ایک ہی کپڑا پہن کر نماز نہ پڑھے کہ کندھے پر اس کا کوئی حصہ نہ ہو۔

☆...... عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالٰی عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم: امرت ان اسجد علی سبعة اعضاء وان لا اکف شعرا ولا ثوبا (بخاری ص ۱۱۳ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ملا اور یہ بھی کہ رکوع اور سجدہ میں

جاتے ہوئے بال اور کپڑوں کو نہ روکوں۔

☆...... عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالٰی عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم: امرت ان لا اکف الشعر والثیاب (بخاری ص ۱۱۳ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم ملا کہ میں نماز میں بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔

☆...... عن بریدة الاسلمی رضی الله تعالٰی عنه قال: ان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم نهی ان یصلی الرجل فی سراویل و لیس علیه رداء (ابوداؤد ص ۹۳ ج ۱)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس امر سے منع فرمایا کہ کوئی شخص صرف پائجامہ پہن کر نماز پڑھے اور اس پر چادر نہ ہو۔

محراب اور در میں کھڑے ہونے کی ممانعت

☆...... عن قرة بن ایاس رضی الله تعالٰی عنه قال: کنا ننهی ان نصف بین السواری علی عهد رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ونطر دعنها طردا (ابن ماجہ ص ۷۱ ج ۱)

حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہمیں دو ستونوں کے درمیان صف باندھنے سے منع فرمایا جاتا اور وہاں سے دھکے دیکر ہٹائے جاتے تھے۔

☆...... عن عبدالحمید بن محمود رضی الله تعالٰی عنه قال: صلینا خلف امیر من الامراء فاضطرنا الناس فصلینا بین الساریتین فلما صلینا قال انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه: کنا نتقی هذا علی عهد رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم

(ترمذی ص ۳۱ ج ۱)

حضرت عبدالحمید بن محمود تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے ایک امیر کے پیچھے نماز پڑھی۔ لوگوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھیں۔ جب ہم پڑھ چکے تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم زمانہ اقدس حضور سید عالم ﷺ میں اس سے بچتے تھے۔

☆...... عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: لا تصفوا بین الاساطین واتموا الصفوف. (عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ستونوں کے بیچ میں صف نہ باندھو اور صفیں پوری کرو۔

در میں نماز ناجائز بتانا زیادت ہے۔ ہاں امام کو مکروہ ہے منفرد کا اس حکم میں شریک کرنا ٹھیک نہیں۔ خود حضور اقدس ﷺ جب کعبہ معظمہ میں تشریف لے گئے تو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ کما ثبت فی الصحاح عن ابن عمر عن بلال رضی اللہ تعالٰی عنھم اور امام کو در میں کھڑا ہونا بلا کراہت جائز ماننا صحیح نہیں۔ یونہی منفرد کا محراب میں قیام مکروہ جاننا کہ یہاں جو وجوہ کراہت علماء نے لکھے ہیں یعنی شبہ اختلاف مکان امام و جماعت یا اشتباہ حال امام یا تشبہ اہل کتاب ان میں سے کوئی وجہ منفرد کیلئے متحقق نہیں۔ (فتاوی رضویہ ۳/۴۳)

نماز میں قبلہ کی جانب تھوکنا منع ہے

☆...... عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا کان احدکم یصلی فلا یبصق قبل وجھہ فان اللہ تعالٰی قبل وجھہ اذا صلی

(بخاری، ص ۵۹ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو سامنے کو نہ تھوکے کہ نمازی کے سامنے اللہ عزوجل کا فضل و جلال اور رحمت و عظمت ہوتے ہیں۔

اس حدیث کے تحت ائمہ دین فرماتے ہیں: نمازی پر واجب ہے کہ معظمین کے سامنے کھڑے ہونے میں جس بات میں ان کی تعظیم جانتا ہے وہی ادب اپنی جانب قبلہ میں ملحوظ رکھے کہ اللہ عزوجل سب سے زیادہ احق تعظیم ہے۔ (فتاوی رضویہ ۳/۴۲۵)

نماز میں آسمان کی طرف منہ اٹھانا ممنوع ہے

☆ عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالٰی علیہ وسلم: لینتھین اقوام یرفعون ابصارھم الی السماء فی الصلوۃ او لا ترجع الیھم. (ابوداود ج ۱ ص ۱۲۷)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جو نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں یا تو وہ اپنی اس حرکت سے باز آئیں ورنہ ان کی نگاہ اچک لی جائے گی۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لینتھین اقوام عن رفعھم ابصارھم عند الدعاء فی الصلوۃ الی السماء او لتخطفن ابصارھم.

(مسلم ج ۱ ص ۱۸۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں یا تو وہ اپنی اس حرکت سے باز آئیں ورنہ ان کی نگاہ اچک لی جائے گی۔

نماز کے مستحبات کی احادیث

اس عنوان سے صرف ایک مستحب یا بقول بعض سنت (عمامہ شریف) کے متعلق احادیث ملاحظہ ہوں۔

عمامہ کی فضیلت

عن رکانۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

Scanned with CamScanner

تعالٰی علیہ وسلم: فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس (ابوداؤد ج۲ ص۵۶۳)

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

☆ عن علی المرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: العمائم تیجان العرب (کنز العمال ج۱۵ ص۳۰۵)

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمامے عرب کے تاج ہیں۔

☆ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: العمائم تیجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا عزھم۔ (الجامع الصغیر للسیوطی ج۱ ص۱۵۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمامے عرب کے تاج ہیں۔ جب وہ عمامے چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اتار دیں گے۔

☆...... عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ایتوا المساجد حسرا و مقنعین فان العمائم تیجان المسلمین

(الکامل لابن عدی)

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجدوں میں حاضر ہو سر برہنہ اور عمامے باندھے اس لئے کہ عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔

☆...... عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اعتموا تزدادوا حلما

(المستدرک للحاکم ص۱۹۳ ج۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

☆...... عن رکانۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: العمامۃ علی القلنسوۃ فصل ما بیننا و بین المشرکین یعطی یوم القیامۃ بکل کورۃ یدورھا علی راسہ نورا۔ (کنز العمال ص۳۰۵)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دیگا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

☆...... عن اسامۃ بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اعتموا تزدادوا حلما والعمائم تیجان العرب (شعب الایمان للبیہقی ص۱۷۶ ج۵)

حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمامہ باندھو وقار زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔

☆...... عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: العمائم وقار المؤمن وعز العرب، فاذا وضعت العرب عمائمھا وضعت عزھا

(المسند الفردوس ص۸۸ ج۳)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمامے مسلمان کا وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں اپنی عزت اتار دیں گے۔

☆...... عن رکانة رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: لا تزال امتی علی الفطرة مالبسوا العمائم علی القلانس (المسند الفردوس للدیلمی، ص۹۳، ج۵)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھے گی۔

☆...... عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللّٰہ تعالٰی وجہہ الکریم قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللّٰہ تعالٰی امدنی یوم بدر وحنین بملئکة یعتمون بھذہ العمامة وقال: ان العمامة حاجزة الکفر و الایمان۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ص۱۴، ج۱۰)

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نے بدر وحنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں۔ بیشک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔

☆...... عن عبدالاعلی بن عدی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: ان رسول اللّٰہ دعا علی بن ابی طالب فعممہ و ارخی عذبة العمامة عن خلفہ ثم قال: ھکذا فاعتموا: فان العمامة سیماء الاسلام، وھی حاجزة بین المسلمین والمشرکین (کنز العمال، ۳۸۳، ج۱۵)

حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بلایا اور ان کے سر پر عمامہ باندھا کہ عمامہ کا ایک سرا پیچھے چھوڑ دیا اور ارشاد فرمایا: اس طرح عمامے باندھو کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور یہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے۔

☆...... عن امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللّٰہ تعالٰی وجہہ

الکریم قال: ان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم عممہ بیدہ فذنب العمامة من ورائہ ومن بین یدیہ، ثم قال لہ النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ادبر فادبر، ثم قال لہ: اقبل فاقبل، واقبل علی اصحابہ فقال: ھکذا تکون تیجان الملائکة

(کنز العمال، ص۴۸۳، ج۱۵)

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے مجھے عمامہ باندھا اور آمنے سامنے شملہ چھوڑا۔ پھر فرمایا: پیچھے گھومو تو وہ پیچھے گھومے۔ پھر فرمایا: سامنے مڑو تو وہ سامنے مڑے۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

☆...... عن خالد بن معدان رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ مرسلا قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ان اللّٰہ تعالٰی اکرم ھذہ الامة بالعصائب (کنز العمال، ص۳۰۷، ج۱۵)

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے مرسلا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

☆...... عن خالد بن معدان رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ مرسلا قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اعتموا خالفوا علی الامم قبلکم (شعب الایمان للبیہقی، ص۷۶، ج۵)

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے مرسلا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔

☆...... عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ان اللّٰہ عزوجل و ملئکتہ یصلون

Scanned with CamScanner

على اصحاب العمائم يوم الجمعة (مجمع الزوائد للہیثمی، ص۱۷۶، ج۲)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر۔

فضل صلاة بالعمامہ میں جو احادیث مروی ہیں وہ اگرچہ ضعاف ہیں مگر دربارۂ فضائل ضعاف مقبول۔ (فتاوی رضویہ ۳/۷۳)

☆...... عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم الصلوة فی العمامة تعدل بعشر الاف حسنة (المسند الفردوس للدیلمی ص۴۰۶، ج۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمامے کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

☆...... عن معاذ رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم: العمائم تیجان العرب فاعتموا تزدادوا حلما، ومن اعتم فله بکل کور حسنة، فاذا حط فله بکل حطة حط خطیئة۔ (کنز العمال ص۳۰۸، ج۱۵)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کیلئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے اور جب بضرورت بلا قصد ترک بلکہ بارادۂ معاودت اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔

نماز میں عمامہ شریف کی فضیلت

☆...... عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: صلوة تطوع او فریضة بعمامة تعدل خمسا و عشرین صلاة بلا عمامة، و جمعة

بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة (الجامع الصغیر للسیوطی ص۳۱۴، ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے برابر ہے۔

اس حدیث کی سند میں کوئی کذاب ہے، نہ وضاع، نہ متہم بالکذب، نیز اس میں کوئی خلاف شرع معنی بھی نہیں اور نہ ایسے معنی جس کو عقل محال جانے۔ پھر یہ کہ امام سیوطی نے اس کو جامع صغیر میں نقل فرمایا۔ (فتاوی رضویہ ۳/۷۳)

☆...... عن سالم رضی الله تعالیٰ عنه قال: دخلت على ابی عبدالله بن عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنهما وهو یتعمم، فلما فرغ الفت فقال: اتحب العمامة، قلت: بلی، قال: احبها تکرم، ولا یراك الشیطان الاولی، سمعت رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: صلوة تطوع او فریضة بعمامة تعدل خمسا و عشرین صلاة بلا عمامة، و جمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة، خمسا و عشرین صلاة بلا عمامة، و جمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة، ای بنی! اعتم، فان الملائكة یشهدون یوم الجمعة معتمین فیسلمون على اهل العمائم حتى تغیب الشمس۔ (کنز العمال ص۳۰۶، ج۱۵)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے تو میری طرف التفات کر کے فرمایا: تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں۔ فرمایا: اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لیگا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر

ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر فرمایا: اے فرزند! عمامہ باندھا کر۔ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھ کر آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں۔ اس کی سند میں نہ کوئی وضاع ہے، نہ متہم بالوضع، نہ کوئی کذاب ہے، نہ کوئی متہم بالکذب، لاجرم اسے امام جلیل خاتم الحفاظ جلال الملت والدین سیوطی نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا جس کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

میں نے اس کتاب میں پوست چھوڑ کر خالص مغز لیا ہے اور ایسی حدیث سے بچایا ہے جسے تنہا کسی وضاع یا کذاب نے روایت کیا۔ اس حدیث کی بابت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں فرمایا کہ حدیث منکر بلکہ موضوع ہے۔ وجہ یہ بتائی کہ اس حدیث کے رواۃ میں عباس بن کثیر، ابوبشر بن سیار، محمد ابن مہدی مروزی اور مہدی بن میمون مجہول ہیں۔

اقول: اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اس حدیث کو موضوع کیسے قرار دیدیا جبکہ اس روایت میں نہ کوئی ایسی چیز ہے جسے عقل وشرع محال جانے اور نہ ہی اس کی سند میں کوئی وضاع، کذاب اور مبہم ہے۔ محض راوی کے مجہول ہونے سے اس حدیث کو چھوڑنے کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ فضائل میں قابل استدلال ہی نہ رہے۔ موضوع کہنا تو بہت بڑی بات ہے۔ اس طرح کی روایات کے بارے میں خود حافظ ابن حجر عسقلانی نے القول المسدد میں بحث کی ہے۔ (تفصیل دیکھئے: فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۹، ۸۰)

نماز کے بعد ذکر

☆...... اسلام پھیرنے کے بعد حضور نبی مکرم ﷺ سے ذکر ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰۃ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

(مشکوٰۃ شریف ص ۸۸)

☆...... رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے (سلام پھیرتے) تو بلند آواز سے فرماتے تھے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔

☆...... مشکوٰۃ شریف میں اسی جگہ ہے۔

عن بن عباس قال کنت اعرف انقضاء صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں تکبیر کی آواز سے حضور علیہ السلام کی نماز کا اختتام معلوم کرتا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بچے تھے اس لئے جماعت میں پابندی سے حاضر نہ ہوتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد مسلمان اس قدر بلند آواز سے ذکر کرتے تھے کہ ہم گھروں میں سمجھ جاتے تھے کہ اب نماز ختم ہوئی۔ لمعات میں اسی حدیث کے تحت ہے۔

ان بن عباس کان لم یحضر الجماعۃ لانہ کان صغیر اممن لایواظب علی ذالک "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بچے تھے اس لئے جماعت میں پابندی سے نہ آتے تھے"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ وسلم۔

(بخاری شریف باب الذکر بعد الصلوٰۃ ص ۱۱۶)

فرائض سے فارغ ہو کر بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرنا، حضور علیہ السلام کے زمانہ میں مروج تھا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ (سورۃ النساء)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کا ذکر کرو۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور نبی معظم ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے۔

Scanned with CamScanner

لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منک الجد

(بخاری شریف صفحہ ۱۱۷ جلداول مسلم شریف صفحہ ۲۱۸ جلداول)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے بادشاہت ہے اور اسی کیلئے ساری تعریفیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ کوئی روکنے والا نہیں جو تو عطا کرے اور کوئی عطا کرنے والا نہیں جو تو روک دے اور دولتمند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے فائدہ نہ دے گی۔

☆.....حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے وہ کبھی بھی ناکام ونامراد نہ ہوگا (مسلم شریف صفحہ ۲۱۹ جلداول)

فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اس کے جنت میں جانے کیلئے صرف موت رکاوٹ ہے۔ دوسری کوئی رکاوٹ نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۹)

☆..... حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا من قرا آیۃ الکرسی فی دبر الصلوٰۃ المکتوبہ کان فی ذمۃ اللّٰہ الی الصلوٰۃ الاخری (مجمع الزوائد ص ۱۴۸ ج ۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر باسنا (حسن))

جس نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی۔ وہ اگلی نماز تک اللہ کی پناہ میں آ گیا۔

☆..... مسند احمد ص ۱۷۸ ج ۵ پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللّٰہ ایما انزل علیک اعظم قال آیۃ الکرسی اللّٰہ لا الہ

الا ھو الحی القیوم۔ آپ پر سب سے بڑی آیت کونسی اتری؟ فرمایا! آیۃ الکرسی۔

☆.....حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

سورۃ البقرۃ فیھا آیۃ سیدۃ ای القرآن لا تقرر فی بیت و فیہ شیطان الاخرج منہ آیۃ الکرسی (مستدرک للحاکم ص ۵۶۰ ج ۱)

سورۃ بقرہ میں ایک ایسی آیت ہے جو قرآن پاک کی تمام آیات کی سردار ہے۔ جس گھر میں پڑھی جائے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے اور وہ آیت الکرسی ہے۔

☆..... ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن آیۃ الکرسی کی زبان اور ہونٹ ہونگے اور قیامت کے دن عرش کے پائے کے پاس مومن کے حق میں اللہ کی تقدیس کریگی۔ (مسند احمد ص ۱۴۱ ج ۵)

☆.....حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں رمضان کے صدقات پر حضور علیہ السلام نے ان کو حفاظت کیلئے مقرر فرمایا شیطان چور بن کر روزانہ مال چرانے کی کوشش کرتا اور آپ اس کو پکڑ کر چھوڑ دیتے اور دن کو حضور علیہ السلام علم غیب عطائی سے سارا کچھ بتا دیتے اور پھر فرماتے رات کو پھر آئے گا۔ چنانچہ تیسری رات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پکے ہو گئے اور فرمایا! اب تجھے نہیں چھوڑوں گا اس نے کہا دعنی اعلمک بکلمات ینفعک اللّٰہ بھا اذا اویت فراشک فاقرأ آیۃ الکرسی حتی تختم الآیۃ فانک لن یزال علیک من اللّٰہ حافظ ولا یقربک الشیطن حتی تصبح۔

مجھے چھوڑ دو میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تجھے فائدہ دے گا جب تم بستر پر لیٹے ہو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ اللہ کی طرف سے تمہاری حفاظت ہوگی اور صبح ہونے تک شیطان تیرے قریب نہ آئے گا۔ دن کے وقت یہ ماجرا حضور علیہ السلام کے سامنے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا اما انہ صدقک وھو کذوب۔ ہے تو بڑا جھوٹا مگر اس نے تیرے ساتھ بات سچی کی ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ تین راتیں تیرا کس سے واسطہ رہا؟ عرض کیا نہیں فرمایا وہ شیطان تھا (بخاری ص ۳۱۰ ج ۱)۔

ایک روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا صدقک الخبیث۔ اس خبیث نے سچ کہا۔

ہے (مستدرک للحاکم)

نماز کے بعد دعا

نماز افضل عبادت ہے اور دعا عبادت کا مغز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء مخ العبادۃ

(ترمذی شریف صفحہ ۱۷۳ جلد دوم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا کرنا مسنون ہے۔ دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں درود شریف کے بغیر دعا آسمان و زمین میں معلق رہتی ہے۔

نماز کے بعد دعا کرنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

عن ابی امامۃ قال قیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف الیل الاخر ودبر الصلوت المکتوبات

(ترمذی شریف ۱۸۸ جلد دوم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول! کون سی دعا سب سے زیادہ سنی اور قبول کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا رات کے آخر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

دعا کے آداب

دعا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائیں۔ پھر دعا کے بعد (دونوں) ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطھا حتی یمسح بھما وجھہ (ترمذی شریف صفحہ ۱۷۳ جلد دوم)

رسول اللہ ﷺ جب دعا میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تو انہیں گرانے سے پہلے اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

المسئلة ان ترفع یدیك حذو منکبیه او نحوهما

(ابوداؤد شریف صفحہ ۲۲۵ - جلد اول)

دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے مقابل یا اس کے آس پاس تک اٹھاؤ۔

اسود بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا (المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۲۰۲ جلد دوم)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو رخ موڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کی۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ قال اخذ بیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لاحبك یا معاذ قلت وانا احبك یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فلا تدع ان تقول فی دبر کل صلوٰۃ رب اعنی علی ذکرك و شکرك و حسن عبادتك (ابوداؤد شریف صفحہ ۲۱۳ جلد اول نسائی شریف ۱۹۲ جلد اول)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت معاذ نے عرض کی یارسول اللہ میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا نماز کے بعد اس دعا کو کبھی نہ چھوڑنا:
اے رب مجھے اپنے ذکر و شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے کی توفیق دے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ

اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ سامنے ہو ہاتھ الٹے کر کے نہ مانگا کرو اور جب دعا کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کیلئے دعا کرنا چاہتے تو پہلے اپنے لیے مانگتے پھر اس شخص کیلئے دعا فرماتے۔

(جامع ترمذی)

حضرت فضالہ بن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا اس نے نماز میں دعا کی جس میں نہ اللہ کی حمد کی۔ نہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی نے دعا میں جلد بازی کی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو دعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد وثنا کرے۔ پھر اس کے رسول ﷺ پر درود بھیجے۔ اس کے بعد جو چاہے اللہ سے دعا مانگے''۔

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے تھے اور (دعا میں یہ) فرما رہے تھے (اے اللہ) میں بھی بشر ہوں، تو مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ میں نے اگر کسی مومن کو ستایا ہو یا برا کہا ہو تو اس کے بارے میں بھی مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ (الادب المفرد)

☆ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات یاد کرایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حضور علیہ السلام ان کلمات کو نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے کلمات یہ ہیں۔

اللھم انی اعوذ بك من الجبن واعوذ بك من البخل واعوذ بك من ارذل العمر واعوذ بك من فتنة الدنیا و عذاب القبر

(بخاری شریف ص ۹۴۲، ج ۲)

اے اللہ میں بزدلی، بخل، ذلیل ترین زندگی، دنیا کے فتنوں اور قبر کے عذاب

سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام جب نماز (فرض) سے سلام پھیرتے تو تین دفعہ استغفار پڑھنے کے بعد یہ الفاظ (بطور دعا) پڑھتے۔

اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت و تعالیت یا ذالجلال والاکرام۔ (مسلم شریف ص ۲۱۸، ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا دعانی

میں اپنے بندے کیلئے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرے اور جب وہ پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (الادب المفرد للبخاری)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا مانگنا بعینہٖ عبادت کرنا ہے۔ پھر آپ نے بطور دلیل قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم

(اور تمہارے رب نے فرمایا ہے، مجھ سے دعا مانگا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا) (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، حصن حصین، ابن ماجہ، النسائی)

دعا میں آمین کہنا

ابو زہیر نمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارا گزر اللہ کے ایک نیک بندے پر ہوا جو بڑے الحاح سے اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا، گڑ گڑانا سننے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا: اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرا لیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور ﷺ! صحیح خاتمہ کا اور مہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟

Scanned with CamScanner

آپ ﷺ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ سے طے کرالیا) (ابوداؤد)

عافیت کی دعا کرنا

حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم میں جس شخص کیلئے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا (یعنی دعا مانگنے کی توفیق دے دی گئی) اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی جاتی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا و آخرت میں) عافیت کی دعا مانگی جائے۔ (جامع ترمذی، حصن حصین)

دعا دافع بلا ہے

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قضا وقدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں دیتی (ہاں) اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا اس (آفت و مصیبت) میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس (مصیبت) میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے کہ اتنے میں دعا اس سے جا ملتی ہے۔ پس قیامت تک ان دونوں میں کشمکش ہوتی رہتی ہے (اور انسان دعا کی بدولت اس بلا سے بچ جاتا ہے) (حصن حصین، جامع ترمذی)

یقین کے ساتھ دعا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ سے مانگو اور دعا کرو۔ اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں کرے گا جس کا دل (دعا کے وقت) اللہ خالی سے غافل رہے۔ (ترمذی)

دعا میں قطعیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے

کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ "اے اللہ! تو اگر چاہے تو مجھے بخش اور چاہے تو رحمت فرما اور تو چاہے تو روزی دے" بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور میں مانگے اور یقین کرے کہ بے شک وہ کرے گا وہی جو وہ چاہے گا' کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرا سکے۔ (صحیح بخاری)

دعا میں جلدی کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "تمہاری دعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں کہ جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔ (جلد بازی یہ ہے) کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی"۔
(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

سجدے میں دعا کرنا

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے' سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کر لیتا ہے۔ پس تم اس حالت میں (نفلی نماز کے سجدے کے اندر) خوب خوب دعا مانگا کرو"۔

دعا کی قبولیت پر شکر

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کون سی چیز تم میں سے کسی شخص کو اس سے عاجز کرتی ہے (روکتی ہے) کہ جب وہ اپنی کسی دعا کے قبول ہونے کا مشاہدہ کرے مثلاً کسی مرض سے شفا نصیب ہو جائے یا سفر سے (بخیر و عافیت) واپس آ جائے تو کہے۔

الحمدللّٰہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصالحات (حصن حصین' حاکم' ابن سنی)
(تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی عزت وجلال سے نیکیاں مکمل ہوئی ہیں)

ہر دعا مقبول ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بندۂ مومن کی کوئی دعا ایسی نہ ہوگی جس کے بارے میں خدا

Scanned with CamScanner

یہ بیان نہ فرمادے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کے لئے ذخیرہ کر کے رکھی' اس وقت بندۂ مومن سوچے گا کاش میری کوئی دعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی اس لیے بندے کو ہر حال میں دعا مانگتے رہنا چاہیے"۔ (حاکم)

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "دو چیزیں خدا کے دربار سے رد نہیں کی جاتیں' ایک اذان کے وقت کی دعا' دوسری جہاد (صف بندی) کے وقت کی دعا"۔ (ابوداؤد)

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دعا رد نہیں کی جاتی' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اس وقفے میں کیا دعا مانگا کریں؟

فرمایا یہ دعا مانگا کرو۔

اللھم انی اسألك العفو والعافية فی الدنیا والاخرة

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تین دعائیں ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی ہیں۔ ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں۔

۱- اولاد کے حق میں ماں باپ کی دعا

۲- مسافر اور پردیسی کی دعا

۳- مظلوم کی دعا (جامع ترمذی)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ آدمیوں کی دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں۔

۱- مظلوم کی دعا' جب تک وہ بدلہ نہ لے۔

۲- حج کرنے والے کی دعا جب تک وہ لوٹ کر اپنے گھر واپس نہ آئے۔

۳- راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی دعا جب تک وہ شہید ہو کر دنیا سے لاپتہ نہ ہو جائے۔

۴- بیمار کی دعا جب تک وہ شفایاب نہ ہو جائے

۵- ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعا۔

یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور ان دعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دعا کسی بھائی کیلئے غائبانہ دعا ہے۔ (دعوات کبیر للبیہقی)

بھائی کی دعائے غائبانہ

حضور ﷺ فرماتے تھے کہ مرد مسلمان کی وہ دعا جو وہ اپنے بھائی کیلئے غائبانہ کرتا ہے' ضرور قبول ہوتی ہے اس پر ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے' جب وہ اپنے بھائی کیلئے دعائے خیر کرتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور یہ کہتا ہے۔

ولك مثل ذالك اور تیرے لیے بھی اسی کی مثل (الادب المفرد)

اپنے چھوٹوں سے دعا کرنا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے عمرہ کرنے کیلئے مکہ معظمہ جانے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت عطا فرمادی اور ارشاد فرمایا۔

بھائی! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرنا اور ہم کو بھول نہ جانا"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مخاطب فرما کر یہ بھائی جو کلمہ کہا اگر مجھے اس کے عوض ساری دنیا دے دی جائے تو میں راضی نہ ہوں گا۔

(سنن ابی داؤد' جامع ترمذی)

حضور علیہ السلام کی چند دعائیں

نیند سے جاگ کر پڑھنے کی دعا

الحمدلله الذی احیانا بعد ما اماتنا والیه النشور

(سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جس نے زندہ کیا ہم کو مارنے کے بعد اور اسی کی طرف ہم سب کو لوٹنا ہے) (بخاری شریف)

بیت الخلا سے نکلنے کی دعا

الحمدللّٰہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی

(سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے دور کی مجھ سے پلیدی اور عافیت دی مجھ کو) (مشکوۃ شریف)

دوران وضو پڑھنے کی دعا

بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کریں اور ہاتھ پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اللھم اغفرلی ذنبی ووسع لی فی داری و بارك لی فی رزقی

(اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر میں کشادگی عطا فرما اور میرے رزق میں برکت دے) (نسائی ترمذی)

وضو کر کے پڑھنے کی دعا

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کر کے یہ دعا پڑھے اس کیلئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ دعا یہ ہے:

اشھدان لآ الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ مجھ کو بہت توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھ کو بہت پاک ہونے والوں میں سے کر) (مسلم شریف ترمذی حصن حصین)

بے چینی اور بے خوابی کی دعا

اللھم غارت النجوم وھدأت العیون وانت حی قیوم لا

تاخذك سنة ولا نوم یاحی یا قیوم اھد لیلی وانم عینی

(اے اللہ تارے چھپ گئے اور آرام پکڑا آنکھوں نے اور تو سدا زندہ قائم رہنے والا ہے نہیں پکڑتی تجھ کو اونگھ اور نہ نیند اے سدا زندہ سب کے سہارے آرام دے رات میری کو اور سلا دے آنکھ میری کو)

بازار میں داخل ہونے کی دعا

لآ الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر

(اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ہے بادشاہی اور اسی کیلئے ہے تعریف وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سدا زندہ ہے۔ نہیں مرے گا اسی کے ہاتھ میں ہے بھلائی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) (ترمذی)

مبتلائے بلا کو دیکھ کر پڑھنے کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مبتلائے بلا (مثل اندھے جذامی مبروص مفلوج اعضا بریدہ وغیرہ) کو دیکھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھے نہیں پہنچتی اس کو یہ بلا۔ وہ دعا یہ ہے۔

الحمدللّٰہ الذی عافانی مما ابتلاك بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا (ترمذی ابن ماجہ)

(سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے بچایا مجھ کو اس چیز سے کہ گرفتار کیا تجھ کو ساتھ اس کے اور بزرگی دی مجھ کو اپنی مخلوق میں سے بہتوں پر بزرگی دینا)

نیا چاند دیکھنے کی دعا

اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامة والاسلام ربی و ربك اللّٰہ

(اے اللہ! نکال تو اس چاند کو ہم پر ساتھ امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے (اے چاند) میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے) (ترمذی شریف)

Scanned with CamScanner

مجلس سے اٹھنے کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور بہت ہوں وہاں بے فائدہ باتیں۔ پھر وہ اٹھنے سے پہلے (دعائے ذیل) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس مجلس کی بھول چوک معاف کر دیتا ہے:

سبحنك اللهم وبحمدك اشهدان لآ اله الا انت استغفرك واتوب اليك

(پاک ہے تو اے اللہ اور پاکی بیان کرتے ہیں ہم ساتھ تیری تعریف کے' میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق سوا تیرے' بخشش مانگتا ہوں میں تجھ سے اور توبہ کرتا ہوں تیری طرف) (ترمذی)

دشمن دین کے مقابلے کی دعا

اللهم انا نجعلك في نحورهم و نعوذ بك من شرور هم

(اے اللہ! ہم تجھ کو دشمن کے مقابلے میں کرتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے ان کے شر سے) (ابوداؤد)

نکاح کی مبارک باد

بارك الله لك و بارك عليكما وجمع بينكما في خير

(برکت دے اللہ تیرے لیے اور برکت اتارے تم دونوں (میاں بیوی) پر اور اتفاق دے درمیان تمہارے بیچ بھلائی کے) (ترمذی/ابوداؤد)

غم زدہ کی دعا

حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غمزدہ کیلئے یہ دعا بتائی۔

اللهم رحمتك ارجو فلا تكلني الى نفسي طرفة عين واصلح لي شاني كله لآ اله الا انت

(اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ پس نہ سونپ مجھ کو میرے نفس

کی طرف لحظہ بھر اور درست کر میرے لیے حالت میری تمام نہیں ہے کوئی معبود سوا تیرے) (ابوداؤد)

نیند میں ڈرنے کی دعا

اعوذ بكلمت الله التامات من غضبه و عقابه و شرعباده ومن همزات الشيطين وان يحضرون

(پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے پورے کلموں کے' اس کے غضب سے اور اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کے وسوسے اور اپنے پاس شیطانوں کے حاضر ہونے سے) (ترمذی)

نظر بد کی دعا

اعيذك بكلمت الله التآمة من شر كل شيطان وهآمة ومن كل عين لامة (بخاری شریف)

(پناہ میں دیتا ہوں میں تجھ کو ساتھ اللہ کے پورے کلموں کے ہر شیطان کی برائی سے اور ہر جانور موذی کی برائی سے اور ہر نظر لگنے والی آنکھ کی برائی سے)

کھانا شروع اور ختم کرنے پر دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب کھانا شروع کرو تو بسم اللہ کہو' اگر شروع میں یاد نہ رہے تو درمیان میں جب یاد آئے تو یوں کہو۔

بسم الله اوله واخره (ترمذی)

اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو یہ پڑھو۔

الحمدلله الذي اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمين

(سب تعریف اللہ کیلئے جس نے کھلایا ہم کو اور پلایا ہم کو اور کیا ہم کو مسلمانوں سے) (حصن حصین)

کپڑا پہننے کی دعا

الحمدلله الذي كساني مآ اوارى به عورتي واتجمل به في

Scanned with CamScanner

حیوتی (ترمذی)

(سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے پہنائی مجھ کو وہ چیز جس سے ڈھانپا میں نے اپنی شرمگاہ کو اور زینت حاصل کرتا ہوں ساتھ اس کے اپنی زندگی میں)

غم دور ہونے کی دعا

یاحی یا قیوم برحمتك استغیث (ترمذی)

(اے سدا زندہ اے سب کے تھامنے والے ساتھ تیری رحمت کے فریاد کرتا ہوں)

عیادت کرنے کی دعا

لاباس طھور انشآء اللّٰه (بخاری شریف)

(کوئی ڈر کی بات نہیں انشاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے)

اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفآء الا شفآؤك شفاء لا یغادر سقما (بخاری شریف)

(دور کردے بیماری اے لوگوں کے پروردگار اور شفا بخش تو ہی شفا بخشنے والا ہے کوئی شفا نہیں سوا تیری شفا کے ایسی شفا بخش جو نہ چھوڑے بیماری کو)

آئینہ دیکھنے کی دعا

اللھم انت حسنت خلقی فحسن خلقی (حصن حصین)

(اے اللہ تو نے اچھی بنائی صورت میری پس اچھی کر سیرت میری)

سختی اور گھبراہٹ کی دعا

اللھم استر عوراتنا وامن روعاتنا (مشکوٰۃ)

(اے اللہ ڈھانپ دے ہمارے گناہوں کو اور امن دے ہماری گھبراہٹوں سے)

لیلۃ القدر کی دعا

شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں واقع ہوتی ہے۔ یہ بڑی متبرک اور بزرگ رات ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے

دریافت کیا۔ حضور ﷺ میں اس رات میں کیا پڑھوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ پڑھو''

اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی

(اے اللہ! تحقیق تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو دوست رکھتا ہے، پس معاف کردے مجھے) (ترمذی شریف)

کفر اور محتاجی سے پناہ مانگنے کی دعا

اللھم انی اعوذبك من الکفر والفقر

(اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں کفر سے اور محتاجی سے) (نسائی)

سفر میں جانے والے کیلئے دعا

جب کوئی سفر پر جانے لگے تو رخصت کرنے والے اس سے مصافحہ کریں اور یہ پڑھیں، سفر حج کا ہو یا جہاد کا، طلب علم کیلئے ہو یا طلب معاش کیلئے یا کسی اور جائز حاجت کیلئے ہو۔

استودع اللّٰه دینك وامانتك وخواتیم عملك

(سونپتا ہوں میں اللہ کو دین تیرا اور امانت تیری (اہل وعیال اور مال) اور تیرے عمل کا خاتمہ) (نسائی، ابوداؤد)

مشکل اور دشواری کی دعا

اللھم لاسھل الا ماجعلته سھلا وانت تجعل الحزن سھلا اذا شئت

(اے اللہ! نہیں ہے آسان (کوئی امر) مگر وہ جو آسان کیا تو نے اس کو اور تو کرتا ہے دشوار کو آسان جب چاہے) (حصن حصین)

اعمال میں وسوسہ کی دعا

حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اگر اعمال میں وسوسہ آئے (یعنی نماز، وضو وغیرہ میں کثرت سے وسوسے آئیں اور وہم پیدا ہو) تو (واضح ہو کہ) یہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان ہے، جس کو خنزب کہا جاتا ہے (اس کا علاج یہ ہے کہ) پڑھیں۔

Scanned with CamScanner

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم (حصن حصین)

بدزبانی کی اصلاح کی دعا

اللھم اغفرلی خطیئتی وجھلی واسرافی فی امری وماانت اعلم بہ منی (بخاری شریف)

(اے اللہ بخش دے میری خطاؤں کو اور میری نادانی کو اور میری زیادتی کو میرے کام میں اور جس کام کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے)

گم شدہ چیز کی واپسی کی دعا

جب کوئی چیز گم ہو جائے یا جاتی رہے یا غلام (بچہ وغیرہ) بھاگ جائے تو حضور ﷺ نے دعائے ذیل پڑھنے کو فرمایا۔

اللھم رادا الضالۃ وھادی الضلالۃ انت تھدی من الضلالۃ اردد علی ضالتی بقدرتک وسلطانک فانھا من عطآئک وفضلک

(اے اللہ پھیر لانے والے گمشدہ چیز کے اور راہ دکھانے والے گمراہ کے تو ہی راہ دکھاتا ہے گمراہی سے۔ پھیر لا گم شدہ چیز میری ساتھ اپنی قدرت کے اور طاقت کے پس تحقیق وہ چیز تیری عطا اور تیرے فضل سے ہے) (طبرانی)

گناہ سے توبہ کرنے کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی سے کوئی گناہ ہو جائے اور وہ معافی مانگنا چاہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے آگے اپنے ہاتھ پھیلا کر یہ دعا مانگنی چاہیے۔

اللھم انی اتوب الیک منھالا ارجع الیھا ابدا

(اے اللہ! بے شک میں تیری جناب میں اس گناہ سے توبہ کرتا ہوں' نہیں لوٹوں گا اس کی طرف کبھی) (حصن حصین)

دل' زبان اور آنکھ کی طہارت کیلئے دعا

اللھم طھر قلبی من النفاق وعملی من الریآء ولسانی من

الکذب وعینی من الخیانۃ فانک تعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور۔

(اے اللہ پاک کر میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا و نمود سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے' بے شک تو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور دل کی پوشیدہ باتیں) (مشکوٰۃ شریف)

بھوک سے پناہ کی دعا

اللھم انی اعوذبک من الجوع فانہ بئس الضجیع واعوذ بک من الخیانۃ فانھا بئست البطانۃ

(اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تیری' بھوک سے' پس تحقیق بھوک بہت برا ساتھی ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں' تیری' خیانت سے' پس تحقیق خیانت بری عادت ہے) (نسائی)

تندرستی اور اخلاق حسنہ کیلئے دعا

اللھم انی اسئلک الصحۃ والعفۃ والامانۃ وحسن الخلق والرضا بالقدر

(اے اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے تندرستی اور پرہیزگاری اور دیانتداری اور خوش خلقی اور تقدیر پر راضی رہنا) (مشکوٰۃ شریف)

دوام صحت ونعمت کی دعا

اللھم انی اعوذ بک من زوال نعمتک وتحول عافیتک وفجاءۃ نقمتک وجمیع سخطک

(اے اللہ! تحقیق میں پناہ چاہتا ہوں تجھ سے تیری نعمت کے زوال سے اور تیری عافیت کے پھر جانے سے اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے) (مشکوٰۃ شریف)

لاعلاج بیماری سے بچاؤ کی دعا

اللھم انی اعوذ بك من البرص والجذام والجنون ومن سیء الاسقام

(اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں پھلبہری سے اور کوڑھ اور پاگل پن سے اور تمام بری (لاعلاج) بیماریوں سے) (نسائی)

غم اور بے چینی کے دور ہونے کی دعا

لآ الہ الا اللّٰہ العظیم الحلیم لا الہ الا اللّٰہ رب العرش العظیم۔

لآ الہ الا اللّٰہ رب السموت و رب الارض رب العرش الکریم

(نہیں کوئی معبود مگر اللہ بڑا بردبار' نہیں کوئی معبود مگر اللہ رب بڑے عرش کا' نہیں کوئی معبود مگر اللہ رب آسمانوں کا اور رب زمین کا رب عرش عزت والے کا) (مشکوۃ شریف)

بچہ پیدا ہونے کے وقت کی دعا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب ولادت کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمی رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ تم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیۃ الکرسی اور آیت

ان ربکم اللّٰہ الذی خلق السموت سے لے کر رب العالمین تک (اعراف)

اور معوذتین پڑھو۔

اور جب ولادت ہو جائے تو بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہو اور تحنیک (کھجور یا چھوہارہ کوئی نیک آدمی چبا کر بچہ کے تالوں میں یہ منہ میں ڈالتا ہے اسے تحنیک کہتے ہیں) کے وقت برکت کی دعا کرو۔ (بخاری شریف)

بیماری کی حالت میں پڑھنے کی دعا

بیمار اپنی بیماری میں سورۃ اخلاص' سورۃ فلق اور سورۃ الناس پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک

کر سارے بدن پر پھیرا کرے۔ (بخاری شریف)

اور دعائے ذیل پڑھتا رہے۔

لآ الہ الا انت سبحنك انی کنت من الظالمین

(نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر تو پاک ہے ذات تیری' بیشک میں ظالموں سے ہوں) (ترمذی)

دودھ پینے کی دعا

حضور ﷺ دودھ پی کر یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللھم بارك لنافیه وزدنا منه (ترمذی)

(اے اللہ! برکت دے ہمارے لیے اس میں اور زیادہ دے ہمیں اس سے)

رسول خدا کی اکثر دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی اکثر دعا یہ تھی۔

اللھم اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

(اے اللہ! دے ہم کو دنیا میں نیکی (ہر قسم کی نعمتیں اور بھلائیاں) اور آخرت میں نیکی (اچھے مراتب) اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے) (بخاری ومسلم)

ناگہانی بلاؤں سے بچاؤ کی دعا

بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم

(ساتھ نام اللہ کے کہ نہیں ضرر کرتی ساتھ اس کے نام کے کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سننے والا' جاننے والا ہے) (ترمذی' ابن ماجہ)

خوف اور گناہ سے بچاؤ کی دعا

جو کوئی کروٹ بدلتے وقت پڑھے' بسم اللہ دس بار' سبحان اللہ دس بار اور دعائے ذیل دس بار' تو اللہ تعالیٰ اس کو خوف اور گناہ کی باتوں سے محفوظ رکھے گا۔

Scanned with CamScanner

امنت باللہ وکفرت بالطاغوت (حصن حصین)

(ایمان لایا میں ساتھ اللہ کے اور کفر کیا میں نے ساتھ شیطان کے)

غصہ دور کرنے کی دعا

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم (ابن ماجہ)

موذی چیزوں سے بچنے کی دعا

اعوذ بکلمات اللہ التامات من شرما خلق

(پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے پورے کلموں کے اس چیز کی برائی سے کہ پیدا کی) (صحیح مسلم)

قیامت کو راضی ہونے کی دعا

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا

(راضی ہوا میں ساتھ اللہ کے رب ہونے پر اور ساتھ اسلام کے دین ہونے پر اور ساتھ محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر (ترمذی)

دریا کے جھاگ برابر گناہ معاف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی دن میں سو مرتبہ کہا۔

سبحان اللہ و بحمدہ (بخاری و مسلم)

تو اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں خواہ دریا کے جھاگ کی مانند ہوں۔

☆☆☆☆

(اس کے بعد مسائل کا حصہ شروع ہوتا ہے اور بعض مسائل کے ساتھ وہ فضائل بھی بیان کر دیے جائیں گے جو پہلے حصہ میں بیان نہیں ہو سکے یا نامکمل بیان ہوئے ہیں)

الجزء الثّانی

مسائل نماز

☆☆☆☆

فقہی اصطلاحات اور اُن کی تعریفات

فقہی اصطلاحات کی تعریف سے پہلے حصولِ برکت ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں جس میں نماز کو فقہی مسائل کے مطابق پڑھنے کی فضیلت اور فقہی مسائل کا خیال رکھے بغیر پڑھی گئی نماز کی نمازی کے لیے بددعا کا ذکر ہے چنانچہ طبرانی نے اپنی کبیر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان العبد اذا صلی فاحسن الصلٰوۃ صعدت ولھا نور فاذا انتھت الی ابواب السماء فتحت لھا ابواب السماء وتشفع لصاحبھا وتقول۔ حفظك الله كما حفظتني واذا اساء في صلاته فلم يتم ركوعها وسجودها وحدودها صعدت ولها ظلمة فتقول ضيعك الله كما ضيعتني فاذا انتهت الى ابواب السماء غلقت ابواب السماء دونها ثم لفت كما يلف الثوب الخلق فيضرب بها وجه صاحبها۔(رواه الطبراني في الكبير من حديث عباده بن صامت)

ترجمہ: بندہ جب محبت سے نماز ادا کرتا ہے تو وہ نور کی صورت میں آسمان کی طرف جاتی ہے۔ اس کے لئے آسمانی دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ نمازی کے لئے اللہ کے حضور شفاعت کرتی ہے اور یہ دعا دیتی ہے کہ اے نمازی اللہ تیری اسی طرح حفاظت کرے جیسے تو نے میری حفاظت کی ہے اور اگر آدمی نماز کے رکوع و سجود اچھی طرح نہ کرے تو وہ ایک ظلمت کی صورت میں یہ کہتی ہے کہ اے نمازی! اللہ تجھے اسی طرح برباد کرے جیسے تو

نے مجھے ضائع کیا ہے۔ پس جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو آسمانی دروازے بند کردیئے جاتے ہیں پھر اس نماز کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

شرعی حکم کی ابتدائی دو قسمیں ہیں:

نمبر 1: امر' نمبر 2: نہی

امر کا مطلب ہے وہ حکم شرع جس سے کسی کام کی طلب ثابت ہو اور نہی سے فعل کی ممانعت کا ثبوت ملتا ہے۔ امر سے چار طرح کا حکم ثابت ہوتا ہے فرض' واجب' سنت' مستحب۔ انکو مامورات کہا جاتا ہے اور نہی سے بھی چار طرح کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ حرام' مکروہ تحریمی' اساءت اور مکروہ تنزیہی انکو منہیات کہتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اباحت کا درجہ ہے یعنی ایسی اشیاء کے جن کیلئے نہ حکم امر ہے نہ نہی۔

فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ فرض کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ واجب کو معلوم کرنا واجب' سنت کا جاننا سنت اور مستحب کا جاننا مستحب ہے۔ اس بارے میں بڑے ہی خوبصورت اور عجیب وغریب تین رمزیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔ ان کو بمعہ مطالب یاد کر لینا بہت مفید ہوگا۔ انشاءاللہ

فرائض ندانی شوی در قلق　　اُجَجِسٍ نُوَقٍ تُقَقٍ دَسَقٍ

یعنی اگر تو فرائض کو نہ جانے گا تو (آخرت کی) مصیبت میں پھنس جائے گا

(اور فرائض کون کون سے ہیں بشمول شرائط رموز ملاحظہ ہوں)

اججس

(الف) اندام پاک کردن (جسم کا پاک کرنا)

(ج' اول) جائے پاک کردن (جگہ کا پاک کرنا جہاں نماز ادا کی جا رہی ہے)

(ج ثانی) جامہ پاک کردن (کپڑوں کا پاک کرنا)

(س) سطر عورت نمودن (شرمگاہ کا ڈھانپنا)

نوق

(ن) نیت کردن (نیت کرنا)

(واؤ) وقت شناختن (وقت کا پہچاننا یعنی نماز وقت پہ ادا کرنا)

(ق) قبلہ روشدن (قبلہ کی طرف منہ کرنا)

تقق

(ت) تکبیر اولیٰ گفتن (تکبیر تحریمہ کہنا)

(ق اول) قیام کردن (قیام کرنا)

(ق ثانی) قرأت خوان (قرآن مجید پڑھنا)

رسق

(ر) رکوع کردن (رکوع کرنا)

(س) سجدہ کردن (سجدہ کرنا)

(ق) قعدۂ اخیریں نمودن (آخری قعدہ کرنا)

چوں واجب ندانی شوی در خطر　　　فُضَتِ تَقَتِ لُقَتِ جَسَرْ

اگر تو واجب کو نہ جانے لگا تو سخت خطرے میں پڑ جائیگا (اور واجب کیا کیا ہیں رموز میں دیکھیں)

فضت

(ف) فاتحہ خواندن (سورۂ فاتحہ کا پڑھنا)

(ض) ضم سورت نمودن (سورت کا ملانا)

(ت) تعیین قرأت در اولین نمودن (قرأت کیلئے پہلی دو رکعات کو متعین کرنا)

تقت

(ت اولیٰ) تشہد در ہر دو خواندن (ہر دو رکعت کے بعد تشہد کا پڑھنا۔ فرائض میں)

(ق) قعدۂ اولیٰ نشستن (پہلا قعدہ بیٹھنا)

(ت ثانیہ) تعدیل ارکان نمودن (ہر رکن کو ٹھہر کر سکون سے ادا کرنا)

لقت

(ل) لفظ سلام گفتن (سلام کا لفظ بول کر نماز سے باہر آنا)

(ق) قنوت در وتر خواندن (وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا)

(ت) تکبیرات در عیدین گفتن (عید کی نماز میں زائد چھ تکبیر کہنا)

جسر

(ج) جہر خواندن (جہری نمازوں میں امام کا اونچی آواز سے قرآن پڑھنا)

(س) سرّ خواندن (سری نمازوں میں آہستہ پڑھنا)

(ر) رعایت ترتیب نمودن (ترتیب کی رعایت کرنا)

چوں سنت بدانی شوی مقتداء　　　رُوَتِ تُبَتِ تُسَتِ دَدَا

جب تو سنت کا علم حاصل کرے گا تو پیشوا اور رہنما بن جائے گا (اور سنت کیا کیا ہے رموز میں ملاحظہ ہوں)

روت

(ر) رفع یدین در وقت تکبیر اولیٰ گفتن (تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کا کانوں تک بلند کرنا)

(واؤ) وقت قیام دست یمین بر یسار داشتن (قیام کی حالت میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پہ رکھنا)

(ث) ثناء گفتن (ثناء یعنی سبحانك اللهم ... پڑھنا)

تبث

(ت اولیٰ) تعوذ خواندن (امام ومنفرد کا اعوذ باللہ پڑھنا)

(ب) بسم اللہ خواندن (بسم اللہ شریف پڑھنا)

(ت ثانیہ) تسبیح خواندن در رکوع وسجود (رکوع اور سجدے میں تسبیحات کا پڑھنا

تست

(ت اولیٰ) تکبیرات انتقالات گفتن (بیٹھتے اٹھتے اللہ اکبر کہنا)

(س) سمع اللہ گفتن (سمع الله لمن حمده پڑھنا)

Scanned with CamScanner

(ت ثانیہ) توقف درقومہ وجلسہ نمودن (رکوع کے بعد سکون سے سیدھا کھڑا ہونا اور دوسجدوں کے درمیان پورے اطمینان سے بیٹھنا)

(دد۱)

("د" اول) درود خواندن (درود شریف پڑھنا)

("د" ثانی) دعا خواندن (درود کے بعد دعا کا پڑھنا)

(الف) آمین گفتن (امام ومقتدی کا آمین کہنا)

فرض کی تعریف وتقسیم اور حکم

فرض وہ ہے جس کا لزوم دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل کہ جس میں کسی شک اور شبہ کی گنجائش نہ ہو جیسا کہ آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ جن میں کسی تاویل وغیرہ کی گنجائش نہ ہو (مالزم فعلہ بدلیل قطعی) نیز فرض وہ ہوتا ہے کہ جس کے فوت ہو جانے سے پورا عمل ہی فوت ہو جاتا ہے اس کو رکن بھی کہتے ہیں اور شرط بھی اس لیے کہ اس کے وجود سے شئی کا وجود ہوتا ہے اور اس کے عدم سے شئی کا عدم ہوتا ہے۔

حکم اس کا یہ ہے کہ اس کا کرنے والا ثواب پاتا ہے اور اس کو چھوڑنے والا مستحق عذاب ہوتا ہے کیونکہ بغیر عذر فرض کو چھوڑنا فسق وفجور ہے جبکہ اس کا انکار کرنے والا کافی ہے۔

پھر فرض کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر 1 فرض عین۔ جو نصوص قطعیہ ودلائل سے ثابت ہو اور اس کا ادا کرنا ہر عاقل بالغ مسلمان (مکلف) پر لازم ہو جیسا کہ پنجگانہ نماز۔ نمبر 2 فرض کفایہ۔ جو مجتہدین کے اجتہاد سے متعین کیا گیا ہو اور چند آدمیوں کے ادا کرنے سے سب کے ذمے سے ساقط ہو جائے اور اگر کسی نے بھی ادا نہ کیا تو اس سے متعلقہ افراد تمام کے تمام گنہگار ہوں گے جیسا کہ نماز جنازہ یہ فرض پہلے فرض کی طرح قطعی نہیں ہوگا۔

واجب کی تعریف اور اس کا حکم

(ماثبت لزومہ بدلیل ظنی) جس کا ثبوت دلیل ظنی سے ہو جیسا کہ غیر منصوص

آیات یا غیر متواتر احادیث۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے کرنے والے کو (فرض کے کرنے سے کم) ثواب ملتا ہے اور اس کو ترک کرنے والا فرض کے تارک سے کم عذاب پائے گا۔ اس کو بلا عذر چھوڑنے والا فاسق ہے اور نہ کرنے سے مکروہ تحریمی لازم آتا ہے جس کا اعادہ لازم ہے مگر اس کا منکر کافر نہیں ہوگا بلکہ گمراہ ہوتا ہے اور واجب ایسا موقوف علیہ ہوتا ہے کہ جس کے وجود سے شئی کا وجود اور اس کے انعدام سے شئی کا انعدام تو نہیں ہوتا لیکن اس کے ادا نہ ہونے سے شئی میں نقصان اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

سنت کی تعریف اور اس کا حکم

(الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر افتراض ولاوجوب)

دین کا راستہ جو حضور علیہ السلام سے ثابت تو ہو مگر فرض اور واجب کے طور پر نہ ہو یا ماواظب علیہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مع ترکہ احیانا مگر پہلی تعریف زیادہ صحیح ہے کیونکہ کئی امور کا ترک حضور علیہ السلام سے کبھی بھی ثابت نہیں اس کے باوجود وہ امور سنت ہیں جیسا کہ وضو میں ترتیب' نیت اور دائیں ہاتھ سے شروع کرنا اور بعض نے سادہ الفاظ میں اس طرح تعریف کی ہے کہ ہر وہ کام جو حضور علیہ السلام یا آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو۔

پھر سنت کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر 1 مؤکدہ یعنی جو کام حضور علیہ السلام (یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے ہمیشہ کیا یا کرنے کی تاکید فرمائی اور بغیر عذر کے نہ چھوڑا ہو۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا ترک موجب اساءت اس کا تارک محروم الشفاعۃ ہے اور بغیر عذر چھوڑنے والا گناہگار' منکر' بدعتی' ترک کی عادت کرنے والا مستحق عقاب اور استخفاف وتوہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے عمل نہ کرنے سے مکروہ تنزیہی لازم آتا ہے۔

سنت غیر مؤکدہ۔ حضور علیہ السلام کا وہ فعل جس کا ترک شارع کو ناپسند تو ہو مگر اساءت کا موجب نہ ہو یا جس کام کو حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اکثر کیا ہو

اور کبھی کبھار بغیر عذر کے چھوڑ بھی دیا ہو۔ اس سنت کو چھوڑنا گناہ تو نہیں مگر ادا کرنا۔ نوافل سے زیادہ ثواب دلاتا ہے جیسا کہ ردالمحتار ج ۱ صفحہ ۶۷ پر ہے۔

مستحب کی تعریف اور اس کا حکم

جس کام کو حضور علیہ السلام نے کبھی کیا اور کبھی نہ کیا ہو اس کو کرنے کا ثواب حضور علیہ السلام نے بیان فرمایا ہو اور وہ عبادت کے باب سے ہو نہ کہ عادت کے زمرے سے اور اس کو سلف نے پسند کیا ہو جیسا کہ درمختار ج ۱ ص ۲۳' فتاویٰ شامی اور بحر میں ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو کرنے والا فضیلت پائے گا اور ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کو چھوڑنے والا ثواب اور فضیلت سے محروم رہے گا۔ اس کا منکر نہ کافر و فاسق ہے اور نہ ہی بدعتی و گناہگار' مستحب' عبادت کیلئے ایسے ہی ہوتا ہے جیسے حروف تہجی کیلئے صفات عارضہ۔ (مزینہ' محسنہ)

مامورات کے مقابلہ میں اب منہیات کی اقسام ملاحظہ ہوں۔

حرام کی تعریف و حکم

جس کی ممانعت و حرمت دلیل قطعی سے لزوماً ثابت ہو (یہ فرض کے مقابل ہے) اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ حرام کام چھوڑنے والا ثواب پائے گا' کرنے والا عذاب پائے گا (جبکہ بلا عذر ہو) اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو فاسق بھی کہا جائے گا۔

مکروہ تحریمی کی تعریف اور اس کا حکم

جس کی حرمت' ممانعت اور ناپسندیدگی دلیل ظنی سے لزوماً ثابت ہو بغیر عذر کے جو اس کا مرتکب ہو وہ عذاب کا مستحق ہوگا مگر یہ عذاب حرام کے ارتکاب سے کم درجہ ہوگا اور اس کے منکر کو کافر بھی نہیں کہا جائے گا۔ یہ واجب کے مقابلہ میں ہے۔

اساءت کی تعریف اور اس کا حکم

جس کی ممانعت کا لزوم حرام و مکروہ تحریمی جیسا نہ ہو بلکہ اس سے کم درجے کا ہو' کبھی کبھی اس کا ارتکاب کرنے والے پر عتاب ہوگا اور اس کی عادت ڈال لینے والے پر

عقاب ہوگا۔ یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے۔

مکروہ تنزیہی اور اس کا حکم

جس کی ممانعت صرف شفقتاً وادباً ہو جیسا کہ درمختار اور نور الانوار وغیرہ میں ہے اس کے نہ کرنے پر ثواب ملتا ہے اور کرنے پر نہ عذاب ہے نہ عتاب مگر ایک طرح کی ناپسندیدگی ضرور ہے۔ یہ درجہ منہیات میں سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔ ان دونوں کو اولیٰ اور خلاف اولیٰ بھی کہا گیا ہے۔

مباح کی تعریف اور اسکا حکم

مباح وہ ہے کہ جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں گناہ و سزا نہ ہو یعنی جن کیلئے نہ حکم ہے نہ ممانعت۔ یہ درجہ دونوں طرف برابر ہے یعنی مامورات کا آخری سرا بھی یہی ہے اور منہیات کی انتہاء بھی یہاں آ کر ہوتی ہے۔ گویا یہ دونوں اطراف میں جزو مشترک ہے۔

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

سوال: آپ کے بیان فرض اور حرام سے مسائل اختلافیہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں بڑی خرابی واقع ہوئی اس لئے کہ اجتہادی مسائل میں ایک مجتہد دوسرے مجتہد کے فرض اور حرام کا منکر ہے اور اسی طرح مقلد بھی بہ تقلید اپنے امام کے دوسرے امام کے فرض اور حرام سے انکار کرتا ہے تو اب یہ انکار بموجب آپ کے بیان کے کیسا ہوا؟

(مطلب یہ کہ بعض کام ایک امام کے نزدیک فرض ہیں جبکہ دوسرا امام اس فرض کا انکار کرتا ہے اور فرض کا انکار تو کفر ہے)

جواب: فرض اور حرام کی دو قسمیں ہیں ایک اعتقادی' دوسری عملی۔ اعتقادی وہ ہے جس پر عمل کے ساتھ اعتقاد بھی فرض ہو جیسے مطلق سر کا مسح۔ یہ فرض متفق علیہ آئمہ اربعہ ہے۔ اگر کوئی مطلق سر کے مسح کا انکار کرے تو وہ سب کے نزدیک کافر ہے۔ جس فرض و حرام کے انکار پر کفر کا حکم ہے وہاں اعتقادی مراد ہے اور عملی وہ ہے کہ جس کا صرف عمل

ی فرض ہو یعنی اس کے فوت ہو جانے سے عمل کی صحت فوت ہو جائے جیسے مقدار مسح سر کا خلاف کہ حنفی کے نزدیک چوتھائی سر سے کم کا مسح صحت وضو کا مانع اور مالکی اور حنبلی کے نزدیک سارے سر سے کم کا اس کا انکار بھی موجب کفر نہیں۔ (رکن دین کتاب الصلوٰۃ، ص ۱۹)

طہارت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وثیابك فطهر (المدثر)

اور اپنے کپڑے پاک رکھیے۔

ارشاد نبوی ہے

ان اللّٰہ طیب یحب الطیب، نظیف یحب النظافة (ترمذی ص ۳۹۷)

بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک شئ کو ہی پسند فرماتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ) لطافت والا ہے اور نظافت کو پسند کرتا ہے۔

النظافة تدعوا الی الایمان (الترغیب والترہیب ص ۱۰۳، ج ۱)

نظافت ایمان کی طرف بلاتی ہے۔

ان الاسلام نظیف فتنظفوا (کنز العمال ص ۱۲۹، ج ۹)

پاکیزگی حاصل کرو کیونکہ اسلام پاکیزہ اور نظیف ہے۔

مفتاح الصلوة الطهور (ترمذی، ص ۲۷)

نماز کی چابی طہارت ہے

الطهور شطرا لایمان (مسلم شریف ص ۱۱۸، ج ۱)

طہارت ایمان کا حصہ ہے۔

حضور علیہ السلام اپنے رب سے یوں دعا کیا کرتے

اللهم طهر قلبي من النفاق و عملي من الرياء ولساني من الكذب و عيني من الخيانة فانك تعلم خائنة الاعين و ما تخفي الصدور

(فیض القدیر شرح جامع صغیر ص ۱۴۳، ج ۲، عن ام معبد رضی اللہ عنہا)

اے اللہ میرے دل کو نفاق سے، عمل کو ریا سے، زبان کو جھوٹ سے، آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دے۔ بے شک تو ہی آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی پوشیدہ باتیں جانتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا پہلے نجاست کو کسی شئ سے کھرچ پھر اس کو پانی سے دھو اور پھر اس کپڑے میں نماز پڑھ (مسلم ص ۱۴۰، ج ۱)

پھر طہارت کے کئی درجات مثلاً ظاہر کو ظاہری نجاستوں سے پاک کرنا، اعضاء کو گناہوں سے صاف رکھنا، دل کو باطل عقائد و نظریات اور اخلاق رزیلہ سے پاک رکھنا اور روح کو ماسویٰ اللہ کے خیال سے پاک رکھنا اسی کو تزکیہ بھی کہا گیا ہے مزید براں نفس کو شہوات و غضب سے پاک کرنا، اس کو عقل کے اور عقل کو شریعت کے تابع کرنا۔

بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ جس طرح ظاہری طہارت کے بغیر نماز درست نہیں اسی طرح باطنی طہارت نہ ہو تو اللہ کی معرفت نہیں ہو سکتی۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عوام کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے۔

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو میں ظاہری طہارت تو پانی سے کرتا ہوں اور باطنی طہارت توبہ اور رجوع الی اللہ سے کرتا ہوں۔

حضرت سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہوں کو فراموش نہ کرو کیونکہ حدیث شریف میں ہے التوبة الندم توبہ ندامت ہی ہے۔

(ابن ماجہ ص ۳۱۳)

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے مرض الموت میں ایک نماز کے لیے ساٹھ مرتبہ طہارت کی اور دعا کی "اے اللہ! مجھے آخری دم تک باوضو رکھنا۔

نجاست اور ان کی اقسام واحکام

نجاست کی دو قسمیں، نمبر ۱ حقیقی، نمبر ۲ حکمی

نجاست حقیقی وہ ہے جو دیکھنے میں آسکے جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ۔ اس کی معین مقدار

معاف ہے چونکہ اس کے وجود کا تحقق حقیقتاً ہوتا ہے اس لیے اس کو حقیقی کہتے ہیں (شامی)

اس کی آگے دو قسمیں ہیں۔

نمبر۱: غلیظہ' نمبر۲: خفیفہ

غلیظہ وہ ہے جس میں دو نصوص متعارض نہ ہوں اور صاحبین کے نزدیک اس کی تعریف یہ ہے کہ جس میں مجتہدین کا اختلاف نہ ہو (شامی)

نجاست غلیظہ وہ چیزیں ہیں جو انسان کے بدن سے نکلتی ہیں یعنی جن سے غسل یا وضو واجب ہو جاتا ہے۔ سوائے ریح کے جیسے پاخانہ' پیشاب' منی' مذی' ودی' حیض و نفاس کا خون' استحاضہ (بیماری) کا خون' کچلہو' پیپ' جاری خون' منہ بھر قے خواہ بچے کی ہو (درمختار) شراب' حرام جانوروں کا پیشاب و پاخانہ خواہ درندے ہوں جیسے بلی' شیر وغیرہ (مگر بلی چوہے کا پیشاب عموم بلویٰ کی وجہ سے معاف ہے نہ کہ پانی اور برتن۔ (درمختار) یا درندے نہ ہوں جیسا کہ گدھا وغیرہ۔ بطخ اور مرغی کا پاخانہ' سانپ اور جونک کا پاخانہ' بھینس اور گائے کا گوبر' اونٹ اور بکری کی مینگنی اور ہر حلال جانور چوپایہ کا پاخانہ اور غیر ماکول اللحم پرند جانوروں کا پیشاب سوائے چمگادڑ کے سب نجاست غلیظہ ہیں (درمختار' عالمگیری)

اس نجاست کا حکم یہ ہے کہ اگر گاڑھی ہے تو ساڑھے چار ماشہ کے وزن برابر اور اگر پتلی ہے تو ہتھیلی کے گڑھے کے برابر کپڑے یا بدن پہ لگ جائے تو معاف ہے (شامی)

نجاست خفیفہ وہ ہے کہ جس میں دو نص متعارض ہوں اور عندالصاحبین جس میں مجتہدین کا اختلاف ہو (شامی)

جیسے حلال جانوروں کا پیشاب جیسے گائے' بکری وغیرہ اور پاخانہ ان پرندوں کا جن کا گوشت کھانا حرام ہے (درمختار)

اس کا حکم یہ ہے کہ کپڑے اور بدن کے ہر حصے کا چوتھائی سے کم معاف ہے یعنی اس کے ہوتے ہوئے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اگرچہ مع الکراہت۔ اور اس کا دور کر لینا سنت ہے نہ کرنا مکروہ تنزیہی' معین مقدار کا دور کرنا واجب ہے اور نہ دور کرنا مکروہ' تحریمی ہے اور معین مقدار سے زائد کا دور کرنا فرض ہے اور نہ دھونا معطل نماز ہے۔ یہ صرف بدن اور

کپڑے کا حکم ہے ورنہ پانی یا بہنے والی شئی میں تھوڑی سی نجاست بھی گر جائے تو سارا پانی ناپاک ہو جائے گا (جبکہ آب کثیر یا جاری نہ ہو) نجاست خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ (شامی' عالمگیری)

نجاست حکمی وہ ہے جو صرف شرعی حکم کی وجہ سے ثابت ہوتی ہے ورنہ وہ نظر نہیں آتی جیسے حدث اصغر (بے وضو ہونا) حدث اکبر یا جنابت یعنی غسل کی حاجت ہونا کہ بظاہر کوئی ناپاکی بدن پہ لگی ہوئی نظر نہیں آتی چونکہ اس کے وجود کا تحقق محض حکماً ہے اس لیے اس کو نجاست حکمیہ کہا گیا ہے (شامی)

نجاست حقیقیہ تو جس طرح آب مطلق' آب مقید سے دور ہو جاتی ہے اسی طرح رگڑنے سے (خواہ زمین سے یا لکڑی پتھر' ناخن سے ہو) جیسا کہ جوتے اور چمڑے کے موزے رگڑنے سے پاک ہو جاتے ہیں جبکہ ان پر جسم دار نجاست لگ جائے۔ پونچھنے سے جیسے آئینہ اور روغنی برتن جن کو پونچھ لیا جائے اور اثر نجاست کا باقی نہ رہے تو پاک ہو جاتے ہیں۔ خشک ہونے سے جیسے زمین اور اس پر قائم اشیاء (عالمگیری) چاہے یہ خشک ہونا سورج کی حرارت سے ہو یا ہوا سے۔ چھیلنے سے جیسے لکڑی کو چھیل دیں تو پاک ہو جائیگی۔ ذات کے بدلنے (انقلاب حقیقت) سے جیسے شراب سرکہ ہو جائے اور گدھا نمک کی کان میں جا کر نمک ہو جائے۔ آگ میں جلانے سے جیسے برتن اگر مٹی یا پتھر کا ہو اور نجاست اس کے اجزاء میں گھس جائے تو آگ میں جلانے سے پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح گوبر اور لید جب جل کر راکھ ہو جائیں تو پاک ہو جائیں گی۔ بکری کی سری خون سے لتھڑی ہوئی ہو تو اس کو بھی جلا کر پاک کیا جاتا ہے۔ نجس مٹی سے برتن یا اینٹیں بنا کر ان کو پکا لیا گیا تو پاک ہو جائیں گی۔ (عالمگیری)

اکثر میں سے بعض کو نکال دیا جائے جیسے اناج جب بھوسہ سے جدا کیا جاتا ہے تو اس کو "گاہنے" کے وقت بیل گوبر اور پیشاب اس کے اوپر ہی کرتے رہتے ہیں تو اگر اس میں سے کچھ اناج نکال دیا جائے تو سارا پاک ہو گیا یا روئی ناپاک تھی اس کو دھنا گیا اس دوران اگر ناپاک روئی کے برابر یا اس سے زیادہ نکل گئی تو ساری روئی پاک ہو جائے گی جبکہ روئی تھوڑی ہو اور نصف سے کم ناپاک ہوئی ہو۔ اگر ناپاک حصے سے کم نکلی تو پاک نہ

ہوگی۔(شامی٬عالمگیری)

چھاچھ تیل اور دودھ وغیرہ یعنی چکنائی والی چیزوں سے نجاست حقیقیہ دور نہیں ہوتی لیکن مستعمل پانی سے دور ہو جائے گی۔ مستعمل پانی نجاست حکمیہ کو دور نہیں کر سکتا حقیقت کو کر سکتا ہے یعنی اس پانی سے غسل٬ وضو نہیں کر سکتے (استنجاء کر سکتے ہیں اور غلاظت لگی ہو تو اس کو صاف کر سکتے ہیں) (درمختار٬عالمگیری)

اور ماء مستعمل وہ پانی ہے جس سے حدث دور کیا جائے یا عبادت کی نیت سے بدن پہ بہایا جائے تو بدن سے جدا ہوتے ہی مستعمل ہو جائے گا اور نجاست حکمیہ مطلق پانی سے ہی دور ہوتی ہے٬ مقید سے دور نہ ہوگی (شامی) جبکہ حقیقیہ خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ آب مطلق ومقید دونوں سے دور ہو جاتی ہے۔ مطلق پانی وہ ہے جس میں بہنا٬ پیاس کا دور کرنا٬ نباتات کا اگانا اور بے رنگ ہونا جیسی اس کی پیدائشی صفات موجود ہوں جیسے بارش٬ دریا٬ ندی٬ کنویں اور چشمے وغیرہ کا پانی اور مقید وہ پانی ہے جو بغیر قید کے نہ بولا جائے یعنی صرف پانی کے لفظ کا اطلاق اس پر نہ ہوتا ہو یا اس کو پانی نہ کہہ سکتے ہوں جیسے تربوز کا پانی٬ عرق گلاب وغیرہ۔

مسائل طہارت ونجاست

☆ اگر کپڑے یا بدن پہ نجاست غلیظہ اور خفیفہ دونوں لگ گئیں اور مقدار معافی تک نہ پہنچیں تو ایسی صورت میں نجاست خفیفہ٬ غلیظہ کے تابع ہوگی یعنی ان دونوں کو غلیظہ مان کر غلیظہ کی مقدار ہو جانے کی صورت میں کپڑا ناپاک سمجھا جائے گا۔ درمختار

☆ اگر ایسی نجاست ہے جو کپڑے پہ ظاہر ہو رہی ہے تو اس کا عین زائل کر دینا (خواہ ایک ہی دفعہ دھو کر یا زیادہ مرتبہ) معتبر ہے اور جو ظاہر نہ ہو اس کو اتنا دھویا جائے کہ دھونے والے کے گمان غالب کے مطابق پاک ہو گیا ہو اور اس کا اندازہ عام (نارمل) بندے کے لئے ایک مرتبہ دھونا ہے اور وسوسے والے (وہمی) کیلئے تین مرتبہ یا سات مرتبہ دھونا اور مبالغے کے ساتھ نچوڑنا معتبر ہے (درمختار)

☆ جس شئی پر بدبودار نجاست لگ جائے کہ دھونے کے بعد بھی بدبو نہ جائے یا

ناپاک تیل لگ گیا جس کی چکنائی ختم نہیں ہو رہی تو ایسی بدبو اور چکنائی کا ہونا مانع طہارت نہیں ہے یعنی بو اور چکنائی کے رہتے ہوئے بھی وہ شئی پاک ہو گئی ہاں البتہ مردار جانور کی چربی لگ گئی تو اس کی چکنائی کا بھی زائل کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ عین نجاست ہے (درمختار)

☆ ایک کمزور شخص نے اپنی طاقت کے مطابق کپڑے کو خوب نچوڑا۔ پھر کسی طاقتور شخص نے نچوڑا تو مزید پانی نکلا تو پہلا نچوڑنا پہلے شخص کیلئے کفایت کرے گا اور دوسرے کیلئے وہ کپڑا ناپاک ہی رہا اور دوسرا نچوڑنا دوسرے کیلئے بھی کپڑے کو پاک کر دے گا۔ (ایضاً)

☆ کپڑا اگر باریک یا کمزور ہے کہ زیادہ زور سے نچوڑیں گے تو پھٹ جائے گا تو مبالغہ سے نہ نچوڑا جائے تاکہ کپڑے کا نقصان نہ ہو۔ ضرورت کی وجہ سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (ایضاً)

☆ ایسا کپڑا جو نچوڑنے میں نہیں آتا مثلاً دری وغیرہ اس پر اتنا پانی ڈالا جائے کہ نجاست کا عین زائل ہو جائے اس کو نچوڑنے اور سکھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ جہاں نچوڑنا مشکل ہو وہاں پے در پے پانی ڈالنا بھی نچوڑنے کے قائم مقام ہے (غایۃ الاوطار)

نجاست غلیظہ یا خفیفہ کا دھواں اور بخار اگر کپڑے یا بدن کو لگ جائے تو جب تک اس نجاست کا رنگ اور بو کپڑے یا بدن پہ ظاہر نہ ہو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔ (شامی)

☆ بدن یا کپڑے پہ نجاست لگی مگر یہ یاد نہ رہا کہ کہاں لگی ہے تو ایسا شخص گمان غالب پہ عمل کرتے ہوئے کپڑا یا بدن دھو ڈالے چاہے نجاست والی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ کو دھو ڈالا تو کپڑا اور بدن پاک ہو جائے گا۔ اگرچہ بغیر اٹکل کے ہی دھو ڈالا ہو (درمختار) لیکن اگر بعد میں پتہ چل گیا کہ ناپاک تو یہ جگہ تھی اور میں نے وہ دھو دی ہے تو اب ناپاک جگہ کا دھونا ضروری ہو گیا ہے۔ (ایضاً)

☆ جس دیوار یا چھت کو گوبر اور مٹی سے لیپا گیا ہے خشک ہونے کے بعد اگر گیلا کپڑا اس پہ ڈال دیا تو جب تک اس کپڑے میں نجاست کا اثر نہ پایا جائے کپڑا ناپاک نہ

ہوگا۔ (عالمگیری)

اسی طرح پاک کپڑا ناپاک پانی میں تر ہوگیا اور پھر اس تر کپڑے کو پاک خشک کپڑا پر لپیٹ دیا گیا اور اس کی تری پاک کپڑے میں آ گئی تو جب تک اتنی تری نہ آئے کہ نچوڑنے سے قطرے گریں تب تک پاک کپڑا پاک ہی رہے گا۔ (عالمگیری)

☆ مچھلی، مکھی، مچھر اور کھٹمل کا خون کپڑے یا بدن کو لگ گیا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ خون نجس نہیں ہیں (مراقی الفلاح ص ۸۳) اسی طرح جانور کو ذبح کرنے کے بعد جو خون اس کی رگوں اور گوشت میں رہ جاتا ہے اس سے کپڑا یا بدن آلودہ ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ خون نجس نہیں ہے جو نجس ہے وہ جاری خون ہے۔ تلی اور جگر کا خون بھی پاک ہے۔ (عالمگیری)

☆ پیشاب کی چھینٹیں اگر سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں اور دکھائی نہ دیں تو کوئی حرج نہیں یعنی دھونا واجب نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ دھو لیا جائے (مراقی الفلاح) یہی حکم بارش کی وجہ سے بازار کے کیچڑ کا ہے جو اڑ اڑ کر کپڑوں پہ لگ جائے اور اس سے بچنا مشکل ہو مگر اس وقت تک کہ نجاست کا اثر معلوم نہ ہو۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۱ ص ۳۱۷)

☆ پٹرول کے جہاں اور بہت سے فوائد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ہمارے زمانے میں اس کا استعمال کپڑوں کی دھلائی اور صفائی وغیرہ کے لیے کیا جاتا ہے۔ طہارت کے سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ نجاست دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ غیر محسوس ناپاکی جسے ہم نہ دیکھ سکتے ہیں نہ محسوس کر سکتے ہیں لیکن چونکہ شریعت اس کو ناپاکی قرار دیتی ہے اس لیے ہم ناپاک باور کرتے ہیں۔ مثلاً نواقضِ وضو پیش آ جانے کی وجہ سے اعضاء وضو کی ناپاکی۔ اور اسبابِ غسل پیش آنے کی وجہ سے پورے جسم کا ناپاک ہو جانا۔ اس کو نجاستِ حکمی اور حدث و جنابت بھی کہا جاتا ہے۔ ایسی ناپاکی کو دور کرنے کے لیے پانی کا استعمال یا تیمم ضروری ہے۔ پانی کی بجائے اگر کوئی دوسری سیال چیز مثلاً پھلوں کے رس وغیرہ کا استعمال کیا جائے تو کافی نہ ہوگا۔

دوسری قسم کی نجاستیں وہ ہیں جو محسوس کی جا سکتی ہیں، مثلاً پیشاب پاخانہ وغیرہ۔ ان

کے ازالہ کے لیے ہر پاک سیال چیز جو نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو کافی ہے:

ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر يمكن ازالتها به كالخل وماء الورد (الہدایہ ج ۱ ص ۵۴)

اس اصول سے یہ بات واضح ہو گئی کہ پٹرول سے غسل یا وضو تو ہرگز درست نہیں لیکن کپڑے وغیرہ کا دھونا یا کسی بھی محسوس نجاست کا اس کے ذریعہ ازالہ درست ہوگا۔ اس لیے کہ اس کے لیے پانی ضروری نہیں ہے، ہر بہتی ہوئی چیز کافی ہے۔ (جدید فقہی مسائل)

پانی کے اجماعی مسائل

☆ گلاب، درختوں کے عرق اور عصفر (ایک قسم کا پودا) کے پانی سے وضو جائز نہیں بلکہ طہارت سادہ پانی سے جس پر حقیقتاً پانی کا اطلاق ہو واجب ہے۔

☆ وضو پانی سے جائز ہے

☆ وضو یا غسل نبیذ کے علاوہ دیگر مشروبات سے جائز نہیں۔

ابن ھبیرہ نے الافصاح (۱/۵۹) میں لکھا ہے: اجماع ہے کہ نبیذ سے وضو جائز نہیں، صرف امام ابوحنیفہ سے اس مسئلہ میں مختلف آراء نقل کی گئی ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ نبیذ سے بھی وضو جائز نہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ کھجور کی پکی ہوئی نبیذ سے سفر میں پانی نہ ہونے کی صورت میں وضو جائز ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ نبیذ سے وضو جائز ہے لیکن ساتھ ہی تیمم بھی کرے (التحقیق)

☆ گدلا پانی جس میں نجاست نہ پڑی ہو اس سے وضو جائز ہے۔

ابن سیرین کے نزدیک ایسے پانی سے وضو جائز نہیں (ابن المنذر)

☆ پانی کم ہو یا زیادہ اگر نجاست پڑ جائے اور رنگ، بو، ذائقہ بدل جائے تو نجس ہے جب تک پانی کی کیفیت ایسی ہی رہے۔

☆ زیادہ پانی جیسے دریائے نیل اور سمندر وغیرہ میں نجاست پڑ جائے اور رنگ، بو، مزہ تبدیل نہ ہو تو پاک ہے اور طہارت جائز ہے۔

☆ گوشت خوردہ جانوروں کا جھوٹا (پانی) پاک ہے اسے پینا یا اس سے وضو دونوں جائز ہیں۔ (کتاب الاجماع لابن المنذر)

☆ ناپاک زمین سوکھ گئی اور ایسی کہ نہ نجاست کا نشان باقی رہا اور نہ دھبہ اور بدبو تو اس پر نماز تو پڑھی جاسکتی ہے لیکن اس سے تیمّم کرنا جائز نہیں (فتح القدیر' ج۱' ص۱۷۵) طہارت کے باقی مسائل بہار شریعت اور رکن دین میں دیکھیے۔

☆ دستی نلکے یا ہینڈ پمپ میں نجاست گر گئی تو اس کو پاک کرنے کیلئے جتنا پانی اس میں موجود ہے نکال دیا جائے اور اگر اس کے نیچے پانی جمع رہتا ہو تو اندازہ لگالو اور اتنی مقدار پانی نکال دو اور بعض علماء کے مطابق موجودہ پانی نکالنے کے بعد مزید اتنا پانی نکالا جائے جس سے پورا پائپ تین بار دھل سکتا ہو اور اگر اس میں ناپاک لکڑی وغیرہ گری ہو جو نکالی نہ جاسکے تو پانی نکالنے کے بعد اس کا نکالنا معاف ہے۔ اگر مردار کی بوٹی وغیرہ گری ہو تو اتنی مدت تک انتظار کریں کہ گمان غالب ہو کہ وہ مٹی ہو کر ختم ہو چکی ہے۔

☆ بلدیہ کے نلکے جن میں بڑی ٹینکی سے پانی آتا ہے۔ اگر وہ کسی جگہ سے پھٹ جائے اور اس میں نجاست مل جائے تو جب پائپ میں پانی گزر رہا ہو تو وہ جاری پانی کے حکم میں ہوتا ہے جسے فقہاء کرام نے پاک قرار دیا ہے جب تک کہ اس کے رنگ' مزہ یا بو میں فرق نہ آجائے۔ اس سے وضو وغیرہ درست ہے۔

☆ گھروں میں پائی جانے والی زمین دوز ٹینکی یا اوپر چھت والی ٹینکی میں نجاست ایسی حالت میں گری ہے کہ اس کا پانی دونوں طرف جاری ہو مثلاً سرکاری پانی حوض (زمین دوز) میں آرہا ہے اور حوض کا پانی بذریعہ پائپ (موٹر) اوپر چڑھایا جارہا ہے یا چھت کی ٹینکی میں ایک طرف پائپ کے ذریعہ پانی چڑھایا جارہا ہے اور دوسری طرف پائپ کے ذریعہ غسلخانہ وغیرہ میں پانی نکالا جارہا ہے تو بہت سے علماء کے نزدیک یہ حوض یا ٹینکی اس وقت جاری پانی کے حکم میں ہو جانے کی وجہ سے ناپاک ہی نہ ہوگی۔ (شرح منیہ) اور اگر ٹینکی یا حوض کا پانی دونوں طرف سے جاری نہ ہو بلکہ دونوں یا ایک طرف سے بند ہو تو اکثر فقہاء کے نزدیک یہ ٹینکی یا حوض ناپاک ہو جائے گا۔ پھر اس کے پاک کرنے کا

طریقہ یہ ہے کہ جو نجاست گری ہے اگر وہ جسم دار ہے تو پہلے اس نجاست کو ٹینکی میں سے نکال دیا جائے۔ پھر اس کو دونوں طرف سے جاری کر دیا جائے یعنی اس حوض یا ٹینکی کے ایک طرف سے پانی داخل کیا جائے اور دوسری طرف سے نکالا جائے۔ دوسری طرف پانی نکلتے ہی یہ حوض اور ٹینکی اور پائپ سب پاک ہو جائینگے۔ البتہ بعض فقہاء کے نزدیک تین مرتبہ اور بعض کے نزدیک ایک مرتبہ حوض یا ٹینکی کا پانی بھر کر نکال دینا ضروری ہے۔ (شرح منیہ) اس لئے احتیاطاً ایک طرف سے پانی داخل کر کے دوسری طرف سے اتنا پانی نکال دیا جائے جتنا کہ نجس ہونے کے وقت اس حوض یا ٹینکی میں موجود تھا۔ اس کے بعد حوض' ٹینکی اور اس کے پائپ کو پاک سمجھا جائے۔ (آلات جدیدہ' ص۱۹۶)

استنجا کے آداب و مسائل

بیت الخلاء جانے سے پہلے انگوٹھی اور تعویذ وغیرہ جن پر قرآنی آیات یا اسماء الٰہی لکھے ہوئے ہوں اتار لیے جائیں اور یہ دعا پڑھ کر بیت الخلاء میں داخل ہو۔

اللهم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث (بخاری' ج۱' ص۲۶)

اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ پلید چیزوں سے۔

داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالے' کھڑے ہو کر شلوار یا تہہ بند نہ کھولے (جبکہ بے پردگی کا اندیشہ ہو اور کپڑے خراب ہونے کا خطرہ نہ ہو) زمین کے قریب جا کر شرمگاہ کھولے' بیٹھتے ہوئے بائیں طرف جھکا رہے اور فارغ ہونے کے بعد بیت الخلاء سے نکل کر یہ دعا پڑھے: الحمدلله الذی اذهب عنی الاذی و عافانی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ سے تکلیف کو دور کیا اور راحت بخشی (عالمگیری' ابن ماجہ' ۲۶) فراغت کے بعد بطور دعا یہ الفاظ بھی منقول ہیں عفرانك۔ اے اللہ! میں تیری ہی بخشش کا طلبگار ہوں۔ پیشاب اور پاخانے کی نجاست کو صاف کرنے کا نام ہی استنجا ہے۔ (درمختار' ج۱' ص۲۳۶)

☆ پیشاب یا پاخانے کے راستے سے جو نجاست نکلے اس کو صاف کرنا مطلقاً سنت مؤکدہ ہے اور اگر وہ نجاست ہتھیلی کے گہراؤ سے زیادہ پھیل جائے تو اس کو پانی سے

صاف کرنا واجب ہے (ایضاً)

☆ اگر ان راستوں سے ہوا یا پتھری نکلے تو استنجا نہیں ہے۔ اسی طرح نیند سے بیدار ہوا تو استنجا کی ضرورت نہیں (ایضاً)

بلکہ ہوا خارج ہونے سے استنجا (کو لازم سمجھنا) بدعت ہے (عالمگیری ص ۵۰ ج ۱)

ہاں اگر پاخانے کے بعد استنجا کیا اور اس کے فوراً بعد ہوا خارج ہوئی تو بعض فقہاء نے استنجاء کرنے کا قول کیا ہے۔ (منیۃ المصلی)

☆ اگر ڈھیلوں سے استنجا کرنا ہے تو سردی کے موسم میں اس طرح کرے کہ پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو کھینچے دوسرا آگے سے پیچھے اور تیسرا پھر پیچھے سے آگے کو اور گرمیوں میں اس کا الٹ کرے یہ مرد کیلئے ہے (کیونکہ گرمیوں میں خصیتین لٹکے ہوئے ہوتے ہیں اور سردیوں میں سمٹے ہوئے ہوتے ہیں اگر اس طرح نہ کرے گا تو ان کے لتھڑنے کا خطرہ ہے) عورت ہر حال میں سردی ہو یا گرمی ڈھیلا آگے ہی کو کھینچے (عالمگیری)

☆ ڈھیلوں میں تین کا عدد سنت نہیں، زیادہ سے زیادہ مستحب ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے دو ڈھیلوں سے بھی استنجا فرمایا اور فرمایا کہ جس نے طاق ڈھیلوں سے استنجا کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی حرج نہیں (ابوداؤد ص ۵ ج ۱)

عالمگیری میں ہے کہ احادیث میں جو تین ڈھیلوں کا ذکر آیا ہے تو یہ غالب عادت کے موافق ہے۔

☆ ڈھیلوں کے استعمال کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے (درمختار ج ۱ ص ۲۳۶) اور اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر گئی تو فرض ہے۔ (عالمگیری، تنویر الابصار)

☆ آج کل کچھ اس نوعیت کے پیشاب خانے بن رہے ہیں جن میں بہر حال آدمی کو کھڑے ہو کر ہی پیشاب کرنا پڑتا ہے۔ یہی حال بیت الخلاء کا ہے۔ اس کی ہیئت ایسی ہوتی ہے کہ کرسیوں پر بیٹھنے کی طرح آدمی بیٹھے اور اپنی ضرورت کی تکمیل کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے (کنز العمال ص ۳۰۶ ج ۹) اسی طرح اس انداز سے بیٹھ کر پاخانہ کرنا آپ ﷺ اور سلف کے طریقہ کے خلاف

ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ یہ صورتیں مسنون طریقہ کے خلاف ہیں۔ بالخصوص پیشاب خانہ کی مذکورہ وضع۔ بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو فقہا نے مکروہ قرار دیا ہے۔

ویکرہ ان یبول قائما...... من غیر عذر فان کان بعذر ولا باس بہ

(عالمگیری ص ۵۵، شامی ص ۲۱، ج ۱)

ہاں عذر کی بنا پر کھڑے ہو کر بھی پیشاب کرنے کی اجازت ہے چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ جہاں بیٹھ کر پیشاب کرنے میں گندگی میں ملوث ہونے اور چھینٹیں پڑنے کا اندیشہ تھا وہاں خود آپ ﷺ نے بھی کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا ہے۔ (ابوداؤد عن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ)

یہ تو ایک قانونی اور فقہی بحث تھی...... مگر اس کا گہرا تعلق ہمارے ذہنی سانچے سے ہے۔ مغربی تہذیب سے ہم کچھ اس قدر مرعوب ہو چکے ہیں کہ وہاں سے جو کچھ آئے، خواہ وہ بدتہذیبی اور ناشائستگی میں کسی درجہ کی بات ہو اور کتنی بھی غیر فطری اور غیر انسانی ہو ہم اسے ایک "نعمت غیر مترقبہ" اور "گوہر نایاب" سمجھ کر اپنی معاشرت میں جگہ دے دیتے ہیں۔ یہ بھی اسی کا ایک نمونہ ہے۔ طبی اور طبعی ہر دو لحاظ سے پیشاب و پاخانے سے فراغت کیلئے جس ہیئت میں بیٹھنا ہمارے یہاں رائج ہے وہ زیادہ مناسب اور فطری ہے۔ (جدید فقہی مسائل)

☆ کھانے کی چیز سے، ہڈی اور پکی اینٹ سے، ٹھیکری، کانچ سے، خشک لید سے اور حرمت والی چیز جیسے ریشمی کپڑے سے، دائیں ہاتھ سے، جانوروں کے چارے سے، کاغذ، پتے اور روئی سے، گوبر اور ہر نفع دینے والی چیز سے استنجا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(تنویر الابصار، درمختار)

اور جو حرمت والی شئی نفع دینے والی نہ ہو لیکن نجاست کو دور کرنے والی ہو جیسے پرانی روئی، پرانے کپڑے، پرانی کھال وغیرہ سے استنجا کیا جا سکتا ہے (طحطاوی، عالمگیری)

☆ ننگے سر پاخانہ یا پیشاب کرنا، پیشاب پاخانہ کرتے وقت کلام کرنا (خواہ عام گفتگو ہو یا ذکر و اذکار یا سلام، اذان اور چھینک کا جواب) پاخانہ کرتے ہوئے (بلا

Scanned with CamScanner

ضرورت) بہت دیر لگانا (جس طرح آج کل امراء بہت الخلاء میں اخبار پڑھتے' ٹیلیفون کرتے' سنتے اور خدا جانے کیا کیا کرتے ہیں) کھڑے کھڑے یا لیٹ کر بلا عذر پاخانہ پیشاب کرنا' بلا ضرورت شرمگاہ کو دیکھنا' تھوکنا' ناک جھاڑنا' پیشاب گاہ کو بلا ضرورت ہاتھ لگاتے رہنا یا کوئی عبث فعل کرنا' دائیں بائیں پھرنا اور بار بار ادھر ادھر دیکھنا' آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھنا' قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا (خواہ شہر ہو یا جنگل) چاند سورج اور ہوا کی طرف رخ کرنا' نیچے کی جگہ سے اوپر کی طرف پیشاب کرنا یہ تمام امور خلاف اولیٰ اور مکروہ ہیں۔ (عالمگیری' درمختار)

ہر جگہ یہ رواج بڑھتا جا رہا ہے کہ کاغذات کا استنجا کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے اس میں کراہت ہے۔ کاغذ ایک قیمتی اور گراں قدر چیز ہے جو علوم و فنون کی امین اور خود اسلام اور اس کی تعلیمات کیلئے ایک بلند پایہ ریکارڈ ہے۔ اس کی اس عظمت اور اہمیت کا تقاضا ہے کہ ایسے معمولی اور کم تر کاموں کیلئے اس کا استعمال نہ ہو اور اس کو نجاستوں میں ملوث ہونے سے بچایا جائے۔ اس لیے فقہاء نے اسے مکروہ لکھا ہے۔ البتہ مجبوری کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے۔ علامہ شامی نے اس کی کراہت کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

لصقالته و تقومه وله احترام ایضا لکونه الة لکتابة العلم

اس لیے کہ وہ چکنا ہوتا ہے (جس سے نجاست کے اور پھیل جانے کا اندیشہ ہے) اور قیمتی ہوتا ہے' نیز علم کی تحریر کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے قابل احترام بھی ہے۔

یہ نہ صرف فقہاء اسلام کا نظریہ ہے بلکہ عقل و دانش کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ ایک انسان کو ناک صاف کرنی ہو تو وہ ٹوپی اور کرتہ کے دامن کا اس کیلئے استعمال نہیں کرے گا اس لیے کہ اس کی نگاہ میں ان چیزوں کی عظمت ہے اور وہ دراصل اس کی شخصیت کا مظہر ہے۔ بالکل اسی طرح کاغذ علوم انسان کی لئے پیرہن اور اس کے نشان عظمت کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے اس کا یہ احترام ہونا ہی چاہیے۔ ہاں ایسے کاغذ جو

خاص اسی مقصد کیلئے تیار کیے جاتے ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان پر لکھا جائے اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ (جدید فقہی مسائل)

☆ مرد کو اپنی پیشاب گاہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کر استنجا کرنا مکروہ ہے جبکہ بایاں ہاتھ صحیح موجود ہو ورنہ کراہت نہیں ہے (عالمگیری)

☆ ایسی جگہ کہ جہاں پیشاب کی چھینٹیں پڑنے کا خطرہ ہو پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی ہے (درمختار ج ۱ ص ۲۴۶)

☆ استنجا کرنے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھوں کو دھویا جائے (عالمگیری ص ۵۰ ج ۱)

فرائض وضو

وضو میں تین اعضاء (منہ' ہاتھ' پاؤں) کا دھونا اور ایک عضو (سر) کا مسح کرنا فرض ہے جن کی حدود مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ منہ کی حدود لمبائی کی طرف سے یہ ہیں کہ پیشانی میں بالوں کے اگنے کی جگہ سے لے کر تھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی کے لحاظ سے دونوں کانوں کی لو کے درمیان والا حصہ جبکہ سر پہ بال موجود ہوں ورنہ پیشانی کی ہڈی کے بالائی حصے سے لے کر (جہاں سر کی ہڈی کا جوڑ ہے جہاں سے عادۃً بال اگنے شروع ہوتے ہیں) تھوڑی کے نیچے تک دھونا فرض ہے (شرح وقایہ ص ۱۵ ج ۱)

۲۔ دونوں ہاتھوں کا دھونا بمعہ کہنیوں کے (ہدایہ ص ۲ ج ۱)

۳۔ دونوں پاؤں کا دھونا بمعہ ٹخنوں کے (ایضا)

۴۔ سر کا مسح کرنا امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے (ایضا)

وضو کے مذکورہ چاروں فرائض کا ذکر قرآن پاک سورۃ مائدہ کی آیت ۶ میں ہے۔

مسائل وضو

☆ بغیر وضو نماز' سجدہ تلاوت' نماز جنازہ' قرآن پاک کو ہاتھ لگانا اور طواف کعبہ کرنا جائز نہیں اسی طرح تورات اور تمام آسمانی کتابوں کو ہاتھ لگانا بھی مکروہ ہے۔

(شامی' ص ۱۶۰' ج ۱)

☆ ناخن پہ آٹا یا اس طرح کی کوئی اور چیز جم گئی تو جب تک اس کو اتار کر نہ دھویا جائے گا وضو نہ ہوگا (شرح وقایہ ص ۴۳ ج ۱) ناخن پالش کا بھی یہی مسئلہ ہے جس کی تحقیق عنقریب آ رہی ہے کیونکہ ناخن بھی جسم کے ان حصوں کی طرح ہے جن کو وضو میں دھونا فرض ہے اور اعضاءِ وضو پہ ایسی چیز لگانا جو پانی کو جسم تک نہ پہنچنے دے وضو کے درست ہونے میں رکاوٹ ہے لہٰذا اس کو کھرچ کر نیچے والی جگہ کا دھونا ضروری ہے خواہ وہ کوئی پینٹ ہو یا ناخن پالش وغیرہ جیسا کہ عورتیں محض زینت کیلئے لگاتی ہیں نہ کہ کسی ضرورت واقعی کیلئے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

اولزق باصل ظفره طين يابس اور طب لم يجز (ص ۲ ج ۱)

اگر وضو کرنے والے کے ناخن پہ خشک یا تر مٹی چمٹی ہوئی ہے تو اس پر سے پانی کا گزار دینا کافی نہیں ہے اور اس سے وضو جائز نہ ہوا۔

☆ تارکول (ڈامر) ان چیزوں میں سے ہے جو پانی کو جسم تک پہنچنے نہیں دیتا۔ اس لیے وضو کرتے وقت اس کو دھو کر صاف کرنا اور پھر وضو کرنا ضروری ہوگا۔ ہاں اگر کوئی ایسا عذر اور ضرورت ہے کہ اس کو لگانا ناگزیر ہو جائے اور اس کو چھوڑنا نقصان دہ ہو تو وہ زخم کی پٹی وغیرہ کے حکم میں ہوگا اور اس کے الگ کیے بغیر بھی وضو ہو جائیگا اور نماز ادا کی جا سکے گی۔

☆ جس چیز کی عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت و احتیاج میں حرج ہو مثلاً ناخنوں کے اندر یا اوپر یا اور کسی دھونے کی جگہ پہ اس کے لگے رہ جانے سے اگرچہ جرم دار (جسم والی) ہو اور اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے اگرچہ سخت چیز ہو تو وضو ہو جائے گا جیسے پکانے اور گوندھنے والوں کے لیے آٹا، رنگ ریز کے لیے رنگ کا جرم، عورتوں کے لیے مہندی کا جرم، لکھنے والوں (کاتبوں) کے لیے روشنائی (سیاہی) کا جرم، مزدور کے لیے گارا مٹی، عام لوگوں کے لیے پلک میں سرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی اور مچھر وغیرہ کی بیٹ۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۹)

ناخن پالش کا مسئلہ

آج کل ناخن پالش کا مسئلہ بڑی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس سلسلے میں جو سوالات

اٹھائے جاتے ہیں وہ کچھ یوں ہیں۔ (۱) اگر ناخن پالش لگی ہوئی ہو تو وضو درست ہوگا یا نہیں؟ (۲) اس حالت میں غسل بھی درست ہوگا یا نہیں؟ (۳) اگر موت آ گئی تو ناخن پالش لگی ہوئی عورت کا غسل صحیح ہوگا یا نہیں؟

علماء کرام کا فیصلہ ہے کہ ناخن پالش لگی ہوئی عورت کا نہ وضو درست ہوگا اور نہ ہی غسل اور اگر ناخن پالش لگی ہوئی عورت کو موت آ گئی تو بہتر ہے کہ غسل دینے سے پہلے ناخن پالش صاف کر لی جائے۔

فیشن کے دلدادہ حضرات اس فیصلہ کو قبول نہیں کرتے اور اس پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ اگر عورت پہلے وضو کر کے پھر نیل پالش لگائے تو بعد میں اگر وضو ٹوٹ بھی گیا تو نیل پالش کے نیچے چونکہ وضو محفوظ ہو چکا ہے اور ناخن پہلے سے "وضو شدہ" ہوں گے اس لئے دوبارہ وضو کرنے کی صورت میں اگر ناخنوں کو نہ بھی دھویا گیا تو وضو مکمل تصور کیا جائے گا اور مرد حضرات جو بالوں کو خضاب لگاتے یا ڈائی کراتے ہیں تو کیا ان کا وضو اور غسل بھی صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اگر غسال (غسل دینے والا) نے اپنے سر کے بال ڈائی کروا رکھے ہوں یا غسالہ نے اپنے ہاتھوں پر مہندی یا ناخنوں پر پالش لگا رکھی ہو تو اس صورت میں مرحومہ کے غسل کی کیا نوعیت ہوگی؟

ناخن پالش لگانے سے وضو اور غسل نہ ہونے کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اس سے ناخنوں پر ایسی تہہ جم جاتی ہے جس کے نیچے پانی نہیں پہنچتا اور ناخن سوکھے رہتے ہیں جس کی وجہ سے وضو اور غسل کی مفروض جگہ نہیں دھلتی۔ وضو کے چار فرائض ہیں جو قرآن پاک کی اس آیت سے صراحتاً ثابت ہیں (ترجمہ) "اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے لگو تو دھو لو اپنے مونہوں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور اپنے سر کا مسح کر لو اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھو لو"۔ لہٰذا نیل پالش لگنے کی صورت میں ناخن سوکھے رہ جائیں گے اور وضو کا دوسرا فرض یعنی ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا پورا نہیں ہوگا۔ اسی طرح غسل میں چونکہ تمام بدن پر پانی بہانا فرض ہے جو نیل پالش لگنے کی صورت میں صحیح طور پر نہیں بہایا جا سکے گا اور غسل درست نہ ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ جب وضو ٹوٹے گا تو کیا مکمل طور پر ہی ٹوٹ جائے گا یا ناخنوں کا وضو باقی رہ جائے گا؟ یعنی عجیب بات ہے کہ اور تو تمام وضو ٹوٹ گیا مگر ناخنوں کا وضو نہیں ٹوٹا کیونکہ وہ نیل پالش کے نیچے "محفوظ" ہو چکا تھا۔ لامحالہ وضو ٹوٹنے کی صورت میں ناخنوں سمیت تمام وضو ہی ٹوٹ جائے گا اور نماز پڑھنے یا غسل کیلئے از سر نو وضو کرنا پڑے گا جس میں ناخن دھونے بھی ضروری ہیں۔ وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

وضو میں اعضاء کو محض اس لئے نہیں دھویا جاتا کہ ان پر کوئی نجاست لگ گئی ہے بلکہ اگر نجاست نہ بھی لگی ہو اور وضو کرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی ہوا وغیرہ کے اخراج سے وضو ٹوٹ گیا تو دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔ حالانکہ بظاہر اعضاء پاک وصاف اور دھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اعضاء کو دھونے کا حکم مطلقاً ہے کیونکہ "فاغسلوا" امر کا صیغہ ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اعضاء کو مکمل طور پر دھویا جائے نہ کہ ناقص اور ادھورا چھوڑ دیا جائے۔

جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ نجاست کی دو قسمیں ہیں نجاست حقیقی اور نجاست حکمی حقیقی نجاست وہ ہے جو لگی ہوئی نظر آئے مثلاً بول براز وغیرہ اور نجاست حکمی وہ نجاست ہے کہ بظاہر کوئی ناپاکی بدن سے لگی ہوئی معلوم نہیں ہوتی مگر از روئے شرع وہ جگہ ناپاکی کے حکم میں ہوتی ہے جسے دھوئے بغیر چارہ نہیں مثلاً حدث اصغر (بے وضو ہونا) اور حدث اکبر (غسل کی حاجت ہونا) کہ بظاہر بدن پاک ہوتا ہے مگر اسے دھونا پڑتا ہے چونکہ اس نجاست کے وجود کا تحقق حکماً ثابت ہے اسی لئے اس کا نام نجاست حکمیہ رکھا گیا۔

(ہدایہ کبیری شامی)

یعنی حکم یہ ہے کہ یہ جگہ ناپاک ہو چکی ہے اسے دھویا جائے اس کے جواب میں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ جگہ تو پہلے سے دھوئی جا چکی ہے اور محفوظ ہے لہٰذا اسے دوبارہ دھونے کی کیا ضرورت ہے تو گویا اس نے شریعت کے اس صریح حکم میں تاویل وتحریف کرنے کی کوشش کی جو آیت قرآنی اے ایمان والو جب نماز کیلئے کھڑے ہو...... سورہ مائدہ سے قطعی طور پر ثابت ہے لہٰذا وضو ٹوٹنے کی صورت میں از سر نو مکمل وضو کرنا پڑے گا جو صرف ناخن پالش اتارنے سے ہی ممکن ہے ورنہ نماز ادا نہ ہوگی اور اگر غسل کی حاجت ہے تو

غسل صحیح نہ ہوگا اور بدن ناپاک ہی رہے گا یہ دونوں حالتیں بے وضو ہونا اور غسل کی حاجت ہونا ایسی نجاست کے ضمن میں آتی ہیں جو بظاہر لگی ہوئی نہیں ہوتی مگر حکماً وہ جگہ ناپاک ہوتی ہے مگر ہوا کے اخراج سے وضو ٹوٹ گیا تو اس سے بدن پر کوئی نجاست نہیں لگتی اسی طرح غسل جنابت میں نجاست تو ایک مخصوص مقام پر لگی ہوتی ہے مگر تمام بدن ناپاکی کے حکم میں ہوتا ہے۔ یہ نجاست جس کی وجہ سے تمام بدن کو دھویا گیا ہے نجاست حکمی ہے اگر جگہ کے محفوظ ہونے کو ہی دوبارہ نہ دھونے کی دلیل قرار دیا جائے تو پھر بدن کو کیا لگ جاتا ہے یہ بھی تو کپڑوں کے نیچے محفوظ ہوتا ہے لہٰذا تمام بدن کو دھونے کے بجائے صرف اسی مخصوص جگہ کو ہی دھولیا جائے۔

جہاں تک بالوں کو خضاب لگانے یا ڈائی کرانے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ناخن پالش اور خضاب میں ایک واضح فرق ہے وہ یہ کہ ناخن پالش مستقل جسم رکھتی ہے جسے کھرچ کر اتارا جا سکتا ہے مگر مہندی یا خضاب میں ایسی صورتحال نہیں آپ مہندی یا خضاب کو چاقو وغیرہ سے کھرچ کر نہیں اتار سکتے یہ دونوں چیزیں جلد میں ایسی رچ بس جاتی ہیں جنہیں علیحدہ کرنا ناممکن ہے لہٰذا ان کے لگانے سے وضو اور غسل میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر غسل دینے والے نے اپنے بالوں کو ڈائی یا غسل دینے والی نے اپنے ہاتھوں پر مہندی یا ناخن پالش لگا رکھی ہو تو میت کے غسل کی کیا نوعیت ہے تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ یہ ایک لغو سا سوال ہے سیدھی سی بات ہے کہ اس سے میت کے غسل کو کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ ہاں اگر غسالہ (غسل دینے والی) کو یہ احساس ہے کہ میرے ناخن پالش لگانے کی وجہ سے قبر میں کہیں میت کے ساتھ کوئی "ناروا" سلوک نہ کیا جائے تو وہ تھوڑی سی ریموونگ لوشن استعمال کر کے ناخن پالش اتار سکتی ہے اس سے اس کے دل کو تسلی ہو جائے گی۔ ویسے بھی جب سوٹ کے ہر کلر کیلئے اسی کلر کی پالش استعمال کی جاتی ہے اور پہلی پالش کو ریموونگ لوشن استعمال کر کے اتار دیا جاتا ہے تو پھر وضو اور غسل کیلئے ناخن پالش اتارنے میں کیا حرج ہے۔ (ماخوذ)

عبادات میں نیت کا مسئلہ

عبادات مقصودہ (جیسے لباس دھونا' مکان صاف کرنا' بدن سے نجاست دور کرنا' وضو کرنا' غسل کرنا وغیرہ) میں نیت کرنا شرط یا فرض نہیں لیکن مسنون ہے تاکہ (بمطابق حدیث انما الاعمال بالنیات) اجر وثواب مل سکے اور عبادات مقصودہ (جیسے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ) میں نیت فرض ہے (شرح وقایہ ج۱' ص۶۲) اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور یہی ضروری ہے زبان سے اقرار بھی ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ نیت کے متعلق باقی وضاحت وضو کی سنتوں میں لکھی جائے گی۔

مصنوعی اعضاء اور وضو وغسل کا مسئلہ

مصنوعی دانت دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو مستقل طور پر لگا دیئے جائیں اور پھر ان کو آسانی سے نکالا نہ جا سکے۔ دوسرے وہ جو بنائے ہی اس طرح جاتے ہیں کہ حسب ضرورت ان کا استعمال کیا جائے اور حسب ضرورت نکال لیا جائے۔

پہلی صورت میں یہ مصنوعی دانت اصل دانت کا درجہ رکھتے ہیں اس لیے ان کا حکم اصل دانتوں ہی کا ہوگا۔ وضو میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا مسنون ہوگا اور غسل میں فرض' دانت نکالنے اور تہہ تک پہنچانے کی ضرورت نہیں۔ اس کا واضح قرینہ یہ ہے کہ بعض فقہا نے اس طرح کے دانت لگانے یا دانتوں کو سونے چاندی کے تاروں سے کسنے کی اجازت دی ہے۔ (شامی' ص۳۱۸' ج۵)

اب ظاہر ہے کہ اس اجازت کا مطلب یہی ہوگا کہ ان کے اندرونی حصوں میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے ورنہ یہ اجازت بڑی پریشان کن بھی ہوگی اور بے معنی بھی۔

جبکہ دوسری صورت میں اس کی حیثیت ایک "زائد چیز" کی ہوگی۔ یعنی غسل اسی وقت درست ہوگا جب اس کو نکال کر اصل جسم تک پانی پہنچ جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو غسل درست نہ ہوگا۔

مصنوعی اعضاء کے احکام بھی اسی طرح ہوں گے جو مصنوعی دانتوں کے سلسلہ میں مذکور ہوئے یعنی اگر اس کی بناوٹ اور وضع اس نوعیت کی ہو کہ جراحی (Operation)

کے بغیر اس کو علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ان کی حیثیت اصل عضو کی ہوگی۔ غسل میں اس پر پانی پہنچانا واجب ہوگا۔ اس طرح اگر اعضاء وضو میں ہو تو وضو میں بھی دھونا واجب ہوگا اور اگر ان کی نوعیت ایسی ہو کہ آسانی سے علیحدہ کیے جا سکتے ہیں تو غسل کے وقت اور اگر اعضاء وضو میں ہو تو وضو کے وقت اس حصے کو الگ کر کے جسم کے اصل حصے پر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔

☆ بالوں کے مصنوعی جوڑے جو ہمارے زمانے میں عورتیں بکثرت استعمال کرنے لگی ہیں اور جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری شریف' عن عائشہ' اسماء' ابن مسعود' ابن عمر وابی ہریرہ رضی اللہ عنہم) اگر ان کو باندھ ہی لیں تو سوال یہ ہے کہ وضو وغسل میں ان کا کیا حکم ہوگا؟ چونکہ یہ بال اس کے جسم کا حصہ نہیں ہیں' نہ کسی ضرورت کی بنا پر لگائے گئے ہیں اور نہ ان کا نکالنا چنداں دشوار ہے اس لیے اس کی حیثیت ایک خارجی چیز کی ہوگی۔ غسل میں تو یوں بھی عورتوں کیلئے بال کی جڑوں تک پانی پہنچانا کافی ہے بال دھونا ضروری نہیں۔ ولیس علی المراۃ ان تنقض ضفائرھا فی الغسل اذا بلغ الماء اصول الشعر (ہدایہ) وضو میں بھی ان کی حیثیت یہی ہوگی۔ مثلاً اگر کوئی خاتون اس طرح سر کا مسح کرے کہ مصنوعی بالوں کے حصہ پر مسح ہو اور اصلی بالوں پر کم از کم چوتھائی سر کے مقدار بھی نہ ہو پائے تو کافی نہ ہوگا۔ ان کو اپنے اصل بالوں پر مسح کرنا چاہیے۔ (جدید فقہی مسائل)

وضو کی سنتیں

وضو میں چودہ سنتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ نیت کرنا:

رفع حدیث یا قربت کی ارشاد باری تعالیٰ ہے

وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین (البینۃ:۵)

اور لوگوں کو نہیں حکم دیا گیا مگر اس بات کا کہ وہ عبادت کریں اس کی خالص ہو کر۔ اور اخلاص فی العبادات بغیر تصحیح نیت کے ممکن ومتصور نہیں۔ حدیث پاک میں ہے

Scanned with CamScanner

نية المؤمن خير من عمله (بیہقی وطبرانی)

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت سفیان ثوری، امام اوزاعی، حسن بصری اور امام مالک کے نزدیک وضو میں نیت سنت ہے (السعایہ ص ۱۴۱ ج ۱)

۲- زبان سے بسم اللہ شریف پڑھنا (ہدایہ ص ۵ ج ۱)

بسم اللہ شریف کن الفاظ سے پڑھی جائے اس سلسلہ میں مختلف احادیث میں مختلف الفاظ ہیں۔

بسم الله والحمدلله (مجمع الزوائد ص ۲۲۰ ج ۱)

بسم الله (کنز العمال ص ۱۱۸ ج ۹)

بسم الله الرحمن الرحيم (نسائی ص ۲۵)

بسم الله العظيم والحمدلله على دين الاسلام (فتح القدیر ص ۱۴ ج ۱)

بسم اللہ شریف کی بجائے اگر لا اله الا الله والحمدلله واشهدان لا اله الا الله بھی پڑھ لیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی۔ (کبیری ص ۲۱)

ہدایہ ص ۵ ج ۱ پر ہے کہ بسم اللہ شریف دو مرتبہ پڑھی جائے ایک استنجا کرنے سے پہلے اور دوسری مرتبہ جب اعضاء وضو دھونے لگے۔

اگر وضو کے شروع میں بسم اللہ شریف پڑھنا بھول گیا تو سنت جاتی رہی اور درمیان میں پڑھ لینے سے سنت ادا نہ ہوگی۔ بخلاف کھانا کھانے کے کیونکہ کھانے کا ہر لقمہ علیحدہ علیحدہ عمل ہے اور وضو عمل واحد ہے (کبیری ص ۲۲ فتح القدیر ص ۵)

وضو سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنے کا حکم نہیں نہ ہی یہ سنت ہے۔

۳- تثلیث یعنی ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا (ہدایہ ص ۵ ج ۱)

ہر عضو کو دھونے سے پہلے اس پر تر ہاتھ پھیر لیا جائے تا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے خاص کر سردیوں میں (بحرالرائق ص ۲۸ ج ۱)

۴- مسواک کرنا (ہدایہ ص ۵ ج ۱)

حدیث شریف میں ہے:

السواك مطهرة للفم مرضاة للرب (مسند احمد ص ۶۲ ج ۶)

مسواک منہ کو پاک کرتی ہے اور رب کی رضا کا باعث ہے۔

ایک حدیث میں ہے: تفضل الصلوة التي يساك لها على الصلوة التي لايساك لها سبعين ضعفا (بیہقی)

جس نماز کے لئے مسواک کی گئی وہ اس نماز سے ستر گنا افضل ہے جس کیلئے مسواک نہ کی گئی ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ دو رکعتیں مسواک کر کے پڑھنا ان ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہوں۔

(الترغیب والترہیب ص ۱۶۸ ج ۱)

مراسیل ابی داؤد کتاب الطہارت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مسواک دانتوں کی چوڑائی میں کی جائے یعنی طولاً نہیں بلکہ عرضاً کی جائے۔

بیہقی ص ۱۴ ج ۱ پہ ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی مسواک کا بدل بھی ہے تو آپ نے فرمایا: تمہاری انگلی مسواک کے قائم مقام ہے اسے دانتوں پہ پھیر لو (جبکہ مسواک میسر نہ ہو یا مسواک کرنے پہ بعذر قدرت نہ ہو)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے مسواک کے ستر فائدے بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے۔

☆ مسواک کرنے میں مندرجہ ذیل امور مستحب ہیں۔

۱- داہنے ہاتھ میں مسواک کا پکڑنا اس طرح کہ چھنگلی (چھوٹی) انگلی اور نرانگشت یعنی انگوٹھا نیچے رہے اور تین انگلیاں اوپر رہیں ۲- تلخ لکڑی کی ہو یا زیتون کی یا پیلو کی۔ ۳- سیدھی ہونا۔ ۴- بے گرہ ہونا۔ ۵- ایک بالشت کی مقدار ہونا اگر بالشت سے زیادہ ہو تو شیطان سوار ہوتا ہے۔ ۶- موٹائی میں چھنگلی انگلی کے برابر ہونا۔ ۷- دانتوں

Scanned with CamScanner

میں عرضاً کرے طولاً نہ کرے اور ادنیٰ درجہ مسواک کا تین مرتبہ پھرنا ہے۔ اوپر کے دانتوں میں اور اسی قدر نیچے کے دانتوں میں تین پانیوں کے ساتھ اور یہ پانی علاوہ مضمضہ کے ہے۔ (ردالمحتار، عالمگیری، درمختار)

☆ مسواک کرنے میں مندرجہ ذیل امور مکروہ ہیں۔

۱- لیٹ کر کروٹ سے کرنا کہ اس سے طحال یعنی تلی زیادہ ہوتی ہے۔ ۲- مٹھی سے پکڑنا کہ اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے۔ ۳- چوسنا کہ اس سے اندھا ہونے کا خطرہ ہے۔ ۴- بعد فارغ ہونے کے مسواک کو نہ دھونا کہ اس سے شیطان کرتا ہے۔ ۵- مسواک کو کھڑی نہ رکھنا کہ اس سے جنون ہوتا ہے۔ ۶- انار یا ریحان یا بانس کی لکڑی سے کرنا (درمختار)

یاد رہے! ہم حنفیوں کے نزدیک مسواک وضو کی سنت ہے اور شافعیوں کے نزدیک نماز کی سنت ہے۔ ثمرہ اس اختلاف کا یہ ہے کہ اگر مسواک کر کے ایک وضو سے چند نمازیں پڑھیں تو ہم حنفیوں کے نزدیک ہر نماز کا ثواب ستر نماز بے مسواک کے برابر ہوگا۔ برخلاف شافعیوں کے کہ ان کے نزدیک علاوہ اس نماز کے جس میں مسواک کی ہر نماز میں اس قدر ثواب نہ ہوگا۔ جب تک ہر نماز کے واسطے جدا جدا مسواک نہ کرے (شامی)

☆ مسواک کی دو حیثیتیں ہیں ایک یہ کہ وہ عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور ان امور میں جن کی حیثیت عبادت کی ہو عین اسی طریقہ کو اختیار کرنا ضروری ہے جو آپ ﷺ نے اختیار فرمایا ہے۔ پھر آپ ﷺ کا مسواک میں جو طریقہ منقول ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ لکڑی استعمال فرمایا کرتے تھے، لکڑی موجود نہ ہوتی تو آپ ﷺ نے انگلی پر اکتفاء کرنے کا حکم دیا۔ یہی حکم آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بھی دیا جن کے دانت ہی نہ ہوں (طبرانی عن عائشہ) اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کی سنت اور عبادت اسی وقت ادا ہو سکتی ہے جب لکڑی یا انگلی سے دانت ملے جائیں۔

مسواک کی دوسری حیثیت ایک عام انسانی عادت کی ہے کہ مسواک کا مقصد دانتوں کی صفائی اور بدبو کا ازالہ ہے اس لیے فقہاء لکھتے ہیں کہ دانت جب زرد پڑ جائیں

تو مسواک کرنی چاہیے ورنہ کراہت پیدا ہو جائے گی۔ اس لحاظ سے ٹوتھ پیسٹ اور برش کا استعمال بھی کافی ہے اگر اس کے استعمال سے دانت صاف ہو گئے تو اب کراہت باقی نہیں رہے گی۔

یہی رائے زیادہ محتاط ہے جبکہ بعض اکابر عرب علماء نے اس کو ہی سنت مسواک کی ادائیگی کیلئے کافی قرار دیا ہے۔ (وان كانت السنة تحصل بكل مايزيل صفرة الاسنان وينظف الغم كالفرشة ونحوها (فقہ السنۃ ج۱ ص۴۵)

۵- وضو کی پانچویں سنت مضمضہ: یعنی کلی کرنا (ہدایہ ص۵ ج۱)

روزہ اگر نہ ہو تو وضو اور غسل میں غرغرہ بھی سنت ہے۔ (نیل الاوطار ص۱۵۷ ج۱)

۶- استنشاق: ناک میں پانی ڈالنا اور اس کو جھاڑ کر صاف کرنا (ایضاً)

حدیث شریف میں ہے فليستنثر ثلاثا (بخاری ص۱۶۵)

چاہیے کہ ناک میں پانی ڈال کر تین مرتبہ صاف کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا توضأ احدكم فليجعل في انفه ماء ثم ليستنثر (مسلم ص۱۲۴ ج۱)

جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اس کو چاہیے کہ ناک میں پانی ڈالے اور اچھی طرح جھاڑ کر صفائی کرے۔

۷- تخلیل اللحیہ، داڑھی کا خلال کرنا (ہدایہ ص۵ ج۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام جب وضو فرماتے تو پانی ہاتھ میں لے کر جبڑے کے نیچے ڈالتے اور داڑھی مبارک کا خلال کرتے اور فرماتے۔ هكذا امرني ربي۔ میرے رب نے مجھے ایسے ہی حکم دیا ہے۔ (ابوداؤد ص۱۹ ج۱)

۸- انگلیوں کا خلال کرنا

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اذا توضأت فاسبغ الوضوء فخلل بين الاصابع (ترمذی ص۳۲، نسائی ص۳۱ ج۱)

Scanned with CamScanner

جب تو وضو کرے تو کامل طور پر کرپس انگلیوں کا خلال بھی کر۔ دار قطنی ص ۹۵ پہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

خللوا بین اصابعکم لایخلل اللہ بینھما بالنار۔ انگلیوں کا خلال کیا کرو تا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے تمہیں خلال نہ کرائے۔

خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھنگلی انگلی پر ختم کرے اور بوقت خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلی انگلی کو پاؤں کی انگلیوں کے نیچے سے اوپر کی طرف کھینچے۔ (تنویر، درمختار، شامی)

۹۔ مکمل سر کا مسح کرنا۔ (ہدایہ ص ۶ ج ۱)

بخاری شریف ص ۳۲ ج ۱ پہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فمسح برأسه وادبر بها (حضور علیہ السلام نے وضو کیا) اور پورے سر کا پیچھے تک مکمل مسح کیا۔

۱۰۔ کانوں کا مسح کرنا (ہدایہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے سر کا مسح کیا۔ دونوں کانوں کا مسح اور کانوں کا مسح اس طرح کیا کہ واذنیہ باطنھما بالسباحتین و ظاھرھما بابھامیہ (نسائی ص ۲۹ ج ۱)

دونوں کانوں کے اندرونی حصے کا مسح شہادت کی انگلیوں سے اور ظاہری حصے کا مسح دونوں انگوٹھوں سے فرمایا۔

۱۱۔ ترتیب (ہدایہ ج ۱ ص ۶)

۱۲۔ موالات: (ہدایہ ص ۶ ج ۱)

یعنی پے در پے وضو کرنا کہ ایک عضو کو دھونے سے دوسرے عضو کو دھونے تک اتنا فاصلہ نہ کرے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے۔

۱۳۔ دلک

یعنی اعضاء وضو کو مل کر دھونا بھی سنت ہے۔

۱۴۔ پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھونا

اگر چہ پاک ہوں (رکن دین)

یاد رہے کہ دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا تو فرض ہے اور اس سے پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونے کو سنت قرار دیا گیا ہے چونکہ اس فرض کے اندر سنت بھی ادا ہو جاتی ہے شاید اسی لیے بعض نے اس کو الگ سے سنت شمار نہیں کیا اور وضو کی تیرہ سنتیں لکھی ہیں (واللہ اعلم) علاوہ ازیں ہر مکروہ کا ترک سنت ہے۔ (بہار شریعت ج ۲ ص ۱۲)

وضو کے مستحبات

☆ قبلہ رو ہو کر بیٹھنا (شرح نقایہ ص ۹ ج ۱)

☆ دائیں طرف سے شروع کرنا (ایضاً)

حدیث شریف میں ہے: ان اللہ یحب التیامن فی کل شیء حتی التنعل والترجل (البنایہ ص ۱۲۷ ج ۱) بے شک اللہ تعالیٰ ہر شئی میں داہنی طرف کو پسند فرماتا ہے یہاں تک کہ جوتا پہننے اور کنگی کرنے میں بھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیمن ما استطاع فی شانہ کلہ فی طھورہ و ترجلہ وتنعلہ۔ (بخاری ص ۶۱ ج ۱، مسلم ص ۱۳۲ ج ۱)

حضور علیہ السلام جب تک ممکن ہوتا اپنا ہر کام دائیں طرف سے شروع فرماتے طہارت، جوتا پہننا اور کنگھی پھیرنے میں بھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا لبستم واذا توضاتم فابدوا بایمانکم (ابوداؤد ص ۲۱۵ ج ۲)

جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو۔

یاد رہے علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر عزت و تکریم والا کام داہنی طرف سے شروع کرنا چاہیے جیسے وضو، غسل، کپڑا یا جوتا پہننا، مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا، سرمہ

Scanned with CamScanner

لگانا' ناخن کاٹنا' بغلوں کے بال اتارنا' نماز میں سلام پھیرنا' بیت الخلا سے نکلنا' مصافحہ کرنا' لینا دینا وغیرہ تمام امور دائیں ہاتھ سے ہوں۔

اور کراہت والے کاموں میں بائیں طرف کو ملحوظ رکھا جائے جیسے ناک صاف کرنا ہو تو بائیں ہاتھ سے' بیت الخلاء میں جانا اور استنجاء کرنا بائیں ہاتھ سے مسجد سے نکلنا' جوتا' موزہ' شلوار یا کپڑے اتارنا ہو تو بائیں ہاتھ سے (البنایہ ص ۱۲۸' ج ۱)

☆ گردن کا مسح کرنا (شرح نقایہ)

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے وضو کیا اور سر کا مسح کرنے کے بعد فاقبل بهما وادبر بمقدم راسه ثم ذهب بهما الى قفاه (بخاری ص ۳۱' ج ۱) سامنے کے حصے پر اور پچھلے حصے پر بھی یعنی ابتداء سامنے کے حصے سے کی۔ پھر دونوں ہاتھوں کو گردن کی طرف لے گئے۔

ایک حدیث میں ہے

من توضأ و مسح بيديه على عنقه و قى الغل يوم القيمة

(تلخیص الحبیر' ص ۹۲' ج ۱)

جس نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن (عذاب) کے طوق سے بچایا جائے گا۔

☆ اطمینان و سکون سے وضو کرنا

☆ کپڑوں کو وضو کے پانی کے چھینٹوں سے بچانا۔

☆ ہر فرض نماز کے لئے تازہ وضو کرنا۔

☆ ہاتھ کی انگوٹھی اور کان کی بالی کو حرکت دینا۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

اذا توضا وضوء الصلوة حرك خاتمه فى اصبعيه (ابن ماجہ ص ۳۵)

نبی کریم علیہ السلام جب وضو فرماتے تو انگوٹھی کو اپنی انگلی میں حرکت دیتے (انگوٹھی ڈھیلی ہو تو پھیرنا مستحب ہے ورنہ فرض ہے)

مسئلہ: نتھ اور آئرنگ اگر تنگ ہوں کہ پانی اس کی وجہ سے جسم تک نہ پہنچ سکتا ہو تو ان کو حرکت دینا یا نکال کر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔ ہاں اگر اتنی ڈھیلی ہو کہ اس کے بغیر بھی پانی پہنچ جاتا ہو تو نکالنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ پانی پہنچانے کیلئے کان وغیرہ کے اس سوراخ میں لکڑی داخل کرنے اور تکلف کی ضرورت نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

وجب تحريك القرط والخاتم الضيقين ولو لم يكن قرط فدخل الماء الثقب عند مروره اجزاه والا دخله ولا يتكلف فى ادخال شىء سوى الماء من خشب و نحوه كذا فى البحر الرائق (ص ۷' ج ۱)

انگوٹھی اور آئرنگ کو حرکت دینا ضروری ہے۔ اگر آئرنگ نہ ہو اور پانی سوراخ میں صرف گزارنے کی وجہ سے داخل ہو جائے تو کافی ہے ورنہ خصوصیت سے اس میں پانی داخل کرے۔ البتہ پانی کے علاوہ لکڑی وغیرہ داخل کرنے کی تکلیف نہ کرے۔

☆ وقت سے پہلے وضو کرنا (غیر معذور کیلئے ہے) (کبیری ص ۲۸)

☆ اگر وقت مکروہ نہ ہو تو وضو کر کے دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھنا

☆ مٹی کے برتن سے وضو کرنا

☆ وضو کا برتن اپنی بائیں جانب رکھنا (لیکن برتن اگر بڑا ہو جس میں چلو ڈال کر وضو کرنا ہے تو دائیں طرف رکھے۔ عالمگیری)

☆ بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑنا۔

☆ ہر عضو پہ پہلے تر ہاتھ پھیرنا (یعنی دھونے سے پہلے)

☆ ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا

☆ وضو میں درود شریف پڑھنا

☆ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا (اور یہ دعا پڑھنا اللهم اغفر لى ذنبى ووسع لى فى دارى و بارك لى فى رزقى (شرح سفر سعادۃ' ابن سنی ص ۲۱)

☆ اعضائے ماموره کو (جن اعضاء کو وضو میں دھونے کا حکم ہے) حدودِ معینہ سے زیادہ دھونا۔

☆ دونوں پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا۔

☆ معذور اگر نہیں تو وضو کرتے وقت کسی سے مدد نہ چاہنا اور معذور کیلئے جائز ہے اور عذر یہ ہے کہ مثلاً برتن بھاری ہے یا کوئی بیماری یا بڑھاپا ہو (غایۃ الاوطار)

☆ وضو کے بعد سورۃ انا انزلنہ فی لیلۃ القدر، کلمہ شہادت اور یہ دعا پڑھنا
اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین سبحانك اللھم وبحمدك اشھدان لا الہ الا انت استغفرك واتوب الیك واشھد ان محمدا عبدك ورسولك۔ یہ آسمان کی طرف نظر کر کے پڑھے۔ (شامی، مراقی الفلاح)

حدیث شریف میں ہے جو شخص وضو کے بعد ایک دفعہ انا انزلنہ یعنی سورۃ القدر پڑھے گا۔ وہ صدیقین میں ہوگا جو دو دفعہ پڑھے گا۔ اس کا نام شہداء کے دفتر میں لکھا جائے گا اور تین دفعہ پڑھنے والے کو انبیاء کرام علیہم السلام کے گروہ میں سے (یعنی ان کے قرب و معیت میں) اٹھایا جائے گا (مراقی الفلاح)

حلبی ص ۳۶ پہ ہے کہ اعضاء خشک ہونے سے پہلے اگر پڑھے گا تو پچاس سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

مسلم شریف میں حدیث ہے کہ جو شخص وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھے گا اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے داخل جنت ہو جائے (ص ۱۲۲، ج ۱)

یہی فضیلت مندرجہ ذیل دعا کی بھی مروی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (ترمذی، ص ۱۸، ج ۱)

اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے اور صاف رہنے والوں میں سے بنادے۔

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے کی ایک یہ فضیلت بھی منقول ہے کہ اس وضو اور

اگلے وضو کے درمیان تمام گناہ معاف ہوں گے۔ یہ دعا وضو سے فارغ ہو کر پڑھے۔

(الترغیب، ج ۱، ص ۱۷۲)

نوٹ: وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا بیماریوں سے شفا کا باعث ہے۔

(بہار شریعت ج ۲، ص ۱۲)

یاد رہے کہ مختلف کتب میں مستحبات وضو کی تعداد کم و بیش لکھی گئی ہے کسی میں بارہ کسی میں گیارہ کسی میں چودہ۔ بہار شریعت میں ہر عضو کی دعا کو علیحدہ مستحب لکھا گیا ہے اور کل مستحبات ۶۵ لکھے ہیں۔ بعض نے دلک یعنی اعضاء کو مَل کر وضو کرنا بھی مستحبات میں شمار کیا ہے اور اسی کو اصح قرار دیا ہے اگرچہ اس کا ذکر وضو کی سنتوں میں ہو چکا ہے۔ سب کو ملا کر تمام کی تعداد بہت ہو جاتی ہے۔ ہم نے ان میں سے چند نمایاں بیان کر دیے ہیں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

ہر عضو کو دھوتے وقت کی دعا

ہر عضو کو دھونے کے وقت علیحدہ علیحدہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ چنانچہ ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْیُمْنَ وَالْبَرَکَةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْھَلَاکَةِ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی اور برکت مانگتا ہوں اور بدبختی اور ہلاکت سے پناہ چاہتا ہوں۔ کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

ترجمہ: یعنی اے اللہ میری مدد کر تلاوت قرآن پر اور اپنے ذکر پر اور اپنے شکر پر اور اپنی عبادت کی خوبی پر۔ اور ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ روشن کر میرا منہ جس دن روشن ہوں گے بہت سے منہ اور سیاہ ہوں گے بہت سے منہ۔ اور جب داہنا ہاتھ دھوئے تو یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ترجمہ: اے اللہ نامۂ اعمال میرا میرے داہنے ہاتھ میں دینا اور حساب میرا آسان کرنا اور بایاں ہاتھ دھوتے ہوئے یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ

اے اللہ! مت دے میرے بائیں ہاتھ میں میرا اعمال نامہ اور نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے۔ اور جب سر کا مسح کرے تو یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِكَ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ

ترجمہ: اے اللہ! سایہ عطا فرما مجھ کو اپنے عرش کے نیچے جس روز نہ ہوگا کوئی سایہ مگر تیرے عرش کا سایہ۔ اور کانوں کا مسح کرتے وقت یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

ترجمہ: اے اللہ کر تو مجھ کو ان لوگوں میں سے جو سنتے ہیں قول پیروی کرتے ہیں اس کی جو اچھا ہوتا ہے۔ اور جب گردن کا مسح کرے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ بچا تو گردن میری آگ سے۔ اور دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَى الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ

ترجمہ: اے اللہ ثابت رکھ دونوں پاؤں میرے صراط پر جس دن پھسلیں گے پاؤں۔ اور بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ

ترجمہ: اے اللہ کر میرے گناہوں کو بخشا ہوا اور میری کوشش کو قبول اور میری تجارت نہ برباد ہونے والی (طحاوی ص۴۲، البنایہ ج۱ ص۱۲۹، شامی ص۹۴ ج۱) ظفر یابی دشمن کیلئے ہر عضو کے دھوتے کے وقت یَاقَادِرُ بھی پڑھتا رہے۔

یاد رہے! اگر ہر عضو کو دھوتے وقت درود شریف پڑھا جائے تو افضل ہے۔

تاہم ہر عضو کی دعا کے ساتھ اگر درود شریف بھی پڑھ لیا جائے تو افضل ترین اور "نورٌ علی نور" ہو جائے گا۔

وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ

اور کلمۂ شہادت اور سورۃ القدر پڑھی جائے۔ وضو کے بعد میانی (شرمگاہ) پر پانی چھڑک لیا جائے تاکہ وسوسہ سے بچ جائے۔

یاد رہے! وضو کرنے کے بعد رومال یا تولیے سے اعضا کو خشک کر لینا جائز ہے جیسا کہ مصنف عبدالرزاق ص۱۸۴ ج۱ پہ حضرت امام حسن بصری اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہما سے منقول ہے۔

قالا لا باس بان یمسح الرجل وجهه من الوضو قبل ان یصلی بالمندیل اوقال بالثوب

یعنی وضو کے بعد کپڑے یا تولیے سے اعضاء کو خشک کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بہار شریعت میں ہے اعضاء وضو بغیر ضرورت نہ پونچھے اور پونچھے تو بے ضرورت خشک نہ کرے قدرے نمی باقی رہنے دے کہ روز قیامت پلۂ حسنات میں رکھی جائے گی اور ہاتھ نہ جھٹکے کہ شیطان کا پنکھا ہے۔ اگر مکروہ وقت نہ ہو تو وضو کے بعد دو رکعت نوافل ادا کرنا بھی مستحب ہے اور اس نماز کو تحیۃ الوضوء کہتے ہیں (ج۲ ص۱۲)

وضو کے مکروہات

نمبر۱- چہرے پر زور سے پانی مارنا (نورالایضاح ص۸)

نمبر۲- وضو میں پانی حاجت سے زیادہ استعمال کرنا مکروہ، اسراف و گناہ ہے (ایضاً)

نمبر۳- ضرورت سے کم پانی استعمال کرنا بھی مکروہ ہے۔

نمبر۴- دوران وضو بلاضرورت دنیاوی باتیں کرنا۔
نمبر۵- مسجد میں وضو کرنا بھی مکروہ ہے جس سے مستعمل پانی مسجد میں گرے۔
نمبر۶- نجس اور ناپاک جگہ وضو کرنا۔
نمبر۷- قبلہ کی طرف منہ کر کے بلغم پھینکنا یا تھوکنا۔
نمبر۸- دائیں ہاتھ سے ناک کی صفائی کرنا جبکہ بلا عذر ہو۔
نمبر۹- عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔
نمبر۱۰- جس پانی سے وضو کر رہا ہے اس میں تھوکنا اور ناک جھاڑنا۔ اگرچہ پانی جاری ہو۔
نمبر۱۱- وضو میں پاؤں دھوتے وقت پاؤں کو قبلہ کی طرف سے نہ پھیرنا۔
نمبر۱۲- بائیں ہاتھ سے (کلی کیلئے) منہ میں اور (ناک کی صفائی کیلئے) ناک میں پانی ڈالنا
نمبر۱۳- کسی برتن کو اپنے وضو کیلئے خاص کر لینا (عالمگیری، درمختار، ص۸۹)
نمبر۱۴- وضو کیلئے بلا عذر کسی دوسرے کی مدد لینا۔
نمبر۱۵- سر کا مسح تین بار کرنا نیا پانی لے کر
نمبر۱۶- وضو ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنا جبکہ پہلے وضو سے کوئی عبادت نہ کر لی ہو۔ (درمختار)
نمبر۱۷- اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرہ ٹپکانا۔
نمبر۱۸- جس کپڑے سے استنجاء کا پانی خشک کیا ہے اس سے اعضائے وضو پونچھنا۔
نمبر۱۹- دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا۔
نمبر۲۰- ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کر لینا اور اگر کچھ حصہ خشک رہ گیا تو وضو ہی نہ ہوگا۔
نمبر۲۱- وضو کا پانی نجس جگہ پہ گرانا۔
اس کے علاوہ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

نمبر۱- پیشاب یا پاخانہ کے راستے سے جو شئی بھی نکلے جیسے بول و براز، ریح (ہوا) کیڑا،

سنگریزہ وغیرہ (ہدایہ ص۷ ج۱) (مرد یا عورت کے آگے سے ہوا نکلی یا پیٹ میں ایسا زخم ہوا جو جھلی تک جا پہنچا اس سے ہوا نکلی تو وضو قائم رہا (بہار شریعت)۔ تفصیل آگے آئے گی۔ انشاء اللہ)۔
نمبر۲- خون، پیپ، پتلا زرد پانی جسم کے کسی حصے سے نکل کر آیا اور بہہ گیا (ہدایہ ص۱۰ ج۱)
نمبر۳- منہ بھر کے قے آنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے (ہدایہ ص۸ ج۱)
نمبر۴- لیٹ کر سو جانا یا کسی شئی سے تکیہ لگا کر اس طرح سونا کہ اگر اس شئی کو ہٹا دیا جائے تو گر پڑے یا کروٹ کے بل سو جانے سے وضو جاتا رہا۔ (ہدایہ ص۹)
نمبر۵- بے ہوشی اور جنون لاحق ہو گیا تو وضو ٹوٹ گیا (ایضا)
نمبر۶- رکوع وسجدے والی نماز میں بالغ شخص کا قہقہہ لگا کر ہنسنا (یعنی اتنی آواز سے ہنسنا کہ ساتھ والا سن لے) وضو اور نماز دونوں ٹوٹ جائیں گے اگرچہ سہوا ہی ہنسا (ایضا)
نمبر۷- مذی اور ودی کے خارج ہونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۱)
نمبر۸- مباشرت فاحشہ یعنی دو شرمگاہوں کا بلا حائل مل جانا اگرچہ دو عورتوں کے درمیان ہی ہو۔ (درمختار) مرد کے وضو ٹوٹنے کیلئے انتشار کا ہونا شرط ہے۔
☆ آنکھ کے اندر ہی اندر اگر کوئی پھنسی یا دانہ وغیرہ ٹوٹ گیا اور مادہ باہر نہ نکل سکا تو وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر باہر نکل آیا تو وضو جاتا رہا۔ (شرح وقایہ ص۶۷ ج۱)

اس بارے میں ایک تحقیق ملاحظہ ہو

آنکھوں سے پانی گرنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہ کہ رونے کی وجہ سے آنسو گریں، کوئی تنکہ وغیرہ گر جانے کی وجہ سے پانی گرے۔ ان صورتوں میں یہ پانی بالاتفاق ناقض وضو نہیں ہے۔ البتہ اگر آنکھ دکھنے یا سرخ ہو جانے کی وجہ سے پانی گرے تو اس میں فقہا کی آراء مختلف ہیں۔ چنانچہ علاؤ الدین حصکفی نے اس کو ناقض وضو قرار دیا ہے مگر علامہ ابن عابدین شامی نے حافظ ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ یہ ناقض وضو نہیں ہے۔ البتہ مستحب اور بہتر ہے کہ وضو کر لیا جائے۔ ابن ہمام نے اس پر امام محمد کے اس قول سے بھی استدلال کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

اذا کان فی عینیه رمد و تسیل الدموع منها امره بالوضو لوقت کل صلوة لانی اخاف ان یکون ما یسیل منها صدیدا فیکون صاحب العذر (الفتاوی الہندیہ ج ۱ ص ۶)

جب آشوب چشم ہو اور اس سے آنسو بہہ رہے ہوں تو اس کو ہر نماز کے وقت کیلئے وضو کا حکم دینا چاہیے اس لیے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ آنکھوں سے بہنے والا یہ پانی زخم کا پیپ ہو لہٰذا وہ صاحب عذر قرار پائے گا۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد اس وضو کو محض مستحب اور قرین احتیاط سمجھتے تھے واجب نہیں کہتے تھے۔

لیکن اس مسئلہ کی اصل اور بنیاد یہ ہے کہ آنکھ سے گرنے والا پانی کس نوعیت کا ہے؟ اگر یہ زخم سے رسنے والا پیپ اور پانی ہے تو نجس ہے اور وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اب غور کیجئے تو آنکھ اسی طرح ایک مرطوب جگہ ہے جیسے زبان۔ اگر زبان پر کوئی پھنسی ہو تو لعاب کا آنا اور بڑھ جاتا ہے۔ حالانکہ ابھی نہ وہ زخم بنتی ہے اور نہ پھوٹتی ہے۔ یہی حال آنکھوں کا ہے۔ اس میں ذرا بھی پھنسی یا خارش ہوئی تو یہ رطوبت بڑھ جاتی ہے حالانکہ بسا اوقات یہ بات مشاہدہ میں ہوتی ہے کہ وہ پھنسی ابھی اس درجہ کی ہے ہی نہیں کہ اس سے پیپ بہہ سکے۔ اس لیے درحقیقت یہ پانی نجس نہیں ہے اور جیسا کہ ابن ہمام نے کہا ہے۔ اس سے وضو نہیں ٹوٹنا چاہیے۔ ہاں اگر کسی کی آنکھ کا زخم بہت بڑھ جائے' پانی گر رہا ہو اور ڈاکٹر کہہ دے کہ اسی زخم کا پیپ اور اس کا رستا ہوا پانی ہے تو اس صورت میں بے شک یہ ناقض وضو ہوگا۔ واللہ اعلم (جدید فقہی مسائل)

☆ تھوک میں خون ملا ہوا تھا اگر خون زیادہ تھوک کم ہے تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ (ایضاً)

اسی طرح کان میں درد ہو اور پانی نکلا تو وضو جاتا رہا۔ (کیونکہ یہ پانی بھی زخم کا ہی مانا جائے گا)۔

پچھنے لگوانے یا جونک لگوانے سے بھی وضو جاتا رہے گا اگرچہ بدن پر خون کا نشان نہ

ہو۔ (شرح وقایہ' ص ۶۸' ج ۱)

☆ ٹیکہ لگوانے سے اگر خون نکلا یا رطوبت خارج ہوئی تو وضو جاتا رہا ورنہ نہیں (تفصیل آگے آئے گی' انشاء اللہ)

قے کا مسئلہ

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک نکسیر ناقض وضو ہے اور امام شافعی اور امام مالک علیہما الرحمۃ کے نزدیک نہیں۔ امام صاحب کے دلائل میں سے یہ ہے کہ خود موطا امام مالک میں حضرت نافع سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (**کان اذا رعف انصرف وتوضا**) جب نکسیر پھوٹتی تو آپ وضو کرتے (ص ۲۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

من اصابه قیئ اورعاف اوقلس او مذی فلینصرف فلیتوضا

(ابن ماجہ' ص ۸۵)

جس کو قے آئے یا نکسیر پھوٹ پڑے یا مذی نکل آئے تو وہ جا کر وضو کرے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو قے آئی تو آپ نے وضو فرمایا اور حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا اور یہ مسئلہ ان کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: **صدق وانا صببت له وضوءه** ابودرداء نے سچ کہا ہے کیونکہ میں نے ہی حضور علیہ السلام کو وضو کرایا تھا۔ (ترمذی' ص ۳۹)

قے میں اگر بلغم نکلے (خواہ منہ بھر کر ہی ہو) تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (ہدایہ' ص ۸' ج ۱)

☆ حالت قیام' قعود (مسنون طریقے پر) اسی طرح حالت رکوع وسجدہ اور قعدہ میں نیند آ گئی تو وضو نہ ٹوٹا (ہدایہ' ص ۹' ج ۱)

یہی اس حدیث کا مطلب ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ **کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ینامون فیصلون ولا یتوضؤن**

(ترمذی' ص ۳۷' ابوداؤد ص ۲۷)

حضور علیہ السلام کے صحابہ کبار علیہم الرضوان سوتے تھے اور پھر وضو کیے بغیر نماز ادا کر لیتے تھے۔

☆ کوئی شخص اگر وضو کر کے ننگا ہو جائے یا کسی کو برہنہ دیکھ لے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

☆ وضو کیا ہے مگر یاد نہیں کہ باقی ہے یا نہیں تو (جب تک یقین نہ ہو کہ وضو ٹوٹ گیا ہے یا گمان غالب ہو جائے) وضو قائم ہے (اطمینان قلب کیلئے کر لے تو بہتر ہے)
(کبیری، ص ۱۳۵)

ہاں اگر اس میں شک ہو گیا کہ وضو کیا ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں وضو کرے اور نماز پڑھے۔(ایضاً)

☆ ناخن کاٹنے اور بال منڈانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

جیسا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ان اخذ من شعرہ اواظفارہ فلاوضوء علیہ (بخاری، ص ۲۹، ج ۱)

☆ پیشاب کی جگہ سے ہوا کا خارج ہونا ناقض وضو نہیں ہے کیونکہ یہ عضو کا اختلاج ہے ہاں اگر عورت کے پیشاب و پاخانہ کی جگہ پھٹ کر ایک ہو گئی اور اس کو ریح آئی اور معلوم نہ ہو سکا کہ آگے سے ہے یا پیچھے سے تو اگر وہ ریح بدبودار ہے تو سمجھ لے پاخانے کی جگہ سے ہے اور ناقض وضو ہے ورنہ اختلاج ہے اور وضو قائم ہے مگر احتیاطاً وضو کر لے (درمختار، ردالمحتار)

☆ دوران وضو شک پڑ گیا چاہے سر کے مسح میں یا کسی عضو کو دھونے میں تو ایسا شک اگر پہلی مرتبہ پڑا ہے تو سر کا مسح کرے اور عضو کو دھو لے اور اگر شک پڑنے کی عادت پڑ گئی ہے تو کوئی پرواہ نہ کرے جب تک کہ یقین نہ ہو جائے (تاتارخانیہ، ص ۱۴۴، ج ۱)

☆ باہر سے غذا یا دوا کی صورت میں کسی چیز کا اندر جانا ناقض وضو نہیں ہے۔

انجکشن پر جسم کا تھوڑا سا خون لگا رہتا ہے۔ اس مقدار میں خون کا باہر آنا ناقض وضو نہیں ہے اس لیے کہ وہ اتنی کم مقدار میں ہوتا ہے کہ بہہ نہیں سکتا۔ چنانچہ فقہاء کہتے ہیں کہ اگر

جسم سے خون نکلے اسے پونچھ دیا جائے اور اس کی مقدار اتنی کم ہو کہ نہ پونچھا جاتا تو بھی بہہ نہ سکتا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

اذا خرج من الجرح دم قلیل فمسحه ثم خرج ایضا و مسحه فان کان الدم بحال لو ترک ماقد مسح منه فسال انتقض وضوءه وان کان لا یسیل لا ینتقض وضوءه (عالمگیری، ص ۶، ج ۱)

جب زخم سے تھوڑا سا خون نکلے پھر اسے پونچھ ڈالے پھر دوبارہ خون نکلے اور اسے بھی پونچھ ڈالے تو اگر مجموعی طور پر خون کی مقدار اتنی ہو کہ پونچھا ہوا خون چھوڑ دیتے کی صورت میں بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

ہاں اگر انجکشن کا منشاء ہی خون نکالنا اور کھینچنا ہو تو اس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائیگا اور اس کی نظیر فقہ کا یہ جزئیہ ہے کہ:

القراد اذا مص عضو انسان فامتلاء دما ان کان صغیرا لاینقض وضوءه کمالو مصت الذباب اوا لبعوض وان کان کبیرا ینقض وکذا العلقة اذا مص عضو انسان حتی امتلات من دمه انتقض الوضوء (ایضاً)

چیچڑی جب کسی آدمی کا عضو چوس لے پھر خون بھر جائے تو اگر وہ چھوٹا ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا جیسے مچھر مکھیاں وغیرہ اور اگر بڑا ہو تو ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح جونک جب آدمی کا عضو چوسے یہاں تک کہ خون سے بھر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

تیمّم کا بیان

قرآن پاک میں دو جگہ (سورۂ نساء اور مائدہ) میں تیمم کا ذکر آیا ہے۔ تیمم کا لغوی معنی ہے قصد کرنا اور شرعی اصطلاح میں تیمم کہتے ہیں

القصد الصعید الطیب للتطهیر علی وجه مخصوص (شرح نقایہ، ص ۳۴، ج ۱)

خاص طریقے پر پاک مٹی کا ارادہ کرنا پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے۔

یاد رہے! تیمّم کا حکم صرف حضور علیہ السلام اور آپ کی امت کے ساتھ مخصوص ہے

یعنی پہلی امتوں میں سے کسی کو یہ نعمت نہ ملی۔

تیمم کی آیات حالت سفر میں حضور علیہ السلام پر نازل ہوئیں۔ (بخاری' ص ۴۸' ج ۱)

تیمم کرتے وقت نیت کا ہونا ضروری ہے (ہدایہ' ص ۲۶' ج ۱)

تیمم میں دو رکن ہیں پہلا رکن دو ضربیں یعنی دو بار مٹی پہ دونوں ہاتھ مارنا ایک سے چہرے کا مسح کرے اور دوسری ضرب سے دونوں ہاتھوں کو بمع کہنیوں کے مل لے دوسرا رکن استیعاب یعنی ایسے طریقے سے مسح کرے کہ کوئی حصہ مقام مسح سے بغیر مسح کے نہ رہے۔ (درمختار' ص ۱۶۹' ج ۱)

اس کی چھ شرطیں ہیں۔ نیت' مسح' تین یا زیادہ انگلیوں سے ملنا' مٹی کا ہونا' اس کا پاک ہونا' پانی کا نہ ہونا (یا اس پہ قدرت کا نہ ہونا) (ایضا)

اس کی آٹھ سنتیں ہیں۔ نمبر ۱- بسم اللہ کہنا۔ نمبر ۲- دونوں ہتھیلیوں کو اندر کی طرف سے مٹی پر مارنا۔ نمبر ۳- ہتھیلیوں کو مٹی پہ رکھ کر آگے کی طرف کھینچنا۔ نمبر ۴- ہتھیلیوں کا پیچھے کی طرف لانا۔ نمبر ۵- ہاتھوں کو جھاڑنا۔ نمبر ۶- مٹی پر ہاتھ رکھتے وقت انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔ نمبر ۷- ترتیب یعنی پہلے چہرے کا پھر دائیں ہاتھ کا پھر بائیں ہاتھ کا مسح کرنا۔ نمبر ۸- پے در پے ہونا اس طرح ہو کہ اگر پانی استعمال کیا جاتا تو پہلا عضو دوسرے عضو کے دھونے سے پہلے پہلے خشک نہ ہو جاتا (درمختار' ردالمحتار)

تیمم ہر اس شئی سے ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی' ریت' پتھر' سرمہ' مردار سنگ' زبرجد' یاقوت' گیرو' ہڑتال طبقی' ہڑتال ورقی' گل ارمنی' لاجورد' چونا' سیمنٹ' ابرک' سنکھیا' گندھک' فیروزہ' عقیق وغیرہ (ہدایہ' ص ۲۶' ج ۱' عالمگیری)

یعنی امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر ایسی چیز پر تیمم کیا جا سکتا ہے جو "زمین کی جنس" سے ہو۔ اس زمین کی جنس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو جلانے کی وجہ سے خاکستر نہ بنے اور نہ پگھلے۔ اس طرح لکڑی جو خاکستر بن جاتی ہے اور سونا چاندی جو آگ کی وجہ سے پگھل جاتے ہیں "زمین کی جنس" میں شامل نہ ہوں گے اور ان سے تیمم نہ کیا جا سکے گا۔

(عالمگیری' ص ۱۴' ج ۱)

مگر یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے زمانے میں یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ خود مٹی بھی ایک خاص حد سے گرم ہونے یا تپنے کے بعد پگھل جاتی ہے۔ اس طرح "جنس ارض" کی یہ تعریف مجروح ہو جاتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد عام اور معمول کی حرارت اور آگ ہے جس سے سونا وغیرہ پگھل جاتے ہیں۔ زمین وغیرہ کو پگھلانے کیلئے مخصوص نوعیت کی غیر معمولی حرارت مطلوب ہوتی ہے۔

☆ دیوار چاہے پتھر کی ہو یا اینٹ کی پھر چاہے کچی اینٹوں کی ہو یا پکی کی اس پر تیمم جائز ہے۔ بشرطیکہ پاک ہو۔ (شرح نقایہ' ص ۲۶' ج ۱)

☆ معدنیات سونا چاندی کے کشتہ جات پہ تیمم جائز نہیں۔ (کبیری' ص ۷۶)

☆ پہاڑی یا معدنی نمک پہ تو تیمم جائز ہے لیکن دریائی یا نمی والے نمک پہ تیمم نہیں ہو سکتا۔ (کبیری' ص ۷۸)

☆ گارا اگر پاک ہو تو اس پہ تیمم نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر کر لیا تو ہو گیا۔

☆ کلر والی زمین پہ بھی تیمم جائز ہے۔ (ایضا)

(اناج مثلاً گندم' جو' باجرہ وغیرہ) پہ اگر گرد و غبار ہو تو تیمم کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(شرح وقایہ' ص ۹۰' ج ۱)

☆ اگر میت کا ولی نہیں ہے تو جنازہ کے نکل جانے کے خطرے سے تیمم کر سکتا ہے۔ (ہدایہ' ص ۲۸' ج ۱)

☆ عید کی نماز نکل جانے کا خطرہ ہو تب بھی تیمم جائز ہے۔ (ایضا) جمعہ نکل جانے کا خوف ہو تو تیمم نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا خلیفہ ظہر موجود ہے۔ (ایضا)

☆ تیمم ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جس سے وضو ٹوٹتا ہے نیز تیمم والے شخص کو اگر پانی نظر آ جائے اور وہ اس کے استعمال پر قادر بھی ہو تب بھی تیمم ٹوٹ گیا۔ (ہدایہ' ص ۲۷' ج ۱)

☆ غسل کی حاجت ہو یا وضو کی دونوں کیلئے ایک ہی طرح کا تیمم ہو گا۔ (ایضا)

☆ اگر کسی کے بازو کہنیوں سے کٹے ہوئے ہوں تو تیمم کرتے ہوئے کٹی ہوئی

جگہوں پہ ہاتھ پھیرے۔ (کبیری' ص۶۴)

☆ ریلوے سٹیشن پہ پانی کا انتظام موجود ہے لیکن گاڑی نکل جانے کا خطرہ ہے تو تیمم کیا جاسکتا ہے۔

☆ اگر آخری وقت میں پانی ملنے کی امید ہے تو تب تک انتظار کرے لیکن اگر پہلے ہی تیمم سے نماز پڑھ لی اور پھر وقت میں پانی مل گیا تو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ہدایہ' ص۲۸' ج۱)

☆ چیچک یا زخم والا شخص تیمم کرسکتا ہے۔ (دارقطنی' ص۷۷' ج۱)

☆ تیمم والا' وضو والے کو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ اور امام مالک کے نزدیک نماز پڑھا سکتا ہے۔ (مؤطا امام مالک' ص۱۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تیمم کر کے جماعت کرائی (بخاری' ص۴۹' ج۱) جبکہ امام محمد کے نزدیک جائز نہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لا یؤم المقید المطلقین ولا المتیمم المتوضئین

(دارقطنی' ص۱۸۵)

کوئی مقید مطلق کو اور کوئی تیمم والا وضو والے کو نماز نہ پڑھائے۔

تیمم ہر وہ شخص کرسکتا ہے جو مطلق کافی پانی کے استعمال پہ قادر نہ ہو پانی سے ایک میل دور ہونے کی وجہ سے یا پانی کے استعمال سے بیماری یا بیماری میں اضافے کا خدشہ ہے یا دشمن یا درندے یا آبرو یا جان جانے کا خوف ہو دشمن چاہے انسان ہو یا غیر انسان (سانپ آگ وغیرہ) (تنویر الابصار' شامی)

پانی مطلق اور کافی اس لیے لکھا ہے کہ آب مقید اور ناکافی معدوم کے قائم مقام ہے مثلاً کسی کے پاس مقید پانی مثلاً گلاب یا کیوڑہ ہے تو اس سے وضو نہیں کرسکتا۔ غیر کافی مثلاً اس سے یا وضو کرے یا کپڑے کی نجاست دور کرے تو وضو نہ کرے بلکہ کپڑے اور بدن پہ لگی نجاست دور کرے یا پیاس بجھانے کیلئے پانی ہے۔ خواہ اپنی یا دوسری کی چاہے دوسرا واقف کار ہو یا اجنبی ان سب صورتوں میں پانی وضو کیلئے کافی ہونے کے باوجود بھی تیمم کیا جائے گا۔ (درمختار)

☆ کسی مخلوق کے خوف سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی جس طرح عورت کو مرد فاسق کا خوف اور مدیون کو قرض خواہ کا جب خوف جاتا رہا تو دیکھا جائے گا کہ یہ خوف خود بخود پیدا ہوا ہے یا ان کے خوف دلانے سے پیدا ہوا ہے۔ بصورت اوّل نماز دوبارہ پڑھے گا اور بصورت ثانی اعادہ نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو خوف خود بخود پیدا ہوا ہے تو یہ مرض کی مانند ہوگا کہ اللہ کی طرف سے ہے اور ایسے شخص کو اللہ نے رعایت دی ہے اور جو مخلوق نے خوف دلایا تو یہ عجز بندے کی طرف سے ہوا اور فعل عبد حق الٰہی کو ساقط نہیں کرسکتا۔

(درمختار' رکن دین' ص۴۳)

اگر کسی کے آدھے سے زیادہ اعضاء زخمی ہوں تو وہ تیمم کرے گا۔ اس طرح کہ شمار کی راہ سے وضو میں اور پیائش کے اعتبار سے غسل میں یعنی وضو میں اکثر اعضاء کا شمار کے اعتبار سے لحاظ ہوگا مثلاً چہرہ' دونوں ہاتھ اور سر زخمی ہو اور پاؤں ٹھیک ہوں تو چونکہ زیادہ اعضاء زخمی ہیں لہٰذا وضو کے بجائے تیمم کرے گا اور غسل میں اکثریت کا اعتبار پیائش کے لحاظ سے ہوگا یعنی جسم کا اکثر حصہ زخمی ہو تو غسل کے بجائے تیمم کرسکتا ہے۔

(عالمگیری شامی)

☆ انگوٹھی' کنگن' چوڑیاں اور گھڑی وغیرہ پہنی ہوئی ہیں تو انہیں اتار کر تیمم کیا جائے۔ اگر ناخن کے برابر جگہ بھی ہاتھ پھرنے سے رہ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔ (درمختار' ص۱۷۷' ج۱)

☆ ایک نماز کیلئے تیمم کیا تو اس سے دوسری' تیسری نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح دیگر عبادات مثلاً نماز جنازہ' مس قرآن' قرات قرآن سب جائز ہے۔

(درمختار' ص۱۷۹' ج۱)

موزوں پہ مسح کرنا

اہل سنت کی علامات میں سے موزوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھنا بھی ہے اور اس کا جواز حضور علیہ السلام سے چالیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نقل فرمایا ہے۔

(شرح نقایہ' ص۲۸' ج۱)

اور بقول حضرت حسن بصری ستر صحابہ کرام سے منقول ہے۔ (ایضاً)

اس بارے میں احادیث مسلم ص ۱۳۲ ج ا ترمذی ص ۴۰ ابوداؤد ص ۲۱ ج ا نسائی ص ۳۱ ج ا ابن ماجہ ص ۴۱ اور مسند امام احمد ص ۳۶۴ ج ۴ پر دیکھی جاسکتی ہے۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ سے شرح فقہ اکبر ص ۳۶ پہ ہے۔

والمسح علی الخفین سنۃ۔ موزوں پر مسح کرنا سنت ہے۔

محدث حلبی کے مطابق امام اعظم علیہ الرحمۃ نے مذہب اہل سنت کے بارے میں سوال پر فرمایا ان تفضل الشیخین و تحب الختنین وتری المسح علی الخفین (دراصل یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے) حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ پہ فضیلت دینا حضور علیہ السلام کے دامادوں (حضرت عثمان و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما) سے محبت کرنا اور موزوں پہ مسح کرنا مذہب اہل سنت ہے (شیعہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں)

موزوں پہ مسح صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ موزہ پورے پاؤں کو ڈھکے ہوئے ہو۔ کم از کم پاؤں کی تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہوا نہ ہو۔ موزے ایسے موٹے ہوں (خواہ چمڑے کے ہوں یا ریکسین پلاسٹک اور نیلون وغیرہ کے بشرطیکہ دبیز ہوں) کہ بغیر جوتے کے صرف انہیں پہن کر تین میل یا بارہ ہزار قدم چلا جاسکے اور وہ نہ پھٹیں۔ موزہ پہنا ہوا ہو تو باندھے بغیر پنڈلی پر قائم رہے اور نیچے نہ گرے۔ ایسا موٹا ہو کہ اس سے پانی چھن کر اندر نہ جائے۔ اندر کی جلد دکھائی نہ دے یا اگر غور کر کے اس میں دیکھا جائے تو کچھ دکھائی نہ دے۔ موزے وضو کی حالت میں پہنے گئے ہوں (درمختار ص ۱۹۱ ج ا)

مسح کرنے کا طریقہ

مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیاں تر کر کے پاؤں کی انگلیوں کے اوپر رکھے دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں پاؤں کی انگلیوں پر اور بائیں ہاتھ کی بائیں پاؤں کی انگلیوں پر اور انہیں پنڈلیوں کی طرف کھینچے۔ (ایضا)

اگر اس کے الٹ کر لیا یعنی پنڈلیوں سے انگلیوں کی طرف مسح کیا یا لمبائی کی بجائے پاؤں کی چوڑائی پر مسح کر لیا تو مسح اگرچہ ہو جائے گا مگر صورت اول میں خلاف سنت ہوگا

اور دوسری صورت میں خلاف مستحب ہوگا۔ (ایضا)

☆ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے مسح بھی ٹوٹ جائے گا علاوہ ازیں موزے کا پاؤں سے اتر جانا بھی مسح کو توڑ دے گا۔ ایسی صورت میں اگر باقی وضو قائم ہے تو صرف پاؤں دھو کر موزے دوبارہ پہن لیے جائیں تو کافی ہے۔ وضو دھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (درمختار ص ۲۰۲ ج ا)

☆ اگر ایک موزہ اتار دیا گیا تو دوسرا بھی اتار کر پاؤں دھونا واجب ہوگیا۔ (ایضا)

☆ مسافر کیلئے تین دن اور تین رات (بوقت حدث) یعنی موزے پہننے کے بعد جب وضو ٹوٹا ہے اس وقت سے لے کر اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مثلاً کسی نے ظہر کی نماز کیلئے وضو کیا اور موزے پہن لیے پھر اس کا وضو مغرب کے وقت ٹوٹا تو اگلے دن مغرب تک جب بھی وضو کرے موزوں پر مسح کرتا رہے۔ اسی طرح مسافر تین دن رات کرتا رہے (ایضا)

اس دوران غسل جنابت غسل حیض یا غسل جمعہ کیلئے موزوں کو اتارنا ہوگا یعنی غسل کرتے وقت موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ (ایضا)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لوکان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولیٰ بالمسح من اعلاہ و قد ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی ظاھر خفیہ (ابوداؤد ص ۲۲ ج ا)

اگر دین صرف عقل ورائے کے ساتھ ہوتا تو موزے کے اوپر مسح کرنے کی بجائے نیچے کرنا چاہیے تھے (کیونکہ مٹی تو نیچے لگتی ہے) حالانکہ میں نے حضور علیہ السلام کو موزے کے اوپر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لہٰذا

عقل قرباں کن بہ پیش مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی مسح موزوں کے اوپر کیا جائے گا نہ کہ نیچے تلوے کی طرف۔

ایک شخص مسافر تھا لیکن ایک دن رات پورا ہونے سے پہلے مقیم ہوگیا تو گھر آ کر

ایک دن رات پورے ہونے تک مسح کرتا رہے اور اگر دن رات پورا ہونے کے بعد مقیم ہو گیا تو موزے فوراً اتار دے اور پاؤں دھوئے۔ اسی طرح مقیم اگر دن رات پورا ہونے سے پہلے مسافر ہو گیا تو اب مسافر والی مدت پوری کرے گا۔ (ہدایہ ص ۳۶ ج ۱)

جرابوں پہ مسح

تین قسم کی جرابیں ایسی ہیں جو موزوں ہی کے حکم میں ہیں اور ان پر مسح کرنا جائز ہے اور جہاں احادیث میں جوربین (جرابوں) پر مسح کرنے کا جواز ہے اس سے یہی جرابیں مراد ہیں۔

نمبر ۱- منعل جرابیں یعنی جن کے نیچے تلوے والی جگہ پر چمڑا لگا ہوا ہو جرابیں خواہ باریک ہی کیوں نہ ہوں۔

نمبر ۲- مجلد جرابیں یعنی جن کے نیچے اور اوپر دونوں جگہ چمڑا لگا ہو۔

نمبر ۳- گاڑھی جو شفاف نہ ہوں اور ایسی دبیز کہ پانی اندر سرایت نہ کرے چاہے اون کی ہوں یا نائیلون اور سوت کی ہوں مگر موٹی ہوں اور ان کو باندھے بغیر میل دو میل چلا جا سکے (ہدایہ ص ۴۴ ج ۱)

اس دور میں جرابیں سوت اور اون کی ہوتی تھیں۔ (عمدۃ الرعایہ)

علامہ عینی فرماتے ہیں جورب (جراب) وہ ہے جو بٹی ہوئی ہوتی' اون کی بنائی جاتی اور پاؤں میں ٹخنوں کے اوپر تک پہنی جاتی۔ (صلوۃ الرسول ص ۱۰۸)

پٹی پر مسح

زخم پہ اگر پٹی وغیرہ باندھی ہوئی ہو اور کھولنے سے نقصان ہوتا ہو تو اس پر مسح کر لیا جائے اور اسے کھولنے سے نقصان نہ ہوتا ہو تو پٹی اتار کر زخم پہ مسح کرنا ضروری ہے۔
(درمختار ج ۱ ص ۲۰۵' ہدایہ ص ۴۴ ج ۱)

اگر زخم پوری پٹی کے نیچے نہیں ہے تو پٹی کھول کر زخم کے علاوہ والی جگہ کو دھو سکے تو دھولے اور زخم پہ مسح کرے اور اگر پٹی نہ کھل سکے یا نقصان ہوتا ہو تو نہ کھولے اور پٹی پہ مسح کرے۔ (درمختار ص ۲۰۵ ج ۱)

زخم ٹھیک ہونے سے پہلے ہی پٹی کھل گئی تو دوبارہ باندھ لے وہی پہلا مسح کافی ہے۔ دھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر زخم ٹھیک ہو گیا اور پٹی باندھنے کی حاجت نہ رہی تو اس صورت میں پٹی کے کھلتے ہی مسح ٹوٹ جائے گا صرف اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھ لی جائے۔ سارا وضو دھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (الطحطاوی ص ۷۳)

پاؤں ہاتھ وغیرہ پر بوجہ مجبوری جو پلاسٹر لگائے جاتے ہیں ان کی حیثیت "جبیرہ" (پٹی) کی ہے۔ وضو غسل میں ان پر مسح کر لینا کافی ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ پلاسٹر لگاتے وقت پاکی ہی کی حالت ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ٹوٹ گیا اور پٹی باندھ لی تو آپ ﷺ نے پٹی ہی پر مسح کرنے کا حکم فرمایا۔ (ابن ماجہ) اس کیلئے کوئی مدت بھی متعین نہیں ہے جب تک صحت یاب نہ ہو مسح کرتا رہے۔ اگر صحت مند ہونے سے پہلے ہی آپ سے آپ پہ پٹی ٹوٹ کر گر گئی تو دوبارہ مسح کی ضرورت نہیں' ہاں اگر صحت ہو گئی تو اب پھر دوبارہ دھونا ضروری ہو گا۔ مثلاً نماز کے درمیان پلاسٹر گر پڑا اور اب وہ صحت مند ہو چکا ہے تو اس کو نیا وضو کر کے نماز پڑھنا ہو گی۔ جیسا کہ مسح علی الجبیرہ کا حکم ہے۔ (ہدایہ ص ۴۶ ج ۱)

بوٹ اور مضبوط قسم کے فوم پر موزوں کی تعریف صادق آتی ہو یعنی ٹخنوں کو چھپائے ہوئے ہو' تین انگلیوں کے برابر پھٹن نہ ہو' پاؤں سے لپٹا ہوا ہو' اس کو پہن کر ایک فرسخ یا اس سے زیادہ چلنا ممکن ہو تو ان پہ مسح کرنے میں حرج نہیں ہے۔

البتہ بوجہ اس کے کہ بجائے جوتا کے مستعمل ہوتا ہے اس لیے یا بوجہ نجس ہونے کے اور یا بوجہ سوء ادب کے بلا ضرورت اس سے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ بوٹ میں تو ویسے بھی سجدہ کرتے ہوئے انگلیوں کا پیٹ زمین پہ نہیں لگتا بوجہ اس کے کہ اس کا تلوا بہت سخت ہوتا ہے جبکہ ایک انگلی کا پیٹ زمین پہ لگانا فرض ہے اور تین کا واجب۔

معذور کے احکام و مسائل

کسی شخص کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہو رہی یا کوئی ایسا زخم ہے جو برابر بہتا ہی رہتا ہے یا پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہے اور اتنا وقت بھی بند نہیں ہوتا کہ طہارت کر کے نماز پڑھ سکے تو ایسا شخص معذور ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا

Scanned with CamScanner

کرے اور اس پورے وقت میں اپنے آپ کو باوضو ہی سمجھے اور جو عبادت چاہے کرے ہاں اس بیماری کے علاوہ کسی دوسری وجہ سے وضو ٹوٹ گیا تو پھر سے کرے مثلاً کسی کو نکسیر کا عذر تھا اس نے وضو کیا اور نماز ظہر ادا کی چونکہ ظہر کا پورا وقت اس کا وضو قائم رہنا تھا اگرچہ نکسیر مسلسل آتی رہے لیکن اس نے پیشاب یا پاخانہ کرلیا یا کوئی چیز لگنے سے جسم کے کسی حصے سے خون نکل آیا یا منہ بھرتے آ گئی یا ہوا خارج ہوگئی یا سو گیا تو وضو ٹوٹ گیا پھر وضو کرے جب ظہر کا وقت ختم ہوگا اور عصر کا وقت شروع ہو گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا ہوگا۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت نیا وضو کرنا ہوگا اور اس وضو سے فرض، نفل جو چاہے پڑھے۔ (درمختار ج ص ۲۲۳)

اگر فجر کے وقت وضو کیا تو سورج نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتا، دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ اگر سورج طلوع ہونے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے۔ ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب عصر کا وقت شروع ہوگا تو پہلا وضو ختم ہو جائے گا۔ اب نیا وضو کرنا ہوگا۔ ہاں کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو الگ بات ہے۔ (ایضاً)

ایسے زخم والے نے جس کے زخم سے مواد ہر وقت بہتا ہو وضو کیا۔ پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا۔ پھر سے وضو کرے۔ (ایضاً)

جب کسی بھی ایک نماز کا پورا وقت زخم سے خون یا مواد نکلتا رہا۔ اتنا وقت بھی بند نہ ہوا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکے تب تو معذور کہلائے گا۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے تو اسے معذور نہ کہا جائے گا اور جو معذور کا حکم ابھی بیان ہوا ہے وہ اس کیلئے نہیں ہوگا۔ البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گزر گیا کہ اسے طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا وہ معذور ہو گیا۔ اب اس کیلئے وہی حکم ہے کہ ہر نماز کے وقت نیا وضو کرلیا کرے۔

پھر جب دوسرا وقت آئے تو اس میں خون کا ہر وقت بہنا شرط نہیں ہے بلکہ پورے وقت میں ایک دفعہ بھی خون آ جائے تب بھی معذور ہی رہے گا لیکن اگر اس کے بعد ایک

پورا وقت ایسا گزر گیا جس میں خون بالکل نہیں آیا تو اب معذور نہ رہے گا۔ اب جس وقت وضو ٹوٹے گا کرنا پڑے گا۔ (درمختار)

کسی معذور نے پیشاب پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا اور وضو کرتے وقت خون بند تھا بعد میں خون نکل آیا تو وضو ٹوٹ گیا لیکن جو وضو نکسیر وغیرہ کی وجہ سے کیا تھا خاص وہ وضو نکسیر وغیرہ کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔ (ایضاً)

اگر یہ خون وغیرہ کپڑے کو لگ جائے تو دیکھیں اگر اسکی حالت ایسی ہے کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر خون لگ جائے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں ایسے معذور کے لئے جائز ہے کہ اس کو دھوئے بغیر اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے۔ (درمختار ج ۱ ص ۲۲۳)

مسلسل دست آنا، ہر وقت ہوا کا خارج ہوتے رہنا، آنکھ کے ناسور سے ہر وقت پانی درد کے ساتھ نکلتے رہنا، پستان یا ناف سے ہر وقت درد کے ساتھ پانی بہنا یہ تمام امراض انسان کو معذور بنا دیتے ہیں۔ ایسے شخص کے وضو کے وہی احکام ہیں جو اوپر ذکر ہوئے۔ (ایضاً)

غسل کے فرائض

مسئلہ: غسل جنابت میں تین فرض ہیں۔ کلی کرنا۔ ۲۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ۳۔ سارے بدن پر ایک مرتبہ پانی بہانا۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۱۱)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے۔ (دار قطنی ص ۱۱۵ ج ۱)

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے جو آدمی غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے تو بعد میں کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اگر اس نے پہلے غسل سے کوئی نماز پڑھی ہو تو اسے دوبارہ پڑھے۔ (ایضاً)

غسل کی سنتیں

پہلے بسم اللہ پڑھے، غسل کی نیت کرے۔ دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے۔ شرمگاہ دھوئے۔ اگر بدن پر کہیں نجاست لگی ہوئی ہو تو اسے دھوئے۔ پھر اسی طرح وضو کرے

Scanned with CamScanner

جس طرح نماز کیلئے وضو کیا جاتا ہے مگر پاؤں نہ دھوئے بشرطیکہ کھڑے ہونیوالی جگہ پانی جمع ہوتا ہو پھر سارے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے پہلے سر پر پانی ڈالے۔ پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر۔ سارے بدن کو اچھی طرح ملے۔ پھر اپنے نہانے کی جگہ سے ہٹ جائے اور پاؤں دھوئے اگر تختے یا پتھر پر نہائے تو پاؤں وضو کے ساتھ ہی دھولے تاخیر نہ کرے۔ (عالمگیری' ص۱۴' ج۱)

☆ غسل میں کلی اس طرح کرے کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔ غرغرہ کرنا وضو اور غسل میں سنت ہے لیکن روزہ دار غرغرہ نہ کرے۔ (طحطاوی' ص۵۷)

غسل کے مسائل

☆ غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کریں۔ پانی نہ زیادہ صرف کیا جائے اور نہ ہی بہت تھوڑا۔ ایسی جگہ غسل کریں جہاں کوئی نہ دیکھے غسل کرتے وقت باتیں نہ کی جائیں۔ غسل کے بعد کسی کپڑے سے بدن پونچھ لیں۔ بدھن ڈھکنے میں جلدی کی جائے۔ یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پاؤں نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے بدن ڈھکیں پھر دونوں پاؤں دھوئیں۔ (منیہ' ص۱۴' ص۱۵)

☆ اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پائے تو ننگے ہو کر نہانا درست ہے' چاہے کھڑے ہو کر نہائیں یا بیٹھ کر۔ خواہ غسل خانہ کی چھت ہو یا نہ ہو۔ نہ مرد مردوں کے سامنے ننگے ہو کر نہائے اور نہ ہی عورت عورتوں کے سامنے ننگے ہو کر نہائے۔

(مراقی الفلاح' ص۵۷)

☆ اگر آنکھ دکھتی ہو اور اس سے فضلہ نکل کر ایسا سوکھ گیا کہ اسے چھڑائے بغیر آنکھ کے کوئے پر پانی نہیں پہنچتا تو اسے دور کرنا واجب ہے اسے چھڑائے بغیر نہ غسل درست ہے نہ وضو (منیہ' ۵۸)

☆ ہاتھ پاؤں پھٹ گئے اور ان میں موم روغن یا کوئی اور دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔ (شامی' ص۱۱۴' ج۱)

☆ اگر بالوں میں یا ہاتھ اور پاؤں میں تیل لگا ہوا ہو کہ ان پر پانی اچھی طرح

ٹھہرتا نہیں بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو کچھ حرج نہیں۔ جب اچھی طرح سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا۔ (ایضا)

اگر عورت کے سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک بال بھی سوکھا رہ گیا تو غسل نہ ہوگا۔ اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے لیکن سب بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ اگر کھولے بغیر پانی نہ پہنچ سکے تو کھول کر اچھی طرح پانی جڑوں تک پہنچائے۔ (ایضا)

☆ خواہشات نفسانی کے ساتھ منی کا اپنی جگہ سے نکلنا (۲) مرد کے سر عضو کا آگے کی راہ میں یا پیچھے کی راہ میں داخل ہونا' خواہ منی نکلے یا نہ نکلے (۳) حیض کا خون بند ہو جانا (۴) نفاس یعنی زچگی کا خون بند ہو جانا (ہدایہ' ص۱۲' ج۱)

☆ خواہشات نفسانی کے بغیر منی کا اپنے مقام سے نکلنا (۲) کمزوری یا بیماری کی وجہ سے منی کا نکلنا (۳) مذی یا ودی کا نکلنا۔

☆ منی جوش اور مزے سے خارج ہونے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ چھونے کی وجہ سے یا دیکھنے کی وجہ سے یا احتلام کی وجہ سے یا ہاتھ کے عمل کی وجہ سے خارج ہو۔

مرد سے نکلے یا عورت سے سوتے میں نکلے یا جاگتے میں۔ (ایضا)

☆ اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو غسل کرنا واجب ہے۔ خواہ سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ (درمختار' ص۱۲۱' ج۱)

☆ جب ذکر کا سر آگے کی راہ میں یا پیچھے کی راہ میں داخل ہو گیا تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا۔ خواہ منی نکلے یا نہ نکلے لیکن پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا گناہ کبیرہ ہے۔ (ایضا)

☆ اگر منی نفسانی خواہش کے ساتھ اپنے مقام سے جدا ہوئی مگر عضو سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل واجب ہے۔ (ایضا)

Scanned with CamScanner

☆ اگر شہوت سے تھوڑی سی منی نکلی اور کچھ اندر رہ گئی اور غسل کر لینے کے بعد باقی منی نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا۔ دوبارہ غسل کرنا واجب ہوگا۔ بشرطیکہ یہ منی سونے' پیشاب کرنے یا چلنے پھرنے سے پہلے نکلی ہو۔ اگر پیشاب کرنے' سونے یا چلنے کے بعد منی نکلی ہو تو یہ نئی منی سمجھی جائے گی جو بغیر شہوت کے نکلی ہے لہٰذا دوبارہ غسل واجب نہ ہوگا اس لئے غسل سے پہلے پیشاب کر لینا چاہیے تا کہ دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت ہی نہ ہو۔

☆ اگر کوئی شخص سو کر اٹھا تو اس نے بچھونے پر یا ران پر تری پائی۔ اس صورت میں اگر اسے احتلام یاد ہے اور یقین ہے کہ وہ منی ہے یا یقین ہے کہ مذی ہے یا شک ہے کہ منی ہے یا مذی' ان سب صورتوں میں اس پر غسل واجب ہے اور اگر اسے یقین ہے کہ وہ نہ منی ہے نہ مذی بلکہ ودی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ (عالمگیری' ص ۱۴' ج ۱)

☆ جب کلی کر لی' ناک میں پانی ڈال لیا اور سارے بدن پر پانی پڑ جائے تو غسل ہو جائے گا خواہ غسل کرنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ اگر بارش میں ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے کھڑا ہو یا حوض وغیرہ میں گر جائے اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی کر لی اور ناک میں پانی بھی ڈال لیا تو غسل ہو گیا۔ اگر اس کے بعد پانی پی لیا تو اس سے کلی کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔ اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا بھی ضروری نہیں۔ (پانی بذاتِ خود پاک کرنے والا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وانزلنا من السماء ماء طهورًا - الفرقان) کلمہ پڑھے بغیر آدمی پاک ہو جاتا ہے بلکہ نہاتے وقت کلمہ یا کوئی دعا وغیرہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ (مراقی الفلاح' ص ۵۷)

☆ اگر غسل کرتے وقت بال کے برابر کوئی جگہ سوکھی رہ گئی تو غسل نہ ہوگا یا غسل کرتے وقت کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا تو غسل نہ ہوگا اور بدن اسی طرح ناپاک رہے گا۔ (ابوداؤد ص ۳۵' ج ۱)

☆ اگر غسل کرنے کے بعد یاد آیا کہ فلاں جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو دوبارہ نہانا واجب نہیں بلکہ جو جگہ سوکھی رہ گئی تھی اسے دھو لیں لیکن صرف ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں۔

اگر کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا تو یاد آنے پر کلی کر لیں اور ناک میں پانی ڈال لیں۔ اگر یاد آنے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اسے لوٹانا ہوگا۔ (منیہ' ص ۱۴)

☆ اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے تو سر چھوڑ کر باقی سارا بدن دھوئیں غسل درست ہو جائے گا۔ جب تکلیف رفع ہو جائے تو دھو لیں پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار' ص ۱۱۳' ج ۱)

☆ اگر دانتوں میں چھالیہ وغیرہ کا ریزہ پھنس گیا ہو تو اسے نکال دیں۔ اگر اس کی وجہ سے دانتوں میں پانی نہ پہنچ سکا تو غسل نہ ہوگا۔ (منیہ ص ۱۴)

☆ کان اور ناف میں پوری احتیاط سے پانی پہنچائیں۔ اگر پانی نہ پہنچ سکا تو غسل نہ ہوگا۔ (درمختار' ص ۱۱۴' ج ۱)

☆ نتھ' بالیاں' انگوٹھی اور چھلے خوب ہلا لیں تا کہ پانی پوری طرح سوراخوں میں پہنچ جائے۔ اگر نتھ یا بالیاں نہ ہوں تب بھی سوراخوں میں اچھی طرح پانی پہنچائیں۔ ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو۔ اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں اور ان کے نیچے پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں' مستحب ضرور ہے۔ (عالمگیری' ص ۱۴' ج ۱)

☆ اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہ پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ آٹا کھرچ کر پانی پہنچانا ضروری ہے۔ اگر ناخن سے خشک یا مرطوب مٹی چمٹی ہوئی ہو تو اس کے اوپر پانی گزار دینا کافی نہیں۔ (ایضاً)

☆ اگر ناک میں ایسی میل کچیل ہو جو خشک ہے تو اسے دور کئے بغیر غسل مکمل نہ ہوگا۔ (ایضاً)

☆ اگر عورت نے سر پر ایسی گاڑھی خوشبو چپکائی ہو کہ بالوں کی جڑوں میں پانی نہیں پہنچا تو ایسی خوشبو کا دور کرنا واجب ہے تا کہ پانی جڑوں تک پہنچ جائے۔
(عالمگیری' ص ۱۴' ج ۱)

منی' مذی اور ودی میں فرق

مرد کی منی گاڑھی ہوتی ہے اور جوش سے اچھل کر نکلتی ہے اور اس کے بعد جوش ٹھنڈا

Scanned with CamScanner

بڑھ جاتا ہے۔ مذی پتلی سفیدی مائل ہوتی ہے۔ شہوانی خیالات یا عورت وغیرہ کو شہوت کے ساتھ چھونے سے نکلتی ہے اور اس کے بعد جوش کم نہیں ہوتا۔ ودی پیشاب سے پہلے یا بعد گاڑھا سا پانی نکلتا ہے۔ (مراقی الفلاح، ص ۵۵)

☆ اگر کسی کو احتلام اور اس کی لذت یاد ہو اور تری نہ پائے تو غسل واجب نہیں۔ (عالمگیری، ص ۱۰، ج ۱)

☆ میاں بیوی دونوں ایک بستر پر سوئے۔ جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس کی منی ہے تو احتیاطاً دونوں غسل کر لیں۔ (درمختار، ص ۱۲۱، ج ۱)

☆ اگر غسل جنابت میں دیر ہو تو بہتر ہے کہ استنجا اور وضو کر لیا جائے۔

جنابت کی حالت میں ناخن تراشنا اور بال کاٹنا (خواہ لبوں کے ہوں یا زیر ناف) مکروہ ہے۔ غسل کے بعد حجامت بنوائے تاکہ ناخن اور بال بھی جنابت سے پاک ہو جائیں۔ (عالمگیری، ص ۲۳۸، ج ۱)

☆ جنابت کی حالت میں خواہ مرد ہو یا عورت، قرآن مجید کا چھونا، اس کا پڑھنا، مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا جائز نہیں۔

کسی کو قرآن مجید کے ہجے کرانا اور ایک ایک لفظ پڑھنا یا پڑھانا یا آدھی آیت پڑھنا درست ہے لیکن وہ آدھی آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی آیت کے برابر ہو جائے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ، ج ۱، ص ۱۰۴)

☆ اگر قرآن مجید جزدان میں ہو یا کسی رومال میں لپٹا ہو یا اس پر کپڑے کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کر اتارنے سے اتر سکے تو اس صورت میں جنبی یا حیض والی عورت قرآن مجید کو چھو سکتے ہیں اور اٹھانا بھی درست ہے۔
(بحرالرائق، ص ۱۹۹، ج ۱)

مسئلہ: اگر جنبی آدمی قرآن مجید کی دعائیں دعا کی نیت سے پڑھے جیسے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار یا کوئی اور دعا جو قرآن مجید

میں آئی ہے۔ یا الحمد شریف یعنی پوری سورت فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھے تو درست ہے۔ (ایضاً)

☆ کلمہ، بسم اللہ، درود شریف، استغفار یا کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم منع نہیں۔ (ایضاً)

☆ بے وضو قرآن مجید چھونا جائز نہیں البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔ (ایضاً)

☆ جس روپیہ، پیسہ، طشتری، تعویذ، کاغذ یا کسی چیز پر قرآن مجید کی کوئی آیت لکھی ہو، جنبی اور حیض و نفاس والی عورت کو اسے چھونا بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی تھیلی میں یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا جائز ہے۔ (ایضاً)

غسل کی قسمیں

غسل کی ۹ قسمیں ہیں۔ تین فرض ہیں۔ (۱) جنابت کا غسل (۲) حیض کا غسل (۳) نفاس کا غسل، ایک واجب اور وہ میت کا غسل ہے۔ چار غسل سنت ہیں۔ (۱) جمعہ کے دن، (۲) دونوں عیدوں کے دن (۳) عرفہ کے دن (۴) احرام کے وقت۔
اور ایک غسل مستحب ہے جیسے کافر کا غسل اسلام لانے کیلئے جبکہ وہ جنبی نہ ہو۔
(عالمگیری، ج ۱، انواع الغسل)

جمعہ کے دن کا غسل، نماز جمعہ کیلئے سنت ہے۔ اگر کسی نے فجر کے بعد غسل کیا پھر بے وضو ہو گیا اور نماز جمعہ کیلئے دوبارہ وضو کیا یا جمعہ کی نماز کے بعد غسل کیا تو سنت ادا نہ ہو گی۔ (ایضاً)

☆ لڑکی جب حیض سے بالغ ہو تو حیض بند ہونے کے بعد اس پر غسل واجب ہے۔ اسی طرح اگر لڑکا احتلام سے بالغ ہو تو اس پر غسل واجب ہے۔ (شرح نقایہ، ص ۲۴، ج ۱)

☆ ٹیسٹ ٹیوب میں نکالی ہوئی منی محفوظ کی جاتی ہے۔ پھر اسے انجکشن کے سرنج (Syreng) یا خود اسی ٹیوب کے ذریعہ اندر پہنچایا جاتا ہے تو سوال یہ پیدا ہوا کہ ٹیوب یا انجکشن کے ذریعہ منی کا داخل کیا جانا موجب غسل ہے یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ نہیں۔ سرنج یا ٹیوب کا داخل کرنا ایسا ہی ہے جیسے عورت کی شرمگاہ میں انگلی داخل کرنا لہٰذا جس طرح یہ

موجب غسل نہیں' اسی طرح ٹیوب کا داخل کرنا بھی موجب غسل نہ ہوگا۔ ولا عند ادخال اصبع و نحوہ کذکر غیر ادمی۔(درمختار ص۱۵۳ج۱)

اصل بات یہ ہے کہ مجرد مادۂ تولید کا دخول وخروج موجب غسل نہیں ہے بلکہ انسان اس عمل کی وجہ سے جو جنسی لذت اور کیف محسوس کرتا ہے اور جو لذت پورے جسم کو پہنچتی ہے شریعت غسل کے ذریعہ اس کی تطہیر کرنا چاہتی ہے۔

اب ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ جو تشنۂ تکمیل "جنین" یا انجکشن وغیرہ کے ذریعہ جو مادہ مشینی طور پر عورت کے رحم (Uterus) میں پایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے اس سے وہ تسکین حاصل نہیں ہوسکتی جو اپنے شوہر کے ساتھ ہم بستری میں ہوتی ہے۔ اسی لیے اس عمل کی وجہ سے بھی غسل واجب نہ ہوگا۔(جدید فقہی مسائل)

☆ غسل واجب ہونے کی بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں۔ ایک تو شہوت کے ساتھ انزال دوسرا حشفہ (سپاری) کی مقدار عضو مخصوص کا ادخال لیکن اگر عضو مخصوص اس طرح کپڑے میں لپیٹ کر داخل کیا جائے کہ جسم کی حرارت ایک دوسرے کو محسوس نہ ہو اور لذت اندوز نہ ہو سکے نیز انزال بھی نہ ہونے پائے تو غسل واجب نہیں ہوتا۔ فقہا نے ان صورتوں کا جن میں غسل واجب نہیں ہوتا ہے' ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

وایلاج بخرقة مانعة من وجود لذة (نورالایضاح)

لیکن نرودھ (غبارہ) اس میں داخل نہیں ہے اس لیے کہ اس میں غلاف انتا باریک ہوتا ہے کہ اس کے باوجود زوجین لذت یاب ہوتے ہیں اور اس کی صنعت کا مقصد بھی یہی ہے کہ جنسی لطف بھی اٹھایا جائے اور اولاد کا بار بھی نہ ہو۔

لہٰذا اس کے ساتھ مجامعت کی صورت میں بھی غسل واجب ہوگا۔

مستحب غسل تیئس (۲۳) ہیں

(۱) دیوانگی اور غشی دور ہونے کے بعد (۲) پچھنے لگوانے کے بعد (۳) شب برات یعنی پندرھویں شعبان المعظم کی رات میں (۴) شب عرفہ میں یعنی نویں رات ذی الحجہ کی (۵) شب قدر میں۔ (۶) ٹھہرنے مزدلفہ کی صبح کو دن قربانی کے (۷) داخل ہونے

منا کے واسطے سنگساری کے (۸) داخل ہونے کے وقت مکہ مکرمہ میں واسطے طواف زیارت کے (۹) گہن اور چاند گہن کی نماز کے لئے (۱۰) طلب بارش کے لئے (۱۱) خوف کے وقت (۱۲) دفع مصیبت مثل تاریکی دن یا سخت آندھی وغیرہ کیلئے (۱۳) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے وقت برائے تعظیم جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ ﷺ (۱۴) نئے کپڑے پہننے کے وقت (۱۵) مردہ نہلانے کے بعد (۱۶) مقتول پر بروقت قتل خواہ وہ کیسا ہی قتل ہو (۱۷) سفر سے مراجعت کے وقت (۱۸) عورت مستحاضہ پر خون بند ہو جانے پر۔ (۱۹) نابالغ پر جو سن کے لحاظ سے بالغ ہو۔ (۲۰) بعد داخل ہونے اسلام کے جبکہ پاک ہو اور اگر جنبی ہو تو غسل واجب ہوگا۔ (۲۱) لوگوں کے مجمع میں حاضر ہونے کیلئے (۲۲) گناہ سے توبہ کرنے والے پر (۲۳) محتلم پر جبکہ اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے۔ (تنویرالابصار درمختار ص۱۱۴' شامی ص۱۱۵)

ایک غسل واجب بھی ہے اور وہ دو جگہ ہے۔

نمبر۱- میت کو غسل دینا زندہ پر واجب ہے اگرچہ یہ غسل فرض عملی کفایہ ہے لیکن فقہاء کرام نے انحطاط رتبہ کے باعث اس کو واجب کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

نمبر۲- تمام جسم پر یا بعض بدن پر نجاست لگ گئی مگر نجاست کا مقام مخفی رہا یعنی یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کہاں نجاست لگی ہے تو اب سارے بدن کا غسل واجب ہے۔ (درمختار میں اس مقام پر اس غسل کو واجب ہی لکھا ہے) لیکن مختار یہ ہے کہ ایک حصے کو دھو دینا کافی ہے اور غسل کر لینا مستحب ہے۔ واللہ اعلم)

وضو میں تقدیم وتاخیر اور مسح وغسل کے اجماعی مسائل

☆ اس پر تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ اگر کسی نے بائیں سے وضو شروع کیا تو وضو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

☆ جس نے طہارت کامل کے بعد موزے پہنے پھر وضو ٹوٹ گیا تو دوسرے وضو کے وقت اسے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

☆ اگر کسی نے وضو میں ایک ہی پیر دھو کر موزہ پہن لیا۔ (صرف امام احمد علیہ الرحمۃ کا

Scanned with CamScanner

اس میں اختلاف منقول ہے) (التحقیق) پھر دوسرا پیر دھویا اور موزہ پہنا تو اس کا وضو جائز ہے۔

☆ مسافر کے پاس پانی موجود ہو لیکن سفر میں پیاس کا خوف ہو تو تیمّم کرے اور پانی محفوظ رکھے۔

☆ مٹی جو غبار کی شکل میں ہے اس سے تیمّم جائز ہے۔

☆ نماز کے وقت سے پہلے بھی اگر کسی نے پانی سے وضو کر لیا تو اس کی طہارت کامل ہوگی (یعنی وضو ٹوٹنے تک اسی وضو سے ایک یا چند نمازیں پڑھ سکتا ہے۔

☆ اگر کسی نے تیمّم کے ذریعہ نماز پڑھی اور وقت گزر جانے کے بعد اسے پانی میسر ہوا تو وہ شخص نماز نہیں دہرائے گا۔

☆ تیمّم کرنے والا اگر نماز سے پہلے پانی پالے تو تیمّم جاتا رہا لہٰذا وضو کر کے نماز پڑھے۔

☆ پانی سے وضو کرنے والا تیمّم کرنیوالوں کی امامت کر سکتا ہے۔

☆ اگر کسی نے اول وقت میں فرض نماز کے لئے تیمّم کیا اور نماز نہ پڑھی پھر اس کا گزر ایسی جگہ سے ہوا جہاں پانی میسر ہے (لیکن وضو نہیں کیا بلکہ آگے بڑھ گیا) تو پھر سے تیمّم کرے کیونکہ پانی کے پاس سے گزرنے سے اس کا تیمّم جاتا رہا۔

☆ اگر کسی نے خواب میں جماع کیا یا احتلام کا احساس ہوا لیکن احتلام کے آثار بیداری میں نہیں ملے تو غسل واجب نہیں۔

☆ پیشاب نجس ہے۔

☆ حائضہ اور جنبی کا پسینہ پاک ہے۔

حیض کے احکام و مسائل

عورتوں کے ساتھ متعلقہ خون کی تین اقسام ہیں۔ حیض، نفاس، استحاضہ ان کو بالترتیب لکھا جاتا ہے۔ حیض وہ خون ہے جو ہر تندرست بالغ عورت کے رحم سے ہر مہینے میں کچھ دن جاری ہوتا ہے جس سے عورت کی صحت پہ خوشگوار اثر پڑتا ہے اور اگر اس خون

میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو عورت کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے اور کئی قسم کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں یہ خون بلوغ کی عمر تقریباً بارہ سال سے لے کر سن یاس یعنی پچنالیس یا پچاس سال تک عموماً جاری رہ کر منقطع ہو جاتا ہے (شرح نقایہ ص ۴۳، ج ۱) اس خون کی کم از کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اس سے کم و بیش جو ہوگا وہ استحاضہ (بیماری) کا خون ہوگا۔ (ہدایہ ص ۴۵، ج ۱)

حدیث شریف میں ہے:

ان ھذا امر کتبہ اللّٰہ علی بنات آدم (بخاری، ص ۴۳)

یہ ایسا امر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پہ لکھ دیا ہے۔ یہود و نصاری اس معاملہ میں افراط و تفریط کا شکار تھے چنانچہ یہودی ایسی عورت کو بالکل علیحدہ کر دیتے نہ اس کے ہاتھ کا کھاتے، نہ پیتے نہ اس کے ساتھ رہتے بلکہ اس کو تنگ و تاریخ کوٹھڑی میں بند کر دیتے۔ (مسلم شریف، ص ۱۴۳)

اور نصاری اس کے خلاف یعنی مباشرت فاحشہ کو بھی جائز سمجھتے لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ نے راہ اعتدال عطا فرمائی کہ نہ تو بول چال اور رہن سہن الگ کرو اور نہ ہی نصاریٰ کی طرح ہو جاؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن (البقرہ: ۲۲۲)

اور عورتوں سے حیض کے دنوں میں الگ رہو اور پاک ہونے تک ان کے قریب نہ جاؤ یعنی حقوق زوجیت ادا کرو۔

حیض کے دنوں میں جتنے دن کی عورت کی عادت ہو ان دنوں میں خون چاہے سرخ ہو یا زرد، میالہ ہو یا سیاہ، سوائے خالص سفیدی کے سب حیض ہی میں شمار ہوگا۔

(مؤطا امام محمد ص ۸۲، شرح وقایہ ص ۱۱۴، ج ۱)

حیض کے دنوں میں عورت پہ نماز معاف ہے، روزہ بھی نہیں رکھ سکتی لیکن نماز کی قضا نہیں ہے اور روزے کو بعد میں قضا کرے گی کیونکہ روزے سال میں ایک بار آتے ہیں

Scanned with CamScanner

ان کی قضا مشکل نہیں اور نمازوں کی قضا میں دشواری ہے کہ روزانہ کی پانچ نمازیں اور وہ بھی ہر ماہ۔ الدین یسر۔ دین آسان ہے۔ وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔(الحج:۷۸)

دین کے معاملہ میں اللہ نے تم پر حرج نہیں رکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فاذا اقبلت الحیضة فاترکی الصلوٰة (بخاری ص ۴۴ ج ۱)

جب حیض کے دن آ جائیں تو نماز چھوڑ دو۔

آپ ہی فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں جب عورتوں کو حیض کی حالت لاحق ہوتی تو ان کو حکم ہوتا

فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوٰة (مسلم ص ۱۵۳ ج ۱)

روزوں کی قضا کریں اور نمازوں کی قضا نہیں ہے۔

حیض والی عورت اپنے خاوند کے ساتھ ایک برتن میں کھا سکتی ہیں۔ ایک بستر پہ لیٹ سکتی ہے۔ ہاں البتہ گھٹنے سے ناف تک اس کو ہاتھ لگانا یا برہنہ کرنا ناجائز ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

کنت اشرب فی الاناء وانا حائض فیاخذہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیضع فاہ علی موضع فی فیشرب (مسلم شریف ص ۱۴۳)

میں حالت حیض میں برتن سے منہ لگا کر پانی پیتی تھی اور حضور علیہ السلام بھی میرے بعد اسی برتن سے اور اسی جگہ منہ لگا کر پیتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔

ایک حدیث میں ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حالت حیض میں حضور علیہ السلام مجھے فرماتے۔ ان اتزر ثم یباشرنی کہ میں تہبند باندھ لوں اور پھر ہم ایک ہی جگہ اکٹھے لیٹ جاتے۔ (مباشرت کا معنیٰ جماع نہیں بلکہ اکٹھے ہونا ہے) (بخاری ص ۴۴ ج ۱)

حیض کے دوران عورت مسجد میں تو نہیں جا سکتی لیکن اپنا ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مسجد

سے پکڑ سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا جائے نماز دے دو میں نے عرض کیا کہ میں حیض میں ہوں۔ فرمایا۔

ان حیضتك لیست فی یدك (مسلم ص ۱۴۱ ج ۱)

تیرا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں۔

ہاں ایسی عورت کا مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ (ہدایہ ص ۳۶ ج ۱)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

فانی لااحل المسجد لحائض ولا جنب (ابوداؤد ص ۳۰ ج ۱)

میں مسجد میں داخل ہونا حیض والی عورت اور جنبی مرد کیلئے حلال نہیں کرتا۔

اسی طرح حیض و نفاس والی عورت خانہ کعبہ کا طواف بھی نہیں کر سکتی (ہدایہ ص ۳۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان لا تطو فی بالبیت حتی تطہری (بخاری ص ۴۴ ج ۱)

حالت حیض سے جب تک پاک نہ ہو جاؤ بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔

قرآن پاک کی تلاوت اور اس کو چھونا بھی حیض و نفاس والی عورت اور جنبی مرد کیلئے منع ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرئنا القرآن علی کل حال مالم یکن جنباً (ترمذی ص ۴۸)

حضور علیہ السلام ہمیں جنابت کی حالت کے علاوہ ہر حالت میں قرآن پڑھاتے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

لاتقرء الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن (ترمذی ص ۳۵)

جنابت والا مرد اور حیض والی عورت قرآن نہ پڑھیں۔

نفاس کے احکام و مسائل

نفاس وہ خون ہے جو زچگی کے بعد عورت کو جاری ہوتا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ

Scanned with CamScanner

مدت چالیس دن ہے اور اقل (کم از کم) مدت متعین نہیں کبھی جلدی بند ہو جاتا ہے کبھی بدیر۔ (ہدایہ ص ۴۱ ج ۱)

چالیس دن کے بعد بھی اگر خون آئے تو وہ استحاضہ ہوگا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

کانت النفساء علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم تقعد اربعین یوما اواربعین لیلة (ترمذی ص ۴۷)

نفاس والی عورتیں حضور علیہ السلام کے دور میں زیادہ سے زیادہ چالیس دن بیٹھتی تھیں۔

اور یہ مدت حضور علیہ السلام نے خود مقرر فرمائی جیسا کہ مجمع الزوائد ص ۲۸۱ ج ا پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

وقت رسول الله صلی الله علیه وسلم للنفساء اربعین یوما

نفاس والی عورتوں کیلئے حضور علیہ السلام نے زیادہ سے زیادہ چالیس دن کی معیاد مقرر فرمائی۔

آج کل عورتوں نے چالیس دن (چھلے) کو ہی لازم قرار دے دیا ہے چاہے خون دس دن بعد بند ہو جائے وہ ضرور ہی چالیس دن نماز نہیں پڑھتیں اور اپنے سر پہ نمازوں کو ضائع کرنے کا بوجھ ڈال لیتی ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے خون بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز شروع کر دیں۔

نفاس والی عورت کے بھی وہی احکام ہیں جو حیض والی کے ہیں یعنی اس کو بھی نماز کی معافی ہے۔ روزے کی قضا کرے گی حدیث میں ہے۔

لایا مرها النبی صلی الله علیه وسلم بقضاء صلوة النفاس

(مستدرک للحاکم ص ۱۷۵ ج ۱)

نفاس والی عورت کو حضور علیہ السلام نے نماز قضا کرنے کا حکم نہیں دیا۔

خون استحاضہ کے مسائل واحکام

یہ تیسرا خون ہے جو عورت کے رحم کے اندر کسی رگ کے پھٹ جانے سے جاری ہوتا ہے۔ ایسی عورت کا حکم وہ نہیں جو حیض و نفاس والی کا ہے وہ سارے کام جو حیض و نفاس والی نہیں کر سکتی اس کیلئے جائز ہیں مثلاً نماز پڑھنا' روزہ رکھنا' قرآن پاک کو چھونا' پڑھنا' مسجد میں داخل ہونا اور خاوند کے ساتھ ہمبستری وغیرہ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں استحاضہ میں مبتلا ہوں اور کبھی پاک نہیں ہوتی۔ ہر وقت خون جاری رہتا ہے۔ کیا میں نماز نہ پڑھا کروں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

انماذلك عرق و لیس بالحیضة فاذا اقبلت الحیضة فاتر کی الصلوٰة فاذا ذهب قدرها فاغسلی عنك الدم (بخاری ص ۴۴ ج ۲)

یہ رگ کے پھٹنے سے ہے۔ حیض نہیں ہے لہذا جب تیرے حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دیا کر اور جب وہ دن نکل جائیں تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیا کر۔

استحاضہ والی عورت جس کے ایام معلوم ہوں اس کا معاملہ تو آسان ہے کہ وہ ان ایام میں توقف کریگی پھر غسل کر کے نماز وغیرہ پڑھتی رہے گی لیکن جو عورت بالغ ہوتے ہی استحاضہ میں مبتلا ہو جائے یا بعد میں استحاضہ میں مبتلا ہوا ور اس کے ایام حیض گم ہو جائیں یعنی معلوم نہ ہو کہ حیض کے دن کون سے ہیں اور طہر کے دن کون سے۔ جن عورتوں میں حیض کی بے قاعدگی ہوتی ہے ان میں اس قسم کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں اس لیے احادیث میں استحاضہ کے بارے میں تین قسم کے احکام ملتے ہیں۔

معلوم الایام عورت ایک دفعہ غسل کرے گی اور پھر ہر وقت نماز کیلئے جدید وضو کر کے نماز ادا کرے گی۔

☆ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مبتلائے استحاضہ تھی۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے فتویٰ طلب کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ عورت دیکھ لے ان ایام ولیالی کو جن میں اسے حیض آتا تھا ہر مہینہ میں اس عارضہ کے لاحق ہونے سے پہلے تو اتنے دنوں ہر مہینہ میں نماز ترک کر دے پھر غسل کرے (اور خون اگر بہتا ہو تو) لنگوٹ باندھ لے اور پھر نماز پڑھتی رہے۔

(موطا امام مالک ص ۴۷ ابوداؤد ص ۳۶ ج ۱ نسائی ص ۶۵ ج ۱ دارمی ص ۱۶۵ ج ۱)

☆ آنحضرت ﷺ نے مستحاضہ عورت کے بارے میں فرمایا کہ

تدع الصلوٰة ایام اقراءها التی کانت تحیض فیها ثم تغتسل وتتوضا عند کل صلوٰة و تصوم و تصلی (ترمذی ص ۳۴ ابوداؤد ص ۳۷ ج ۱)

وہ ان ایام میں جن میں اسے حیض آتا تھا نماز ترک کر دے پھر ایک دفعہ غسل کرے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے مستحاضہ عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا کرے تو آپ نے فرمایا۔

تدع الصلوٰة ایام اقراٴها ثم تغتسل غسلا واحد ثم تتوضأ عند کل صلوٰة (کنز العمال ص ۲۴۴ ج ۹ آثار السنن ص ۲۹ ج ۱ بحوالہ صحیح ابن حبان اسنادہ صحیح)

ایسی عورت اپنے مقررہ ایام حیض میں نماز ترک کر دے پھر ایک دفعہ غسل کرے اور پھر ہر نماز کے وقت وضو کرے۔

استحاضہ والی، سلسل البول، رعاف (نکسیر) زخم رسنے والا، ریح البواسیر والے اور ایسے تمام معذور لوگ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کریں۔ فرض، نفل قضاء وغیرہ سب نمازیں ادا کریں اور پھر دوسری نماز کے وقت پھر نیا وضو کریں۔

(ہدایہ ص ۳۹ ج ۱ شرح نقایہ ص ۳۹ ج ۱ کبیری ص ۱۳۳)

معذور افراد کیلئے کپڑا دھونا فرض نہیں۔ (کبیری ص ۱۳۵)

ان مسور بن مخرمة اخبره انه دخل رجل علی عمر بن الخطاب رضی الله عنه من اللیلة التی طعن فیها فایقظ عمر لصلوٰة الصبح فقال عمر نعم ولا حظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰة

فصلی عمر رضی الله عنه وجرحه یثعب دما

(موطا امام مالک ص ۲۸ مصنف عبدالرزاق ص ۱۵۱ ج ۱)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس رات امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تھا تو ایک شخص (وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے) ان کے پاس آئے اور صبح کی نماز کیلئے ان کو بیدار کیا (ان پر غنودگی طاری تھی) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں بھائی (نماز تو ضرور پڑھنی چاہیے) اور اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز ترک کر دی۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

مسلسل خون جاری ہو اور ایام حیض بھی معلوم نہ ہوں تو ایسی عورت ہر ایک نماز کیلئے نسل کرے بر بنائے احتیاط۔

وقفہ وقفہ سے خون جاری ہوتا ہو اور ایام بھی معلوم نہ ہوں۔

ایسی عورت ظہر، عصر ایک غسل سے اور مغرب عشاء ایک غسل سے اور صبح کیلئے الگ غسل کر کے نمازیں ادا کرے گی جیسا کہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فان قویت علی ان تؤخری الظهر وتعجلی العصر ثم تغتسلین حین تطهرین وتصلین الظهر والعصر جمیعاً ثم تؤخرین المغرب وتعجلین العشاء ثم تغتسلین وتجمعین بین الصلوٰتین فافعلی وتغتسلین مع الصبح و تصلین وکذلك فافعلی وصومی (ترمذی ص ۳۵)

کہ اگر تم سے ہو سکے تو ظہر کی نماز کو موخر کرو اور عصر کی نماز کو جلدی کرو اور جب تم پاک ہو تو دونوں نمازوں کیلئے ایک غسل کرو اور ان کو ادا کرو اور مغرب وعشاء کو اسی طرح ایک غسل سے پڑھو اور صبح کی نماز کے لئے الگ غسل کرو اور نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔

ازوں کے اوقات

ایک مسلمان پر لازم ہے کہ تمام نمازوں کے اوقات کا اس کو علم ہوتا کہ ہر نماز صحیح

وقت پہ ادا کر سکے اور وقت سے پہلے نماز پڑھ کر اس کو ضائع کرنے کے اور وقت گزرنے کے بعد نماز پڑھ کر اس کو قضا کرنے کے گناہ سے بچ سکے۔ حضور علیہ السلام نے مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا۔

ان خیار عباد اللہ الذین یراعون الشمس والقمر والا ھلة والنجوم والاظلة لذکر اللہ۔ (حصن حصین ص ۴۲)

بے شک اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ پسند ہیں جو سورج، چاند، ہلال، ستاروں اور سایوں کی رعایت کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر (نماز صحیح وقت پہ ادا) کر سکیں۔

ایک مقام پہ فرمایا ان للصلوٰۃ اولا و اخر (ترمذی ص ۳۹)

نماز کے وقت کی ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا

نیز فرمایا الصلوٰۃ لوقتھا (بخاری ص ۷۶ ج ۱)

نماز وہی ہے جو وقت پہ ادا کی جائے۔ (ویلے دی نماز کویلے دیاں ٹکراں)

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں الوقت سیف قاطع

وقت تیز دھار تلوار ہے یعنی جس طرح تلوار کا کاٹا ہوا دوبارہ جڑ نہیں سکتا اسی طرح گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

اوقات میں سے کچھ اوقات مکروہ ہیں۔ کچھ مستحبہ ہیں اور کچھ مباح پھر کبھی کوئی نماز جلدی پڑھنا بہتر ہے (جیسے سردیوں میں ظہر) کوئی تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے (جیسے ظہر کی نماز گرمیوں میں) اس لیے اوقات نماز کی شناخت ضروری ہے اس لیے وقت، نماز کی شرائط میں داخل ہے کیونکہ فرائض کو وقت کے بغیر ادا ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ بڑی کثرت کے ساتھ آپ پہلے حصے میں ملاحظہ فرما چکے اب صرف مسائل پر ہی اکتفا کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

نماز فجر کا وقت

صبح ثانی یعنی صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے۔ (ہدایہ ص ۴۹ ج ۱)

صبح صادق سے پہلے صبح کاذب ہوتی ہے۔ ان دونوں کی پہچان یہ ہے کہ صبح صادق وہ سفیدی ہے جو آسمان کے کنارے پہ عرضاً پھیلتی ہے اور صبح کاذب اس سے پہلے ایک سفیدی آسمان کے کنارے پر طولاً پھیلتی ہے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد ختم ہو جاتی ہے اور پھر اندھیرا چھا جاتا ہے اس لیے اس کو کاذب کہا گیا ہے۔

فجر کی نماز ابتدائی وقت میں پڑھنا جائز ہے لیکن دیر کر کے پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ (ہدایہ ص ۵۰ ج ۱) کیونکہ حدیث شریف میں ہے ما اسفر تم بالفجر فانه اعظم للاجر (نسائی ص ۵۸ ج ۱) جس قدر اجالا کر کے فجر پڑھو گے اسی قدر زیادہ اجر پاؤ گے بلکہ حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا: اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر (ترمذی ص ۳۹)

نماز فجر کو خوب اجالے میں پڑھو زیادہ ثواب پاؤ گے۔

چونکہ حضور علیہ السلام نے اندھیرے (غلس) میں بھی نماز فجر ادا فرمائی ہے اس لیے امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے آپ کے قول اور فعل میں عجیب مطابق و تطبیق پیدا کی ہے اور فرمایا اگر کوئی غلس (یعنی اندھیرے میں شروع کرے اور اجالے میں مکمل کرے تو دونوں ثواب پالے گا۔ (طحاوی ص ۱۲۳ ج ۱)

تاہم باجماعت نماز میں کمزوروں، بوڑھوں اور معذوروں کی رعایت بھی لازم ہے۔

ہاں اگر تمام نمازی فجر کی نماز کیلئے غلس یعنی اندھیرے ہی میں اکٹھے ہو جائیں تو ابتدائی وقت میں پڑھ لی جائے جیسا کہ نماز عشاء کے بارے میں حضور علیہ السلام نے ایسا کیا۔ (بخاری ص ۸۰ ج ۱)

کیونکہ اسفار کے بہتر ہونے کی وجہ نمازیوں کی کثرت ہے جو حاصل ہو گئی لہٰذا اب تاخیر کرنے سے کئی نمازی انتظار نہ کر سکیں اور سو جائیں یا اکیلے پڑھ کر چلتے بنیں تو کثرت قلت میں بدل جائے گی جو شرعاً محمود نہیں اس صورت میں بھی اگر تمام نمازی اسفار میں پڑھنا چاہیں تو پھر بمطابق فرمان رسول ﷺ زیادہ اجر پائیں گے۔ اسفار کا مطلب یہ ہے کہ اتنی تاخیر سے پڑھی جائے کہ قرأت مسنونہ ترتیل کے ساتھ پڑھیں اور اگر نماز میں خرابی پیدا ہو جائے اور دوبارہ بھی پڑھنی پڑے تو دوبارہ اعادۂ طہارت کے

Scanned with CamScanner

ساتھ اور قرات مسنون کے ساتھ پڑھی جا سکے یعنی جتنی دیر میں نماز پڑھی ہے بعد میں طلوع آفتاب تک اتنا ہی وقت باقی رہنا چاہیے۔ (شرح وقایہ ص ۱۳۰ ج ۱)

نماز ظہر کا وقت

زوال شمس سے لے کر ہر شئی کا سایہ دو مثل ہونے تک سوائے سایہ اصل کے (تنویر الابصار) یہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہے (اور اسی پر عمل ہے) جبکہ صاحبین کے نزدیک ایک مثل تک ہے (ہدایہ ص ۴۹ ج ۱) ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں دیر سے پڑھنے کا حکم ہے۔ (بخاری ص ۷۷ ج ۱)

حضور علیہ السلام کا عمل مبارک بھی یہی تھا کہ اذا اشتد البرد بکر بالصلوٰۃ واذا اشتد الحرا بردبالصلوٰۃ (بخاری ص ۱۲۴ ج ۱) جب سردی شدید ہوتی تو نماز جلدی ادا فرماتے اور گرمی شدید ہوتی تو نماز ظہر ٹھنڈی کر کے ادا فرماتے۔ نماز ظہر کا وقت جو لکھا گیا ہے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے حاصل ہوا ہے جو موطا امام مالک کے صفحہ ۶ پہ منقول ہے۔

صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك مثليك

ظہر کی نماز ادا کر جب تیرا سایہ ایک مثل ہو اور عصر کی پڑھ جب تیرا سایہ دو مثل ہو جائے۔

سایہ اصلی وہ ہے جو عین استواء کے وقت ہر چیز کا موجود رہتا ہے۔ (نور الایضاح) اور زوال وسط آسمان سے سورج کے ڈھلنے کو کہا گیا ہے (درمختار) یہ اغلاط العوام میں سے ہے کہ استواء کو زوال کہہ دیتے ہیں اور اس وقت نماز پڑھنا ممنوع سمجھتے ہیں حالانکہ ممنوع تو استواء کے وقت ہے۔

عصر کی نماز کا وقت

ظہر کا وقت نکلنے سے لے کر غروب آفتاب تک عصر کا وقت ہے۔ (ہدایہ ص ۴۹ ج ۱)

لیکن جب سورج کا رنگ پیلا پڑھ جائے تو مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس کا اندازہ سورج غروب ہونے سے بیس منٹ پہلے تک ہے۔ احتیاط اس میں ہے کہ نماز ظہر سایہ

ایک مثل ہونے تک ادا کر لی جائے اور نماز عصر سایہ دو مثل ہونے کے بعد (اور غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے) پڑھ لی جائے تاکہ امام صاحب اور صاحبین علیہم الرحمۃ سب کے مسلک پر عمل ہو جائے۔ (شامی ص ۲۶۴)

مسند احمد ص ۳۵۲ ج ۳ پر روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز عصر دو مثل سایہ ہونے پر ادا فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

من ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر

(بخاری ص ۷۹ ج ۱ مسلم ص ۲۲۱ ج ۱)

جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت ادا کر لی اس نے عصر کی نماز کو پا لیا۔

اس سے فقہاء نے ایک مسئلے کا استنباط فرمایا ہے کہ چونکہ عصر کا آخری وقت ناقص تھا اور اس نے نماز ناقص وقت میں شروع کی اور ناقص ہی میں ختم ہوئی لہٰذا یہ نماز ہو گئی اور طلوع آفتاب سے پہلے کا وقت کامل ہوتا ہے۔ اگر فجر کی نماز کی ایک رکعت پڑھی کہ سورج نکل آیا تو کامل وقت میں شروع کی جانے والی نماز ناقص وقت میں آ گئی لہٰذا فجر تو نہ ہو گی اور عصر ادا ہو جائیگی۔

نماز مغرب کا وقت

غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔ (ہدایہ ص ۳۹ ج ۱)

اور شفق امام صاحب کے نزدیک وہ سفیدی ہے جو غروب آفتاب کے بعد والی سرخی کے غائب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے یہی قول زیادہ محتاط ہے۔ (عالمگیری)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

ان اول المغرب حين تغرب الشمس وان اخر وقتها حين يغيب الشفق ۔ (ترمذی ص ۴۹)

مغرب کا اول وقت وہ ہے جب سورج غروب ہو جائے اور آخری وقت وہ ہے

جب شفق غائب ہو جائے۔

احتیاط یہی ہے کہ نماز مغرب سرخی غائب ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے تاکہ تمام ائمہ کرام کے مذہب پر عمل ہو جائے۔

سردی ہو یا گرمی نماز مغرب میں تعجیل یعنی غروب آفتاب کے فوراً بعد اذان سے متصل ہی پڑھنی مستحب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا لا تزال امتی علی الفطرة ما صلوا المغرب قبل طلوع النجم (مسند احمد ص ۴۴۹ ج ۳ ابوداؤد ص ۶۰ ج ۱) میری امت فطرت پہ قائم رہے گی جب تک نماز مغرب ستاروں کے نمایاں ہونے سے پہلے پڑھتی رہے گی۔

نماز عشاء کا وقت

غروب شمس سے طلوع صبح صادق تک ہے مگر رات کے تہائی حصے تک پڑھ لینا مستحب و مختار ہے۔ آدھی رات تک مباح اور اس کے بعد سے طلوع صبح صادق تک مکروہ ہے۔ (ہدایہ ص ۵۱۔۵۲ ج ۱)

ترمذی ص ۴۹ پہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

ان اول وقت العشاد حین یغیب الافق وان اخروقتها حین ینتصف اللیل

عشاء کا پہلا وقت شفق کا غائب ہونا ہے اور آخری (مباح) وقت نصف شب تک ہے۔

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ

اخر النبی صلی اللہ علیه وسلم العشاء الی نصف اللیل

(بخاری ص ۸۱ ج ۱ مسلم ص ۲۲۹ ج ۱)

حضور علیہ السلام نے نماز عشاء کو آدھی رات تک مؤخر فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک رات حضور علیہ السلام نے عشاء کی نماز کو اس قدر مؤخر فرمایا کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا۔

وحتی نام اهل المسجد ثم خرج فصلی (مسلم ص ۲۲۹ ج ۱)

یہاں تک کہ مسجد میں نماز حضرات سو گئے پھر آپ تشریف لائے اور آپ نے نماز پڑھائی۔

نماز عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں گفتگو کرنا (غیر ضروری گفتگو) مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ ص ۵۵ ج ۱)

حدیث میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان یکره النوم قبل العشاء والحدیث بعدها (بخاری ص ۸۰ ج ۱ مسلم ص ۲۳۰ ج ۱)

حضور علیہ السلام نماز عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں گفتگو کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

یاد رہے! تلاوت قرآن مجید، ذکر الٰہی، کتب دینیہ کا مطالعہ، مہمانوں سے گفتگو وغیرہ اس کراہت میں شامل نہیں ہے۔

حضرت عمر بن خطاب ؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ مسلمانوں کے مسائل کے بارے رات کو گفتگو فرماتے تھے۔ وانا معهما اور میں بھی ساتھ ہوتا تھا (ترمذی ص ۵۱)

اسی طرح ابن ماجہ ص ۹۵ پہ حضرت اوس بن حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یاتینا کل لیلة بعد العشاء فیحدثنا۔

حضور علیہ السلام ہمارے پاس عشاء کے بعد تشریف لائے اور ہم سے باتیں کرتے (اور زیادہ تر باتیں قریش مکہ کے مظالم کی ہوتیں۔

واکثر ما یحدثنا مالقی من قومه من قریش (مسند احمد ص ۳۴۳ ج ۴)

نماز وتر کا وقت

نماز وتر واجب ہے اور اس کا وقت نماز عشاء کے وقت کے تابع ہے یعنی جب بھی عشاء پڑھ لی جائے اس کے بعد وتر پڑھے جا سکتے ہیں۔ (ہدایہ ص ۵۰ ج ۱) ور یہ اجماعی

Scanned with CamScanner

مسئلہ ہے۔ (کتاب الاجماع لابن المنذر)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے رات کے تمام حصوں میں وتر ادا فرمائے ہیں۔

من اول اللیل و اوسطه واخره فانتهی الی السحر۔ (بخاری ص ۱۳۶ ج ۱)

رات کے پہلے حصے میں درمیانے حصے میں اور آخری حصے میں سحری تک۔

جن احادیث میں آخری وقت نماز پڑھنے کی کراہت آئی ہے ان سے مراد مکروہ اوقات میں نماز پڑھنا ہے۔

☆ کسی امیر یا بااثر آدمی کے لئے وقت مقررہ سے جماعت کو آگے پیچھے کرنا گناہ ہے لیکن امام کیلئے قدرے تاخیر کرنا جائز ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وقت کی پابندی ہو تا کہ نمازیوں کیلئے سہولت رہے۔

دو نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ

دو نمازوں کو جمع کرنا جن احادیث میں آیا ہے اس سے مراد جمع حقیقی نہیں کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھا جائے بلکہ جمع صوری ہے کہ پہلی نماز کو مؤخر کیا جائے اور نماز پڑھتے ہی اس نماز کا وقت ختم ہو جائے اور اگلی نماز کا وقت شروع ہو جائے تو اگلی نماز بھی ساتھ ہی پڑھ لی جائے۔ دیکھنے والا سمجھے گا کہ شاید دو نمازیں ایک وقت میں پڑھی گئی ہیں لیکن درحقیقت ہر نماز اپنے وقت پہ ادا ہوئی ہے۔ پہلی آخری وقت میں اور دوسری پہلے وقت میں۔ پھر جمع حقیقی کی بھی دو صورتیں ہیں۔ جمع تقدیم کہ پچھلی نماز کو پہلی نماز کے وقت میں اس کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے جیسا کہ میدان عرفات میں نماز عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھا جاتا ہے اور دوسری صورت جمع تاخیر کی ہے کہ پہلی نماز کو مؤخر کر کے دوسری کے وقت میں پڑھا جائے جیسا کہ مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھا جاتا ہے۔ احناف کے ہاں جمع حقیقی صرف ان دو مقامات میں ہی ہے باقی ہر جگہ جمع صوری ہے۔

لقوله تعالیٰ ان الصلوٰة کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا وقوله

علیه السلام الصلوٰة لوقتها۔ کما مر مرارا۔

نماز جمعہ وعیدین کا وقت

جمعہ کا وقت تو وہی ہے جو ظہر کا ہے اور عیدین کا وقت یہ ہے کہ جب سورج روشن ہو جائے اس وقت سے لے کر دوپہر (استواء) تک (ہدایہ ص ۱۱۹ ج ۱)

امام جب خطبہ پڑھ رہا ہو (خواہ جمعہ کا یا عیدین و حج کا) اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری ص ۱۵۶ ج ۱)

حضرت ثعلبہ بن مالک القرظی فرماتے ہیں: ادرکت عمرو عثمان فکان الامام اذا خرج یوم الجمعة ترکنا الصلوٰة فاذا تکلم ترکنا الکلام

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۲۴ ج ۱)

میں نے حضرت عمر ؓ اور حضرت عثمان ؓ کا دور پایا کہ جب امام خطبے کیلئے جمعہ کے دن نکلتا تو ہم نماز پڑھنی چھوڑ دیتے تھے اور جب امام خطبہ شروع کرتا تو ہم کلام کرنا بند کر دیتے تھے۔

عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد عید گاہ میں اور عید کی نماز سے پہلے گھر میں بھی نفل پڑھنا مکروہ ہے اور عید پڑھ کر گھر میں آ کر کوئی نفل پڑھنا چاہیے تو جائز ہے۔

(ہدایہ ص ۱۱۸ ج ۱)

بخاری شریف ص ۲۳۵ ج ۱ پہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ (کره الصلوٰة قبل العید) عید کی نماز سے پہلے نوافل پڑھنے کو مکروہ سمجھتے۔

مجمع الزوائد ص ۲۰۲ ج ۲ پہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت حذیفہ ؓ امام کے نکلنے سے پہلے نماز پڑھنے والوں کو بٹھا دیا کرتے تھے اور حضرت ابو مسعود فرماتے

لیس من السنة الصلوٰة قبل خروج الامام یوم العید (نسائی ص ۲۳۴ ج ۱)

عید کے دن امام کے نکلنے سے پہلے نماز پڑھنا سنت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوم الفطر فصلی رکعتین

لم یصل قبلھما ولا بعدھما (بخاری، ص ۱۳۵، ج ۱)

حضور علیہ السلام عیدالفطر کے دن نکلے اور صرف دو رکعات پڑھیں۔ (نماز عیدالفطر کی) نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ بعد میں۔

جن علاقوں میں کسی نماز کا وقت ہی نہ آئے

ہمارے زمانے میں عموماً اوقات نماز کا تعین تقویم سے ہوتا ہے اور تقویم کی بنیاد جدید فلکیاتی علم (Astronomy) پر ہوتی ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ وسائل اور ذرائع مقصود نہیں ہوتے بلکہ اصل مطلوب خود مقاصد ہیں۔ اسلام نے اوقات کی بنیاد آفاقی سایوں، طلوع وغروب، شفق اور ظاہری آثار پر رکھی ہے اس لیے کہ یہ ایسے معیار ہیں جن کو سمجھنا ہر عام و خاص کو آسان اور ہر کسی کو دستیاب ہے مگر ان کی حیثیت فقط علامات کی ہے۔ اگر دوسرے ذریعہ سے گمان غالب ہو جائے کہ شریعت کا مطلوبہ وقت آ پہنچا ہے تو اس پر عمل کر لینا کافی ہوگا۔ تقویم کی یہی حیثیت ہے اور جدید ترقی یافتہ فلکیات کم از کم اس بات کا ظن غالب پیدا کرنے کیلئے کافی ہے۔

ان مقامات پر جہاں بعض نمازوں کا وقت ہی نہ ملتا ہو مثلاً آفتاب کے طلوع و غروب کے درمیان نصف گھنٹہ کا فاصلہ رہتا ہو یا چھ ماہ مسلسل دن اور چھ ماہ مسلسل رات رہتی ہو، وہاں ان نمازوں کا حکم کیا ہوگا جن کا وقت ہی نہیں آیا؟

اس سلسلہ میں فقہاء احناف کی آراء مختلف ہیں اور یہ اختلاف دراصل اس پر مبنی ہے کہ نماز کے لئے وقت کی حیثیت کیا ہے؟

ایک جماعت کے نزدیک اس کی حیثیت شرط کی ہے اور شرط ہی مفقود ہو تو ظاہر ہے وہ چیز واجب ہی نہیں ہوگی اس لیے وہ ایسے مقامات پر ان نمازوں کو ضروری قرار نہیں دیتے جن کا وقت ہی نہیں آتا۔ دوسری رائے ہے کہ وقت شرط نہیں ہے۔ ''علامت'' ہے اور ایک علامت کے نہ پائے جانے سے ضروری نہیں کہ وہ حکم ہی باقی نہ رہے۔ ایک علامت کی جگہ دوسری علامت لے سکتی ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ چاہے وقت نہ پایا جائے نماز پھر بھی واجب ہوگی اور اندازہ سے وقت متعین کر کے نمازیں ادا کی جائیں

گی۔ (فتح القدیر، ص ۱۵۶، ج ۱)

قرآن و حدیث میں عام طور پر نماز کے ساتھ جس طرح وقت کا ذکر کیا گیا ہے اس سے وقت کی ان دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک حیثیت غیر مبہم اور دوٹوک طور پر سامنے نہیں آتی مگر دو باتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت کو علامت ہی کی حیثیت دی جانی چاہیے ایک یہ کہ نماز کی پانچ وقتوں کی فرضیت بلاتخصیص تمام مسلمانوں کیلئے ہے۔ یہ عموم اسی وقت برقرار رہ سکتا ہے جب ایسے مقامات پر بھی اندازہ سے پانچوں نمازیں ادا کی جائیں۔ دوسری حضرت نواس بن سمعان کی وہ روایت جس میں آپ ﷺ نے دجال کے ظہور کے وقت ایک ایسے دن کی پیشین گوئی کی ہے جو ایک سال کے برابر ہوگا۔ جب آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا اس میں ایک ہی دن کی نمازیں کافی ہو جائیں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں بلکہ اندازہ سے نمازیں ادا کرو گے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

قلنا یارسول اللہ فذالک الیوم الذی کسنۃ ایکفینا فیہ صلوۃ یوم قال لا اقدروا لہ قدرہ (مسلم و ترمذی عن نواس بن سمعان)

ہم نے کہا، اے اللہ کے رسول، اس دن جو ایک سال کے مساوی ہوگا کیا ایک دن کی نماز کافی ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس دن اندازہ سے کام لو۔

اس حدیث نے تو گویا اس مسئلہ کو دوٹوک کر دیا ہے۔

لہٰذا ایسے مقامات پر نمازیں اندازہ سے ادا کی جائیں گی جن نمازوں کے اوقات نہ آتے ہوں وہ اوقات نماز کے درمیان جو فصل ہے اس کا تناسب ملحوظ رکھتے ہوئے نمازیں پڑھی جائیں گی۔ واللہ اعلم۔ (جدید فقہی مسائل)

مکروہ اوقات کون کون سے ہیں؟

جن اوقات میں کوئی بھی نماز (خواہ فرض ہو یا واجب سنت ہو یا نفل) پڑھنی جائز نہیں یا مکروہ ہے وہ تین ہیں۔

نمبر ۱۔ طلوع آفتاب کا وقت (جب تک سورج کی ٹکیہ کو انسان دیکھنے کی قدرت

رکھتا ہے یہ وقت طلوع آفتاب کا ہی شمار ہوگا (یعنی سورج نکلنے سے تقریباً بیس منٹ بعد تک) عالمگیری۔

طلوع صبح صادق سے لے کر (سنت مؤکدہ کے علاوہ) نفل پڑھنا بھی مکروہ ہے جب تک کہ سورج ایک یا سوا نیزے کے برابر نکل کر بلند نہ ہو جائے۔

نمبر۲-عصر کے بعد غروب آفتاب سے پہلے بھی نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ (ہدایہ ص۵۳ ج۱)

اور سورج کے سرخ ہونے سے چھپنے تک کوئی نماز جائز نہیں ہے لیکن اسی دن کی عصر اگر نہیں پڑھی تو اس وقت پڑھی جا سکتی ہے مگر کراہت تحریمی کے ساتھ۔

نمبر۳- وقت استواء یعنی سورج کے قائم ہونے سے زوال تک (عوام الناس اسی کو زوال کا وقت کہتے ہیں)

اس پر چند احادیث ملاحظہ ہوں اور پھر فقہی مسائل ذکر کیے جائیں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی فی اثر کل صلوۃ مکتوبۃ رکعتین الا الفجر والعصر (ابوداؤد ص۱۸۱ ج۱)

حضور علیہ السلام ہر فرضی نماز کے بعد دو رکعتیں ادا فرماتے تھے سوائے فجر اور عصر کے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

لاصلوۃ بعد صلوۃ الصبح حتی تطلع الشمس ولا صلوۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس (مسلم ص۲۷۵ ج۱)

صبح کی اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز (نفل) نہیں جب تک کہ سورج طلوع و غروب نہ ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ان رسول اللّٰہ نھی عن الصلوۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس وعن الصلوۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس (مسلم ص۲۷۵ ج۱)

حضور علیہ السلام نے ان مذکورہ اوقات میں سورج طلوع و غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے۔

لیبلغ شاھدکم غائبکم لا صلوۃ بعد الفجر الا سجدتین

(ابوداؤد ص۱۸۱ ج۱ ترمذی ص۸۷)

جو حاضرین ہیں وہ غائبین کو بتا دیں کہ طلوع فجر کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ کوئی نفلی نماز نہیں ہے۔

☆ سورج نکل رہا ہو یا غروب ہو رہا ہو اور بوقت استواء کوئی نماز (فرض نفل واجب قضا جنازہ سجدہ تلاوت) بھی مکروہ تحریمی ہے۔ (ہدایہ ص۵۲ ج۱)

☆ عصر اور مغرب کے درمیان سورج کا رنگ بدلنے سے پہلے پہلے سجدہ تلاوت نماز جنازہ اور قضا نماز جائز ہے۔ نوافل مکروہ ہیں۔ اسی طرح صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک عصر کے بعد غروب آفتاب تک اقامت کے وقت خطبہ جمعہ کے وقت عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن طلوع آفتاب سے عید کی نماز ادا کرنے تک (عیدگاہ اور گھر میں) اور کسی بھی نماز کا وقت تنگ ہو تو فرضوں کو ادا کیا جائے۔ نوافل مکروہ ہیں۔ اس طرح عرفات و مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کے درمیان نفل مکروہ ہیں جیسا کہ اس بارے میں احادیث بھی ہیں۔ (مسلم ص۲۹۷ ج۱ بخاری ص۲۲۷ ج۱)

☆ اوقات مکروہ میں اگر سجدۂ تلاوت فرض ہوا یا جنازہ انہی اوقات میں آیا (نہ کہ پہلے سے رکھا ہوا ہو اور مکروہ وقت آ جائے یا سجدہ پہلے سے واجب ہوا اور اس وقت ادا کرنا چاہتا ہے) تو ان کی ادائیگی جائز ہے۔ (عالمگیری ص۵۲ ج۱)

عین خطبہ کے وقت خواہ وہ خطبہ جمعہ یا عیدین کا ہو یا گرہن و استسقاء کا نوافل ادا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری ص۵۲ ج۱)

کعبہ کی چھت پہ راستوں پہ جانوروں کے ذبح ہونے کی جگہ غسل خانے حمام نالے پاخانہ کی چھت بیت الخلاء چوپایوں کے بندھنے کی جگہ (سوائے بکریوں کے باڑہ

کے) جنگل میں بغیر سترہ کے مغصوبہ زمین' ان تمام مقامات پہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار) اس بارے حدیث میں ہے۔

الارض كلها مسجد الاالمقبرة والحمام (ترمذی ص ۷۳)

ساری زمین مسجد ہے (وہاں نماز پڑھی جاسکتی ہے) مگر قبرستان اور حمام۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصلى فى سبعة مواطن المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطريق و فى الحمام و فى معاطن الابل و فوق ظهر بيت الله (ترمذی ص ۷۷)

ترجمہ مسئلہ کے ضمن میں گزر چکا۔

یادرہے! اس بارے میں مندرجہ ذیل مسائل اجماعی ہیں۔

☆ بکریوں کے باڑہ میں نماز جائز ہے۔

امام شافعی کے نزدیک شرط ہے کہ بکریوں کے پیشاب سے جگہ پاک ہوتو نماز جائز ہے ورنہ نہیں۔ (ابن المنذر)

☆ حائضہ عورت سے (ایام ماہواری میں) نماز معاف ہے۔

☆ ایام ماہواری کی نمازوں کی قضا واجب نہیں۔

☆ حائضہ پر ایام حیض کے روزوں کی قضا واجب ہے۔

☆ زچہ عورت پر غسل طہارت واجب ہے۔

☆ بحالت حیات بکری' اونٹ اور گائے کا جو عضو کاٹ کر الگ کر لیا جائے وہ نجس ہے۔

☆ مذکورہ جانوروں کے جیتے جی ان کے بال' اون اور گوبر سے استفادہ جائز ہے۔

☆ ایک شخص نے پچھلی رات دو نوافل شروع کئے ابھی ایک ہی پورا ہوا کہ سورج طلوع ہو گیا تو اس کو چاہیے کہ مکمل کرے کیونکہ یہ نفل بعد فجر کے بلا ارادہ ہوئے ہیں۔ (شامی)

☆ فجر کی سنتیں اگر فرض کے ساتھ قضا ہو جائیں تو زوال سے پہلے پہلے فرضوں کے

ساتھ سنتوں کی بھی قضا کرے۔ (عالمگیری)

بعض متبرک اوقات

جس طرح کچھ اوقات میں عبادت کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ اس طرح کچھ اوقات ایسے ہیں کہ جن میں عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے بہت قریب ہوتا ہے اور بعض اوقات بندوں کے اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات اللہ تعالیٰ بعض امور کا فیصلہ فرماتا ہے حالانکہ وہ زمان ومکان سے بلند و بالا ہے اور ہر شئی کی حقیقت کو جاننے والا ہے۔ ان چند متبرک اوقات کی نشاندہی ملاحظہ فرمائیں۔

ينزل ربنا كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث اليل (مسلم ص ۲۵۸)

ہمارا پروردگار ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے مطابق ہے) جب رات کا تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔

۲-تعرض الاعمال يوم الاثنين والخميس (ترمذی ص ۱۳۱)

بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کو بارگاہ رب العزت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

۳-شعبان کی پندرھویں رات کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس رات اپنی خاص تجلی کو ظاہر فرماتا ہے۔ (ترمذی ص ۱۳۰)

۴-حدیث میں ہے کہ ہر رات میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس میں مانگی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔ (مسلم ص ۲۵۸)

عرض کیا گیا کونسی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ فرمایا جوف اللیل جو دعا رات کے درمیانے حصے میں کی جائے۔ (ترمذی ص ۵۰۴)

زوال کی گھڑی کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ فاحب ان يصعد لى فيها عمل صالح میں چاہتا ہوں کہ اس گھڑی میرے نیک عمل اوپر جائیں۔ (ترمذی ص ۹۵)

۵-صبح اور عصر کی نماز میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ (مسلم ص ۲۲۷ ج ۱)

اسی طرح لیلۃ القدر کے فضائل اپنی جگہ ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ وقت کی قدر کرنی چاہیے۔ ہم ایسے بدنصیب ہیں کہ شب برات جیسی بابرکت رات کو آتشبازی کی "نذر" کر کے بھی نادم وشرمندہ نہیں ہوتے۔

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرے حال دیکھو
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھو

مسائل وآداب مسجد

مسجد کے فضائل کے بارے میں پہلے حصے میں کافی احادیث لکھی جا چکی ہیں۔ ان کے علاوہ ہماری کتاب "اٹھارہ تقریریں" میں فضیلت مسجد پہ ایک بڑی جامع تقریر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ یہاں صرف آداب ومسائل مسجد کے بیان پہ اکتفا کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

☆ مسجد کے اندر وضو کرنا' کلی کرنا' تھوکنا بے ادبی اور مکروہ ہے۔ البتہ مجبوری کی صورت میں تھوک یا رینٹھ اپنے کپڑے میں لیا جا سکتا ہے۔ مسجد میں شجرکاری مکروہ ہے لیکن اگر زمین نمی والی ہو تو درخت لگا کر نمی میں کمی کرنا جائز ہے۔

☆ کپڑوں کی سلائی اور اجرت پہ کتابت یا کوئی بھی کام کرنا مکروہ ہے اور بلا اجرت جائز۔

☆ مسجد کی اشیاء کو ذاتی استعمال کیلئے گھر لے جانا منع ہے۔ (عالمگیری)

☆ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لی جائے اس طرح اعتکاف کے ثواب کے ساتھ مسجد میں سونا اور کھانا بھی جائز ہو جائے گا۔

مسجد کے پندرہ آداب

نمبر ۱- مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا۔
نمبر ۲- دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کرنا۔
نمبر ۳- مسجد میں خرید وفروخت نہ کرنا۔
نمبر ۴- تلوار میان سے نہ نکالنا (اسی طرح موجودہ اسلحہ بھی ظاہر نہ کرنا) نمبر ۵- گمشدہ چیز مسجد میں تلاش نہ کرنا۔ نمبر ۶- ذکر الٰہی کے سوا مسجد میں آواز بلند نہ

کرنا۔ نمبر ۷- دنیوی باتوں سے پرہیز کرنا۔ نمبر ۸- آگے جانے کے لئے لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگنا۔ نمبر ۹- کسی خاص جگہ میں بیٹھنے کیلئے ضد نہ کرنا۔ نمبر ۱۰- صف میں دوسروں کو تنگ کر کے جگہ نہ بنانا۔ نمبر ۱۱- نمازی کے آگے سے نہ گزرنا۔ نمبر ۱۲- مسجد میں تھوکنے سے باز رہنا۔ نمبر ۱۳- انگلیاں نہ چٹخانا۔ نمبر ۱۴- دیوانے' چھوٹے بچوں اور ہر قسم کی نجاستوں سے مسجد کو پاک رکھنا۔ نمبر ۱۵- اللہ کی یاد کثرت کے ساتھ کرنا۔

(درمختار ج ۲' احکام المسجد)

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل آداب بھی ملحوظ رہیں۔

☆ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پھر بایاں پاؤں اندر رکھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے: اللھم افتح لی ابواب رحمتك۔ (مسلم' ص ۲۴۸' ج ۱)
اور نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے نکالنا سنت ہے اور ساتھ یہ دعا پڑھنا۔
اللھم انی اسئلك من فضلك۔

☆ ہر قسم کی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں جانا (جیسے لہسن و پیاز کے بارے تو احادیث ہیں اسی طرح کوئی بدبودار چیز مسجد میں لے جانا) نسوار' سگریٹ' بیڑی' حقہ' سگار استعمال کر کے منہ سے بو ختم کیے بغیر مسجد میں جانا منع ہے۔

مسجد میں خوشبو کا اہتمام کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر ہر جمعہ کے دن مسجد میں (خوشبو کی) دھونی دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ' ص ۳۶۳' ج ۲)

☆ جوئیں یا کھٹمل وغیرہ مسجد میں مارنا یا پھینکنا مکروہ ہے۔

☆ مسجد کا چندہ مسجد کی ضروریات کیلئے ہی خرچ ہونا چاہیے۔ نقش ونگار یا تزئین کیلئے کوئی اپنے ذاتی مال سے پیسہ خرچ کرے تو ٹھیک ہے' مسجد کے فنڈ سے جائز نہیں۔

(بحر الرائق' ص ۳۷' ج ۲)

اذان کے مسائل

اذان کے فضائل قرآن وسنت کی روشنی میں پہلے حصے کے اندر آپ ملاحظہ کر

چکے۔ یہاں صرف اذان کے مسائل کا بیان مقصود ہے۔

پانچ فرضی نمازوں کیلئے اذان کہنا سنت ہے۔ (ہدایہ ص ۵۴ ج ۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تین طرح کے لوگ بروز قیامت کستوری کے ٹیلوں پہ ہوں گے ان میں سے ایک وہ ہے ینادی بالصلوات الخمسة کل یوم ولیلة (ترمذی ص ۲۹۲) جو پانچ وقت نماز کے لئے اذان دے۔ پانچ نمازوں کے علاوہ (بشمول جمعہ) اور کسی نماز کیلئے اذان و اقامت کا حکم نہیں چاہے نماز سنت ہو یا وتر واجب یا تراویح وعیدین یا نماز استسقاء یا جنازہ وغیرہ۔

(ہدایہ ص ۵۴)

ہاں نماز تہجد کے لیے اذان کا ذکر احادیث میں ہے۔ خطرہ کے وقت شیاطین اور جنوں کو بھگانے کیلئے اذان ثابت ہے۔ اسی طرح نومولود کے کان میں اذان و اقامت مستحب ہے۔ حضرت عبید بن ابی رافع فرماتے ہیں۔

رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذن فی اذن الحسن بن علی حین ولدتہ فاطمة بالصلوة (ترمذی ص ۲۳۸)

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں امام حسن پیدا ہوئے تو میں نے خود دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے ان کے کان میں نماز کی سی اذان پڑھی۔

اذان و اقامت کیلئے نیت شرط نہیں لیکن ثواب نیت کے بغیر نہیں ملتا اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے یعنی دل میں ارادہ رکھے کہ میں یہ اذان صرف ثواب کیلئے اور اللہ کی خوشنودی کے لئے کہہ رہا ہوں۔

اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا مستحب ہے۔ (ہدایہ ص ۵۵ ج ۱)

حضور علیہ السلام نے حضرت بلال سے فرمایا۔

ان یجعل اصبعیه فی اذنیه وقال انه ارفع لصوتك (ابن ماجہ ص ۵۲)

اذان کے وقت اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالو اس سے تمہاری آواز بلند ہوگی۔

اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت تیزی سے پڑھی جائے۔ (درمختار ص ۶۳ ج ۱)

ترمذی شریف ص ۵۵ پہ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلال سے فرمایا۔

اذا اذنت فترسل واذا اقمت فاحدر۔ جب تو اذان پڑھی تو ترسیل یعنی آرام و سکون سے پڑھ اور جب اقامت کہے تو حدر یعنی جلدی پڑھو۔

مؤذن کیلئے ضروری ہے کہ نماز کے اوقات اور دیگر ضروری مسائل کو جانتا ہو ورنہ ثواب میں کمی ہوگی۔ (قاضی خان ص ۳۸)

لقولہ علیہ السلام لیؤذن لکم خیارکم (ابوداؤد ص ۸۷ ج ۱)

تم میں سے اچھے اور سمجھدار لوگ اذان کہا کریں۔

موذن عاقل بالغ مرد ہو مجنوں و دیوانہ نہ ہو (ایسے کی اذان لوٹائی جائے گی)
(درمختار ص ۶۴ ج ۱)

دس بارہ سال کا سمجھدار لڑکا اذان دے سکتا ہے۔ (ایضا)

عورت کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے اور مردوں کیلئے سنت ہے۔ (ہدایہ ص ۵۷ ج ۱)

بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے۔

لیس علی النساء اذان ولا اقامة۔

عورت نہ اذان دے سکتی ہے نہ اقامت کہہ سکتی ہے۔ (۴۵۸ ج ۱)

جب عورت اذان اقامت نہیں کہہ سکتی خطبہ نہیں دے سکتی۔ نماز نہیں پڑھا سکتی تو گانے کیسے گا سکتی ہے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جس گھر سے عورت کی آواز بلند ہو وہاں سے کبھی نحوست نہیں ختم ہو سکتی۔ اقبال کہتے ہیں

بتولے باش پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

قبلہ کی طرف چہرہ کرکے اذان پڑھنا مستحب ہے۔ (ہدایہ ص ۵۵ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

فاستقبل القبلة وقال الله اكبر الله اكبر (ابوداؤد ص ۷۵)
(فرشتے نے) قبلہ کی طرف منہ کیا اور اذان کہی۔

حیّ علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں چہرہ پھیرنا بھی مستحب ہے۔ (درمختار ص ۶۳ ج ۱)

ٹیپ ریکارڈر ریڈیو یا ٹی وی وغیرہ پہ اذان و اقامت و امامت و سجدۂ تلاوت کی آیت سننے سے نہ سجدۂ تلاوت لازم ہوگا اور نہ ہی اذان و اقامت و امامت ہوگی۔ بلکہ محض اس کا صوتی اور لفظی تکرار ہوگا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء نے سکھائے ہوئے پرندوں کی آواز اور تلاوت کو اصل تلاوت کا درجہ نہیں دیا ہے اور اسی لیے اس کی وجہ سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ ولا تجب اذا سمعها من طير هوالمختار وان سمعها من الصدى لاتجب عليه كذافي الخلاصة۔

ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر سے تلاوت ہو تو یہاں ایک اور مسئلہ ہے اور وہ یہ کہ کیا اس کے بھی وہی آداب ہوں گے جو براہ راست قاری سے سننے کے ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن سننے کے آداب کا تعلق ان تمام صورتوں سے ہے جن میں کسی مسلمان کے کان میں کلام الٰہی کے الفاظ پہنچ جائیں خواہ وہ خود تلاوت کرنے والے کی زبان سے ہو یا کسی اور ذریعہ سے اس لیے سماعت کے آداب یعنی خاموشی اختیار کرنا اور قرآن مجید کی طرف متوجہ رہنا ٹیپ ریکارڈر اور ریڈیو سے قرآن سنتے وقت بھی ضروری ہے اور سننے والے کو چونکہ اسی بنیاد پر اجر ملتا ہے اس لیے انشاء اللہ اجر بھی ملے گا۔ (جدید فقہی مسائل)

☆ مسجد کے باہر اذان دینا مستحب امر ہے چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنی نجار کی ایک عورت سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں۔

كان بيتي من اطول بيت كان حول المسجد فكان بلال يؤذن عليه
(ابوداؤد ص ۷۷ ج ۱)

میرا گھر سب گھروں سے اونچا تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس پہ چڑھ کر اذان کہتے

تھے۔

☆ اذان باوضو کہی جائے اگرچہ بے وضو اذان پڑھنا جائز ہے لیکن اس کی عادت بنالینا بری بات ہے۔ علماء نے لکھا ہے اس سے بیماری پھیلتی ہے اور جنابت کی حالت میں اذان پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (ہدایہ ص ۷۵ ج ۱، درمختار ص ۶۴ ج ۱، مراۃ شرح مشکوٰۃ)

☆ عربی زبان میں اذان و اقامت کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی اور زبان میں اذان ہی کے الفاظ کہے اور لوگ اس کو اذان ہی سمجھے اور مسجد میں آ گئے تو بھی اذان کی سنت ادا نہ ہوئی۔ (شامی ص ۲۸۲ ج ۱)

☆ ایک شخص کا ایک ہی نماز کی اذان دو مسجدوں میں دینا مکروہ ہے بلکہ جس مسجد میں فرض پڑھے اس میں اذان دے۔

☆ اذان و اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام کرنا ناجائز ہے خواہ کسی کے سلام کا جواب ہی دیا۔ (درمختار ص ۶۳ ج ۱)

☆ اگر دوران اذان مؤذن کو کوئی حادثہ پیش آ گیا۔ مثلاً غشی یا بے ہوشی یا موت واقع ہوگئی تو اذان کا اعادہ کیا جائے۔

☆ اذان و اقامت کا حکم قضا و ادا دونوں نمازوں کیلئے ہے اور مسافر جب جماعت سے نماز پڑھیں تو اس کا ترک کرنا ان کے لیے مکروہ ہے۔
(جامع صغیر ص ۱۱، ہدایہ ص ۷۵ ج ۱)

☆ گھر میں نماز پڑھنے والوں کیلئے محلّہ کی مسجد کی اذان کافی ہے۔ (ہدایہ ص ۵۸ ج ۱)

☆ اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا چاہیے۔ سوائے مغرب کی اذان کے (جامع صغیر ص ۱۰) بلکہ مغرب کی اذان کے بعد مسنون دعا پڑھنے کے علاوہ تین چھوٹی آیات کے توقف کے بعد اقامت کہی جائے۔ اذان سے بالکل متصل اقامت کہہ دینا بھی مکروہ ہے۔ (درمختار ص ۶۳ ج ۱)

☆ جمعہ کی اذان اول سن کر تمام کام چھوڑ دیئے جائیں اور مسجد میں حاضر ہونے کی سعی کی جائے اس وقت خرید و فروخت یا کوئی اور کام (جمعہ کی تیاری کے علاوہ) مکروہ

تحریمی ہے اور اذان ثانی کے بعد کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔ (فاسعوا الی ذکر اللّٰہ و ذروا البیع...... الجمعہ:۹)

☆ وقت سے پہلے اذان دینا جائز نہیں۔

اذان دے کر بلا عذر مسجد سے نکلنا مکروہ ہے بلکہ نماز با جماعت پڑھ کر جائے۔ حضور علیہ السلام نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا۔ فھو منافق۔ یہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ ص۵۳)

اذان کے بعد تھویب کا مسئلہ

متاخرین نے تھویب مستحسن رکھی ہے یعنی اذان کے بعد نماز کیلئے دوبارہ اعلان کرنا اور اس کیلئے شرع میں کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں بلکہ جو وہاں کا عرف ہو الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول یا قامت قامت (بہار شریعت، ص۲۲، ج۳)

اس بارے میں یہ کہنا کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے تھویب والوں کو بدعتی قرار دیا تھا۔ اس کے جواب میں ایک فتویٰ ملاحظہ ہو جو دلائل سے بھرپور ہے۔

نیت حسنہ سے، سستی وغفلت دور کرنے کیلئے بعد اذان (تھویب) جائز و مستحسن ہے کہ یہ شمولیت جماعت نماز کے لئے بلانا ہے تو دعوت الی اللہ تعالیٰ بنا جو نہایت ہی مستحسن ہے۔ حضرت رب العالمین جل وعلا کا حکم مبین ہے۔ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللّٰہ الایۃ اور امر بالمعروف ہے حالانکہ ارشاد ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف الایۃ اور نیکی پر تعاون ہے جو قد قال اللّٰہ تعالیٰ: وتعاونوا علی البر والتقوی اور ان کے سوا بکثرت آیات متظافرہ و متظاہرہ اور احادیث متوافرہ ومتکاثرہ سے یہ معانی روز روشن کی طرح ثابت ہیں۔ لہٰذا فقہائے کرام نے مستحسن فرمایا۔ مبسوط ص۱۳۱، جلد۱، ص۶۲، ہدایہ، کفایہ ص۲۱۵، جلد۱، فتاویٰ قاضی خان ص۳۷، بدائع ص۱۴۸، جلد۱، تبیین الحقائق ص۶۲، جلد۱ وغیرہا میں بالفاظ متقاربہ ہے۔ استحسن المتاخرون التثویب فی الصلوات کلھا لظھور التوانی فی الامور

الدینیۃ۔ عنایہ، ص۲۱۴، جلد۱، شامی ص۳۶۲ جلد۱ وغیرہما ہیں اس کے عرف ورواج پڑ جانے سے استدلال کی طرف حدیث مرفوع حکمی وماراہ المسلمون حسنا فھو عنداللّٰہ حسن ذکر کرتے ہوئے اشارہ فرمایا۔ نیز مبسوط ص۱۳۰، جل۱، بدائع ص۱۴۹، جلد۱، سراجیہ ص۹، کفایہ ۲۱۴، جلد۱، خلاصۃ الفتاوی ص۴۹، جلد۱، تبیین الحقائق ص۹۲، جلد۱، بحر الرائق ص۲۶۰، جلد۱، مجمع الانہر ص۷۷ جلد۱، در المنتقی ص۷۷ جلد۱، ہندیہ ص۲۹، جلد۱ بیان تھویب میں ہے ماتعارفوہ حالانکہ ردالمحتار ص۲۶۲ جلد۲ وص۲۶۳ اور رسائل شامی ص۱۳۲ جلد۲ اور بحر الرائق ص۱۳۶ جلد۶ میں کافی سے ہے۔ والاحکام تبتنی علی العرف فیعتبر فی کل عصر عرف اھلہ۔ نیز شامی ص۵۱۸ جلد۳ میں ہے۔ وفی شرح البیری عن المبسوط ان الثابت بالعرف کالثابت بالنص اور ممانعت تھویب میں کوئی حدیث صحیح متصل مرفوع حقیقی یا حکمی ایسی نہیں ملتی جو مطلقاً ممانعت ثابت کرے بلکہ بالتخصیص بھی نہیں اور وہ حدیث مرفوع حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو بکلمات متقاربہ سنن ترمذی ص۳۴ جلد۱ اور بیہقی ص۴۲۴ جلد۱ میں ہے۔ امر بلال ان یثوب فی صلوٰۃ الصبح ولا یثوب فی غیرھا تو اولاً یہ حدیث صحیح و متصل نہیں۔ بیہقی فرماتے ہیں وھذا ایضا مرسل فان عبدالرحمن بن ابی لیلی (الراوی عن بلال) لم یلق بلالا اور ترمذی فرماتے ہیں وابواسرائیل الراوی عن الحاکم) لم یسمع ھذا الحدیث من الحاکم۔ نیز ابواسرائیل کے متعلق فرماتے ہیں ولیس بذلك القوی عند اھل الحدیث اور ثانیاً اس تھویب سے مراد عند الجمہور وہ تھویب ہے جو اذان کے درمیان ہو ترمذی فرماتے ہیں: والذی فسر ابن المبارك واحمد ان التثویب ان یقول المؤذن فی صلوٰۃ الفجر الصلوٰۃ خیر من النوم فھو قول صحیح اور سنن بیہقی کی تیسری حدیث مسند کے آخر میں ہے۔ فکان یقول (ای بلال) فی اذانہ حی علی الفلاح الصلوٰۃ خیر من النوم۔ نصب الرایہ ص۲۷۹، جلد۱ میں ہے۔ وقال الباقون (ای غیر اصحابنا) ھو قولہ فی الاذان الصلوٰۃ خیر من النوم تو نباءً علیہ اس حدیث کا تعلق تھویب مسؤل عنہ کے ساتھ سرے سے ہے ہی نہیں اور ہمارے فقہائے کرام کے نزدیک گو اس تھویب سے مراد تھویب بعد

ازاذان ہی ہے مگر یہ حکم معلول بہ علت خاصہ وجوداً (فی الفجر) اوعدماً (فی غیر الفجر) ہے اور وہ ہے غفلت و تکاسل تو چونکہ اس پاک زمانہ میں نمازی غفلت سے پاک تھے البتہ وقت فجر میں احتمال تھا تو اس میں امر آیا اور باقی نمازوں میں ممانعت مگر چونکہ رفتہ رفتہ سستی بڑھ گئی تو علماء نے جائز و مستحسن کا فتویٰ دیا جس سے واضح ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تثویب والوں پہ ناراضگی کا اظہار کیوں فرمایا چونکہ اس دور میں سستی نہیں تھی اور تثویب سے غفلت پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اور جب وہ بات نہ رہی تو اب تثویب غفلت دور کرنے والی ٹھہری۔ (فتاویٰ نوریہ ص ۱۳۲ ج ا ملخصاً)

☆ اذان کا مقصود نماز کا اعلان اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کی اطلاع دینا ہے۔ اس مقصد کیلئے فقہاء بسا اوقات ایسی باتوں کی بھی اجازت دیتے ہیں جو اذان کے عام اصول کے خلاف ہے۔ مثلاً اذان کے وقت آدمی کو قبلہ رخ ہونا چاہیے اور "حی علی الصلوٰۃ" اور حی علی الفلاح" کے کلمات کے وقت سینہ کے انحراف کے بغیر صرف گردن دائیں اور بائیں موڑنا چاہیے لیکن اگر مینارہ میں اذان دی جارہی ہو اور مینارہ کی وسعت کی وجہ سے اپنی جگہ رہتے ہوئے صرف گردن موڑنے کے بعد دائیں اور بائیں جانب باہر کو آواز پہنچانی مشکل ہو تو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنے پورے وجود کو دائیں اور بائیں جانب پھیر دے۔

وان استدار فی صومعته فحسن و مراده اذا لم یستطع تحول الوجه یمینا وشمالا مع ثبات قدمیه مکانهما کما هو السنة بان کانت الصومعة متسعة فاما من غیر حاجة فلا. (ہدایہ ص ۷۷ ج ا)

لاؤڈ سپیکر چونکہ اس مقصد کیلئے بہت مفید اور کار آمد ہے اور کسی شرعی ممانعت کے بغیر نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ دور دور تک اس کے ذریعہ آواز پہنچائی جاسکتی ہے اس لیے اس کا استعمال بہتر اور مستحسن ہوگا۔ (جدید فقہی مسائل)

اذان کا جواب دینا

اذان کا جواب دینا مرد وعورت ہر ایک کے لئے مستحب ہے اور بعض نے واجب

لکھا ہے مگر معتمد اور ظاہر مذہب استحباب کا ہے۔ (قاضی خاں ص ۳۸ ج ۱) زبانی جواب سننا یعنی وہی کلمات دہرانا جو مؤذن کہہ رہا ہے اور حیی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کے وقت لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا مستحب ہے اور عملاً نماز کی تیاری کرنا فرض ہے۔ جب مؤذن الصلوٰۃ خیر من النوم کہے تو اس کے جواب میں صدقت و بررت کہا جائے۔ (کتاب الاذکار للنووی ص ۳۷)

سات حالتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیے: ۱- نماز کی حالت میں ۲- حیض و نفاس کی حالت میں ۳- خطبہ کے وقت ۴- علم دین کی درس و تدریس کے وقت ۵- حقوق زوجیت ادا کرتے وقت۔ ۶- کھانا کھاتے وقت ۷- پیشاب پاخانہ کرتے وقت۔

☆ اذان و اقامت کے وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے اسی طرح اذان و اقامت کے درمیانی وقت میں بھی (ابوداؤد ص ۳۴۴ و ص ۷۷ ج ا، ترمذی ص ۵۸) (لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامة)

اذان کے بعد مانگی جانے والی دعا کے بعض الفاظ پہ ایک سوال اور اس کا مکمل جواب اپنے استاذ محترم کے قلم سے لکھ رہا ہوں پہلے ارادہ تھا کہ مختصر کردوں مگر جواب ایمان افروز ہے کہ چند الفاظ کی تسہیل کے علاوہ حرف بحرف ہی نقل کرنے میں سعادت سمجھی۔ اس میں بیان ہونے والی حدیث قدسی (عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ) پوری تفصیل کے ساتھ ایک مکمل تقریر کی صورت میں دیکھنی ہو تو ہماری کتاب الباقیات الصالحات کا مطالعہ کیجئے۔

ایک سوال اور اس کا جواب بصورت "فتویٰ"

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو مقام محمود عطا ہونے کا قرآن کریم میں اعلان و وعدہ ہوگیا اور اللہ پاک کا وعدہ سچا ہی ہوسکتا ہے اور ہم سب کو اس کی صداقت کا یقین کامل ہونا لازم ہے تو جب ایک فیصلہ ہوچکا اور اس میں تبدل وتغیر کا کوئی امکان نہیں۔ ہر طرح کے شک وشبہ سے بالا ہے پھر ہمیں اذان کے بعد اس دعا کی کیوں

تلقین فرمائی گئی ہے:

اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة ات محمدا ن الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة وابعثه مقاما محمودان الذى وعدته وارزقنا شفاعته يوم القيمة انك لا تخلف الميعاد

(صحیح بخاری ۲/۶۸۶، مسلم ۱/۱۲۶)

''اے اللہ! اس مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد ﷺ کو مقام وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور آپ کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے دن آپ کی شفاعت نصیب فرما' بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا''۔

(اس سوال کے جواب سے پہلے بطور تمہید دعا کے بارے میں اتنا یاد رہے کہ)

۱- کبھی دعا اس لئے مانگی جاتی ہے کہ جو ہمارے پاس نہیں وہ مل جائے۔

۲- کبھی دعا اس لئے مانگی جاتی ہے کہ جو میرے پاس ہے کم ہے اس میں اضافہ ہو جائے۔

۳- کبھی دعا اس لئے مانگی جاتی ہے جو ملا ہے ہمیشہ میرے پاس رہے چھن نہ جائے۔

۴- کبھی دعا مانگنے سے محض اپنے خلوص وفدویت کا اظہار مقصود ہوتا ہے تاکہ متعلقہ ذات کی خوشنودی حاصل رہے اور دعا مانگنے والے پر مزید نوازشات ہوتی رہیں۔

ہمیں سورۂ فاتحہ میں تعلیم دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی یوں تعریف کریں: **الحمدللہ رب العلمین الرحمن الرحیم** ''سب تعریفیں اللہ پروردگار جہاں کیلئے جو رحم فرمانے والا نہایت مہربان ہے''۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے کہے بغیر اللہ پاک تعریفوں کے لائق نہیں......؟ اللہ اکبر ''اللہ سب سے بڑا ہے''......تو کیا ہمارے کہے بغیر وہ سب سے بڑا نہیں؟ سبحان اللہ ''اللہ پاک ہے''......کیا ہمارے کہنے سے پاک ہوا؟ وہ تو پہلے ہی پاک تھا'

ہے' رہے گا۔ **تبارك الله** ''اللہ بڑا بابرکت ہے''......کیا میرے کہنے سے بابرکت ہو گیا؟ **سبحان ربی العظیم** ''پاک ہے میرا بڑا پروردگار''......**سبحان ربی الاعلی** ''پاک ہے میرا خدائے بزرگ''......اسی طرح ہم درود وسلام پڑھتے ہیں جبکہ اللہ اور اس کے فرشتے پہلے ہی یہ کام کر رہے ہیں پھر بھی ہم کہتے **اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد** ''اے اللہ محمد ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیج (رحمت نازل فرما)......وہ فرماتا ہے **سلام علی المرسلین** ''سارے رسولوں پر سلام۔ ہم پھر بھی کہتے ہیں **السلام علیك ایھا النبی** اے نبی آپ پر سلام ہو۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو حکم دیا **واذکر ربك كثيرًا وسبح بالعشی والابكار** ''اپنے رب کا بہت ذکر کر اور شام وصبح اس کی پاکی بول''۔ (۴۱/۳) **فسبح بحمد ربك**۔ اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو''۔

اسی طرح قرآن پاک میں دیگر سینکڑوں مقامات پر اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے پاک ہونے کے باوجود پھر بھی اپنے بندوں کو حکم دے رہا ہے کہ میری پاکی بولو۔ میری پاکی بیان کرو! کیا وہ ذات ہمارے تسبیح سے پہلے مقدس' اقدس' سبحان' طیب' طاہر نہیں؟ یقیناً وہ دائما ان صفات حسنہ سے متصف اور ہر عیب وقبح سے پاک صاف ہے۔ وہ خود پاک ہے کسی کے پاکی بولنے سے پہلے بھی پاک ہے۔ وہ الہ ہے رب ہے' خالق ہے' مالک ہے' معبود ہے' حاکم ہے' کسی کے ماننے' نہ ماننے سے اس کی شان میں فرق نہیں پڑتا۔ وہ اپنی ان صفات ومقامات کا ازل سے ابد اور ہمیشہ ہمیشہ سے موصوف ہے۔ اس کی ذات وصفات کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا سرمدی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان (حدیث قدسی میں) ہے:

يا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی و جعلته بينكم محرما فلا تظالموا يا عبادی كلكم ضال الا من هديته فاستهدونی اهدكم يا عبادی كلكم جائع الا من اطعمته فاستطعمونی

Scanned with CamScanner

اطعمكم يا عبادى كلكم عارالامن كسوته فاستكسونى اكسكم' يا عبادى انكم تخطؤن بالليل والنهار وانا اغفر الذنوب جميعاً فاستغفرونى اغفرلكم' يا عبادى انكم لن تبلغوا ضرى فتضرونى ولن تبلغوا نفعى فتنفعونى يا عبادى لوانكم اولكم واخر كم وانسكم وجنكم كانوا على اتقى قلب رجل واحد منكم مازاد ذلك فى ملكى شيئا يا عبادى لوان اولكم واخر كم وانسكم وجنكم قاموا فى صعيد واحد فسألونى فاعطيت كل انسان مسألته مانقص ذلك مما عندى الاكما ينقص المخيط اذا ادخل البحر' يا عبادى انما هى اعمالكم احصيها عليكم ثم او فيكم اياها فمن وجد خيرا فليحمدالله ومن وجد غير ذلك فلا يلومن الانفسه

''اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم کرنا حرام کر دیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے سو ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو! اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں نے ہدایت دی سو مجھ سے ہدایت مانگا کرو! اے میرے بندو! جسے میں کھلاؤں اس کے بغیر تم سب بھوکے ہو۔ سو مجھ سے کھانا مانگو' میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! میرے پہنائے بغیر تم سب ننگے ہو' سو مجھ سے لباس مانگو کہ تمہیں لباس پہناؤں۔ اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخش دوں گا' سو مجھ سے بخشش مانگو' میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے کہ تکلیف پہنچاؤ اور تم مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے کہ نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے پچھلے انسان اور جن تم میں سے پرہیزگار ترین آدمی کے دل والے ہوں اس سے میری حکومت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا اور پچھلا' ہر انسان

اور جن تم میں سے مجرم ترین شخص کے دل والا ہو' اس سے میری حکومت میں ذرہ برابر کمی نہ ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا پچھلا انسان جن ایک کھلے میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگے اور میں ہر ایک کو اس کا مانگا دیدوں تو میرے پاس موجود خزانوں میں بس اتنی کمی ہوگی جتنی سمندر میں ڈالی گئی سوئی سے پانی میں کمی ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ ہیں تمہارے اعمال جو میں گن گن کر رکھ رہا ہوں پھر تمہیں ان کا صلہ پورا پورا ملے گا جسے بھلائی ملے اللہ کی حمد و ثناء (شکر) کرے جسے کچھ اور (گناہوں کی سزا) ملے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے''۔ (صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ' ص۲۰۲)

پس جو ذات اقدس تمام مخلوق سے اس قدر غنی ہے کہ نہ اس کو کسی کے ایمان اور نیک عمل سے کوئی فائدہ' نہ کسی کی بدعملی سے ذرہ بھر نقصان' اس نے ہمیں نیکی کا حکم آخر کیوں دیا؟ ساری دنیا اس کی عبادت گزار و اطاعت شعار ہو جائے تو اس کی عزت و عظمت' شان و شوکت میں ذرہ بھر اضافہ نہیں ہوتا کوئی اسے بڑا کہے' عظیم کہے' رحمان و رحیم کہے' شفیق و مہربان کہے' علیم و حلیم کہے' نہ کہے وہ تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ ساری دنیا اس سے باغی ہو جائے اس کا انکار کر دے۔ اس کی عظمت و حرمت میں' ملک و ملک و شہنشاہیت میں۔ اس کی حکومت و جباریت و قاہریت میں دوسروں کو شریک کر دے۔ اس کے وجود و صفات کا انکار کر دے۔ اس کی عبادت سے سرتاب ہو جائے۔ تب بھی اس کی عظمت و شوکت میں فرق نہیں پڑتا۔ اگر ان سوالوں کو سمجھ لیا جائے تو یہ سوال سمجھنا چنداں دشوار نہ رہے گا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کو مقام محمود پر فائز کرنے کا وعدہ کر لیا اور اس کا وعدہ پکا ہے۔ اس کے وعدہ و وعید میں خلف نہیں ہو سکتا جو فرما دے پتھر پر لکیر ہے۔ اس کی بات بدلتی نہیں۔ اس کے اعلان کو کوئی ملتوی کرنے والا نہیں جو چاہے کرے کوئی اس کے ارادے میں حائل نہیں ہو سکتا۔ فعال لما یرید ہے۔ (۸۵/۱۶) ظاہر ہے کہ مقام محمود پر فائز ہونا سرکار ﷺ کا مقدر اور اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔ یہ ہماری یا کسی کی دعاؤں کا محتاج نہیں۔ یہ فیصلہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا۔ ہاں اس

کاظہور کامل اور ہر ایک کو نظر آنے والا منظر قیامت کے دن سامنے آئے گا جسے اپنے دیکھ کر خوش ہونگے اور مخالفین و معاندین دیکھ کر جلیں گے۔ بقول مولانا حسن رضا بریلوی رحمہ اللہ۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر میں — کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

مقام محمود اور حدیث شفاعت

عسٰی ان یبعثك ربك مقامًا محمودًا ۔قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری تعریف کریں (حمد کریں)"۔(بنی اسرائیل:۷۹/۱۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان قیامت کے دن روک لئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ غمزدہ و مغموم ہو جائیں گے پھر کہیں گے اگر ہم اپنے رب کے حضور کسی کی سفارش کروائیں تو وہ ہمیں اس مشکل سے نکالے چنانچہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے' عرض کریں گے۔ آپ آدم ہیں تمام انسانوں کے باپ' آپ کو اللہ پاک نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور جنت میں سکونت دی۔ فرشتوں سے آپ کے آگے سجدہ کروایا اور آپ کو تمام اسماء کا علم سکھا دیا۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں کہ ہمیں اس مشکل سے نجات ملے۔ وہ فرمائیں گے میں یہ کام نہیں کر سکتا اور اپنی خطا کا ذکر کریں گے کہ میں نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا تھا' تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ پہلے نبی ہیں جن کو اللہ پاک نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا پھر تمام لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہاں میں کچھ نہیں کر سکتا اور اپنی اس خطا کا ذکر کریں گے کہ میں نے انجانے میں اپنے رب سے بیٹے کا سوال کیا تھا۔ تم سب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی انکار فرما دیں گے اور اپنے تین کذب (بظاہر) بیان کریں گے۔ فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں جن کو اللہ پاک نے تورات دی' ان سے کلام فرمایا اور انہیں قریب سے ہمکلامی کا شرف بخشا۔ پھر تمام لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی معذرت کر دیں گے اور اپنی اس خطا کا ذکر کریں گے کہ ان کے

ہاتھوں قبطی قتل ہو گیا تھا۔ فرمائیں گے تم سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے' رسول' روح اور کلمہ ہیں۔ پھر سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ آپ بھی معذرت کر دیں گے اور فرمائیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ وہ ایسے بندۂ خدا ہیں جن کے صدقہ سے ان کے پہلوں پچھلوں سب کے گناہ بخش دیئے گئے پھر وہ سب میرے پاس آئیں گے۔ میں خدا کے گھر اس سے اجازت چاہوں گا مجھے اجازت ہوگی۔ **فاذا رایته وقعت ساجدا** "میں دیکھتے ہی سجدہ میں گر جاؤں گا" پھر اللہ پاک جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا محمد (پیارے) سر اٹھاؤ۔ **قل تسمع** "کہو سنی جائے گی"...... **واشفع تشفع** "شفاعت کرو قبول ہوگی"...... **سل تعطه** "مانگو! ملے گا"...... میں سر اٹھاؤں گا' پھر اپنے رب کی حمد و ثنا کروں گا جو اس نے مجھے سکھائی پھر میرے لئے حد مقرر ہوگی کہ اتنے لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ دوبارہ لوٹ کر آؤں گا پھر بارگاہ خداوندی میں اجازت مانگوں گا پھر اجازت ملے گی میں ذات بابرکات کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر جاؤں گا پھر جب تک (اللہ) چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر فرمائے گا محمد (پیارے) سر اٹھاؤ کہو' سنی جائے گی۔ شفاعت کرو قبول ہوگی۔ مانگو ملے گا۔ فرمایا پھر میں سر اٹھا کر اپنے رب کی وہ حمد و ثنا بیان کروں گا جو وہ خود مجھے سکھائے گا پھر شفاعت کروں گا پھر میرے لئے حد مقرر ہوگی کہ اتنی تعداد جہنم سے نکال لیجئے۔ میں انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر تیسری بار لوٹوں گا پھر بارگاہ خداوندی میں حاضری کی اجازت مانگوں گا مجھے اجازت ملے گی جب اسے دیکھوں گا سجدہ میں گر جاؤں گا پھر جب تک اللہ چاہے مجھے سجدہ میں چھوڑ رکھے گا پھر فرمائے گا محمد سر اٹھاؤ کہو تمہاری دعا سنی جائے گی شفاعت کرو' قبول ہوگی۔ مانگو ملے گا۔ فرمایا اس پر میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔ میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریف کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے حد مقرر کی جائے گی۔ میں اتنے آدمی جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں ان کو داخل کروں گا۔ یہاں تک کہ جہنم میں وہی رہ جائیں گے جن کو قرآن نے بند کر دیا یعنی جس نے ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے پھر آپ نے یہ

Scanned with CamScanner

آیت پڑھی۔ عسیٰ ان یبعثك ربك مقامًا محمودًا

عنقریب تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ فرمایا یہ وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ نے تمہارے نبی کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ، ص ۴۸۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مقام محمود کے سلسلہ میں فرمایا فیؤتی بریطیتین بیضاوین من ریاط الجنة ثم اکسی علی اثره ثم اقوم عن یمین اللّٰه مقاما یغبطنی الاولون والاخرون ۔ "پھر جنت کے بنے ہوئے دو سفید جوڑے لائے جائیں گے (ایک ابراہیم علیہ السلام کو اور) ان کے بعد مجھے وہ لباس پہنایا جائے گا پھر میں اللہ پاک کے دائیں اس مقام پر کھڑا ہونگا کہ تمام پہلے پچھلے مجھ پر رشک کریں گے"۔ (دارمی، مشکوٰۃ، ص ۴۹۳)

بائبل میں مقام محمود کا ذکر

قرآن وحدیث کی تصریح کے بعد اب اگر ہم پہلی آسمانی کتابوں کی طرف بھی نظر دوڑائیں تو ان کتب میں بھی رسول نبی اُمی ﷺ کی شان محبوبیت کا ذکر نظر آتا ہے۔ بائبل میں مختلف مقامات پر حضور ﷺ کے مقام محمود کا ذکر ملتا ہے جن میں سے چند ایک آیات بائبل کی درج ذیل ہیں۔

"جب یہ چالیس سال گزر جائیں گے تو خدا اپنے رسول کو زندہ کرے گا جو پھر سورج کی طرح مگر ہزار سورجوں جیسا تابندہ اٹھے گا۔ وہ بیٹھ جائے گا مگر بات نہ کرے گا کیونکہ وہ گویا بے خود سا ہوگا۔ پھر خدا اپنے چاروں برگزیدہ فرشتے اٹھائے گا جو خدا کے رسول کو تلاش کریں گے اور اسے پا کر اس جگہ کے چار اطراف پر اس کی نگہبانی کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ اس کے بعد خدا تمام فرشتوں کو جلائے گا جو خدا کے رسول کے گرد مہالوں (پروانوں یا شہد کی مکھیوں) کی طرح چکر لگاتے آئیں گے۔ اس کے بعد خدا اپنے تمام نبیوں کو زندگی بخشے گا جو آدم کے پیچھے ایک ایک کر کے خدا کے رسول کا ہاتھ چومیں گے اور اپنے تئیں اس کی پناہ میں سونپ دیں گے۔ پھر خدا تمام

برگزیدوں کو زندہ کرے گا جو پکار اٹھیں گے۔ "اے محمد! ہمارا خیال رکھو! ان کی پکاروں پر خدا کے رسول کا رحم جاگ اٹھے گا اور وہ ان کی نجات پر اندیشہ مند ہو کر سوچے گا کہ وہ کیا کرے"۔

(آیت ۵۴، ص ۱۹۲، انجیل برنباس، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

"ہر ایک خوف کے مارے عذر کرے گا خدائے زندہ کی قسم میں بھی وہاں نہ جاؤں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے جو معلوم ہے تب خدا یہ دیکھ کر اپنے رسول کو یاد دلائے گا کہ اس نے اس کی محبت میں سب چیزیں پیدا کیں"۔

(انجیل برنباس آیت ۵۵، ص ۹۳ خدا کے رسول کی شفاعت)

"جب وہ تخت (عرش) کے قریب پہنچے گا تو خدا اپنے رسول سے فرمائے گا (دہن کھولے گا) جیسے ایک دوست، دوست سے، جب وہ بہت مدت سے ملے ہوں، بولنے میں پہل خدا کا رسول کرے گا جو کہے گا میں تیری پرستش اور تجھ سے محبت کرتا ہوں اے میرے خدا! اپنے سارے دل اور جان سے تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے پیدا فرمایا کہ تیرا خادم بنوں اور میری محبت میں سب کچھ بنایا تاکہ میں تجھ سے سب چیزوں کی خاطر اور سب چیزوں میں اور سب چیزوں سے بڑھ کر محبت کروں"۔ (انجیل برنباس آیت ۵۵، ص ۹۴)

"اور خدا اپنے رسول سے کلام کرے گا کہ تیرا آنا مبارک، اے میرے وفادار بندے، سو مانگ جو تو چاہے کہ تجھے سب کچھ ملے گا۔ خدا کا رسول جواب دے گا اے خداوند مجھے یاد ہے کہ جب تو نے مجھے پیدا کیا تھا تو فرمایا تھا کہ میری محبت میں تو دنیا اور بہشت اور فرشتے اور انسان بنانا چاہتا ہے تاکہ وہ مجھ، تیرے بندے کے واسطے سے تیری تمجید کریں۔ سو خدائے رحیم و عادل میں تیری منت کرتا ہوں کہ اپنے خادم سے اپنا کیا ہوا وعدہ یاد فرمایا اور خدا جیسے ایک دوست دوست سے ہنسی کرتا ہے فرمائے گا کیا تیرے پاس اس بات کے گواہ ہیں؟ اے میرے دوست محمد! اور وہ ادب سے کہے گا ہاں!

خداوند! تب خدا جواب میں کہے گا جا اور انہیں بلا۔ اے جبرائیل! فرشتہ جبرائیل خدا کے رسول کے پاس آئے گا اور کہے گا۔ آقا تیرے گواہ کون ہیں؟ خدا کا رسول جواب دے گا وہ ہیں آدم' ابرہام' اسماعیل' موسیٰ' داؤد اور یسوع مریم کا بیٹا۔ (انجیل برنباس آیت ۵۵' ص ۹۴)

''خدا اپنے رسول کے ہاتھ میں وہ کتاب (جس میں تمام برگزیدہ ہستیوں کے نام ہونگے) اور اس کا رسول اس میں سے پڑھ کر تمام فرشتوں اور نبیوں اور سب برگزیدوں کو بلائے گا اور ہر ایک کی پیشانی پر خدا کے رسول کی نشانی لکھی ہوگی اور کتاب میں بہشت کی شان لکھی ہوگی۔ تب خدا کے داہنے ہاتھ پر ایک چلا جائے گا۔ خدا کے برابر خدا کا رسول بیٹھے گا اور اس کے بعد نبی بیٹھیں گے اور نبیوں کے بعد ولی بیٹھیں گے اور ولیوں کے بعد نیکوکار بیٹھیں گے اور تب فرشتہ نرسنگا بجا کر ابلیس کو عدالت کیلئے طلب کرے گا۔ (آیت ۵۶' ص ۹۵' انجیل)

پس مقام محمود دراصل مقام شفاعت ہے اور یہ مقام گو رسول پاک ﷺ کو مل چکا ہے مگر اس کا عظیم الشان مظاہرہ قیامت کے دن میدان حشر میں تمام کائنات کے سامنے ہوگا۔ جہاں خود اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق رونق افروز ہوگا اور اس کے دائیں ہاتھ محمد رسول اللہ ﷺ اور پھر مختلف انبیاء' اولیاء اور ملائکہ حسب مراتب حاضر ہوں گے۔ خدا و خلق دونوں رسول پاک ﷺ کی حمد و ثناء کریں گے۔ اللہ تعالیٰ خوب خوب اپنی نوازشات سے اپنے حبیب کو نوازے گا۔ اپنوں پر انعام و اکرام کی بارش اور ان کے دشمنوں پر طرح طرح کے ذلت آمیز عذاب نازل فرمائے گا۔ ہم سرکار کے لئے مقام محمود پر فائز ہونے کی دعا مانگ کر آپ کی نظر عنایت اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں کا رخ اپنی طرف موڑتے ہیں۔ ہماری دعا سے ان کو اور فائدہ ہو نہ ہو سرکار کا دل غلاموں سے راضی ہو جائے گا اور یہی ہمیں درکار ہے خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اپنے محبوب پر پہلے اپنا فضل و کرم کر دیتا ہے پھر ہمیں دعا مانگنے کا حکم دیتا ہے تاکہ ہماری مغفرت کا سامان ہو جائے جیسے درود و سلام کے حکم سے پہلے یہ اعلان فرما دیا کہ ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے نبی کریم ﷺ

پر درود شریف بھیجتے رہتے ہیں اور ایک آن کیلئے بھی یہ مبارک سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ اے ایمان والو تم بھی آنحضور ﷺ پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو''۔ (۳۳/۵۶ احزاب)

پہلے یہ اعلان فرما دیا کہ درود و سلام اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے ہمیشہ سے رسول پاک ﷺ پر بھیج رہے ہیں تاکہ کسی کے دل میں یہ وسوسہ نہ آئے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درود و سلام کے محتاج ہیں۔ ہم بھیجیں گے تو رحمتوں کا نزول ہوگا ورنہ نہیں۔ یہ سوچ مریض دل کی ہے وہ ہمارے درود و سلام اور دعاؤں کے محتاج نہیں۔ ان پر ان کے رب کا فضل عظیم ہے وہ ہر وقت آپ پر رحمتوں کی برکھا برساتا رہتا ہے ملائکہ اور انسان درود و سلام بھیج کر خود اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کے حقدار بنتے ہیں۔ اللہ اور اس کا رسول ان کے اس کام پر راضی ہونگے اور غلاموں کا کام بن جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من صلی علی صلوٰۃ واحدۃ صلی اللہ عشر صلوات و حطت عنہ عشر خطیات ورفعت لہ عشر درجات۔ ''جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کی دس خطائیں معاف فرماتا ہے اور اس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں''۔ (عن انس۔ نسائی' مشکوۃ ص ۸۶)

نیز نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: اولی الناس بی یوم القیمۃ اکثرھم علی صلوۃ ''قیامت کے دن میرے قریب تر وہ لوگ ہونگے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود سلام (دنیا میں بھیجتے رہے ہوں گے یا آخرت میں) بھیجیں گے''۔ (ترمذی)

پھر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں گھومتے پھرتے ہیں اور مجھ پر میرے امتی کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ (نسائی' دارمی)

اور فرماتے ہیں مجھ پر جو بھی سلام بھیجتا ہے اللہ میری روح مجھ پر لوٹاتا ہے (میری توجہ اس کی طرف مبذول کرتا ہے) یہاں تک میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(ابوداؤد' بیہقی)

خلاصہ مبحث

پس اذان کے بعد درود و سلام اور یہ دعا اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ ...... الخ

کا حکم دے کر سرکار دوعالم ﷺ نے کمال شفقت فرمائی ہے کہ جو نعمت مجھے مل چکی اور جس کا مظاہرہ قیامت کے دن ہوگا۔ تم اللہ تعالیٰ سے میرے لئے اس کا سوال کیا کرو! اس سے تمہاری میرے بارے میں عقیدت و فدویت کا اظہار ہوگا۔ تم میری شفاعت کے حقدار بن جاؤ گے۔ تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ تمہیں ذلت سے بچا لیا جائے گا۔ تمہیں عزت وعظمت نصیب ہوگی۔ تم سے میں راضی ہو جاؤں گا۔ میرے راضی ہونے سے میرا رب راضی ہوگا۔ تم دائمی فوز و فلاح سے ہمکنار ہوگے۔ جیسے اولاد کی کامیابی سے والدین خوش ہوتے ہیں۔ تمہاری خوشی سے تمہارا رب کریم اور رسول کریم ﷺ خوش ہونگے۔ فائدہ تمہارا ہوگا خوشی ان کریموں، مہربانوں، شفیقوں کو ہوگی۔ جیسے تمہیں کھانے پینے کا حکم دیا۔ کھانے پینے میں فائدہ رب کا نہیں تمہارا اپنا ہے مگر تمہارے کھانے سے تمہارے رب کے حکم کی تعمیل اور تمہارے آقا ﷺ کی سنت قائم ہوگئی اور تم اس کے دائمی فضل واحسان کے حقدار بنو گے۔

الحمدللہ ہم نے قرآن کریم، صحیح ترین احادیث اور انجیل مقدس کے حوالہ سے مختصراً ''مقام محمود'' کی تشریح و وضاحت وصراحت بھی کر دی کہ مقام محمود دراصل شفاعت کبریٰ کا وہ عظیم منصب ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو فائز فرمایا ہے۔ اس کا وعدہ حضور ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے کر دیا اور اس کا مظاہرہ قیامت کے دن ہوگا۔ جب سرکار ﷺ سب سے پہلے اللہ پاک کے حضور شفاعت کے طلب گار ہونگے اور آپ کی ہر بات اور جس کے حق میں جو شفاعت کریں گے ہر قسم کی شفاعت قبول ہوگی اور آپ کے وسیلہ جلیلہ سے تمام مخلوق کی مشکل حل ہوگی۔ اہل ایمان کے گناہ معاف ہونگے اور ان کو جہنم سے خلاصی ملے گی۔ بعض کے درجات بلند ہوں گے۔ سرکار کی شان محبوبی اور مخالفین کی شامت اعمال کا مکمل مظاہرہ ہوگا۔ (مفتی عبدالقیوم خان مدظلہ)

مسائل اقامت

اقامت بھی اذان ہی کی طرح ہے (الفاظ کے لحاظ سے) صرف اتنا فرق ہے کہ حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہا جاتا ہے۔ (شرح نقایہ، ص ٦١، ج ١)

مؤذن کا ہی امامت بھی کہنا مستحب ہے۔ لقوله علیه السلام من اذن فهو یقیم
(ترمذی ص ٥٦)

جو اذان پڑھے وہی اقامت بھی کہے۔ لیکن جائز ہے کہ دوسرا بھی اقامت کہہ لے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی اور حضرت عبداللہ زید رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی۔ (ابوداؤد ص ٧٦، ج ١)

امام کے دائیں بائیں کسی جگہ اقامت کہی جاسکتی ہے۔ کوئی کراہت نہیں۔ اگرچہ دائیں طرف کی فضیلت اپنی جگہ ہے (ان اللّٰہ یحب التیامن) جس جگہ اقامت شروع کی ہے اسی جگہ ختم کرے۔

اقامت کا جواب بھی اذان ہی کی طرح ہے صرف قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اقامها اللّٰہ و ادامها کہا جائے گا۔ (ابوداؤد ص ٧٨، ج ١)

اذان و اقامت کے اختتام پہ لا الٰہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ بلند آواز سے کہا تو تحریف ہوگئی۔

اذان میں انگوٹھے چومنا

اذان و اقامت میں جب حضور علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی آئے تو انگوٹھوں کے ناخنوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا جائے اور درود شریف پڑھا جائے اس بارے میں اس کتاب کے پہلے حصے میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

روح البیان میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضور علیہ السلام کی زیارت کا شوق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کا نور مبارک آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں اتار دیا جیسے آئینہ میں تصویر۔ تب آدم علیہ السلام نے محبت سے اپنے ناخنوں کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا پس ان کی اولاد میں یہ طریقہ جاری ہوگیا۔ جب جبریل علیہ السلام نے یہ قصہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔

من سمع اسمی فی الاذان فقبل طفری ابهامیه و مسح علی

عینیه لم یعم ابدا (ج ۴)

جو شخص اذان میں میرا نام سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے گا وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

شرح نقایہ میں ہے کہ "خبردار بے شک مستحب ہے کہ جب پہلی بار اذان میں اسم محمد ﷺ آئے تو صلی اللہ علیک یارسول اللہ کہو اور دوسری بار آئے تو قرۃ عینی بك یارسول اللہ کہو اور پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پہ رکھ کر کہو اللھم متعنی بالسمع والبصر فانه صلی اللہ علیه وسلم یکون له قائدا الی الجنة۔ جو ایسا کرے گا حضور علیہ السلام اس کو جنت کی طرف لے کر جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

آنکھوں کا تارا ہے نام محمد
دل کا سہارا ہے نام محمد
پوچھے گا مولا لایا ہے کیا کیا
میں یہ کہوں گا نام محمد (ﷺ)

قبر پہ اذان کہنا

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پہ اذان دینے کا جواز کئی طرح سے ہے جبکہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شریعت منع نہ کرے اس کا جواز یقینی ہوتا ہے اور وہ امر اصلاً ممنوع نہیں ہوتا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس پر ایک پورا رسالہ لکھا جس کا نام "ایذان الاجر فی اذان القبر" اس کو پڑھنے سے کم از کم قبر پہ اذان کہنے کے مسئلہ کے بارے میں کسی قسم کی کوئی تشنگی باقی نہیں رہتی۔ یہاں پہ اختصار کے ساتھ ایک اور طریقے سے یہ مسئلہ سمجھانے کی کوشش کرنا مقصود ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

نمبر ۱۔ نوادر الاصول میں امام اجل حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ سے روایت ہے

ان المیت اذا سئل "من ربك" تراء ی له الشیطان فلیشیر الی نفسه انی انا ربك فلهٰذا ورد سوال التثبیت له حین سئل (نوادر الاصول از امام ترمذی علیہ الرحمۃ)

جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس سے فرشتے سوال کرتے ہیں کہ "تیرا رب کون" ہے تو اس وقت شیطان قبر والے کے سامنے آجاتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کر کے "انـــا ربك" میں تیرا رب ہوں کہتا ہے اس لیے حکم ہے کہ میت کیلئے ثابت قدمی کی دعا کرو اور حضور علیہ السلام کی بعض دعائیں جو آپ نے میت کے بارے میں فرمائیں وہ بھی شیطان کی قبر میں آمد کی تصدیق کرتی ہیں مثلاً حضور علیہ السلام نے ایک شخص کیلئے دفن کے بعد یوں دعا فرمائی: اللھم اجرہ من الشیطن۔ اے اللہ! اس کو شیطان سے بچا۔ اگر شیطان قبر میں نہ آتا ہوتا تو آپ ﷺ یہ دعا کیوں کرتے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ شیطان قبر میں اہل ایمان پہ حملہ آور ہوتا ہے تو بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ شیطان اذان کی آواز سن کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے اور ایک روایت مسلم شریف میں ہے کہ جہاں اذان ہو رہی ہوتی ہے وہاں سے شیطان چھتیس میل دور بھاگ جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جہاں شیطان کا کھٹکا ہو وہاں اذان پڑھو شیطان دفع ہو جائے گا۔ چھتیس میل دور بھاگنے کی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ صحیح مسلم میں ہے جبکہ گوز مارتے ہوئے شیطان کے بھاگنے کی روایت بخاری و مسلم میں ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اذا اذن المؤذن ادبر الشیطان وله حصاص

نمبر ۲: اذان کے بعض الفاظ حضور علیہ السلام نے دفن کے بعد قبر پہ خود بھی دہرائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پہ فرمایا۔

لقد تضایق علی هذا الرجل الصالح قبره حتی فرج اللہ عنه (مشکوۃ)

یہ آپ نے اس وقت فرمایا کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیر تک ان کی قبر پہ سبحان اللہ، سبحان اللہ اور پھر اللہ اکبر اللہ اکبر کے الفاظ کہتے رہے اور جب آپ (ﷺ) سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس نیک مرد پہ قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ ان کلمات کی برکت سے تنگی قبر کی تکلیف دور ہوگئی۔ تو کیا اگر ان کلمات کے ساتھ اذان کے باقی کلمات بھی ادا کر لیے

جائیں تو بطریق اولیٰ قبر کی تنگی دور نہ ہوگی اور بھلا کیوں ناجائز ہوگا۔

نمبر۳- حدیث شریف میں ہے لقنوا موتاکم لا الٰه الا اللّٰه۔ (احمد، مسلم)

اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ ظاہر ہے جو ابھی مرا نہیں بلکہ قریب المرگ ہے اس کو مردہ کہا جائے گا تو یہ مجاز ہوگا جبکہ جو قبر میں دفن ہو گیا وہ تو حقیقتاً مردہ ہے اور تلقین کے مذکورہ الفاظ اذان میں تین جگہ آئے ہیں اور پوری اذان میں نکیرین کے تینوں سوالات کے جوابات آجاتے ہیں۔

پہلا سوال من ربك ہے اس کا جواب اللّٰه اکبر اور اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه میں ہے۔

دوسرا سوال مادینك ہے اور اس کا جواب حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح میں ہے۔ کیونکہ حدیث میں نماز کو دین کا ستون فرمایا گیا: (الصلوٰة عماد الدین)

اور تیسرا سوال جس کے جواب پہ نجات کا دارومدار ہے حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کے بارے میں ہے جس کا جواب اشهدان محمدا رسول اللّٰه میں ہے۔

قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی (ﷺ)

۴- مسند ابی یعلیٰ میں روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اطفؤا الحریق بالتکبیر۔ آگ کو تکبیر سے بجھاؤ اور ابن عدی و ابن عساکر میں آپ (ﷺ) کا یہ بھی ارشاد ہے کہ

اذا رایتم الحریق فکبرو افانه یطفئ النار۔ جب تم کسی کو آگ میں جلتا دیکھو تو اللہ اکبر کہہ کر آگ کو بجھا دو اور جب قبر کا عذاب بھی آگ ہے تو اگر اذان پڑھ کر اس آگ کو بجھا دیا جائے تو ایک مسلمان کو اس پر خوش ہونا چاہیے اور جو اس کو ناجائز کہے گا وہ مرنے والے کی بخشش پر راضی ہی نہیں ہے اور خود اسی لیے نہیں پڑھتے نہ پڑھنے دیتے ہیں کہ ''کہیں مرنے والا بخشا نہ جائے''

نمبر۵- دفن کے بعد قبر پہ کھڑے ہو کر دعا مانگنے کو تو ہر کوئی مانتا ہے جیسا کہ

حدیث میں ہے: استغفر والا خیکم وسلوا له بالتثبیت فانه الان یسأل (ابوداؤد، حاکم، بیہقی)

اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقات میں فرماتے ہیں کل دعاء ذکر و کل ذکر دعاء۔ ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے۔ خود حضور علیہ السلام نے خاص کلمہ ''اللہ اکبر'' کو دعا فرمایا (صحیح بخاری)

ثابت ہوا کہ قبر پہ اذان پڑھنا ایسے ہی ہے جیسے میت کیلئے دعا کی جارہی ہے جو کہ حدیث سے ثابت ہے اور اگر اذان کے بعد دعا بھی کر لی جائے تو نورٌ علی نور ہو گیا کیونکہ اذان کے سبب دعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ثنتان لا تردان الدعاء عند النداء وعندالباس (ابوداؤد)

دو دعائیں رد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد کے وقت۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا اذا نادی المنادی فتحت ابوا ب السماء واستجیب الدعاء (ابوداؤد، حاکم)

جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

نیز اذان باعث مغفرت ہے اور مغفور کی دعا قبول ہے اور یہ دونوں باتیں حدیث سے ثابت ہیں۔

یغفر للمؤذن منتهی اذانه ویستغفرله کل رطب ویابس سمعه (احمد، طبرانی)

اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کیلئے اتنی ہی وسیع مغفرت ہوتی ہے اور جس خشک و تر شئی تک اذان کی آواز پہنچتی ہے وہ اذان دینے والے کیلئے استغفار کرتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اذا لقیت الحاج فسلم علیه وصافحه و مره ان یستغفرلك قبل ان یدخل بیته فانه مغفور له (مشکوٰة)

Scanned with CamScanner

جب تو حاجی سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کہہ اور اس سے مصافحہ کر اور اس کو درخواست کر کہ تیرے لیے دعا کرے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے (اور مغفور کی دعا مقبول ہے)۔

نمبر ۶- اذان ذکر خدا بھی ہے اور ذکر مصطفیٰ بھی ہے اور ذکر مصطفیٰ عین ذکر خدا ہے اور جہاں ذکر خدا کثرت سے کرنے کا حکم ہے (یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللّٰہ ذکرا کثیرا۔ الاحزاب) وہاں ذکر خدا عذاب سے نجات دلانے والا بھی ہے (ما من شیء انجی من عذاب اللّٰہ من ذکر اللّٰہ۔ (احمد، بیہقی) کوئی شئی خدا کے ذکر سے زیادہ عذاب الٰہی سے نجات دلانے والی نہیں)

اور اذان کے بارے حضور علیہ السلام نے خود فرمایا۔

اذا اذن فی قریۃ امنھا اللّٰہ من عذابہ فی ذلک الیوم (طبرانی)

جب کسی بستی میں اُذان کہی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کو اس دن عذاب سے محفوظ رکھتا ہے (خواہ زندوں کی بستی ہو یا شہر خموشاں ہو)

اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکون و اطمینان اترتا ہے (حفتھم الملائکۃ و غشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ (مسلم، ترمذی)

اور ہر شجر و حجر کے پاس اللہ کا ذکر کرنے کا حکم ہے۔ اذکروا اللّٰہ عند کل شجر و حجر (احمد، طبرانی) تو کیا قبر مومن کا پتھر اس کلمہ میں شامل نہیں ہے کہ اس کے پاس اذان پڑھ کر اللہ کا ذکر کیا جائے اور اس سے روکنا کیا ذکر سے روکنا نہیں ہے۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

باقی رہا یہ کہ حضور علیہ السلام کا ذکر اللہ کا ذکر ہے یہ کہاں لکھا ہے تو حضور علیہ السلام خود اللہ کا ذکر ہیں یہ تو قرآن میں لکھا ہے "ذکـــرا رسـول" (الطلاق) اور ورفعنالك ذكرك کی تفسیر میں قاضی عیاض علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جعلتك ذكرا من ذكري فمن

ذكرك فقد ذكرني۔

میں نے اے حبیب تیرا ذکر اپنے ذکر میں سے قرار دے دیا ہے پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

نمبر ۷- اذان ذکر الٰہی ہے اور اس سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب (القرآن) اور ابن عساکر و ابونعیم میں حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا اور وہ ہند میں اترے تو ان کو گھبراہٹ ہوئی۔ فنزل جبرئیل فنادی بالاذان۔ جبرئیل علیہ السلام نے اُتر کر اذان دی تو ان کی گھبراہٹ دور ہوگئی۔

حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پریشان دیکھا تو فرمایا:

یا ابن ابی طالب انی اراك حزینا فمر بعض اهلك یؤذن فی اذنك فانه درء للهم (مسند الفردوس)

اے علی! میں تمہیں غمگین دیکھتا ہوں جا اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ وہ تیرے کان میں اذان پڑھے پس بے شک اذان غم کو ختم کر دیتی ہے چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ اور اس حدیث کے تمام راویان فرماتے ہیں: فجربته فوجدته كذلك (ابن حجر، ملا علی قاری) میں نے تجربہ کیا اور ایسا ہی پایا۔

قبر سے بڑھ کر کون سا مقام حزن ہوگا تو اگر اذان پڑھ کر قبر والے کا غم دور کیا جائے تو خدا جانے ہمارے یہ "مولوی صاحب" کیوں غمگین ہو جاتے ہیں۔ کیا یہی مردے کے ساتھ خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اس کی خوشی میں تمہاری پریشانی ہو۔ باقی رہا یہ کہنا کہ اذان تو نماز کیلئے ہوتی ہے اور وہاں کونسی نماز ہوتی ہے کہ جس کیلئے اذان دی جارہی ہے تو گزارش ہے کہ کیا اگر نماز جنازہ سے پہلے اذان کہہ لی جائے تو کیا آپ کو قابل قبول ہے کیونکہ یہ تو نماز ہے ناں؟ اور اگر نہیں تو کیا کئی اللہ کے بندے قبر میں نماز نہیں پڑھتے جیسا کہ صحیح مسلم میں موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے: وھو قائم یصلی فی قبرہ کہ وہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ کیا اب قبر میں اذان دینا جائز ہے اور پھر پیچھے

گزر چکا کہ نماز کے علاوہ بھی کئی موقعوں پہ اذان پڑھنا ثابت ہے جیسے نومولود کے کان میں، شیطان کو بھگانے کیلئے وغیرہ وغیرہ اور کیا کسی کام کے فرض، واجب، سنت نہیں بلکہ جواز کیلئے یہ دلائل کافی نہیں ہیں؟

اندازِ بیاں گرچہ کچھ شوخ نہیں ہے
شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

امید ہے کہ قارئین کرام کو یہ سادہ سا انداز استدلال پسند آیا ہوگا اور ضرور محظوظ ہوئے ہوں گے۔ باقی رہا مخالفین کا ماننا یا ان کو منوانا یہ ہمارے بس میں نہیں ہے۔ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین

بہر حال! ہم نے نماز کے صحیح ہونے کی سات شرائط کے عدد کے مطابق اس موضوع پہ اپنے دلائل کو سات جزؤں میں تقسیم کر دیا ہے کیونکہ اس کے بعد نماز کی شرائط کا ہی تذکرہ ہونا ہے۔

اب جس کے جی میں آئے پائے وہ روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِ بام رکھ دیا

(قتیل شفائی)

نماز کی شرائط

شرط وہ شئی ہے جو ماہیت سے خارج ہو اس طرح کہ اس کے نہ ہونے سے مشروط کا نہ ہونا لازم آئے اور اس کے وجود سے مشروط کا وجود لازم ہو۔ (درمختار) اذا وجد الشرط وجد المشروط واذا فات الشرط فات المشروط۔ مشہور کلیہ ہے۔ نماز کی شرائط دو قسم پر ہیں ایک نماز واجب ہونے کی اور دوسری نماز کے صحیح ہونے کی۔ نماز واجب ہونے کی چار شرائط ہیں۔ اسلام، صحت، عقل، بلوغ، وقت کا پایا جانا اور نماز صحیح ہونے کی مندرجہ ذیل سات شرائط ہیں۔

پہلی شرط: تطہیر بدن: یعنی نمازی کے جسم کا نجاست حقیقی (بول و براز خون اور پیپ وغیرہ) سے پاک ہونا (ہدایہ ص ۵۸) اور جس طرح حقیقی نجاست طہارت ضروری ہے اسی

طرح حکمی نجاست سے بھی طہارت ضروری ہے۔ لقوله تعالٰی وان کنتم جنبا فاطهروا (المائدہ) ولقوله علیه السلام لا یقبل الله صلوة بغیر طهور

(مسلم، ص ۱۱۹، ج ۱)

دوسری شرط: تطہیر ثیاب: نمازی کے کپڑوں کا نجاست سے پاک ہونا۔

(کبیری، ص ۵۸)

لقوله تعالٰی و ثیابك فطهر (المدثر)

لہٰذا اگر جیب میں بھی ناپاک کپڑا یا پیشاب کی بوتل یا کوئی اور پلید چیز ہو تو نماز نہ ہوگی۔

تیسری شرط: تطہیر مکان: جہاں نماز پڑھتا ہے وہ جگہ بھی پاک ہو۔

لامره علیه السلام ببناء المسجد فی الدور وان ینظف و یطیب (ترمذی، ص ۱۱۰) چاہے خالی زمین ہو یا بوریا، چمڑا، چٹائی حضور علیہ السلام نے ان تمام چیزوں پہ نماز ادا فرمائی ہے۔ (مسلم ص ۲۳۴، ج ۱، ترمذی، ص ۷۵)

اور اگر نماز کی جگہ تو پاک ہے لیکن آس پاس کی جگہ بدبودار و ناپاک ہے تو ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

چوتھی شرط: ستر عورت: شرمگاہ کا ڈھانپنا بھی ضروری ہے لقوله تعالٰی یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد (الاعراف: ۳۱) ولقوله علیه السلام لا یقبل صلوة حائض الا بخمار (ترمذی، ص ۸۱)

مرد کیلئے ناف سے گھٹنے تک اور عورت (آزاد) کیلئے سارا جسم سوائے ہاتھ پاؤں اور چہرے کے ڈھانپنا فرض ہے۔ (ہدایہ، ص ۵۸)

لقوله علیه السلام فی الرجل فانما اسفل من سرته الی رکبتیه من عورته (مسند احمد، ص ۱۸۷، ج ۲) وفی المراة، المراة عورة

(ترمذی، ص ۱۸۹)

عورت کا عورت کے سامنے بھی جسم کھولنا منع ہے۔ خواہ ماں ہو بیٹی ہو یا بہن لہٰذا جو

عورتیں بے دھڑک ایک دوسرے کے سامنے غسل کر لیتی ہیں یا بدن کھول دیتی ہیں گناہ کرتی ہیں حدیث میں ہے۔

لا ینظر الرجل الی عورة الرجل ولا المراة الی عورة المراة

(مسلم شریف ص ۱۵۴)

کوئی مرد کسی مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ستر کی طرف دیکھے۔

باریک کپڑا کہ جس سے عورت کے بدن یا بالوں کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آئے اس سے نماز نہ ہوگی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اوڑھنی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا انما الخمار ما واری البشرة والشعر (بیہقی ص ۲۳۵ ج ۲) اوڑھنی وہ ہے جو کھال اور بالوں کو چھپالے۔

خالی تہبند میں بغیر کرتے کے بنیان یا صدری وغیرہ سے بھی مرد کی نماز درست ہے۔ بشرطیکہ ناف سے نیچے کا حصہ ننگا نہ ہو جیسا کہ صحیح مسلم ص ۱۹۸ وص ۴۱۶ پہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے کپڑوں میں وسعت دی ہے تو پورے لباس میں نماز پڑھی جائے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

انما کان ذلك اذا کان فی الثیاب قلة فاما اذا وسع اللہ فالصلوة فی ثوبین ازکی۔ (مسند احمد ص ۱۴۱ ج ۵)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا تو اس وقت تھا جبکہ کپڑے کم تھے اب جب اللہ نے وسعت دی ہے تو دو کپڑوں میں نماز پڑھنا زیادہ پاکیزہ ہے اور حضرت عمر فاروق نے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا مسئلہ پوچھنے والے کو فرمایا:

اذا وسع اللہ علیکم فاوسعوا علی انفسکم (دارقطنی ص ۲۸۲ ج ۱)

جب اللہ نے کپڑوں میں وسعت دی ہے تو ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی بجائے زیادہ کپڑوں میں پڑھو۔

☆ آج کل ننگے سر نماز پڑھنے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ اسلام میں ٹوپی یا عمامہ

وغیرہ کی حیثیت ایک طرح اہل تقویٰ کا شعار ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا عام معمول پہننے کا تھا۔ حدیث میں بھی کہیں اس کا ذکر نہیں کہ حضور ﷺ نے کھلے سر نماز پڑھی ہو۔ اس طرح اس کی دوہری حیثیت ہو جاتی ہے۔ نماز کے احترام اور توقیر کا تقاضا ہے کہ ٹوپی پہن کر نماز پڑھی جائے۔ دوسری طرف چونکہ سر حصہ ستر میں داخل نہیں ہے اس لیے اس کو چھپانا واجب نہیں ہونا چاہیے۔

فقہاء نے دونوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے عام حالات میں کھلے سر نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے اور اگر (العیاذ باللہ) نماز کی توہین مقصود ہو تب تو باعث کفر ہے اور اگر تواضع وانکسار مقصود ہو جو عموماً آج کل نہیں ہوتا تو محض جائز ہے۔ یہاں تک کہ فقہاء کہتے ہیں: "اگر نماز کے درمیان ٹوپی گر گئی اور عمل کثیر یعنی زیادہ جدوجہد کے بغیر اس کو پہن لینا ممکن ہو تو دوران نماز ہی میں پہن لینا چاہیے"۔ چنانچہ درمختار میں مکروہات نماز کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وصلوة حاسرا ای کاشفه راسه للتکاسل ولا باس للتذلل واما للاهانة بها فکفرو لوسقطه قلنسوته فاعادتها افضل الا اذا احتاجت لتکویر اوعمل کثیر۔

(هدایة المجتهد ص ۱۶۷ ج ۱)

ازراہ سستی کھلے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر تواضع مقصود ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر توہین نماز مقصود تھی تب تو کفر ہے۔ نیز اگر نماز میں ٹوپی گر جائے تو اگر عمل کثیر وغیرہ کے بغیر پہن لینا ممکن ہو تو نماز ہی میں دوبارہ ٹوپہ پہن لینی چاہیے۔

☆ اس زمانے میں تصویر کشی اور فوٹوگرافی کے رجحان میں جو اضافہ ہوا ہے اس کا ایک مظہر یہ ہے کہ تصویر والے کپڑے بھی تیار ہونے لگے۔ ان کپڑوں کا استعمال بجائے خود تو مکروہ ہے ہی لیکن نمازوں میں ان کا استعمال کچھ زیادہ ہی نامناسب اور ناپسندیدہ ہے۔ پہلے زمانے میں ایسے کپڑے پہننے کا رواج تو نہ تھا لیکن ازراہ زینت بچھانے اور لٹکانے کا رواج تھا۔ فقہاء نے اس صورت کو صراحۃً مکروہ قرار دیا ہے علامہ علاؤ الدین حصکفی نماز میں مکروہ باتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان یکون فوق راسه اوبین یدیه او بحذائه یمنة اویسرة او محل سجوده تمثال (الدرالمختار ج۱)

مکروہات نماز میں سے یہ بھی ہے کہ سر کے اوپر یا سامنے یا دائیں یا بائیں جانب یا اس کے سجدہ کی جگہ تصویر ہو۔

لہٰذا جب مصور فرش اور پردوں کا یہ حکم ہے تو اس کا پہننا بھی مکروہ قرار پائے گا۔

☆ عینک لگانا کبھی تو ضرورت کی بنا پر ہوتا ہے اور کبھی بلاضرورت محض زینت و آرائش کیلئے۔ اگر ضرورت کی بنا پر ہو تب تو اس کو لگا کر نماز پڑھنے میں کچھ مضائقہ نہیں اور اگر بلاضرورت ہو تو بھی جائز ہے' کوئی کراہت نہیں۔ بعض بزرگوں نے اس کو 'عبث' قرار دیتے ہوئے مکروہ لکھا ہے (لیکن اعتدال کا راستہ یہ ہے کہ) عینک پہن کر نماز پڑھنے کو ''فعل عبث'' کہنا مشکل ہے۔ ہاں نماز کے چشمہ چشمہ پہننے کو عبث قرار دیا جا سکتا ہے اور یہ مکروہ ہوگا۔ (جدید فقہی مسائل)

عمامہ شریف (پگڑی بمعہ ٹوپی) کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب ہے مگر بغیر عمامہ خالی ٹوپی سے بھی نماز بلاکراہت جائز ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ فتاویٰ نوریہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے

کان یلبس قلنسوۃ بیضاء ۔ آپ رضی اللہ عنہما سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

لباس کے متعلق اجماعی مسائل

☆ آدمی پر نماز میں قبل (آگے کی شرمگاہ) اور دبر (پیچھے کی شرمگاہ یعنی مکمل کمر) کی پردہ پوشی واجب ہے۔

کتاب الاقناع میں ابن المنذر لکھتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک جس شرمگاہ کی ستر پوشی واجب ہے وہ ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ ہے۔ (التحقیق)

بالغہ آزاد عورت سر ڈھانک کر نماز پڑھے گی۔ نیز یہ بھی اجماع ہے کہ اگر اس نے کھلے سر نماز پڑھی لی تو نماز دہرانا واجب ہے۔

لونڈی کو سر ڈھانکنا واجب نہیں۔

حضرت حسن بصری کے نزدیک لونڈی کیلئے بھی واجب ہے اگر کوئی اس سے شادی

کر لے یا اسے اپنے لئے مخصوص کر لے۔ (ابن المنذر والتحقیق)

پانچویں شرط: وقت: نماز کی شرائط میں سے ایک شرط وقت ہے۔ (بعض نے اس کو نماز کے وجوب کی شرائط میں قرار دیا ہے) لقوله تعالیٰ ان الصلوٰة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا (النساء) نماز اہل ایمان پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

چھٹی شرط: استقبال قبلہ: یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی نماز کی شرائط میں سے ہے۔ لقوله تعالیٰ وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره (البقرہ:۱۴۴) اور تم جہاں بھی ہو (نماز کیلئے) اپنے چہرے قبلہ کی طرف کرلو۔

جو مکہ میں رہتے ہیں وہ تو عین قبلہ کی طرف منہ کریں گے اور دوسرے تمام جہاں میں رہنے والوں کیلئے سمت قبلہ کافی ہے۔ (ہدایہ ص۶۱'۶۲ ج۱)

کوئی شخص ایسی جگہ پہ ہے جہاں اس کو سمت قبلہ بتانے والا کوئی نہیں تو وہ تحری (خوب سوچ و بچار) کر کے جدھر اس کا دل مطمئن ہو ادھر منہ کر کے نماز پڑھ لے اگرچہ ادھر قبلہ نہ بھی ہو مگر اس کی نماز درست قرار دی جائے گی۔ (ہدایہ ص۶۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا اور انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ (ترمذی ص۷۷)

پھر اگر بغیر تحری نماز پڑھ لی اور غلط سمت پڑھی تو نماز کو دھرانا ضروری ہے اور اگر نماز کے دوران کسی نے بتایا کہ کعبہ اس سمت ہے تو ادھر گھوم جائے پہلی نماز بھی درست ہے پچھلی بھی۔ (ہدایہ ص۶۲ ج۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تحویل قبلہ کی آیت اتری تو ایک شخص بنی سلمہ کے محلّہ میں گزرا جب کہ وہاں لوگ رکوع میں تھے اور ایک رکعت ہو چکی تھی تو اس شخص نے بلند آواز سے کہا الا ان القبلة قدحولت۔ قبلہ تو تبدیل ہو چکا ہے۔ فمالوا کما هم نحو القبلة پس وہ لوگ بیت اللہ شریف کی طرف مڑ گئے۔

(مسلم ص۲۰۰ ج۱)

☆ جیسا کہ ہدایہ کے حوالے سے بھی گزر چکا کہ کعبہ جن کی نگاہوں کے سامنے نہ

ہوان کیلئے یہ بات ضروری نہیں کہ بعینہٖ قبلہ ان کے سامنے پڑے بلکہ یہ بات کافی ہے کہ ان کی نماز قبلہ کی سمت اور جہت میں ہو۔ (بدائع الصنائع' ج ۱ص ۱۱۸) اس سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت اس معاملہ میں سہولت اور آسانی برتنا چاہتی ہے اس لیے کسی بھی ایسی صورت پر جس سے غالب گمان جہت کعبہ کے استقبال کا ہو جائے' عمل کر لینا کافی ہے۔

چنانچہ اسی بنیاد پر اس بات کو کافی قرار دیا گیا ہے کہ پہلے سے تعمیر شدہ مساجد اور محرابوں کو بنیاد بنا کر یا ستاروں کو دیکھ کر سمت قبلہ کا تعین کیا جائے۔

جهة الكعبة تعرف بالدليل والدليل فى الامصار والقرى المحاريب التى نصبها الصحابة والتابعون فعلينا اتباعهم فان لم تكن فالسوال عن ذالك الموضع واما فى البحار والمفاوز فدليل القبلة النجوم۔ (عالمگیری' ج ۱' ص ۳۲)

جہت کعبہ دلیل سے سمجھی جا سکتی ہے اور شہروں اور دیہاتوں میں صحابہ و تابعین کی نصب کی ہوئی محرابیں ہمارے لئے بدرجہ دلیل ہیں اور ہمارے ذمہ اسی کی پیروی ہے۔ پھر اگر یہ محرابیں نہ ہوں تو اس مقام کے قبلہ کی بابت دریافت کرنا چاہیے اور جہاں تک سمندروں اور میدانوں کی بات ہے تو وہاں قبلہ کیلئے دلیل ''تارے'' ہیں۔

قبلہ نما اس بات کا گمان غالب پیدا کرنے کیلئے کافی ہے جیسا کہ مختلف جہات اور سمتوں کو بتانے والے آلات کے تجربے اور استعمال سے اندازہ ہوتا ہے۔ (جدید فقہی مسائل)

استقبال قبلہ پر ایک فقہی مضمون

تمام علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کی حالت میں نمازی کا قبلہ کی طرف رخ ہونا ضروری ہے کیونکہ نماز کی صحت کی شرطوں میں سے ایک اہم شرط استقبال قبلہ (قبلہ کی طرف رخ ہونا) بھی ہے۔ علامہ ابن ارشد مالکی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''بدایۃ المجتہد'' میں بیان کیا ہے:

اتفق المسلمون على ان التوجه نحوالبيت شرط من شروط

صحة الصلوٰة (ج ۱ص ۸۰ مطبع ''الاستقامۃ'' مصر)

''تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ بیت اللہ کی طرف رخ ہونا صحت نماز کی شرطوں میں سے ہے''۔

اور جب یہ شرط صحت ہے تو اس کے بغیر بلا عذر نماز صحیح نہ ہوگی۔ چنانچہ تمام متعلقہ کتابوں میں اس کی صراحت ملتی ہے مثلاً فقہ شافعی کی مشہور کتاب شرح منہاس (جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی) میں لکھا ہے۔

(استقبال القبلة) اى الكعبة (شرط الصلاة القادر) عليه فلا تصح صلاته بدونه اجماعا (ص ۳۶)

''چونکہ استقبال قبلہ یعنی کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرنا' نماز کی صحت کیلئے شرط ہے اس لئے اس کے بغیر نماز بالاجماع صحیح نہ ہوگی''۔

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ قبلہ کی طرف نمازی کے رخ کا ضروری ہونا قرآن مجید کی متعدد آیات سے جو سورۂ بقرہ میں آئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے جن میں سے ایک یہ ہے:

وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره

اگر نمازی کعبۃ اللہ کے پاس ہی نماز پڑھ رہا ہے کہ کعبہ اس کے سامنے ہے تب تو بعینہٖ کعبۃ اللہ ہی کی طرف اس کا رخ (منہ اور سینہ) ہونا ضروری ہے۔ بنا بریں اتنا تر چھا ہونے سے کہ کعبۃ اللہ کی عمارت کا کوئی حصہ بھی سینہ کے مقابل نہ رہے نماز فاسد ہو جائے گی۔

لیکن نمازی اگر کعبۃ اللہ سے دور ہے تو پھر بعینہٖ کعبۃ اللہ کی طرف رخ ہونا ضروری نہیں کیونکہ سمت کا ایسا صحیح تعین کہ سینہ کا رخ ٹھیک کعبۃ اللہ کی عمارت کی طرف رہے بغیر آلات کی مدد کے دور سے تقریباً ناممکن ہے۔ اس وجہ سے دور والوں کیلئے بس قبلہ کی سمت کی طرف رخ کر لینا ہی کافی ہے۔ ان کی نماز اسی طرح صحیح ہو جائے گی (چاہے بعد میں کسی ذریعہ سے یہ پتہ چل جائے کہ ٹھیک کعبۃ اللہ کی طرف رخ نہیں رہا)

یہ بات بھی اکثر علمائے اسلام کے درمیان متفق علیہ نظر آتی ہے اس پر ابن تیمیہ

نے بھی اپنے ''فتاوی'' میں تفصیلی کلام کیا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۲ ص ۲۰۶ تا ۲۱۶) اور اسی کو ترجیح دی ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قبلہ سے دور رہنے والوں کیلئے قبلہ کی سمت کا تعین کس طرح ہو؟ اللہ تعالیٰ فقہاء کرام کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس سوال کا جواب بھی بہت تفصیلی اور اطمینان بخش دے دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سمت قبلہ کے تعین کی حسب ذیل چار شکلیں ہیں:

۱- کسی جگہ صحابہ یا تابعین کی بنائی ہوئی مسجدیں یا قبلہ کی تعین کیلئے ان حضرات ہی کی مقرر کردہ دیگر علامتیں ہوں تو پھر سمت قبلہ کے بارے میں ان ہی مسجدوں اور علامتوں پر اعتماد کیا جائے گا اور ان ہی کے رخ پر نماز پڑھنا ضروری ہوگا اس لئے کہ ان برگزیدہ حضرات نے بہت تحقیق اور پوری کوششوں کے بعد ہی ان علامتوں کے ذریعہ قبلہ کی سمت کا تعین کیا تھا تو ان کی مقرر کردہ علامتوں پر اعتماد نہ کرنا' سلف سے بدگمانی اور ان پر بداعتمادی ہوگی۔ اس بارے میں فقہائے احناف تو اتنے آگے چلے گئے ہیں کہ اگر کسی ہیئت داں کی تحقیق اس کے خلاف ہو تو بھی سلف کی مقرر کردہ علامتوں ہی پر اعتماد کیا جائے گا (کیونکہ ہیئت دانوں کی تحقیقات میں بکثرت اختلاف ہوتا ہے اور بسا اوقات ایک شخص کی تحقیق بھی بعد میں بدل جاتی ہے۔ اس اصول کی افادیت ہندوستان میں علامہ مشرقی کے اٹھائے ہوئے فتنہ کے وقت خاص طور پر معلوم ہوئی۔ موصوف نے دعویٰ کیا تھا کہ اب تک ساری مسجدیں غلط سمت کی طرف بنی ہیں لہذا سب کی نمازیں فاسد ہوئیں اور واجب الاعادہ ہیں)

جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب (ردالمحتار شرح درمختار) میں نقل کیا ہے (متن کے اس قول کے تحت کہ شہروں اور بستیوں میں صحابہ اور تابعین کی مقرر کردہ علامتوں' محرابوں ہی کو قبلہ کا درجہ حاصل ہوگا۔

فلایجوز التحری معھا بل علینا اتباعھم ولا یعتمد قول الفلکی العالم البصیر الثقة ان فیھا انحرافا خلافا للشافعیة وکل خیر فی اتباع السلف (ردالمحتار ج ۱ ص ۲۸۸)

''صحابہ اور تابعین کی مقرر کردہ قبلہ کی علامتوں کی موجودگی میں تحری (اپنے اندازہ سے قبلہ کی تعین) جائز نہ ہوگی بلکہ انہی کا اتباع کرنا ہم پر ضروری ہے اس لئے کسی قابل اعتماد ماہر ہیئت داں کے بھی ایسے قول پر اعتماد نہیں کیا جائے گا جس میں کہا گیا ہو کہ صحابہ و تابعین کی مقرر کردہ علامتیں قبلہ کی سمت سے ہٹی ہوئی ہیں۔ اس میں امام شافعی کے متبعین اختلاف کرتے ہیں لیکن سلف کی اتباع ہی میں ہر طرح خیر ہے''۔

شہروں میں قبلہ کی تعیین کی بابت علامہ ابن قدامہ حنبلی کے کلام سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ موجودہ علامات پر اعتماد کیا جائے۔ موصوف ''المغنی'' میں لکھتے ہیں:

لوکان فی مصرا و قریة ففرضه التوجه الی محاریبھم وقبلتھم المنصوبة لان ھذہ القبل ینصبھا اھل الخبرة والمعرفة

(المغنی ص ۴۵۷' ج ۱)

''اگر نمازی کسی شہر یا بستی میں ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس شہر یا بستی میں جو قبلہ بتانے والی علامتیں ہیں ان ہی کو قبلہ سمجھے کیونکہ یہ جاننے والوں اور باخبر لوگوں ہی کی مقرر کردہ ہیں''۔

ابن قدامہ کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ شہروں اور قصبات کی محرابوں کو قبلہ سمجھنے اور اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کو ضروری سمجھنا اس بنیاد پر ہے کہ وہ محرابیں اس تحقیق کے بعد بنائی گئی ہیں کہ قبلہ ادھر ہی ہے اور یہ تحقیق جن لوگوں نے کی ہے وہ اس کے اہل بھی تھے۔ اس سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کہیں (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے علاوہ کسی اور نے) قبلہ کی سمت بتانے والی علامتیں ناواقف لوگوں نے مقرر کردی ہیں اور ان کا غلط ہونا قابل اعتماد اور ماہرین فن کی تحقیق سے یقینی طور پر ثابت ہوگیا ہو تو پھر اس غلط سمت کی طرف نماز پڑھنا صحیح نہ ہوگا بلکہ صحیح سمت ہی کی طرف نماز پڑھنا ضروری ہوگا البتہ وہ نمازیں جو غلطی واضح ہونے سے پہلے پڑھ لی گئی تھیں صحیح ہو جائیں گی۔ آگے آنے والی بحث سے اس پر مزید روشنی پڑے گی۔

۲- جس مقام پر قدیم محرابیں اور قبلہ کی علامتیں موجود نہ ہوں وہاں مقامی لوگوں

میں سے جو دیندار قبلہ کی سمت سے باخبر ہوں ان سے دریافت کرنا اور ان کی بتائی ہوئی سمت کو قبلہ سمجھنا ضروری ہوگا جیسا کہ شامی (ردالمحتار) میں ہے۔

ان لم یکن ثم محاریب قدیمة فیسأل من یعلم بالقبلة من تقبل شهادته من اهل ذلك المكان ممن یکون بحضرته ویقبل فیها قول الواحد العدل۔ (ردالمحتار، ص۲۸۹، ج۱)

"جس جگہ قدیم محرابیں (قبلہ کی علامتیں) نہ ہوں تو نمازی وہاں کے رہنے والے کسی ایسے شخص سے سمت قبلہ معلوم کرے جس کی گواہی شرعاً معتبر ہو سکتی ہو اور وہ قبلہ کی سمت جانتا ہو ایک دیندار شخص کا بھی قول کافی ہوگا"۔

لیکن جو شخص قبلہ سے واقف نہ ہو اس سے دریافت کرنا یا اس کا بتانا معتبر نہیں ہے۔

(اما غیر العالم بها فلا فائدة فی سواله) (ایضا)

(۳) اگر کسی جگہ قبلہ بتانے والی (قابل اعتماد اور واقف لوگوں کی مقرر کردہ) علامتیں بھی نہ ہوں اور نہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو قبلہ کا صحیح علم رکھتا ہو تو جن قرائن اور دلائل (مثلاً ستاروں، چاند اور سورج یا اصطرلاب وغیرہ) کی مدد سے قبلہ کا تعین ہو سکتا ہے۔ اگر ان سے وہ واقف ہے تو ان ہی کے ذریعے سمت قبلہ کا تعین کر کے نماز پڑھنا ضروری ہوگا جیسا کہ "المغنی" میں ہے۔

الثالث من فرضه الاجتهاد وهو من عدم الحالتین وهو عالم بالادلة (المغنی، ص۴۵۷، ج۱)

"جس شخص کو نہ تو کوئی قبلہ بتانے والا ملے اور نہ وہ ایسے شہر میں ہے جس میں مساجد ہیں اور وہ خود دلائل (علامات) جانتا ہے"۔

فمن کان من اهل الاجتهاد اذا خفیت علیه القبلة فی السفر ولم یجد مخبرا ففرضه الصلوٰة الی جهة یؤدی اجتهاده

(المغنی، ص۴۶۶، ج۱)

"تو اگر وہ قبلہ کا رخ معلوم کرنے کا طریقہ جانتا ہے تو وہ اسی طریقہ سے رخ

دریافت کر کے نماز پڑھے۔ (مفہوم)

اور جو شخص خود اس کی صلاحیت نہیں رکھتا لیکن ساتھیوں میں سے کوئی ایک شخص بھی اگر اس کی اہلیت رکھتا ہے تو وہ اہل شخص اپنی مہارت سے قبلہ کا تعین کرے اور بقیہ لوگ اس کا اتباع کریں۔ شرح منہاج میں ہے۔

ومن عجز عن الاجتهاد وتعلم الادلة قلد ثقه عارفا

(شرح منہاج، ص۴۸)

"جو شخص قبلہ کے تعین کا فن نہیں جانتا وہ کسی جاننے والے کا اتباع کرے"۔

پھر اگر بعد میں یہ ثابت ہو جائے کہ غلط سمت کی طرف نماز پڑھی گئی تو بھی نماز مکمل ہو جانے کے بعد اس کا لوٹانا اکثر علماء کے نزدیک ضروری نہیں۔ البتہ اگر نماز کے درمیان ہی علم ہو جائے تو نماز کی حالت میں ہی اس طرف رخ پھیر لے جو بعد میں صحیح سمت قبلہ ثابت ہوئی ہے اس کے بعد کی تمام نمازیں اسی صحیح رخ کی طرف پڑھنا ضروری ہوگا۔ "المغنی" میں ہے۔

واذا صلی بالاجتهاد الی جهة ثم علم انه قد اخطأ القبلة لم یکن علیه اعادة وکذلك المقلد الذی صلی بتقلیده وبهذا قال مالك و ابوحنیفة والشافعی فی احد قولیه (المغنی، ص۴۸۱، ج۱)

اگر اجتہاد (دلائل و قرائن سے قبلہ کی تعیین کر کے) نماز پڑھی۔ پھر معلوم ہوا کہ غلط سمت کی طرف پڑھ لی تو نماز کا لوٹانا ضروری نہیں ہے اسی طرح جن لوگوں نے کسی ماہر کی اتباع میں نماز پڑھی ان پر بھی لوٹانا ضروری نہیں۔ یہی امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا بھی مسلک ہے اور ایک قول امام شافعی کا بھی یہی ہے۔

اس صورت میں اگر جماعت کے اندر موجود دو تین شخص قبلہ کی تعیین کا فن جانتے ہوں اور ان میں باہم اختلاف رائے ہو جائے تو جاننے والے کیلئے تو یہی ضروری ہے کہ وہ اپنی تحقیق پر عمل کرے اور نہ جاننے والے ان میں سے جسے زیادہ قابل اعتماد سمجھیں اس

کے قول پر عمل کریں جیسا کہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب مھذب (لابی اسحاق ابراھیم بن علی الفیروزآبادی) میں ہے:

وان اختلف علیه اجتهاد رجلین قلد اوثقهما

"اگر دو ماہر شخصوں کی رائے قبلہ کی تعیین میں الگ الگ ہو تو زیادہ قابل اعتماد کی رائے پر عمل کریں"۔

لیکن کسی ماہر کی خود اپنی تحقیق بعد میں بدل جائے اور جس سمت کو پہلے قبلہ سمجھا تھا اب اس سے مخالف سمت کو (دلائل وقرائن سے) قبلہ سمجھنے لگا تو پھر اس کے بعد کی نمازیں دوسری رائے کے مطابق پڑھے لیکن پہلی تحقیق کے مطابق (رائے بدلنے سے پہلے) پڑھی ہوئی نمازوں کا لوٹانا ضروری نہیں ہوگا۔ جیسا کہ شرح منہاج میں ہے:

(وان تغیر اجتهاده) فظهر له الصواب فی جهة غیر جهة الاول (عمل بالثانی ولاقضاء) لما فعله بالاول (شرح منہاج، ص۴۸)

"اگر کسی ماہر کی رائے بدل جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ صحیح سمت دوسری ہے تو پھر دوسری سمت ہی کی طرف نماز پڑھے پہلی رائے پر پڑھی ہوئی نماز کی قضا نہ کرے"۔

۴- مذکورہ بالا تینوں صورتوں کی عدم موجودگی میں نمازی تحری سے یعنی اندازہ کر کے اپنے قلبی رجحان پر نماز پڑھے گا اور وہی سمت قبلہ کے حکم میں ہوگی۔ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب "بدائع الصنائع" میں ہے۔

وان کان عاجزا بسبب الاشتباه وهو ان یکون فی المفازة فی لیلة مظلمة اولا علم له بالامارات الدالة علی القبلة فان لم یکن بحضرته احد جازله التحری (بدائع، ص۱۱۸، ج۱)

"جو شخص سمت کی تعیین خود نہیں کر سکتا اور نہ کوئی وہاں پر قبلہ کی سمت بتانے والا ہے یا جنگل میں ہے (جہاں عموماً مسجدیں یا قبلہ کی علامات نہیں ہوتیں) تو وہ قلبی رجحان سے قبلہ کا تعین کر سکتا ہے"۔

صاحب کتاب علامہ کاسانی نے تحری (قلبی رجحان اور اپنے اندازہ کے مطابق نماز پڑھنے) کے جواز پر استدلال قرآن مجید کی آیت "اینما تولوا فثم وجه الله (بقرہ) اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں پیش آنے والے ایک واقعہ سے کیا ہے۔

یہ حدیث علامہ زیلعی کی تخریج کے مطابق ابوداؤد طیالسی، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ سے نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں انہیں قبلہ کا پتہ چلانا مشکل ہو گیا تھا۔ اندازہ سے نماز پڑھ لی۔ بعد میں پتہ چلا کہ غلط سمت کی طرف نماز پڑھ لی گئی تھی۔ اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی اور اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تمہاری نماز درست ہو گئی۔ (قد مضت صلاتکم) درآیه تلخیص نصب الرایه للزیلعی برحاشیه ہدایہ، ص۸۰، ج۱)

چونکہ اس حالت میں تحری قبلہ کے حکم میں ہے اس لئے اگر کوئی شخص (اشتباہ کی صورت میں) بغیر تحری کے نماز پڑھ لے گا تو نماز نہ ہوگی اور تحری سے پڑھی گئی نماز کے بعد پتہ چلے کہ وہ غلط سمت تھی تو حنفیہ کے نزدیک نماز کا لوٹانا ضروری نہ ہوگا۔

ہدایہ میں ہے:

فان علم انه اخطا بعد ما صلی لا یعیدها۔ (ہدایہ، ص۸۰، ج۱)

"اگر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ (سمت قبلہ میں) غلطی ہوگئی ہے تو بھی نماز نہ لوٹائے"۔

وان ظهر انه صلی مستدبر الکعبة یجزیه عندنا وعند الشافعی لا یجزیه۔ (بدائع، ص۱۱۹، ج۱)

"نماز پڑھ چکنے کے بعد اگر یہ معلوم ہوا کہ نماز قبلہ سے داہنے یا بائیں جانب پڑھ لی گئی ہے تو نماز نہ لوٹائے"۔

یہاں یہ بتا دینا غالباً بے محل نہ ہوگا کہ کعبۃ اللہ سے دور کے نمازیوں کا اگر سمت کعبہ سے تھوڑا سا رخ پھر جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

"بعض اہل علم کے نزدیک ۲۴ درجہ تک کا داہنی یا بائیں جانب انحراف تھوڑا ہے اور اس سے زیادہ بہت ہے۔

ابن تیمیہ نے بھی اپنے مجموعہ فتاویٰ میں یہ صراحت کردی ہے:

لو كان منحرفا انحرافا يسيرا لم يقدح ذلك في الاستقبال.

(مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ، ص ۲۱۶، ج ۲۲)

"تھوڑا سا رخ بدل جانے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

اور یہ تصریح دوسرے علماء کے کلام میں بھی ملتی ہے لیکن اتنا رخ نہ پھیرے کہ کعبہ کی طرف پیشانی کا کوئی بھی حصہ نہ رہے۔ اگر پیشانی کے کسی بھی حصہ کا رخ کعبۃ اللہ کے محاذات میں رہے تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ (ایضاً)

حاصل کلام یہ کہ جس شکل میں جو سمت قبلہ قرار دی گئی ہے اسی کی طرف نمازی کا رخ ہونا ضروری ہے۔ اگر غلطی معلوم ہو جانے کے بعد بھی صحیح سمت کی طرف رخ کر کے نماز نہیں پڑھی تو نماز ادا نہ ہوگی اس لئے صحیح سمت کی طرف رخ کر کے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔ (معمولی سا انحراف قابل معافی ہے)

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ غلط سمت کی طرف اگر کہیں مسجد بن گئی ہے تو اس کو صحیح کرنا ضروری ہے۔ اگر بالفرض کسی وجہ سے تعمیر میں ایسی تبدیلی کرنا مشکل ہو تو نمازیوں کو نماز بہرحال صحیح رخ پر پڑھنا چاہیے اور عام نمازیوں کو اس پر متنبہ اور متوجہ رکھنے کیلئے کوئی مستقل انتظام کرنا ضروری ہوگا۔

خلاصہ بحث یہ کہ:

۱- کعبۃ اللہ کے قریب نماز پڑھنے والے کیلئے عمارت کعبہ کا کوئی جز اس کی پیشانی اور سینہ کے سامنے رہنا ضروری ہے۔

۲- کعبۃ اللہ سے دور نمازی اگر ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہے جہاں صحابہ یا تابعین کی بنائی مسجدیں یا قبلہ کے رخ کا تعین کرنے والی علامتیں (محرابیں) موجود ہیں تو ان ہی محرابوں یا مسجدوں کیلئے مقرر کردہ قبلہ کے رخ کی طرف نماز پڑھنا ضروری ہے۔

۳- جہاں صحابہ یا تابعین کے مقرر کردہ علامات تو نہ ہوں مگر وہاں دیندار سمت قبلہ سے باخبر لوگ موجود ہوں تو ان باخبر لوگوں کی بتائی ہوئی سمت قبلہ کی طرف نماز پڑھنا چاہیے۔

۴- جس جگہ نہ تو صحابہ و تابعین کی متعین کردہ علامات قبلہ ہوں اور نہ کوئی باخبر دیندار قبلہ کی سمت بتانے والا وہاں مقامی شخص ہو تو اگر یہ نمازی خود قرائن و دلائل (مثلاً ستاروں، چاند، سورج یا اصطرلاب وغیرہ) کی مدد سے سمت قبلہ کا تعین کرنے کا طریقہ جانتا ہے تو اسی طریقہ کے ذریعہ متعین کردہ سمت قبلہ کی طرف نماز پڑھے۔ اگر اس کے ساتھ سمت قبلہ کی تعیین کے طریقوں سے ناواقف لوگ بھی ہوں تو وہ بھی اسی واقف شخص کی متعین کردہ سمت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں لیکن واقف لوگ متعدد ہوں اور ہر ایک کی رائے الگ ہو تو ہر ایک اپنے اپنے علم کے مطابق عمل کرے البتہ ناواقف لوگ ان واقف لوگوں میں سے جسے جس پر زیادہ اعتماد ہو اس کے قول پر عمل کریں۔

۵- مذکورہ صورتوں میں سے کسی صورت کے ذریعہ بھی قبلہ کی سمت متعین کرنا اگر ممکن نہ ہو تو پھر نمازی اپنے قلبی رجحان اور اندازہ (تحری) سے نماز پڑھے۔ اگر متعدد لوگ موجود ہوں اور ہر ایک کا اندازہ (تحری) الگ الگ سمت کی طرف ہو تو ہر شخص اپنے اندازہ (تحری) کے مطابق نماز پڑھے۔ دوسرے کی اتباع نہ کرے۔

(جدید مسائل کا شرعی حل)

ہوائی جہاز اور ٹرین میں نماز پڑھنے کا حکم

ہوائی جہاز اگر زمین پر کھڑا ہے تب تو اس میں نماز پڑھنا اور نماز کا صحیح ہو جانا ظاہر ہے لیکن اگر وہ اڑ رہا ہو اور اس بات کا خطرہ ہو کہ اترنے کا انتظار کیا گیا تو نماز کا وقت نکل جائے گا تو اڑتے ہوئے جہاز میں ہی نماز پڑھ لی جائے۔ جہاز میں قبلہ کی سمت جاننے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پائلٹ سے دریافت کرلیا جائے۔ اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو پھر جہاز میں بیٹھے کسی واقف مسلمان سے دریافت کر کے یا پھر اندازہ سے قبلہ کا رخ متعین کر کے نماز پڑھ لی جائے۔

Scanned with CamScanner

ٹرین میں نماز پڑھنی درست ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عذر نہ ہو مثلاً آگے کوئی سٹیشن آنے والا ہو جہاں اتر کر نماز ادا کی جاسکتی ہو تو بھی نماز ہو جائے گی۔ اس کی نظریہ ہے کہ فقہاء نے ایسی سواری کو جسے جانور کھینچ کر لے جائے اور اس کا کوئی حصہ جانور کے جسم پر رکھا ہوا نہ ہو "سریر" یعنی تخت کے درجہ میں رکھا ہے اور بلا عذر اس پر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے اور اگر اس کا ایک حصہ جانور کے اوپر رکھا ہوا ہو جیسے کجاوہ وغیرہ ہوتا ہے اس پر نماز پڑھنا جانور پر نماز پڑھنے کے مترادف ہے جس کی اجازت بدرجہ ضرورت دی جاتی ہے۔

ٹرین میں ڈبے انجن پر نہیں ہوتے بلکہ اس سے ملحق ہوتے ہیں۔ انجن کی قوت ان کو کھینچتی ہے اس لئے وہ بھی سریر کے درجہ میں ہے اور بلا عذر بھی نماز ان پر درست ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں ج نمبر ۱ میں ہے۔

اما الصلوٰة علی العجلة ان کان طرف العجلة علی الدابة وھی تسیرا ولا تسیر فھی صلوٰة علی الدابة تجوز حالة العذر ولا تجوز فی غیر ھا وان لم یکن طرف العجلة علی الدابة جازو ھی بمنزلة الصلوٰة علی السریر

سواری پر نماز کا مسئلہ یوں ہے کہ اگر گاڑی کا ایک حصہ بہر حال جانور کے اوپر رہتا ہو، چاہے وہ چلے یا نہ چلے تب تو اس گاڑی پر نماز کی ادائیگی خود جانور ہی پر نماز کی ادائیگی ہے۔ عذر کی بنا پر درست ہے۔ بلا عذر جائز نہیں اور اگر گاڑی کا ایک حصہ جانور پر نہ ہو تو نماز درست ہے اور وہ تخت پر نماز پڑھنے کے حکم میں ہے۔

البتہ فقہ کے عام اصول کے مطابق کھڑے ہونے پر قدرت ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔

ایک علمی وتحقیقی فتویٰ

سوال: "اتحاد المکان واستقبال القبلہ شرط فی الصلوٰة غیر النافلہ"

کے پیش نظر چلتی ریل گاڑی میں فرضی نماز کی ادائیگی کیسی ہے؟ بصورت نعم مندرجہ بالا عبارت کا مطلب کیا؟ بصورت لا کشتی وجہاز میں کیسا جواز؟ ریل گاڑی، بیل گاڑی، کشتی وجہاز کیا ایک ہی حکم میں ہیں؟

سائل سگ در: ابوالنصر منظور احمد شاہ بقلم خود ساہیوال ۵۷-۱۲-۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب اللھم اجعل لی النور والصواب

نمبر ۱- چلتی ریل گاڑی، چلتی کشتی کے مشابہ ہے کہ دونوں کسی جانور کے کھینچنے سے نہیں بلکہ ہوا و بھاپ کے ذریعے سے چلتی ہیں (ومن ایاتہ الجوار فی البحر کالا علام ان یشأ یسکن الریح فیظللن رواکد علی ظھرہ منہ غفرلہ) اور کشتی باوجودیکہ پانی کے اوپر چلتی ہے اور زمین یا کسی ایسی ٹھوس چیز پر نہیں چلتی جس پر بلا واسطہ سجدہ یا قیام ہو سکے مگر پھر بھی اس میں نماز فرض بھی جائز ہے۔ بحکم احادیث مرفوعہ وموقوفہ مستدرک وسنن بیہقی و دارقطنی وغیرہا اور یہی متون وشروح وحواشی وفتاوے فقہیہ سے ثابت ہے بلکہ یہ امر بھی مصرح ہے کہ کنارہ نزدیک ہو اور اتر کر زمین پر پڑھ سکتا ہو تب بھی بیٹھ کر کشتی میں پڑھ سکتا ہے۔ کما فی المبسوط ص ۲، ج ۲ والخلاصة ص ۱۹٤، جلد ۱ والسراجیة، ص ۱۲ والھندیة ص ۷٤، جلد ۱ و غیرھا

کشتی رواں میں جواز نماز کی تعلیل فقہائے کرام نے یہ فرمائی کہ کشتی کا چلنا اس کے سوار کی طرف منسوب نہیں تو منافی نماز نہیں بخلاف جانور کے کہ اس کا چلنا حکماً سوار کا چلنا ہے۔ بدائع صنائع ص ۱۰۹ جلد ۱، تبیین الحقائق ص ۲۰۳، جلد ۱، خلاصة الفتاوے، ص ۱۹۴ جلد ۱ میں ہے۔ والنظم لملک العلماء لان سیرھا غیر مضاف الیہ فلایکون منافیا للصلوٰة بخلاف الدابة فان سیرھا مضاف الیہ نیز تلاوت بدائع ص ۱۸۲ میں ہے۔ بخلاف السفینة فانھا لم تجعل بمنزلة رجلی الراکب لخروجھا عن قبول تصرفہ فی السیر والوقوف ولھذا اضیف سیرھا الیھا دون راکبھا قال اللہ تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلک و جرین بھم وقال اللہ تعالیٰ وھی

تجری بهم فی موج کالجبال فلم یجعل تبدل مکانها تبدل مکانه۔ بناء علیہ فقہائے کرام نے صاف صاف فرمادیا کہ چلتی کشتی جواز نماز میں بمنزلہ زمین ہے اور اپنے سوار کے حق میں کمرے کی طرح ہے۔ بدائع ص۱۰۹' ج۱ میں فرمایا لان السفینة بمنزلة الارض۔ تلاوت بدائع' ص۱۸۲ میں ہے۔ بل مکانه ما استقر هو فیه من السفینة من حیث الحقیقة والحکم وذلك لم یتبدل (ای بسیرها) مبسوط' ص۳' جلد۲' بدائع ص۱۱۰' جلد۱' بحرالرائق ص۱۱۷' جلد۲' شامی ص۱۲۷' جلد۱ میں بالفاظ متقاربہ ہے۔ السفینة فی حقه کالبیت مبسوط ص۳' جلد۲ میں اور وضاحت ہے۔ فرمایا: لان راکب الدابة لیس له موضع قرار علی الارض وراکب السفینة له فیها موضع قرار علی الارض فالسفینة فی حقه کالبیت الاتری انه لایجریها بل هی تجری به قال اللّٰه تعالیٰ وهی تجری بهم فی موج کالجبال الخ۔ نیز تلاوت فتح القدیر ص۴۷۵' جلد۱' فتاویٰ قاضی خان' ص۷۶' مبسوط ص۱۴' جلد۲' خلاصة الفتاویٰ ص۱۸۹' جلد۱' دارالمنتقیٰ ص۱۵۹' جلد۱' ہندیہ ص۶۹ جلد۱ میں ہے۔ والنظم للمحقق سیر السفینة لا یوجب اختلاف المکان والمجلس۔

تو اَمس وشمس کی طرح واضح وہویدا ہوا کہ کشتی' کشتی سوار کیلئے بمنزلہ زمین اور کمرے کی طرح ہے اس کا چلنا مکان اور سوار کے تبدل کا موجب نہیں تو چلتی ریل' ریل سوار کیلئے بھی بمنزلہ زمین اور کمرے کی طرح ہوگی بلکہ ریل میں تو پانی جیسا کوئی حائل بھی نہیں جس پر براہ راست قیام وسجدہ وغیرہ نہ ہوسکے بلکہ ایسی ٹھوس پٹڑی پر چلتی ہے جو تسفل جبہہ کی وجہ متصور ہی نہیں ہوسکتی بلکہ فقہائے کرام نے بالتصیص ایسی گاڑی پر جس کا کوئی حصہ جانور پر نہ ہو' جواز نماز فرائض کی تصریح فرمادی۔ فتاوے فقیہ النفس امام قاضی خان' ص۸۲' فتح القدیر ص۴۰۴ جلد۱' تبیین الحقائق ص۱۷۷' جلد۱' بحرالرائق ص۶۵' جلد۲' ہندیہ ص۱۴۲' جلد۱' تنویر الابصار' شامی ص۶۵۷ جلد۱ میں بکلمات متقاربہ ہے۔ والنظم للشامی عن التتارخانیة عن المحیط لوصلی علی العجلة ان کان طرفها علی الدابة وهی تسیر تجوز فی حالة العذر لا فی غیرها وان لم

یکن طرفها علی الدابة جازت ۔ اور ماسوائے تنویر کے ان سب کی تحریر ہے کہ ایسی گاڑی پر نماز بمنزلہ نماز برسریر ہے۔ والنظم له ایضا وهو بمنزلة الصلوٰة علی السریر ۔ اس "بمنزلة الصلوٰة علی السریر" کا تطابق وتوافق "بمنزلة الارض" اور "له موضع قرار علی الارض" اور "فی حقه کالبیت" کے ساتھ عدم تبدل مکان ومجلس بوقت سیر کو اور زیادہ واضح ونمایاں بنا رہا ہے۔ کما لا یخفی علی من خدم کلمات القوم۔

بفضلہ وکرمہ تعالیٰ ماہ نیم ماہ اور مہر نیم روز کی طرح واضح ہوا کہ ریل رواں میں فرض جائز ہیں اور شرط اتحاد والمکان کے قطعاً منافی نہیں۔ رہا استقبال قبلہ تو وہ بوقت قدرت ضروری ہے۔ قبلہ رو شروع کرے اور اگر ریل سمت قبلہ سے بدل آئے تو قبلہ کی طرف پھر جائے کہ گاڑی وکشتی میں یوں پھرا جاسکتا ہے۔ وان لم یقدر فلایکلف اللّٰه نفسا الا وسعها ۔ مبسوط ص۳' جلد۲' ہندیہ ص۱۴۲' جلد۱ وغیرہا میں ہے۔ والنظم من المبسوط یلزمه التوجه الی القبلة عند افتتاح الصلوٰة وکذلك کلمادارت السفینة یتوجه الیها لا نها فی حقه کالبیت۔

اور چلتی گاڑی میں جواز نماز کی تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر مسافر کو اترنے میں جان کا یا بیمار ہونے یا بیماری بڑھنے کا یا درندہ یا دشمن کا خطرہ ہو یا اتنا کمزو ہے کہ بغیر امداد کے اتر نہیں سکتا یا سوار نہیں ہوسکتا یا سخت بوڑھا یا مریض ہے یا سامان چوری ہونے کا یا گاڑی چلنے یا جگہ رکنے کا خطرہ ہو تو ایسی صورتوں میں ایسی چلتی گاڑی پر نماز جائز ہے جو جانور کے کندھے پر ہو یا خود نمازی ہی جانور پر ہو۔ فتاویٰ عالمگیری ص۱۴۷ جلد۱' کبیری ص۲۶۹' ۲۷۰- بحرالرائق ص۶۴ تا ۶۵' جلد۲' فتح القدیر ص۴۰۳' جلد۱' خلاصة الفتاویٰ ص۱۹۳' جلد۱' فتاوے قاضیخان ص۸۲ والنظم من الهندیة ومن الاعذار ان یخاف لونزل عن الدابة علی نفسه او علی ثیابه او دابة لصا اوسبعا او عدوا او کانت الدابة جموحا لونزل عنها لایمکنه الرکوب الابمعین الخ اور اس کی تعلیل خانیہ وفتح وکفایہ میں بکلمات متقاربہ یہ ہے فعند هذه الاعذار تجون

المکتوبۃ علی الدابۃ لقولہ تعالٰی فان خفتم فرجالا او رکبانا اور جب جانور یا اس کی اٹھائی ہوئی چلتی گاری پر جائز ہوئی تو ریل گاڑی پر بطریق اولٰی جائز ہوگی۔ وذا اجلی من ان یجلی بلکہ مسافر ریل گاڑی کو چونکہ غالبا ان میں سے بعض عذر اور خطرے لاحق ہوا کرتے ہیں اور سٹیشن پر رکنے کے وقت مسافروں کا اترنا چڑھنا باعث تشویش وتعویق ہوا کرتا ہے حالانکہ حکم بر غالب ومظنہ عموماً لگایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے کنارے کے قریب چلتی کشتی پر باوجودیکہ اتر کر زمین پر پڑھ سکتا ہو۔ کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے۔ کما مر اول الجواب من الکتب العدیدۃ معتبرۃ تو ریل پر بھی مطلقاً جائز ہوگی اور جب سفر جائز ہے اور انسان پابند حوائج وضروریات ہے اور نماز پنجگانہ کی ادائیگی بھی لازم تو بحکم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا و ما فی معناھا من الایت والاحادیث اور وما جعل علیکم فی الدین من حرج - یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وغیرھا من الایت والاحادیث الدین یسر اور یسروا ولا تنفروا وغیرھا جائز ہوگا اور اسی بنا پر سفر میں قصر شروع ہوا۔ نیز اصول فقہیہ میں محقق ہو چکا کہ وقت نماز معیار نہیں بلکہ ظرف ہے اور اس کی وہی جز سبب وجوب ہے جس کے ساتھ ادا متصل ہو حسامی ص۳۲ تا ۳۳ وغیرہ میں ہے والنظم منہ نکان ظرفا لا معیارا (الی ان قال) فوجب ان یجعل بعضہ سببا وھوالجزء الذی یتصل بہ الاداء فان اتصل الاداء بالجزء الا ول کان ھو السبب والاینتقل السببیۃ الی الجزء الذی یلیہ۔

تو جب چلتی گاڑی میں مسافر نماز شروع کرے (ولا مانع منہ بنص یساوی الامر بالصلوۃ۔ منہ غفرلہ) تو اسی وقت سبب وجوب منعقد ہوگا حالانکہ اترنا باعث ہلاک ہے تو یقیناً معذور بنا تو نماز جائز ہوگی اور انتظار سٹیشن لازم نہیں۔ کما یتبین من اختیار الشامی حیث قال منہا ان المسافر اذا عجز عن النزول عن الدابۃ لعذر من الاعذار المارۃ وکان علی رجاء زوال العذر قبل خروج الوقت کالمسافر مع رکب الحج الشریف ھل لہ ان یصلی العشاء مثلاً علی الدابۃ

اولمحل فی اول الوقت اذا خاف من النزول ام یؤخر الی وقت نزول الحجاج فی نصف اللیل لاجل الصلوۃ والذی یظھر لی الاول لان المصلی انما یکلف بالارکان والشروط عند ارادۃ الصلوۃ والشروع فیھا ولیس لذلک وقت خاص ولذا جازلہ الصلوۃ والشروع فیھا ولیس لذلک وقت خاص ولذا جازلہ الصلوۃ بالتیمم اول الوقت وان کان یرجو وجود الماء قبل خروجہ وعللوہ بانہ قداداھابحسب قدرتہ الموجودۃ عند انعقاد سببھا وھو ما اتصل بہ الاداء۔

رہی سائل کی پیش کردہ عبارت "اتحاد المکان و استقبال القبلۃ شرط فی الصلوۃ غیر النافلۃ" تو سائل نے ہوشیاری سے کام لیا ہے یا اس کی محض لاعلمی ہے ورنہ اس کا باقی حصہ "عندالامکان لا یسقط الابعذر (شامی ص۶۵۸ جلد۱) ہی سائل کے بعض اشکالات کا حل کر رہا ہے اور بحری جہاز تو سفینہ ہی ہے۔ رہا ہوائی تو اس میں بھی جائز ہی ہے کہ کشتی کی طرح "بمنزلۃ الارض" اور "کالبیت" ہے۔ زمین اور اس کے درمیان پانی کی طرح ایک ایسا عنصر ہے جو خود تو قیام وغیرہ کے قابل نہیں مگر جو اس پر اڑ رہا ہے وہ قابل ہے۔ ولا تنس ما مر من الاعذار المجوزۃ وغیرھا فانھا تجری ایضا اور بیل گاڑی وغیرہا کا فرق اسی جواب سے واضح ہوگیا۔ واللہ تعالٰی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالٰی علی حبیب والہ اصحابہ و بارک وسلم۔(فتاوٰی نوریہ ج نمبر ۱)

☆ کشتی یا گاڑی میں اگر قبلہ کی سمت گھومتی جائے تو نمازی بھی گھومتا رہے جبکہ ممکن ہو ورنہ (اگر ممکن نہ ہو یا سامان وغیرہ چوری ہونے کا خطرہ ہو) تو شروع میں قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز کا آغاز کر دے اور پھر اسی سمت ہی رخ کیے رکھے اور نماز پڑھتا رہا کیونکہ حضور علیہ السلام نے بعض اوقات نوافل میں ایسا ہی کیا ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر فاراد ان یتطوع استقبل

Scanned with CamScanner

القبلة بناقته ثم كبر ثم صلى حيث وجهه ركابه

(جمع الفوائد ص ۷۰ ج ۱ بحوالہ طبرانی)

حضور علیہ السلام کا سفر میں جب نوافل پڑھنے کا ارادہ ہوتا تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی کا رخ قبلہ کی طرف کر کے نماز شروع فرما دیتے اور پڑھتے رہتے چاہے اونٹنی کا رخ جدھر بھی ہو۔

کشتی سے متعلقہ احکام

فقہائے کرام نے کشتی میں نماز سے متعلقہ جو احکام بیان فرمائے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- کشتی اگر ساحل سے بندھی ہو، پرسکون حالت میں ہو اور کھڑے ہو کر اس میں نماز ادا کرنی ممکن ہو تو کشتی ہی میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرے۔

۲- کشتی ساحل سے بندھی ہو لیکن پرسکون حالت میں نہ ہو، کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی ممکن ہو نیز یہ بھی ممکن ہو کہ باہر نکل کر نماز ادا کرے تو اس میں نماز درست نہ ہوگی۔

۳- کشتی چل رہی ہو اور کھڑے ہونے پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر بالاتفاق نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

۴- کشتی چل رہی ہو، کھڑے ہونے پر قدرت ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک بیٹھ کر بھی کراہت کے ساتھ نماز ہو جائے گی اور صاحبین کے یہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔

۵- کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں سر چکراتا ہو تو بالاتفاق بیٹھ کر نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

۶- کشتی اگر ساحل سے لگی ہو مگر ساحل پر نکلنا ممکن نہیں تو اس کا حکم بھی چلتی ہوئی کشتی کا ہوگا۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو تو اس طرح پڑھے ورنہ بیٹھ کر۔

۷- استقبال قبلہ شروع سے آخر تک ضروری ہوگا۔ اگر قبلہ رخ ہو کر نماز کی ابتداء کی درمیان میں رخ بدل گیا تو اپنا رخ بھی پھیر لے۔

اسی پر قیاس کر کے سمندری جہاز میں نماز کے حسب ذیل احکام ہوئے۔

۱- طوفان وغیرہ کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز کی ادائیگی ممکن نہ ہو تو بالاتفاق بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔

۲- سر گرانی کے باعث کھڑا ہونا دشوار ہو تو بھی بیٹھ کر ہی نماز ادا کی جائے گی۔

۳- کھڑے ہو کر نماز ادا کی جا سکتی ہو تو صاحبین کے مسلک کے مطابق بیٹھ کر نماز درست نہ ہوگی۔

امام ابوحنیفہ نے گو کہ کشتی میں بہ کراہت اس کی اجازت دی ہے مگر پانی کے جہاز میں چونکہ عذر اور اضطراب کشتی سے کم ہوتا ہے اس لیے کم از کم جہاز میں فتویٰ صاحبین ہی کی رائے پر ہونا چاہیے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا ضروری ہے۔

۴- استقبال قبلہ جہاز میں بھی ضروری ہوگا۔ نماز کے آغاز میں بھی اور درمیان میں بھی یعنی اگر درمیان میں رخ بدل گیا تو اپنا رخ درست کرنا ہوگا۔ (جدید فقہی مسائل)

نابینا شخص غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا کوئی بینا آیا اور اس نے اس کو سیدھا کر کے اسکی اقتداء کی تو اگر کوئی شخص وہاں ایسا تھا جس سے قبلہ کا حال نابینا دریافت کر سکتا تھا مگر نہ کیا تو دونوں کی نمازیں نہ ہوئیں اور اگر کوئی ایسا نہ تھا تو نابینا کی ہوگئی اور مقتدی کی نہ ہوئی۔ (بہار شریعت / ج ۳، ص ۲۹، ص ۳۰ بحوالہ خانیہ، ہندیہ، غنیہ، رد المحتار)

ساتویں شرط-نیت:

نماز کی ساتویں شرط نیت ہے۔ لقوله عليه السلام انما الاعمال بالنيات

(بخاری ص ۲، ج ۱، مسلم ص ۱۴۰، ج ۲)

صرف نماز ہی نہیں بلکہ کوئی بھی عبادت (مقصودہ) بغیر نیت کے درست نہیں ہے اور نیت سے ہی عبادت و عادت میں فرق پیدا ہوتا ہے اور تصحیح نیت دین کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے۔ اس بارے میں احادیث پہلے گزر چکیں۔

نفل نماز کیلئے تو اتنی ہی نیت (دل کا ارادہ) کافی ہے کہ میں نفل ادا کرتا ہوں یہی حکم سنت وتراویح کا بھی ہے لیکن فرض نماز کیلئے ظہر عصر یا قضاء نماز کی تعیین ضروری ہے اور

امام کی اقتداء کی نیت بھی ضروری ہے۔اسی طرح وتر اور جمعہ کیلئے بھی یہ جاننا لازم ہے کہ فلاں نماز ادا کر رہا ہوں (بغیر تعداد رکعات کے) اس میں مطلقا نیت کافی نہیں۔

(شرح وقایہ ص۱۳۹ ج۱ کبیری ص۲۵۴)

زبان سے نیت کر لینا بغیر اس کو ضروری سمجھے بہتر ہے اور اگر ضروری سمجھا تو بدعت و ناجائز ہے۔ (مکتوبات شریف امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ص۸۵ دفتر اول حصہ سوم مکتوب نمبر۱۸۶)

اسی طرح زبان سے اونچی آواز کے ساتھ نیت کرنا بھی جائز نہیں

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ص۵۵)

اگر دل میں نیت کر لی اور زبان سے کچھ نہ کہا تو نماز ہو گئی۔

مقتدی صرف اقتدار کی نیت کرے یہ ضروری نہیں کہ امام کی تعیین شخصی بھی ہو (کہ فلاں بن فلاں کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں) کیونکہ اگر اس متعین شخصیت کے علاوہ کوئی اور ہوا تو نماز نہ ہو گئی لہذا خالی اقتدار کی نیت ہی کافی ہے۔ (شرح نقایہ ص۶۷ ج)

رکعات کی تعیین ضروری تو نہیں لیکن اگر کر لی جائے تو بہتر ہے۔ (تنویر الابصار شامی)

نماز کے ارکان یا فرائض

رکن وہ داخلی جز ہوتا ہے جس کے بغیر عمل یعنی نماز نہ ہوگی اور اس کے ترک سے نماز باطل ہوگی۔ رکن بمعنی فرض ہے اور ارکان سے مراد فرائض ہیں جو کہ سات ہیں۔

نمبر۱-تکبیر تحریمہ:

یعنی نیت کرنے کے بعد اللہ اکبر کہنا اگرچہ احناف کے ہاں یہ شرط ہے (شرح نقایہ ص۶۷ ج۱) لیکن نماز کے ساتھ ملا ہونے کی وجہ سے اس کو ارکان کے ساتھ ہی بیان کرنا مناسب ہے۔ (شامی) اور ملا ہوا بھی ایسا کہ جیسے گھر کے ساتھ دروازہ ملا ہوا ہوتا ہے (رکن دین ص۱۰۳) لقولہ تعالٰی و ربك فكبر (المدثر:۳) ولقولہ علیہ السلام مفتاح الصلوٰۃ الطهور و تحريمها التكبير وتحليلها التسليم (ترمذی ص۲۷)

امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ان تحريم الصلوٰة التكبير ولايكون الرجل داخلا في الصلوٰة الا

بالتكبير (ترمذی ص۶۲)

بے شک نماز کا تحریمہ تکبیر ہے اور کوئی شخص بھی بغیر تکبیر کے نماز میں داخل نہیں ہو سکتا۔

تکبیر تحریمہ میں بلا عذر قیام ترک کیا تو نماز نہ ہوئی (شرح نقایہ ص۶۷)

تکبیر تحریمہ کے سب سے بہتر الفاظ اللہ اکبر ہیں لیکن اگر ان کے علاوہ بھی کوئی الفاظ جن میں محض اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہو ادا کر لیے جائیں تو تحریمہ ادا ہو گئی جیسا کہ اللہ اجل اللہ اعظم الرحمن اکبر لا الہ الا اللہ (ہدایہ ص۶۲ ج۱)

اگر اللہ اکبر کہتے ہوئے لفظ اللہ کے ہمزہ کو مد کے ساتھ ادا کر دیا تو تحریمہ ادا نہ ہوگی۔ (شرح نقایہ ص۷۱ ج۱)

نمبر۲- قیام:

نماز میں کھڑا ہونا بھی نماز کا فرض اور رکن ہے۔ (ہدایہ ص۶۳ ج۱)

لقولہ تعالٰی: وقوموا للہ قانتين (بقرہ:۲۳۸)

ولقولہ علیہ السلام صل قائما فان لم يستطع فقاعدا فان لم يستطع فعلى جنب (بخاری ص۱۵۰ ج۱)

اگر کوئی شخص بیمار یا بوڑھا ہو اور مسجد تک جانے سے اس کی سانس پھول جاتی ہو جس کی وجہ سے کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اس کو چاہیے کہ گھر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ لے تاکہ فرض تو ادا ہو جائے۔

جو لوگ جماعت میں شامل ہونے کیلئے دوڑ کر شامل ہوتے ہیں اور کھڑے ہوئے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں ان کا فرض (قیام) رہ جاتا ہے کیونکہ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان ص۳۷ ج۱)

تین عذروں کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ نمبر۱- بیماری نمبر۲ بڑھاپا نمبر۳ برہنگی۔ ایک پاؤں پر بلا عذر کھڑے ہونا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ نماز وتر، سنت فجر کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا لازم ہے۔ (بہار شریعت)

Scanned with CamScanner

نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں کیونکہ اس میں قیام فرض نہیں مگر بلاعذر بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملے گا۔ لقوله عليه السلام صلوٰة القاعد على النصف من صلوٰة القائم (مسند احمد، ص۱۶۱، ج۶) قیام رکوع اور سجدہ ہر رکعت میں فرض ہیں۔

(قومہ جلسہ اور تعدیل ارکان کو بھی امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے فرائض میں شمار کیا ہے۔ لقوله عيه السلام فاذا فعلت ذلك فقد تمت صلوتك وان انتقصت منه شيئاً انتقصت من صلاتك (ترمذی ص۷۰)

۳-قرات:

نماز میں قرآن پاک پڑھنا (ہدایہ ص۶۳، ج۱)

لقوله تعالیٰ فاقر واما تيسر من القران (المزمل:۲۰)

ولقوله عليه السلام لاصلوٰة الابقراء ة (مسلم ص۱۷۰، ج۱)

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک فرائض خمسہ کی دو رکعتوں میں قرات فرض ہے۔ (ہدایہ ص۱۷، ج۱)

جبکہ آخری دو (ظہر عصر عشاء کی) اور ایک (مغرب کی) میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے (ہدایہ ص۹۶، ج۱)

لہٰذا اگر آخری رکعتوں میں فاتحہ نہ پڑھی بلکہ تسبیح پڑھتا رہا یا چپ رہا تو بھی نماز ہو جائے گی (سکوت سے تسبیح پڑھتے رہنا افضل ہے) (شرح نقایہ ہدایہ ص۹۶)

وتر کی تینوں رکعات میں، نفل کی ہر رکعت اور جمعہ وعیدین کی دونوں رکعتوں میں قرات فرض ہے۔ (ہدایہ ص۹۶، ج۱)

قرات کی مقدار ایک رکعت میں یہ ہے کہ لمبی آیت ہو تو ایک اور چھوٹی آیات (جیسے سورۂ کوثر کی) تین آیات فرض ہیں (ہدایہ ص۱۷۵، ج۱)

قرات میں یہ ضروری ہے کہ الفاظ کو زبان اور ہونٹوں سے ادا کیا جائے اتنی آواز میں کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن سکے اور یہ ادائیگی بھی صحیح حروف کے ساتھ ہو (ہدایہ ص۷۴، ج۱) محض خیال سے قرات متحقق نہ ہوگی۔ (ادنٰی مايقرا القرآن ان تسمع

اذنيك ادنیٰ درجہ قرات کا یہ ہے کہ تیرے کان سن لیں (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۴، ج۱)

جہری نمازیں اگر تنہا پڑھی جائیں تو باآواز بلند قرات کرنا زیادہ بہتر ہے جبکہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو اور منفرد کو اختیار ہے آہستہ پڑھے یا آواز سے (ہدایہ ص۷۳، ج۱)

اگر سب لوگوں کی نماز قضا ہوگئی تو امام جہری نمازوں میں بالجہر اور سری میں بالاخفاء پڑھے (ہدایہ ص۷۴) کیونکہ حضور علیہ السلام کے دور میں ایسا ہوا تو آپ نے ایسا ہی کیا۔ (مسلم ص۲۳۹)

کسی نماز کیلئے کوئی سورۃ خاص کر لینا کہ اس سے سوا اور کوئی نہ پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ عام آدمی یہی سمجھے گا کہ اس نماز کیلئے یہی سورۃ ہے۔ حضور علیہ السلام نماز میں بلا تعیین تلاوت فرماتے تھے۔ (ہدایہ ص۷۶)

حضور علیہ السلام پہلی رکعت کو دوسری سے لمبا فرماتے تھے۔ (بخاری، ص۱۰۵، ج۱)

کوئی نومسلم ہو اور اس کو قرآن کا کوئی حصہ یاد نہ ہو تو وہ نماز میں تسبیح کرتا رہے جیسا کہ ایسے ایک شخص کو حضور علیہ السلام نے سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله سکھایا۔ اس نے عرض کیا حضور یہ سب کچھ تو اللہ کیلئے ہوا میرے لیے کیا ہے۔ فرمایا یوں کہہ اللهم ارحمني وارزقني وعافني واهدني (ابوداؤد، ص۱۲۱)

ایک حدیث میں ہے فان كان معك قران فاقرأبه والا فاحمد الله وكبره وهلله (ابوداؤد، ص۱۲۵، ج۱) اگر قرآن آتا ہے تو وہ پڑھ لے ورنہ حمد، تکبیر اور تہلیل (لا الہ الا اللہ) پڑھتا رہے۔

نمبر۴-رکوع:

نماز کا چوتھا رکن اور فرض رکوع ہے جس کے بارے میں قرآن پاک میں ہے واركعوا مع الراكعين اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ اور حدیث میں ہے لاخیز في دين لا ركوع فيه (مسند احمد ص۲۱۸، ج۴) جس دین میں رکوع نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

Scanned with CamScanner

۵-سجدہ:

سجدہ بھی نماز کے اہم ترین ارکان وفرائض میں سے ہے۔ (ہدایہ ص ۶۳ ج ۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے یا ایھا الذین امنوا ارکعوا واسجدوا (الحج ۷۷)

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ السلام نے حضرت ثوبان کو فرمایا۔

علیك بكثرة السجود لله فانك لا تسجدلله سجدة الا رفعك الله بها درجه و حط عنك خطيئة (مسلم ص ۱۹۳ ج ۱)

اپنے اوپر کثرت سجود کو لازم کرلو کیونکہ تم جب بھی اللہ کو سجدہ کرو گے تو تمہارا درجہ بلند ہوگا اور گناہ مٹے گا۔

حضور علیہ السلام نے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو جنت میں اپنی معیت عطا کرکے فرمایا:

فاعنی علی کثرۃ السجود (مسلم ص ۱۹۳) زیادہ سجدے کرکے میری اعانت کر۔

۱- سجدہ میں عجز و نیازمندی کے لطیف احساسات ہوتے ہیں' شاعروں نے ان کو اپنی زبان میں اس طرح بیان کیا ہے۔

جو میں سر بہ سجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

(اقبال)

لذت سجدھائے شوق نہ پوچھ   ہائے وہ اتصال راز و نیاز

(اصغر)

بس اک داغ سجدہ میری کائنات   جبینیں تیری آستانے تیرے

(عدم)

پیہم سجود پائے صنم پر دم و داع   مومن خدا کو بھول گئے اضطراب میں

(مومن)

کثرت سجدہ سے وہ نقش قدم   کہیں پامال سر نہ ہو جائے

(مومن)

سجدہ بے ذوق عمل خشک و بجائے نرسد   زندگی ہمہ کردار چہ زیبا و چہ زشت

(اقبال)

زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند   حق را بسجودے و نبی را بہ درودے

(غالب)

مٹ جائیگی جس دن میرے سجدوں کی حقیقت   دنیا میں تیرا نقش کف پا نہ رہے گا

(جگر)

زاہد مگر اس رمز سے آگاہ نہیں ہے   سجدہ وہی سجدہ ہے جو ننگ جبیں ہے

(جگر)

کیا ذوق ہے کیا شوق ہے کیا ربط ہے کیا ضبط   سجدہ ہے جبیں میں کبھی سجدہ میں جبیں ہے

(جگر)

سجدے بھی ہو جائیں گے پیدا تو کر ذوق نیاز   سر بھی جھک جائیگا پہلے دل جھکانا چاہیے

(جگر)

سودیم سراپا و بپائے نرسیدیم   از خویش گزشتیم و بجائے نرسیدیم
آں بے پر و بالیم کو در حسرت پرواز   گشتیم غبارو بہ ہوائے نرسیدیم

(بیدل)

پیکر نوری کو ہے سجدہ میسر تو کیا   اس کو میسر نہیں سوز و گداز سجود

(اقبال)

(ماخوذ از نماز مسنون حاشیہ ص ۳۰۱)

نمبر ۶- قعدۂ اخیرہ:

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک نماز میں آخری تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض ہے (ہدایہ ص ۶۳) ترمذی میں ہے۔

وقال بعضهم اذا صلى الظهر خمساً ولم يقعد في الرابعة مقدار التشهد فسدت صلوته وهو قول سفيان ثوري و بعض اهل الكوفة (ص ۸۳)

Scanned with CamScanner

جبکہ دیگر ائمہ اس کو سنت قرار دیتے ہیں۔

امام صاحب علیہ الرحمۃ کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تشہد کی تعلیم کے دوران حضور علیہ السلام کا یہ فرمان ہے:

فاذا قضیت ھذا اوقال فعلت ھذا فقد قضیت صلوتك ۔(مسند احمد ص۴۲۲)

جب تو اتنا (تشہد تک) پورا کرلے تو تیری نماز مکمل ہوگئی تو حضور علیہ السلام نے تشہد پڑھنا اور اتنی دیر بیٹھنے پر نماز کا پورا ہونا موقوف فرمایا۔ اس سے اس کی فرضیت ثابت ہوگئی۔

نمبر۷- خروج بصنعہ:

قعدہ اخیرہ کے بعد اپنے ارادے کیساتھ نماز سے باہر آنا لیکن اگر لفظ سلام کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ بول کر باہر آیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور بلا قصد اگر منافی نماز فعل ہوا تو نماز باطل ہوگئی مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمم والا پانی پہ قادر ہوگیا یا موزوں پہ مسح کیے ہوئے تھا کہ مدت پوری ہوگئی یا عمل قلیل کے ساتھ موزہ اتار دیا یا بالکل بے پڑھا تھا اور کوئی آیت بغیر کسی کے پڑھائے (محض سن کر) آ گئی یا ننگا تھا اور اب قدر ستر کپڑا کسی نے لا کر دیا جس سے نماز ہو سکے یا صاحب عذر تھا اور اب عذر نہ رہا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہوگئی۔ (بہار شریعت، ص۷۰، ج۳)

جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت فرض ہے مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں چلا گیا اور امام کے رکوع یا سجدے میں آنے سے پہلے سر اٹھا لیا اور پھر امام کے ساتھ یا بعد ادا بھی نہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔ مقتدی کیلئے یہ بھی فرض ہے کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرے ورنہ اس کی نماز نہ ہوگی اگرچہ امام کی نماز صحیح ہی ہو۔ (درمختار)

(ساتواں فرض متفق علیہ نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ فرض نہیں ہے جیسا کہ درمختار اور عالمگیری میں ہے)

نماز کے واجبات

یاد رہے کہ فرض اور رکن کے ترک سے نماز ہوتی ہی نہیں اور واجب اگر ادا نہ کیا تو

نماز ہو تو جاتی ہے مگر ناقص اور اگر بھولے سے ادا نہ ہوا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا جس کے ادا کرنے سے تلافی مافات ہو جاتی ہے۔ پھر فرض کا منکر کافر اور واجب کا منکر فاسق ہے۔ جان بوجھ کر واجب کو چھوڑ دیا تو نماز واجب الاعادہ (نماز کا لوٹانا واجب) ہے۔ واجب کو چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی کا مرتکب فاسق و گناہگار ہے جو نماز مکروہ تحریمی کے ساتھ پڑھی گئی اس کا لوٹانا واجب ہے۔ اس تمہید کے بعد اب واجبات نماز کو بیان کیا جاتا ہے۔

نمبر۱- سورۂ فاتحہ کا پڑھنا (منفرد و امام کا نہ کہ مقتدی کا۔ لقوله تعالىٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون۔ ولقوله عليه السلام من كان له امام فقرائة الامام قراة له) (ہدایہ ص۶۷، ج۱)

نمبر۲- سورۃ کا ملانا: یعنی سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملانا فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور باقی تمام نمازوں کی تمام رکعات میں۔ (ہدایہ ص۶۷، ج۱)

حدیث شریف میں ہے:

لا صلوٰة لمن لم يقرء بالحمد وسورة في فريضة وغيرها (ترمذی ص۶۱)

سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ مع الفاتحہ کے بغیر نماز نہیں فرض ہو یا اس کے علاوہ۔

فرضوں کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا مکروہ تنزیہی اور سنت کے خلاف ہے۔

نمبر۳- تعدیل ارکان: یعنی رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ وغیرہ پورے اطمینان و سکون سے ادا کرنا بھی نماز میں واجب ہے کیونکہ یہ چیزیں مکمل طور پر ادا نہ کرنے والے نمازی کو حضور علیہ السلام نے تین مرتبہ نماز لوٹانے کا حکم دیا اور ہر بار فرمایا: ارجع فصل فانك لم تصل (بخاری ص۱۰۹) واپس جا اور نماز دوبارہ پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔

نمبر۴- قرات کیلئے فرضوں کی پہلی دو رکعتوں کو متعین کرنا بھی واجبات نماز میں سے ہے۔ (شرح نقایہ)

لہٰذا اگر پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورۃ نہ ملائی تو آخری دو رکعتوں میں

ملائے اور سجدۂ سہو کرے۔ (ایضاً ص ۱۴۲ ج ۱)

نمبر۵- فاتحہ کو سورۃ سے پہلے پڑھنا بھی واجب ہے۔ (شرح نقایہ)

نمبر۶- ارکان نماز میں ترتیب قائم رکھنا یعنی پہلے قیام پھر تحریمہ پھر قراۃ پھر رکوع پھر سجدہ اور آخر میں قعدہ۔ (ہدایہ ص ۶۳)

اگر کسی نے دو رکوع یا تین سجدے کر لئے یا پہلے تشہد میں درود شریف پڑھ لیا جس کی وجہ سے تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہو گئی تو سجدۂ سہو ضروری ہو گیا۔

(کبیری ص ۴۵۶)

اسی طرح پہلی رکعت میں ایک سجدہ نہ کر سکا تو دوسری رکعت میں اس کی قضا کرے (اور سجدہ سہو بھی کرے)۔ ایضاً

نمبر۷- قعدہ اولیٰ بھی نماز میں واجب ہے۔ (ہدایہ ص ۶۳ ج ۱)

نمبر۸- تشہد پڑھنا: دونوں قعدوں میں یہ بھی واجبات نماز میں سے ہے۔ (کبیری ص ۲۹۶) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے لا تجوز صلوٰة الا بتشهد (مصنف عبدالرزاق ص ۲۰۶ ج ۲، کتاب الآثار لامام محمد) بغیر تشہد کے نماز نہیں ہوتی۔

نمبر۹- جہری نمازوں میں جہر کے ساتھ اور سرّی میں آہستہ پڑھنا (امام کیلئے) واجب ہے۔ (ہدایہ ص ۶۳)

نمبر۱۰- لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا۔ (ہدایہ ص ۷۳ ج ۱)

لقوله عليه السلام مفتاح الصلوٰة الطهور و تحريمها التكبير وتحليلها التسليم ۔ (ترمذی ص ۲۷)

امام نے سلام پھیرتے ہوئے لفظ سلام ادا کیا تو اس سے پہلے کہ لفظ علیکم امام کی زبان سے نکلے کسی نے آ کر اقتداء کر لی تو یہ اقتداء درست نہیں ہے کیونکہ السلام کے لفظ کے ساتھ ہی وقت اقتداء ختم ہو گیا بشرطیکہ امام پر سجدہ سہو نہ ہو۔ (درمختار)

نمبر۱۱- وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا احناف کے ہاں واجب ہے۔ (ہدایہ ص ۶۳ ج ۱)

نمبر۱۲- عیدین (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کی نماز میں زائد چھ تکبیرات کہنا بھی واجب ہے۔ (ہدایہ ص ۶۳)

عیدین کی نماز میں حضرت امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، امام ابویوسف اور امام محمد علیہم الرحمۃ کے نزدیک چھ زائد تکبیرات ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن زبیر، مغیرہ بن شعبہ، انس بن مالک، ابوموسیٰ الاشعری، ابن مسعود، سعید بن عاص اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم کا بھی یہی موقف ہے جبکہ امام مالک، شافعی اور احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ کے نزدیک بارہ تکبیرات ہیں۔ سات پہلی رکعت میں تحریمہ کے بعد اور پانچ دوسری رکعت میں قرات سے پہلے۔ (ترمذی ص ۱۰۳)

احناف کے دلائل میں سے ایک دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت مکحول علیہ الرحمۃ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمنشیں ابوعائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ

كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر في الاضحى والفطر

حضور علیہ السلام نماز عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کتنی تکبیریں کہا کرتے تھے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا كان يكبر ار بعاتكبيره على الجنائز کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیرات (ایک رکوع کی اور تین زائد) کے ساتھ نماز عیدین پڑھایا کرتے (ہر رکعت میں) جیسا کہ آپ نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہا کرتے اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: صدق فقال ابوموسیٰ كذلك كنت اكبر في البصرة حيث كنت عليهم ۔ ابو موسیٰ نے سچ کہا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: میں جب بصرہ میں حاکم تھا تو اسی طرح ہی تکبیریں کہا کرتا تھا حضرت ابوعائشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وانا حاضر سعيد بن العاص کہ میں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے سوال کے وقت خود وہاں حاضر تھا۔

(ابوداؤد ص ۱۶۳، ج ۱، مسند احمد ص ۴۱۶، ج ۴، طحاوی ص ۴۳۹، ج ۲)

عموماً یہی واجبات کتب فقہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ بعض کتابوں میں انہی کو وسعت دے کر مقدار زیادہ بیان کی گئی ہیں مثلاً جہر وسرّ کو دو قرار دیا گیا کہ جہری نمازوں میں امام کا جہر کے ساتھ پڑھنا ایک واجب اور سرّی نمازوں میں امام کا آہستہ پڑھنا دوسرا واجب۔

اسی طرح دعائے قنوت کے ضمن میں تکبیر قنوت کو ایک واجب اور دعائے قنوت کو دوسرا واجب لکھا گیا۔ ایک واجب پوری الحمد شریف کا پڑھنا لکھا گیا۔ دو سجدوں کے درمیان ترتیب کا وجوب علیحدہ شمار کیا گیا۔ قومہ کو علیحدہ واجب کہا گیا جبکہ ہم نے تعدیل ارکان میں ہی اس کا وجوب شمار کرلیا ہے۔ مقتدی کا چپ رہنا الگ واجب اور مقتدی کا امام کی متابعت کرنا الگ واجب شمار کیا گیا۔ اسی طرح ایک واجب سجدۂ تلاوت کو لکھا گیا۔ اس طرح انہوں نے واجبات کی تعداد انیس بتائی (جیسا کہ رکن دین کتاب الصلوٰۃ میں بحوالہ کبیری وشامی لکھا گیا)۔

بہر حال ہم نے جو بارہ واجبات لکھے ہیں ان میں اجمالاً انیس واجبات کا ذکر آ گیا ہے۔ لہٰذا اس بارے میں کوئی غلط فہمی اور شبہ نہیں رہنا چاہیے۔ (بہار شریعت میں مزید وضاحت وتفصیل کے ساتھ واجبات کی تعداد (انچاس بتائی گئی ہے۔ دیکھئے نمبر ۳، ص ۴۱)

نماز کی سنتیں

۱۔ اٹھانا دونوں ہاتھوں کا تحریمہ کیلئے کانوں کی لو تک تکبیر سے پیشتر ۲۔ تکبیر کے وقت انگلیوں کا قبلہ رخ اور کشادہ رکھنا۔ ۳۔ امام کو تکبیرات یعنی تحریمہ و انتقالی پکار کر کہنا بقدر اس کی حاجت کے اگر تکبیر تحریمہ سے امام کی نیت صرف لوگوں کو ہی خبردار کرنے کی ہوگی اور اپنی نماز نہ ہوگی تو امام کی نماز ہوگی نہ مقتدیوں کی۔ ۴۔ ناف کے نیچے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر باندھنا۔ ۵۔ ثناء یعنی سبحانك اللھم پڑھنا ۶۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا ۷۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا ۸۔ فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں صرف الحمد شریف پڑھنا۔ ۹۔ آمین کہنا۔ ۱۰۔ ثناء اور اعوذ اور بسم اللہ اور آمین کو آہستہ کہنا۔ ۱۱۔ قرات مسنونہ پڑھنا۔ ۱۲۔ تکبیرات انتقالی یعنی رکوع اور سجدہ وغیرہ

کیلئے اللہ اکبر کہنا۔ ۱۳۔ رکوع میں تسبیح سبحان ربی الاعلیٰ تین بار کہنا۔ ۱۴۔ رکوع میں دونوں گھٹنوں کو ہاتھوں کی کشادہ انگلیوں سے پکڑنا۔ ۱۵۔ امام کو سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور مقتدی کو ربنا لك الحمد کہنا اور تنہا کو دونوں کہنا۔ ۱۶۔ سجدوں میں دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنوں کا پہلے پیشانی سے رکھنا اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رخ رکھنا۔ ۱۷۔ سجدوں میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا۔ ۱۸۔ جلسہ اور تشہد میں داہنا پاؤں کھڑا رکھنا اور بایاں پاؤں بچھانا، ۱۹۔ ہر جلسہ میں اور تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پہ رکھنا۔ ۲۰۔ اشارہ کرنا سبابہ سے بروقت اشھدان لا الہ کے ۲۱۔ درود شریف کا پڑھنا۔ قعدۂ اخیرہ میں ۲۲۔ دعا کا قعدہ اخیرہ میں پڑھنا۔ ۲۳۔ پھیرنا منہ کا دائیں اور بائیں طرف سلام کے وقت ۲۴۔ امام کو فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرنا، ۲۵۔ امام کو پست کرنا دوسرے سلام کا بہ نسبت پہلے سلام کے ۲۶۔ سلام پھیرنا ان لفظوں سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ (تنویر الابصار، درمختار، شامی، عالمگیری، رکن دین)

یاد رہے! تشہد میں انگلی اٹھانے کا طریقہ مسنون ہم حنفیوں کے نزدیک اس طرح پر ہے کہ بروقت کہنے اشھد ان لا الہ الا اللہ کے انگلی کلمہ کی اٹھائے۔ ترپن کے عقد کی صورت میں یعنی خنصر اور بنصر اور وسطیٰ (یعنی دائیں ہاتھ کی آخری تینوں انگلیوں کو بند کر کے اور شہادت کی انگلیوں کو کھڑا کر کے اور انگوٹھے کے سرے کو شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کے جوڑ پر رکھے اور جب الا اللہ زبان سے کہے اس وقت اس انگلی کو گرادے۔

(شامی، کبیری)

نماز کے مستحبات

۱۔ مرد کو وقت تکبیر تحریمہ کے دونوں ہاتھوں آستینوں سے باہر نکال لینا۔ ۲۔ دونوں قدموں کے درمیان بقدر چار انگشت کے فاصلہ چھوڑنا۔ ۳۔ منفرد کو رکوع اور سجدے میں تین بار سے زیادہ تسبیح (لیکن جب ختم کرے تو عدد طاق پر ختم کرے مثلاً پانچ سات یا نو مرتبہ) کہنا۔ ۴۔ قیام کے وقت اپنی سجدہ گاہ پر اور رکوع میں دونوں پاؤں کی پیٹھ پر اور سجدے میں ناک کے سرے پر اور قعود میں اپنی گود پر اور پہلے سلام میں اپنے داہنے شانہ

پر اور دوسرے سلام میں بائیں شانہ پر نظر رکھنا۔ ۵- جمائی کے وقت منہ بند رکھنا۔ ۶- جہاں تک ممکن ہو سکے کھانسی والے کا کھانسی کو دفع کرنا۔ (درمختار-شامی)

یاد رہے! جمائی نماز میں اگر بحالت قیام آئے اور نہ رک سکے تو دائیں ہاتھ کی پشت کو منہ پر رکھے اور اگر قیام کے علاوہ کسی جگہ آئے تو بائیں ہاتھ سے روکے یا نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبا لے۔ اس سے عموماً جمائی رک جاتی ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابوالحسن قدوری رحمۃ اللہ علیہما نے اپنا تجربہ بیان فرمایا ہے کہ جمائی آنے سے پہلے اگر دل میں یہ خیال پیدا کر لیا جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی تو فوراً رک جائے گی۔

مکروہات نماز

مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز ٹوٹتی تو نہیں لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور (مکروہ تحریمی میں) گناہ بھی ہوتا ہے۔ (ردالمحتار، ص۳۵۳، ج۱)

(۱) نماز پڑھنے والے کیلئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے کپڑے، داڑھی یا جسم سے کھیلے۔ (۲) نماز میں کنکریوں کا ہٹانا مکروہ ہے۔ البتہ سجدہ والی جگہ سے ایک یا دو مرتبہ ہٹانے میں حرج نہیں (۳) انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا اور انگلیاں چٹخانا (۴) نماز کی حالت مین مرد بالوں کا جوڑا بنائے (۵) نماز میں اپنے پہلو پر ہاتھ رکھنا (۶) منہ کا رخ پھیر کر دائیں یا بائیں دیکھنا (۷) التحیات میں دونوں سرین زمین پر رکھ کر دونوں گھٹنے کھڑے کرنا (۸) دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا (۹) بلاعذر چار زانو بیٹھنا (۱۰) ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا (۱۱) چادر، دوپٹہ یا بڑا رومال کندھوں پر لٹکانا (۱۲) قبا، شیروانی یا کوٹ پہنے بغیر کندھوں پر ڈالنا (۱۳) عمامہ یا ٹوپی موجود ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا (۱۴) کرتا اتار کر صرف شلوار میں نماز پڑھنا (۱۵) آستینیں کہنیوں تک چڑھانا (۱۶) چادر وغیرہ دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا (۱۷) نماز میں (سردی وغیرہ کی وجہ سے) ناک اور منہ ڈھانک لینا (۱۸) جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ نہ رکھنا۔ (۱۹) نماز میں انگڑائی لینا (۲۰) پیشاب، پاخانہ کی حاجت ہوتے ہوئے نماز شروع کرنا (۲۱) نماز میں جان بوجھ کر کھانسنا اور کھنکارنا جبکہ مجبوری کی حالت

میں حرج نہیں (۲۲) رکوع اور سجدہ اتنی جلدی کرنا کہ پیٹھ سیدھی نہ ہونے پائے (۲۳) رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ترک کرنا (۲۴) صف میں خالی جگہ ہوتے ہوئے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا۔ جگہ نہ ہونے کی صورت میں بہتر یہ ہے کہ صف میں سے کسی ایسے آدمی کو پیچھے کھینچ لے جو مسئلہ جانتا ہو اور وہ اپنی نماز فاسد نہیں کرے گا۔ (بہار شریعت میں ہے کہ جس کو کھینچ رہا ہے وہ اپنی جگہ بھی رہے اس طرح کھینچنے والے نے بھی اپنی ذمہ داری پوری کر لی اور جس کو کھینچ رہا ہے اس کی نماز میں بھی خلل نہ رہا)۔ (۲۵) نمازی کے سامنے، اوپر، دائیں یا بائیں کسی جاندار کی تصویر کا ہونا۔ اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ غور کئے بغیر معلوم نہ ہو سکے تو اس صورت میں نماز مکروہ نہیں (۲۶) تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا (۲۷) فرضوں کی ایک ہی رکعت میں کسی سورت کا بار بار پڑھنا ناجائز ہے۔ اسی طرح کسی ایک آیت کو فرض نماز میں بار بار پڑھنا مکروہ ہے۔ بخلاف نفل نماز کے یعنی اس میں جائز ہے۔ (۲۸) نماز جمعہ میں سجدہ والی سورت پڑھنا (۲۹) سجدہ کرتے وقت گھٹنوں سے پہلے بلاعذر ہاتھ زمین پر رکھنا اور سجدے سے اٹھتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے اٹھانا (۳۰) پگڑی کے شملے پر سجدہ کرنا (۳۱) فرض نماز میں بلند آواز سے رونا (۳۲) نماز میں کبھی ایک پاؤں پر زور ڈالنا کبھی دوسرے پاؤں پر (۳۲) سجدہ وغیرہ کی حالت میں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ سے پھیر دینا (۳۳) کوئی آدمی مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے کوئی جگہ مخصوص کر لے (۳۴) کوئی آدمی کسی آدمی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے۔ البتہ دونوں کے درمیان اگر کوئی اور آدمی بیٹھا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (۳۵) سوئے ہوئے آدمی کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا (۳۶) جلتے ہوئے تنور یا انگیٹھی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا (عالمگیری فصل مکروہات نماز) (۳۷) بہت زیادہ میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا (۳۸) سجدہ میں جاتے یا کھڑے ہوتے ہوئے پاجامہ یا دامن وغیرہ سمیٹنا درست نہیں۔ اگر عمل کثیر تک نوبت نہ پہنچے تو مکروہ ہے۔ اگر شدید حاجت ہو تو مکروہ نہیں (۳۹) جب سخت بھوک لگی ہو اور کھانا بھی تیار ہو، کھانا کھائے بغیر نماز پڑھنا (عالمگیری) (۴۱) آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا (ردالمحتار، ص۵۶۰، ج۱) (۴۲) فرض نماز میں بے ضرورت کسی دیوار یا کسی چیز کے سہارے کھڑے

ہونا (منیہ ص۹۴) (۴۳) نماز میں چادر اتنی نیچے رکھنا کہ ٹخنے چھپ جائیں۔ یاد رہے! نماز کے علاوہ بھی ٹخنے ننگے رکھنے چاہئیں۔

کیونکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو آدمی غرور کی نیت سے تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر شفقت سے) نہیں دیکھے گا۔ (بخاری ص ۸۶۱ ج ۲)

مکروہات کے بارے میں مزید وضاحت

حدیث شریف میں ہے

یاتی علی الناس زمان یصلون ولا یصلون

(کتاب الصلوٰۃ ص ۴ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ)

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ نماز پڑھنے کے باوجود نماز نہ پڑھتے ہوں گے اسی لیے قرآن پاک میں بار بار نماز میں خشوع وخضوع کا حکم ہے اور نمازوں کی حفاظت کرنے کا تذکرہ ہے اور فقہاء فرماتے ہیں:

وکرہ کل ھیئۃ فیھا ترک خشوع (شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱)

نماز میں ہر ایسی حالت وحرکت جس سے خشوع وخضوع جاتا رہے مکروہ ہے۔

اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ بعض مکروہات کی وضاحت میں احادیث کی روشنی مہیا کر دی جائے۔ خواہ ان کا ذکر پہلے ہو ہی چکا ہو تا کہ عوام الناس کما حقہ اپنی نمازوں کو مکروہات سے بچا سکیں اور نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا کرنا ان کیلئے آسان ہو جائے۔

نماز میں سدل ثوب کا حکم

نماز میں کپڑا لٹکانا یعنی اس طرح کہ سر پہ یا کندھوں پہ کپڑے کا درمیانہ حصہ آئے اور کنارے کھلے رہیں جیسا کہ سعودیہ میں بڑے بڑے شیوخ بھی اس بیماری میں مبتلا دیکھے گئے ہیں۔ بشمول وہاں کے علماء کے' حیرت ہے کہ وہ لوگ جس فقہ کے بھی پیروکار سہی جب حدیث میں واضح طور پر اس سے منع کیا گیا ہے تو پھر اس طرح رومال ڈالنا چہ معنی دارد۔ ہمارے ہاں یہ مکروہ عمل ہے اور مکروہ بھی تحریمی ہے (درمختار، ردالمحتار)

حدیث میں ہے:

انہ علیہ السلام نھی عن السدل فی الصلوٰۃ

(ترمذی ص ۸۱، ابوداؤد ص ۹۴ ج ۱ عن ابی ہریرہ)

حضور علیہ السلام نے نماز میں کپڑا لٹکانے سے منع فرمایا ہے۔

مفلر یا گلوبند گلے میں لپیٹنا یا رومال لپیٹ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں۔

منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز میں منہ ڈھانپنے سے (جس سے تلفظ میں فرق آئے) منع فرمایا ہے (ابوداؤد ص ۹۴ ج ۱)

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم جب کسی شخص کو منہ ڈھانپ کر نماز پڑھتا دیکھتے تو زور سے کپڑا کھینچ لیتے (مؤطا امام مالک ص ۱۳)

نماز میں جماہی لینا بھی مکروہ ہے

اس کی کراہت فتاویٰ شامی ص ۶۰۳ ج ۱ پہ مذکور ہے اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

العطاس والنعاس والتثاؤب فی الصلوٰۃ والحیض والقیئ والرعاف من الشیطان (ترمذی ص ۳۹۲)

نماز میں چھینک' اونگھ' جمائی' حیض' قئی اور نکسیر شیطان کی طرف سے ہے (یا اس کے اثر سے ہے کہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے کہ نماز میں خلل پیدا ہو گیا)

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اذا تثاءب احدکم فی الصلوٰۃ فلیکظم ما استطاع فان الشیطان یدخل (مسلم ص ۴۱۳ ج ۲)

جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اس کو روکے جہاں تک ہو سکے (منہ کو دبا کر' ہاتھ سے یا آستین سے) کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح)

Scanned with CamScanner

بخاری شریف ص ۴۶۴ ج ا پہ حدیث ہے کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ممکن ہو روکے کیونکہ جب کوئی جمائی کے وقت ''ہا'' کی آواز نکالتا ہے تو شیطان ہنس کر اس کا مذاق اڑاتا ہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

فقہاء فرماتے ہیں نماز میں جماہی بالقصد لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو کوئی حرج نہیں مگر اس کو بھی روک لینا مستحب ہے۔ (بہار شریعت ص ۸۵ ج ۳)

نماز میں انگڑائی لینا

یہ بھی مکروہ ہے کیونکہ یہ سستی اور غفلت کی علامت ہے (شرح نقایہ ص ۹۳ ج ا)

اعتجار

یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ سر کے درمیان میں نہ ہو اور اردگرد لپیٹ لی جائے۔ (جیسے شیعوں کے علماء باندھتے ہیں) اس طرح نماز کے علاوہ بھی مکروہ ہے۔ لکونہ فعل الجفاۃ من الاعراب (کبیری ص ۳۴۶) کیونکہ یہ اجڈ اور جاہل دیہاتیوں کے فعل سے مشابہت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر سر کے درمیان ٹوپی ہو۔ اگرچہ پگڑی کا کوئی حصہ نہ بھی ہو لیکن سر ڈھکا ہوا ہو تو یہ اعتجار نہ ہوگا اور فقہ کی بعض کتابوں میں باقاعدہ وراسہ مکشوف کے الفاظ موجود ہیں۔ اعتجار کا ایک اور معنی بھی کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ پگڑی کا کچھ حصہ سر پہ لپیٹنا اور کچھ حصہ چہرے اور گردن پہ لپیٹ لینا۔

نماز میں ادھر ادھر دیکھنا

اگر گوشہ چشم سے بغیر سینہ پھیرے دیکھے تو مکروہ نہیں (مگر جان بوجھ کر ایسا کرنا پھر بار بار کرنا بہتر بھی نہیں) (ہدایہ ص ۹۰ ج ا)

اگر منہ کو پھیر کر دیکھا مگر سینے کو نہ پھیرا تو ایسا کرنا مکروہ ہے (ایضا) اور اگر سینہ بھی پھیر لیا تو اس سے نماز فاسد ہوگئی (درمختار ص ۹۰ ج ا)

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے ارشاد فرمایا:

"یا بنی ایاك والالتفاف فی الصلوۃ فان الالتفات فی الصلوۃ هلكة فان كان لابد ففی التطوع (ترمذی ص ۱۱۰)

اے بیٹا! نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنے سے پرہیز کر کیونکہ یہ ہلاکت کا باعث ہے اور اگر ضروری ہو تو نوافل میں کر سکتے ہو۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے التفاف فی الصلوۃ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

هو اختلاس يختلسه الشيطن من صلاة العبد (بخاری ص ۱۰۴ ج ۱)

یہ شیطان کا اچکنا ہے جو وہ بندے کی نماز سے اچکتا ہے۔

☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ فاذا التفت انصرف عنه (نسائی ص ۱۷۷ ج ۱)

اور جب بندہ ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے توجہ ہٹا لیتا ہے۔

مستدرك للحاكم میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب بندۂ مومن نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس پر مقرر فرما دیتا ہے اور وہ فرشتہ پکار کر کہتا ہے۔

یا ابن ادم لو تعلم مافی صلوتك ومن تناجی ما التفت

اے آدم علیہ السلام کے بیٹے! اگر تو جان لیتا کہ تیری نماز میں کیا (لطف) ہے تو کبھی ادھر ادھر نہ دیکھتا۔

نماز دراصل اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی اور مخاطبت کا وقت ہے۔ اس وقت کسی اور طرف توجہ کرنا بالکل اس طرح ہے کہ ایک شخص کو آپ اپنی طرف متوجہ کریں اور پھر آپ کسی اور کام میں مشغول اور اس کی طرف سے بے توجہ ہو جائیں۔ اسی لیے نماز جیسی عبادت کا صحیح تقاضا تو یہ ہے کہ اس وقت آدمی اپنے آپ کو کلیتاً خدا کی طرف یکسو کرلے اور قصداً کوئی

Scanned with CamScanner

ایسا کام نہ کرے کہ جس سے اس کی توجہ ہٹے۔

لیکن اگر کوئی شخص ایسا کر ہی لے مثلاً کوئی تحریر بغیر ہونٹ ہلائے فقط نظر سے دیکھ کر دل میں پڑھ لی یا گھڑی سے ٹائم دیکھ لیا اور سمجھ لے البتہ زبان سے اس کا تلفظ نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

لونظر فی کتاب من الفقه فی صلوٰة وفهم لاتفسد صلوٰته بالاجماع كذا فی التاتار خانيه اذا كان المكتوب على المحراب غيرالقرآن فنظر المصلی الى ذالك وتامل وفهم فعلى قول ابی يوسف لاتفسدو به اخذمشائخنا (ج ۱ ص ۵۳، الباب السابع فی ما یفسد الصلوٰة)

اگر کوئی شخص دوران نماز فقہ کی کسی کتاب میں سے کچھ حصہ دیکھ لے اور سمجھ لے تو بالاجماع نماز فاسد نہیں ہوگی' فتاویٰ تاتارخانیہ میں ایسا ہی لکھا ہے اور جب محراب پر قرآن کے علاوہ کوئی دوسری چیز لکھی ہو نمازی اسے دیکھے' اس پر غور کرے اور پھر سمجھ لے تو امام ابو یوسف کی رائے ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی اور مشائخ احناف نے اسی رائے کو قبول کیا ہے۔

اور اگر بلا ارادہ نظر پڑ گئی تب تو ظاہر ہے اور بھی مضائقہ نہیں۔

نماز میں آنکھوں کو بند کرنا

مکروہ ہے (کبیری' ص ۳۵۰) مگر جب آنکھیں کھلی رکھنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کر لینے میں نہ صرف یہ کہ حرج نہیں بلکہ بند کر لینا بہتر ہے۔

(بہار شریعت' ج ۳' ص ۸۸ بحوالہ درمختار وردالمحتار)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

یا انس اجعل بصرك حيث تسجد

اپنی نگاہ سجدے کی جگہ پہ رکھ۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی' ص ۲۸۴' ج ۲)

درحالت نماز پیشانی سے مٹی یا پسینہ صاف کرنا

اس کو بھی شرح نقایہ میں مکروہ فرمایا گیا ہے۔ (ص ۹۴' ج ۱)

کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے افلح نامی ایک نوجوان کو دوران نماز سجدہ کر کے پیشانی سے مٹی صاف کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا

یا افلح ترب و جهك (ترمذی' ص ۸۱)

اے افلح! اپنے چہرے پہ مٹی لگنے دو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز کیلئے کھڑا ہو تو کنکروں کو صاف نہ کرے۔

فان الرحمة تواجهه (ترمذی' ص ۸۱)

کیونکہ رحمت رب اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد مٹی کو پیشانی سے صاف کر لیا جائے تو ایسا کرنا فقہاء نے مستحب لکھا ہے (کبیری' ص ۳۵۷)

لفعله عليه السلام كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قضى صلاته مسح جبهته بيده اليمنى (کبیری' ص ۳۵۸) عن انس۔

حضور علیہ السلام نماز مکمل کر لینے کے بعد اپنے دائیں ہاتھ سے پیشانی سے مٹی صاف فرما لیا کرتے۔

ایک روحانی نکتہ

(اس میں ایک روحانی نکتہ یہ ہو سکتا ہے کہ مٹی میں عاجزی ہوتی ہے اور یہ اپنے آپ کو مٹا کر مٹی ہو جاتی ہے اور جو ایسا ہو جائے پھر اس کو نوازا جاتا ہے من تواضع لله فقد رفعه الله۔ دیکھو مٹی پھول کے پودے کی جڑوں میں پھول سے بہت دور ہوتی ہے اور کانٹا پھول کے بالکل قریب ہوتا ہے مگر چونکہ کانٹا تکبر سے اکڑا ہوا ہوتا ہے اس لیے پاس رہ کر بھی پھول کی خوشبو سے محروم رہتا ہے یعنی اس میں خوشبو پیدا نہیں ہوتی جبکہ مٹی اپنے آپ کو پھول کے پودے کے قدموں میں پائمال کر کے مٹا چکی ہوتی ہے لہٰذا دور رہ کر بھی اس

میں پھول کی خوشبو آ جاتی ہے ولنعم ما قال العارف السعدی

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوب بدستم

الی ان قال

بگفتا من گِلِ ناچیز بودم
و لیکن مدتے باگل نشستم)

نماز میں اقعاء مکروہ ہے

یعنی ایڑیوں کو کھڑا کر کے ہاتھ زمین پہ رکھ کر بیٹھنا اور امام طحاوی کے مطابق رانوں کو کھڑا کر کے چھاتی کو گھٹنوں سے لگا کر ہاتھ زمین پہ رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا۔ کا قعاء الکلب جیسے کتا بیٹھتا ہے۔ (طحاوی ص ۱۹۱)

لقوله علیه السلام لعلی بن ابی طالب یاعلی انی احب لك ما احب لنفسی واکره ما اکره لنفسی لاتقع بین السجدتین

(ترمذی ص ۶۷)

اے علی میں تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور وہی چیز تیرے لئے ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں۔ دو سجدوں کے درمیان اقعاء کے طور پر نہ بیٹھ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

نهانی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ثلاث عن نقرة کنقرة الدیك واقعاء کا قعاء الکلب والتفات کالتفات الثعلب و فی روایة وافتراش کافتراش الثعلب (مسند احمد ص ۳۱۱ ج ۱)

حضور علیہ السلام نے مجھے تین کاموں سے منع فرمایا ۱- مرغ کی طرح ٹھونگا مار کر سجدہ کرنے سے ۲- کتے کی طرح سرین پر بیٹھنے سے ۳- لومڑی کی طرح ادھر ادھر دیکھنے یا ہاتھ کھینچے بچھانے سے۔

نماز کے دوران اختصار مکروہ ہے

یعنی کمر، کوکھ یا کولہے پہ ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا نماز میں مکروہ تحریمی ہے۔

(ہدایہ ص ۹۰ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس بات سے منع فرمایا کہ

ان یصلی الرجل مختصرا ای عن الاختصار فی الصلوٰة (بخاری ص ۱۶۳)

بندہ کمر پہ ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔

نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا

اس بارے حدیث کے اندر سخت وعید ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

مابال اقوام یرفعون ابصارهم الی السماء فی صلاتهم فاشتدقوله فی ذلك حتی قال لینتهین عن ذلك اولتخطفن ابصارهم

(بخاری ص ۱۰۴ ج ۱، مسلم ص ۱۸۱ ج ۱)

کیا ہو گیا ہے لوگوں کو کہ نماز کے دوران اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور آپ نے اس بارے کلام میں سختی کرتے ہوئے فرمایا باز آ جائیں ورنہ ان کو اندھا کر دیا جائے گا (العیاذ باللہ)

اسی لیے فقہ حنفی میں حالت نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا سخت مکروہ لکھا ہے۔

(شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱)

جب کھانا حاضر ہو تم نماز کا حکم

اور کھانے کا شدید تقاضا بھی ہو تو ایسی حالت میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(کبیری ص ۳۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسا ہی کرتے تھے۔ یعنی رات کا کھانا نماز سے پہلے کھاتے

اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من فقه المرء اقباله على حاجة حتى يقبل على صلاته و قلبه فارغ (بخاری ص۹۲ ج۱)

آدمی کی سمجھداری یہ ہے کہ پہلے اپنی طلب پوری کرے اور پھر فارغ القلب ہوکر نماز ادا کرے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا وضع عشاء احدكم واقيمت الصلوٰة فابدؤا بالعشاء ولايعجل حتى يفرغ منه (بخاری ص۹۲ ج۱)

جب تم میں سے کسی کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور ادھر نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھائے اور جلدی نہ کرے یہاں تک کہ (کھانے سے) فارغ ہو جائے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔

لاصلوٰة بحضرة الطعام ولا هو يدافعه الاخبثان (مسلم ص۲۰۸ ج۱)

جب کھانا حاضر ہو تو نماز (کامل) نہیں ہوسکتی اور نہ ہی دو خبیث چیزوں (بول و براز) کے شدید تقاضے کے باوجود نماز (کامل درجے کی) ہوسکتی ہے۔

☆ اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ شخص جو اللہ اور آخرت پہ ایمان رکھتا ہے۔ اس کیلئے جائز نہیں ہے کہ

ان يصلي وهو حقن حتى يتخفف (ابوداؤد ص۱۲ ج۱)

وہ بول و براز کے تقاضے کے باوجود نماز پڑھے یہاں تک کہ ہلکا پھلکا ہو جائے۔

☆ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا اراد احدكم الغائط فليبدأبه (ابن ماجہ ص۴۸)

جب تم میں سے کوئی لیٹرین جانے کا حاجت مند ہو (اور ادھر نماز کھڑی ہو

جائے تو وہ نماز کی طرف آنے کی بجائے) پہلے قضائے حاجت کرے۔

نماز میں امام سے آگے بڑھنا

نماز کے کسی عمل میں امام سے سبقت لے جانا جائز نہیں ہے۔ (شرح نقایہ)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ايها الناس اني امامكم فلا تسبقوني بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالانصراف (مسلم ص۱۸۰ ج۱)

اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں تم مجھ سے آگے نہ بڑھو نہ رکوع و سجود میں اور نہ ہی قیام و فراغت میں۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اما يخشى احدكم اذا رفع راسه قبل الامام ان يجعل الله راسه راس حمار اويجعل الله صورته صورة حمار

(بخاری ص۹٦ ج۱، مسلم ص۱۸۱ ج۱)

کیا وہ شخص جو امام سے پہلے (سجدے سے) سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر یا اس کی شکل گدھے کی طرح کردے۔ (معاذ اللہ)

بہار شریعت میں ہے کہ ایک شخص نے بطور امتحان آسمان کی طرف منہ اٹھایا تو اس کا منہ گدھے کی طرح ہوگیا۔ استغفر اللہ

نماز میں انگلیاں چٹخانا

مکروہ ہے (ہدایہ ص۹۰ ج۱)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لا تفقع اصابعك وانت في الصلوٰة (ابن ماجہ ص۶۸)

نماز کی حالت میں انگلیاں نہ چٹخا۔

نماز میں تشبیک مکروہ ہے

ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا تشبیک کہلاتا ہے (درمختار ص۹۱

Scanned with CamScanner

ج۱) حضور علیہ السلام نے بڑی صراحت کے ساتھ اس سے منع فرمایا بلکہ نماز کی طرف جاتے ہوئے بھی ایسا کرنے سے منع فرمایا جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اچھے طریقے سے کرے۔ پھر مسجد کے ارادے سے جائے (تو یہ حالت بھی اس کی نماز سمجھی جائے گی لہٰذا)

فلایشبکن بین اصابعه فانه فی الصلوٰة (ترمذی ص ۸۲)

انگلیوں کو انگلیوں میں نہ ڈالے کیونکہ وہ نماز میں ہے۔

سجدہ کیسے کریں؟

سجدہ میں کہنیوں کو زمین پر لگانا مکروہ تحریمی ہے۔ (ہدایہ ص ۹۰ ج ۱)

لقوله علیه السلام ینهی ان یفترش الرجل ذراعیه افتراش السبع (مسلم ص ۱۹۵)

حضور علیہ السلام نے درندے کی طرح بازو بچھانے سے منع فرمایا ہے۔

سجدے کے مقام سے کنکر ہٹانا مکروہ ہے۔ الا یہ کہ سجدہ نہ ہو سکتا ہو وہ بھی ایک مرتبہ ہٹا سکتے ہیں۔ (ہدایہ ص ۹۰ ج ۱)

کیونکہ حضور علیہ السلام نے ایسے ہی ایک شخص کو جو مقام سجدہ سے مٹی صاف کر رہا تھا۔ فرمایا:

ان کنت فاعلا فواحدة (بخاری ص ۱۶۱ ج ۱ مسلم ص ۲۰۶ ج ۱)

اگر تو نے ضرور ہی یہ کام کرنا ہے تو (زیادہ بار نہیں) صرف ایک مرتبہ۔

نماز میں بالوں کو باندھنا

یعنی عقص شعر مکروہ وممنوع ہے۔ (ہدایہ ص ۹۱ ج ۱)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نهی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان یصلی الرجل وراسه معقوص (ابن ماجہ ص ۷۴)

حضور علیہ السلام نے (مردوں) کو بال باندھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

دوران خطبہ نماز پڑھنا

خطبہ شروع ہونے کے بعد سنت، نفل، قرآن پاک اور دیگر اوراد پڑھنا مکروہ ہے۔

(شرح نقایہ ص ۵۷ ج ۱)

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا قلت لصاحبك یوم الجمعه انصت والامام یخطب فقد لغوت (بخاری ص ۱۲۷ ج ۱ مسلم ص ۲۸۱ ج ۱)

جب تو جمعہ کے خطبہ کے دوران اپنے ساتھ والے کو کہے۔ چپ ہو جا تو تو نے لغو اور بے ہودہ کام (کر کے اپنا ثواب ضائع) کیا۔

تنہا امام کا بلند جگہ پہ کھڑا ہونا

مقتدی نیچے ہوں اور امام اکیلا چبوترے پہ کھڑا ہو یہ بھی مکروہ ہے (کبیری ص ۳۶۰)

مدائن شہر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے ایک اونچی جگہ اکیلے کھڑے ہوئے تو حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو قمیض سے پکڑ کر نیچے کھینچ لیا اور کہا کیا آپ کو علم نہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت حذیفہ نے کہا بلی قد ذکرت حین مددتنی۔ ہاں جب آپ نے مجھے کھینچا تو مجھے بھی یہ مسئلہ یاد آ گیا

(ابو داؤد ص ۸۸ ج ۱)

ایک روایت میں اسی مفہوم کے الفاظ یوں ہیں:

ان رسول اللّٰه نهی ان یقوم الامام فوق و یبقی الناس خلفه

(ایضاً ومستدرک للحاکم ص ۲۱۰ ج ۱)

اسی طرح امام کے پیچھے مقتدی کا اکیلے کھڑے ہونا بھی مکروہ ہے۔ ہاں اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو مقتدی پچھلی صف میں اکیلا کھڑا ہو سکتا ہے (شرح نقایہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اتموا الصف الاول ثم الذی یلیه فان کان نقص فلیکن فی

Scanned with CamScanner

الصف المؤخر (نسائی ص ۱۳۱)

پہلی صف مکمل کرو پھر اس کے ساتھ والی میں پھر جو کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہو۔

جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا

مکروہ تحریمی ہے نمازی کے سر پر ہو یا چھت پر یا سامنے خواہ سجدہ کی جگہ ہو یا دیوار پر (ہدایہ ص ۹۲ ج ۱)

ہاں اگر بہت چھوٹی تصویر ہے جو واضح نظر نہیں آتی یا پاؤں کے نیچے ہے تو کوئی حرج نہیں (ہدایہ ص ۹۲ ج ۱)

اسی طرح جاندار کی تصویر والے کپڑے پہ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ مرد پڑھے یا عورت (ہدایہ ص ۹۲ ج ۱)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک نقش و نگار والے کمبل پہ نماز پڑھی اور فرمایا کہ اس کے نقوش نے مجھے مشغول کر دیا ہے۔ یہ کمبل ابوجہم کو دے دو اور ابوجہم کا سادہ کمبل مجھے لا دو (مسلم ص ۲۰۸ ج ۱)

جاندار کی تصویر کے بارے میں خاص طور پر فرمایا۔

ان اشد الناس عذابا عندالله المصورون (بخاری ص ۸۸۰ ج ۲)

تصویریں بنانے والے قیامت کے دن سخت ترین عذاب میں ہوں گے (مجبوری اور اضطراری حالت کا یہ حکم نہیں ہے جیسے شناختی کارڈ پاسپورٹ پہ تصویر یہ گناہ ایسے قانون بنانے والوں کے سر ہے)۔

اس کے علاوہ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا' ایسا شخص جو آپ کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہوا ہے اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا' آگ سامنے ہو تو نماز پڑھنا (تنور' انگیٹھی' چولہے کا بھی یہی حکم ہے) نماز میں آستین ہلا کر اپنے آپ کو ہوا دینا' امام کی قرات کے وقت مقتدی کا قرات کرنا' سستی و لاابالی کی وجہ سے یا فیشن کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنا' غیر معتاد طریقہ پر کپڑا پہن کر نماز پڑھنا' مغصوبہ یا غیر کی زمین پر بلا اجازت نماز پڑھنا' سورج کے طلوع و غروب اور استوار کے وقت نماز پڑھنا' عشاء کی نماز نصف شب کے بعد پڑھنا'

کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا' نجاست کے قریب نماز پڑھنا' نماز میں بدن' کپڑے یا بالوں وغیرہ سے کھیلنا' نماز میں بلا عذر چوکڑی مار کر بیٹھنا' بلا عذر (گرمی سردی کے) عمامہ کے پیچ پہ سجدہ کرنا' نمازی کے سامنے سے گزرنا' میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا' بلا عذر سجدہ کرتے ہوئے صرف پیشانی زمین پہ لگانا' منہ میں کوئی چیز (ٹافی' الائچی وغیرہ) رکھ کر نماز پڑھنا اگرچہ تلفظ میں فرق نہ آئے۔ ان پڑھ' اندھے (جو پرہیز گار نہ ہو' فاسق اور ولدالزنا کے پیچھے نماز پڑھنا' داڑھی منڈوانے یا کٹوا کر حد شرع (مشت بھر) سے کم کرنیوالے کے پیچھے نماز پڑھنا' مرد کا ریشمی کپڑے میں نماز پڑھنا' مرد کا سونے کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا یہ سب امور مکروہ ہیں پھر بعض ان میں سے سخت مکروہ (تحریمی) ہیں اور بعض کم مکروہ (تنزیہی) (ہدایہ' شرح نقایہ' کبیری وغیرہ)

جن امور سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

۱- نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر کلام کرنا۔

۲- کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا یا اسی نوعیت کا کوئی لفظ ادا کرنا۔

۳- زور سے ہنسنا۔

۴- نماز میں آہ یا اف یا اوہ یا ہائے کہنا یا زیادہ زور سے رونا البتہ اگر جنت و دوزخ کی یاد سے دل بھر آیا اور آواز نکل گئی تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

۵- بلا ضرورت کھنکارنے اور گلا صاف کرنا جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے۔ البتہ مجبوری کی حالت میں کھنکارنا درست ہے۔

۶- نماز میں کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے الحمدللّٰہ کہا اور دوسرے نمازی نے یرحمك الله کہا تو جواب دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

۷- قرآن مجید دیکھ دیکھ کر پڑھنا۔

۸- نماز میں قبلہ کی طرف سے سینہ کا رخ مڑ گیا۔

۹- کسی کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا۔

۱۰- نماز کے اندر بالوں کا جوڑا بنانا یا باندھنا۔

۱۱- نماز میں کچھ کھالیا یا پی لیا یہاں تک کہ ایک تل بھی اٹھا کر کھالیا تب بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر دانتوں میں کوئی چیز اٹکی ہوئی تھی' اسے نگل گیا۔ اگر وہ چیز چنے کے دانے سے کم مقدار کی ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

۱۲- منہ میں پان رکھا ہوا اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہو۔

یاد رہے! کوئی میٹھی چیز کھانے کے بعد کلی کر کے نماز شروع کی لیکن منہ میں اس کا مزہ پایا جاتا ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں بھی جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔

۱۳- نماز میں کوئی خوشی کی بات سن کر الحمدللہ کہا یا کسی کی موت کی خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

۱۴- نماز میں بچے نے ماں کا دودھ پی لیا تو نماز ٹوٹ گئی۔ البتہ اگر دودھ نہ نکلا ہو تو نماز ہو جائے گی۔

۱۵- اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کے الف کو کھینچ لیا اور آللہ اکبر مد کے ساتھ کہا۔ یا اللہ آکبر کہا یا اکبر کی با کو بڑھا کر اللہ اکبار کہا تو نماز جاتی رہی۔

(پیچھے گزر چکا کہ کسی خط یا کتاب پر نظر پڑی۔ اگرچہ زبان سے نہ پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ لیا تو نماز ہو جائے گی اور اگر زبان سے پڑھ لیا تو نماز ٹوٹ گئی۔)

۱۷- نماز میں انسانی کلام کے مشابہ الفاظ سے دعا مانگنا۔

۱۸- نماز پڑھتے ہوئے کسی نے اللہ کا نام سن کر کہا جل شانہ یا امام کی قرات سن کر کہا صدق اللہ یا حضور انور ﷺ کا اسم گرامی سن کر کہا صلی اللہ علیہ وسلم ان صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی۔

۱۹- شیطان کے وسوسہ کو دور کرنے کیلئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے سے نماز باطل ہو جائے گی۔

۲۰- اگر چھت سے کوئی چیز گری اور نمازی نے بسم اللہ کہا یا کسی نے کسی آدمی کو بددعا دی یا دعائے خیر دی اور نمازی نے اس پر آمین کہا تو نماز جاتی رہی۔

۲۱- نمازی اپنے امام کے سوا کسی دوسرے نمازی کو لقمہ دے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ (البتہ اگر نمازی کو خود یاد آ گیا تو نماز درست ہو جائے گی۔)

۲۲- عمل کثیر سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور عمل کثیر ایسا کام ہے کہ دیکھنے والا سمجھے کہ یہ آدمی نماز کی حالت میں نہیں ہے۔ (درمختار' باب مفسدات نماز' عالمگیری)

بعض مفسدات نماز کے بارے میں وضاحت

☆ نماز میں کلام کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایسا کلام جو لوگوں کے کلام کے مشابہ ہو خواہ ایک ہی کلمہ ہو۔ پھر چاہے وہ کلام عمداً ہو یا خطأً یا نسیاناً' بیداری کی حالت میں ہو یا نیند کی حالت میں ہر صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ہدایہ' ص ۸۶)

خطا اور نسیان میں فرق یہ ہے کہ کسی نے قرات کا ارادہ کیا لیکن زبان سے لوگوں کا سا کلام جاری ہو گیا۔

اور نسیان یہ ہے کہ کلام تو لوگوں ہی کی طرح کے کرنے کا قصد تھا لیکن یہ بھول گیا کہ حالت نماز میں ہے۔

بعض ائمہ (جیسے امام مالک علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ کلام خواہ عملاً ہو یا نسیاناً لیکن اگر نماز کی اصلاح کیلئے ہے تو وہ غیر مفسد ہے۔

اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک عملاً کلام کیا تو نماز فاسد ہو گی۔ نسیاناً اور خطأً کلام کرنے سے فاسد نہ ہو گی کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

ان اللہ وضع عن امتی الخطأ والنسیان وما استکرھوا علیہ

(ابن ماجہ' ص ۱۴۷)

اللہ تعالیٰ نے میری امت سے نسیان' خطاء اور اکراہ کو اٹھا لیا ہے یعنی ان کی وجہ سے کوئی خرابی نہیں آ سکتی۔

احناف کی طرف سے جواب یہ ہے کہ وضع یا رفع کا مطلب صرف گناہ نہ ہونا ہے۔ باقی رہا فساد نماز وہ رفع یا وضع کے خلاف نہیں ہے یعنی ایسے شخص پہ گناہ نہ ہو گا' نماز بہر حال اس کو دہرانا ہو گی۔

اگر کوئی سوال کرے کہ پھر روزہ میں احناف کے ہاں بھول کر کھا لینے سے روزہ کیوں نہیں فاسد ہوتا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس بارے میں حضور علیہ السلام نے خود فرمایا ہے۔

فانما اطعمه الله وسقاه الله (بخاری ص۲۵۹)

اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ روزے کا وقت لمبا ہوتا ہے۔ اس میں بھول کا واضح امکان ہے جبکہ نماز کی حالت (مذکرہ) یاد دلانے والی ہوتی ہے اور زمانہ بھی اتنا لمبا نہیں ہوتا کہ اس میں زیادہ امکانات بھول جانے کے ہوں لہٰذا اس میں نسیان نہ ہونا چاہئے اور اگر ہو جائے تو اعادہ ہو جانا چاہئے۔ نیز احادیث اس بارے میں اس طرح ہیں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے دور میں نماز کے اندر کلام کر لیا کرتے تھے۔ پس جب وقوموا للہ قانتین۔ آیت نازل ہوئی:

فامرنا بالسکوت ونھینا عن الکلام (بخاری ص۱۶۰ ج۱ مسلم ص۲۰۴ ج۱)

پس ہمیں سکوت کا حکم دے کر ہر قسم کا کلام کرنے سے منع فرما دیا گیا۔

ایک طویل واقعہ میں حضور علیہ السلام نے نماز میں چھینک کا جواب یرحمک اللہ کے ساتھ دینے والے کو ارشاد فرمایا۔

ان هذه الصلوة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس انما هي التسبيح والتكبير و قراة القرآن (مسلم ص۲۰۳ ج۱)

نماز میں لوگوں کا سا کلام کرنا مناسب نہیں ہے۔ نماز تو تسبیح، تکبیر اور قرآن پاک کی تلاوت کا نام ہے۔

کسی شخص نے نماز میں چھینک ماری یا ڈکار لیا جس سے کچھ کلام بن گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ غیر اختیاری امر ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں (شرح نقایہ ص۹۲ بحوالہ المحیط)

☆ نماز میں مصافحہ کرنا مفسد صلوۃ ہے (کبیری ص۴۴۲)

مگر سہواً سلام کرنا مفسد نہیں اور عملاً سلام کہنا بھی مفسد صلوۃ ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۲ ج۱)

اور سلام کا جواب دینا تو ہر طرح مفسد صلوٰۃ ہے۔ خواہ عملاً ہو یا سہواً کیونکہ یہ خطاب وکلام ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۲ ج۱)

اس بارے میں احادیث میں اس طرح آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں آپ کو دوران نماز سلام کرتے اور آپ ﷺ نماز میں ہی ہمیں جواب سے نوازتے اور جب ہم نجاشی (شاہ حبش) کے پاس سے واپس آئے تو ہم نے حضور علیہ السلام کو دوران نماز سلام کیا اور آپ نے ہمیں جواب نہ دیا اور جب ہم نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:

ان فی الصلوة لشغلا (بخاری ص۱۶۰ ج۱ مسلم ص۲۰۴ ج۱)

بیشک نماز میں (ذکر الٰہی کی) مشغولیت ہے (سلام کلام جائز نہیں)۔

ابوداؤد شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ (ﷺ) نے نماز مکمل کر کے فرمایا:

الله يحدث من امره ما يشاء.

اللہ تعالیٰ جیسا چاہے حکم نازل فرمادے

اور اب جو اللہ نے حکم ظاہر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ

ان لا تتكلموا في الصلوة.

نماز میں کلام ہرگز نہ کرو۔

ازاں بعد آپ (ﷺ) نے میرے سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا:

ان الصلوة لقراءة القرآن و ذكر الله فاذا كنت فيها فليكن ذلك شانك (ابوداؤد ص۱۳۳ ج۱)

بے شک نماز قرات قرآن اور ذکر الٰہی ہے اور نماز میں تمہاری یہی حالت ہونی چاہیے (کہ قرات اور ذکر میں مشغول رہو)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ

☆ نماز میں چھینک کا جواب یرحمک اللہ سے دینا جائز نہیں اور اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ہدایہ ص۸۷ ج۱)

☆نماز سے باہر والے نے دعا کی آپ نے نماز کی حالت میں آمین کہہ دیا تو نماز گئی
(کبیری ص ۴۳۹)

☆نماز کی حالت میں اذان ہونے لگی اور آپ نماز میں ہی اذان کا جواب دینے لگے نماز ختم (ایضا)

☆نماز میں کسی نے خوشخبری سنائی یا پریشانی کی خبر سنائی اور آپ نے خوشی کی خبر پہ "الحمدللہ" اور رنج کی خبر پہ "انا للہ وانا الیه راجعون" پڑھ دیا تو نماز ٹوٹ گئی
(شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱)

☆اسی طرح تعجب کی خبر سن کر سبحان اللہ کہہ دیا تو بھی نماز فاسد ہوگئی (ایضا)

☆کسی چیز کے کرنے پہ بسم اللہ پڑھ دی یا کسی ناگوار بات پر لاحول ولا قوة الا باللہ پڑھ دیا یا دکھ اور تکلیف کی بنا پر "اف" یا "ہائے" کہہ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔
(ایضا)

☆اسی طرح کسی دنیاوی رنج ومصیبت میں کسی دینوی غرض کیلئے آواز کے ساتھ رونا بھی نماز کو توڑ دے گا (ہدایہ ص ۸۶)

☆اللہ کے خوف یا آخرت کی فکر میں بے اختیار رونا آ گیا چاہے آواز کے ساتھ ہو اس سے نماز نہ ٹوٹے گی (ہدایہ ص ۸۶ ج ۱)

بلکہ اس رونے سے نماز میں کمال اور خشوع پیدا ہوگا۔ حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی آواز اس طرح آ رہی تھی کہ

ازیز کازیز المرجل من البکاء (نسائی ص ۱۷۹ ج ۱)

جیسے ہنڈیا کے جوش کی آواز اور ایک روایت میں ہے۔

ازیز کازیز الرحی من البکاء (ابو داؤد ص ۱۳۰ ج ۱)

جیسے چکی کے چلنے کی آواز۔

صحیح بخاری ص ۹۹ ج ۱ پہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں کہ میں نے (نماز

کی حالت میں) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی حالانکہ میں آخری صف میں تھا (اور آپ مصلے پہ کھڑے ہو کر جماعت کروا رہے تھے اور) آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ (یوسف)

حضرت عمر کے دور میں ایک شخص دوران نماز ریاء اور تصنع سے ایسے رو رہا تھا کہ جیسے سارے جہان کا خشوع وخضوع اس میں آ گیا ہے۔ آپ نے فراست مومنانہ سے جان لیا اور فرمایا! اے مکار ریاکار! تو خوف خدا کا اظہار کر کے اپنی عظمت کا سکہ بٹھانا چاہتا ہے! چنانچہ وہ باز آ گیا۔ (ازالۃ الخفاء)

ثابت ہوا کہ ریا کے طور پر ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی لیے امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے فرمایا اگر نمازی اپنے آپ پر کنٹرول کر سکتا ہے تو ضبط وتحمل سے کام لے ایسا شخص اگر نماز میں روئے گا تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر ضبط کا چارہ نہیں تو نماز نہ ٹوٹے گی۔

☆نماز میں کھانسا اگر اس طرح ہے کہ اس سے حروف پیدا ہو جائیں اگر بلا عذر ہو تو نماز کو فاسد کر دے گا اور اگر عذر کی وجہ سے (مثلاً تحسین صوت کے لئے یا واقعی کھانسی آ گئی) ہے تو مفسد صلوۃ نہیں (ہدایہ ص ۸۷ ج ۱)

☆نماز کی حالت میں اپنے امام کے علاوہ غیر کو لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (اسی طرح خود امام یا مقتدی نماز سے باہر والے کا لقمہ لے گا تو نماز گئی بمعہ حوالہ مسئلہ آگے آ رہا ہے) (ہدایہ ص ۸۷ ج ۱)

بلاضرورت یا رکوع میں تاخیر کرنے پر اپنے امام کو لقمہ دینا بھی مکروہ ہے اور ضرورت ہو یا امام قرات سے رک جائے اور رکوع میں تاخیر ہونے لگے تو جائز کہ اپنے امام کو لقمہ دے
(ہدایہ ص ۹۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز پڑھائی اور اس میں قرات کے اندر کچھ رکاوٹ ہوئی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابی سے

فرمایا: اصلیت معناقال نعم قال فما منعك۔ (ابوداؤد' ص ۱۳۱' ج ۱) کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: پھر تجھے کس چیز نے لقمہ دینے سے منع کیا ہے؟

نماز نہ پڑھنے والے نے نمازی کو لقمہ دیا جو نمازی نے لے لیا تو اس کی نماز بھی گئی

(کبیری' ص ۴۴۱)

اسی طرح مقتدی کے علاوہ کسی نے امام کو لقمہ دیا جو امام نے لے لیا تو مقتدی اور امام دونوں کی نماز فاسد ہوگئی (شرح وقایہ' ص ۱۶۴' ج ۱)

☆ نجس جگہ پہ سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (درمختار' ص ۹۰' ج ۱)

☆ قرات میں فاحش غلطی کی (واضح غلطی یا لحن جلی) جس سے معنی یا مفہوم بدل جائے تو نماز فاسد ہوگئی (درمختار' ص ۹۰' ج ۱)

☆ قرآن کو موسیقی کے انداز میں پڑھنے سے کہ (قواعد تجوید کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے معانی بگڑ جائیں) بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (ایضا)

☆ نماز والی دعا (رب اجعلنی) کی جگہ کوئی دنیوی دعا مانگنے (جیسے یا اللہ مجھے اتنے پیسے دے دے یا میری فلانی عورت سے شادی کرا دے۔ فلاں کپڑا دے دے یا کھانا کھلا دے۔ اگرچہ الفاظ عربی ہوں) نماز فاسد ہو جائے گی (کبیری)

ہاں اگر یوں کہا: اللھم عافنی واعف علی وارزقنی۔ اے اللہ مجھے معاف کر دے اور مجھے رزق عطا کر' اس سے نماز فاسد نہ ہوگی (شرح نقایہ' ص ۸۱' ج ۱)

☆ نماز میں قہقہہ لگانے سے (رکوع سجدے والی نماز ہو تو) وضو بھی گیا اور نماز بھی

(ہدایہ' ص ۸۵' ج ۱)

محض ضحک (ہنسنے) سے صرف نماز فاسد ہوگی وضو نہ ٹوٹا اور تبسم سے نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی۔ (شرح نقایہ' ص ۱۲' ج ۱)

ضحک' تبسم اور قہقہہ میں فرق یہ ہے کہ

القھقھة: فھی ماتکون مسموعة له و لجھرانه سواء ظھرت

اسنانه اولا.

قہقہہ یہ ہے جو اپنے آپ کو اور ساتھ والوں کو سنائی دے خواہ دانت ظاہر ہوں یا نہ۔

والضحك: مایکون مسموعاله دون غیره

ضحک یہ ہے جو اپنے آپ کو سنائی دے دوسرے کو سنائی نہ دے۔

تبسم: مالا یسمع اصلا۔ جو بالکل سنائی نہ دے (صرف دانت دکھائی دیں)

(شرح نقایہ' ص ۱۲' ج ۱' کبیری' ص ۱۴۳)

نماز میں ایک رکن ادا کرنے کی مقدار برہنہ ہو جانے سے نماز فاسد ہو جائے گی

(درمختار' ص ۹۰' ج ۱)

☆ نماز میں جنون' بے ہوشی یا جنابت لاحق ہوگئی تو نماز فاسد ہوگئی (ہدایہ' ص ۸۳' ج ۱)

☆ دوران نماز زخم درست ہو گیا اور پٹی گر گئی تو نماز فاسد گر گئی (ہدایہ' ص ۸۳)

☆ صبح کی نماز میں سورج نکل آیا تو نماز گئی (اور عصر کی نماز میں اگر سورج غروب ہو گیا تو ہوگئی' وجہ پہلے بیان ہو چکی کہ وہ کامل وقت میں شروع ہوتی تھی اور اب ناقص وقت آ گیا اور یہ ناقص میں شروع ہو کر ناقص میں ہی ختم ہوئی) (ہدایہ' ص ۸۳' ج ۱)

☆ نماز میں امام نے کسی ایسے شخص کو اپنا خلیفہ بنایا جو اہل نہ تھا تو نماز فاسد ہوگئی

(ہدایہ' ص ۸۳' ج ۱)

☆ ننگا نماز پڑھ رہا تھا اب کپڑے پہ قادر ہو گیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ (ایضا)

☆ اسی طرح اشارے سے نماز پڑھنے والا رکوع' سجدے' قیام پہ قادر ہو گیا۔ دوران نماز مسح کی مدت مکمل ہوگئی یا تیمم کرنے والا پانی کے استعمال پہ قادر ہو گیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی (ہدایہ' ص ۸۳)

☆ نماز میں کوئی چیز کھانے پینے سے چاہے تل کے برابر ہی کوئی شئی نگل لی اس سے نماز ختم ہوگئی۔ (شرح نقایہ' ص ۹۳)

(اگر دانتوں کے درمیان سے کوئی چیز نکال کر کھائے گا تو چنے کے برابر ہوگی یا اس سے بڑی تب نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں جیسا کہ گذر چکا۔ (شرح نقایہ' ص ۹۳)

☆ عمل کثیر سے نماز فاسد ہوجائے گی (درمختار، ص ۱۹، ج ۱)

عمل کثیر کیا ہے؟

عمل کثیر یہ ہے کہ جس کام کیلئے عموماً دونوں ہاتھ استعمال میں لانا پڑیں۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ سے یہ بھی منقول ہے کہ خود مبتلی بہٖ (جو بندہ اس میں مبتلا ہوا ہے اس) کا اعتبار ہوگا جس کو وہ کثیر سمجھے گا وہ کثیر ہوگا اور بعض نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دیکھنے والا جس کو عمل کثیر سمجھے وہ عمل کثیر ہے (شرح نقایہ) بہار شریعت میں عمل کثیر کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ جو نہ اعمال نماز سے ہو اور نہ نماز کی اصلاح کیلئے ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دیکھنے والا اس کے نماز میں نہ ہونے پر شک نہ کر سکے یا اس کو ظن غالب ہوجائے کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔

☆ عورت نے نماز میں بچے کو اٹھایا (صرف اتنے سے تو نماز قائم رہی لیکن اگر) بچے نے عورت کا دودھ پینا شروع کردیا تو دودھ نکل آنے کی صورت میں نماز فاسد ہوگئی (جیسا کہ بیان ہوچکا) (کبیری، ص ۴۴۳)

اگر کسی نے نماز کی حالت میں اپنی بیوی کو شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو نماز ٹوٹ گئی (کبیری، ص ۴۴۹، فتاویٰ تاتارخانیہ)

نماز توڑنا کب درست ہے؟

☆ نماز پڑھتے میں ریل چل دے اور اس میں اپنا سامان ہو یا بال بچے ہوں تو نماز توڑ کر ریل میں بیٹھ جانا درست ہے۔ (عالمگیری، ص ۱۰۱، ج ۱)

☆ سانپ یا کوئی درندہ آجائے تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔ (ردالمحتار، ص ۵۲۶، ج ۱)

☆ کوئی ایسی چیز ضائع ہوجانے یا خراب ہوجانے کا ڈر ہو جس کی قیمت ایک درہم ہو (یعنی تقریباً ۳ گرام چاندی جو کم از کم چالیس روپے کے برابر ہو) تو اس کی حفاظت کیلئے نماز توڑ دینا درست ہے۔ (ایضاً)

☆ اگر کسی نابینا آدمی کے کنوئیں میں گر جانے کا ڈر ہو تو نماز توڑ کر اس کی جان بچانا ضروری ہے۔ (ایضاً)

☆ کسی کی ماں یا باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کسی مصیبت کی وجہ سے آواز دیں تو ان کی مدد کیلئے فرض نماز بھی توڑ دینا واجب ہے۔ (ایضاً)

☆ اگر ماں باپ نے کسی ایسی ضرورت کیلئے نہیں پکارا، یوں ہی بلایا ہے تو فرض نماز توڑنا درست نہیں۔ اگر بلا ضرورت پکاریں مگر انہیں معلوم نہ ہو کہ نماز پڑھ رہا ہے تو نفل اور سنت نماز توڑ کر ان کی بات کا جواب دینا ضروری ہے۔ البتہ اگر انہیں نماز پڑھنے کا علم ہو اور پھر بلا ضرورت پکاریں تو جواب نہ دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ص ۵۲۶، ج ۱)

یاد رہے! نماز کوئی مشینی عمل نہیں ہے بلکہ ایک عبادت ہے جس میں انسان اپنے

پورے وجود ظاہری اور باطنی کیفیت' قلب وروح' دل ودماغ' زبان' اعضاء وجوارح اور حرکات وسکنات کے ساتھ خدا کے حضور بچھ جاتا ہے۔ یہ خدا سے ہمکلامی (مناجات) اور قلب کے خوف وعاجزی سے لبریز ہونے (خشوع) کا اظہار اور نشان ہوتا ہے۔ امام جو کچھ بولتا ہے وہ گویا غایت درجہ احترام وادب اور خوف ومحبت کے ساتھ اپنے مقتدیوں کی بات خدا تک پہنچانے کا کام کرتا ہے۔

اسی لیے ریڈیو' ٹی وی پر ہونے والی نماز کی اقتداء درست نہیں کیونکہ ریکارڈ شدہ نماز کی امامت میں جو نماز ہوگی وہ محض ایک مشینی حرکت ہوگی۔ اس میں وہ خوف وخشیت' تواضع وانکسار' ادب وشائستگی اور خوف ورجا کہاں ہو سکتا ہے اس لیے فقہی نقطہ نظر سے ہٹ کر عبادت وبندگی کی روح اور اس کی شان وکیفیت بھی اس کے مغائر ہے کہ انسان ان مصنوعی کل پرزوں کی اقتداء میں نماز ادا کرنے لگے۔

ویسے بھی فقہی اعتبار سے "اقتداء" صحیح ہونے کیلئے ضروری ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان شارع عام' بڑی نہر یا کسی پل وغیرہ کا فاصلہ نہ ہو' اتنے فاصلہ کی موجودگی میں اقتداء درست نہ ہوگی۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ مایمنع صحة الصلوٰة)

یہی حکم ریکارڈنگ والی نماز کا ہے کہ اگر اصل امام اور مقتدیوں کے درمیان صفوں کے تسلسل کے بغیر اس قدر فاصلہ ہو تو اقتداء درست نہ ہوگی اور اگر بڑا مجمع ہو' صفوں کا تسلسل بھی قائم ہو' البتہ نماز کی جگہ میں آسانی اور نقل وحرکت کے اندازہ کیلئے مختلف جگہ ٹیلی ویژن لگا دیئے جائیں تو نماز تو ہو جائے گی لیکن یہ عمل کراہت سے خالی نہ ہوگا اس لیے کہ ٹی وی کی فقہی حیثیت سے قطع نظر نماز کے سامنے اس طرح صورتوں کا آنا بجائے خود بھی مکروہ ہے اور اس لیے بھی کہ اس سے خشوع متاثر ہوگا۔ جہاں تک نقل وحرکت کی اطلاع کا مسئلہ ہے تو وہ مکبرین سے بھی ممکن ہے۔

نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا

عورت کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑا ہونا کہ ایک کا عضو دوسرے کے عضو کے مقابل ہو جائے' اس کی چند شرائط ہیں جن سے مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

(۱) عورت بالغ ہو چکی ہو خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغہ ہو مگر قابل جماع ہو تو اگر کوئی کمسن لڑکی نابالغہ نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی

(۲) دونوں نماز میں ہوں۔ اگر ایک نماز میں ہو اور دوسرا نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی

(۳) کوئی چیز دونوں کے درمیان حائل نہ ہو۔ پردہ' سترہ یا دیوار حائل نہ ہو یا دونوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ ایک آدمی بسہولت کھڑا ہو سکے تو نماز فاسد نہ ہوگی

(۴) عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرائط پائی جاتی ہوں۔ اگر عورت مجنون ہو یا حالت حیض ونفاس میں ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی

(۵) نماز پنجگانہ ہو' جنازہ کی نماز نہ ہو

(۶) محاذات کم از کم ایک رکن کے برابر باقی رہے۔ اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں مثلاً جتنی دیر میں رکوع نہ ہو سکتا ہو تو یہ قلیل محاذات ہے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی

(۷) تکبیر تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی یہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں

(۸) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

(عالمگیری باب محاذاة المرأة۔ درمختار ج ۱ ص ۴۲۴)

پنجگانہ نماز اور ان کی رکعات

نماز فجر: کی چار رکعتیں ہیں۔ ۲ سنت مؤکدہ۔ ۲ فرض

نماز ظہر: کی بارہ رکعتیں ہیں۔ ۴ سنت مؤکدہ' ۴ فرض' ۲ سنت مؤکدہ' ۲ نفل

نماز عصر: کی آٹھ رکعتیں ہیں۔ ۴ سنت غیر مؤکدہ۔ ۴ فرض

نماز مغرب: کی سات رکعتیں ہیں۔ ۳ فرض' ۲ سنت مؤکدہ' ۲ نفل

نماز عشاء: کی سترہ رکعتیں ہیں۔ ۴ سنت غیر مؤکدہ' ۴ فرض' ۲ سنت مؤکدہ' ۲ نفل' ۳ وتر' ۲ نفل

نماز جمعہ: کی چودہ رکعتیں ہیں۔ ۴ سنت مؤکدہ۔ ۲ فرض۔ ۴ سنت مؤکدہ۔ ۲ سنت

مؤکدہ۔۲نفل

پانچوں نمازوں میں سنت مؤکدہ بارہ رکعات ہیں۔ جیسا کہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

کہ جس نے دن رت میں بارہ رکعات پڑھیں۔ اس کیلئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ چار رکعات ظہر سے پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو (طلوع) فجر کے بعد (فرضوں سے پہلے) (ترمذی، ص ۵۶، ج ۱)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ جس عبد مومن نے فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعتیں سنت روزانہ پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں محل بنائے گا (مسلم ص ۲۵، ج ۱)

غیر مؤکدہ سنن کی تعداد آٹھ ہے۔ چار عصر کی نماز سے پہلے اور چار عشاء کی نماز سے پہلے۔

سنتوں کے بارے میں احادیث اس طرح ہیں۔

☆ فجر کی دو سنتیں "دنیا و مافیھا" سے بہتر ہیں۔ (بخاری، ص ۱۵۶، ج ۱)

☆ نماز ظہر سے قبل چار رکعات اور نماز ظہر کے بعد چار رکعات (دو سنتیں، دو نفل) کی حفاظت کرنے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہوگئی (ترمذی، ص ۹۸، ج ۱)

☆ جس نے ظہر سے پہلے چار سنتیں پڑھیں اس کو تہجد کا ثواب ملے گا

(نصب الرایہ، ص ۱۳۹، ج ۲)

حضور علیہ السلام عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے۔ (ترمذی، ص ۹۸، ج ۱)

☆ اللہ اس پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعات پڑھیں

(ابوداؤد، ص ۱۲۷، ج ۱)

☆ عصر سے پہلے چار رکعات پڑھنے والے پہ اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔ (معجم طبرانی، ص ۲۸۱، ج ۲۳)

☆ جس نے عشاء کے فرضوں کے بعد چار رکعات (دو سنت دو نفلیں) پڑھیں گویا اس نے لیلۃ القدر میں چار رکعات پڑھیں۔ (المبسوط، ص ۱۵۷، ج ۱)

نوافل کے بارے میں چند احادیث کا خلاصہ یہ ہے

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کے اعمال میں سے نماز کا حساب ہوگا۔ اگر وہ درست ہوئیں تو بندہ کامیاب و کامران ہوگا ورنہ ناکام و نامراد ہوگا پھر اگر اس کے فرائض میں کوتاہی ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو اس کے کچھ نوافل ہیں تو ان سے فرائض کی کمی پوری کر دو پھر اس کے باقی اعمال کا اندازہ بھی اس طرح (فرائض کو نفلی نیکی سے پورا کیا جائے گا مثلاً زکوٰۃ میں کمی کو نفلی صدقات سے) پورا کیا جائے گا۔ (ترمذی، ص ۹۴، ج ۱)

تعداد رکعات میں کارفرما حکمتیں

اب تعداد رکعات اور پنجگانہ نماز کی حکمت کی طرف آتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

حق بات یہ ہے کہ نمازوں کی رکعات کے اعداد کے تعین کے بارے میں سب متوارث ہے سلف صالحین سے اور سلف کے علوم مٹ چکے ہیں۔ پس یہ تو ممکن نہیں پختہ اور قطعی طریق پر ان کی علت بیان کی جا سکے لیکن حق کے ساتھ زیادہ مناسب بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ جو چیز سبب بننے کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اصل میں کم سے کم نماز دو رکعت ہی ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ اور تشہد پڑھنا مشروع قرار دیا گیا ہے۔ اسی بناپر ہر دو رکعت کے بعد التحیات ہر شفع میں مشروع قرار دیا گیا ہے اور یہ بھی مناسب ہے کہ نماز نہ تو اتنی قلیل اور تھوڑی مقدار میں ہو کہ جس سے مقصد ہی حاصل نہ ہو سکے اور بہت زیادہ بھی نہ ہو جس کا ادا کرنا لوگوں پر دشوار گزرے، باوجود اس کے لوگ طرح طرح کے اشغال میں بھی مشغول ہوں گے۔

اور یہ بھی مناسب ہے کہ رکعات کی تعداد سب وتر (طاق) ہو کیونکہ وتر کی رعایت اعداد متبرکہ میں کی جاتی ہے اور مناسب ہے کہ ہر دو رکعت مستقل نماز ہو اور اسی مسئلہ سے اس قاعدہ کا بھی استخراج کیا گیا ہے کہ ہر نماز رباعی ہونی چاہیے۔ ماسوا مغرب کی نماز کے کیونکہ اس مغرب کی نماز کا وقت نسبتاً تنگ ہوتا ہے اس لیے اس کی نماز تین رکعات ہی مقرر کی گئی ہے۔

اور فجر کی نماز دو رکعت ہی مقرر کی گئی ہے کیونکہ اس میں زیادہ مقصود قرآن کا پڑھنا ہے اور قرآن کا فجر کے وقت پڑھنا (اس لیے کہ یہ) فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے۔

(بدر بازغہ ص ۲۱۰)

امام طحاوی صلوٰۃ وسطیٰ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ صلوٰۃ العصر کو صلوٰۃ الوسطیٰ کیوں کہا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں نے اس بارے میں دو قول بیان کیے ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ یہ نماز دو دن کی نمازوں اور دو رات کی نمازوں کے درمیان واقع ہوتی ہے اس لیے اس کو صلوٰۃ وسطیٰ کہتے ہیں۔

اور دوسرا قول دوسرے حضرات نے بیان کیا ہے جس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بصری عبیداللہ بن محمد بن حفص تیمی المعروف بابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب فجر کے وقت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعت نماز ادائے شکر کیلئے پڑھی۔ (ایک رکعت تورات کی ظلمت کے دور ہونے کی وجہ سے اور دوسری رکعت روشنی کے دوبارہ آنے کی وجہ سے یہ ان کی دو رکعت کا سبب تھا اور ہم پر بھی اسی طرح یہ دو رکعت ہی فرض ٹھہری)

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند کا فدیہ ظہر کے وقت ادا کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعات نماز ادا کی اس لیے ظہر کی نماز چار رکعات ہی ٹھہری۔

اور حضرت عزیر علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کتنی دیر تک ٹھہرے رہے؟ اس حالت میں تو انہوں نے کہا ایک دن' پھر جب انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا بلکہ میں اس حالت میں دن کا بعض حصہ ٹھہرا ہوں لہٰذا انہوں نے چار رکعات نماز ادا کی تو عصر کی بھی چار رکعات ہی مقرر ہوئیں۔

اور بعض نے کہا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش مغرب کے وقت معاف کی گئی تو انہوں نے کھڑے ہو کر چار رکعات نماز پڑھنی شروع کی لیکن وہ تھک کر تیسری رکعت میں بیٹھ گئے۔ اسی لیے مغرب کی نماز میں تین رکعات ہی ٹھہریں۔ اور عشاء کی نماز

سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ (طحاوی ص ۸۶' ج ۱)

یہ آثار اگرچہ اتنے قوی نہیں لیکن بطور حکمت کے کسی نہ کسی درجہ میں قابل لحاظ ہیں۔

بعض علماء کرام نے پانچ نمازوں کے تعین کیلئے حواس خمسہ کو مبدا قرار دیا ہے۔ مجموعی طور پر ان انعامات کے شکریہ کیلئے صلوٰت خمسہ کو فرض قرار دیا گیا ہے اور تعداد رکعات کی حکمت اس طرح بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

۱- قوۃ لمس یا حس انسان کو عطا کی ہے۔ اس کے ذریعے انسان گرم و سرد چیزوں کا علم حاصل کرتا ہے اس کے شکریہ کیلئے صبح کی دو رکعت نماز فرض قرار دی گئی ہیں۔

۲- اور قوت شامہ چونکہ ہر چہار طرف سے خوشبو کو محسوس و معلوم کر لیتی ہے اس لیے مناسب ہے کہ اس کے شکریہ کیلئے ظہر کی چار رکعات نماز فرض قرار دی گئی ہے۔

۳- قوت ذائقہ چار قسم کے ذائقہ میٹھا (شیریں) ترش' (کھٹا) نمکین اور تلخ (کڑوا) معلوم کرتی ہے اس لیے چار رکعات عصر کی نماز مقرر کی گئی ہے۔

۴- قوت باصرہ' آنکھیں چونکہ تین طرف سے دیکھ سکتی ہیں' دائیں بائیں اور سامنے' مغرب کی تین رکعات اس کے شکریہ کیلئے مقرر کی گئی ہیں۔

۵- قوت سامعہ' کان چاروں طرف سے اصوات سن سکتے ہیں اس لیے عشاء کی چار رکعات مقرر کی گئی ہیں۔

اگر یہ فرض نمازیں نہ ہوتیں تو انسان یقیناً ان بیش بہا نعمتوں کے شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکتا۔ واللہ اعلم

شیخ فقیہ زاہد ابو علی حسین بن یحییٰ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ علی بن یحییٰ نے کہا ہے میں نے ایک بزرگ ابوالفضل برمعذیری سے سوال کیا۔ آپ بتلائیں کہ فجر کی نماز دو رکعت کیوں ہے اور ظہر' عصر چار چار رکعات' مغرب تین' عشاء چار کیوں۔

انہوں نے پہلے کہا کہ شریعت میں اسی طرح آیا ہے' میں نے کہا زیادہ وضاحت کی ضرورت ہے تو انہوں نے کہا حکماء نے یہ کہا ہے کہ مختلف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے

اپنے وقت میں ان سب نمازوں کو پڑھا ہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے اُن سب کا ثواب اور فضیلت حضور ﷺ کی امت کیلئے مقرر فرمایا ہے۔

کونسی نماز کس نبی علیہ السلام نے ادا فرمائی

فجر: سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی تھی' جب ان کو جنت سے نکالا گیا تو ان پر دنیا تاریک ہوگئی اور پھر جب رات کی تاریکی واقع ہوئی تو آدم علیہ السلام بہت زیادہ خوفزدہ ہوگئے کیونکہ اس قسم کی تاریکی انہوں نے دیکھی نہ تھی۔ صبح ہوئی تو انہوں نے دو رکعت نماز اللہ تعالیٰ کے شکریہ کے لئے ادا کی۔ ایک تو اس لیے کہ رات کی تاریکی سے نجات ملی اور دوسری دن کی روشنی کیلئے اور ہمیں بھی اس کا حکم ہے تا کہ ہم سے ظلمت معاصی دور ہو اور نور طاعت کا ظہور ہو۔

ظہر: کی نماز کا سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا' بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم پھر صدقت الرؤیا کا اعلان ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے چار حالتیں تھیں' ایک ذبح ولد کی حالت' دوسری بیٹے کا غم' تیسری حالت بیٹے کی طرف سے جانور کا فدیہ اور چوتھی حالت اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی اور یہ ندا زوال کے وقت تھی تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے چار رکعات نماز ظہر انہوں نے ادا کی۔

اور ہمیں بھی حکم ہے تا کہ ہم اس کے ذریعہ شیطان ابلیس کو کچل سکیں اور ہم سے غم دور ہو اور ہم سے بھی فدیہ ادا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو۔

عصر: عصر کی چار رکعات پہلے پہل حضرت یونس علیہ السلام نے ادا کیں' وہ چار تاریکیوں میں پھنسے ہوئے تھے' ایک کمزوری اور ضعف کی تاریکی' دوسری دریا کی تاریکی' تیسری رات کی تاریکی' چوتھی مچھلی کے پیٹ کی تاریکی' اللہ تعالیٰ نے جب ان کو رہائی بخشی تو وہ عصر کا وقت تھا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شکر میں یہ چار رکعات ادا کی تھیں اور ہمارے لیے بھی مختلف تاریکیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ قیامت کا اندھیرا اور جہنم کا اندھیرا' قبر کا اندھیرا' رات کا اندھیرا' اس طرح ضعف و کمزوریوں اور خطاؤں کے اندھیروں سے بھی نجات ہوگی۔

مغرب: پہلے پہل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ تمہاری قوم میرے بارے میں ثالث ثلاثہ کا اعتقاد رکھتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غروب شمس کے وقت جب وحی ہوئی تو انہوں نے تین رکعات ادا کیں۔ (بعض جگہ یعقوب علیہ السلام کا ذکر ہے کہ جب انہیں یوسف علیہ السلام کے بقید حیات ہونے کی خوشخبری ملی تو اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے شکرانے کی نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی یادگار کو قائم رکھنے کے لیے مغرب کی نماز فرض کردی)

پہلی رکعت سے اپنی طرف سے الوہیت کی نفی مراد تھی' دوسری رکعت سے اپنی والدہ کی طرف سے نفی اور تیسری رکعت میں اللہ تعالیٰ کیلئے الوہیت کا اثبات اور ہمارے لیے بھی یہ حساب میں آسانی اور دوزخ سے نجات اور قیامت کے ہولناک دن میں امن ہوگا۔

عشاء: کی نماز سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی تھی' جب وہ مدین سے نکلے تھے تو راستہ میں راہ بھول گئے' ایک طرف بیوی کا غم اور بھائی ہارون علیہ السلام کا غم اور دشمن فرعون کا غم اور اولاد کا غم' اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی انا ربک کہ میں راہ دکھاؤں گا اور میں تم کو جمع کردوں گا اہل و بھائی کے ساتھ اور دشمن پر غلبہ عطا کردونگا۔

اور ہمیں بھی یہ حکم ہوا کہ عشاء کی نماز پڑھو تا کہ راہ ہدایت ملے اور اللہ تعالیٰ کفایت کرے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے کفایت کی اور ہمیں بھی انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کے ساتھ جمع کریگا اور دشمن ابلیس پر فتح عطا فرمائے گا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا۔ (مسنون نماز بحوالہ امانی الاحبار ص ۳۶۴ ج ۲)

(یاد رہے! یہ مضمون اختیاراً فضائل میں بھی گذر چکا ہے لیکن تفصیلاً با حوالہ اب بیان ہوا ہے)

سجدۂ سہو

بھول کی وجہ سے اگر نماز میں کوئی ایسی خرابی پیدا ہوگئی کہ

۱- نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو بھول کر ترک کردے۔

۲- کسی واجب کو اس کے محل سے مؤخر کردے۔

۳- کسی واجب کی تاخیر ایک رکن کی مقدار کردے۔

۴- کسی واجب کو دو مرتبہ ادا کرلے۔

۵- کسی واجب کو متغیر کردے جیسے جہری نماز میں آہستہ اور آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قرأت کردے۔

۶- نماز کے فرائض میں سے کسی فرض کو اس کے محل سے مؤخر کردے۔

۷- کسی فرض کو اس کے محل سے مقدم کردے۔

۸- کسی فرض کو بھول کر دو مرتبہ ادا کرلیا۔

تو سہو کے دو سجدے واجب ہو جائیں گے اور امام کے ساتھ مقتدی پر بھی دو سجدے لازم ہو جائیں گے (اگرچہ بھولا تو صرف امام ہے نہ کہ مقتدی) لقوله عليه السلام

انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه (بخاری ص ۱۰۱ ج ۱)

بے شک امام اس لیے ہے کہ تم اس کی پیروی کرو۔ پس امام کے ساتھ اختلاف نہ کرو (کہ وہ سجدہ کر رہا ہو اور تم کہو کہ ہم تو بھولے ہی نہیں لہٰذا سجدہ کیوں کریں)

روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو نماز میں سہو ہوا تو آپ نے دو سجدے کیے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدے کیے (بیہقی ص ۳۵۲)

☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اذا قام الامام في الركعتين فان ذكر قبل ان يستوي قائما فليجلس فان استوى قائما فلا يجلس ويسجد سجدتي للسهو

(ابوداؤد ص ۱۴۸ ج ۱)

جب امام دو رکعت پر کھڑا ہو جائے اگر تو بالکل سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے اسکو یاد آجائے تو پھر بیٹھ جائے (سجدہ سہو لازم نہ ہوا) اور اگر سیدھا کھڑا نہ ہو تو پھر نہ بیٹھے بلکہ آخر میں سجدے سہو کے کرے۔

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا شك احدكم في الواحد والاثنين فليجعلها واحدا واذا شك

في الاثنين والثلاث فليجعلها اثنين ويسجد في ذلك سجدتين

(ترمذی ص ۸۴)

جب کسی کو ایک یا دو رکعتوں میں شک پڑ جائے تو اس کو ایک ہی سمجھے اور اگر دو اور تین میں شک پڑے تو دو ہی سمجھے اور آخر میں دو سجدے سہو کے کرلے۔

ائمہ کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ سجدۂ سہو سلام سے پہلے کیا جائے یا بعد میں، حضور علیہ السلام سے اس بارے میں چھ احادیث مروی ہیں جن میں سے بعض میں سلام سے پہلے اور بعض میں سلام کے بعد سجدۂ سہو کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ ائمہ کرام کا اختلاف صرف ترجیح میں ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرنے والی روایات کو ترجیح دیتے ہیں، امام مالک علیہ الرحمۃ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر نماز میں کمی واقع ہونے کی وجہ سے سجدہ لازم ہوا ہے تو سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے اور اگر زیادتی کی وجہ سے سجدہ لازم ہوا ہے تو سلام کے بعد سجدہ کیا جائے جبکہ امام اعظم علیہ الرحمۃ ہر حالت میں سلام کے بعد سجدۂ سہو کرنے والی روایت کو اپنا مؤقف قرار دیتے ہیں، احناف کے مؤقف کی تائید مندرجہ ذیل روایات سے ہوتی ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ظہر کی نماز پڑھائی اور اس میں آپ کو سہو ہوا اور آپ نے بجائے چار کے پانچ رکعات پڑھا دیں آپ سے عرض کیا گیا ازيد في الصلوة ام نسيت ؟ کیا نماز میں کچھ اضافہ ہو گیا ہے یا آپ کو سہو ہوا ہے۔ فسجد سجدتين بعد ما سلم (ترمذی ص ۸۴)

پس آپ نے سلام کے بعد دو سجدے سہو کے فرمائے۔

دوسری روایت اس طرح کے واقعہ کے بارے میں ہے جس میں آپ نے فرمایا! میں بھی انسان ہوں تمہاری طرح کبھی بھول بھی سکتا ہوں، جب بھول جاؤں تو مجھے یاد کرا دیا کرو..... تا آنکہ آپ نے سلام پھیر کر دو سجدے کیے (مسلم ص ۲۱۲ ج ۱)

ابن ماجہ ص ۸۶ پہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سجدۂ سہو سلام کے بعد کیا اور فرمایا کہ ان النبي صلى الله عليه وسلم فعل ذلك حضور علیہ السلام نے بھی ایسا

ہی کیا تھا۔

پھر فقہاء حنفیہ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایک سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا جائے یا دو سلاموں کے بعد لیکن زیادہ بہتر ایک سلام کے بعد قرار دیا گیا۔ چنانچہ فتاویٰ شامی ج ا' ص ۶۹۱' فتاویٰ عالمگیری ص ۶۵' ج ا پہ ہے۔

ویاتی بتسلیمتین هوالصحیح کذا فی الهدایه والصواب ان یسلم تسلیمة واحدة و علیه الجمهور والیه اشارفی الاصل کذافی الکافی۔

پھر ایک اور مسئلہ بھی اس ضمن میں ذہن نشین رہے کہ بعض کتب فقہ میں لکھا ہے کہ جمعہ اور عیدین جیسے بڑے اجتماعات میں اگر امام کو سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کو چھوڑ دینے کی اجازت ہے تا کہ رش زیادہ ہونے کی وجہ سے بعض لوگوں کی نماز میں گڑ بڑ نہ ہو جائے۔ اس بارے میں ایک فتویٰ فتاویٰ نوریہ سے پیش کرنے کے بعد ان شاء اللہ سجدۂ سہو کے مسائل تفصیل کے ساتھ بیان کیے جائیں گے اور سجدۂ سہو کو تفصیل سے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ اس بارے میں سخت جہالت اور غفلت کا شکار ہیں کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر سورۃ فاتحہ کے بعد آمین نہیں کہی تو سجدۂ سہو کرنا شروع کر دیتے ہیں اور بعض لوگ چار کی بجائے پانچ رکعتیں پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سمجھ لیتے ہیں کہ ہماری نماز ہو گئی حالانکہ دونوں نے غلط کیا ہے۔ آمین کہنا سنت ہے اور سنت ادا نہ ہو تو بغیر سجدۂ سہو کے نماز ہو جاتی ہے اور جہاں پانچ رکعتیں پڑھ لی گئیں وہاں بھی سجدۂ سہو سے نماز مکمل نہ ہوگی بلکہ نئے سرے سے نماز پڑھنا ہوگی۔

لطیفہ: افاضات یومیہ میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ایک مولوی صاحب نے نماز پڑھائی اور آخر میں سجدۂ سہو کیا ہم نے بعد میں عرض کیا کہ بظاہر کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی کہ سجدۂ سہو کیا جاتا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بس معمولی بات ہوگئی تھی کہ میری پھسکی (ہوا) نکل گئی تھی اس لیے سجدۂ سہو کر لیا ہے۔

احمقوں کی کمی نہیں غالبؔ
ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں

جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو کیا جائے یا نہ؟

بلا شک وشبہ وگنجائش ریب نماز جمعہ وعیدین میں ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے۔ تنویر الابصار مطبوع مع الشامی ص ۵۰۷' جلد ا' اور فتاویٰ ہندیہ' ص ۶۶ جلد ا میں ہے۔ السهو فی الجمعة والعیدین والمکتوبة والتطوع واحد۔ ہمارے ائمہ متقدمین کا متفقہ فیصلہ یہی ہے مگر متاخرین مشائخ نے جمعہ وعیدین کے بہت بڑے اجتماعات میں عوام کی پریشانی کی بنا پر سجدۂ سہو کے ترک کی اجازت دے دی ہے۔ بحر الرائق ص ۱۵۴' جلد ۲' نور الایضاح' مراقی الفلاح' حاشیہ طحطاوی ص ۲۷۹' در المختار' شامی ص ۵۰۷' جلد ا' ہندیہ ص ۶۶ جلد ا میں ہے۔ والنظم من الدر والمحتار عندالمتاخرین عدمه' شامی میں ہے: لیس المراد عدم جوازه بل اولی ترکه نیز شامی وطحطاوی نے فرمایا ان عدم السجود مقید بما اذا حضر جمع کثیر۔ اور جب بڑے اجتماع نہ ہوں تو سجدۂ سہو ضرور ادا کیا جائے کہ تلافی نقصان (بوجہ ترک واجب یا واجبات) ہو جائے اور اصل بھی یہی ہے اور چونکہ کم اجتماع کی صورت میں تشویش عوام جو بنائے ترک اجازت تھی' نہیں پائی جاتی لہٰذا اجازت ترک بھی نہیں رہے گی۔ شامی وطحطاوی میں ہے۔ والنظم للطحطاوی اما اذا لم یحضروا (ای جمع کثیر) فالظاهر السجود لعدم الداعی الی الترك وهو التشویش بلکہ عقل سلیم سے کام لیا جائے تو چونکہ ہمارے زمانہ میں ترک سجدۂ سہو کی صورت میں تشویش پائی جاتی ہے اور عوام حیران وششدر رہ جاتے ہیں کہ باوجودیکہ تکبیرات واجبہ رہ گئیں اور سجدۂ سہو بھی نہ کیا گیا تو نماز کیسے پوری ہوئی؟ تو انصافاً وہی تشویش عوام جو متاخرین کرام کے وقت میں وجہ ترک سجدہ تھی۔ اب وجہ ادائے سجدہ بن گئی ہے حالانکہ اصل بھی یہی ہے تو سجدہ ضرور ادا کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ نوریہ' ج ا' ص ۴۴۵)

قراءۃ میں سہو کے مسائل

☆ اگر کسی نے فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں بھول کر دو مرتبہ الحمد شریف کو پڑھ دیا یا اکثر حصہ دوبارہ لوٹایا تو ان دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں دو مرتبہ فاتحہ پڑھ دی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ یہ مسئلہ فرض کا ہے لیکن اگر نوافل کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد شریف دو مرتبہ پڑھ دی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ (عالمگیری،ص ۶۵،ج ۱)

☆ اگر کسی نے سورۂ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا اور تھوڑا سا حصہ بھول گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر تھوڑا سا حصہ پڑھا اور اکثر حصہ رہ گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری،ص ۶۵،ج ۱) مگر علامہ طحطاوی نے لکھا ہے کہ راجح قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ (کیونکہ ہر آیت پر وجوب کا حکم ہے)

☆ اگر کسی نے پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اور بعد کو سورت شروع کر دی۔ پھر یاد آیا تو سورت چھوڑ کر پہلے سورت فاتحہ پڑھے پھر اس کے بعد سورت ملائے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اسی طرح اگر سورۂ فاتحہ چھوڑ کر مکمل سورہ پڑھ لی یا رکوع میں چلا گیا یا رکوع سے بھی اٹھ گیا۔ ان سب صورتوں میں لوٹ کر سورۂ فاتحہ پڑھے اور پھر ترتیب کے مطابق بقیہ کام کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (عالمگیری،ص ۶۵،ج ۱)

☆ کسی نے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد ایک سورہ پڑھنے کا ارادہ کیا لیکن غلطی سے دوسری سورہ پڑھ ڈالی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری،ص ۶۵،ج ۱)

☆ اگر کسی نے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد التحیات پڑھ ڈالی تو اس پر سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور اگر سورۂ فاتحہ سے پہلے التحیات پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری،ص ۶۶،ج ۱)

☆ اگر امام نے کسی آیت کی بار بار تکرار کی جس میں ایک رکن کی مقدار تاخیر ہوگئی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اسی طرح اگر مقتدی نے بار بار لقمہ دیا جس میں ایک رکن (یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر) کی مقدار تاخیر ہوگئی تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں اور نہ لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگی۔ (شامی،ص ۴۱۸،ج ۱)

☆ اگر کسی نے صرف سورۂ فاتحہ پڑھی یا صرف کوئی سورہ پڑھی اور رکوع میں چلا گیا تو ان دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (درمختار حاشیہ شامی،ص ۴۲۲،ج ۱)

☆ اگر کسی نے ثنا پڑھی اور بھولے سے رکوع میں چلا گیا نہ تو سورۃ فاتحہ پڑھی نہ ہی کوئی سورہ پڑھی پھر یاد آیا کہ قرأت رہ گئی ہے تو اسے چاہئے کہ رکوع میں لوٹ آئے اور قرأت کرے پھر دوبارہ رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (عالمگیری،ص ۶۵،ج ۱)

☆ اگر امام نے سورۂ فاتحہ کے بعد تین آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھ لی اس کے بعد کہیں غلط پڑھ دیا۔ پس اگر وہ غلطی ایسی فحش ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں لقمہ دینا ضروری ہے ورنہ سب کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اس غلطی سے نماز میں فساد نہیں آتا جب بھی لقمہ دینا جائز ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (کبیری،ص ۴۱۷)

یاد رہے! کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تین آیت کے بعد امام قرأت میں جیسی بھی غلطی کرے اس کو لقمہ نہیں دینا چاہئے یا تین آیتوں کے بعد امام غلطی کرے تو کوئی حرج نہیں نماز ہو جاتی ہے یہ دونوں چیزیں غلط ہیں۔

☆ اگر کسی نے سورۂ فاتحہ کے بعد صرف چھوٹی دو آیتیں پڑھیں اور بھول کر رکوع میں چلا گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر قصداً رکوع میں چلا جائے تو نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ (عالمگیری،ص ۶۵،ج ۱)

☆ اگر فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ بھولے

سے یا قصداً پڑھ لی تو سجدہ واجب نہیں۔ (شامی ص ۴۷۸ ج ۱)

☆ اگر فرض نماز کی خالی رکعتوں میں یعنی تیسری یا چوتھی رکعت میں کسی نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (شامی ص ۴۷۸ ج ۱)

☆ اگر امام نے جہری نماز میں بھول کر آہستہ قرأت کی اور سری نماز میں بلند آواز کے ساتھ قرأت کی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا جبکہ اس طرح چھوٹی تین آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھی اور اگر ایک چھوٹی آیت یا کسی لمبی آیت کا صرف ایک دو کلمات پڑھے تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۶۹۴ ج ۱)

یاد رہے! جن نمازوں میں بلند آواز سے امام پڑھتا ہے جیسے مغرب، عشاء اور فجر کی نماز میں اس کو جہری نماز کہتے ہیں۔

اور جن نمازوں میں امام آہستہ پڑھتا ہے جیسے ظہر اور عصر کی نماز ان کو سری نماز کہتے ہیں۔

☆ اگر کسی نے دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ دوبارہ پڑھ لی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۵۱۰ ج ۱)

☆ منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والا اگر جہری نماز میں آہستہ سے اور آہستہ والی میں بلند آواز سے قرأت کر دے تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۸۲)

☆ کسی نے سورہ فاتحہ پڑھی اور چپ ہوگیا اور ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیتوں کے برابر خاموش کھڑا رہا اس کے بعد سورۃ ملائی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔

(درمختار ج ۱ ص ۳۹۳)

☆ اگر امام نے جہری نماز میں بھول کر آہستہ پڑھنا شروع کر دیا اور چھوٹی تین آیتیں پڑھنے کے بعد اسے یاد آیا کہ کسی نے لقمہ دیا تو اس کو سورۃ فاتحہ شروع سے بلند آواز کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور آخر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ (شامی ص ۶۹۴ ج ۱)

☆ اگر امام نے سری نماز میں یعنی ظہر یا عصر کی نماز میں چھوٹی تین آیتیں بلند آواز سے پڑھ دیں اس کے بعد یاد آیا کہ یہ آہستہ قرأت والی نماز ہے تو جس قدر پڑھ چکا ہے

اس کے بعد سے آہستہ آواز سے پڑھے شروع سے آہستہ آواز کے ساتھ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی ص ۶۹۴ ج ۱)

☆ فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں کسی نے بلند آواز سے قرأت کی تو اگرچہ فرض کی خالی رکعتوں میں قرأت واجب نہیں ہے لیکن قرأت کرنے کی صورت میں چونکہ آہستہ پڑھنا واجب ہے اس لیے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (شامی ص ۴۹۷ ج ۱)

☆ اگر قرأت کرتے ہوئے درمیان سے ایک یا دو آیتیں یا آیت کا کچھ حصہ چھوٹ گیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (عالمگیری ص ۶۵ ج ۱)

☆ اگر ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنے کے بعد امام بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نماز بلا کراہت درست ہے اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر ایک رکن کی مقدار کھڑا سوچتا رہا اس کے بعد رکوع میں گیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (شامی ص ۴۶۲ ج ۱)

☆ اگر امام نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی اس کے بعد سورہ شروع کی تو بھول گیا اور تین تسبیح کی مقدار کھڑا سوچتا رہا پھر اس کے بعد دوسری سورت پڑھ کر رکوع اور سجدہ کیا تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے اور تین تسبیح سے کم مقدار خاموش رہا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۷۰۶ ج ۱)

☆ کسی نے دوسری رکعت میں خلاف ترتیب پہلے کی سورۃ پڑھ دی مثلاً پہلی رکعت میں قل یایہا الکفرون پڑھی اور دوسری رکعت میں الم تر کیف پڑھی، پس اگر بھول کر ایسا کیا ہے تو نماز بلا کراہت درست ہے اور اگر قصداً خلاف ترتیب پڑھا تو نماز مکروہ ہوئی اور ان دونوں صورتوں میں سے کسی میں بھی سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (شامی ص ۵۱۰ ج ۱)

☆ اگر کسی نے دوسری رکعت میں بھول کر خلاف ترتیب سورہ شروع کی اور شروع کرتے ہی یاد آ گیا پھر اس نے اسے چھوڑ کر دوسری سورت ترتیب کی رعایت کرتے ہوئے پڑھی تو اس کی نماز درست ہے مگر مکروہ ہوئی اور اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ البتہ اس کے لئے وہ سورت چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا بہتر نہیں۔ (شامی ص ۵۱۰ ج ۱)

☆ امام نے پہلی رکعت میں کوئی سورہ شروع کی اور آدھا حصہ پڑھ کر بھول گیا پھر

دوبارہ سہ بارہ شروع سے لوٹا کر پوری سورت پڑھی تو نماز ہوگئی اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔

(شامی ص ۱۸۲ ج ۱)

☆ اگر کسی نے فرض کی آخری دونوں رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھا اور بالکل خاموش رہا تو اس کی نماز درست ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری ص ۶۵ ج ۱)

☆ کسی نے نفل نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی یا وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ چھوڑ دی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (عالمگیری ص ۶۵ ج ۱)

☆ اگر کسی نے جہری نماز میں تجوید کی رعایت کیے بغیر قرآن پڑھا تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا البتہ اگر کوئی ایسی غلطی کی ہے جس سے نماز میں فساد آتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا (مستفاد از عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ امام قرأت کرتے ہوئے بھول گیا اور کسی ایسے شخص نے جو امام کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے وہ لقمہ لے لیا تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر امام نے اس شخص کا لقمہ فوراً لے لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر کچھ توقف کے بعد لیا تو نماز درست ہے اور سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۵۸۱ ج ۱)

☆ اگر کوئی شخص قرأت کرنے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے ایک رکن کی مقدار (یعنی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھا جا سکے) کھڑا کچھ سوچتا رہا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری ص ۶۵ ج ۱)

☆ اگر امام نے نماز میں قرأت کرتے ہوئے بھولے سے کسی لفظ کا ترجمہ پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگئی' سجدۂ سہو سے وہ نماز صحیح نہ ہوگی اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(شامی ص ۴۴۰ ج ۱)

☆ اگر کسی نے نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی اور فوراً سجدہ تلاوت نہیں کیا پھر بعد میں کچھ دیر کے بعد یاد آیا اور یاد آتے ہی اس نے سجدہ تلاوت کر لیا تو اس پر سجدہ واجب ہوگا۔ (عالمگیری ص ۱۶۶)

☆ کسی شخص نے شروع میں سورۂ فاتحہ پڑھی اور پھر کوئی سورہ بھی ملائی اس کے بعد

بھول کر دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔

(فتاویٰ سراجیہ بر حاشیہ قاضی خان ص ۷۲)

☆ کسی امام نے اگر وتر یا تراویح کی نماز میں آہستہ آواز سے قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ کسی نے رات میں نفل نماز کی امامت کی اور قصداً آہستہ آواز سے قرأت کی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں لیکن ایسا کرنا برا ہے اور اگر بھول کر قرأت آہستہ آواز سے کی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (عالمگیری ص ۶۷ ج ۱)

☆ امام نے عصر یا ظہر کی نماز میں بھول کر بلند آواز سے قرأت شروع کی تو کسی غیر نمازی نے زور سے کہا کہ آہستہ آہستہ پڑھو پس اس صورت میں کچھ توقف کے بعد آہستہ پڑھا تو نماز درست ہے اور اگر فوراً اس کے کہنے سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح نہ ہوگی اس کا اعادہ ضروری ہے۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۵۸۱ ج ۱)

☆ یاد رہے! بعض جاہل پیروں کے جاہل مریدین کو دیکھا جاتا ہے کہ نماز کی حالت میں کبھی قرأت سن کر اور کبھی سری نماز میں بھی خواہ مخواہ "ہوں ہوں" کر کے چیخ مارتے ہیں پس اس طرح ہوں ہوں کرنا اور چیخ و پکار کرنا اگر جنت و دوزخ کے ذکر سے نہیں ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا' ایسے جاہلوں کو سختی کے ساتھ روکنا چاہئے وہ اپنی نماز بھی فاسد کرتے ہیں اور دوسرے نمازیوں کی نماز میں بھی خلل ڈالتے ہیں۔

(شامی ص ۵۷۹ ج ۱)

☆ کسی امام نے جہری نماز میں سورہ عصر پڑھی اور اس طرح پڑھی کہ والعصر کے او پر وقف کیا اور سننے والے نے والعص سنا۔ اسی طرح لفی خسر پر وقف کیا تو لفی خس سنا تو ایسی صورت میں سننے والے کا اعتبار نہیں بلکہ پڑھنے والے کا اعتبار ہے۔ اگر اس نے صحیح قرأت کی ہے تو نماز درست ہے۔ (عالمگیری زلۃ القاری)

☆ امام نے سورۃ والعصر پڑھی اور الا الذین امنوا وعملوا الصلحت پڑھ کر والتین میں پہنچ گیا یعنی اجر غیر ممنون پڑھنے لگا اور آخر تک پڑھ ڈالا تو نماز ہوگئی سجدۂ

سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ (درمختار برحاشیہ شامی ص۵۹۲ ج۱)

فائدہ: بعض جگہوں پر دیکھا گیا ہے کہ نماز میں امام سورہ الرحمٰن پڑھتا ہے تو جب فبای الاء ربکما تکذبان پڑھ کر خاموش ہوتا ہے تو مقتدی حضرات بلند آواز سے لا بشیء من نعمك ربنا نكذب فلك الحمد پڑھتے ہیں اور جس وقت سبح اسم ربك پڑھتا ہے تو مقتدی سبحان ربی الاعلی پڑھتے ہیں اور سورۂ والتین کے آخر میں مقتدی وانالك من الشاهدين پڑھتے ہیں اس طرح امام کا قرأت کے بعد رکنا اور مقتدیوں سے جوابات سننے کے بعد پھر قرأت کرنا جائز نہیں ہے اس میں غیر قرآن کے ساتھ مشغول ہونا اور امام کا مقتدی کے تابع ہونا لازم آتا ہے اس سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ ائمہ اربعہ میں صرف حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جائز فرماتے ہیں البتہ فقہاء کرام نے یہ لکھا ہے کہ اگر تنہا اپنی نفل نماز میں پڑھے تو گنجائش ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ والفقهاء اعلم بمعانی الحديث۔ فقہاء حدیث کے مطلب سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ (کبیری ص۴۴۵)

☆ امام نے پہلی رکعت میں ارایت الذی پڑھی اور دوسری رکعت میں قل یایها الکافرون پڑھی یعنی درمیان میں انا اعطیناك سورہ چھوڑ دی تو یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں ہے۔ (شامی ص۴۲۵ ج۱)

☆ کسی اپنے خاص آدمی کے شامل ہونے کی وجہ سے قرأت لمبی کی یا رکوع لمبا کیا تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں البتہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر عام لوگوں کے شامل ہونے کیلئے ایسا کیا تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار حاشیہ شامی ص۴۶۲ ج۱)

☆ اگر کسی نے قرأت میں ایسی غلطی کی جس کے سبب معنی بدل جائیں مثلاً الحمدلله رب العالمين کی جگہ الحمد وليلا هي پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(شامی ص۴۴۴ ج۱)

☆ اگر کسی نے نماز میں اولئك هم العادون کی جگہ العادّون یعنی دال کی تشدید کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ اگر کسی نے نماز میں قواما کی قاف کو مکسور پڑھ دیا، نعبد کی جگہ نعبد باء کا زبر پڑھا۔ قتلوا تقتیلا میں تاء کی تشدید چھوڑ دی۔ قل اعوذ برب الناس میں باء کی تشدید چھوڑ دی۔ ان النفس لا مارة میں میم کی تشدید چھوڑ دی۔ ایاك کی تشدید چھوڑ دی۔ افعیینا کی جگہ افعیینا یاء کی تشدید کے ساتھ پڑھنا۔ اهدنا الصراط یعنی صراط کی لام کو ص میں ادغام نہ کیا تو ان سب صورتوں میں متقدمین علماء کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے مگر متاخرین کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (شامی ص۴۴۳ ج۱)

☆ اگر کسی نے یدع الیتیم کی جگہ یدع الیتیم پڑھ دیا یعنی عین کی تشدید چھوڑ دی تو نماز درست ہے اور اگر یدع الیتیم یعنی دال کے جزم کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (کبیری ص۴۵۳)

☆ کسی نے اللّٰہ الصمد کو سین سے پڑھ دیا تو نماز درست ہے۔ سورۂ نور میں سورة انزلنا ها کی جگہ صورة صاد کے ساتھ پڑھ دیا تو نماز درست ہے۔ سوط عذاب کی جگہ صوط عذاب یعنی صاء کے ساتھ پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ قسوة کی جگہ قصوة یعنی صاء کے ساتھ پڑھ دیا جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (کبیری ص۴۵۵)

☆ کسی نے الاما اضطر رتم کی جگہ مازطررتم زاء کے ساتھ یا ما اظطررتم ظاء کے ساتھ پڑھ دیا تو نماز نہ ہوگی اور اگر ما اضتررتم تاء کے ساتھ پڑھا تو نماز صحیح ہے اور اگر الامن خطف الخطفة میں طاء کی جگہ تاء پڑھ دی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(کبیری ص۴۵۶)

☆ اگر کسی نے صراط کی جگہ صرات پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اظلم واطغٰی کی جگہ اتغٰی تاء کے ساتھ پڑھ دیا تو نماز درست ہے۔ (کبیری ص۴۵۶)

☆ اگر کسی شخص نے کوئی لفظ مکرر پڑھ دیا اور اس سے معنی میں تغیر ہو گیا جیسے رب العلمین۔ اور مالك مالك يوم الدين تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی ص۴۲۵ ج۱)

قرأت میں غلطی کا قاعدہ کلیہ

قرأت میں غلطی واقع ہونے کے سلسلہ میں فقہاء نے یہ قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ وہ غلطی

جس سے معنی میں ایسا تغیر ہو گیا ہو کہ اس کے اعتقاد سے کفر لازم آتا ہو تو نماز ہر جگہ فاسد ہو جائے گی خواہ تین آیت سے پہلے ایسی غلطی ہوئی ہو یا تین آیت کے بعد اور وہ غلطی جس سے حرف کی ہیئت میں فرق آ گیا ہو مثلاً زبر، زیر، پیش بدل جائے یا تشدید، تخفیف یا مد و قصر میں فرق ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہو گی، البتہ اگر بہت تغیر ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اسی طرح کسی حرف میں تغیر ہو جائے جس کے سبب مراد سے بہت دور معنی بن جائے جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں، خواہ تغیر ایک حرف میں ہو یا زیادہ میں۔

اسی طرح ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا اور معنی بدل گیا پس اگر ان دونوں حرفوں میں کسی مشقت کے بغیر فرق کر سکتا تھا۔ اگر نہیں کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا دشوار رہا جیسے سین اور صاد میں اور ظاء اور ضاء میں اور طاء اور تاء میں۔ پس اگر کسی نے قصداً ایسا پڑھا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور بلا قصد اس طرح زبان سے نکل گیا یا ایسا ناواقف اور جاہل ہے کہ ان دونوں میں فرق کو نہیں جانتا تو نماز ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے کوئی لفظ زیادہ کر کے پڑھ دیا اور معنی متغیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، خواہ وہ زائد لفظ قرآن شریف میں کسی جگہ آیا ہو یا نہ آیا ہو اور اگر اس لفظ کے زیادہ کرنے سے معنی میں تغیر نہیں ہوا لیکن قرآن شریف میں کہیں وہ لفظ موجود ہے تو نماز بالاتفاق درست ہے اور اگر وہ لفظ قرآن میں کسی جگہ نہیں آیا ہے تو اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو جاتی ہے اور دوسرے ائمہ کرام کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی۔

بہرحال مذکورہ بالا صورتوں میں علماء متاخرین اکثر جگہ گنجائش پیدا کرتے اور آسانی کا لحاظ کرتے ہیں اور نماز کے درست ہونے کا حکم دیتے ہیں اور متقدمین حضرات نماز کے اعادہ کرنے کو کہتے ہیں اور نماز جیسی اہم عبادت میں احتیاط کا لحاظ کرتے ہیں۔ لہٰذا نماز پڑھنے والوں کو ان مسائل میں احتیاط سے کام لینا بہتر ہے اور ضرورت کے وقت اپنے مقامی علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ (شامی، ص ۴۴۴، ج ۱)

قرآنی الفاظ کم کرنا

☆ اگر پڑھتے پڑھتے کسی نے درمیان قرأت سے کوئی کلمہ کم کر دیا۔ پس اگر اس کمی سے معنی میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا تو نماز درست ہے جیسے کسی نے یوں پڑھ دیا۔ جزاء سیئۃ مثلھا یعنی ایک سیئۃ کم کر دیا اور اگر معنی میں تغیر پیدا ہو جائے تو اکثر علماء کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور یہی راجح قول ہے۔ (کبیری، ص ۴۵۲)

☆ بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری پوری سورۃ پڑھے۔ اگر ایک رکعت میں کسی سورۃ کا کچھ حصہ اور دوسری رکعت میں کسی دوسری سورۃ کا کچھ حصہ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے لیکن بلا ضرورت افضل نہیں ہے۔ (عالمگیری، ص ۴۰، ج ۱)

☆ اگر کسی نے سورۂ فاتحہ کے بعد ایک چھوٹی آیت یا دو چھوٹی آیتیں پڑھیں تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ (کبیری، ص ۲۷۵)

☆ بعض لوگ نماز میں اس طرح قرأت کرتے ہیں کہ چپ چاپ اپنے دونوں ہونٹ بند کیے رہتے ہیں اور دل میں سوچتے اور تصور کرتے ہیں اس طرح پڑھنے سے قرأت کا رکن ادا نہیں ہوتا ہے، قرأت کا رکن ادا ہونے کے لیے کم از کم درجہ یہ ہے کہ حروف صحیح طور پر نکلیں اور اس کے پاس والا یا وہ خود اپنی قرأت سن سکے۔

(صغیری مجتبائی، ص ۱۵۰)

☆ چھوٹی تین آیتوں کی مقدار فقہاء کرام نے حسب ذیل آیتوں کے برابر بتائی ہے اور یہی مقدار ایک لمبی آیت کی قرار دی گئی ہے۔ وہ چھوٹی تین آیتیں یہ ہیں۔ ثم نظر۔ ثم عبس وبسر۔ ثم ادبر واستکبر۔ (صغیری، ص ۱۵۰)

رکوع اور سجدہ میں سہو کے مسائل

☆ کوئی شخص سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے کی بجائے بھول کر سجدہ میں چلا گیا اور دوسری رکعت سے پہلے یاد آیا تو اس کو چاہئے کہ اسی وقت اٹھ کر رکوع کرے اور پھر دوبارہ سجدہ کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر دوسری رکعت سے پہلے یاد نہیں آیا تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع تصور کیا جائے گا اور یہ دوسری رکعت بھی پہلی رکعت سمجھی جائے گی اور اس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

(عالمگیری'ص ۶۷'ج ۱)

☆ کسی شخص نے پہلی رکعت میں صرف ایک سجدہ کیا اور اسے دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں نے پہلی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا ہے۔ پس یاد آتے ہی سجدہ کرلے اور باقی ماندہ رکعت پوری کر کے آخر میں سجدۂ سہو کرلے۔ (عالمگیری'ص ۶۶'ج ۱)

☆ اگر کسی نے رکوع میں سجدہ کی تسبیح یا سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ البتہ مکروہ تنزیہی ہے یاد آ جائے تو پھر رکوع یا سجدہ کی تسبیح کہہ لے تاکہ سنت کے مطابق ہو جائے۔ (درمختار برحاشیۂ شامی ص ۴۶۱'ج ۱)

☆ کسی شخص کو نماز میں یہ شک ہوا کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو' پس ایسی صورت میں اگر کسی طرف ظن غالب نہیں ہے تو ایک سجدہ اور کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

(درمختار'ص ۱۰۳'ج ۱)

☆ امام کے پیچھے اگر کسی کا رکوع یا سجدہ چھوٹ گیا تو اسے چاہئے کہ جس وقت یاد آئے فوراً رکوع یا سجدہ کر کے امام کے ساتھ ہو جائے اور اگر اس وقت نہیں کیا تو امام کے

سلام پھیرنے کے بعد رکوع یا سجدہ کر کے پھر سجدۂ سہو کرے' اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار نہ کی تو اس کی نماز نہ ہوگی اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

(عالمگیری'ص ۶۶'ج)

☆ اگر کسی نے نماز میں کسی رکن کو مقدم یا مؤخر کر دیا مثلاً پہلے سجدہ کرلیا بعد میں رکوع کرلیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (عالمگیری'ص ۶۶'ج ۱)

☆ اگر کسی شخص نے نماز میں کسی رکن کو مکرر ادا کرلیا مثلاً دو رکوع کرلئے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (عالمگیری'ص ۶۶'ج ۱)

☆ اگر بھولے سے امام تیسرے سجدے میں چلا گیا تو مقتدی اس کا اتباع نہ کریں البتہ امام پر سجدۂ سہو واجب ہوگا اور سجدۂ سہو میں مقتدی اتباع کریں گے۔ (شامی'ص ۴۳۹'ج ۱)

☆ اگر کسی شخص کے ذمہ سجدۂ سہو واجب تھا اور بھول کر ادا نہیں کر سکا تو وہ نماز ناقص ہوگی اس کا اعادہ کرنا ضروری ہے لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ دوبارہ لوٹانے کی صورت میں وہ نماز نفل ہوگی۔ فرض اس کا پہلے ہی ادا ہو گیا گو کہ ناقص ادا ہوا' یہ دوبارہ نماز صرف تکمیل ثواب کے واسطے ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ اگر دوبارہ ادا کی گئی اور اس حالت میں کسی نے فرض کی نیت سے امام کی اقتداء کی تو اس کا فرض ادا نہ ہوگا اس کو دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔ (درمختار برحاشیۂ شامی ص ۴۴۴'ج ۱)

☆ اگر نماز میں کوئی سہو ہو جائے اور مسئلہ سمجھ میں نہ آئے کہ اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں' پس ایسی صورت میں سجدۂ سہو نہ کرنا چاہئے۔ (مستفاد از شامی'ص ۴۲۶'ج ۱)

☆ اگر کسی شخص کو نماز میں کسی واجب کے چھوٹ جانے کا شک ہو گیا تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں البتہ اگر ظن غالب ہو تو پھر آخر نماز میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

(درمختار برحاشیہ شامی'ص ۳۹۴'ج ۱)

☆ اگر کسی پر سجدۂ سہو واجب تھا لیکن قعدۂ اخیرہ میں اس کو سجدۂ سہو کے بارے میں شک ہو گیا کہ میں نے سجدۂ سہو کیا یا نہیں تو ایسی صورت میں غلبہ ظن پر عمل کرلے اور اگر کسی جانب رجحان نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو کرے۔ (شامی'ص ۵۲۹'ج ۱)

☆ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مقتدی امام سے سجدۂ سہو کراتا ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب امام پہلا سلام پھیرتا ہے تو مقتدی تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا جاتا ہے پھر امام اور تمام لوگ بظاہر اس کی اتباع میں سجدۂ سہو کرتے ہیں پس اگر ایسی صورت پیش آ گئی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (کیونکہ یہ سب کچھ حقیقتاً نہیں بلکہ ظاہراً ہے)

☆ اگر کسی نے سجدۂ سہو کرتے وقت داہنی طرف سلام نہیں پھیرا یا سامنے ہی سلام کہہ کر سجدہ سہو کرلیا۔ جب بھی نماز درست ہے۔ (شامی ص ۵۴۶ ج ۱)

☆ اگر کسی نے بھول کر پہلے بائیں طرف سلام پھیرلیا اس کے بعد سجدۂ سہو کیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری ص ۶۵ ج ۱)

☆ فجر کی نماز میں کسی کے ذمہ سجدۂ سہو واجب ہوا لیکن وقت اس قدر تنگ ہے کہ اگر سجدۂ سہو کرکے نماز پوری کرے گا تو نماز کا سلام پھیرنے سے پہلے سورج کے نکل آنے کا قوی اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو نہ کرے۔ (عالمگیری ص ۶۵ ج ۱)

☆ اگر کسی پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا مگر اسے خوامخواہ سجدۂ سہو کے واجب ہونے کا شک ہوگیا۔ پس محض شک کی وجہ سے اس نے سجدۂ سہو کرلیا تو فتویٰ اس قول پر ہے کہ اس کی نماز درست ہے۔ (شامی ص ۵۶۰ ج ۱)

☆ اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہوا اور اسے سجدۂ سہو کرنا یاد نہ رہا تو مقتدیوں پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ کسی شخص کے ذمہ سجدۂ سہو واجب تھا اس نے بھول کر آخری سلام پھیر دیا پھر قہقہہ لگایا تو اس سے سجدۂ سہو ساقط ہوجائے گا اور اس کی نماز پوری سمجھی جائے گی۔

(عالمگیری ص ۶۷ ج ۱)

☆ کسی سے ایک ہی نماز میں متعدد ایسی غلطیاں ہوئیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو اس صورت میں صرف ایک مرتبہ سجدۂ سہو کرلینا سب کی تلافی کے لئے کافی ہے۔

☆ اگر کسی کو سجدۂ سہو کی حالت میں سہو ہوگیا اور سجدہ کی حالت میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا تو اس پر دوبارہ سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (مبسوط ص ۲۲۴ ج ۱)

ایک علمی نکتہ

ایک مرتبہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا (یہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی تھے اور علم نحو کے بہت بڑے امام تھے اور اسی فن نحو کی خدمت میں لگے رہتے تھے) کہ علم فقہ اس قدر اہم علم ہے اور آپ اس کا مشغلہ نہیں رکھتے۔ حضرت امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا جو شخص علم نحو کو مضبوط کرلے گا تو وہ اس کو تمام علوم کی طرف رہنمائی کرے گا۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا میں تم سے فقہ کا ایک مسئلہ پوچھتا ہوں تم اپنے نحو کے زور سے بتاؤ۔ حضرت امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پوچھئے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مسئلہ پوچھا کہ جس شخص کو سجدۂ سہو کی حالت میں سہو ہوگیا اور تھوڑی دیر تک سوچتا رہا اس کی بابت آپ کیا فرماتے ہیں۔ امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اس شخص پر سجدۂ سہو دوبارہ واجب نہیں ہوگا۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا آپ نے نحو کے کس قاعدہ سے یہ مسئلہ نکالا۔ حضرت امام کسائی نے فرمایا۔ میں نے اس قاعدہ سے نکالا کہ اسم مصغر کی دوبارہ تصغیر نہیں لائی جاتی ہے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کی اس ذہانت سے دنگ رہ گئے۔ (مبسوط ص ۲۲۴ ج ۱)

☆ مسافر نے دو رکعت فرض کی نیت باندھی اس میں سہو ہوگیا اور سجدۂ سہو بھی کرلیا اس کے بعد اس نے اقامت کی نیت کرلی تو اسے چار رکعت نماز پڑھنی ضروری ہوگی اور آخر میں سجدۂ سہو دوبارہ واجب ہوگا۔ (عالمگیری ص ۶۷ ج ۱)

☆ امام عشاء کی نماز میں بھول کر تین رکعت پر بیٹھ گیا پھر اسے خیال آیا کہ تین ہی رکعتیں ہوئی ہیں لہٰذا التحیات کو پورا کرکے سہو کرلیا اور پھر تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا تو نماز صحیح نہ ہوگی رکعت کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہوتی۔ سجدۂ سہو تو واجب کے ترک کرنے پر یا اس کے مقدم و مؤخر کرنے کے موقع پر ہے۔ (درمختار برحاشیہ شامی ص ۶۹۳ ج ۱)

☆ نماز میں جب سجدہ کی آیت پڑھے تو اسی وقت سجدۂ تلاوت کرنا چاہیے اور اگر مؤخر کردیا اور نماز کے سجدوں کے ساتھ کیا تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ (شامی ص ۷۲۱ ج ۱)

☆ دوسری یا چوتھی رکعت کیلئے اٹھتے وقت سجدہ کرکے ذرا سی دیر بیٹھ کر جو اٹھتے ہیں

جس کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (شامی ص۴۳۸ ج۱)

☆ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تراویح میں سجدۂ سہو نہیں ہوتا۔ یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ تراویح میں بھی اگر کوئی ایسی غلطی ہو جائے جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ (درمختار برحاشیہ شامی ص۵۰۷ ج۱)

☆ ہاں اگر تراویح کی نماز میں سجدہ کی آیت رکوع کے ختم پر آئے یا سورہ کے ختم پر آئے تو اس کے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ فوراً سجدہ کرے پھر اٹھ کر آگے سے چند آیتیں پڑھ کر پھر رکوع کرے اور دوسری صورت یہ ہے کہ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لے۔ اس سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے مگر فوراً رکوع ہونا چاہئے۔ یہ دوسری صورت مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے صرف امام کا سجدہ ادا ہو گا اور مقتدیوں کا سجدہ تلاوت رہ جائے گا کیونکہ امام کی نیت کے ساتھ ساتھ مقتدیوں کی نیت بھی ضروری ہے اور اس صورت میں امام کی نیت کا حال مقتدیوں کو معلوم نہ ہو سکے گا۔ (شامی ص۷۲۳ ج۱)

☆ اگر کسی کو صلوٰۃ التسبیح میں سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کے سجدوں میں صلوٰۃ التسبیح کی تسبیح یعنی سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر نہ پڑھے بلکہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے۔ (شامی ص۶۳۳ ج۱)

☆ اگر صلوٰۃ التسبیح پڑھتے وقت رکوع میں سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ کی تسبیح پڑھنا بھول گیا اور سجدہ میں دوگنا پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی رکن میں دس مرتبہ کی بجائے پندرہ مرتبہ یہ تسبیحات پڑھیں جب بھی سجدۂ سہو واجب نہ ہو گا۔

☆ اگر کوئی شخص رکوع سے اٹھ کر قومہ کی حالت میں اطمینان کے ساتھ کھڑا نہیں ہوا یا سجدہ سے اٹھ کر جلسہ کی حالت میں اطمینان سے نہیں بیٹھا۔ پس اگر بھول کر ایسا کیا ہے تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور اگر قصداً ایسا کیا ہے یا اس طرح کرنے کی عادت بنالی ہے تو ایسی نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ سجدۂ سہو سے تلافی نہ ہو گی۔ (شامی ص۴۲۵ ج۱)

یاد رہے! حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سورۂ حج کا آخری سجدہ واجب ہے اگر کوئی حنفی مقتدی شافعی المذہب امام کے پیچھے نماز پڑھے تو حنفی مقتدی کو بھی چاہئے کہ اپنے

امام کی اتباع میں سورۂ حج کا آخری سجدہ کرے۔ (شامی ص۷۱۷ ج۱)

☆ کسی شخص نے ایک رکعت میں آیت سجدہ پڑھی مگر اس میں سجدہ کرنا بھول گیا۔ دوسری رکعت میں یا تیسری رکعت میں جب یاد آئے سجدہ تلاوت کر لے اور پھر آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (عالمگیری باب سجدۃ التلاوۃ)

☆ نماز میں اگر کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے اور اگر تین آیتوں سے کم پڑھ کر سجدہ تلاوت کر لیا ہے تو پھر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

(درمختار برحاشیہ شامی ص۷۲۱)

☆ کسی نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور فوراً سجدہ تلاوت بھی کر لیا۔ سجدہ سے اٹھنے کے بعد پھر وہی آیت سجدہ دہرائی تو اسے دوبارہ سجدۂ تلاوت کرنا چاہیے۔

(عالمگیری باب سجود التلاوۃ)

☆ اگر کسی نے رکوع یا سجدہ میں التحیات پڑھ دی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔

(طحطاوی ص۲۵۰)

رکعات کی تعداد میں سہو کے مسائل

☆ پہلی یا تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھ گیا پھر دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا۔ پس اگر ایک رکن کی مقدار سے کم بیٹھا ہے تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر ایک رکن کی مقدار بیٹھا رہا تو آخر میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ یاد رہے کہ ایک رکن کی مقدار فقہاء نے تین مرتبہ **سبحان اللہ** کہنے کے برابر بتائی ہے۔ (عالمگیری ص ۶۵ ج ۱)

☆ اگر کسی نے بھول کر فجر کی نماز دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھ لی یا عصر کی نماز چار رکعت کی بجائے چھ رکعت پڑھ لی۔ پس اگر قعدۂ اخیرہ کر کے زائد رکعتیں پڑھی ہیں تو اس کا فرض ادا ہوگیا اور دو رکعت زائد نفل ہو جائیں گے البتہ آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ (شامی ص ۷۰۰ ج ۱)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک اسی طرح عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے لہٰذا یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر فجر کی دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھ لی یا عصر کی چار رکعت کی بجائے چھ رکعت پڑھ لی اور سجدہ کر لینے کے بعد اس کا فرض صحیح ہوگیا اور زائد رکعتیں نفل ہوگئیں تو چونکہ فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے اس لئے مسئلہ مذکورہ میں کراہت کا ارتکاب لازم آتا ہے تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کے بعد نفل پڑھنا اس وقت مکروہ ہے جبکہ ایسا قصداً کرے اور اگر بھول کر یا کسی مجبوری سے پڑھ لی تو مکروہ نہیں ہے۔ (شامی ص ۷۰۰ ج ۱)

☆ اگر رکعت کے شمار میں سہو ہو جائے تو غالب گمان پر عمل کر کے اسی پر بنا

کرے۔ یہ حکم اس شخص کیلئے ہے جس کو بکثرت شک ہوتا رہتا ہے اور اگر کسی کو ایسی عادت نہیں ہے بلکہ اتفاقاً کبھی شک ہو جائے تو وہ از سر نو نماز پڑھے۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۷۰۵ ج ۱)

☆ کسی امام نے چار رکعت والی نماز بھول کر تین رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا اس کے بعد مقتدیوں میں تذکرہ ہوا تو اللہ اکبر کہہ کر امام چوتھی رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا اور آخر میں سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کی پس اگر امام نے کوئی بات چیت نہیں کی تھی تو اس کی نماز اور نہ بولنے والے مقتدیوں کی نماز درست ہوگئی لیکن جن مقتدیوں نے بات چیت کر لی ہے ان کی نماز نہیں ہوگی انہیں از سر نو دوبارہ نماز پڑھنی ہوگی۔ (شامی ص ۶۹۱ ج ۱)

☆ امام اگر چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ کر بھولے سے پانچویں کیلئے کھڑا ہوگیا تو ایسی صورت میں مقتدیوں کو اختیار ہے جی چاہے تو امام کی اقتداء میں کھڑے ہو جائیں اور جی چاہے تو بیٹھے رہیں لیکن مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (کبیری ص ۴۴۱)

صورت مذکورہ میں پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے اگر یاد آجائے تو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کو چاہئے کہ وہ چھٹی رکعت بھی ملا لے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اس کے چار فرض صحیح ہوگئے اور آخری دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ (عالمگیری ص ۶۷ ج ۱)

☆ آخری قعدہ کر کے امام بھولے سے پانچویں یا چھٹی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور اس حالت میں کسی نے امام کی اقتداء کی تو چونکہ یہ دونوں رکعتیں امام کی نفل ہوں گی اس لئے اقتداء کرنے والے کی نماز فرض صحیح نہ ہوگی۔ (مستفاد از عالمگیری ص ۶۷ ج ۱)

☆ کسی مسافر نے دو رکعت یعنی قصر نماز پڑھنے کی بجائے بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں۔ پس اگر دوسری رکعت پر قعدہ کر کے اٹھا ہے تو اس کی فرض نماز درست ہے لیکن سجدۂ سہو واجب ہے اور آخری دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور اگر مسافر امام ہے اور مقتدی مقیم ہے تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی۔ (شامی ص ۷۰۱ ج ۱)

☆ اگر کسی نے اپنے یقین کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرا۔ سلام کے بعد ایک دو آدمیوں نے کہا کہ آپ نے تین ہی رکعت پر سلام پھیرا ہے تو ایسی صورت میں

وہ اپنے یقین کے مطابق عمل کرتے اس کی نماز صحیح ہے۔ دوسروں کا قول معتبر نہ ہوگا۔

(درمختار برحاشیہ شامی ص ۷۰۷ ج ۱)

☆ کسی نے دو رکعت نفل کی نیت کی اور اس میں اس سے سہو ہوگیا اور سجدۂ سہو بھی کر لیا اس کے بعد چار رکعت پڑھنے کا ارادہ کرلیا تو اس کی چاروں رکعات نوافل ہو جائیں گی۔ لیکن آخر میں دوبارہ سجدۂ سہو کرنا ہوگا لیکن اس کے لئے بہتر یہ تھا کہ وہ علیحدہ سے دو رکعت پڑھتا اور اس پر بنا نہ کرتا۔ (عالمگیری ص ۶۷ ج ۱)

☆ اگر کسی کو وتر کی نماز میں شک ہوگیا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری پس ایسی صورت میں وہ رکعت پوری کرے اور اس میں دعائے قنوت بھی پڑھے اور آخر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ کسی امام نے دو رکعت نماز پڑھائی اور دوسرے سجدہ میں سے اٹھتے ہوئے اسے شک ہوگیا کہ ایک رکعت ہوئی یا دو پس وہ کنکھیوں سے مقتدیوں کی طرف دیکھنے لگا کہ اگر وہ اٹھیں تو میں بھی اٹھوں اور اگر وہ بیٹھ جائیں تو میں بھی بیٹھ جاؤں۔ غرض لقمہ دیئے جانے کی صورت پیدا کی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس پر سجدۂ سہو بھی واجب نہ ہوگا۔

(عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ اگر کسی نے ظہر سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ کی نیت باندھی اور اس اثناء میں ظہر کی نماز باجماعت شروع ہوگئی اور اس نے دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر دیا تو اسے فرضوں کے بعد پوری چار رکعت پڑھنی ہوگی اور پہلی والی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔

(درمختار برحاشیہ شامی ص ۶۳۰ ج ۱)

☆ اگر امام تراویح کی نماز میں دو رکعت پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا اور چار رکعتیں پوری کرلیں تو آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے لیکن تراویح کی نماز صرف دو رکعت ہوں گی۔ پہلی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ (شامی ص ۴۷۴ ج ۱)

☆ کسی نے دو رکعت تراویح کی نیت کی اور بھول کر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا بلکہ تیسری رکعت پر بیٹھ تو وہ نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ (عالمگیری باب النوافل)

☆ ایک شخص کہیں سفر میں گیا اور اپنے آپ کو مسافر خیال کیا اور چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھتا رہا بعد میں اسے معلوم ہوا کہ اس کا سفر ۴۸ میل سے کم مسافت کا تھا تو اس کو سب نمازیں مع وتر کے قضا پڑھنی ہوں گی۔

☆ اگر کسی شخص نے چار رکعت پر قعدۂ اخیرہ کیا اور پھر بھول کر پانچویں کے لئے کھڑا ہوگیا اور رکوع وسجدہ بھی کرلیا اور آخر میں سجدۂ سہو بھی کرلیا تو اس کی چار رکعت نماز درست ہو گئی اور پانچویں رکعت لغو اور بیکار سمجھی جائے گی اور اگر چوتھی رکعت پر نہیں بیٹھا اور پانچ رکعتیں پڑھ لیں تو اس کا فرض نفل میں بدل جائے گا اور فرض دوبارہ پڑھنے ہوں گے۔

قعدہ اور التحیات میں سہو کے مسائل

☆ فرض یا واجب یا سنن مؤکدہ نماز میں قعدۂ اولیٰ میں بھول کر اگر التحیات کے بعد درود شریف پورا پڑھ لیا یا اللھم صلی علی محمد تک پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (شامی ص ۴۷۸ ج ۱)

☆ نماز میں کوئی واجب ترک ہوا جس کی وجہ سے اس نے سجدۂ سہو کیا۔ سجدۂ سہو کرنے کے بعد تشہد پڑھنے کی بجائے سورۂ فاتحہ پڑھ ڈالی تو اس پر دوبارہ سجدۂ سہو واجب نہیں۔ سورۂ فاتحہ کے بعد پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر نماز پوری کرے اس کی نماز صحیح اور درست ہے۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ اگر کسی نے قعدہ التحیات پڑھنے کی بجائے سورۂ فاتحہ یا کوئی اور سورۃ پڑھ ڈالی تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر پہلے قرأت کی اور اس کے بعد التحیات پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر پہلے التحیات پڑھی اس کے بعد قرأت کی تو سجدۂ سہو پہلے قعدہ میں واجب ہوگا اور قعدۂ اخیرہ میں واجب نہیں۔ (طحطاوی ص ۲۵۰)

☆ اگر کسی نے قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھی اور اس کا کچھ حصہ چھوٹ گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ خواہ فرض نماز ہو خواہ نفل۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ اگر کوئی شخص چار رکعت والی فرض نماز یا سنت مؤکدہ نماز میں قعدۂ اولیٰ یعنی دو

رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۱۰۷، ج ۱)

☆ سنن غیر مؤکدہ یا نفل نمازوں میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا اور چار رکعتیں پڑھ لیں تو قاعدہ کے مطابق (یعنی نفل کی دو رکعت مستقل نماز ہوتی ہے) نماز فاسد ہو جائے گی لیکن فقہاء نے بطور استحسان ان چاروں رکعتوں کو ایک نماز کے حکم میں شمار کرتے ہوئے جائز اور صحیح بتایا ہے البتہ قاعدہ اولیٰ نہ کرنے پر سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔ (مراقی الفلاح، ص ۲۲۸)

☆ چار رکعت نفل کی نیت باندھی اس کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف بھی پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں بلکہ چار رکعت والی نفل نمازوں میں دو رکعت پر تشہد کے بعد درود پڑھ کر ہی اٹھنا چاہئے، یہی مستحب ہے۔ (درمختار ص ۹۵، ج ۱)

☆ قعدہ اولیٰ میں اگر کسی نے دو مرتبہ التحیات پڑھ لی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

(عالمگیری ص ۶۶، ج ۱)

☆ اگر کسی نے قعدۂ اخیرہ میں دو مرتبہ التحیات پڑھ لی تو سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں۔

(عالمگیری ص ۶۶، ج ۱)

☆ قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کچھ دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پس اگر اس کی خاموشی ایک رکن کی مقدار ہوگئی ہے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک رکن سے کم خاموشی رہی تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (عالمگیری ص ۶۶، ج ۱)

☆ اگر کسی نے قعدہ اولیٰ میں بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا اس کے بعد فوراً یاد آیا پس اگر کوئی بات چیت نہیں کی ہے تو تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے پھر اپنی نماز پوری کر کے آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (شامی ص ۶۹۴، ج ۱)

☆ اگر کسی نے قعدہ اولیٰ بھول کر ترک کر دیا اور اسے قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیرنے سے قبل یاد آیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اسی وقت سجدۂ سہو کرے۔

(درمختار بر حاشیہ شامی ص ۲۲۴، ج ۱)

☆ اگر امام کے پیچھے کسی نے التحیات نہیں پڑھی تو اس کا اعادہ کرنا ضروری نہیں اور نہ مقتدی پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (شامی ص ۶۹۵، ج ۱)

☆ امام بھولے سے قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا، پیچھے سے کسی نے لقمہ دیا تو بیٹھ گیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور صحیح قول کے مطابق اس کی نماز صحیح ہے لیکن امام نے برا کیا، کھڑے ہو جانے کے بعد اسے لوٹنا نہ چاہئے تھا بلکہ اسے چاہئے کہ سبحان اللہ کہہ دے تاکہ مقتدی بھی اٹھ جائیں۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۶۹۷، ج ۱، مبسوط ص ۲۲۴، ج ۱)

☆ اگر دو رکعت پڑھ کر قعدہ اولیٰ نہیں کیا اور بھول کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا پس اگر اس قدر کھڑا ہو گیا کہ گھٹنے زمین سے علیحدہ نہیں ہوئے یا گھٹنے زمین سے علیحدہ ہو گئے لیکن ابھی سیدھا کھڑا نہیں ہوا ہے بلکہ کھڑا ہونے اور بیٹھنے کی درمیانی حالت میں ہے اور اس وقت یاد آ گیا تو اسے بیٹھ جانا چاہئے اور سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا یا سیدھا کھڑا ہونے کے قریب ہو گیا تو پھر نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

(شامی ص ۶۹۷، ج ۱)

☆ تراویح کی نماز میں اگر امام دو رکعت پر قعدہ کرنے کی بجائے تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آ جائے تو لوٹ آئے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (شامی ص ۶۹۶، ج ۱)

☆ اگر کسی نے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف مکمل دو مرتبہ پڑھ لیا یا نصف درود شریف یعنی اللهم بارك على محمد سے لے کر حميد مجيد تک دوبارہ پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (شامی ص ۶۹۳، ج ۱)

☆ اگر کسی نے نصف درود شریف پڑھ کر بھولے سے دعاء ماثورہ شروع کر دی پھر خیال آیا تو اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ دعا چھوڑ کر پہلے درود شریف پورا پڑھے اس کے بعد دعا پڑھے اور اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۴۴۵، ج ۱)

☆ کوئی شخص التحیات پڑھ کر نماز میں ہی سو گیا کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو اسے چاہئے کہ سجدہ سہو کر لے۔ اس کی نماز ہو جائے گی۔ (درمختار ص ۷۱، ج ۱)

☆ اگر کوئی شخص التحیات پڑھنا بھول گیا اور درود اور دعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دیا اور سلام پھیرتے وقت یاد آیا تو تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام

پھیرے۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ کوئی شخص آخری رکعت میں یعنی قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھ کے کھڑا ہوا پھر فوراً بیٹھ گیا یا کچھ پڑھ کر بیٹھا دونوں صورتوں میں بیٹھ کر پہلے التحیات پڑھے۔ پھر سجدۂ سہو کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ (درمختار برحاشیہ شامی ص ۷۰۰ ج ۱)

☆ اگر کسی نے بھول کر قعدہ اخیرہ نہیں کیا اور پانچویں رکعت یا تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور پانچویں یا تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا جب یاد آیا تو اس کا یہ فرض نفل کی شکل میں بدل جائے گا۔ لہٰذا اسے چاہئے کہ ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعت پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو نہ کرے۔ یہ چھ رکعتیں نفل ہوں گی۔ فرض از سر نو پڑھنا ہوں گے اور اگر پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہوا پھر قعدہ اخیرہ کیلئے لوٹ آیا تو اس صورت میں اس کا فرض درست ہے اور سجدہ واجب ہوگا۔ (درمختار برحاشیہ شامی ص ۲۹۸ ج ۱ عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ کسی کے ذمہ سجدۂ سہو واجب تھا اسے التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرنا یاد نہ رہا۔ یہاں تک کہ درود شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو یاد آتے ہی اسی وقت سجدۂ سہو کر لے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ اگر کوئی شخص مغرب کی نماز میں قعدۂ اخیرہ چھوڑ کر بھولے سے چوتھی رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو چوتھی رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے اگر یاد آ جائے تو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر لے اس کی نماز درست ہے اور اگر چوتھی رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد یاد آیا تو اس کی چاروں رکعتیں نفل ہوں گی۔ اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔

(عالمگیری ص ۶۷ ج ۱)

☆ کسی نے قعدہ اخیرہ میں التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ لینے کے بعد سلام نہیں پھیرا بلکہ کسی سوچ میں دیر تک خاموش رہا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

(شامی ص ۷۰۷)

☆ امام نے چوتھی رکعت پر قعدہ کیا اور بھول کر التحیات کے بعد کھڑا ہو گیا، پیچھے سے ایک مقتدی نے السلام علیکم کہہ کر لقمہ دیا تو اس کی نماز درست ہے، اگرچہ ایسے موقع پر زید کو

سبحان اللہ کہنا چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

☆ وتر کی نماز تین رکعات مثل مغرب کے ہے اس میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے لہٰذا اگر وتر کی نماز میں قعدہ اولیٰ ترک کر دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (شامی ص ۶۲۳ ج ۱)

☆ اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی کی التحیات ابھی تک ختم نہیں ہوئی تو مقتدی کو چاہئے کہ التحیات پوری کر کے سلام پھیرے اور اگر درود دعا ماثورہ رہ گئی ہو تو اس کے رہ جانے سے کوئی حرج نہیں۔ امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے اور اگر امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو جس کی التحیات رہ گئی ہو اس کا بھی التحیات پوری کر کے کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر التحیات پوری کیے بغیر امام کے ساتھ کھڑا ہو گیا جب بھی نماز ہو جائے گی۔ (شامی)

تکبیرات میں سہو کے مسائل

☆ ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے وقت یا سجدے سے اٹھتے وقت جو تکبیر (اللہ اکبر) کہی جاتی ہے ان تکبیروں میں سے کوئی تکبیر کہنا بھول گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ البتہ اگر عیدین کی نماز میں دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر چھوڑ دی تو سجدہ واجب ہوگا مگر چونکہ عیدین کی نماز میں مجمع زیادہ ہوتا ہے اس لئے راجح قول یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔ (عالمگیری ص ۶۵ ج ۱)

☆ کسی شخص نے تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز شروع کی اور قرأت بھی کر لی۔ اس کے بعد تکبیر تحریمہ کے بارے میں شک ہوا۔ لہٰذا اس نے دوبارہ تکبیر کہی اور قرأت کا بھی اعادہ کیا پھر خیال آیا کہ تکبیر تحریمہ شروع میں کہی تھی تو اس کے اوپر آخر میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

(مبسوط للسرخسی ص ۱۱۲ ج ۱)

اگر امام بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا پیچھے سے مقتدی نے لقمہ دیا یا خود ہی یاد آیا تو امام کو کھڑے ہوتے وقت پھر تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہونا چاہئے۔ (کبیری ص ۳۱۳)

یاد رہے!! اکثر و بیشتر اماموں کو دیکھا جاتا ہے۔ نماز پڑھاتے وقت تکبیرات انتقال حرکت انتقالیہ کے ساتھ ساتھ نہیں کہتے بلکہ کبھی تو منتقل ہونے کے بعد تکبیرات کہتے ہیں اور

کبھی دوسرے رکن تک پہنچنے سے پہلے ہی تکبیر ختم کر دیتے ہیں۔ مثلاً قیام کی حالت سے منتقل ہو کر رکوع میں جاتے ہیں تو بعض جھکنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہیں اور بعض اس قدر چھوٹا اللہ اکبر کہتے ہیں کہ رکوع میں پورے طور پر پہنچنے سے پہلے ہی اللہ اکبر کی آواز ختم ہو جاتی ہے اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت اور سجدے سے دوسری رکعت کیلئے اٹھتے وقت بھی کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ ان دونوں صورتوں میں تکبیر کی سنت کامل ادا نہیں ہوتی۔ کامل سنت اس وقت ادا ہوتی ہے جبکہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ تکبیر شروع کرے اور جونہی دوسرے رکن میں پہنچے تکبیر کی آواز بند ہو جائے اور بعض امام اللہ اکبر کو اس قدر لاتے ہیں کہ دوسرے رکن میں پہنچ جانے کے بعد بھی کچھ دیر تک ان کی تکبیر کی آواز آتی رہتی ہے۔ یہ مکروہ ہے۔ (کبیری ص ۳۱۳)

امام نے عید کی نماز میں دوسری رکعت میں بھول کر زائد تکبیریں چھوڑ دیں اور رکوع میں چلا گیا۔ پھر یاد آتے ہی رکوع سے اٹھ کر تکبیرات کہیں اور اس کے بعد پھر رکوع اور سجدہ کیا تو ایسی صورت میں صحیح یہ ہے کہ نماز درست ہو گئی اور اس پر سجدۂ سہو واجب نہ ہو گا کیونکہ عید کی نماز میں بہت بھیڑ ہوتی ہے اس لئے سہو ہونے سے بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا۔

(شامی ص ۷۸۱)

☆ وتر کی نماز میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں تکبیر کہنے کی بجائے رکوع میں چلا گیا۔ پھر یاد آیا تو لوٹ آیا اور تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھی تو بعد میں دوبارہ رکوع نہ کرے اور نماز پوری کرے اور اگر دعائے قنوت کیلئے نہیں لوٹا جب بھی نماز درست ہے اور دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ (درمختار برحاشیہ شامی ص ۶۲۷ ج ۱)

☆ عیدین کی زائد تکبیریں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک تکبیر چھوٹ گئی تو سجدۂ سہو واجب ہے لیکن متاخرین علماء کا فتویٰ اس پر ہے کہ عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو نہ کرے کیونکہ مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کی نماز میں خلل واقع ہو گا۔ (اس بارے میں ایک مفصل فتویٰ گذر بھی چکا ہے لہٰذا خلل کا اندیشہ ہو تو نہ کرے ورنہ کرلے۔

(درمختار ص ۹۵)

☆ امام نے عیدین کی زائد تکبیروں میں بھول کر ایک دو تکبیر زائد کہہ ڈالی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (درمختار برحاشیہ شامی ص ۷۸۰ ج ۱)

خبردار بعض امام تکبیر کہنے میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہنے کی بجائے ''اللہ اکبار'' کہتے ہیں یعنی باء اور راء کے درمیان الف بڑھا دیتے ہیں' اسی طرح بعض امام لفظ اللہ کے شروع میں مد کرتے ہیں اور آللہ اکبر کہتے ہیں۔ یہ دونوں بالکل غلط ہیں' ان دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر تکبیر تحریمہ میں اس طرح کہہ دیا تو نماز کا شروع کرنا ہی صحیح نہ ہو گا۔ (صغیری مجتبائی ص ۱۴۲)

اسی طرح بعض دفعہ مقتدی بھی ایسی غلطی کر بیٹھتے ہیں جس سے ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ مثلاً امام کے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنے سے پہلے مقتدی اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں یا امام کے لفظ اللہ ختم ہونے سے پہلے ہی لفظ اللہ کہہ دیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوتا۔ ان مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ پھر سے اللہ اکبر کہہ کر امام کے پیچھے نماز کی نیت باندھیں۔ (صغیری مجتبائی ص ۱۴۲)

یہ بھی خیال رہے کہ اکثر مقتدیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اگر امام رکوع میں چلا گیا تو اس کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے کے لئے سیدھے کھڑے ہوئے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں اس طور پر کہ ان کی اللہ اکبر کی آواز رکوع میں پہنچ کر ختم ہوتی ہے اس طرح نماز میں شریک ہونا درست نہیں۔ ان کی نماز نہیں ہوتی۔ تکبیر تحریمہ سے فارغ ہونے تک کھڑا ہونا فرض ہے یعنی سیدھے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کی آواز ختم ہو جائے اس کے بعد رکوع کیلئے جھکنا چاہئے۔ (صغیری مجتبائی ص ۱۴۳)

ایک مسئلہ یہ بھی یاد رکھا جائے کہ ایسا مریض جو پوری نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا لیکن تکبیر تحریمہ کے وقت کھڑا ہو سکتا ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ باندھے۔ پھر بیٹھ کر اپنی نماز پوری کرے۔ بغیر شدید تکلیف اور ناقابل برداشت مشقت کے قیام کا ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ (صغیری ص ۱۴۳)

اذکار وتسبیحات میں سہو کے مسائل

☆ اگر کسی نے نماز میں اعوذ باللہ یا بسم اللہ یا ثناء بھول کر چھوڑ دی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری، ص ۶۵، ج ۱)

☆ صلوٰۃ التسبیح میں قرأت کے بعد بھول کر اگر رکوع میں چلا گیا اور قیام کی تسبیح رکوع میں پوری کی تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (مستفاد از عالمگیری، ص ۶۵، ج ۱)

☆ اگر کوئی شخص رکوع یا سجدہ میں تسبیح پڑھنے کی بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (ہدایہ، ص ۱۴۰، ج ۱)

☆ اگر کسی شخص نے نماز کی حالت میں کسی عارضہ کی وجہ سے اللہ اللہ کہہ دیا یا الا اللہ کی ضرب لگا دی تو صحیح قول کے مطابق اس کی نماز درست ہے اور اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (مستفاد از عالمگیری، ص ۶۵، ج ۱)

☆ اگر کسی نے بلند آواز سے اعوذ باللہ یا بسم اللہ یا آمین کہہ دی تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری، ص ۶۶، ج ۱)

دعائے قنوت میں سہو کے مسائل

☆ اگر امام دعا قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کو چاہئے کہ اگر وہ دعائے قنوت پڑھ کر امام کے رکوع میں شریک ہوسکتا ہے تو پڑھ کر اسے رکوع میں جانا چاہئے اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں شریک نہیں ہوسکتا تو مقتدی بھی دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا جائے۔ اگر رکوع کر کے دعائے قنوت یاد آئی اور اس نے کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھی تو اس کو اب دوبارہ رکوع کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ دوبارہ رکوع میں گیا اور کوئی شخص آ کر اس رکوع میں شریک ہوا تو اس رکعت کا پانے والا نہیں سمجھا جائے گا اور مذکورہ بالا ہر صورت میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔

☆ اگر کوئی شخص وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعائے قنوت پڑھ گیا اور سورہ ملانا بھول گیا۔ پھر رکوع میں پہنچ کر اس کو یاد آیا تو اب اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ

دوبارہ اٹھ کر سورت پڑھے۔ پھر اس کے بعد دعائے قنوت پڑھے پھر دوبارہ رکوع بھی کرے اور آخر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ (شامی)

☆ اگر امام دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی نے ابھی تک دعائے قنوت ختم نہیں کی تو مقتدی کیلئے ضروری ہے کہ دعائے قنوت چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے (طحطاوی، ص ۱۶۶)

☆ اگر کسی نے وتر کی نماز میں بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو اب اس کو تیسری رکعت میں دعائے قنوت نہ پڑھنی چاہئے۔ البتہ آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کو شک ہوگیا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اسے چاہئے کہ اس رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور التحیات کیلئے بیٹھے پھر اس کے بعد جو رکعت پڑھے اس میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھے۔ (طحطاوی، ص ۱۶۶)

خیال رہے! رکوع میں اتنی دیر ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنے موقع پر برقرار ہو جائے اور ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم کہا جا سکے واجب ہے۔ اگر بھول کر اس کو ترک کر دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر قصداً ایسا کیا تو دوبارہ نماز پڑھنی ضروری ہے۔ (طحطاوی، ص ۱۶۶)

☆ وتر کی نماز میں جس طرح دعائے قنوت چھوڑ دینے پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر دعائے قنوت کیلئے اللہ اکبر کہنا چھوڑ دیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔

(طحطاوی، ص ۲۵۰)

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر کسی نے نماز میں اذکار، تسبیحات، دعائیں، التحیات اور درود شریف وغیرہ کو بلند آواز سے پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (شامی، ص ۵۲۱، ج ۱)

مسبوق اور لاحق پر سجدۂ سہو کے مسائل

☆ جس شخص کی نماز کا کچھ حصہ امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ گیا ہو اس کو مسبوق کہتے ہیں۔ ایسا شخص امام کے ساتھ سہو کے سلام میں امام کی اقتدا نہ کرے یعنی امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے بلکہ صرف سجدۂ سہو میں امام کی اقتدا کرے۔

(درمختار برحاشیہ شامی ص ۵۶۰ ج ۱)

☆ کسی مسبوق نے بھول کر امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر دیا پھر کسی کے یاد دلانے پر کھڑا ہو گیا۔ پس اگر کسی کے کہنے سے یا کہنی مارنے سے فوراً کھڑا ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر کچھ دیر ٹھہر کر یا خود یاد کر کے کھڑا ہوا تو اس کی نماز صحیح ہے۔ البتہ اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (شامی ص ۵۳۳ ج ۱)

☆ مسبوق نے اگر اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھتے وقت بھول کر کوئی واجب ترک کر دیا تو اس پر سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ (شامی ص ۵۵۷ ج ۱)

☆ کسی کو مغرب کی نماز امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی اور دو رکعتیں چھوٹ گئیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعت اس طرح پوری کی کہ درمیان میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ (شامی ص ۶۹۵ ج ۱)

☆ کسی امام پر سجدۂ سہو واجب تھا اس نے سجدۂ سہو کیا اس کے بعد التحیات پڑھنے کی حالت میں کسی مسبوق نے اقتداء کی تو یہ اقتداء درست اور صحیح ہے بعد میں اس کے ذمہ سجدۂ سہو نہیں۔ (درمختار برحاشیہ شامی ص ۵۲۶ ج ۱)

☆ اگر کوئی مسبوق امام کے سہو کرنے کے بعد امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا تو وہ بھی امام کی اتباع میں امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا۔ (عالمگیری ص ۶۷ ج ۱)

☆ امام پر سجدۂ سہو واجب تھا اس لیے اس نے ایک سجدۂ سہو کیا جب دوسرے سجدہ میں تھا تو کسی نے آ کر اس کی اقتداء کی یعنی دوسرے سجدہ میں امام کے ساتھ شریک ہوا تو پہلے سجدہ کی قضاء اس کے ذمہ نہیں ہے۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا اور اپنی چھوٹی ہوئی نماز ادا کرنے کیلئے کھڑا ہو گیا تو اس سے سجدۂ سہو ساقط نہ ہوگا۔ اس کو آخر میں سجدۂ سہو کرنا ضروری ہوگا۔

(عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ کسی امام پر سجدۂ سہو واجب تھا اور اسے یاد نہ رہا۔ اس نے آخری سلام دونوں طرف پھیر دیا اور مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنے کیلئے کھڑا ہو گیا اس کے بعد امام کو یاد آیا کہ مجھ پر سجدۂ سہو واجب تھا۔ لہٰذا امام فوراً سجدۂ سہو میں چلا گیا تو اس مسبوق کو چاہئے کہ اگر اس رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے تو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدۂ سہو میں شریک ہو جائے۔ پھر جس وقت امام آخری سلام پھیرے تو اٹھ کر اپنی بقیہ نماز پوری کرے۔ واضح رہے کہ اس درمیان میں مسبوق نے جو قیام' قرأت اور رکوع کیا ہے وہ کالعدم تصور کیا جائیگا اور اگر لوٹ کر امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا جب بھی اس کی نماز صحیح ہے لیکن آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے البتہ اگر وہ مسبوق اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو پھر نہ لوٹے۔ ایسی صورت میں اگر لوٹے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا اور اٹھ کر اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھنے لگا۔ پھر اس سے کوئی سہو ہو گیا تو ایک ہی مرتبہ آخر میں سجدۂ سہو کر لینا کافی ہے البتہ وہ مسبوق سلام کا انتظار کیے بغیر اٹھ جانے پر گنہگار ہوگا۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ اگر کسی مسبوق نے امام سے پہلے یا امام کے ساتھ ساتھ (بلا کسی تاخیر کے) سلام پھیر دیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں لیکن چونکہ اکثر امام کے بعد ہی مقتدی سلام پھیرتا ہے اس لیے اکثر کا لحاظ کرتے ہوئے اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (شامی ص ۶۰۷ ج ۱)

☆ کسی مقیم نے مسافر امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز پڑھی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب یہ اپنی دو رکعت نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوگا۔ پس اس میں اگر کوئی سہو ہو جائے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ سجدۂ سہو کے بارے میں اس کا حکم مسبوق کی طرح ہوتا ہے۔ پس اگر ایک رکعت ملی ہے تو اپنی تین رکعتیں پڑھتے وقت پہلی دو رکعت بلا قرأت ادا کرے اور آخر رکعت قرأت کے ساتھ ادا کرے۔ (شامی ص ۵۵۸ ج ۱ عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ کسی امام سے نماز میں سہو ہوا۔ اس کے بعد اسے حدث بھی لاحق ہوگیا تو اس نے صف میں سے ایک مسبوق کو اپنی جگہ کردیا تو وہ مسبوق سلام تک نماز پوری کردے لیکن سلام نہ پھیرے جس وقت سلام پھیرنا ہو کسی مدرک (جس نے پوری نماز امام کے ساتھ ادا کی ہے) کو آگے کردے اور وہ مدرک آکر سجدۂ سہو کرے اور پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ مسبوق بھی اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا۔ (عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

☆ اگر امام کے ساتھ مسبوق نے سجدۂ سہو کیا پھر اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کرنے کیلئے اٹھا اور اس میں مسبوق سے کوئی سہو ہوگیا تو اسے آخر نماز میں دوبارہ سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ (مبسوط للسرخسی ص ۲۲۹ ج ۱)

☆ لاحق اس شخص کو کہتے ہیں جو امام کے ساتھ شروع سے شریک رہا۔ اگر نماز کے درمیان میں حدث وغیرہ پیش آنے کی وجہ سے وضو کرنے چلا گیا جس سے درمیان میں ایک دو رکعت چھوٹ گئی ہو یعنی امام کے ساتھ اول و آخر میں شریک رہا اور درمیان میں کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں۔ پس ایسے شخص کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہ کرے اور امام جب تک سلام اور سجدہ میں مشغول رہے اس وقت تک وہ چپ چاپ قعدہ کی حالت میں بیٹھا رہے اور جب اپنی چھوٹی ہوئی نماز ادا کرلے تو آخر نماز میں سجدۂ سہو کرے اور اگر امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرلیا تو آخر نماز میں دوبارہ سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے۔

(درمختار بر حاشیہ شامی ص ۵۰۶ ج ۱)

☆ مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا۔ پھر ہاتھ اٹھا کر عربی زبان میں دعا بھی مانگ چکا۔ پھر اسے یاد آیا۔ پس اگر بات چیت نہیں کی تو اٹھ جائے اور اپنی چھوٹی ہوئی

رکعتیں پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرلے اس کی نماز درست ہوجائے گی۔

(شامی ص ۵۶۰ ج ۱)

☆ ایک شخص مغرب کی نماز میں قعدہ اخیرہ میں شریک ہوا اور اس کو یہ علم بھی ہے کہ یہ قعدۂ اخیرہ ہے مگر امام کو سہو ہوگیا کہ شاید یہ قعدۂ اولیٰ ہے۔ اس خیال سے امام اپنی نماز پوری کرنے کیلئے کھڑا ہوگیا تو وہ مسبوق جو امام کی زائد رکعت میں شریک رہا اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ اسی طرح وہ شخص جو زائد رکعت میں آکر شامل ہوگا اس کا فرض بھی ادا نہ ہوگا۔ خواہ امام نے آخر میں سجدۂ سہو کرلیا ہو۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۵۶۰ ج ۱)

مسبوق، لاحق اور مسافر کے عمومی مسائل

جہری نماز میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنے کیلئے اٹھے تو اسے اختیار ہے جی چاہے تو زور سے قرأت کرے اور جی چاہے تو آہستہ سے کرے۔ مسبوق اپنی باقی ماندہ رکعت میں منفرد کی حیثیت رکھتا ہے۔ البتہ زور سے پڑھنے کی صورت میں جہر کے ادنیٰ درجہ پر عمل کرے۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۳۹۸ ج ۱)

☆ مسبوق فجر کی نماز میں امام کے ساتھ التحیات میں شریک ہوا۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے اٹھ کر اپنی نماز پوری کی۔ پھر معلوم ہوا کہ کسی وجہ سے امام کی نماز نہیں ہوئی تو اس صورت میں مسبوق کی نماز بھی نہیں ہوئی لہٰذا اسے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ (شامی ص ۵۵۳ ج ۱)

☆ اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہوا اور اس نے سجدۂ سہو نہیں کیا۔ نماز ختم ہونے کے بعد نماز کا اعادہ کیا تو مسبوق اپنی نیت نہ توڑے بلکہ اپنی نماز پوری کرے کیونکہ نماز ناقص ہونے کی وجہ سے جو اعادہ کیا جاتا ہے وہ صرف تکمیل ثواب کیلئے ہوتا ہے۔ وہ نماز نفل ہوتی ہے اس لیے بعد میں آنیوالے بھی اس میں فرض کی نیت سے شریک نہیں ہوسکتے۔

☆ امام کے پیچھے قعدۂ اخیرہ میں مسبوق کو چاہئے کہ صرف التحیات پڑھے اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے تک ختم ہو اور اگر پہلے ہی پڑھ لیا تو اسے

Scanned with CamScanner

اختیار ہے۔ جی چاہے چپ چاپ بیٹھا رہے اور چاہے تو کلمہ تشہد (یعنی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ پڑھے اور چاہے تو پوری التحیات دوبارہ پڑھے۔ (کبیری ص۴۴۱ ج۱)

☆ اگر مسبوق نے امام کے پیچھے قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھ کر درود شریف اور دعائے ماثورہ بھی پڑھ لی تو اس پر بعد میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

☆ اگر کوئی شخص امام کے پہلے سلام پھیرتے وقت شریک ہوا یعنی امام کے لفظ السلام کہنے کے بعد اور لفظ علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سے پہلے شریک ہوا تو اس کی شرکت اور اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ سلام کی پہلی میم پر نماز ختم ہوجاتی ہے اس لیے اس صورت میں وہ شخص اپنی نماز علیحدہ پڑھے اور تحریمہ علیحدہ کہہ کر نماز شروع کرے اور اپنے آپ کو امام کا مقتدی نہ سمجھے۔
(شامی ص۴۳۶ ج۱)

☆ امام داہنی طرف سلام پھیرنے والا تھا کہ مسبوق آ کر امام کی نماز میں شامل ہو گیا تو ایسی صورت میں امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے بلکہ تشہد پورا کر کے اٹھے۔ (شامی ص۴۶۳ ج۱)

☆ امام کے پیچھے آخری رکعت میں آ کر مسبوق شریک ہوا یعنی امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی تو اگر وہ چار رکعت والی نماز ہے تو اپنی باقی ماندہ رکعتیں اس طرح پڑھے گا۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے گا۔ پھر رکوع وسجدہ کر کے قعدہ کرے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اور تیسری رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے۔ (شامی ص۵۵۸ ج۱)

☆ امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم ہے اور امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہوا تو اپنی باقی ماندہ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ پہلے دو رکعت بلا قرأت ادا کرے اور تیسری رکعت قرأت کے ساتھ ادا کرے۔ (شامی ص۵۵۶ ج۱)

☆ اگر مسافر امام کے پیچھے کوئی مقیم مسبوق التحیات میں شامل ہوا تو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ پہلے دو رکعت بلا قرأت ادا کرے اور پھر دو رکعت قرأت کے

ساتھ ادا کرے۔ (شامی ص۵۵۷ ج۱)

☆ مسافر امام کے پیچھے مقتدی مقیم پہلی رکعت میں شریک ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں بلا قرأت کے ادا کرے۔ (شامی ص۵۵۶ ج۱)

☆ مسبوق کیلئے حکم یہ ہے کہ جس وقت اپنی باقی ماندہ رکعت پڑھنے کیلئے اٹھے اس وقت ثناء پڑھے اور جس وقت امام کے ساتھ شریک ہوا۔ اس وقت اگر امام قرأت بلند آواز سے کرتا ہو تو نہ پڑھے اور قرأت آہستہ کرتا ہو تو اس وقت پڑھ سکتا ہے۔ پھر جب اپنی رکعت پوری کرنے کیلئے کھڑا ہوگا تو اس وقت دوبارہ پڑھے گا اور اگر مسبوق امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ میں شریک ہو تو تکبیر تحریمہ کے بعد ہی ثناء پڑھ لینی چاہئے۔
(درمختار برحاشیہ درمختار ص۴۵۶ ج۱)

☆ امام رکوع یا سجدہ کی حالت میں ہے اور کوئی شخص آ کر امام کے ساتھ شریک ہونا چاہتا ہے تو اس کیلئے تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنا مسنون ہے اس کے بعد رکوع یا سجدہ میں جانا چاہئے اور اگر تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھے بغیر رکوع یا سجدہ میں چلا گیا جب بھی نماز درست ہے۔ (البحر الرائق ص۳۲۰ ج۱)

☆ اگر امام رکوع میں ہے اس وقت کوئی شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونا چاہتا ہے تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر صرف تکبیر تحریمہ کہی اور دوسری تکبیر کہے بغیر رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہوگئی۔ (درمختار برحاشیہ شامی ص۴۴۲ ج۱)

☆ اگر امام کے پیچھے قعدۂ اخیرہ میں مقتدی درود شریف اور دعا ماثورہ پوری نہیں پڑھ سکا اور امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کو بھی امام کے ساتھ فوراً سلام پھیر دینا چاہئے۔ البتہ اگر التحیات کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے تو اس کو پورا کر کے سلام پھیرے۔ (شامی ص۴۳۹ ج۱)

☆ قعدہ اولی میں اگر امام التحیات پڑھ کر اٹھ گیا اور مقتدی اپنی التحیات سے فارغ نہیں ہوا تو مقتدی کو اپنی التحیات پوری کر کے اٹھنا چاہئے۔ (شامی ص۴۳۹ ج۱)

☆ رمضان شریف میں وتر کی نماز باجماعت ہوتی ہے۔ اگر تیسری رکعت میں

دعائے قنوت پڑھ کر امام رکوع میں چلا گیا اور مقتدی ابھی دعائے قنوت نہیں پڑھ سکا تو اسے امام کے ساتھ اپنی دعائے قنوت پوری کیے بغیر رکوع میں چلا جانا چاہئے جس قدر بھی دعائے قنوت پڑھ لی کافی ہے۔ واجب ادا ہو گیا۔ (شامی ص ۴۳۹ ج ۱)

☆ ایک شخص مغرب کی نماز کے اندر دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام نے دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھی تو اس صورت میں مسبوق کو اپنی باقی ماندہ رکعت میں اختیار ہے۔ پورے قرآن پاک میں سے جو سورت چاہے اور جہاں سے چاہے پڑھے کیونکہ قرأت کے سلسلے میں باقی ماندہ نماز ابتداء کے حکم میں ہوتی ہے۔

(درمختار بر حاشیہ شامی ص ۵۵۷ ج ۱)

☆ ایک شخص نے چار رکعت والی نماز امام کے ساتھ دو رکعت پڑھی تھی کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا وہ فوراً وضو کرنے کیلئے گیا۔ وضو کر کے آیا تو امام قعدۂ اخیرہ میں یا تیسری رکعت میں ملا۔ اب اسے پہلے اپنی فوت شدہ رکعت بلا قرأت کے پڑھنی چاہئے اس کے بعد اگر امام کو نماز میں پائے تو امام کے ساتھ شامل ہو کر بقیہ ارکان پورے کرے اور اگر وہ پہلے امام کے ساتھ شامل ہو گیا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ رکعت ادا کی جب بھی اس کی نماز درست ہے مگر مکروہ ہے اور گنہگار ہوگا۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۵۵۶ ج ۱)

☆ لاحق کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہ کرے اور جب تک امام سلام اور سجدہ میں مشغول رہے اس وقت تک وہ چپ چاپ قعدہ کی حالت میں بیٹھا رہے اور جب اپنی باقی ماندہ نماز ادا کرے تو آخر نماز میں سجدۂ سہو کرے اور اگر امام کے ساتھ سجدۂ سہو کر لیا تو آخر نماز میں پھر اس کو سجدۂ سہو کرنا ضروری ہوگا۔ (درمختار بر حاشیہ شامی ص ۶۰۷ ج ۱)

☆ اگر کسی کو نماز میں حدث ہوا اور وہ وضو کرنے کیلئے گیا جانے کے بعد شک ہوا۔ اب شک کی وجہ سے کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ پھر وضو کیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔

(عالمگیری ص ۶۶ ج ۱)

سجدۂ تلاوت کے مسائل

قرآن مجید فرقان حمید برہان رشید میں کئی آیات ایسی ہیں کہ جن کو پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت عندالاحناف لازم و واجب اور دیگر ائمہ کے ہاں سنت ہو جاتا ہے

(ہدایہ ص ۱۱۰ ج ۱)

اور سجدہ نہ کرنے پر خود انہی آیات میں عتاب وعقاب اور سزا کا ذکر ہے۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ان آیات (جن کو پڑھنے یا سننے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے) کی تعداد چودہ ہے جن کو لکھنے کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ ہمارے ہاں قرآن پاک کے ہر نسخے پہ اس مقام کی نشاندہی کر دی گئی ہے اور بچے بچے کو علم ہے کہ یہاں سجدہ کرنا ہے۔ سورتوں کے نام لکھے جا رہے ہیں۔

اعراف، رعد، نحل، بنی اسرائیل (الاسراء)، مریم، حج (کا پہلا سجدہ) فرقان، نمل، السجدہ، ص، حم السجدہ، انشقاق، علق (ہدایہ ص ۱۱۰ ج ۱)

یہ احناف کے ہاں مقامات سجدہ والی سورتوں کے نام ہیں دیگر آئمہ کے نزدیک اس سے کم و بیش یا مختلف دیگر آیات بھی ہو سکتی ہیں۔ اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ

اعتزل الشيطان يبكي يقول تأويله امر ابن ادم بالسجود فسجد فله الجنة وامرت بالسجود وابيت فلي النار (مسلم ص ۶۱ ج ۱)

شیطان دور ہو جاتا ہے اور رونا شروع کر دیتا ہے اور رونے کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ ہائے افسوس ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ملا تو اس نے سجدہ کر کے جنت کو حاصل کر لیا اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو میں نے انکار کر کے دوزخ کو اپنا مقدار بنا لیا۔

(علماء فرماتے ہیں کہ شیطان کا رونا اور مذکورہ وجہ بیان کرنا حسد کی بنا پر ہے نہ کہ افسوس کی وجہ سے کیونکہ اگر افسوس کی وجہ سے ہوتا تو ظالم توبہ کر لیتا مگر توبہ کی طرف نہیں آتا)

☆ بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت پڑھنے یا سننے کے فوراً بعد سجدہ کر لیا جائے لیکن یہ واجب نہیں ہے یعنی بعد میں بھی ہو سکتا ہے تاہم جب تک نہیں ادا کرے گا واجب اس کے ذمے رہے گا۔ دوسرا مسئلہ اس ضمن میں یہ ہے کہ سننے کے ارادے کے بغیر بھی اگر آیت سجدہ سن لی تو سجدۂ تلاوت لازم و واجب ہو گیا (ہدایہ، ص ۱۱۰، ج ۱)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انما السجدة على من استمعها (بخاری، ص ۱۴۶، ج ۱)

جس نے آیت سجدہ سن لی (خواہ قصداً یا غیر ارادی طور پر) اس پر سجدہ لازم ہو گیا۔

لیکن اسی پر سجدہ کا وجوب ثابت ہوگا کہ جو نماز کا اہل ہوگا یعنی حیض و نفاس والی عورت نے اگر آیت سجدہ پڑھ لی تو اس پر سجدہ نہیں ہے کیونکہ اس پر نماز ہی فرض نہیں تاہم اگر جنبی نے سن لی تو وہ سجدہ کرے گا (شرح نقایہ، ص ۱۱۴، ج ۱) کیونکہ غسل کر کے ادا کر سکتا ہے۔)

اور اس کے خلاف اگر کوئی شخص کسی کافر، سمجھدار مگر نابالغ بچے، حیض و نفاس والی عورت، جنبی یا بے وضو شخص سے سجدہ کی آیت سنے گا تو اس پر سجدہ کرنا واجب ہو جائے گا اور اگر مجنون یا نائم (سوئے ہوئے) سے سنے گا تو واجب نہ ہوگا کیونکہ یہاں تلاوت بغیر سمجھ بوجھ کے صادر ہوتی ہے لیکن اگر بدمست یا نشے والے سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ لازم ہو گیا کیونکہ اس کی عقل تو ہے اگرچہ نشے کی وجہ سے مستور ہو گئی ہے (شرح نقایہ، ص ۱۱۵)

☆ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کیلئے تحریمہ کے سوا وہ تمام شرائط ضروری ہیں جو نماز کیلئے

ضروری ہیں مثلاً وضو اور طہارت کا ہونا، استقبال قبلہ، لباس اور مقام کا پاک ہونا وغیرہ وغیرہ (شرح نقایہ، ص ۱۱۴)

بخاری شریف میں امام زہری کا قول نقل کیا گیا ہے۔

قال الزهري لا تسجد الا ان تكون طاهرا فاذا سجدت وانت فی حضر فاستقبل القبلة (ص ۱۴۶، ج ۱)

امام زہری فرماتے ہیں بغیر طہارت کے سجدہ نہ کر اور سجدہ کرتے ہوئے رو بقبلہ ہو جا۔

اب سجدۂ تلاوت کے متعلق مسائل ملاحظہ ہوں۔

☆ سورۂ حج کا پہلا سجدہ اجماعاً ثابت ہے۔ (کتاب الاجماع لابن المنذر)

☆ نماز پڑھنے والا اگر نماز سے باہر کسی سے آیت سجدہ سنے گا تو اس پر نماز کے بعد سجدہ کرنا لازم ہو جائے گا (ہدایہ، ص ۱۱۱، ج ۱)

☆ امام کو چاہئے کہ عیدین، جمعہ اور ظہر و عصر کی نمازوں میں آیات سجدہ نہ پڑھے۔ اس سے مقتدیوں کیلئے حرج ہوگا۔

☆ جو سجدہ نماز میں لازم ہوا وہ نماز کے اندر ہی ادا کیا جائے گا ورنہ گناہ گار ہوگا (ایضاً)

☆ سجدہ تلاوت ادا کرتے ہوئے یہ نیت کرنا ضروری نہیں کہ میں فلاں آیت کا سجدہ کر رہا ہوں بلکہ مطلقاً سجدۂ تلاوت کی نیت کافی ہے (درمختار، ردالمحتار)

☆ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں چلا جائے اور کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ اللہ اکبر دونوں مرتبہ سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدے میں جانا اور سجدہ کر کے پھر کھڑے ہو جانا مستحب ہے (عالمگیری، بہار شریعت، ص ۳۹، ج ۴)

☆ نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے فوراً بعد (یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیات پڑھنے سے پہلے) نماز کا سجدہ کر لیا (یعنی رکوع کر کے سجدے میں چلا گیا) تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ بھی کی مگر ادا ہو گیا (ایضاً، ص ۴۰)

Scanned with CamScanner

☆ فارسی یا کسی اور زبان میں آیۂ سجدہ کا ترجمہ پڑھا گیا تو پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا۔ چاہے سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہ کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہوا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ اسے نہ معلوم ہو تو بتا دیا جائے کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے اور اگر آیت پڑھی گئی تو پھر ضروری نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا جائے (ایضاً ص ۳۹)

☆ اگر چند افراد نے ایک ایک حرف پڑھا اور سب کا مجموعہ آیت سجدہ ہوگئی تو کسی پر سجدہ لازم نہ ہوا۔ یونہی آیت کے ہجے کرنے یا سننے سے بھی سجدہ واجب نہ ہوگا۔ یونہی پرندے سے آیت سجدہ سنی یا جنگل' پہاڑ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آتی تو سجدہ واجب نہ ہوا (ایضاً)

اس سے معلوم ہوا کہ ریڈیو' ٹی وی' ٹیپ ریکارڈر' لاؤڈ سپیکر یا گراموفون جیسے آلات سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ تلاوت لازم نہیں ہونا چاہیے لیکن کرلیا جائے تو بہتر ہے۔

سجدۂ شکر اور شکرانے کی نماز

خوشی و مسرت کے موقع پہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجا لانے کا تذکرہ کتب احادیث میں موجود ہے اور یہ ہمارے آقا کریم علیہ السلام کے عمل پاک سے ثابت ہے اور فقہاء کے ہاں اس کا درجہ استحباب کا ہے (عالمگیری' ردالمحتار)

چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص حضور علیہ السلام کو خوشی کی خبر سناتا تو خر ساجدا للہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدے میں چلے جاتے۔ (ابوداؤد ص ۲۷' ج ۲' ابن ماجہ ص ۱۰۰)

☆ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی یوم بشر براس ابی جھل رکعتین (ابن ماجہ ص ۹۹)

جس دن حضور علیہ السلام کو ابوجہل کا سر کٹ جانے کی خوشخبری سنائی گئی تو آپ نے (فرعون ہذہ الامہ) کے مرنے پر دو رکعت (شکرانے کے) نوافل ادا فرمائے۔

حضرت ابوجعفر سے روایت ہے انہ علیہ السلام رای رجلا من النغاشین فخر ساجدا (مستدرک ص ۲۷۶ ج ۱' دارقطنی ص ۴۱۰ ج ۱)

حضور علیہ السلام نے ایک ٹھگنے شخص کو دیکھا تو آپ فوراً سجدے میں تشریف لے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب مسیلمہ کذاب کے قتل کی خبر ملی تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو جب ان کی توبہ کے قبول ہونے کی اطلاع دی گئی تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا (مسلم ص ۳۶۲ ج ۲)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کے ساتھ مکہ سے نکلے اور مدینہ جانے کا ارادہ تھا۔ جب ''عزوزاء'' مقام کے قریب اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند کر کے کچھ دیر دعا کی اور پھر سجدہ کیا اور طویل سجدہ کیا پھر سجدے سے سر اٹھایا، دعا کی پھر لمبا سجدہ کیا پھر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی امت (کی بخشش) کیلئے دعا کی اور امت کی شفاعت کی تو اللہ نے مجھے میری تہائی امت دے دی (بخش دی) پھر میں نے اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ کیا اور سجدے کے بعد پھر امت کیلئے دعا کی تو ایک تہائی امت اور مجھے عطا کر دی گئی۔ میں نے پھر سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر دعا کی تو باقی تہائی بھی دے دی گئی۔ فخررت ساجد اللّٰہ۔ پس میں اپنے رب کا شکر ادا کرنے کیلئے سجدہ میں گر گیا۔ (احمد، ابوداؤد، ص ۲۷، ج ۱)

☆ لہذا خوشی کی خبر سن کر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا گم شدہ چیز واپس مل گئی یا مریض شفایاب ہو گیا یا مسافر واپس آ گیا الغرض کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے (عالمگیری، بہار شریعت، ص ۴۳، ج ۴)

لیکن یاد رہے کہ سجدۂ بے وقت جیسا کہ اکثر عوام کرتے ہیں نہ ثواب ہے نہ مکروہ

(بہار شریعت، ص ۴۳، ج ۴، بحوالہ عالمگیری)

فوت شدہ نمازوں کے مسائل

☆ بلا عذر شرعی نماز قضا کرنا سخت گناہ ہے۔ ایسے شخص پر فرض ہے کہ اس کی قضا کرے اور سچے دل سے توبہ کرے کیونکہ توبہ یا حج مقبول سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ (درمختار، بہار شریعت، ص ۲۵، ج ۴)

☆ اگر فوت شدہ نمازیں پانچ سے زیادہ ہوں تو پھر ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں لیکن اگر قضا نمازیں زیادہ تھیں اور ان کو ادا کرتے کرتے پانچ یا اس سے کم رہ گئیں تو ترتیب بھی لوٹ آئے گی۔ اگر وقتی نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور فوت شدہ نماز کو پہلے پڑھنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں وقتی نماز کو پہلے پڑھ لیا جائے پھر اس کے بعد فوت شدہ نماز کی قضا کر لے (جامع صغیر ص ۷، ہدایہ ص ۱۰۳، ج ۱)

☆ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اگر کسی شخص کے وتر رہ گئے اور اس کو یاد ہے۔ اس کے باوجود اس نے وتر پڑھے بغیر نماز فجر پڑھ لی تو اس کی نماز نہ ہوئی پہلے وتر پڑھے پھر نماز فجر (یعنی جو صاحب ترتیب ہے) (ہدایہ ص ۱۰۴، ج ۱، درمختار ص ۱۰۰، ج ۱)

☆ فوت شدہ نمازوں کے پانچ سے زیادہ ہونے یا وقت کے تنگ ہونے یا نسیان ہو جانے کی وجہ سے ترتیب ساقط ہے۔ (ہدایہ ص ۱۰۲، ج ۱) درمختار میں ہے:

لوسقط للنسیان اوالضیق ثم تذکر اواتسع الوقت یعود اتفاقا (ص ۱۰۱، ج ۱)

اگر نسیان یا تنگی وقت کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو گئی پھر یاد آیا یا وقت میں وسعت پیدا ہو گئی کہ بھولی ہوئی نماز اور وقتی کو پڑھ سکے تو ترتیب بالاتفاق لوٹ آئے گی۔

☆ فوت شدہ نمازیں زیادہ ہوں اور یاد نہ ہوں کہ کتنی ہیں تو بالغ ہونے سے لے کر

اب تک کی نمازوں کو ظن غالب کے مطابق ادا کرے۔ خالی توبہ سے نمازیں معاف نہ ہوں گے۔ ہاں البتہ قضا اور توبہ کرنے سے نمازوں کو وقت پر ادا نہ کرنے کا جو گناہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادے گا لیکن نمازوں کو بہرحال قضا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح قضاء عمری جو رمضان کے آخری جمعہ کے دن بعد الجمعہ اور قبل العصر پڑھی جاتی ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ عمر بھر کی نمازیں اس سے معاف ہو گئیں۔ یہ محض باطل ہے (بہار شریعت' ص ۲۹' ج ۴)

☆ قضا نمازیں زیادہ ہوں تو ہر نماز کو قضا کرتے ہوئے اس طرح نیت کرے کہ میں سب سے پہلی ظہر یا عصر وغیرہ جو میرے ذمہ ہے اس کو پڑھتا ہوں یا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ آخر سے شروع ہو جائے اور نیت کرے کہ سب سے آخر میں میری نماز ظہر یا عصر جو رہ گئی تھی میں اس کو ادا کرنے کی نیت کرتا ہوں۔ اس طرح یکے بعد دیگرے ہر قضاء شدہ نماز پہلی یا آخری بنتی جائے گیاور ادائیگی میں آسانی ہو جائے گی۔

☆ قضا نمازیں نوافل سے زیادہ اہم ہیں یعنی نوافل پڑھنے کی بجائے اگر نمازیں قضا کرتا رہے تو ایسا کرنے سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔ (ردالمحتار' بہار شریعت' ص ۲۸' ج ۴)

☆ مرنے والے نے ولی کو اپنے بدلے نماز پڑھنے کی وصیت کی اور ولی نے پڑھی تو یہ ناکافی ہے یونہیں اگر مرض کی حالت میں نمازوں کا فدیہ دیا تو ادا نہ ہوا۔

(درمختار۔ بہار شریعت' ص ۲۹' ج ۴)

☆ نوافل' سنن' نماز جمعہ' عیدین کی قضا نہیں ہے۔ جمعہ رہ گیا تو ظہر پڑھے گا اور عیدین کی نماز رہ گئی تو اللہ سے معافی مانگے۔ کیونکہ ان دونوں میں جماعت شرط ہے جو گزر گئی۔

☆ صبح کی سنتیں اگر فرضوں کے ساتھ قضا ہو گئیں تو زوال (استواء) سے پہلے پہلے اگر قضا کرے گا تو فرض و سنت دونوں قضا کرے اور زوال سے بعد اگر قضا کرے گا تو صرف فرض قضا کرے اور سنتیں رہنے دے۔ (عامہ کتب فقہ)

مریض کی نماز کے مسائل

کوئی شخص اگر اتنا بیمار' لاغر اور کمزور ہو جائے کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے (ہدایہ' ص ۱۰۸' ج ۱)

حضور علیہ السلام نے ایک صحابی (حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ) کو فرمایا:

صل قائما فان لم تستطع فقا عدافان لم تستطع فعلي الجنب تؤمی ایماء (بخاری' ص ۱۵۰' ج ۱)

نماز کھڑے ہو کر پڑھ اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھ لو اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکو تو لیٹ کر اشارے سے پڑھ لو۔

اسی طرح اگر رکوع' سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو رکوع و سجدہ بھی اشارے سے کر لے لیکن سجدے کا اشارہ رکوع سے زیادہ پست ہو اور کوئی چیز اٹھا کر پیشانی کی طرف نہ لے جائے بلکہ پیشانی کو جھکا کر سجدہ رکوع کرے۔ (ہدایہ' ص ۱۰۸' ج ۱)

لقوله عليه السلام ان قدرت ان تسجد على الارض فاسجد والا فاوم ايماء واجعل السجودا خفض من الركوع

(مجمع الزوائد' ص ۱۴۸' ج ۲)

اگر زمین پہ سجدہ کرنے کی طاقت ہو تو تمہیں ایسا ہی کرنا چاہئے ورنہ اشارے سے سجدہ کرو اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے پست کرو۔

☆ اگر ایسا مریض (کمزور' بوڑھا) ہو کہ بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو وہ لیٹ کر پاؤں اور چہرے کو قبلہ کی طرف کر کے نماز پڑھ لے (ہدایہ' ص ۱۰۹)

☆ اگر سر سے بھی اشارہ نہ کر سکے تو اس کو نماز معاف ہے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھوں یا بھوؤں یا دل سے اشارہ کر کے نماز پڑھے۔ پھر اگر چھ نماز کے اوقات اس حال پر رہے تو اس پر قضا و فدیہ بھی نہیں ورنہ صحت ہو جانے کے بعد قضا لازم ہے۔ اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارے سے پڑھ سکے (درمختار۔ بہار شریعت، ص ۳۵، ج ۴)

صاحب بہار شریعت صدر الشریعہ حضرت مفتی امجد علی رحمۃ اللہ علیہ مریض کے مسائل لکھ کر ضروری تنبیہ کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

''مسلمان اس باب کے مسائل کو دیکھیں تو انہیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ شرع مطہرہ نے کسی حالت میں بھی سوا بعض نادر صورتوں کے نماز معاف نہیں کی بلکہ یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے آج کل جو بڑے نمازی کہلاتے ہیں ان کی یہ حالت دیکھی جا رہی ہے کہ بخار آیا ذرا شدت ہوئی نماز چھوڑ دی، شدت کا درد ہوا (اور آجکل تو معمولی درد ہوا) تو نماز چھوڑ دی، کوئی پھڑیا (پھنسی) نکل آئی تو نماز چھوڑ دی۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ دردسر اور زکام میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ جب تک اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو اور نہ پڑھے تو انہی وعیدوں کا مستحق ہے جو شروع کتاب میں تارک صلوٰۃ کیلئے احادیث میں بیان ہوئیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

اللھم اجعلنا من مقیمی الصلوٰۃ ومن صالحی اھلھا احیاء وامواتا وارزقنا اتباع شریعۃ حبیبک الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم امین یارب العالمین۔

غازی اور مجاہد کی نماز کے مسائل

جنگ کے دوران اگر لوگ امن میں ہوں، تب تو اسی طرح نماز ادا کرنی چاہئے جو معمول ہے اور اگر حالات ایسے نہ ہوں کہ پرسکون طور پر نماز ادا کی جا سکے بلکہ دشمنوں کا سخت اندیشہ ہو تو اپنی اپنی سواری پر اشارہ سے رکوع وسجدہ کرتے ہوئے بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اگر قبلہ رخ ہونے میں خطرہ ہو تو جدھر ممکن ہو رخ کر کے نماز پڑھے۔ چنانچہ قدوری میں ہے:

وانْ اشتد الخوف صلوا رکبانا وحدانا یومنون بالرکوع والسجود الی ای جھۃ شاء وا اذا لم یقدروا علی التوجہ الی القبلۃ (المختصر للقدوری، ص ۴۱)

لیکن اس کی گنجائش نہ ہوگی کہ جہاد کرتے ہوئے درمیان میں نماز کی نیت بھی کرلے بلکہ ایسے مواقع پر بعد میں قضا کرنا ہوگی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب کے موقع پر چار نمازوں کی قضا فرمائی تھی۔

☆ نماز خوف جس طرح دشمن سے ڈر کے وقت جائز ہے۔ اسی طرح درندے اور بڑے سانپ وغیرہ کے خوف سے بھی جائز ہے (درمختار۔ بہار شریعت، ص ۶۸، ج ۴)

☆ دریا میں پڑنے والا اگر کچھ دیر بغیر اعضاء کو حرکت دیے رہ سکے تو اشارے سے نماز پڑھے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ (ایضاً)

☆ نماز خوف میں صرف دشمن کے مقابل جانا اور وہاں سے امام کے پاس صف میں آنا یا وضو جاتا رہا تو وضو کے لیے چلنا معاف ہے۔ اس کے علاوہ چلنا نماز کو فاسد کر دے گا۔

اگر دشمن نے اسے دوڑایا یا اس نے دشمن کو بھگایا تو نماز جاتی رہی۔ البتہ پہلی صورت میں اگر سواری پر ہو تو معاف ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت ص ۶۸، ج ۴)

☆ جنگ میں مشغول ہے مثلاً تلوار، بندوق وغیرہ چلا رہا ہے اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے تو نماز کو مؤخر کر دے اور لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد ادا کرے۔ (ایضاً)

مسافر کی نماز کے مسائل

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے باہر ہوا اور دن سے مراد سال کا سب سے چھوٹا دن ہے اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ سارا دن صبح سے شام تک چلتا رہے بلکہ دن کا اکثر حصہ ہے یعنی کھانے پینے اور دیگر ضروریات کیلئے ٹھہرنے کے علاوہ اور تین دن کی مسافت میں منزلوں کا اعتبار ہے یعنی تین منزلیں جو میلوں کے حساب سے ۵۷ ۳/۸ (ستاون میل اور تین فرلانگ یعنی بانوے کلومیٹر) ہے۔

(بہار شریعت بحوالہ فتاوٰی رضویہ)

ایسے شخص پر نماز قصر (چار کے دو فرض) لازم ہو جاتی ہے۔ روزہ نہ رکھنا اس کیلئے جائز ہو جاتا ہے۔ جمعہ کی فرضیت اس سے ساقط ہو جاتی ہے، قربانی کرنا اور عیدین کی نماز پڑھنا بھی اس پر واجب نہیں رہتا۔ ہاں اگر جمعہ و عیدین پڑھ لے گا تو بہتر ہے۔ موزوں پر مسح تین دن تک اس کیلئے جائز ہو جائے گا جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مرنا ان یمسح المقیم یوماً ولیلۃ والمسافر ثلثا (نسائی ص ۳۲، ج ۱)

حضور علیہ السلام ہمیں حکم دیتے کہ مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن تین رات تک مسح کر سکتا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ اور بعض دوسرے فقہاء کرام سفر کی حالت میں نماز قصر کو سنت اور مباح کا درجہ دیتے ہیں اور پوری نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں جبکہ احناف قصر کو لازم و واجب کہتے ہیں اور احناف کے دلائل میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

Scanned with CamScanner

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ قرآن پاک میں تو خوف کی حالت میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے (لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ...... النساء)

لیکن اب تو لوگ امن کی حالت میں (قصر کر رہے) ہیں؟

آپ نے فرمایا: میرے ذہن کے اندر بھی یہ سوال پیدا ہوا تھا اور میں نے اس بارے میں حضور علیہ السلام سے یہی عرض کیا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

صدقہ تصدق اللّٰہ بہا علیکم فاقبلوا صدقۃ (مسلم ص ۲۴۱ ج ۱)

یہ صدقہ (تحفہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر انعام فرمایا ہے تو اللہ کا تحفہ قبول کرو یعنی نماز قصر ادا کیا کرو۔

معلوم ہوا کہ یہ محض سہولت وتخفیف نہیں کہ روزے کی طرح ہو رکھ لو یا نہ رکھو بلکہ رخصت اسقاط ہے کہ چار رکعت کی بجائے دو رکعت ہی فرض رہ گئیں اور دو بالکل ساقط ہو گئیں لہٰذا چار پڑھنا جائز ہی نہیں اور آیہ قرآنیہ میں خوف کی قید احترازی نہیں محض اتفاقی ہے ورنہ حضور علیہ السلام فتح مکہ کے بعد امن کی حالت میں دو رکعت ادا نہ فرماتے حالانکہ کسی صحیح روایت سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس موقع پہ چار رکعت پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

فرضت الصلوٰۃ رکعتین رکعتین فی الحضر والسفر فاقرت صلوٰۃ السفر وزید فی صلوٰۃ الحضر (مسلم ص ۲۴۱ ج ۱)

ہر نماز سفر وحضر میں دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی پھر سفر کی حالت میں اپنی اصل (دو رکعتوں) پر رہی اور اقامت میں (دو رکعتیں) زیادہ کر دی گئیں۔ (حالانکہ آپ خود بجائے قصر کے اتمام فرماتیں اور اس بارے میں جب پوچھا گیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا: بیٹا! مجھے کوئی مشقت وتکلیف لاحق نہیں ہوتی اس لیے میں پوری نماز پڑھ لیتی ہوں)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

فرض اللّٰہ الصلوٰۃ علی لسان نبیکم فی الحضر اربعاً وفی السفر

رکعتین و فی الخوف رکعۃ وفی الخوف رکعۃ (ای مع کل طائفۃ۔ (مسلم ص ۲۴۱)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان پہ اقامت کی حالت میں چار رکعتی نماز فرض کی اور سفر میں دو رکعتیں اور خوف کی حالت میں (جبکہ سفر میں ہوں) ایک رکعت (یعنی امام کے ساتھ ہر گروہ کے لیے ایک ایک رکعت ہوگی اور دوسری رکعت ہر گروہ الگ پڑھے گا)

☆ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

صلوٰۃ الجمعۃ رکعتان و صلوٰۃ الفطر رکعتان وصلوٰۃ الاضحی رکعتان وصلوٰۃ السفر رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم (نسائی ص ۲۰۹ ج ۱ ابن ماجہ)

نماز جمعہ، نماز عید الفطر، نماز عید الاضحیٰ اور سفر کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔ بغیر کمی کے یہ پوری پوری نماز ہے ادھوری نہیں ہے۔ یہ حضور علیہ السلام کی زبان حق ترجمان کا فیصلہ ہے۔

☆ حضرت یحییٰ بن ابی اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپسی تک دو دو رکعتیں ہی ادا فرماتے۔ یحییٰ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ لوگ مکہ میں کچھ دن ٹھہرے تھے تو انہوں نے فرمایا

اقمنا بہا عشرا (بخاری ص ۱۴۷) ہاں ہم مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے۔

☆ اس بارے میں صحابہ کرام سے آثار اس طرح منقول ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

اذا کنت مسافرا فوطنت نفسک علی اقامۃ خمسۃ عشر یوما فاتم الصلوٰۃ وان کانت لا تدری فاقصر (ترمذی ص ۱۰۴)

جب تو سفر میں ہو اور پندرہ دن ٹھہرنے کا پختہ ارادہ ہو تو نماز پوری ادا کر اور اگر تو نہیں جانتا کہ کتنا ٹھہرے گا تو پھر نماز قصر ادا کر۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات ادا فرمائیں اور جب لوگوں نے

Scanned with CamScanner

اعتراض کیا (کہ قصر کیوں نہیں کی) تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

ایھا الناس انی تأھلت بمکة منذ قدمت وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تأھل ببلد فلیصل صلوٰة المقیم (مسند احمد، ص ۶۲، ج ۱)

اے لوگو! میں نے مکہ شریف میں رہائش بنالی ہے اور میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ جو شخص کسی شہر میں رہائش اپنالے وہ نماز پوری پڑھے۔

ایک اہم مسئلہ

ایک شخص کی دو جگہ بیویاں رہتی ہیں تو جس جگہ (دونوں میں سے) جائے گا مقیم ہو جائے گا اور وہ دونوں جگہیں اس کا وطن قرار پائیں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف سسرال جانے سے بندہ مقیم نہ ہو جائے گا کہ وہ نماز پوری پڑھے بلکہ یہ اس وقت ہے کہ جب اس کی بیوی وہاں رہتی ہو پھر اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ بھی کرے گا تو مقیم کی طرح ہی نماز پڑھے گا ورنہ تو عورت خود جب سسرال چلی جائے گی اور وہیں پہ رہنے سہنے لگے تو میکا اس کیلئے وطن نہ رہے گا یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے اور وہ وہاں سے میکے جائے گی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ ہوگی تو نماز قصر پڑھے گی (بہار شریعت، ص ۱۴۸، ج ۴)

تو جب عورت وہاں جا کر مسافر ہے اور نماز قصر پڑھے گی تو اس کا مرد محض سسرال جانے سے کیسے مقیم ہو جائے گا۔ (یہ مسئلہ کئی کتابوں میں اس طرح لکھا ہوا ہے کہ مرد سسرال جائے گا تو مقیم والی نماز پڑھے گا۔ آگے یہ وضاحت نہیں کی کہ وہاں اس کی بیوی بچے رہتے ہوں تب یا مطلقاً۔ اس سے سخت غلط فہمی پیدا ہو رہی تھی اور کئی لوگ اپنی نمازیں خراب کر رہے تھے اس لیے وضاحت کر دی ہے کہ سسرال میں اگر بیوی بچے رہتے ہوں تب بندہ وہاں جا کر مقیم ہوگا ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم۔ اور عورت نے میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ عارضی طور پر سسرال گئی ہے تو میکے آتے ہی سفر ختم ہو گیا اور نماز پوری پڑھے گی۔ (ایضا) فتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص ۲۷۰ پر ہے کہ اگر بچے عارضی طور پر سسرال میں رہتے ہوں تو پھر بھی قصر ہی کرے گا۔

ضروری مسائل

☆ مسافر شخص ظہر، عصر اور عشاء کی دو دو رکعتیں اور فجر، مغرب اور وتر کی نماز پوری پڑھے گا۔ (ہدایہ، ص ۱۱۲، ج ۱)

☆ نماز قصر کی رخصت کے سلسلہ میں مطیع (نیکوکار) اور عاصی (گناہگار) برابر ہیں یعنی کوئی شخص اگر چوری کرنے کے ارادے سے بھی اپنے وطن سے باون کلومیٹر دور جانے کو چل پڑا ہے تو وہ بھی نماز قصر ہی ادا کرے گا۔ اگرچہ اس کا سفر گناہ اور ناجائز کام کیلئے ہے۔ (ہدایہ، ص ۱۱۴، ج ۱)

☆ جو نمازیں سفر کی حالت میں قضاء ہوئیں وہ حالت اقامت میں قصر ہی ادا کی جائیں گی۔ اسی طرح جو نمازیں حالت اقامت میں قضاء ہوئیں اگر ان کو حالت سفر میں ادا کرنا ہے تو پوری پڑھی جائیں گی (شرح وقایہ، ص ۱۲۲، ج ۱، ہدایہ، ص ۱۱۴، ج ۱)

☆ مسافر اگر منفرد یا امام ہو تو پھر وہ دو رکعتیں ہی پڑھے زیادہ نہ پڑھے۔ اگر اس نے چار رکعتیں پڑھ لیں اور دو رکعتوں پر قعدہ کر لیا۔ تو نماز ہو جائے گی۔ اگرچہ اس نے غلط کیا اور اگر قعدہ اولیٰ نہ کیا تو پھر اس کے فرض باطل ہو جائیں گے اور یہ نماز نفل ہو جائے گی۔ فرض دوبارہ پڑھے گا (ہدایہ، ص ۱۱۳، ج ۱)

☆ مسافر اگر مقیم کی اقتداء کرے گا تو اس کی متابعت کی وجہ سے نماز پوری پڑھے گا (ہدایہ، ص ۱۱۳، ج ۱، کبیری، ص ۵۴۳)

لیکن اگر امام کے اقتداء کے بعد اس کی نماز میں فساد آ گیا اور نماز دوبارہ پڑھنی ضروری ہو گئی تو اب دو ہی پڑھے گا۔ متابعت والی بات ختم ہو گئی اور اب یہ علی حالہ مسافر ہے۔

☆ مستحب ہے کہ مسافر اگر مقیم لوگوں کو نماز پڑھائے تو دو رکعت پڑھا کر سلام پھیرنے کے بعد اعلان کر دے

(اتموا صلاتکم فانا قوم سفر)

اپنی نماز مکمل کرو ہم مسافر لوگ ہیں۔ (ابوداؤد، ص ۱۷۳، ہدایہ، ص ۱۱۴، ج ۱)

☆ مسافر اپنے وطن میں پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا خواہ اقامت کی نیت کرے یا نہ کرے۔ (ہدایہ ص ۱۱۴ ج ۱)

☆ مسافر کسی شہر میں گیا اور اس کا ارادہ ہے کہ کل پرسوں واپس وطن چلا جاؤں گا لیکن کام نہ ہو سکا اور اسی طرح مہینے یا سال گزر گئے تو وہ نماز قصر ہی کرتا رہے گا جیسا کہ صحابہ کرام کے واقعات ملتے ہیں۔ (سنن کبریٰ عن ابن عمر وغیرہا)

چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح آذربائیجان میں چھ ماہ تک رکے رہے اور نماز قصر ہی ادا کرتے رہے۔ (ص ۵۳۳ ج ۲)

☆ ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتداء کر سکتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قرات بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ چاپ کھڑا رہے (درمختار، بہار شریعت، ص ۷۶ ج ۴)

☆ سیاح یا خانہ بدوش جو ہمیشہ گھومتے پھرتے رہتے ہیں اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کریں گے تو نماز پوری پڑھیں گے۔ ورنہ ساری عمر قصر پہ عامل رہیں گے۔ ہاں اگر خانہ بدوش نے ایک جگہ سے خیمہ اکھاڑا اور تھوڑے ہی فاصلے پہ جا کر لگا لیا تو یہ مسافر کے حکم میں نہ ہوگا اور نماز پوری پڑھے گا۔

☆ مسلمانوں کا لشکر دارالحرب (جہاں شعار اسلام پر پابندی ہو اور احکام کفر غالب ہوں) میں داخل ہوا تو اس کا اقامت کی نیت کرنا درست نہ ہوگا بلکہ وہ مسافر ہی رہیں گے اور قصر ہی کرتے رہیں گے (ہدایہ ص ۱۱۳ ج ۱)

۔ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور دونوں مستقل ہوں جیسے مکہ و منیٰ، تو مقیم نہ ہوگا اور اگر ایک جگہ دوسری جگہ کی تابع ہو جیسے شہر اور اس کی فنا تو مقیم ہو جائے گا۔ (عالمگیری، بہار شریعت) (فنا سے مراد شہر کی حدود یا میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کی حدود ہیں) شہر کی فنا سے نکلتے ہی مسافر ہو جائے گا اور واپسی پہ شہر کی فنا میں داخل ہوتے ہی مقیم بن جائے گا۔

(ہدایہ ص ۱۱۳ ج ۱)

☆ نیت اقامت صحیح ہونے کیلئے چھ شرائط ہیں۔

نمبر ۱: چلنا ترک کر دے، اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کر لی تو درست نہ ہوگی۔

نمبر ۲: وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو یعنی اگر جنگل یا دریا یا غیر آباد جگہ پہ اقامت کی نیت کر لی تو درست نہیں ہے۔

نمبر ۳: پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے، اس سے کم مدت ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم نہ ہوگا۔

نمبر ۴: یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو نہ کہ دو جگہوں پر مثلاً ایک جگہ دس دن کی اور دوسری جگہ پانچ دن ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا (جبکہ دونوں مقام مستقل ہوں)

نمبر ۵: اپنا ارادہ مستقل رکھتا ہو یعنی کسی کا تابع نہ ہو جیسے غلام آقا کا یا فوجی لشکر اور سربراہ لشکر کے تابع ہوتا ہے۔

نمبر ۶: اس کی حالت اس کے ارادے کے منافی نہ ہو۔

(عالمگیری، ردالمحتار، بہار شریعت، ص ۷۵ ج ۴)

☆ وطن کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اصلی (۲) اقامت۔ وطن اصلی وہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہوئی یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہ سکونت اختیار کر لی اور ارادہ رکھتا ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔

اور وطن اقامت وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔ (عالمگیری)

ایک جگہ وطن اصلی تھا اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنا لیا اگر تو پہلی جگہ میں اس کے بچے وغیرہ موجود ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں ورنہ پہلا وطن اصلی نہ رہا اگرچہ دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو (درمختار)

ایک وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دے گا یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادے سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنی ہی مدت ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا تو اب پہلا وطن اقامت نہ رہا۔ چاہے دونوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔ یونہی وطن اقامت وطن

اصلی اور سفر سے بھی باطل ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان و اسباب موجود ہے تو وہ بھی وطن اصلی رہے گا (عالمگیری)

وطن اقامت کیلئے یہ ضروری نہیں کہ تین دن کے سفر کے بعد وہاں اقامت کی ہو بلکہ اگر مدت سفر طے کرنے سے پہلے اقامت کرلی تو وطن اقامت ہو گیا (ایضاً)

☆ بالغ شخص کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس شخص کی جائے ولادت نہیں نہ وہاں اس کے اہل وعیال رہتے ہیں تو وہ جگہ اس کیلئے وطن نہیں ہے (شامی)

☆ عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا اس سے زیادہ سفر کرنے کی اجازت نہیں (یعنی بانوے کلومیٹر کا سفر اکیلے نہیں کر سکتی) بلکہ ایک دن کا سفر (یعنی تیس کلومیٹر) بھی اکیلے نہ کرے اسی طرح نابالغ بچے یا معتوہ (جس کی عقل پہ بیماری وغیرہ کا غلبہ آجاتا ہو) کے ساتھ بھی سفر نہ کرے بلکہ بالغ مرد یا شوہر کا ہونا ضروری ہے اور محرم بھی ایسا ہو کہ سخت فاسق بے باک اور غیر مامون نہ ہو۔ (بہار شریعت ص ۴۸ ج ۴)

مسافر کا سنت و نفل پڑھنا

اللہ تعالیٰ نے مسافر کیلئے صرف فرائض میں قصر کی سہولت آسانی اور تخفیف کی خاطر دی ہے تو قصر فرائض کے لوازم میں سے ہے نہ کہ سنن ونوافل کے۔

لہٰذا سفر جاری ہو یا وقت کم ہو یا قافلہ جا رہا ہو۔ الغرض کسی بھی وجہ سے اگر سنن و نوافل ادا کرنے سے حرج لازم آتا ہو تو سنن و نوافل چھوڑ دے اور بلا وجہ نہ چھوڑے کیونکہ فضیلت پڑھنے میں ہی ہے (مصفّٰی شرح موطا از شاہ ولی اللہ)

حضور علیہ السلام سفر و حضر میں صبح کی سنتیں کبھی ترک نہ فرماتے (ایضاً ص ۱۳۶)

اسی طرح حدیث میں ہے اور اس حدیث کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اٹھارہ سفروں میں حضور علیہ السلام کے ساتھ رہا ہوں۔

فما رایت ترك الرکعتین اذا زاغت الشمس قبل الظهر (ترمذی ۱۲۳ ج ۱)

میں نے نہیں دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے دو

رکعتیں کبھی چھوڑی ہوں۔

اسی طرح ظہر کے بعد کی دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر بھی آتا ہے۔

(ترمذی ص ۱۲۳ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کے مسائل

بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کے بارے میں بخاری و مسلم کی حدیث اس کا جواز فراہم کرتی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام (غالباً حجۃ الوداع کے موقع پر) خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ اس میں چھ ستون تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ستون کے پاس ٹھہرے۔ دعا کی اور نماز پڑھی۔

(بخاری ص ۵۷ ج ۱)

مسلم شریف میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اس طرح روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما دخل البیت دعا فی نواحیه کلها ولم یصل فیه حتی خرج فلما خرج رکع فی قبل البیت رکعتین وقال هذه القبلة (ص ۴۲۹ ج ۱)

جب حضور علیہ السلام بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو اس کے تمام کونوں میں دعا کی اور آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی اور جب باہر تشریف لائے تو بیت اللہ شریف کے سامنے نماز ادا فرمائی اور فرمایا یہ قبلہ ہے۔ (شاید اس لئے تا کہ لوگ اندر نماز پڑھنے کو سنت جان کر حرج میں مبتلا نہ ہو جائیں حالانکہ یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ الدین یسر۔

ورنہ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے موقع پہ خاندان ابی شیبہ کے ایک فرد (خانہ کعبہ کے کلید بردار) عثمان بن ابی طلحہ سے چابی منگوا کر بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے دروازہ بند کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت بلال، اسامہ اور عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ جس جگہ کھڑے ہو کر آپ نے نماز ادا فرمائی اس کی حالت حدیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ تین ستون آپ کے پیچھے تھے۔ ایک

دائیں طرف اور دو بائیں طرف تھے)

بہر حال کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کا درجہ اباحت ہے۔ چاہے نماز فرض ہو یا نفل البتہ امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک فرضی نماز کعبہ کے اندر پڑھنا جائز نہیں۔ ان کے مطابق اس طرح کعبہ کے بعض حصوں کو پشت ہوگی (حالانکہ کعبہ کے تمام اجزاء کی طرف منہ کرنا کب ضروری ہے) (ہدایہ ص ۱۲۹ ج ا، در مختار ص ۱۲۸)

کیونکہ جب حضور علیہ السلام نے کعبہ کے اندر نماز ادا فرمائی تو لوگوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ (آپ کی روایت میں نواحیه کلها کے الفاظ میں) نواحی سے کیا مراد ہے تو انہوں نے فرمایا زوایا (زاویہ کی جمع بمعنی کونہ)

بل في كل قبلة من البيت (مسلم ص ۴۲۹ ج ا) بیت اللہ شریف کا ہر کونہ قبلہ ہے۔

☆ اگر کچھ لوگ بیت اللہ شریف کے اندر باجماعت نماز ادا کریں اور بعض مقتدیوں کی پشت امام کی طرف ہو تو بھی نماز ہو جائے گی کیونکہ رخ تو کعبہ کی طرف ہی ہے لیکن اگر امام کا رخ مقتدی کی پشت کی طرف ہو تو جائز نہیں ہے کہ اس طرح مقتدی امام سے مقدم ہو جائے گا اور مقتدی کا امام پہ تقدم ناجائز ہے۔

اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ کعبہ شریف کے ارد گرد مسجد حرام میں جو حلقہ کی شکل میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ امام جس طرف کھڑا ہے اس طرف سے کوئی مقتدی امام سے زیادہ خانہ کعبہ کے قریب ہو گیا تو اس کی نماز نہ ہوئی کہ تقدم علی الامام پایا گیا ہے اور باقی اطراف سے کوئی امام سے زیادہ بیت اللہ کے قریب ہو جائے تو نماز درست ہے۔

(در مختار ص ۱۲۸ ج ا، ہدایہ ص ۱۲۹ ج ا)

بیت اللہ کی چھت پہ نماز پڑھنے کا حکم

یہ ہے کہ کراہت کے ساتھ جائز ہے کیونکہ اس میں ایک قسم کی بے ادبی کا شائبہ ہے اور ومن يعظم شعائر الله کے خلاف کا ابہام ہے۔ حضور علیہ السلام نے جن سات جگہوں پہ نماز پڑھنا مکروہ قرار دیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

فوق ظهر بيت الله۔ (ترمذی ص ۷۷، ابن ماجہ ص ۵۴)

بیت اللہ شریف کی چھت پہ (نماز پڑھنا مکروہ) ہے۔
لیکن اگر کوئی پڑھے تو سترہ کے بغیر بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔

غیر مقلدین کا واویلا

حکیم صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

"بیت اللہ کی چھت پر نماز (پڑھنا) پیغمبر رحمت کی ممانعت (سے ممنوع ہے) عن ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصلى فوق ظهر بيت الله (ترمذی شریف) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے منع کیا۔ (جبکہ) فقہ کا (اس میں) اختلاف (ہے) من صلى على ظهر الكعبة جازت صلوته (ہدایہ باب الصلوۃ فی الکعبۃ) کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنی جائز ہے۔

حضور ﷺ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے منع فرمائیں لیکن فقہ کہے کہ جس نے کعبہ کی چھت پر نماز پڑھی اس کی نماز جائز ہے کیوں جائز ہے جو کام حضور اکرم ﷺ منع کریں وہ کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟ یہ حدیث پر زیادتی ہے۔ (سبیل الرسول ص ۲۳۰)

غور فرمایئے حدیث شریف سے فقہ کا اختلاف تو جب ہوتا جبکہ فقہ میں یہ بیان کیا جاتا کہ بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھا کرو۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ دیکھو حضور علیہ الصلوۃ والسلام منع فرما رہے ہیں اور یہ حکم دے رہے ہیں۔ فقہ میں بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ فقط یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ فقہاء نے فرمایا کہ ہو جائے گی اگر غیر مقلدین کے پاس اس مسئلہ کے خلاف کوئی حدیث ہے تو لائیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ بیت اللہ کی چھت پر نماز نہیں ہوگی۔

دوسرے حکیم صاحب کی دیانت ملاحظہ فرمائیں کہ ہدایہ سے پوری عبارت نقل نہیں کی ہدایہ میں مذکورہ عبارت سے آگے یہ عبارت بھی ہے۔ "الا انه يكره لما فيه من ترك التعظيم و قد ورد النهي عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم"۔ (برہان الدین علی بن

ابی بکر مرغینانی ھدایہ ۱۸۵ ج ۱) یعنی گو نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی کیونکہ بیت اللہ کی تعظیم کے خلاف ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔ دیکھئے اس عبارت سے تو فقہ حنفی میں بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن حکیم صاحب عوام کو فقہ سے متنفر کرنے کیلئے دیانت کا خون کر گئے اور یہ عبارت چھوڑ دی۔

ایک غیر مقلد صاحب فقہ کے اس مسئلہ کے خلاف یہ لیکچر دے رہے تھے کہ بھلا اس مسئلہ کی ضرورت کیا ہے۔ بیت اللہ کی چھت پر کون چڑھا ہے؟ جواب یہ ہے کہ بلا ضرورت تو یقیناً کوئی نہیں چڑھتا لیکن ضرورت کے موقع پر چڑھنے کی نفی نہیں کی جا سکتی مثلاً بیت اللہ کی چھت کی مرمت یا اس کی صفائی کی غرض سے چڑھنا ہو سکتا ہے اور بیت اللہ کی چھت پر چڑھنا خود حدیث سے ثابت ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو چنانچہ آپ نے ظہر کی اذان بیت اللہ کی چھت پر دی تھی۔ ثابت ہوا کہ ضرورت کے موقع پر بیت اللہ کی چھت پر چڑھا جا سکتا ہے اور اس صورت میں چونکہ ترک تعظیم نہیں ہے اس لئے یہ چڑھنا مکروہ بھی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں کہ کوئی شخص ضرورتاً بیت اللہ کی چھت پر چڑھا اور اس نے وہاں نماز پڑھ لی تو اس میں کیا استبعاد ہے؟ اور کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس مسئلہ کی ضرورت ہی نہیں۔

تیسرے: حکیم صاحب نے ہدایہ کی عبارت کا ترجمہ بھی صحیح نہیں کیا، انتہائی غلط ترجمہ کیا ہے اور اسی سے عوام کو دھوکہ میں ڈالا ہے کیونکہ حکیم صاحب نے ترجمہ کیا ہے "کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنی جائز ہے" حالانکہ ترجمہ یہ بنتا ہے کسی نے کعبۃ اللہ کی چھت پر نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی۔

چوتھے یہ حدیث ضعیف ہے لہٰذا اس سے غیر مقلدین کو استدلال کرنا صحیح نہیں۔

(حدیث اور اہل حدیث)

☆ امام کعبہ کے اندر ہو اور مقتدی باہر تو اقتداء صحیح ہے خواہ امام اکیلا اندر ہو یا اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں لیکن دروازہ کھلا ہونا چاہئے تاکہ امام کے رکوع و سجود کا حال معلوم ہوتا رہے اور اگر دروازہ بند ہے مگر امام کی آواز آ رہی ہے تب بھی کوئی حرج نہیں

البتہ جس صورت میں اکیلا امام اندر ہوگا اس میں کراہت کے ساتھ نماز ہوگی کیونکہ امام کا تنہا بلندی پر ہونا مکروہ ہے۔

اسی طرح امام باہر ہو اور مقتدی اندر ہو، جب بھی نماز درست ہے بشرطیکہ مقتدی کی پشت امام کے منہ کی طرف نہ ہو (ردالمحتار، بہار شریعت ص ۹۶، ج ۴)

نماز وتر کے مسائل

☆ نماز وتر واجب ہے اگر کسی نے جان بوجھ کر یا بھول کر ادا نہ کی تو اس کی قضا واجب ہے۔ نماز وتر کی تین رکعتیں ہیں، اس میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے اور اس میں صرف التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر کھڑے ہو جانا ضروری ہے یعنی درود شریف قعدۂ اولیٰ میں نہیں پڑھا جائے گا جیسا کہ مغرب کی نماز میں کیا جاتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت ص، ج ۴)

☆ وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور ہر ایک رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا واجب ہے، بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ یا سورۃ القدر پڑھے۔ دوسری میں سورۂ کافرون اور تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھے۔ (کما فی الحدیث)

☆ غنیۃ اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے کہ نماز وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ (بہار شریعت ص ۷)

☆ جس کو دعائے قنوت نہ آتی ہو تو وہ کوئی اور دعا پڑھ لے مثلاً:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ یا تین مرتبہ اللھم ربنا اغفرلنا پڑھ لے (عالمگیری)

یعنی دعا کی جگہ دعا ہی پڑھی جائے گی بعض لوگ جو تین بار قل ھو اللہ یا سبحان اللہ پڑھ لیتے ہیں وہ درست نہیں ہے۔

☆ اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو واپس آنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی دعائے قنوت رکوع میں پڑھے۔ سجدۂ سہو سے نماز مکمل ہو جائے گی اور اگر رکوع سے واپس قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھی اور پھر رکوع نہ کیا تو نماز تو فاسد نہ ہوگی مگر گنہگار رہوگا۔

Scanned with CamScanner

اگر کوئی شخص صرف فاتحہ پڑھ کر رکوع چلا گیا۔ نہ سورۃ ملائی اور نہ قنوت پڑھی تو حکم ہے کہ واپس آئے اور سورۃ وقنوت دونوں پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سہو کا سجدہ کر کے نماز مکمل کرے۔

اسی طرح اگر سورۃ تو پڑھ لی مگر الحمد پڑھنا بھول گیا تو واپس آئے اور دونوں کو پڑھے
(عالمگیری)

☆ اگر کسی نے بھول کر وتروں کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو اب تیسری میں بھی پڑھے یہی قول راجح ہے (غنیۃ، حلیہ، بحر)

☆ اگر وتر کی نماز دن کے وقت قضا پڑھ رہا ہے تو اس میں قنوت تو پڑھے گا لیکن قنوت سے پہلے جب تکبیر کہے گا تو ہاتھوں کو کانوں تک بلند (رفع یدین) نہ کرے تا کہ لوگ اس کی تقصیر پہ مطلع نہ ہو جائیں اور اس کو لوگوں کے سامنے خفت نہ اٹھانی پڑے (درمختار)

☆ امام کو رکوع میں یاد آیا کہ میں نے تو دعائے قنوت نہیں پڑھی تو واپس قیام کی طرف نہ آئے پھر بھی اگر واپس آ گیا اور دعائے قنوت پڑھ لی تو اب رکوع دوبارہ نہ کرے اور اگر رکوع کا اعادہ کر لیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہ دیا تھا اور دوسرا امام کے ساتھ کر لیا یا پہلا رکوع امام کے ساتھ کر لیا تھا اور اب دوسرا نہ کیا دونوں صورتوں میں مقتدیوں کی نماز بھی ہو گئی (عالمگیری، بہار شریعت، ص ۷، ج ۴)

نماز تراویح کے مسائل

☆ نماز تراویح سب کے لئے خواہ مرد ہو یا عورت بالاجماع سنت مؤکدہ ہے، اس پر خلفاء راشدین نے مداومت فرمائی اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ تم پر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔ نماز تراویح کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور طلوع فجر تک ہوتا ہے۔ نماز تراویح وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد میں بھی لہٰذا اگر تراویح کی کچھ رکعتیں رہ گئیں اور امام وتروں کیلئے کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے اور بعد میں بقیہ تراویح پڑھ لے جبکہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ

صرف افضل ہے اور اگر تراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ نماز عشاء تو بغیر طہارت پڑھی تھی اور تراویح و وتر طہارت کے ساتھ تو عشاء و تراویح پھر پڑھے اور وتروں کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (درمختار، شامی، عالمگیری)

سوال

فقہ کی بہت ساری کتابوں میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہوا ہے کہ اگر کسی نے عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی۔ اگرچہ تراویح با جماعت پڑھیں تو وتر تنہا پڑھے
(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ)

مگر فتاویٰ نوریہ میں حضرت مولانا نوراللہ بصیر پوری علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کی خوب وضاحت کی ہے اور ایسے شخص کیلئے وتر با جماعت پڑھنے کا جواز اور فقہاء کرام کی عبارات میں مطابقت پیدا فرمائی ہے۔ علامہ قہستانی کی ایک عبارت پہ تبصرہ اور ایک سائل مولوی صاحب کو تفصیلی جواب سے نوازا گیا ہے۔ یہ مسئلہ چونکہ عموماً رمضان شریف میں اکثر جگہ کھڑا ہوتا ہے اس لیے ضروری سمجھا کہ پورا فتویٰ ہی اس کتاب میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کی جائے۔

جواب: بلاشک وشبہ وریب (ایسا شخص جس نے ابھی تراویح مکمل نہیں پڑھیں وہ وتروں کی جماعت میں) شامل ہو سکتا ہے کیونکہ ایسی جماعت وتر بالاتفاق جائز و مشروع ہے اور جماعت جائز و مشروع کے ساتھ نماز ادا کرنا بحکم قرآن کریم جائز ہے کہ اس جماعت کے نمازی راکعین ہیں اور اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔ واركعوا مع الراكعين اور حدیث صحیح میں ہے۔ انما جعل الامام ليؤتم به اور یہ بھی ہے وما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا (رواہ البخاری) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الصلوٰة احسن ما يعمل الناس واذا احسن الناس فاحسن معهم (صحیح بخاری، ص ۹۶، جلد ۱) اور اسی بنا پر معتبرات مذہب مہذب حنفیہ متون و شروح و فتاوی و حواشی بالاتفاق ماہ رمضان المبارک میں علی الاطلاق وتر با جماعت ادا کرنے کے جواز و استحباب سے گونج رہے ہیں حالانکہ اگر صرف متون میں ہی ہوتا اور شروح و فتاویٰ میں اس کے خلاف ہوتا تب بھی جائز رہتا کہ

محققین نے تصریح فرمائی کہ مسئلہ متون مسئلہ شروح وفتاویٰ سے مقدم ہوتا ہے۔ علامہ شامی ہی کی متعدد تصریحات سے ایک یہ ہے۔ ان ما فی المتون مقدم علی مافی الشروح و مافی الشروح مقدم علی ما فی الفتاویٰ (شامی ص۶۶' جلد۱) چہ جائیکہ سب یہاں جواز پر متفق ہیں اور مقابلہ میں صرف قہستانی ہے جس کے متعلق علامہ شامی نے فرمایا والقهستاني كجارف سيل و حاطب ليل۔ العقود والدریہ ص۳۵۶' جلد۲ اور ردالمحتار کے رسم المفتی ص۶۵ جلد۱ میں شرح قہستانی کو غیر مستند قرار دیا' ور تصریح فرمائی کہ اس سے فتویٰ دنیا جائز ہی نہیں جب تک کہ منقول عنہ کا علم نہ ہو اور ایسے ہی ثلاثین ص۱۳' جلد۱ میں ہے۔ والنظم منها ومن الكتب الغريبة مثلا مسكين شرح الكنز والقهستاني لعدم الاطلاع على حال مؤليفها (الیٰ ان قال) لايجوز الافتاء من هذه الكتب الا اذا علم المنقول عنه الخ

(یعنی یہ قید نہیں لگائی کہ ہر ایک نمازی فرض عشاء باجماعت ادا کر چکا ہوں تو وتر باجماعت پڑھے ورنہ نہیں حالانکہ اطلاق معتبر ہے اور قاعدہ المطلق یجری علیٰ اطلاقہ نہایت مضبوط قاعدہ ہے۔

اور منقول عنہ کا علم جو کم از کم ظن غالب کے درجہ میں ہو نہیں ہو سکا گو قہستانی نے کمافی المنیۃ لکھا ہے مگر منیۃ المصلی میں تو یہ مسئلہ ہے نہیں' شاید منیۃ الفقہاء یا منیۃ المفتی میں ہو تو یہ نقل کالمجہول ہے۔

اور العقود والدر کے صفحہ مذکورہ میں یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ وہ زاہدی معتزلی کی کتابوں سے استناد کرتا ہے۔ خصوصا واستناده الى كتب الزاهدى المعتزلي۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ زاہدی کی نقل معتبرات کی نقل کا معارضہ نہیں کر سکتی جب تک کسی اور مستند نقل سے مضبوط نہ ہو۔ ونقل الزاهدى لا يعارض نقل المعتبرات النعمانية (الى ان قال) مالم يعضده نقل من غيره تو اکیلے قہستانی کا قول سب اکابر کے مقابلہ میں کیسے معتبر ہو سکتا ہے اور چونکہ شامی اس کے متعلق صراحۃ یہ وضاحتیں کر چکے ہیں تو صراحۃ رد نہیں فرماتے کہ ان وضاحتوں کے بعد اس کی طرف نسبت ہی کافی رد ہے اور یہ

یوں بھی مردود ہے کہ زیادہ سے زیادہ یہ قہستانی کی ایک بحث بنے گی جو اطلاق وتصریح منقول کے خلاف ہے۔ حالانکہ شامی علیہ الرحمۃ کو تسلیم ہے کہ ایسی بحث اگرچہ کسی بہت بڑے معتمد کی ہو غیر معتبر ہے۔ شامی ص۲۵۵' جلد۱ میں فرماتے ہیں وقد قال العلامة قاسم لاعبرة بابحاث شيخنا يعنى ابن الهمام اذا خالفت المنقول۔

تعجب ہے کہ مولوی صاحب (انکار کرنے والے) کہتے ہیں کہ علامہ خود تائید کر رہے ہیں۔ آپ نے دریافت کرنا تھا کہ وہ کون سا تائیدی جملہ ہے۔ میری نظر میں شامی علیہ الرحمۃ نے ذرہ بھر بھی تائید نہیں کی بلکہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ کی تحریرات وتقریرات جو (قولہ لانها تبع) سے (قوله اى يكره ذلك) تک ہیں' ان پر نظر کی جائے تو مسئلہ زیر بحث خود واضح ہو جاتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جماعت تراویح جماعت فرض کے تابع ہے تو اگر فرض جماعت کے ساتھ ادا نہ کئے جائیں تو تراویح جماعت کے ساتھ مشروع نہیں اور اگر فرض جماعت سے ادا کئے جائیں اور تراویح بھی جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں تو اکیلا فرض پڑھنے والا جماعت کے ساتھ تراویح پڑھ سکتا ہے اور ایسے ہی جماعت وتر کے متعلق فرمایا کہ جماعت تراویح کے تابع ہے یعنی اگر جماعت تراویح ہو تو جماعت وتر جائز ہے اور جو جماعت کے ساتھ تراویح نہیں پڑھ سکا وہ اس جماعت وتر میں شامل ہو سکتا ہے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ جماعت سے پڑھنے والوں کی جماعت مشروع ہے تو یہ بھی اس مشروع میں داخل ہو سکتا ہے کیونکہ کوئی مانع نہیں۔ فرماتے ہیں: لان جماعتهم مشروعة فله الدخول فيها معهم لعدم المحذور۔ تو اس سے صاف صاف نمایاں ہے کہ صورت سوال میں اکیلا فرض پڑھنے والا جماعت وتر میں شامل ہو سکتا ہے کہ وہ جماعت والے فرض عشاء بھی جماعت سے پڑھ چکے ہیں اور ان کی یہ جماعت وتر مشروع ہے تو یہ بھی مشروع میں داخل ہو سکتا ہے۔ لعدم المحذور بلکہ یہ قاعدہ لان جماعتهم مشروعة فله الدخول فيها بغیر کسی تفرقہ کے صورت سوال پر بچا آ رہا ہے۔ نیز علامہ شامی کی اس تقریر سے واضح کہ جماعت تراویح میں جو بلا واسطہ جماعت فرض کے تابع ہے اکیلا فرض پڑھنے والا شامل ہو سکتا ہے اور جماعت وتر میں جو جماعت تراویح کے بلاواسطہ

تابع ہے۔ جماعت کے ساتھ تراویح نہ پڑھنے والا شامل ہوسکتا ہے تو جماعت وتر جو جماعت فرض کے بالواسطہ تابع ہے۔ اس میں اکیلا فرض پڑھنے والا کیوں نہیں شامل ہوسکتا؟ کیا تابع کا تابع خود تابع سے جو اس کا متبوع ہے بڑھ جائے گا؟ ھل ھذا الا تحکم۔

اور اگر بالفرض مولوی صاحب (منکر) کی بات مان لی جائے تو اس سے بھی قہستانی کی بات صغیری' کبیری وغیرہما کی تصریح اور معتمدات مذہبیہ کے اطلاق پر راجح نہیں ہوسکتی۔ وذا واضح جدا۔ نیز صغیری' کبیری میں جواز شمولیت کی صریح تصحیح ہے جو علامات افتاء سے ہے۔ صغیری ص۲۱۰ طبع مجتبائی کے لفظ یہ ہیں۔ واذالم یصل الفرض معه قیل لایتبعه فیها ولا فی الوتر و کذا اذالم یصل معه التراویح لا یتبعه فی الوتر والصحیح انه یجوز ان یتبعه فی ذلك کله اور ایسے ہی کبیری میں بھی ہے تو ثابت ہوا کہ شمولیت جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے بلکہ اگر بطریق تنزل سب سے چشم پوشی کرتے ہوئے دیکھا جائے تب بھی صرف ''لا'' عدم جواز کی تصریح نہیں کتب فقہیہ میں ''لا'' جیسے حرام ومکروہ تحریمی کے لئے آتا ہے ایسی ہی مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ کیلئے بھی بولا جاتا ہے۔ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں اسی صفحہ کے حاشیہ پر ولا یصلی الوتر والتطوع بجماعة خارج رمضان۔ اس ''لا'' سے صاحب درمختار اور شامی حرام نہیں سمجھ رہے بلکہ شامی علیہ الرحمۃ اس کو صرف خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہوئے ص۶۶۴ جلد۱ میں فرماتے ہیں: وهو کالصریح فی انها کراهة تنزیهیة تو قول قہستانی میں بھی یہ ''لا'' خلاف اولیٰ کیلئے ہوسکتا ہے تو یہ معنے نسبتاً قہستانی کے حق میں اولیٰ ہے کہ وارکعوا مع الراکعین اور دوسرے دلائل جواز کے صریح مصادم نہ بنے۔

بفضلہ وکرمہ اسی مختصر تقریر سے مہر نیم روز کی مانند واضح ہوگیا کہ صورت مذکورہ میں وہ شخص جماعت وتر میں شامل ہوسکتا ہے اور یہ شمول جائز وروا ہے۔ مجھے زیادہ فرصت نہیں ورنہ اس مسئلہ کی بکثرت کتب معتبرہ مذہبیہ سے اور بھی وضاحت کی جاتی۔ بہر حال طالب حق کیلئے یہی کافی اور عناد کی صورت میں دفتر بھی ناوافی۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبه واله واصحابه و بارك وسلم

امامت وجماعت کے مسائل

☆ غیر معذور مرد کے امام کیلئے چھ شرائط ہیں۔

۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲- بالغ ہونا۔ ۳- عاقل ہونا۔ ۴- مرد ہونا۔ ۵- معذور نہ ہونا۔

۶- قرات (کا اہل ہونا)

عورتوں کے امام کیلئے مرد ہونا شرط نہیں' عورت بھی امام ہوسکتی ہے اگرچہ مکروہ ہے۔ (عامۂ کتب)

☆ امام ومقتدی کے درمیان منبر کا حائل ہونا مانع اقتداء نہیں ہے جبکہ امام کا حال مشتبہ نہ ہو (ردالمحتار)

☆ میدان میں جماعت قائم ہوئی' پہلی دو صفوں سے ابھی اللہ اکبر نہ کہا کہ تیسری صف نے امام کے بعد تحریمہ باندھ لیا تو اقتداء صحیح ہے۔ (ایضا)

☆ معین امام ہی امامت کا حقدار ہے اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو (درمختار) یعنی جبکہ وہ امام جامع شرائط امامت ہو ورنہ تو وہ امامت کا اہل ہی نہیں۔ (بہار شریعت)

☆ امامت کی دو قسمیں ہیں:

نمبر۱: امامت کبریٰ جو لوگوں کو دین ودنیا میں مصالح کی حفاظت کیلئے بطور نیابت کے حضور علیہ السلام کی طرف سے ہوتی ہے۔

نمبر۲: امامت صغریٰ یعنی مقتدی کی نماز کا امام۔

☆ امام کو جماعت کی رعایت کرنی چاہئے اور قدر مسنون سے زیادہ طویل قرات نہ

کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔(عالمگیری)

☆ کسی شخص کی امامت سے لوگ کسی وجہ شرعی کی بنا پر ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضگی کسی شرعی وجہ سے نہ ہو تو کوئی کراہت نہیں بلکہ اگر وہی احق ہو تو اسی کو امام ہونا چاہیئے (درمختار)

یاد رہے! نس بندی کے باوجود آدمی مرد ہی باقی رہتا ہے۔ عورت یا مخنث کے حکم میں نہیں ہو جاتا اس لیے امامت کے مسئلہ میں بھی اس کے احکام عام مردوں کے ہیں۔ اس کی امامت درست اور جائز ہے۔ اگر اس کی نس بندی جبراً کی گئی ہے تو اب تو اس کا قصور بھی نہیں اور اگر اس نے از خود برضا و رغبت کی ہو تو فسق ہے۔ توبہ اور ندامت کے بعد کراہت ختم ہو جائے گی۔ جب تک تائب نہ ہو چونکہ نسبندی ناجائز اور خلق اللہ میں تبدیلی ہے اس لیے فاسق ہونے کے باعث اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ (جدید فقہی مسائل)

☆ عاقل' بالغ' آزاد مرد صاحب قدرت پر جماعت واجب ہے۔ بلا عذر ایک بار بھی جماعت چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق' مردود الشہادت ہے اور اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

(شامی)

☆ جس کی جماعت جاتی رہے اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کر کے پڑھے ہاں مستحب ہے البتہ جس کی مسجد حرام شریف میں جماعت فوت ہوگئی اس پر مستحب بھی نہیں کہ دوسری جگہ تلاش کرے (درمختار)

☆ مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو' اپاہج جس کا پاؤں کٹ گیا۔ فالج زدہ' اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو' اندھا' اگرچہ کوئی اس کو پکڑ کر مسجد میں لے جانے والا ہو' سخت بارش' شدید کیچڑ' سخت سردی و تاریکی' آندھی' مال یا کھانے کے ضائع ہونے کا خطرہ' قرض خواہ کا خوف جبکہ یہ تنگ دست ہو' ظالم کا خطرہ' پاخانہ' پیشاب' ریاح کی شدید حاجت' کھانا حاضر ہو اور نفس خواہش مند' قافلہ نکل جانے کا اندیشہ' مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لئے جائے گا تو اس کو تکلیف ہوگی۔ یہ سب جماعت سے نماز نہ پڑھنے کے

عذر شرعی ہیں۔(درمختار)

☆ نو چیزیں ایسی ہیں کہ امام اگر نہ بھی کرے تو مقتدی کرے اور ان میں امام کی پیروی نہ کرے۔ ۱-تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا۔ ۲-ثنا پڑھنا جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھ رہا ہو۔ ۳- رکوع۔ ۴- سجدہ کی تکبیرات۔ ۵- رکوع و سجدہ کی تسبیحات۔ ۶-تسمیع۔ ۷-تشہد۔ ۸-سلام پھیرنا۔ ۹-تکبیرات تشریق (عالمگیری)

☆ مقتدی نے تمام رکعتوں میں امام سے پہلے رکوع و سجود کر لیا تو ایک رکعت بعد میں بغیر قرات پڑھے (ایضاً)

☆ امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہو گیا مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے (عالمگیری)

جمعہ اور ظہر احتیاطی کے مسائل

☆ جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے (درمختار)

☆ جس شہر پہ کفار کا تسلط ہو وہاں بھی جمعہ جائز ہے جب تک دار السلام ہے (شامی)

☆ جمعہ پڑھنے کیلئے چھ شرطیں ہیں۔ ۱۔ شہر یا فنائے شہر کا ہونا ۲۔ سلطان اسلام یا اس کے نائب کا ہونا جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔ ۳۔ ظہر کا وقت ہونا۔ ۴۔ خطبہ۔ ۵۔ جماعت۔ ۶۔ اذن عام

بڑا گاؤں جس کی آبادی اتنی زیادہ ہو کہ وہاں کے عاقل بالغ مسلمان تندرست اگر اس گاؤں کی بڑی مسجد میں جمع ہوں تو سما نہ سکیں۔ متاخرین کے نزدیک اس گاؤں میں بھی جمعہ جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

جمعہ کے دن چار رکعات نماز اس نیت سے ادا کرنا کہ سب سے پچھلی ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور نہ پڑھ سکا۔ صرف خاص لوگوں کیلئے ہے جن کو فرض جمعہ ادا کرنے میں شک نہ ہو۔ باقی رہے عوام الناس جو اگر ظہر احتیاطی پڑھیں گے تو جمعہ کی ادائیگی میں ان کو شک ہوگا وہ ظہر احتیاطی نہ پڑھیں اور اس نماز کی چاروں رکعتیں بھری پڑھی جائیں اور بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی پچھلی چار سنتیں پڑھ کر ظہر احتیاطی پڑھیں۔ پھر دو سنتیں اور ان چھ سنتوں میں سنت وقت کی نیت کریں (بہار شریعت ص ۵۴، ح ۴ بحوالہ عالمگیری وصغیری، ردالمحتار وغیرھا)

اس سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کے لئے ظہر احتیاطی جائز ہی نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ظہر احتیاطی کی چار رکعتوں میں سنت کی نیت کی جائے گی جبکہ بعض جگہ لوگ پڑھتے ہی

اس نیت سے ہیں کہ اگر جمعہ ہو گیا تو فبہا ورنہ ظہر ہو جائے گی۔ یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ اسی طرح بعض جگہ جمعہ کے دو فرض پڑھ کر پوری ظہر کی نماز پڑھتے ہیں۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

بعض لوگ شہر میں جمعہ پڑھ کر بھی ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اسلامی قانون نہیں۔ یہ بہت ہی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ افراط وتفریط سے بچائے اور علماء کی بات مان کر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ افریقہ میں لکھا کہ جس جگہ جمعہ فرض نہیں وہاں بھی اگر لوگ پڑھتے ہوں تو ان کو منع نہ کیا جائے آخر نام خدا ہی تو لیتے ہیں اور فتاویٰ رضویہ میں علماء متاخرین کے فتویٰ کے مطابق ایسا گاؤں جس کی آبادی اتنی زیادہ ہو کہ اس گاؤں کے عاقل بالغ تندرست مسلمان اس گاؤں کی بڑی مسجد میں جمع ہوں تو سما نہ سکیں اور ان کو نئی مسجد بنانی پڑ جائے۔ ایسے گاؤں میں جمعہ جائز قرار دیا اور فرمایا کہ اگر یہ شرط بھی کسی جگہ نہ پائی جاتی ہو تو اس گاؤں میں جمعہ کی ادائیگی سے فریضہ نماز ادا نہ ہوگا۔

خطبہ جمعہ کی زبان

بعض علماء نے اس مسئلہ کو گول مول کرتے ہوئے بجائے سلجھانے کے الجھا دیا ہے۔ اہل علم کی دلچسپی کے لیے جدید فقہی مسائل کا ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے۔

خطبہ جمعہ کی زبان عربی ہی ہونی چاہئے یا کسی اور زبان مثلاً اردو میں بھی دیا جا سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں اختلاف رائے ہے۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی مشہور رائے ہے کہ عربی پر قدرت کے باوجود غیر عربی میں خطبہ درست ہے۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے دونوں مشہور شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما ایسے آدمی کیلئے اس کی اجازت دیتے ہیں جو عربی پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کے مصنف شیخ ابوالحسن مرغینانی (۵۱۱-۵۹۳) نے نقل کیا ہے کہ بعد میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے بھی صاحبین ہی کی رائے کی طرف رجوع کر لیا تھا اور یہی رائے زیادہ قابل ہے۔

علمائے ہند کی آراء بھی اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی رائے

Scanned with CamScanner

"سفر السعادۃ" میں ان الفاظ میں ہے۔

افضل آنست کہ خطبہ بزبان عربی باشد و نزد امام ابوحنیفہ بغیر عربی نیز جائز
است بہر زمانے کہ باشد و بعضے گفتہ اند از غیر عربی جز بفارسی روا نباشد

بہتر ہے کہ خطبہ عربی زبان میں ہو۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک عربی کے علاوہ بھی کسی اور زبان میں خطبہ دینا درست ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ عربی کے علاوہ صرف فارسی زبان میں خطبہ دینا جائز ہوگا۔

پھر اس سلسلہ میں جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں وہ بھی دو ٹوک نہیں ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ذکر ہے اور ذکر میں مفہوم ہی نہیں الفاظ بھی مطلوب ہوتے ہیں اس لیے اسے عربی ہی میں ہونا چاہئے۔ اس لیے کہ قرآن نے خطبہ جمعہ کی طرف بلاتے ہوئے کہا ہے **فاسعوا الی ذکر اللہ** (الجمعہ) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ ذکر ہی ہے۔ دوسرے صحابہ کرام کا تعامل کہ وہ روم اور فارس کے علاقوں میں بھی گئے مگر مقامی زبانوں کی بجائے عربی میں خطبہ دینے کا معمول رکھا۔

مگر یہ دلائل اس لیے بے غبار نہیں کہ مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے آیت میں مذکور "ذکر اللہ" سے نماز مراد لی ہے نہ کہ خطبہ اور جہاں تک صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل کی بات ہے تو اصولی طور پر محض تعامل، احناف کے یہاں کسی بات کا وجوب ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں ہے۔ دوسرے اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت مسلمانوں کے سیاسی، علمی اور تہذیبی غلبہ کے باعث عربی ایک غالب اور فاتح قوم کی زبان تھی اور لوگ اسے سمجھنے اور سیکھنے کی سعی کرتے تھے جبکہ اب حالات بدل چکے ہیں۔ تاہم اکثر فقہا کا رجحان اس طرف ہے کہ خطبہ عربی ہی میں ہونا چاہئے۔ فقہ حنفی کی متداول کتابوں میں گو کہ اس کی صراحت نہیں ہے مگر بعض علماء متاخرین مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اس کی تصریح بھی کر دی ہے۔ (ایضا)

لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا مؤقف اس مسئلہ میں بڑا دوٹوک ہے اور وہ یہ کہ غیر عربی میں خطبہ بدعت و مکروہ ہے اور خلاف سنت متوارثہ ہے کیونکہ اسلام جب پھیلنا شروع

ہوا تو باوجود اس کے کہ ایسے ایسے ملک اس کے دائرہ وسعت میں آئے کہ وہاں کے باشندے عربی زبان سے قطعاً واقف نہ تھے مگر پھر بھی صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، مشائخ و علماء کاملین سب کے سب عربی میں ہی خطبہ پڑھتے آئے۔ تفصیلی دلائل کے لئے علماء اہل سنت کی کتب کا مطالعہ بالخصوص اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کا فتاویٰ رضویہ زیر مطالعہ رہے۔

☆ جمعہ واجب ہونے کیلئے گیارہ شرائط ہیں۔

(۱) شہری ہونا (۲) تندرست ہونا (۳) آزاد ہونا (۴) مرد ہونا (۵) بالغ ہونا (۶) عاقل ہونا (۷) بینا ہونا (۸) چلنے پر قادر ہونا (۹) قید میں نہ ہونا (۱۰) بادشاہ یا چور یا کسی ظالم کا خوف نہ ہونا (۱۱) بارش اولے یا سردی (نقصان دہ) کا نہ ہونا۔

نماز عیدین کے مسائل

عیدین کی نماز بھی انہی پر واجب ہے جن پر جمعہ فرض ہے۔ اور اس کی شرائط ادا وہی ہیں جو جمعہ کی۔ فرق صرف یہ ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے اور عیدین کا بعد میں عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف اتنا کہنے کی اجازت ہے "الصلوٰۃ جامعۃ" (عالمگیری) بلا وجہ عیدین کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

Scanned with CamScanner

نماز کے اجماعی مسائل

☆ نماز ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

☆ مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد واجب ہوتی ہے۔

☆ نماز فجر کا وقت طلوع فجر (صبح صادق) ہے۔

☆ جس نے طلوع فجر (صبح صادق) کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے نماز فجر ادا کی اس نے اندرون وقت نماز ادا کی۔

☆ میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز اور شب قربانی (لیلۃ النحر) میں (یعنی مزدلفہ پہنچ کر) مغرب اور عشاء کی نماز بایک دیگرو بیک وقت (ملا کر) پڑھی جائیں گی۔

☆ اذان میں استقبال قبلہ سنت ہے۔

☆ کھڑے ہو کر اذان دینا سنت ہے۔

ابوثور بغدادی کے نزدیک بلا عذر بیٹھ کر اذان دینا درست ہے۔ (ابن المنذر)

ابن قدامہ نے المغنی (۴۳۶/۱) میں لکھا ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر اذان دینا علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔ اگرچہ اذان درست ہے کیونکہ اذان خطبہ سے زیادہ اہم نہیں جبکہ بیٹھے ہوئے خطیب کا خطبہ درست و جائز ہے۔ (التحقیق)

☆ نماز بلا نیت درست نہیں۔

☆ نبی ﷺ نماز شروع کرتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

☆ جس نے نماز کیلئے تکبیر تحریمہ کہہ دی اس نے نماز شروع کر دی اور نماز میں داخل ہو گیا۔

☆ جس نے ایک ہی طرف سلام پھیرا اس کی نماز جائز ہے۔

☆ جس نے نماز میں عمداً کوئی بات کہی جو نماز کے ضمن کی نہیں تو اس کی نماز فاسد ہے۔

☆ نماز میں کھانا پینا منع ہے۔

☆ فرض نماز میں قصداً کھا پی لینے والے پر نماز دہرانا واجب ہے۔

☆ ہنسی مفسد نماز ہے۔

ابن سیرین کے علاوہ دیگر علماء کا اجماع ہے کہ اندرون نماز مسکراہٹ مفسد نماز نہیں ہے۔ التحقیق از ابن المنذر

☆ نماز با جماعت میں مقتدی کو سہو واقع ہو جائے تو سجدہ واجب نہیں۔

مکحول کے نزدیک مقتدی پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (ابن المنذر)

☆ اگر نماز میں امام کو سہو واقع ہو جائے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں گے۔

☆ بچوں پر جمعہ واجب نہیں۔

☆ عورتوں پر جمعہ واجب نہیں۔

☆ عورتیں اگر جمعہ میں آئیں اور امام کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر لیں تو ان سے ظہر ساقط ہو جائے گی۔

☆ غیر معذور آزاد بالغ مقیم شخص پر جمعہ واجب ہے۔

☆ جمعہ کی نماز دو رکعت ہے۔

☆ مقیم شخص کا جمعہ چھوٹ جائے تو چار رکعت (یعنی ظہر کی نماز) ادا کرے گا۔

☆ نابینا کی امامت بینا شخص کی امامت جیسی ہے۔

حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے منع کیا ہے (ابن المنذر) لیکن خود ابن عباس رضی اللہ عنہما نابینا ہونے کے بعد بھی امامت کرتے تھے۔ (التحقیق)

☆ مسافر کیلئے نماز میں قصر جائز ہے سفر حج ہو یا عمرہ یا جہاد بشرطیکہ اس جیسے سفر میں قصر کرنا درست ہو لہٰذا ظہر عصر اور عشاء میں دو دو رکعتیں ادا کرے گا۔

☆ مغرب اور فجر کی نماز میں قصر نہیں۔

☆ اگر مدینہ سے مکہ (جیسی مسافت) کا سفر کرے تو وصف ماتقدم کے مطابق قصر کرے گا۔

☆ مسافر ابتدائے سفر میں اپنے گاؤں کی آبادی سے باہر آ جائے تو نماز قصر کر سکتا ہے۔

☆ زوال کے بعد سفر پر جانے والے کیلئے قصر جائز ہے۔

☆ مقیم اگر مسافر کی اقتداء کرے اور مسافر امام قصر کرتے ہوئے دو ہی رکعت پر سلام پھیر دے تو مقیم اپنی نماز پوری کرے گا۔

☆ جو قیام پر قدرت نہیں رکھتا' لازم ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔

اختلاف العلماء (۱/۲۲۷) میں ابن المنذر نے لکھا ہے کہ ایسا شخص حسب طاقت قیام کرے اور الاقناع (ق ۱۵) میں لکھتے ہیں کہ اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو پہلو پر پڑھے۔ (التحقیق)

☆ جو رکوع اور سجود پر قدرت رکھتا ہے بلا ان دونوں کے اس کی نماز درست نہیں۔

☆ عورت پر ایام حیض میں نماز واجب نہیں' لہٰذا اس کی قضا بھی واجب نہیں۔

☆ بسبب حیض رمضان کے متروک روزوں کی قضا عورت پر واجب ہے۔

☆ عورت کو جب ماہواری آنے لگے (یعنی صغیرہ جب بالغہ ہو جائے) تو اس پر فرائض (جیسے روزہ' نماز وغیرہ) واجب ہو گئے۔

☆ مقیم اگر کوئی نماز بھول گیا اور سفر میں یاد آئی تو بلا قصر اس کی قضا کرے گا۔

☆ مدہوش اپنی نماز کی قضا کرے گا۔

☆ لمبے سفر کا مسافر یا ایسا شخص کہ دشمنوں نے اس کا تعاقب کیا ہے سواری پر نماز پڑھے گا۔ (کتاب الاجماع لابن المنذر)

اب آخر میں صرف نماز جنازہ کے مسائل پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ بیماری کا بیان' موت کا بیان' میت کے نہلانے کے مسائل' کفن کے مسائل' قبر و دفن کا مرحلہ' تعزیت کے مسائل'

جنازہ لے کر چلنے اور شہید و شہادت کے مسائل و اقسام جیسا کہ سلف کا طریقہ رہا ہے کہ ان تمام موضوعات پر بھی نماز کی کتابوں میں لکھتے آئے ہیں۔ میں نے بخوف طوالت یہ سارے موضوعات چھوڑ دیئے ہیں اور اب آخر میں اختصار کے ساتھ نماز جنازہ کے مسائل بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ کم از کم ہر نماز کے کچھ نہ کچھ مسائل کا تذکرہ ہو جائے۔ یاد رہے کہ نماز جنازہ کا طریقہ اور اس بارے میں کچھ تفصیلات حدیث کی روشنی میں پہلے حصے (فضائل) کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں۔ یہاں صرف مسائل بیان ہوں گے)

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر ایک یا چند افراد بھی پڑھ لیں گے تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی اور اس نے نہ پڑھی وہ گنہگار ہوگا۔ نماز جنازہ کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اس نماز کیلئے جماعت شرط نہیں۔ ایک شخص بھی پڑھ سکتا ہے اور اس کے پڑھنے سے سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔ نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی شرائط ہیں جو دوسری نمازوں کی ہیں مثلاً مسلمان، عاقل، بالغ، قادر ہونا وغیرہ ہاں ایک بات ایسی ہی جو اس میں زائد ہوا اور وہ ہے موت کی خبر ہونا۔

(عالمگیری، ردالمحتار، بہار شریعت ص ۸۰ ج ۴)

☆ نماز جنازہ میں دو طرح کی شرائط ہیں۔ ایک قسم کا تعلق نمازی سے ہے اور دوسری قسم کی شرائط میت سے متعلقہ ہیں۔

نمازی سے متعلقہ تو وہی شرائط ہیں جو مطلق نماز کی ہیں یعنی نمازی کا نجاست حقیقیہ و حکمیہ سے پاک ہونا، جگہ اور کپڑوں کا پاک ہونا، ستر عورت، استقبال قبلہ اور نیت وغیرہ جبکہ وقت اس میں شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ اس میں رکن ہے نہ کہ شرط (ردالمحتار)

میت سے متعلقہ شرائط یہ ہیں۔ (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) میت کے بدن اور کفن کا پاک ہونا (۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا (کل بدن یا نصف مع سر کے کیونکہ غائبانہ جنازہ جائز نہیں ہے بقولہ علیہ السلام الجنازۃ اذا حضرت کہیں نہیں ہے کہ الجنازۃ اذا غابت جیسا کہ حصہ اول میں گزر چکا) (۴) جنازہ زمین پر یا ہاتھوں پر ہو مگر قریب اگر جانور وغیرہ پر لدا ہوا ہے تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔ (۵) جنازہ نمازیوں کے آگے ہو اگر پیچھے

ہوگا تو بھی نماز صحیح نہ ہوگی۔ (۶) میت کے بدن کا وہ حصہ جس کو زندگی میں چھپانا فرض تھا اب بھی اس حصے کا چھپا ہوا ہونا ضروری ہے۔ (۷) میت کا امام کے محاذی ہونا یعنی اگر میت ایک ہے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ امام کے بالکل سامنے ہو اور اگر چند میتوں کا اکٹھا جنازہ پڑھا جا رہا ہے تو کسی ایک میت کے بدن کا کوئی حصہ امام کے سامنے برابر ہونا کافی ہے۔

(شامی)

☆ نماز جنازہ کے دو رکن ہیں۔ چار تکبیر کہنا اور قیام کا ہونا۔ بغیر عذر کے اگر بیٹھ کر یا سواری پر نماز پڑھی تو نہ ہوئی اور اگر امام یا میت کا ولی بیمار تھا اور اس نے بیٹھ کر نماز جنازہ پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی تو ہوگئی (درمختار)

☆ نماز جنازہ میں تین کام سنت مؤکدہ ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا یعنی سبحانك اللهم و بحمدك (اگر جنازہ والی ثنا نہ آئے تو نماز والی پڑھ لے)

(۲) حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا (اگر جنازہ والا درود شریف نہ آئے تو نماز والا درود ابراہیمی پڑھ لیا جائے)

(۳) میت کے لئے دعا کرنا (اگر نماز جنازہ والی دعا نہ آتی ہو تو نماز والی رب اجعلنی..... دعا پڑھ لی جائے) یہ وضاحت اس لیے کر دی ہے کہ بعض لوگ اس وجہ سے ساکت و صامت کھڑے رہتے ہیں کہ ہمیں نماز جنازہ والی ثناء، درود اور دعا نہیں آتی اور اس طرح جنازے کے ساتھ جانا وضو کرنا اور نماز میں کھڑے ہونا یہ سارے کام تو ہو جاتے ہیں اور ارکان بھی پورے کر لیتے ہیں لیکن سنت مؤکدہ کے ثواب سے محروم رہتے ہیں اور نماز میں پڑھی جانے والی ثناء دعا اور درود تو ہر ایک کو یاد ہوتا ہے خواہ جتنا بھی کوئی گیا گزرا ہو۔

☆ چوتھی تکبیر کہنے کے بعد بغیر کچھ پڑھے ہاتھ کھول دیئے جائیں اور ہاتھ کھول کر سلام پھیر دیا جائے (عام طور پر دایاں ہاتھ پہلے کھولتے ہیں اور ایک طرف سلام پھیرتے ہیں۔ پھر بایاں ہاتھ نیچے کر کے دوسرا سلام کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔)

Scanned with CamScanner

سلام میں فرشتوں اور حاضرین نماز جنازہ کی نیت کر لے جیسا کہ پنجگانہ نماز میں کی جاتی ہے اور یہاں اتنا اضافہ ہوتا ہے کہ فرشتوں اور حاضرین نماز کے ساتھ ساتھ میت کی بھی نیت کی جاتی ہے۔ (فتاویٰ شامی)

☆ تکبیر اور سلام، امام جہر کے ساتھ کہے گا۔ باقی ثناء، دعا، درود آہستہ آواز سے، رفع یدین صرف پہلی تکبیر پہ ہوگا۔ (درمختار)

لفعله عليه السلام عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كبر علی جنازه فرفع يديه فی اول تكبيرة ثم وضع اليمنیٰ علی اليسریٰ (ترمذی، ص ۱۴۷)

وعن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يرفع يديه علی الجنازه فی اول تكبيرة ثم لا يعود

(دار قطنی، ص ۷۵، ج ۲)

دونوں احادیث میں یہی بیان ہوا کہ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے نہ کہ ہر تکبیر پر۔

☆ احق بالامامت (نماز جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حقدار) حاکم وقت ہے (ہدایہ، ص ۱۲۵)

حضرت امام حسین ؓ نے حضرت امام حسن ؓ کی وفات پر نماز جنازہ پڑھانے کیلئے حضرت سعید بن عاص ؓ کو آگے کیا کیونکہ وہ اس وقت مدینہ کے امیر و گورنر تھے

(کبیری، ص ۵۸۴)

حاکم وقت کے بعد قاضی شہر اور اس کے بعد میت کے ولی کا نمبر ہے یعنی میت کا قریبی بیٹا پھر باپ، پھر حقیقی بھائی پھر علاتی بھائی وغیرہ (ہدایہ، ص ۱۲۵)

☆ اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی تو پھر دوسروں کو اختیار نہیں کہ دوبارہ پڑھیں

(ہدایہ، ص ۱۲۵)

☆ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بطور قرات پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ بطور ثناء و دعا پڑھ سکتا

ہے (قاضی خان، ص ۹۳، ج ۱، درمختار، ص ۱۲۲، ج ۱)

حضرت ابن عباس ؓ کا نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا اور یہ فرمانا کہ یہ بھی سنت (ایک طریقہ) ہے اسی نیت سے یعنی بطور ثناء و دعا تھا۔ جیسا کہ عالمگیری ص ۱۷۴، اور درمختار ص ۱۲۲ ج ۱ پہ ہے۔ ولو قرأ الفاتحه بنية الدعآء فلا بأس

☆ جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان سے نماز جنازہ بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ سوائے ایک بات کے اور وہ یہ کہ عورت مرد کے برابر آ کھڑی ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے مگر نماز جنازہ نہیں فاسد ہوتی۔ (عالمگیری)

شہید کی نماز جنازہ

شہید اگر حالت جنابت میں شہید ہو تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت حنظلہ بن ابی عامر ؓ حالت جنابت میں شہید ہوئے تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ فرشتے تمہارے ساتھی کو غسل دے رہے ہیں۔

(مستدرک للحاکم، ص ۲۰۴، ج ۳)

اسی لیے ان کو غسیل الملائکہ کہا جاتا ہے۔

فقہاء نے فرمایا ہے کہ ملائکہ کا غسل دینا ہمارے لئے تعلیم ہے کہ ہم بھی ایسے شہداء کو غسل دیں اور اگر ایسی حالت میں شہید نہ ہوا ہو تو پھر شہید کے جسم سے تمام زائد کپڑے اتار لئے جائیں گے اور باقی کپڑے قمیص، شلوار یا تہبند اس کے بدن پر ہی رہنے دیے جائیں گے اور یہی اس کا کفن ہے۔ انہی کپڑوں کے ساتھ اس کو دفن کیا جائے گا اور اس کو غسل نہ دیا جائے گا۔ (ہدایہ، ص ۱۲۸)

☆ فقہی اصطلاح میں تو شہید وہ ہے جو عاقل بالغ مسلم کسی آلہ جارحہ سے بطور ظلم قتل کیا جائے اور نفس قتل سے مال واجب نہ ہوا ہو، اوپر اس شہید کا حکم بیان ہوا ہے لیکن امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اجر و ثواب کے لحاظ سے شہید کی کئی اقسام ہیں جن میں سے بعض کا ذکر احادیث میں ہے اور وہ احادیث مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہیں۔

(مؤطا امام مالک، ص ۲۱۶، مسلم شریف، ص ۱۴۳، ج ۱، ترمذی شریف، ص ۲۲۳)

Scanned with CamScanner

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اور اس طرح دوسرے کئی ائمہ کرام نے شہید کی تقریباً چھتیس اقسام لکھی ہیں۔ ان تمام شہداء کا غسل، کفن، دفن، جنازہ وغیرہ ہوگا اور عام میت کی طرح ان کے مسائل ہوں گے جو بیان ہو چکے۔ بہار شریعت حصہ ۴ کے آخری صفحات پر شہید کے بارے میں تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

جنازہ کے اجماعی مسائل

☆ بیوی شوہر کو موت کے بعد غسل دے سکتی ہے (بعض حالات میں)

☆ عورت چھوٹے بچوں کو موت کے بعد غسل دے سکتی ہے۔

☆ میت کا غسل، غسل جنابت جیسا ہوگا۔

☆ ریشم کا کفن ناجائز ہے۔

ابن ہبیرہ کی کتاب الافصاح (۱/۱۸۵) میں ہے "دراصل یہ مسئلہ اختلافی ہے کہ عورت کو ریشم کا کفن دینا جائز ہے یا نہیں؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر مکروہ" (التحقیق)

☆ بچہ زندہ پیدا ہوا اور چیخ مارے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

☆ آزاد اور غلام کا جنازہ اکٹھا ہو جائے تو امام کے سامنے آزاد کا جنازہ رکھا جائے گا۔

☆ نماز جنازہ پڑھنے والا تکبیر تحریمہ (پہلی تکبیر) کے ساتھ رفع الیدین کرے گا۔

☆ میت کو دفن کرنا عوام پر لازم و واجب ہے۔ حتی الامکان میت کو دفن کیا جائے گا۔ اگر ایک فرد نے بھی یہ ذمہ داری نبھا دی تو تمام مسلمانوں سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا (ورنہ سب مسلمان گنہگار ہوں گے) (کتاب الاجماع لابن المنذر)

مناسب جانا کہ آخر میں ہفتے کے دنوں کی خصوصی نفلی عبادات کا تذکرہ ہو جائے تا کہ فرصت کے لمحات میں ہر دن کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کی بارگاہ کا قرب حاصل کیا جائے۔

ہفتہ بھر کی نفلی نمازیں اوران کے فضائل

ہفتہ کے دن رات کی نفلی نمازیں

جوکوئی ہفتہ کی رات کو درمیان مغرب اور عشاء کے بارہ رکعتیں پڑھے اور پڑھے ان میں جو چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے بہشت میں ایک محل بناتا ہے اور اس نے گویا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر صدقہ کیا اور یہود کے دین سے بیزار ہوا اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو بخش دے۔ (غنیۃ الطالبین)

ہفتہ کے دن کی چار رکعت نفل ہیں اس دن میں ان چار رکعتوں کو علاوہ اوقات مکروہہ کے جب چاہے پڑھے۔ ہر رکعت میں قل یاایہا الکافرون تین بار پڑھے۔ بعد فارغ ہونے کے آیۃ الکرسی ایک بار پڑھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جوکوئی اس نماز نفل کو شنبہ کے دن ادا کرے اس کیلئے ہر حرف کے بدلے حج اور عمرہ کا ثواب ہے اور ہر حرف کے عوض ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی راتوں کے قیام کا ثواب ہے اور عطا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بدلے ہر حرف کے ثواب شہید کا' اور ہوگا یہ شخص سایہ عرش کے نیچے ساتھ نبیوں اور شہیدوں کے۔ (غنیۃ الطالبین)

اتوار کے دن رات کی نفل نمازیں

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جوکوئی پڑھے یکشنبہ یعنی اتوار کی رات کو بیس رکعت نماز ہر رکعت میں بعد الحمد شریف اخلاص پچاس بار اور معوذ تین ایک ایک بار پھر سلام پھیر کر استغفار سو مرتبہ اپنے اور اپنے والدین کے واسطے پڑھے اور درود شریف سو مرتبہ پڑھ کر

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے اور کہے اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان ادم صفوۃ اللہ وابراھیم خلیل اللہ عزوجل و موسٰی کلیم اللہ وعیسٰی روح اللہ سبحانہٗ و محمدا حبیب اللہ عزوجل۔ تو اس کو کافروں اور مسلمانوں کی گنتی کے موافق ثواب ملتا ہے اور اس کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ امن والوں میں اٹھائے گا اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو بہشت میں پیغمبروں کے ساتھ داخل کرے۔

(غنیۃ الطالبین)

اتوار کے دن چار رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے امن الرسول مکمل رکوع ایک بار پڑھے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جوکوئی اتوار کے دن ان چار رکعتوں کو اس ترکیب سے ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے نیکیاں بعدد نصرانی اور نصرانیہ کے لکھتا ہے اور اس کو ثواب نبی کا عطا کرے گا اور حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا اور ہر رکعت کے عوض اس نمازی کو ہزار نماز کا ثواب بھی ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس نمازی کو دن قیامت کے جنت میں ہر حرف کے بدلے ایک شہر جو مشک سے بنا ہوگا دے گا۔ دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جوکوئی اتوار کے دن بعد نماز ظہر کے چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ اول رکعت میں بعد الحمد کے سورۂ حم السجدہ اور دوسری رکعت میں بعد الحمد کے تبارك الذی پڑھ کر تشہد کرے اور سلام پھیر دے پھر کھڑا ہو اور بعد الحمد کے دونوں رکعتوں میں سورۂ جمعہ پڑھے اور بعد سلام کے حاجت اپنی طلب کرے اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرما کر حاجت روا کرے گا اور دین نصاریٰ سے محفوظ رکھے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

پیر کے دن کی نفلی نماز

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''جو پڑھے پیر کی رات کو چار رکعت' پڑھے اول رکعت میں بعد الحمد کے قل ھو اللہ دس بار اور دوسری میں بعد الحمد شریف کے قل ھو اللہ بیس بار اور تیسری میں تیس بار اور چوتھی میں چالیس بار پھر بعد سلام کے سورۂ اخلاص اور استغفار اور درود شریف پچھتر پچھتر مرتبہ پڑھے۔ پھر اپنے رب سے اپنی حاجت طلب کرے۔ پس حق تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کی حاجت کو اپنے فضل سے

Scanned with CamScanner

پورا کرے" اور اس نماز کا نام نماز حاجت بھی ہے۔ دوسری روایت حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی پڑھے پیر کی رات کو دو رکعت نفل ہر رکعت میں بعد الحمد کے قل ھو اللہ پندرہ مرتبہ اور بعد سلام کے پندرہ مرتبہ آیۃ الکرسی اور پندرہ مرتبہ استغفار تو کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کو اہل جنت سے اگرچہ ہو وہ اصحاب دوزخ سے اور تمام گناہ ظاہر کے اس کے بخش دیئے جاتے ہیں اور ہر ایک آیت قرآن کے بدلے جو کہ نماز میں پڑھی ہے اس کیلئے ثواب حج اور عمرہ کا ملتا ہے اور اگر آئندہ پیر تک مر جائے تو شہید مرتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

جو کوئی پیر کے دن کسی وقت بارہ رکعت پڑھے اور پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے آیۃ الکرسی ایک بار اور بعد فارغ ہونے کے سورۂ اخلاص بارہ بار اور استغفر اللہ بارہ مرتبہ تو ندا کی جائے گی دن قیامت کے اس کو کہاں ہے فلاں ابن فلاں کہ کھڑا ہو اور لے ثواب اللہ تعالیٰ سے پس آئے گا وہ نزدیک خدا تعالیٰ کے دے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہزار حلے جنت کے اور تاج جنتی کہ پہنے گا وہ اس کو اور ہوں گے اس کیلئے ایک لاکھ فرشتے جو جنت میں اس کا استقبال کریں گے اور ہر فرشتے کے ساتھ ہدیہ بے بہا ہوگا اور وہ اس کے ساتھ ساتھ چلیں گے جنت میں یہاں تک کہ ہزار نورانی محلوں پر سے گزرے۔ ایک نماز دو رکعت کے ساتھ بروقت بلند ہونے آفتاب کے بھی اور آئی ہے اسی میں بعد الحمد کے کہ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار قل ھو اللہ ایک بار معوذتین ایک بار پڑھنی فرمائی ہے اور بعد سلام کے استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ اور درود شریف دس دس مرتبہ پڑھے۔ تمام گناہ اس کے بخش دیئے جاتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

منگل کی فضیلت اور اس دن کی نفلی عبادت

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی منگل کی رات میں بارہ رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد کے اذا جآء نصر اللہ پانچ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایسا بڑا مکان بنا دے گا جس کی وسعت دنیا سے سات حصہ زیادہ ہوگی۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی منگل

کے دن بعد ارتفاع آفتاب دس رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے تو اس کے اوپر ستر دن تک کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا ہے اور اگر مرا ان ستر دنوں کے اندر تو شہید مرا اور ستر برس کے گناہ اس کے بخش دیئے گئے۔

(غنیۃ الطالبین)

بروز بدھ کی نفلی نمازیں بمعہ فضائل

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو بدھ کے دن بارہ رکعت وقت بلند ہونے آفتاب کے یعنی بعد نماز اشراق کے پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار اور معوذتین تین بار پڑھے تو ندا کرتا ہے اس کو فرشتہ نزدیک عرش کے کہ اے بندۂ خدا نئے سرے سے شروع کر اپنے عمل کو پس تحقیق بخش دیا تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اور اللہ پاک دور کرتا ہے اس سے عذاب قبر اور اس کی تنگی اور اس کے اندھیرے کو اور دور کریگا قیامت کے دن اس کی تکلیفوں کو اور اس دن اس کا عمل مثل نبیوں کے اٹھایا جائے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

جو کوئی بدھ کی رات میں دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ اول رکعت میں بعد الحمد کے قل اعوذ برب الفلق دس بار اور دوسری میں قل اعوذ برب الناس دس بار تو اترتے ہیں آسمان سے ستر ہزار فرشتے لکھتے ہیں واسطے اس کے ثواب قیامت تک۔ (غنیۃ الطالبین)

جمعرات کی فضیلت بمعہ نفلی عبادت

اس رات میں جو کوئی درمیان مغرب اور عشاء کے دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد کے آیۃ الکرسی پانچ بار اور قل ھو اللہ پانچ بار اور معوذتین پانچ پانچ بار پھر نماز سے فارغ ہو کر پندرہ بار استغفار پڑھے اور اس کا ثواب ماں باپ کی ارواح کو بخش دے تو اس نے ماں باپ کا حق ادا کیا اگرچہ ہوں ماں باپ اس کے ناراض دنیا میں اور عطا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس نمازی کو ثواب صدیقوں اور شہیدوں کا۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی جمعرات کے دن درمیان ظہر اور عصر کے دو رکعت اس طرح پڑھے کہ اول رکعت میں بعد

الحمد شریف کے آیۃ الکرسی سو مرتبہ اور دوسری رکعت میں بعد الحمد کے قل ھو اللہ سو مرتبہ اور بعد فراغ نماز کے درود شریف سو مرتبہ تو عطا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب مثل روزہ رکھنے والوں رجب اور شعبان اور رمضان کے۔ ہوگا واسطے اس کے ثواب مثل حاجیوں کعبہ شریف کے اور دی جاتی ہیں اس کو نیکیاں بعدد مومنین کے۔ (غنیۃ الطالبین)

جمعہ کی نفلی عبادت اور اس کی فضیلت

فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ جو کوئی جمعہ کی رات میں درمیان مغرب اور عشاء کے بارہ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھے تو گویا اس نے بارہ برس تک اللہ پاک کی عبادت کی جس کے دنوں میں روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا۔ دوسری روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یوں آئی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ کر بعد سنتوں کے دس رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے قل ھو اللہ ایک مرتبہ اور معوذتین ایک ایک بار پھر بعد سلام کے وتر پڑھے اور سو رہے اوپر پہلوئے راست اپنے کے قبلہ کی طرف منہ کر کے تو گویا اس نے زندہ کیا شبقدر کو اور اس رات میں درود شریف کی بھی کثرت کرے۔ (غنیۃ الطالبین)

جمعہ کا سارا دن عبادت کا دن ہے۔ اول تو اس دن چاشت اور اشراق کی ہی نماز کا ثواب علاوہ اور دنوں کے زیادہ ہے کہ دو رکعت پر دو سو نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوتی ہیں اور دو سو برائیاں دور کی جاتی ہیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی چار رکعت پڑھے اس کو چار سو درجے جنت میں عطا ہوں گے اور اگر آٹھ رکعت نفل پڑھے تو اس کے آٹھ سو درجے جنت میں بلند کیے جائیں گے اور تمام گناہ اس کے بخش دیئے جائیں گے اور اگر بارہ رکعت پڑھے تو بارہ سو نیکی لکھی جائیں گی اور بارہ سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور جو شخص درمیان ظہر اور عصر کے دو رکعت پڑھے۔ اول رکعت میں بعد الحمد شریف کے آیۃ الکرسی ایک بار اور پچیس مرتبہ قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں بعد الحمد شریف کے قل ھو اللہ ایک بار اور قل اعوذ برب الفلق بیس بار اور بعد سلام کے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پچاس مرتبہ تو یہ شخص نہ مرے گا جب تک کہ

اپنے رب کو خواب میں نہ دیکھ لے اور اپنی جگہ کو بہشت میں نہ دیکھ لے۔ (غنیۃ الطالبین)

مکتوب حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ جمعہ کے دن جو کوئی چار رکعت نفل ایک سلام سے جس وقت چاہے اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد کے آیۃ الکرسی ایک بار انا اعطیناك پندرہ بار بعد نماز کے درود شریف سو مرتبہ پڑھ کر اس دعا کو ایک بار پڑھے:

اللھم یاسابق الفوات یا سامع الصوت و محیی العظام بعدالموت صل علی محمد وعلی اله واجعل لی خرجا و مخرجا مما انا فیه انك تعلم ولا اعلم وانت تقدر ولا اقدر وانت علام الغیوب یاراحم العطایا وغافر الخطایا سبوح قدوس ربنا ورب الملئکة والروح رب اغفر وارحم و تجاوز عما تعلم فانك انت العلی الاعظم یاساتر العیوب یا ذاالجلال والاکرام یا ارحم الراحمین وصلی الله علی محمد واله اجمعین تو اللہ پاک اس کی نمازوں فائتہ کا جن کے عدد معلوم نہیں، کفارہ کرے گا۔

(رکن دین کتاب الصلوٰۃ، ص ۱۸۳)

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنورالایمان و شرح صدور الکاملین بالایقان و فضل السالکین بالعرفان واعلی درجة الذین ابلغوا القراٰن فی الاقران اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی اٰله واصحابه وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی عباد الله الصالحین الی یوم الدین۔

اللھم اغفر لجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات والحمد لله رب العالمین برحمتك یاارحم الراحمین